سن ابتداے یکم جنوری سنہ ۱۸۹۹ء لغایۃ آخر دسمبر سنہ ۱۸۹۹ عیسوی

مطبع فیض منبع شام اودھ مین چھپ کرطیے

اباجان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۱

طریق بود و باش

سائیس اور کوچبان کی تنخواہ سال میں ایک مرتبہ ہندوؤن کی برسی کے اصول پر ملا کرتی ہے اور سال بھر وہ لوگ گھوڑون کے ساتھ بطور ہمدرد خاندان اجمالی کے معطل میں رہا کرتے ہین گھوڑون کی نزاکت کی کیفیت مین قبل اسکے بیان کر چکی ہون - اگر جس حد تک وہ دبلے ہین اسی حد تک سائیس اور کوچبان تیار ہین کیونکہ دانے کا ایک ثلث فقط گھوڑون کو ملتا ہے اور باقی تین ثلث انکے پیٹ مین جاتا ہے -

گاڑی پر اباجان اچھے یا ہندوستانی رؤسا کا قاعدہ ہے کبھی تنہا سوار نہیں ہوتے بلکہ سواری کے وقت گاڑی پر ایک مجمع خاص خاندانی اگر نہین تو مجمع خلائق ضرور ہوتا ہے - جب ہر شخص کو گاڑی مین جا شریف آدمی آرام اور اطمینان سے بیٹھ سکتے ہین اس مین خدا جھوٹ نہ بلوائے دس آدمی مصاحب اور اچھا ہی قسم کے سوار ہوتے ہین پھر ان مین مختلف تن و توش کے لوگ ہوتے ہین - ایاس میر باقر علی صاحب ہین اباجان کے مصاحبون مین جنکا وزن ماشاءاللہ سے ۳ من ۲۴ سیر ہے اور جن کی لپیٹ سوا پانچ گز کی ... ڈھائی چھ گز سے کم مین فلالین کی قمیص نہین تیار ہو سکتی - ان کا بھی اکثر ساتھ جانا ضرور ہے یہ لوگ گاڑی پر نہین سوار ہوتے بلکہ تجارتی مال کے بستون کی طرح لادے اور سجائے جاتے ہین گاڑی مین کسی کے ہاتھ مین خاصدان ہے کوئی تنباکو کی ڈبیہ کھول رہا ہے کسی کے ہاتھ میں دو تین بٹیر ہین اور وہ اُن کو مل دل رہا ہے - کوئی چھوٹی گڑگڑی دھر ہوئے ہے اور اباجان کو پلا رہا ہے کسی کی گود مین کپڑے کی گٹھری رکھی ہوئی ہے کوئی افیون کی ڈبیہ سے گولی نکالکر دوسرے کو دے رہا ہے - یہ سمان گاڑی مین سیر کرنے کے وقت کا ہے زور زور سے باتین ہو رہی ہین ٹھٹھے اڑ رہے ہین قہقہون کی آواز گاڑی کے پہیے کی آواز سے ملکر عجب لطف دیتی ہے - گاڑی پر ایک مہذب شخص کو ہونے کے سانگ کا دھوکا ہو سکتا ہے اور دیکھنے کی غیر اخلاقی کی مس کی چوکی کی پھبتی بھی ہو سکتی ہے اس گاڑی کے سوار ہونے والون پر خدا نخواستہ کسی روز جان... کا تعمد مرحل نہ ہوا ہے - مجھے اسی کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا ہے - گاڑی سے گدھے کا کام لینا یہ سب ہی شہر کے رئیسوان پر ختم ہے انگریز ... دوسرے مہذب قوم کے لوگ انکو اس بے تمیزی سے سوار ہوتے ہوئے دیکھکر اپنے دل مین کیا کہتے ہونگے -

نوکر ... سال ... کبھی ... اور بہی خوش قسمتی سے تین قسطون مین تنخواہ ملتی ہے مگر کبھی اُن کی تنخواہ کا بقایا پوری طرح ادا نہین ہوتا - اور اتفاقاً ہر نوکر کی سال بھر کی تنخواہ ہمیشہ چڑھی رہتی ہے وہ لوگ فاقہ سے تو مر نہین سکتے چوری سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہین - لباس سے اُن کو کوئی زیادہ سروکار نہین - ایک میلی دھوتی باندھے رہتے ہین - اور اس سے زیادہ ترقی کی تو ایک آدھ میلی چادر یا مرزئی بھی سہی - صورت سے فقیر معلوم ہوتے ہین - چنانچہ بعض لوگون نے ان کو بازار مین گدا سمجھ کر خیرات دینے کا قصد بھی کیا تھا - جب تہوار کی نوبت آئی تھی - تو پیسہ آنے سے اُن کے بدن سے ایک قسم کی صحت سوز بدبو آتی ہے جس کا تحمل تمیزدار اور صحیح المزاج آدمی مشکل سے کر سکتا ہے بلانے پر بہت کم یہ نوکر آتے ہین - جب بلاتے بلاتے بلانے والے کا گلا پھٹ جاتا ہے تب کہین یہ اپنی جگہ سے کچھ بڑبڑاتے ہوئے آتے ہین اور نہایت بے التفاتی اور بدسلیقگی سے ہر کام کو کرتے ہین - گالی سننے کے مشتاق ہین اور فرط بے غیرتی سے ان پر گالی کا کوئی اچھا اثر نہین ہوتا ہے - ہر نوکر کے ساتھ اوس کا لڑکا یا کوئی عزیز رہتا ہے اور سرکاری باورچی خانے سے اون کو بغیر اباجان کی اجازت و اطلاع کے کھانا ملا کرتا ہے - نوکر کے بہت بڑے تین کام ہین چلم کا بھرنا پاخانے مین یا حاجتی پر لوٹا رکھ آنا اور منہ دھلا دینا - ہر ایک نوکر شدت سے بدتمیز بدزبان - کام چور - بے ادب - اور خردماغ ہے اباجان ... مین موقع پاکر دم لگاتا ہے اور مصاحبون کے ساتھ تو اکثر بیٹھکر حقہ نہایت تسکین سے پیتا ہے - کسی کام مین جانے کا نام سنکر اسکو فوراً بخار آتا ہے اور اگر جبراً بھیج گیا بھی تو اوس کام کو بغیر انجام دیے یا خراب طرح سے کرکے چلا آتا ہے - ارباب نشاط کے بلانے یا آنے جانے کے متعلق کام نوکرون سے ہر ایک نہایت دلچسپی کے ساتھ کرتا ہے اور قوم ساقی جملہ نازک اور دقیق مراتب کے ساتھ بہت ہی عمدہ طور سے برتتا ہے - ان مین سے جنکی ماں بہنین اندر ہین وہ تو بلا مبالغہ اپنے کو سکندر ہی سمجھتا ہے - اور اس آرام سے رہتا ہے کہ اور عام نوکر اُسکا رشک کرتے ہین -

غسل سے اباجان کو نہایت درجہ کی نفرت ہے اور وہ غسل کو ایک خطرناک اور پُراذیت چیز سمجھتے ہین - اُنکو شاید عیدین کے سوا سال مین دو تین بار غسل کی نوبت آتی ہوتو ہو - اُن کے غسل ... بڑا اہتمام ہوتا ہے ... تین روز آگے سے ... سامان تیار کیے جاتے ... اور گویا ایک دن غسل کرنے مین تمام ہوتا

ہے غسل کے لیے پہلے استخارہ کیا جاتا ہے
منجم صاحب سے صلاح ہوتی ہے۔ دن تاریخ
مقرر کی جاتی ہے۔ چنانچہ ابھی اس مہینہ میں
ستیے مہین غسل کی تقریب سے انتظام ہو چلا ہے کہ
وہ خوشی اندر سے باہر تک ہوتی ہے جیسے کسی
بڑی مہم کے سر ہونے پر لوگوں کو ہوتی ہے۔ یہی
شہر میں عموماً رؤسا کا معمول نہیں ہے کہ
بلا ضرورت شدید شرعی کبھی غسل کریں یہاں
واللہ زندہ دن کے غسل میں مردوں کے غسل
سے کہیں زیادہ اہتمام اور دیر ہوتی ہے۔
کپڑوں کا بدلنا یہ بھی روز ضروری نہیں
چنانچہ ابا جان ہفتہ میں دو تین بار کپڑے
بدلتے ہیں۔ گرمی میں انکو تکلیف ہوتی ہے
اور اکثر اسکے شاکی رہتے ہیں۔ اس شہر میں
خدا کے فضل سے ایسے ہی بہت سے رؤسا
ہیں جو برسوں کپڑے نہیں بدلتے۔

راقم - تہذیب افروز بیگم

نمودہ صبح دگر امروز شاہد مقصود
دگر پیالہ بپرداز مے ولا مبارک باد

(نئے سال اور بڑے دن میں پنچ کا دربار)

واہ حضرت کیوں نہ ہو یہ شعر تو پنچ
نے خوب فرمایا۔ واللہ ہے آپ تو بڑے عالی دماغ
شاعر معلوم ہوتے ہیں۔ اور دو معنی کہتا ہے۔
اجی دو معنی کیا یوں نہیں کہتے کہ اچھا خاصا
چوبیسہ ہزار معنی۔ آپ کی ہی وہی مثل ہوئی کہ
پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔ اچھا تو اتنا
خفا نہ ہوجیے۔ یہی سہی۔ فرمائیے۔ اجی فرمانا
کیا ہے۔ آگے آگے ۱۸۹۸ء اور پیچھے پیچھے ۱۸۹۹ء
اتنا کہنا تھا کہ سواری سعد قدم
موجود ہوگئی۔ اب کیا تھا وہ چہل پہل۔ وہ
گہما گہمی۔ وہ دھوم دھام۔ ایک کی رخصت کا الم۔
دوسرے کی آمد کی خوشی۔ رنج و ملال غٹ پٹ
شادی و غم توام۔ سردی میں گرمجوشی سے یہ
طرح یہ کہ نواب گورنر جنرل کی آمد۔ ایک دل
اور ہزار خوشیاں۔ نشاط و طرب سے کیونکر تیاں
نہ سمائیں۔ جدھر دیکھیے چوکٹھے چھپے۔ ز شور
انبساط سے عالم کا رنگ ہی جدا ہے۔ اور تو
اور زلفیاں ضعیف کی لغزش میں رقص کا
لطف۔ اور واعظ تسبیح کی کھٹا کھٹ میں
تال دھم کا مزہ آتا ہے۔ اچھے اچھے اہل سوگ
اور غمگینوں نے لباس ماتمی کی دھجیاں اڑا کر
زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ وہ دیکھو
لڑیاں چپڑ صفائیں کہ خود مجسم آفتاب بن گئے
ساقی او زاہدوں نے آج اپنی کرامت دکھائی
ہر لب سے اعجاز کا غلغلہ بلند ہے۔ واہ ۔

مستان کہ خوشہ انگور آب میسازند
ستارہ می شکنند آفتاب میسازند

غرضکہ ہو ہو ہو۔ امیر فقیر۔ بیس غریب لیکر
چاہکر نہ نالنے رنڈیاں منڈیاں لونڈیاں
بچہ بوڑھے غیرہ غیرہ جو خوش ہو
ناخوش کہ اسکہ بہت خوش نا خوش کوئی نو جو
گا رہا ہے کوئی مبارک باد الاپ رہا ہے۔
کوئی خالی خولی تالیاں بجا رہا ہے کہیں مش کا
زنخ کھٹ گیا۔ ڈلیاں تخفیف میں تراش
ڈالی گئیں۔ رنگترے۔ نارنگیاں ڈبل کی
دو دو سب سیو سے سستے۔ کس نے پرسد
کے گھاٹ اترتے ہوئے اور تو اور گروہ
کے گروہ بڑے دن کی خوشی میں حضرت
پنچ کے ہاں ڈالی لیکر پہنچے چونکہ خاطر شکنی
مقصود نہ تھی۔ ہر شخص جوے گیا بخوشی منظور
کرکے خلعت حسب لیاقت عطا ہوا۔

پہلا درجہ

رنڈیاں

سب سے پہلے بی پھپتی سایہ پوٹ
نو زنگے سینک سے آراستہ ہو۔ ایک بڑی
فٹن پر سوار ہوکر مع انس بہن در دولت پر
حاضر ہوئیں۔ حکم ہوا آنے دو۔ ان نیک بخت کا
ستارہ حسن ڈوب چلا ہے۔ پٹ قہر کا زمانہ کچ
گالوں میں گڑھے پڑ گئے ہیں۔ بڑی مچھر سے کھلے
سوا بدن میں کچھ نہیں (مگر سنا گیا ہے دو جی سے
ہیں) اسے چاہے نزاکت کہیے یا بڑھاپا تصور
فرمائیے۔ انہوں نے آتے ہی ایک بنڈل ان چیتھڑوں
کی رتو یوں کا جو کسی وقت میں گھوڑیوں پر ڈالی
گئی تھیں اور جس میں عاشقان صادق کے
نام درج تھے لاکر پیش کیا۔ اور آہ آہ کر کے
کہنے لگیں۔

یہ تحفہ مرا پنچ کیجیے قبول
سے لائی ہوں یہ خاک دھول

پنچ بہادر نے دعائے گنج العرش۔ دعائے جوشن
صغیر و کبیر۔ بندر کی کھوپڑی۔ ریچھ کے بال
بلّا کا کھپرچ۔ شیر کے ناخون۔ مرا ہوا گرگٹ
خلعت عطا کرکے رخصت کیا۔ ان کے بعد بی
تعب مصری گردہ اٹھانے والے ٹھیلے پر لد کر
حاضر ہوئیں۔ اردلی میں سوار ساتھ۔ حکم ہوا
آنے دو۔ یہ بھی بہت پرانی گرو وہ رنڈی
ہیں۔ زمانہ کے نشیب فراز سے خوبی واقف
ہیں۔ اب کرتب خوب جانتی ہیں۔ ان سے عابد
میں اور کچھ تو ہو نہ سکا دو ڈبل کی افیون ایک
پیسہ کا شہد لیکر حاضر ہوئیں۔ پیش کیا۔ اور نخرہ
کی ادا سے اوں اوں کرکے فرمانے لگیں۔

سال نو کا تمہیں ہو بار مبارک ہووے
ایسا دو بار گھر بار مبارک ہووے

چونکہ انکی کمان اتر چکی تھی اسوجہ سے انکو ایک
کلام مجید دیا گیا اور حکم ہوا یہ سال حافظ
ہوکر دربار میں حاضر ہونا۔
ان کے جاتے ہی بی تتلی ایک عمدہ
گاڑی پر سوار ہوکر حاضر ہوئیں۔ انکا کیا کہنا
ان کا نام لیتے ہی منہ سے رال ٹپک پڑتی
ہے۔ ایک حسین اور بلا کی حسین ہیں انہیں
کے واسطے حضرت ریاض نے کہا ہے۔

دنیا کی بڑی ہی میں نگاہیں ریاض پہ
کس نوک کا جوان ہے کس آن بان کا

اس پدمنی کی زلف دراز کے پھندے گلے مین پھانسی کا کام دیتے ہین۔ اسکی بھولی بھولی پیاری پیاری صورت بڑے بڑون کو اپنی محبت کے تیرہ و تار کنوئین مین ہاروت و ماروت کی طرح قید کرلیتی ہے۔ اسکی خوبصورت کٹورا سی آنکھین ۔ فتنلا یا یخ کا عمل یاد دلاتی ہین۔ غرضکہ یہ ساحرۂ فن پدمنی ہمہ تن نازو غمزہ بنی سر سے پیر تک شرم مین ڈوبی۔ لجائی ہوئی گاڑی سے اُتر کر سامنے حاضر ہوئی۔ اور آنکھین نیچی کیے بیٹھ گئی۔ پوچھا گیا کہان چلین؟ جواب دیا۔ دسبے نہین نہین مین بھی مبارک باد کو چلی آئی۔ اس کے بعد ایک کاغذ نکال کر حضور مین پیش کیا جس مین یہ شعر لکھا تھا۔ ~

خیر سے نناوے آئے خوشی کا جوش ہے

آدمی کیا چرخ نیلی تک گلابی پوش ہے

جیسے یہ خالی خولی آئین تھین پنچ سنے بھی تو مرا بہ سخن خوش کردی من ترا بہ سخن خوش کردم پر عمل کرکے یہ شعر لکھہ کر دے دیا۔ اور رخصت کیا۔ ~

تمہین سال بھر تک یہ ٹھسا مبارک

تمہین ناز و غمزے کا رسا مبارک

ان کے جانے کے بعد بیا عرف شی۔ شی۔ دردولت پہ حاضر ہوئین

ان کا ظاہر و باطن دونون اچھا۔ اسی وجہ سے لوگ ان پہ بے طرح ریجھے ہوئے ہین۔ اور کیون نہ ریجھین۔ اس وقت تو بیگم سخانم۔ وزیرزادی بادشاہزادی جو کہیے یہی ہین۔ ان کی سواری ہی شاہد ہے کہ یہ کیا ہین۔ انہون نے آتے ہی کئی لاکھ روپیہ کی خالی تھیلیان پیش کین۔ اور بہت فصاحت کے ساتھ محبت آمیز گفتگو کرتے کرتے تاش لیکر بیٹھ گئین دن کی خوشی مین کھیلنے لگین۔ جب ہار جیت کسی طرف نہ ہوئی تو یہ کہکر روانہ ہوئین۔ ~

حلوے مانڈے سے مجھے اپنے غرض ہے نہ خوشی

اپنا اپنا تمہین گھر بار مبارک ہووے

چلتے وقت ۔۔۔ ریت تو پر عطا ہوئی اور حکم ہوا کہ جو پنچ سے چھیڑنا سیکھ دیا اُسکا امتحان لیا جاویگا۔

ان کے بعد چپڑاسی بی چھپکلی کا کارڈ لیکر گیا حکم ہوا حاضر ہون۔ ان بی صاحبہ کی بھی حسن کی دوپہر ڈھل گئی ہے رنڈی ہونے کی وجہ سے کیسے کہ یہ تعریف زوال نگر ہے تو سے کچھ بھی نہین۔ یون چوبہرا تو تہرا ضرور ہے۔ آنکھین تو پالشی ہین کیا مجنے کہ کالی شہرے اگر ڈبی نہین تو جوتی بھی نہین ہین۔ خیر صاحب یہ اس ہیئت سے آئین کہ ایک ہاتھ مین لمپ دوسرے مین خینڈ دکا قوام ۔ بغل مین جُھبور جس سے چاند ۔ پلایا جاتا ہے) دیاسلائی کی ڈبیا محرم مین ۔ آتے ہی جھٹ پٹ سامان لیس کیا نیزہ پر چلم لگاکے قوام رکھا دیا سلائی سے لمپ جلا کر چاند دسلگایا اور پنچ سے مخاطب ہوکر کہنے لگین۔ ~

ایسے مشتاق کو پلواتی ہون خینڈو بھر بھر

پنچ کو بھی یہ دمھوان دار مبارک ہووے

جواب ملا۔ ~

بی چھپیا کو مبارک رہے گھر گھر دورہ

پنچ کو بھی یہ دھوان دھار مبارک ہووے

اس کے بعد حکم ملا کہ بی چھپیا یا چھپکلی اب تمہارا یہان کوئی گاہک نہین ہے حسن بھی ماند پڑ گیا ہے۔ بہتر ہے اب اودبتی مین جاکر رہو۔ اس کے بعد ایک سلین خلعت عطا ہوا۔

اس کے بعد ہیرا نے لحن داودی مین خبر دی کہ بی کالی جی آتی ہین اور سواری قریب ہے ان کی آمد آمد کی خبر سنکر خیال ہوا کہ کوئی بڑی بات ہوگی۔ مگر واہ رے

چو دُم بر داشتم مادہ بر آمد

ایک کالی کلوٹی سوکھی امچور جیسے کھٹائی یا جلا ہوا تیل کا گاگا۔ آگے موجود ہوئی

اور دے جوڑے ہاتھی کی ہڈیان تحفہ مین لائی حکم ہوا بیٹھو۔ جواب ملا بیت خوب محرم مین سُنا دُنگی۔ اور سے کہا گیا بیٹھ جاؤ۔ جواب ملا ساون مین جھولا جھولین گے ابھی دن نہین ہین۔ پوچھا بہری ہو۔ جواب ملا اب کون پوچھیگا اب تو کوئی جھوٹے ہاتھون بھی نہین مارتا ہے اپنا دھن دولت دے کے جسکو چاہون بُلالون دارا ساماں اب کہان۔ ~

وہ دن گزر گئے وہ ہوائین بدل گئین

حکم ہوا نکال دو۔ نکال دو۔ اور کان مین لگانے کا ٹوٹکا جس سے بہرے سُنتے ہین دیدو

ان کے بعد بی بینا کی سواری مع انکی صاحبزادی بی گونی کے دردولت پر زیور کی شکل مین حاضر ہوئی۔ مان تو خیر۔ مگر بیٹی البتہ بڑے باپ کی بیٹی ہے۔ تو وجہ کیا کہ نقرہ تقدس تصوف۔ اور دُنیاداری سے جوڑ کہا کر دنیا کے ہتھیٹر مین آئی ہے۔ اس مناسبت سے اگر اودھ باڑی لڑکی کہا جائے تو بہت مناسب ہوگا۔ ہان صاحب یہ بھی حسین۔ بلکہ ڈبل حسین ہین اور صرف اسوجہ سے کہ بڑے بڑون کی نگاہین پڑتی ہین۔ انہون نے آتے ہی کوئی چار بورے استعمالی چانول نذر کیے اور کہنے لگین۔ ~

پہلی تاریخ کو پکواکے بٹے اسکا پلاؤ

چانولون کی تمہین بھرمار مبارک ہووے

میری بیٹی بھی دعا دیتی ہے تمکو اے پنچ

کہتی ہے پنچ کو دربار مبارک ہووے

حکم ہوا۔ ان بیچاری کو زہر مہرۂ خطائی خلعت مین دیا جاوے اور رخصت۔

ان کے بعد بی مونگ پھلی سیکڑون مولویون۔ ہزارون مفتیون۔ لاکھون عالمون کو لیکر دردولت پہ حاضر ہوئین۔ انکی باچھین اگرچہ چری نہ ہوتین تو ہم ضرور تعریف کردیتے کہ یہ بھی حسین مہ جبین ہین۔ مگر اس کے ساتھہ یہ لم ضرور رہتی کہ بوٹی ہی بوٹی ہاتھ پاؤن مکہیان

داغی شعر

آنسو تو پیے جاؤنگے اے ناصح نادان
ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہیں جاتی

زیر عنوان حضرت ل ص ارشاد
کا جواب جو میری تحریر کے متعلق ۲۲ دسمبر
۱۸۹۸ء کے اخبار میں شائع ہوا ہے
معائنہ ہوا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ پارلیمنٹ
کا قانون جو ایک وقت تک زیر تجویز رہکر
شائع ہوتا ہے وہ ایسا نہیں ہوتا کہ
قاعدے سے کوسون دور ہو لیکن یہ تو آپ
کیسا ہے جنہے باوجود زیر تجویز رہنے کے
قاعدے کو بالائے طاق رکھدیا اور جو چاہا
نیا مطلب پیدا کر دیا۔ پھر حضرت ل ص
کا یہ فرمانا کہ کیا اشاعت نے پہلے تحریر کا
کچھ نمونہ تجویز کرتے اگر دیا جائے عرض
ہے نہایت تعجب خیز معلوم ہوتا ہے
اور میری سمجھ مین تو اسوقت تک نہین آتا
کہ وہ کون صاحب فہم ہے جسے کوئی چیز
بے قاعدہ چار دن چولون سے درست
با قاعدہ نظر آتی ہے۔

یہ دعوے میرا کہ حضرت ل ص
اصلی قاعدے سے بیزار اور مصنوعی کے
خوگر ہین دعوے بے دلیل نہین۔ کیونکہ
خود انہین کی تحریر سے ثبوت کامل موجود
ہے۔ وہ فرماتے ہین کہ ”کیا کوئی شخص
(اپنے نزدیک) اپنے جوابات اعتراضات
کو چار دن چولون سے درست نہین سمجھتا“
اگر حضرت ل ص قاعدے کے حصار
مین تشریف فرما ہوتے تو ”جواب“
(لفظ عربی) کی جمع ”جوابات“ تحریر نہ فرماتے
کہ ونت کوئی قاعدہ عربی فرو پیش
نگاہ رکھتے (قاعدے کے اعلے معنے
مراد ہین۔ نہ بغدادی قاعدہ وغیرہ) ہان
اگر جوابات کے اعلے نشے پر نظر کرکے
مثل حضرت مستفسر کچھ بھی شبہ پیدا
ہوا ہے تو اس شبہہ کو بھی حضرت ل ص
رفع کر سکتے ہین۔ اور فقرۂ قرآنی ”ثم
سکاھی“ (بحذف واؤ) جو حضرت ل ص
نے بجیودی اور غصے مین تحریر فرمادیا ہے
وہ صرف اتنی بات کے لیے کہ ان کے نزدیک
مین نے لفظ ”بینا“ کے معنے ”منضبط“
کے تجویز کیے ہین عبث ہے۔ کیونکہ مین نے
صاف لفظون مین لکھدیا ہے کہ ”مجیب
صاحب کے نزدیک مصرع اول کی تشریح
گویا اس طرح ہے ”ضبط اشک ہون کس
طرح سے اے ناصح نادان“ اگر بالفرض
”اشک“ ”بینا“ کے معنے ”ضبط“ کے
سمجھنے کا خیال ہوتا تو لفظ ”اشک“ مجھے
تحریر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ مین تو اب بھی
یہی کہتا ہون کہ جب ”ہیرے کی کنی الخ“
کے یہ معنے بتائے گئے ہین کہ ”جان لو کہ
ایسی کوئی چیز نہین کھائی جاتی جو ہیرے
کی کنی کی طرح مہلک اثر رکھتی ہے“ اور
دعوے ہے کہ یہ بات روزمرہ مین داخل
ہے تو کیا حضرت ل ص ان انوکھی طبیعت سے
ممکن نہ تھا کہ ”اشک“ کے اعلے معنی ترک کرتے
اور کوئی دوسرے معنے تجویز فرماتے مثل آہ و نالہ
وغیرہ کے کیونکہ ”بینا“ کے معنے محبت ذات
”اشک“ ضبط اور موجود رہتے ہین اور الفاظ
ظاہری پر نظر کرنے سے لطف شاعری بھی دوبالا
رہتا ہے۔ نفع اس مین یہ تھا کہ جب حضرت مستفسر
کو معلوم ہوتا کہ اس شعر مین پہیلی نوح ہوا کی
ہے تو خود اپنے شبہہ پر نادم ہو جاتے۔ مثال
اسکی یہ ہے کہ فقرہ ”داغی“ شعر مین باسے
نسبتی مثل لکھنوی وغیرہ کے موجود ہے جس
کے اعلے معنے ”شعر داغ“ کے ہین۔ لیکن حضرت
ل ص نے ان معنون کی طرف بالکل توجہ نہین
کی ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ ”داغ شعر مستفسر
صاحب کی یہی سرخی تھی یا شعر داغ یا داغی
اگر اس قسم کی کوئی سرخی ہوتی اور مین مستفسر کو
معترض سمجھتا تو غلط وار تھا“

سچ تو یہ ہے کہ یہ نئی اپنی طبیعت اور جدت ہے
اس مین کسی کا کیا اجارہ۔ مین سمجھتا ہون کہ
اب فیصلہ اس شعر کا با آسانی ہو سکتا ہے اور صورت
اسکی یہ ہے کہ اہل زبان صاف کو بالکل علمی درجہ
روزمرہ کی طرف حضرت ل ص متوجہ ہون
اور ان قسمون سے جو مسلم الثبوت مانے گئے ہین
شعر مذکور اور اپنے مصنوعی معانی تحریر فرماکے
مستفسر ہون کہ یہ معانی باقاعدہ حیبان اور
داخل روزمرہ ہو سکتے ہین یا نہین۔ کہ تا حضرت
مستفسر صاحب کا شبہہ بھی رفع ہو جائے اور
حضرت ل ص کا دعوے بھی بے دلیل نہ رہے

ہمارا محافظ سرحد

پنچ - حضت (حضرت) معاف کیجیے گا میں ابھی سو کے اٹھا ہون - آپ مہربانی فرما کے اسم شریف بتائیں -

سنہ ۱۸۹۹ء - آمین - مے لیجیے - آپ میرے نام سے بھی واقف نہیں - چہ خوش و خشکہ این گل دیگر شگفت - خیر صاحب - آپ واقف ہوں یا نہ ہوں - سنیے میرا نام اور جی کھول کے سنیے بالکہ محلے والون کو بھی سنا دیجیے - مین ہون آپ کے دل کا سرور - آنکھوں کا نور - دوست وفادار - یار طرحدار - مددگار غمگسار - انڈیا کی زینت - لکھنو کی فصاحت - اخبار (پنچ) کی رنگینی - خریدارون کی ترقی - موجدین کی سلامتی - ہادیان پیشکا و قنا ربنا عذاب النار - پولیس کے رشوت کا تنزل - رشوت کا منصب - حکام کی بیدار مغزی - اہل منصب کی خوش انصافی - اونچے اونچے گھرون کی شفافی - رئیسون کی سخاوت - راجاؤن تعلقداروں وغیرہ وغیرہ کو کلکتہ بھیجنے کا باعث - لارڈ الگن کا میل چلاؤ - لارڈ کرزن کا خیر مقدم - آمد آمد - دل کم -

پنچ - (قطع کلام کرکے) یا الٰہی نام کیا ہے نامہ ہے - آپ نے تو دھیر لگا کر دم کو بھی مات کر دیا - یہ کہیے کہ آپ کا نام بلبل ہند ہے -

سنہ ۱۸۹۹ء - جی نہین - خطاب بلبل ہند لکھنو مین چوک والون کو مبارک رہے - یا دکن حیدرآباد مین [illegible] شاعرون کو - بندہ نہ بلبل ہے نہ بلبل کا بچہ -

پنچ - مجھے اسوقت کہانیان اور قصے سننے کی مہلت نہین - نیا سال شروع ہے - اخبار کی روانگی کا دھیان - حساب کتاب کا وقت - سال بھر کے مصارف اخبار کی فکر - خریدارون [illegible] اور قیمت طلب کرنے کی ضرورت [illegible] دونون [illegible] کلام مختصر

کہیے - صاف صاف نام بتایئے نہین تو چلتے پھرتے نظر آئیے -

سنہ ۱۸۹۹ء - بہت خوب - مختصر ہی سنیے مالکہ مختصر کا مختصر - میرا اسم شریف - لقب خطاب القاب - ٹنیل - تخلص - عرف نام نامی سنہ ۱۸۹۹ء ہے -

پنچ - اخاہ - آپ ہین - بسم اللہ آئیے [illegible] لائیے - [illegible] فرمایئے
[illegible] باعث آبادی
کہیے کہان سے آنا ہوتا ہے -

سنہ ۱۸۹۹ء - اجی حضت - آنا کہان سے ہوتا ہے - پانچ برس ہوگئے کہ انڈیا کی مصیبتین - ناگہانی آفتین سنتے ہوئے کان بھر گئے - کلیجہ پک گیا - جی جھنجھلا گیا کم بخت انڈیا کیا ہے - گویا ساری آفتون کی کان ہے - جو بیماری آئے وہ انڈیا کے لیے - جو بلا نازل ہو وہ انڈیا کے سر پہ گویا اس شعر کو یون کہنا چاہیے - شعر

ہر بلائے کز آسمان آید
خانۂ انڈیا کجا باشد

قحط پڑے تو انڈیا مین - طاعون ہو تو انڈیا مین - لال بخار - کالا - نیلا - ملیریا ولیریا الا بلا جو کچھ ہو وہ انڈیا مین - مگر شاباش ہے انڈیا تیری ہمت پہ کہ ٹکڑے اڑ گئے نا شستہ نہ موڑا - سخاوت کا دروازہ کھلا ہی رکھا - دنیا کے مصارف کی برداشت کر لی - کہین جنگ ہو مگر انڈیا ذمہ دار - انعام دیا جائے تو انڈیا دے - وظیفہ دے تو انڈیا دے - سلاح خریدے تو انڈیا - چندہ دے تو انڈیا - یہ آپ ہی خیال کیجیے کہ انسان خصوصاً مجھ ایسا حریص کب تک صبر کر سکتا تھا - آخر تاب نہ رہی - یہی سہی دولت کے لیے دل لہالوٹ ہو گیا

آوارہ نیمی ۶
[illegible]

- کے سنتے ہی بہت مضبوط باندھلی - اندھیرا ہوا - اور سیر گشت کرتا ہوا - کوہ قاف کو ناگتا بدخشان کو طے کرتا - یورپ کو دیکھتا ہوا ادھر سے انڈیا مین آ - پاجا - تھکا ماندا تو تھا ہی رات بھر خوب پاؤن پھیلا کے سویا - وہ خدا لیے کہ اللہ ہی اللہ ہے - صبح ہوتے ہی سیر و تفریح کی سوجھی - سب سے پہلے جہان میرا گزر ہوا - اور جہان سے خیر مقدم کی بشارت سنی وہ کلکتہ ہے - بڑے تزک سے فوج نے سلامی ادا کی - میری آمد آمد کا نعرہ بلند کیا - رب ربا بتر سے کا شور مچایا - مگر سچ تو یہ ہے کہ بندوقون کی کڑکڑاہٹ اور توپون کی ڈرونی آواز دھائین دھائین سے جو پہلے پہل سابقہ ہوا تھا تو دل دہل گیا - زہرہ آب ہو گیا - قریب تھا کہ غش کھا کر گر پڑون - پیشاب خطا ہو جائے کہ دفعتہ پریون کے جم گھٹے پر نظر پڑ گئی - غیرت جوش کھا گئی - حیا مانع ہوئی - اپنے بودے پن پہ بہت متاسف ہوا - دل مین سوچا کہ ایسی ایسی نازنینون نازک اندامون کو تو کچھ خوف و ہراس نہین ہنستی کھیلتی چہلین کرتی - اپنے دوستون - یارون کو پہلو مین لیے ہوئے تماشا دیکھ رہی ہین اور ہم ڈر کے مارے چوہیا کا بل ڈھونڈتے ہین - لاحول ولا قوۃ -

پنچ - قطع کلام ہوتا ہے - معاف کیجیے گا - یہ پریان کیسی ؟ -

سنہ ۱۸۹۹ء - جی بجا - کیا خوب - واہ رے تجاہل عارفانہ - آپ کا واہنا پاؤن چومنا چاہیے

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت - تاریکی چشم دہند - جالا - پروال - غبار - پھولا - سیل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ ... خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے -

المشتہر - پروفیسر متیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار متیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے کئی خود اور بہت بیمارون پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھونمین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی بہنے دہند و خارش - سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے - مزدہ ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین - راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر ... نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور -

(۲) مخدوم مکرم بندہ - آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کر کے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا ... دھند - جالا - سوزش - پھولا - سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش ۶ تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین - راقم - ڈاکٹر شودت رام ڈپٹی انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب - سلام نیاز - ممیرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجاے کم ہے - مین نے آجتک آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی - ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا - کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی - پردہ کارنیا اور الرس کوٹ مین سخت نقصان تھا - اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا - مہربانی کر کے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین - راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر - ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر -

(۴) جناب پروفیسر سردار متیا سنگھ صاحب تسلیم - مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند - دھند - پھولا - ناخنہ - آنکھونمین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے - ان مریضونپر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا میری رائے مین آپکا سرمہ ... کو مین بذریعہ ... ہر گاؤن کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہو کر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ ممیرہ کا سفید سرمہ اعلے - وی پی پوسٹ بھیجدین - راقم - ڈاکٹر چودہری امیر خان القصاب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان -

(۵) جناب پروفیسر متیا سنگھ صاحب - تسلیم - مین نے آپکے بہا سفید سرمہ ممیرے کا انگو اکر استعمال کیا - حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی - آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے - واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے - راقم - مہاراج کنور جتیر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجگوان اودھ -

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے مین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو لاہور کے نیشنل بنک مین مارچ ۱۸۹۶ء کو جمع کیا گیا ہے -

المشتہر - پروفیسر متیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

اور اس مین چُپ چپاتے دیکھہ بھال کے رائے قائم کر دی جاتی ہے۔ البتہ تہوڑے سے تخلیہ اور اُلٹ پلٹ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب بھی اگر سمجھہ مین نہ آیا ہو تو یون سمجھو کہ اس سال مین ٹرک خانے اپنے قواعد مین کچھہ تغیر تبدل کیا۔ سنہ بدلا۔ گورنری بدلی۔ اسی طرح گھوڑ دوڑ نے بھی اپنا نام بدل ڈالا۔ خیر اشت بیتے کچھہ ہی کیون نہ ہو حسن دوڑ کے چسکے کی چیز آمدم بر سر مطلب۔ سُنیے صاحب۔ عرصہ سے ہمارے شہر کے عیاشی فرقہ مین جنکو دُنیا کے بیباک کام سنرا اور نہین ہین آئے دن جوتی پیزار۔ مار دھاڑ۔ فوجداریان۔ سر پھٹول ہوا کرتی ہے اور صرف اتنی سی بات پر کہ ہر شخص اپنی محبوبہ کو درجۂ اول مین شمار کرتا تھا۔ لیکن یہ معاملہ نہ آج طے ہوتا تہا نہ کل۔ چنانچہ ان لوگون نے مجبور ہو کر پنچ بہادر کی خدمت مین درخواستین ہے مین مضمون بھیجنا شروع کین کہ پنچ بہادر بعد معائنہ و ملاحظہ فیصلہ ناطق کر دین۔ کہ کس کا مال اچھا ہے۔ کون کھرا ہے۔ کون کھوٹا ہے چونکہ پنچ بہادر کو متفرقات کام دیکھنے کی مہلت نہ تھی لہذا یہ مقدمہ لقبایا مین ڈال دیا گیا تہا۔ اور یہ ارادہ تہا کہ بذریعہ امین خاص جو منشام کے ساتھیون مین سے ہین خاص خاص موقعون کا نقشہ کھنچوا منگایا جاوے اور بعد ملاحظہ رائے قائم کر کے اطلاع دی جاوے مگر پھر خیال ہوا کہ امین کے سے کا موقع کا معائنہ جب جا کے نقشہ بنا دیگا۔ اس مین شاید لوگ عذر دار ہون اس مقدمہ کو خود کرنا چاہیے۔

چنانچہ آج کل دورے کے زمانے مین یہ مقدمہ پیش ہوا اور لوگ اپنے اپنے مال کو نیم تمام نمایش کے ساتھہ بحفاظت لیکر پہونچ گئے آپ جانتے ہیں آج کل جبکہ قمار بازی کی لت دُنیا بھر کے لوگون مین خون کی طرح جاری و ساری ہے اور گھوڑ دوڑ کشتی دوڑ سے لیکر جوتی دوڑ تک مین ان کے دم کا ظہور موجود رہتا ہے پھر یہان اس دوڑ مین یہ کار خیر کیون نہ ہوتا۔ یہان بھی لوگ میبیس۔ منی بیگ۔ کمرون۔ اور اہل مذاق پر دارد ہو گئے۔ اور جواریون یا یون کہیے کہ کہلاڑیون نے تختہ لگا کر شرط لگا دی۔ چنانچہ پہلی دوڑ مین نمبر اول کے فرسٹ ہونے پر ایک پر سو دوم ہونے پر ایک پر پچاس نمبر دوم کے اول ہونے پر ایک پر بیس۔ دوم ہونے پر ایک پر دس۔ سوم کے اول ہونے پر ایک پر دس دوم بنارس۔ چہارم کے اول ہونے پر ایک پر تیس دوم ہونے پر ایک پر نسو۔

پہلی دوڑ خراب کن کپ

چڑہی کمان۔ اُٹھتی کوپل۔ نئی جوانی۔

نام مالک	نام	پوشاک
اغیرہ وغیرہ	مشک کتر	جبّہ و حرقہ
”	”	کنٹھہ گلے مین
ہچا شما	ڈارلن	زرق
موشک	سواری	سادی ساری
جگت سیٹھہ	شی	تحت اللفظ

مسٹر ابلیس اسٹارٹر نے سب کو لا کر پیش کیا۔ پہلے تو سرسری نظر سے معائنہ کیا گیا بعدہٗ اعضا کی ترکیب کی دیکھہ بھال کی اُلٹ پلٹ۔ چت پٹ۔ کر کے دیکھا۔ نمبر سوم کو درجہ اول مین۔ چہارم کو درجۂ دوم مین پاس کیا۔

دوسری دوڑ نوچ کھسوٹ اسٹیکس

چل چلاؤ کے دن۔ ڈھیلا ماکھا۔ پت جھڑ کا زمانہ۔ اُتری کمان

شرطین حسب ذیل ہین۔ پہلے پر ایک پر سو دوسرے پر ایک پر پچاس۔ تیسرے پر پچیس چوتھے پر بیس۔ پانچوین پر ساٹھہ۔ چھٹے پر دو تیسرے اور چوتھے کے دوم آنے پر دس دس باقی پر ایک پر پچاس پچاس۔

نام مالک	نام	پوشاک
کثیف الدجی	حدود خدا	مردانہ
اُجاڑ مرزا	کالو نی	آنچل نانی
”	”	دو قمیص مین
پالیس مین	سہر سیدہ سرونٹ	چوڑی دار
”	”	پاجامہ۔ عبا۔
”	”	منصب داری
مرزا نشش	عقرب	سایہ
وقعت	ملیاک ایڈچ	گھوڑ دوڑی
ڈھونڈھتے ہین خاک کیمن کیمیا ملتی نہین	ڈف	عملی گھوڑی کی پوشاک

اسٹارٹر نے سبکو لا کر پیش کیا۔ اس چھہ نمبرے مین تو عجیب عجیب قطع و صورت کی نسلین تھین کوئی پوڈر لگائے۔ کوئی تیل پانی سے چکنائے مگر جناب پنچ بہادر بھی ایک ہی رسا ہین جھٹ سے معاملہ کی تہہ کو پہونچ گئے۔ حکم دیا سب حمام مین نہا کے آدین۔ حکم پاتے ہی سب کی سب داخل حمام ہوئین۔ پھر تو جناب حمامیون نے وہ وہ رگڑے بتائے۔ کہ ساری مصنوعی بہڑک مٹ گئی۔ اب معائنہ شروع ہوا۔ نمبر اول نے چوتھے کے مقابلہ مین آکے وہ وہ کرتب دکھائے کہ معاذ اللہ مگر جناب چوتھا نمبر بھی کچھہ ایسا ویسا نہ تہا نہ رائد رسالہ اور گھوڑ دوڑ کے سوارون سے کرتب کی تعلیم حاصل کیے ہوئے تہا۔ جھٹ سے منجنیق ہو کر ہاتھہ پیر جو جھاڑ دیتا ہے تو پہلا نمبر چین بول گیا۔ چوتھے کے ہٹتے ہی نمبر ۳ مقابلہ مین آیا۔ بہت کچھہ زور مارے لیکن کچھہ نہ ہو سکا

نمبر ۴ درجہ اول مین نمبر ۳ درجہ دوم مین پاس کیے گئے۔

تیسری دوڑ سے مارکپ

حسن ماند حج زیارت کا زمانہ۔ تو یہ
استغفار کا وقت ہے اک شمع رنگینی ہے سو
وہ بھی خوش ہے۔

شرطین پہلے پر ایک پر سو۔ دوسرے پر چار سو تیسرے پر دو سو۔ چھٹے پر بیس۔ پانچوین کی نو سو۔ دوم آنے پر چوتھے پر ایک پر پانچ۔ باقی پر دس دس۔

نام مالک	نام	پوشاک
ملا دو پیازہ	چانول	مخزربادہ وضع
سوا اللہ کے کوئی نہین	اسپائر	شرعی
للا	لیل ون	جو لیجائے
شیدی	مونگ پھلی	.
اللہ بخشے مرگئے	ڈھونڈ	.

استارٹر نے ان سب کو حضوری مین پیش کیا۔ آپ جانیے چانول جتنا پرانا ہو اُتنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ اس پر خیال کر کے اس دوڑ مین غور وغرض سے زیادہ کام لیا گیا۔ مگر جب غور سے معلوم ہوا کہ ہر نمبر پیاسی مینا کی طرح منہ پھیلائے ہے۔ تو اپنی صحت جسمانی کی طرف نظر کر کے ان کا پورے طور پر معائنہ کرنا پنچ بہادر کو مناسب نہ معلوم ہوا۔ سرسری نظر سے دیکھ کر چوتھے کو اول تیسرے کو دوم کر کے پاس کیا۔

پنچ بہادر کے نیعاب سے سب لوگ خوش خوش روانہ ہو گئے۔ جو لوگ کہ اس مقابلہ مین ہار گئے ہین۔ وہ کھلا پلا کے پھر فروری مین مقابلہ کرائین گے۔ پھر جو کچھ حال ہو گا نذر ناظرین کیا جائے گا۔

راقم۔ راقم۔

تو چل۔ مین آیا

سہد سہد۔ وہب وہب۔ وہ دیکھو سامنے کون ذات شریف لوک دم بھاگے جا رہے ہین۔ اور ذرا وضع شریف اور قطع مبارک تو ملاحظہ کیجیے۔ ۱۲ سر۔ ۵۲ ہاتھ پیر اور ۳۶۵ انگلیان ہین۔ اب بھی دیکھا یا نہین۔ بھلا بتاؤ تو یہ کون ہین؟ اچھا پہلے تو یہ بتائیے کہ آپ کچھ پاگل واگل تو نہین ہو گئے اور ابھی خواب ہی دیکھ رہے ہین یا جاگ بھی اُٹھے۔ اس تعریف کے اگر کوئی عجیب الخلقت ہو بھی سکتے ہین تو کوئی راون کے جد امجد یا عوج بن عنق کے پدر بزرگوار کے چچا جان ہون گے اور یا شاید ڈاکٹر ڈارون کی تھیوری کے موافق حضرت انسان ہی ترقی کر کے ایسی شکل کو پہونچے ہونگے۔ بس اب تو بتا دیا۔ اب جان چھوڑیے گا یا نہین۔ غلط غلط۔ لیجیے مین بتاتا ہون کہ یہ حضرت ۱۸۹۵ء ہین۔ ابھی ان کے اور ان کے جانشین ۱۸۹۶ء کے درمیان بے طرح کشمکش ہو رہی تھی۔ اور اب ہٹ ہٹا کر حضرت بھاگے جا رہے ہین اور یہ آواز آپ کے ڈر سے ہوئے اور یہ مغضب قدوم سے آ رہی ہے۔ ۱۲ مہینہ آپ کا سر۔ ۵۲ ہفتے ہاتھ پیر۔ اور ۳۶۵ دن انگلیان ہین۔ انکے پیچھے ان کے ہم شکل حضرت ۱۸۹۶ء بھی یہ کہتے ہوئے جا رہے ہین کہ تو چل مین آیا۔

بھائیو یہی حال سب کا ہے۔ یہ دنیا بھی عجب سرائے فانی ہے۔ یہان ع

یکے ہے دو دیگرے ہے آیہ کا معاملہ ہے۔ اس لیے جو دم ہے غنیمت ہے کچھ بھلا کرتا ہے تو کر لو۔

راقم۔ م۔ پ۔ شریا ستویہ۔ ایڈ

لکھنو کا مقدمہ قتل

(از رپورٹر خاص)

حضرتنا۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ بندہ کو لڑائی بھڑائی۔ مقدمہ بازی کے لیے خدا ہی کے ہان سے نہین بنا۔ اسی مارے نہ مختار ہے نہ وکیل۔ نہ بیرسٹر نہ اسٹر۔ ورنہ باوجود اس قدر عمر پانے کے زمانے کی گردش۔ اُکھاڑ پچھاڑ سے کچھ نہ کچھ ضرور ہی ہو جاتا۔ آج کل آپ کے شہر مین اس مقدمے کا اس قدر غلغلہ شہرہ مچا ہوا ہے کہ ۱۹۔ نومبر ۱۸۹۵ء کو گزرے ہوئے دو مہینے ہو گئے مگر معلوم ہوتا ہے آج واقعہ ہوا ہے۔ مین بھی شہر ہی مین رہتا ہون۔ آب و ہوا اثر کیا ہی چاہے۔ کچھ تو شہر کے ہیجان اور بہت کچھ وحشی طبیعت کے ابھارنے سے طوعاً او کرہاً اشتیاق کی بائیسکل پہ سوار ہو بیٹھے بیٹھے چل کر۔ اور لیٹے لیٹے کر زمین پہ لگ کر چوتھی تاریخ (روز پیشی) کو عدالت سشن جا پہونچا۔ ہجوم۔ بھیڑ بھاڑ۔ اشتیاق وغیرہ بیان طول طویل ہے۔ مختصر یہ ہے کہ بندہ سب کو بالائے طاق رکھ او پروالی کھڑکی مین جو مین موقع اجلاس کی سیدھ پہ ہے اجلاس فرمانے لگا۔

اسے لیجیے ساڑھے دس بجے اور مقدمے کی سرسراہٹ شروع ہوئی۔ لوگ تو پہلے ہی سے ٹوٹے تھے۔ جو دو ایک باقیات صالحات سے تھے وہ بھی سمٹ آئے۔ حاکم کے قدوم معدلت لزوم آئے۔ وکیل آئے۔ بیرسٹر آئے۔ ملزم آئے۔ گواہ آئے۔ تم آئے

ہو آئے۔ غرضکہ سب اہالی موالی جمع ہو گئے
مقدمہ شروع ہو گیا۔ اور مقدمہ بھی وہ خونی
کہ اگر بندہ مضمون طول کا نہ ہوتا تو یقیناً
شمع کی طرح گھلکر فالودہ وار کھڑکی سے ٹپک
گرتا۔ یعنے ایک وکیل اور وہ بھی ولایت بریلی
کے یہان لکھنؤ کے ناکے کے باہر شہدرے
کے قریب عالم نگر کے بھی باہر کوئی آدھی
رات کو مارڈالے گئے یعنے قاتل نے پشت پر
گولی ماردی اور یہ وہین ڈھیر ہو گئے۔ بیچارے
یہان جوڈیشلی مین مقدمہ لڑنے آئے تھے
اور ایک دن پہلے کامیاب ہو کر شام سے بریلی
پلٹ بھی گئے تھے مگر موت دوسرے دن
پھر گھسیٹ لائی اور شہدرے کے جنگل
میدان مین جاکر اپنی کارگزاری دکھائی۔ بقول
شخصے کہان کا مردہ اور کہان ہنوگیات میدان
سے ڈھونڈھنا پڑی۔ وکیل صاحب چونکہ ذی
عیاش تھے لوگ سمجھے جاتے تھے کہ دن ہین کسی
معشوقہ بازاری یا خانگی سے چھپے پڑے ہونگے
اور وہان وہ بیچارے سرمیدان آغوش اجل
کی ٹھنڈی گرمیون کا مزا لوٹتے تھے۔ آخرشب
لاش پولیس ہسپتال آئی تو حال کھلا۔ وکیل
عدالت کی یہ گت بنی تحقیقات شروع ہوئی۔

مقدمہ قائم ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ سوامی دیال
صاحب انکے معتمد اور جیتے محرر کی پوساری گاڑی
اور بندوق راجہ پانہو کی تھی جنکے یہان سے وکیل اور
مدعی تنخواہ پاتے تھے۔

عدالت سشن مین ظاہر ہوا کہ سوامی دیال
نے موہن ٹوپی والے سے سازش کرکے نادر اکہ والے
کو گانٹھا اور چاٹ دی کہ اس قتل پر راجہ
پانہو سے انعام ملیگا اور انکے پاس جوشن
اور تعویذ طلائی اور تین ہزار کے نوٹ
ہونگے وہ تم لے لینا۔ چنانچہ حسب قرارداد
سوامی دیال کے ساتھ نادر اکہ لیکر جائے قتل کو
قیام سے کچھ فاصلے پر ٹھہر گیا۔ اور سوامی دیال
نے بندوق بھی معہ کارتوس اُس کے پاس
رکھدی۔ چونکہ محرر صاحب مقتول کے
قدیم ساتھی تھے یہ کسی معاملے کی چاٹ
دیکر ان کو باہر لگالائے۔ اکہ تو پہلے ہی سے
موت کی طرح منتظر تھا۔ کرایہ ٹھہرا۔ دونون
چل کھڑے ہوئے۔ جب مقام مقررہ پر
پہونچے تو اکہ والے نے جوت ٹوٹنے کے
بہانے سے اکہ روک لیا۔ اور ان دونون
سے بھی کہا نیچے اتر پڑیے۔ اترتے وقت
اندھیرے مین سوامی دیال نے بندوق
بھی لے لی۔ جب وکیل پھر چڑھنے لگے تو پیچھے
سے سوامی دیال نے پشت پر گولی چلائی۔
توڑکر داہنی ہنسلی کے پاس سے نکل گئی۔
وکیل گرے۔ نادر مال لینے کو لپکے۔ نوٹ
تھے ہی کب۔ ہان بھاگتے بھوت کی لنگوٹی
بھلی سمجھکر اسباب تعویذ گھڑی وغیرہ نکال لی
اور قاتل اور معین راہی ہوئے۔ امین آباد
پہونچکر موہن سے اُس کی رنڈی کے ہان
ملے۔ سوامی دیال نے آلہ قتل حوالے کیا
اور اسنے بھی مذکورہ ہی کے ہان کسی کوٹھے
مین دفن کر دیا۔ نادر نے بھی اسباب پہونچایا
جسکو بیچ ایک سنار کے ہان گلوا کر چوک
مین لہرے کا بیچا۔ بیس نادر کے ٹکے پڑے
اور باقی موہن نے رکھے۔

پولیس کی تفتیش سے بندوق اور
کارتوس موہن کی رنڈی کے ہان نکلے اور
گھڑی دوکان سے برآمد ہوئی۔ نادر بیچارہ
جنکو کوئی وکیل نصیب ہوا نہ بیرسٹر آپنا
حال کو سرے سے آخر تک صاف صاف
بیان کرتے رہے۔ ہان سوامی دیال اور موہن
دونون کو انکار ہے۔ سوامی دیال کہتا ہے
مین جانون؟ مارا ہوگا تو نادر نے مین تو گیارہ بجے
مالک کو لیکے سوار کرکے شہر مین سیر کرنے چلا گیا
تھا۔ موہن کا قول ہے جو کچھ برآمد کیا وہ پولیس
نے۔ چلیے مقدمہ ختم۔ کچہری برخاست فیصلہ
بعد کو سنایا جائے گا۔

لوکل علیہ الرحمۃ

سردار صاحب کو الحمدللہ مقدمے سے نجات
ملی اور گوالکو دھمکانے والے مقدمے مین جو سزا ہوئی
ہے اُسکی اپیل دائر ہے۔ باقی سب خیریت ہے
ہوئی ہین۔ اس قدر سردی پڑتی ہے۔

ضروری اطلاع

بعض حضرات قیمت اخبار پیشگی کیا معنی
مابعد بھی بھیجنا بھول گئے۔ یا شاید کیسۂ زر چوہے
گھسیٹ لے گئے یا بلی کھا گئی۔ بہرکیف باوجود خط
نہ ہونے کے بھی بعضون نے قیمت ہضم فرمانے
کا ارادہ کیا ہے۔ لہذا اس سال سے اگر چند
خوش معاملہ حضرات کی خدمت مین پرچہ
اخبار نہ پہونچے تو تجاہل عارفانہ صرف نہ
فرمائین۔ نعمت خدا محصول خط و کارڈ
مین بھی پیسہ نہ اُٹھائین۔ ہان بقایا
ادا کرنے کا بندوبست کرین تو
انسب ہے۔

الملتمس منیجر اودھ پنچ۔

سالانہ جلد اودھ پنچ

اودھ پنچ کی سالانہ جلد ۱۸۹۸ء
ہمہ جہت مکمل تیار ہے۔ جو حضرات ہفتہ وار
یا ماہوار پرچہ ملاحظہ نہین فرما سکتے یا کتب
خانون مین پورے سال کے پرچے
مجلد رکھنا چاہتے ہون اُن کے واسطے
قیمت فی جلد [illegible] اور محصول مقرر ہے
خریداروں سے امید ہے بہت جلد فرمائش
بھیجین گے۔ اس سال اکثر درخواستین
خریداری کی قبل اختتام سال آچکی ہین
اور اندیشہ ہے کہ بعد چند روز کے مثل اور
جلدون کے یہ بھی باقی نہ رہین اور تعمیل
فرمائش سے معذوری ہو۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اکزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون ۔ نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم دھند ۔ جالا ۔ پروال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سیل ۔ سرخی ۔ ابتدائی موتیا بند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ غارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضونپر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت ایسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلےٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرونی ماشہ بیس روپیہ ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۴ محصولڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی اور جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ۔ المشتہر ۔ پروفیسر شیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار شیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے بخود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھونمین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنسے دھند غارش ۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے استقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ۔ ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین ۔ راقم ۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور ۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ ۔ آپ کے میرے کا سفید سرمہ حسب تجربہ طلب کر کے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بالکل دھند ۔ جالا ۔ سوزش ۔ پھولا ۔ سرخی چشم کے واسطے اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پی ایبل اور بھیجدین ۔ راقم ۔ ڈاکٹر شیودت رام ڈیپلے انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب ۔ سلام نیاز ۔ میرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے ۔ مین نے آجتک آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی ۔ ایک لیف پر تو اسنے جادو کا اثر کیا ۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی ۔ پردہ کا بیرونی اور اگلی سطح کوٹ مین سخت نقصان تھا ۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا ۔ مہربانی کر کے ایک تولہ سرمہ سفید میرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین ۔ راقم ڈاکٹر شیخ الٰہی بخش صاحب پنشنر ۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر ۔

(۴) جناب پروفیسر سردار شیا سنگھ صاحب تسلیم ۔ مین نے آپکے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند ۔ دھند ۔ پھولا ۔ ناخنہ ۔ آنکھونمین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ۔ ان مریضونپر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا میری رائے مین آپکا سرمہ مثل لوٹیہ کو نین بزاعیر ڈاکٹر نہ جانت اور ہر گاؤن کی نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہو کر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ میرے کا سفید سرمہ اعلےٰ وی ۔ پی پوسٹ بھیجدین ۔ راقم ۔ ڈاکٹر چودہری امیر علی صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان ۔

(۵) جناب پروفیسر شیا سنگھ صاحب تسلیم ۔ مین نے آپکے بنائے سفید سرمہ میرے کا شاگرد کو استعمال کیا ۔ حد درجہ کا فائدہ ہوا کلی صحت کلی حاصل ہوگئی ۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بینائی کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے ۔ راقم ۔ مہاراج کنور جتیپال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھگوان اودھ ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا ۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین مارچ ۱۹۱۳ء کو جمع کیا گیا ہے ۔

المشتہر ۔ پروفیسر شیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

نوٹس

اب جاکر چول ٹھیک بیٹھی۔ واقعی یہ بےجوڑ بات تھی کہ گوروں کی رنڈیوں کی دکھائی ہو اور گوروں کی نہ ہو۔ اتنے دنوں کے بعد اب جاکر احکام نافذ ہوئے ہیں کہ انکی بھی دکھائی ہوا کرے۔

اس دفعہ کائستھ کانفرنس نے جو تجویزیں کیں انمیں اہم یہ ہے کہ اس کانفرنس نے بھی ممالک شمال و مغرب کی عدالتوں میں بجائے اردو ہندی رائج ہو۔

اخبار عام کا معترض ہے کہ مہاراجہ بیکانیر نے معہ اپنے دو اعلے اہلکاروں کے انگریزوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ تہذیب اور روشن خیالی دماغ سے علاقہ رکھتی ہے نہ معدے سے۔ اگر ہم اپنے فرائض کی انجام دہی میں روشن خیال ہیں اور ہمارا معدہ تاریک ہے تو کوئی ہرج نہیں بلکہ اس کے معدہ ترقی کردہ ہے اور ہمارے افعال و حرکات بیہودہ تو سوسائٹی کے حقوق اس روشن معدگی سے کیا خاک ادا کر سکتے ہیں۔ افسوس ہے ہمارے والیان ملک اور رئیس ترقی نہیں کرتے۔ نہیں کرتے نہیں کرتے۔ اگر ناچ رنگ۔ رنڈی منڈی میں اسراف نہیں کرتے تو گھوڑ دوڑ۔ یورپ کی سیر کے بہانے عیاشی اور بال وغیرہ میں روپیہ لٹاتے ہیں۔

کہا جاتا ہے روس ایک طرف تو صلح کا ڈنکا بجاتا ہے۔ امن کے واسطے تجویزیں پیش کرتا ہے اور دوسری طرف نوجون کی تیاریاں برابر جاری کیے ہوئے ہے چنانچہ افواج روس میں بہت کچھ مستعدی پائی جاتی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک اس سے روس کی صلح پسندی میں کوئی خلل نہیں معلوم ہوتا ہے۔ جب تک شاہنشاہان یورپ آپ افواج کو گھٹا کر صلح پسندی میں شرکت نہ کریں۔ اس وقت تک روس کو کیا پڑی ہے کہ وہ فوجی طاقت کم کرکے اپنے ہاتھوں آپ ضعف پیدا کرے۔

حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نے جو تقریر علیگڑھ میں فرمائی اس سے امید کے موافق نتیجہ ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کالج کی ویری پر تیار ہے۔ صرف اصلاح انتظام اور اتحاد ٹرسٹیان ہونا چاہیے۔ جس عنوان سے آجکل ان خرابیوں کے رفع کرنے کی مساعی ہو رہی ہیں اس کے دیکھتے یہ بھی سہل ہوتی نظر آتی ہے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں اس قومی کام کی باگ ہے وہ بعنایت الٰہی ہر طرح کی قابلیت اور لیاقت اور تجربہ رکھتے ہیں اور قوم کو ان پر بجا اطمینان ہوا ہے۔

دہلی کا، ورنہ اخبار اس واقعہ پر اعتدال سے زیادہ برہم ہے جو اس کے نامہ نگار نے اس کو میرٹھ سے لکھا ہے کہ ۱۹- دسمبر ۱۹۰۴ء کو صدر بازار کی ایک مسجد میں دو گوروں نے اذان دیتے وقت موذن کو روکا۔ اول تو یہ خبر خود معاصر کے نزدیک مشکوک معلوم ہوتی ہے اور اگر بالفرض صحیح بھی سہی تو اس پر بے حد برہمی ظاہر کرنا اور گورنمنٹ کے وعدے یاد دلانا کیا چہ۔ گورے ہوں یا فوجی دیسی سپاہی یہ اجڈ ہوتے ہی ہیں۔ اگر تم ایسی بے اعتدالی کا علاج چاہتے ہو تو باقاعدہ باضابطہ اس کے رفع کی تدابیر کرو۔ مفت خلق برہمی پیدا کرنے سے کیا حاصل۔ اگر حاکم خدانخواستہ اذان بند کر دی جائے تو جسقدر چیخو چلاؤ مے زیبد۔

اس سال کائستھ کانفرنس نے بھی ہندی کی تائید میں رزولیوشن پاس کیا ہم ایسی باؤ ہوائی ہمدردی اور تائید کی سند نہیں مانتے۔ پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ گروہ نے اردو لکھوائی اور پڑھائی سب نے۔ اخبار اور رسالے اور کتابیں ہر قسم کی ہندی میں شائع کرائی جائیں۔ ڈاکخانوں میں اردو مراسلت کی جگہ ہندی کی زیادہ کرائی جائے تو اردو خود بخود سمٹ جائے اور ہندی پھیل جائے گی۔ ایسی کانفرنسوں کے واسطے اگر وہ سچے دل سے ہندی کی خواہاں ہیں کام کی یہ باتیں ہیں۔ ورنہ رزولیوشن سبھی طرح کے ہوتے ہیں۔

حال میں خبر آئی ہے کہ افواج ترک نے مقام سوا دامین یمنی باغیوں کو شکست فاش دی۔ اور قریب چار ہزار کے باغی مارے گئے۔ اور فوج سلطانی بھی قریب دو ہزار کے کام آئی۔

خبریں

۸- جنوری کا کلکتہ۔ لارڈ کرزن کا اول دربار لیوی کل رات کو ہوا۔ یہ دربار اتنا بڑا تھا کہ آج تک کلکتہ میں نہیں ہوا تھا

اطلاع دیجاتی ہے کہ ۱۲- ماہ حال کو چٹگانوں سے جہاز حاجیوں کو لیکر حجاز کو روانہ ہوگا۔

ایک خواجہ اور اس کی بی بی منگل کے روز بمبئی میں کوئلہ کے ابخرات سے اپنے کمرے میں مرے ہوئے ملے۔ دو ہی روز قبل ان دونوں کی شادی ہوئی تھی

پروفیسر اسپیڈ ... نظام کالج حیدرآباد نے ...

طوفان سے مشرقی روشنی کا مینار مغربی زینہ
بندرگاہ سعید کا بہہ گیا۔

امریکن سفیر متعینہ پیکن نے اپنی گورنمنٹ
کو اطلاع دی ہے کہ چین نے فرانسیسی نوآبادی
سنگھائی کی ترقی دینا نامنظور کیا ہے کیونکہ امریکن
اور برٹش اسپر معترض ہیں۔

دریافت ہوا ہے کہ سرچند شہنشاہ روس کا
اشتہار دیا ہے لیکن تمام بحری کارخانوں میں
سخت گرمجوشی پھیلی ہوئی ہے اور اکتوبر نومبر
گذشتہ میں بہت سے لوگ روسی فوج میں
بھرتی ہوئے اور یہ تعداد بہ نسبت سال ہائے
گذشتہ کے بہت زیادہ تھی۔ جہاں تک ممکن
ہے دور مشرق کو تیزی سے فوج بھیجی جاتی ہے

۷ جنوری۔ کلکتہ۔ کل صبح لارڈ اور
لیڈی الگن ولایت کو روانہ ہوگئے۔

گزٹ آف انڈیا کا پرچہ زائد جمعہ کے
روز شایع ہوا جس میں اطلاع دی گئی کہ
لارڈ کرزن نے عہدہ ویسرائی قبول کیا۔

۱۰ جنوری۔ خدمات طاعون کی بابت
۹۳ خطاب سال نو میں ملے۔

علی گڑھ کالج میں آنریبل محمود نے
اہتمام استقبال لفٹنٹ گورنر بہادر بخوش
اسلوبی کیا۔ اور حضور ممدوح نے وعدہ کیا کہ
اگر سب نے مل جلکر اصلاحیں کیں تو گورنمنٹ
بھی امداد میں توسیع کرے گی۔

برہما کے اہل بودھ نے اپنے اوتار کے
دانت کے واسطے ۴ لاکھ روپیہ کی ڈبیا
بنوائی ہے۔

کمیشن طاعون نے ۱۱ کو آگرے میں
اجلاس کیا ہوگا۔

بنگلور میں طاعون کم ہو چلا ہے۔

مدراس کے ترپتی کے مندر پر ایک
جاتری کی عورت کو پھانسنے کے اقدام کی وجہ
سے مقدمہ دائر ہے۔

لارڈ کرومر نے اہل مصر کو ایک تقریر
میں مژدہ سنایا کہ آئندہ آپ ملکہ معظمہ اور
خدیو دونوں کی رعایا ہوں گے اور مذہب
اسلام و دین عیسوی کی عزت کی جائے گی۔

وزیر انگلستان نے زار کی تجویز
صلح کو منظور کر کے شرکت کا وعدہ کیا۔

برے ون کو درویشان سوڈان
سے ایک اور جنگ ہوئی۔ ۵۰۰ درویش
مقتول اور کئی زخمی اور ڈیڑھ ہزار محبوس
ہوئے۔ انگریزی فوج کے جنرل فرگوسن
اور ۱۰ مصری افسر مجروح اور ۱۲۵ [illegible]
ہوئے

امیر کابل نے لارڈ کرزن کو بروقت
روانگی تحریر مبارکباد بھیجی اور اپنی مسرت
ظاہر کی۔

حضور ملکہ معظمہ نے بروقت روانگی
لیڈی کرزن ہسپتال زنان کو رونق دینے
کی فرمایش کی۔

ایشیا سے کوچک میں آباد ہونے
کے لیے ۱۹۸ مسلمان بذریعہ جہاز وارد
قسطنطنیہ ہوئے ہیں۔

امسال قسطنطنیہ میں شاہ ایران
کی سالگرہ کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے
سفارت خانہ ایران میں ہوا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور لارڈ کرزن
شراب کے سخت مخالف ہیں۔

گوروں کی ایک جماعت شکار
کھیل رہی تھی اونہوں نے چند مور مارے
اسپر گاؤں والوں نے ہنگامہ برپا کیا۔
سپاہیوں نے اپنی حفاظت کے واسطے
پانچ آدمیوں کے گولی ماری جن میں سے
ایک مر گیا۔

تمام دنیا میں آدمیوں کی کل تعداد
کا تخمینہ کیا گیا ہے اس میں سے ۵۰ کروڑ
ننگے رہتے ہیں ۷۰ کروڑ پہنتے ہیں ۵۰
کروڑ مکانوں میں رہتے ہیں اور ۲۰ کروڑ
جھوپڑوں اور غاروں میں اور ۲۵ کروڑ
آدمی کوئی پناہ نہیں رکھتے ہیں۔

گورنمنٹ امریکہ جزیرہ فلیپائن
میں مدد پہونچانے کے لیے برابر تیاریاں
کر رہی ہے چنانچہ دو ہفتہ کے اندر ۹
پلٹن جزیرہ کو روانہ ہونگی۔

موسم سرما کے آخر تک لارڈ کرزن
سرحد کی طرف خود تشریف لے جائینگے

سر انٹنی مکڈانل لفٹنٹ گورنر مغربی شمالی نے
آخر کار آگرے کی میونسپلٹی کی اچھی گوشمالی کی

ویسرائے جدید نے تعلقداران اودھ
کے ایڈریس کے جواب میں معمولی تعریف کر دی
اور اسی کی امید بھی تھی۔

گزٹ

ممالک مغربی و شمالی و اودھ

محمد علاء الحسن ڈپٹی کلکٹر پیلی بھیت
کو تین مہینے کی۔

مسٹر آر کنلاک اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ
سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ایک مہینے کی۔

سید مظہر علی ڈپٹی کلکٹر بڑائچ کو دو
مہینے کی۔

بابو جنیتی پرشاد ڈپٹی کلکٹر کو ایک مہینے کی

میجر ڈبلیو جی تھرالڈ آئی ایم ایس ٹپی
سینٹری کمشنر حلقہ اول کو نور وز کی رخصت ملی

منشی محمد باقر خان ڈپٹی کلکٹر ضلع بہرائچ
میں مقرر ہوئے۔

سید تجمل حسین منصف اعظم گڑھ قائم مقام
سب جج مرزا پور۔

بابو سیکھر ناتھ بنرجی وکیل بریلی قائم مقام
منصف اعظم گڑھ مقرر ہوئے۔

سید حاجی حسن ڈپٹی کلکٹر کانپور سے
پیلی بھیت کو

کندراو سکار سنگھ امتحانی ڈپٹی کلکٹر شاہجہانپور
سے پیلی بھیت کو۔

خواب نوشین

اس مین شک نہین کہ انسان چاہے کتنا ہی عقلمند کیون نہ کہلائے اور اشرف المخلوقات کا معزز خطاب اُسے کیون نہ مل جائے مگر ہے پلے سرے کا ناشکرا اور بے تمیز وہ نہین جانتا کہ اُن سب نعمتون اور لذتون سے جو دربار خداوندی سے اُسے عنایت ہوئی ہین سب سے زیادہ قابل شکر و احسان کونسی نعمت ہے۔ یون تو وہ جب کھانا کھاکر خوشگوار پانی پی چکیگا تو کبھی کبھی شکر نعمت ادا بھی کرلیگا مگر آپ نہ دیکھیگا کہ کبھی انسان کسی ایسی نعمت کا شکر ادا کرے جو باوجود اُس کی زندگی کا خاص سبب ہونے کے اُسکو بے طلب اور بے کوشش ملتی ہو جب بے طلب۔ بے کوشش ملتی ہے اور نہ ملنے کا وہ کبھی مین ہیشتر۔ کیونکہ ہان جو نعمتین کہ اس وقت مل گئین اور دوسرے وقت کا ملنا اعتباری نہین ہے اُن کے لیے البتہ تھوڑی بہت تو تو ضرور ہی ہے۔ یہ خیال حضرت انسان کے دل مین جما ہے مگر قدر عافیت جب معلوم ہوتی ہے کہ ان اعتباری نعمتون مین سے کوئی نعمت کسی قصور یا بد احتیاطی کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لیے رک لیجاتی ہے مثلاً

سو جانا نیند۔

باوجود اس علم کے کہ نیند حیوانی زندگی کے لیے کیسی ضروری چیز ہے یہ ناقدر کبھی ایسا نہین کرتا کہ صبح کو بستر استراحت سے اوٹھکر اس نعمت غیر مترقبہ کا شکریہ ادا کرلے۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اب مطلب سنیے

پرسون رات کو مجھے نیند نہین آئی۔ بارہ بج گئے اور بے چینی نے سخت قی پکڑی کہ پہردیر تو نیند کا آنکھ بند کرکے انتظار کیا۔ مگر نیند کہان آخر دل بہلانے کو ایک انگریزی کتاب اٹھالی اتفاق سے انگریزی زبان کے نامور شعرا ولیم شکسپیر اور رابرٹ ساوتھی کی دو موثر نظمین میری نظر سے گزرین جنہون نے خواب اور بے چینی کا ایک عالم تصویر میری آنکھون مین پھیر دیا۔ مجکو اُس وقت اپنا یہ قطعہ یاد آیا جو خواب کی تعریف مین مین نے کبھی کہا تھا۔ ؎

کوئی ایسے تھے کہ جو ہنستے ہنساتے اُٹھ گئے
کوئی ایسا تھا کہ جس نے روتے روتے کاٹ دی

ہوشیاری بھی ہے دُنیا کے فریبون سے بھری
تھے وہی اچھے جنہون نے عمر سوتے کاٹ دی

گو میری یہ رباعی بھی ہر قسم کے نئے نکتے کے ساتھ مجکو خوش کر دینے کو کم نہ تھی مگر جو ایسا ہوا مجکو اُن انگریزی نظمون نے دیا کہ دل نے نہ مانا کہ مین اُن اجنبی و الغریب تصویرون کو اُردو رنگ مین زیادہ دلکشادگی کے ساتھ رنگے بغیر چھوڑون۔

بیدار ہی کے وہی سب ہمین گنٹھے میر
ایک نہایت دلچسپ کام مین صرف ہوئے اور تھوڑی نیند لیکر صبح کو جب مین پلنگ سے اُٹھا تو یہ چند بند مجھے میز پر تیار ملے۔ ؎

نیم باز آنکھون مین کس کس لطف سے آتی ہے نیند
ہر روش پر لغزش مستانہ دکھلاتی ہے نیند

ہر قدم پر جھومتی ہے اور لہراتی ہے نیند
کتنا بیخود کن سرور آنکھون کو پہونچاتی ہے نیند

کیا نشاط انگیز نغمہ کان مین گاتی ہے نیند
کن اداؤن سے تھکے ماندے کو سلاجاتی ہے نیند

بے پیئے ہے اسکی مستی بے نشے اسکا اتار
نعمت کی اسکی عنایت سعت کا اسکا پیار

نت نئے اسکے تماشے نت نئی اسکی بہار
بے سواری اسکی سیرین سو ترپ خیبر نثار

باغ جنگل شہر ریگستان۔ دریا۔ کوہسار
رات بھر مین کیسی کیسی سیر کرواتی ہے نیند

خواب راحت کی ہے آمد اور دل بے اختیار
ہو رہا ہے لذت بالین بساوت پر نثار

دائرہ جنبش کا ہوتا جارہا ہے تنگ و تار
جھپکے جھپکے ہو رہی ہے بند چشم انتظار

خواب شیرین کے جھٹے آتے ہین جھونکے خوشگوار
ہمتو ہم احباب سوتے مین ہمین آتی ہے نیند

لیٹے بیٹھے باتین کرتے کرتے اب ہم سو رہے
لو ہاہاہا یہان تو اور ہی ڈھونڈ بند ہے
وہ مرے جنہین آنکھون سے تھے ہم دیکھتے
ہمکو جیتے جاگتے ہنستے ہنساتے مل گئے
اے پیاری نیند یہ سب ہین تیرے ہی شعبدے
ان ہی شکلون کو تو نیب ہر بنا جاتی ہے نیند

نیند ہے اک پاک دیوی اک پری ہے اک حور
دل کی قوت جسم کی ہے جان اور آنکھونکی نور
ہے طبیعت اسکی اک لہ ایک جھونکا اک سرور
ہان اگرچہ عیب ہے اس مین تو اتنا ہے ضرور

نوٹس ضرور ملاحظہ فرمائیے

مشتاقین ان ہر رم ہر قوم کو واضح ہو کہ کتاب گلدستہ غنچہ گلشن جہان بزبان اُردو کہ جو چہ حصو نمین کمال محنت و جانفشانی سے واسطے معلوم کرنے کیفیت آمد و رفت عالم یعنی پیدائش و فنائے عالم تیار کیگئی ہے کہ جسکی خوبی صرف معائنہ سے ظاہر ہو سکتی ہے یہ کتاب کوئی قصہ نہین یا محض ناول نہین کہ جسسے بادی النظر مین لذت حواس حاصل ہو سکے بلکہ بہت فنا اور سادہ عیارت مین کہلایا ہے کہ دنیا کیا ہے اور پیدائش کیونکر ہوتی ہے اور مرنا کیا ہتی رکھتا ہے اور آنا جانا جانکا عالم مین کیونکر ہے اور فرق ترکیہ اور برکت وغیرہ وغیرہ مضامین مندرج ہین اس کتاب دلچسپی نہین ادیب سمجھو معلوم ہو سکتی ہے جو معائنہ کرنے کے بعد حاصل ہین مفصل نوٹس مضمون کتاب ہذا آدہ آنہ کا ٹکٹ آنے پر یا ایک کا رڈ آنے پر بیکار یاس سے مل سکتا ہے کتاب ہذا کا حصہ اول چھپکر تیار ہو گیا ہے شائقین و ہر مرتروم کو مناسب ہے کہ فوراً اپنی خریداری سے مطلع فرماوین ورنہ آئندہ دوسری بار چھپنے تک انتظار کرنا پڑیگا قیمت حصہ اول جو اس وقت چھپکر تیار ہو گیا ہے باوجود اعلیٰ قسم کا غذ لگانے کے ہونیکے صرف عمار علاوہ محصولڈاک ہے اگر کوئی صاحب ایک سے زیادہ کتاب خریدنا چاہین تو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے اور جہان تک ممکن ہوگا مناسب کمیشن بھی ملیگا دیگر حصص کی قیمت قبل تیاری دو دو روپیہ اور بعد تیاری ڈھائی ڈھائی روپیہ ہوگی۔

المشتہر

منشی بنارسی داس مولف کتاب ہذا ساکن شہر میرٹھ۔ محلہ اندر کوٹ۔ جہاؤنی میرٹھ۔ یہی پتہ ہے

یہ غریبوں سے بنے نزدیک اور امیرون سے ہٹے دور
چین دیتی ہے انہین اور انکو ترساتی ہے نیند

ﷺ حاشیہ
جس قدر آدمی زیادہ تھکا۔ زیادہ کسلمند ہو اُسی قدر گہری نیند اُس کو آئے گی۔ نیند دماغی سکون کا نام ہے اور زمانہ سکون کا اُسی قدر زیادہ ہوگا جس قدر زمانہ حرکت کا زیادہ ہوگا غریبون اور محنت مشقت پیشہ کرنے والون کا زمانہ حرکت کافی بلکہ زیادہ ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ ادھر گرے اور نیند آئی۔ اور نیند بھی کیسی کہ گہری کہ جب دو چار آدمی جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا دیتے تب وہ جاگین۔
عیش و عشرت پر بسر کرنے والے دن بھر ایک جگہ بیٹھے یا پڑے رہنے کے سوا کوئی شغل نہین رکھتے اور چونکہ اُنکی بیداری کا زمانہ کافی حرکت سے خالی ہوتا ہے اسی وجہ سے اُنکو سکون بھی بہت کم نصیب ہوتا ہے۔ عیش کے سب سامان و دماغ کے سب تر و تازہ کرنے والی دوائین بیے فائدہ بےاثر ہو جاتی ہین اور رات کے بارہ گھنٹے وہ پہاڑ ایسے دشوار گذار سخت گھنٹے اکثر نیند کے انتظار مین تڑپتے۔ لوٹتے کٹ جاتے ہین اور ہر محنت مشقت پر دن کاٹنے والے سر شام سے خرّاٹے لیکر سویا کرتے ہین۔
اس قدر مضمون پڑھکر ناظرین آنے والے بندون کو ملاحظہ فرمائین ہر بند بجائے خود ایک حالت کی خیالی تصویر ہے

صاف ستھرے نرم بستر پر پڑا ہے اک امیر
باادب حاضر ہین خدمت کے لیے برنا و پیر
دم بخود خاموش بیٹھے ہین مہذب اور شریر
ہان مگر آن نیند کرتی ہے ادا اون مین اسیر
دو ستے دو بلا کے رہ جاتی ہے رستے و لپٹے پر
چھیڑتی ہے شوخیان کرتی ترساتی ہے نیند
بج گئے دو اور سر پر آ گیا ماہ مبین
سو گئی آبادی آدم کی آدھی سرزمین
ہلکے ہلکے جھونکے دیتی ہے ہوائے عنبرین
اور مچے کرتے ہین ہوا مین بادل اندوگین
ایک بھولی کی پلنگڑی پر پڑی ہے نازنین
چاہتی ہے نیند آ جائے نہین آتی ہے نیند
تھک گئے افسانہ گو عاری ہوئے قصہ خوان
مل چکے تلوون مین کا ہو سر کیوڑا اغادمان
باغ مین آغوش گل مین اک پڑا ہے نوجوان
کوئی پنکھا جھل رہا ہے کوئی کہتا ہے کہان
نیند پیاری نیند آ جا سو رہی جا کر کہان
ہو گئی صبح اور نہ اب آتی نہ تب آتی ہے
بادشاہون اور وزیرونکو ہے فکر صلح و جنگ
عابد و زاہد ہین فکر پرستش عقبےٰ مین تنگ
شاعرون کا قافیہ فکر مضامین مین ہے تنگ
ان سبھونکو ہے غم دنیا و دین سینے کا سنگ
ہان وہ بےفکری جنھین ہے تمام فکرونکی ننگ
اُن دلاروں اُن پیارونکو سُلا جاتی ہے نیند
آہ ان محنت زدون کا کون تھا پرسان حال
ان تھکے ماندے غریبون کا کسے تھا کچھ خیال
اغنیا کی خدمتون مین ہو رہے ہین پائمال
دن کی محنت ضعف کی شدت سے چہرہ ہے نڈھال
نیند کر دیتی ہے لیکن قوت رفتہ بحال
کسقدر غربا نوازی آ کے فرماتی ہے نیند
وہ ہوا وہ شور طوفان وہ تھپیڑے موج کے
گرتے ہین پانی پہ اٹھ اٹھکر جہاز اس طرح سے
گویا چیتے تھے کہ آندھی مین اُٹھے اور آ گرے
اونچے مستولون پہ ملاحون کے لونڈے ہین پڑے
اپنی میٹھی نیند سوتے ہین مگر حیرت یہ ہے
تو اس آفت مین انھین کیونکر سلا آتی ہے نیند
رات۔ اور ننھے شکستے ہین ہمین بسکٹ ملین
کہہ رہی ہے ہان کہ بیٹا سو رہو تو چیزوین
چوک سے ابا تمہارے مول لیکر آ تو لین
اتنے مین نیند آکے گسو دیتی ہے سب تکی ہین
تھپکیان دیدیکے سلاتی ہے رکونکی ضد ہے
ٹھونک کر مچلے ہوئے بچے سُلا جاتی ہے نیند
مچھرون کی بھن بھناہٹ اور بازاروں کا گند
اُس مین حلوائی پڑے سوتے ہین گانزنین بند
ہو رہی ہین اُنکے خرّاٹون کی آوازین بلند
خواب نوشین تو غریبون کا تو اتنا درد مند
کا بہ احزان تجھے اے موہنی اتنا پسند
اور یہ شاہی کونج تجھکو کچھ نہین بھاتی ہے نیند
اے پیاری نیند سب ذی روح بالے ہین ترے
سارے حیوانات دنیا کے حوالے ہین ترے
بچے سے بڈھے تلک گود ونکے پالے ہین ترے
کیون یہ مزدور سے ہی اک آرام پائے ہین ترے
کیون امیرونکے گھرون مین ایسے لالے ہین تری
کیون تو ان آرامگاہون مین نہین آتی ہے نیند
خواب نوشین تجھ سے اب ہم کیا کہین حال حزین
یان جدائی مین ترے ڈھیلا سی آنکھین ہو گئین
چین ہے تیرے کسی کروٹ کسی پہلو نہین
تن گئین پھر لٹک گئین پھر کچھ مندی تھین پھر کھلین
آہ ان بیچلیون پر بھی تجھے شفقت نہین
کس قدر تو چاہنے والون کو ترساتی ہے نیند
خواب نوشین تیری لذت مین نہین کچھ کلام
لیکن ایسی ہی جدائی ہے تو نادر کا سلام
خواب تو وہ خواب ہے خواب اجل جس کا ہے نام
وصل جسکا دائمی جسکی لذت ہے مدام
قبر مین جب چھوڑ جاتے ہین احبا و غلام
پھر وہان آتے ہوئے تجکو بھی غیرت آتی ہے نیند

راقم
نادر علی نادر- از کاکوری

التجنیس

اجی مولانا پنچ- سلام علیک- تجنیس کے معنے جانتے ہو؟ بھلا تم کیا جانو- یہ اصطلاح خاص ہے یعنے مجنس کردن زبان- آپ یا ذہن عالی کے ہیچ مین- اب بندہ اشہب تیز گام زبان کو میدان مدعا مین سرپٹ بلا خیال سکندری جولان فرماتا ہے- سنبھلے رہیے گا-

بسم اللہ ہوا!

(۶) رقت آمیز خبر ـ
بوجہ رنڈی کا اُٹھانے کی فضیلت یہی ہی
گون ترمنہ کا لیے پہرتے ہین ٹٹو ہو کر
(۷) سٹر پٹر خبر ـ
کوئی تحقیق سے خبرین اگر لکھے تو یون لکھے

راقم ـ مخبر

پیشین گوئی

الٰہی توبہ ـ سنہ ۹۹ء کیا آیا گویا قیامت آئی ـ بلا نازل ہوئی جسکو دیکھیے وہ گھبرایا ہوا اور حواس زندگی سے بیزار جبل تو ملاں تو کا وظیفہ ورد کر رہا ہے ـ پیشینگوئیان ہین کہ پناہ بخدا ـ بڑے بڑون کا دل پانی پانی کیے دیتی ہین ـ منجمین آفت ڈھارہے ہین کوئی صاحب ہونکتے ہین کہ اس سال دنیا کا جغرافیہ بدل جائے گا ـ کوئی صاحب جھک مارتے ہین کہ قتل وخون ہوگا اور بڑے بڑے انقلاب ہوجائینگے ـ غرض جتنے منہ اتنی باتین ـ (پھر اس مین کسی کا اجارا ہے اپنا اپنا نجوم) شکل و سواری کی نسبت تحریر ہوتا ہے کہ اس سال میان نوروز خوک پہ سوار ہین ـ بھلا خیال تو فرمائیے کہان نوروز کہان سور ـ نوروز ایسا گیا گزرا نہین کہ پاسیون کی طرح سُور چراتا پھرے ـ ہمارے تصنیف کردہ نجوم سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میان نوروز نے اس سال بائسکل پر چڑھنی گانٹھی ہے ـ اور بڑی تیزی سے آسمانی سڑک پہ جلیبیان امرتیان بناتے ہنڈاتے پھرتے ہین ـ پوشاک البتہ نئی وضع کی ہے ـ کیا معنے کہ منکسر المزاجی کی وجہ سے صرف لنگوٹی ہی پر قناعت ہے ٹوپی انگریزی جس کو شولا ہیٹ کہتے ہین زیب سر ہے ـ ایک پیر مین بوٹ دوسرے مین سلیم شاہی جوتا ہے ـ چونکہ نئے ڈھنگ کی سواری ہے جو آج تک دیکھنے مین کیا سننے مین بھی نہین آئی ـ لہذا یہ ڈبل حکام اس سال کے ہونگے ـ

جنوری ـ چونکہ جانور کی مادہ ہے اور اس پہ طرہ یہ کہ زہرہ و زحل کا قران عقرب مین ہے ـ اس مہینے مین لوگ آدمیت سے خارج ہوکر جانور بن جائین بچھوؤنکی کثرت ہو ـ ہر جگہہ بچھو ہی بچھو نظر آئین ـ بی زہرہ کی وہان آؤ بھگت ہونے سے یہان کی رنڈیان منڈیان بھی مزے مین رہین ـ عاشقان جانباز کو دن دہاڑے کملی ڈال کے لوٹین ـ فرمائشات کی وہ بھرمار ہو کہ گھر تک رہن ہوجاے ـ یاری آشنائی ـ زناشوئی کا بازار گرم ہو ـ لوگ گنڈے والیون ـ گھوسنون ـ اہیرنون سے زبردستی کھینچ کھانچ کے عشق پیدا کرین ـ ۳۱ دن تک تو یہی سماں رہے اس کے بعد یہ مہینہ خود گھبرا کے بھاگ جائے ـ

فروری ـ اس لنگڑے لولے ـ کوتے چھبڑے مہینے مین شمس و مشتری مین تربیع مریخ و زہرہ مین مقابلہ ہے ـ اس مہینے مین قتل و خون کا بازار گرم ہو ـ وہ قتل وخون نہین جس مین آلات حرب کی ضرورت ہوتی ہے ـ بلکہ یہی شاعرون والا قتل خون ـ بڑی اونچی اونچی رنڈیون سے لیکر امین آباد کی بتیندل نکاہیان تک اپنی پلکون سے نیزہ و تیر کا کام لین ـ آنکھون آنکھون مین وہ ٹونا مارین کہ عاشقان صادق کو سوا سے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑے ـ تکیہ دارون گورکنون کی بن آئے ـ کفن کھسوٹ مزے مین رہین

مارچ ـ یہ بڑے ستم کا مہینہ ہے ـ اس مین میان مریخ برج سرطان مین براجین گے ـ اور بی زہرہ ڈانوان ڈول ہوکے ڈول (دلو) مین بیٹھ رہین گی ـ آپ جانیے اتنی بڑی بڈھی کا منہ چھپاکے ڈول مین بیٹھ رہنا کچھ ایسا ویسا تو ہے نہین اس کا اثر تمام جہان کی رنڈیون پر نہین تو کم سے کم بڑے بڑے شہرون کی رنڈیون پر ضرور پڑے گا ـ سب سے پہلے ان کے نام کی مناسبت کی وجہ سے (رنڈی منڈی) ان کا سارا سر خود بخود منڈ کر چھیلا بھوناکسیرو جیسا کہ مولانا اسلو خدوس کی منڈی ہوئی جھیت طلب کھوپڑی ہوتی ہے ہوجاے ـ ناک کان بغرض تخفیف مین آجائین ـ یہ صورتین دیکھ کر عاشق صادق جاپتا وصفا کرین ـ آمدنی مفقود ہونے سے گدا گرستی ـ سازسامان ـ طبلہ سارنگی بک بکا کر تحت اللفظ ہلکی پھلکی ہو جائین اتنے مین میان سرطان زور دکھائین ـ یہ ڈبل سپٹ جابجا میان کیکڑے صاحب یعنے سرطان حلول کرجائین ـ جراح ـ ڈاکٹر اس مہینے مین بہت کچھ پیدا کرین ـ اللہ اللہ کرکے تیس دن کے بعد یہ مہینہ وفات ہو

اپریل ـ اپریل فول تو مشہور ہے ـ اس پر سونے مین سہاگا یہ کہ شمس میان برج حمل مین ہین ـ اللہ ہی خیر کرے ـ توبہ توبہ کان پکڑکے توبہ عورتین تو عورتین مرد اس مہینے مین حاملہ ہون ـ وضع حمل اسقاط حمل کی تکلیفین اور شدائد برداشت کرنا پڑین ـ ایک چھوڑ چار چار بچے ایکا ... ہی تمہ

CHAMRERLAINSPAIN
B ALM.

چیمبرلینس پین بام

(جیمبرلینس صاحب کی لاثانی و اثرع دوا امریکہ مین بنائی ہوئی) تمام دنیا مین ہر قسم کی درد کے فوراً دفع کرنے کے لیے مشہور ہے خصوصاً ہر قسم کے گٹھیا ـ کمر درد ـ موچ ـ لنگڑاپن ـ اور ورم کے لیے مفید ہے ـ زخم ـ چوٹین ـ جلے ہوئے مقامات بھی اچھے ہوجاتے ہین ـ درد سر درد دندان اور رگون کے لیے بھی نافع ... عجیب نافع درد ... قیمت چھوٹی بوتل ... بڑی بوتل ...

FOR SALE BY W.C.KIDD

دوسری جنتری ہمارے دوست سید عبد الاحد صاحب علم کانپوری کی ہے اس مین تو ہر طرح سے جان توڑ کر فیاضی سے مشقت کی گئی ہے۔ جنتری کا ہے کو چوتھی کی دولہن ہے۔ چھپائی۔ لکھائی۔ کاغذ کا وہ اہتمام ہے کہ تیہر کے چھاپے مین مانی و بہزاد کی رنگ آمیزی و جابکدستی مات ہے مضامین مفید کی وہ کثرت کہ نام کو تو جنتری ہے مگر ساری دنیا کی معلومات نجوم فلسفہ ہندسہ سیر نجات۔ تاریخ۔ جغرافیہ وغیرہ وغیرہ اور خدا جانے کیا کیا اس شدت سے ٹھونس ٹھونس کر بھرے ہین کہ اگر صرف فہرست مضامین لکھی جاے تو بجاے خود اچھی خاصی کتاب جنتری کے برابر ہو جاے۔ اس کا ہر ہر صفحہ پورے پورے کتب خانون کا خلاصہ معلوم ہوتا ہے۔ ایک نظر دیکھا اور بس یہی جی چاہتا ہے کہ جس طرح بنے اس معشوقہ دلفریب جادو نظر کو قبضے مین لائیے اور حرز جان کی طرح سال بھر تک کیا عمر بھر نہ چھوڑے ملکہ ہو سکے تو نامۂ اعمال مین نتھی کرا کے حشر تک ساتھ لے جائیے۔ اور لطف یہ کہ ان تمام خوبیون پر قیمت کیا صرف ۸ ر یعنے ایک روپیہ مین دو دو۔

توکل علیہ الرحمۃ

اس دفعہ پانی وانی تو ابھی ہی وا ابھی برسا۔ مگر سردی شدت سے پڑی ایسی کہ جا بجا زراعت کو بھی برفباری سے نقصان پہونچا۔ اور بہت سے بیمار ضعیف جن مین حرارت غریزی چراغ سحری ہو رہی تھی ٹھنڈے ہو گئے۔ یا فالج لقوے مین گرفتار ہوئے۔ سہ شنبہ گذشتہ کو قیصر باغ مین دو دن نہایت اچھا اور بڑے اہتمام کا جلسہ رقص و سرود ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ کنور بم بہادر شاہ منیجر ریاست کیہری گڑھ کی صاحبزادی کی شادی جنرل پدم سنگہ کے صاحبزادے کے ساتھ ہوئی تھی

صلاے عام ہے یاران نکتہ دان کے لیے

ربط ضبط پہلا حصہ

ایک سچا اور دلکش ناول مصنفہ مرزا محمد عباس حسین ہوش لکھنوی جو حال مین چھپکر تیار ہوا ہے مختلف واقعات کا مخزن دلچسپ تصویرونکا البم پُر تاثیر سیتونکا معدن قیمت باوصف ضخیم ہو جانیکے تین آنے عہ ر

نوٹ۔ جو صاحب اس اشتہار کو چار پانچ مرتبہ چھاپ کر اخبار مرحمت فرماینگے ایک کاپی دفتر اودھ پنچ کی وساطت سے نذر کی جائے گی۔

المشتہر
محمد عسکری۔ لکھنؤ۔ جھوائی ٹولہ

شکریہ

ہمارے جن قدر دانون نے سال تمام ہوتے ہی اعانت کارخانہ فرمائی اُنکے اسمار گرامی ہدیہ امید و بیج ذیل ہین کہ اسی طرح دیگر حضرات کے دلون مین بھی تحریک پیدا ہو گی اور اپنی ذات کو بقایا کے بار سے سبکدوش اور کارخانہ کو ممنون احسان فرمائینگے۔

دار الریاست رامپور	عہ ۵ / ۱۲
جناب حکیم غلام نبی صاحب	عہ ۵
کالون لیبریری بارہ بنکی	عہ ۵ / ۱۲
جناب حکیم محمد شریف صاحب	ے ر / ۱۲
جناب محمد حسین خانصاحب حسن پور بابتہ جلد	ے ر / ۴
انجمن گونڈہ	ے / ۱۲
عدالت منصفی اناؤ	صہ ر
مسرس ایری مین کمپنی	للعہ ر
جناب محمد مرزا خانصاحب	عہ
صاحب بے ماسٹر بمبئی	عہ ۵
جناب احمد علی خانصاحب تعلقدار	سے ر
جناب بشیشر ناتھ صاحب بابتہ جلد	ے ر
جناب عبد المجید خانصاحب حسن پور بابتہ جلد	ے ر
جناب نواب عابد علی خانصاحب بہادر تعلقدار	للعہ / ۱۲

ناول مرزا ستا

یہ ناول ظرافت جو سال بھر تک سنہ گذشتہ مین ہمراہ اخبار شایع ہوا ہے بصورت جلد مکمل ہو گیا ہے اسکی شوخی زبان و ظرافت قصہ کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ہمارے قدیم مہربان جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش مصنف تصانیف کثیرہ نظم و نثر کی تصنیف لطیف ہے۔

قیمت فی جلد عہ ر

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ۔

جلد اودھ پنچ ۱۸۹۷ء

اودھ پنچ کی سالانہ جلد بابتہ ۱۸۹۷ء تیار اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہو رہی ہے بہت کم جلدین باقی ہین۔ قیمت ے محصول عمہ ر

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ

درکار ہے

ایک معلم جو انگریزی۔ فارسی۔ عربی مین لڑکون کو تعلیم دے سکے اور انگریزی مین کم سے کم انٹرنس پاس ہو مشاہرہ عہ ۵ اور مکان دیا جاے گا۔ اور اگر کوئی سامان عربی فارسی مین اچھی لیاقت رکھتا ہوگا تو کچھ اور بھی دیا جاے گا۔

المشتہر۔ محمد ماجد علی۔ موتی مسجد رامپور

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اکزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون ۔ نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دھند ۔ جالا ۔ پروال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سیل ۔ سرخی ۔ ابتدائی موتیابند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش چشم معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرونی ماشہ بیس روپیہ ۔ بصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین ۔ نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خرید کیا اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید ہے اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھو مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش ۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی اور دیسی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین ۔ راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر متعلقہ نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور ۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا ایلکہ دھند جالا ۔ سوزش ۔ پھولا ۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے

براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین ۔ راقم ۔ ڈاکٹر شیودت رام ڈیسپنسری انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب ۔ سلام نیاز ۔ ممیرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے مین نے آجتک آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی ۔ ایک لیفی پر تو اسنے جادو کا اثر کیا ۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی ۔ پردہ کا یہ نیا اور آئرس کوٹ مین سخت نقصان تھا ۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا ۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین ۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر ۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر ۔

(۴) جناب پروفیسر سردار میا سنگھ صاحب تسلیم ۔ مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند ۔ دھند ۔ پھولا ۔ ناخنہ ۔ آنکھ مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ۔ ان مریضون نے [illegible] سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی [illegible] سفید اور تیز بدرجہ صفت پایا [illegible] ان نوٹیفیکیشن [illegible] بعد ڈاکٹری نہ ہوت

ہر گاؤن کی نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ ۔ وی ۔ پی پوسٹ بھیجدین ۔ راقم ۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ ٹونسہ ۔ ضلع ڈیرہ غازی خان ۔

(۵) جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم ۔ مین نے آپکے بنائے سفید سرمہ ممیرے کا منگواکر استعمال کیا ۔ حد درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی ۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے ۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے ۔ راقم مہاراج کنور جتیندر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست بھنگوان اودھ ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا ۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین مارچ ۱۹۰۸ء کو جمع کیا گیا ہے ۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

نوٹس

مقدونیہ مین پھر شورش برپا ہے اور
وہان کے لوگون نے کانگرس قائم کی ہے
اس سبب سے حضرت سلطان نہایت
ناخوش ہین۔ فوج سرکوبی کے واسطے
روانہ فرمائی ہے۔

کچھ دن اُدھر انگلستان اور فرانس
مین برہمی کی خبرین مشہور ہو چلی تھین مگر
آج کل اخبارون مین ان دونون قومون
مین موافقت ہونے کے مژدے شایع ہو
رہے ہین۔

روس کی تجویز صلح مین کچھ نہ کچھ کارروائی
ہوئی ہے۔ حال مین کونٹ مراویف نے
اپنی راے شایع کی ہے اور منجملہ بہت سی
تجویزون کے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ تارپیڈو کا
سمندر مین لگانا۔ اور سخت مہلک سلاح
کا ایجاد کرنا۔ موقوف کیا جاے۔ مگر ٹیمس ایسی
باتون کو بادہوائی بتاتا ہے اور سچ تو یہ ہے
کہ ہین بھی بادہوائی ہے

توبہ بر لب سبحہ بر کف دل پُر از شوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

طاعون ابھی تک ہندوستان سے
نہین گیا تازہ خبرون سے حساب لگایا
گیا ہے کہ صرف صوبہ بمبئی مین دو ہزار آدمی
کے قریب ہفتہ بھر مین اس کا شکار بنا ہے
دہاروار مین تو سب سے زیادہ مرے اور
باقی کولاپور۔ بلگام۔ ستارا ابھی اسکی
آماجگاہ ہین۔

مارننگ پوسٹ کو اطلاع ملی ہے کہ
سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد کوئی سول اور فوجی افسر انتظامی
عہدہ ترکستان مین اُس وقت تک نہ پائے گا
جب تک کہ وہ اُردو مین گفتگو کرنے کی
لیاقت پیدا کرے گا۔ بہانہ تو یہ کیا جاتا ہے
کہ اس انتظام کو تجارتی فوائد سے علاقہ ہے
اور شاید ہو بھی مگر روس کی ہر حرکت جہان
شک و شبہہ کی نظر سے دیکھی جاتی ہے
وہان صرف یہی وجہ نہین مانی جا سکتی۔

گورکھپور کے محکمہ کورٹ آف وارڈس
مین آج کل تہلکہ پڑا ہوا ہے۔ سُنتے ہین صاحب
کلکٹر بہادر نے اس محکمے مین بہت سا غبن
پایا۔ سردست سر دفتر اور اوسیر معطل ہین
اور ریور مین اسپشل منیجر کو بھی بدون تنخواہ
رخصت دیدی گئی ہے۔ آگے دیکھیے اور
کیا گل کھلتے ہین۔

الزام لگایا جاتا ہے کہ امدرمان مین
بعد فتح کے جنرل کچنر کی فوج نے مجروح غنیم کے
ساتھ نہایت بیدردی برتی۔ اور اس الزام
کے بانی مسٹر بنٹ مراسلہ نگار کنٹمپرری ریویو ہین
مگر حال مین کپتان ٹڈ مین کی تحریر شایع
ہوئی۔ آپ جرمن اتاشی تھے۔ آپ کا قول
ہے کہ مین عین موقع پر موجود تھا جو الزامات
دیے جاتے ہین وہ سرتاسر غلط ہین۔

ولایت کا لبرل فریق تھوڑے عرصے
سے بے سردار کا ہو رہا تھا۔ حال مین جو تقریر
مسٹر مارلی کی شایع ہوئی ہے اُس سے
بھی ظاہر ہے کہ آپس مین پھوٹ کی وجہ
سے آپ بھی کشیدہ خاطر اور مستعفی ہونے
والے ہین۔ مگر تازہ خبر آئی ہے کہ سر
ہنری بنیرمین نے سرگروہی قبول کی ہے
اب دیکھنا یہ ہے کہ مسٹر مارلی کی [illegible]
کہ لبرل فریق اصول شاہی قبول کرتا جاتا
ہے کس درجہ رفع ہوتی ہے۔

سرکاری نوٹون کا نرخ آج کل روبہ ترقی
ہے گزشتہ پنجشنبہ کو [illegible] فیصدی کلکتہ
مین تھا۔

حیدرآباد دکن کے مولوی یوسف الدین
کے مشہور مقدمہ رشوت دہی کی دم تری
ابھی باقی ہے یعنے آپ نے ہرجے کی نالش
تعدادی ۸۱۰۰۰ ۳ روپیہ سکہ انگریزی
بنام وزیر ہند دائر کی ہے۔ چنانچہ ۱۹ جنوری
سنہ ۹۹ء کو اس کی پیشی باجلاس مسٹر [illegible]
ڈپٹی کمشنر سکندرآباد تھی جواب دعوے منجانب
ولیم کننگام ہم فارن سکریٹری گورنمنٹ ہند
اوس روز داخل ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے
کہ جو کچھ کارروائی یہان گرفتاری وغیرہ کی
عمل مین آئی تھی وہ از روے ضابطہ ہند
صحیح تھی اور مدعی نے بھی بیان اونپر عذر
نہین کیا۔ علاوہ ازین تمادی ایام بھی
عارض ہے اور جس نقصان مالی و جسمانی
وغیرہ کا معاوضہ طلب کیا جاتا ہے وہ بھی
اونکو کسی طرح کا نہین پہونچا۔

جاتریون کو سُن رکھنا چاہیے کہ موجب
بمبئی۔ مدراس و قسمت ناگپور و ریاست ہاے
حیدرآباد۔ بڑودہ و میسور کے باشندون
کے ہاتھ جنوری و فروری سنہ ۹۹ء مین الہ آباد
نینی۔ کرچھنا۔ جھیرا۔ بھرولی یا ایسٹ انڈیا
ریلوے کے ٹکٹ بغرض شرکت ماگھ میلا
فروخت کیے جائین گے۔ اس کی وجہ
یہی ہے کہ طاعون ابھی تک ہندوستان
سے کالا مُنہ نیلے ہاتھ پاؤن کرکے دفان
نہین ہوا۔ ابھی تک خطرہ باقی ہے۔

خبرین

لندن کے اخبار مارننگ پوسٹ کو معلوم ہوا ہے کہ سنہ ۱۹۱۰ع کے بعد کوئی جگہ انتظامی کسی سول اور فوجی روسی افسر کو ترکستان مین نہ ملے گی جب تک وہ ہندوستانی (اُردو) مین گفتگو کرنے کی لیاقت نہ پیدا کرسے گا ہندوستانی زبان کی تعلیم پر اس وقت تو تجارتی فوائد کے لحاظ سے ضرورت بیان کی جاتی ہے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہی ایک زبان دُنیا مین سب سے زیادہ مروج ہے۔ مگر ہندوستانی زبان کی تعلیم پولیٹیکل معنے بھی ضرور رکھتی ہے۔

دوران قیام حضور لفٹننٹ گورنر مین آگرہ مین سخت چوریان اور ڈاکہ زنیان ہوئین اسٹیشن کے قریب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کے گھر پر ڈاکہ پڑا۔ ڈکیتون نے گولی ماری اور ایک جمعدار کو گرا دیا۔ آگرہ مین سخت پریشانی ہے۔

مشہور ہے کہ محمد باغ کلب لکھنؤ مین جلد تر کہربائی روشنی ہونے والی ہے یہ ایک نہایت عمدہ کارروائی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ چند روز آئندہ مین حضرت گنج کی بڑی دوکانون مین بھی کہربائی روشنی ہوگی۔

شہنشاہ روس نے سلطان کو چار گھوڑے عمدہ نسل کے بھیجے ہین۔

آج کل ایران۔ عراق اور عرب مین قحط اور خشک سالی سے رعایا بہت ہی پریشان ہے۔

راجہ رنجیت سنگہ صاحب بہادر زمیندار مرشد آباد ممبر کونسل آئین بنگالہ بجاے مرحوم مہاراجہ دربھنگہ مقرر ہوئے۔

اٹلی سے خبر آئی ہے کہ شاہ ابی سینا مع ایک لاکھ فوج کے ٹاگبندا تھریا کی طرف توسچ حاوست کے لیے روانہ ہوئے ہین۔

قندہاریون کے ایک گروہ نے ۲۹ دسمبر کو سرکاری ڈاک ٹانگہ اور چنڈولہ کے مابین لوٹ لی اور دو بندوقین لے گئے۔

سپرنٹنڈنٹ سرکاری باغات بنگلور نے رپورٹ کی کہ چڑیا خانہ مین کئی مرے ہوئے چوہے ملے۔ ایک پاڑھا اور ایک بندر یکایک مرگیا تھا۔ بعد کئی بندر بھی اسی مکان مین مرے ہوئے چوہے بھی ملے تھے۔ کٹہل کے درخت سے مری ہوئی گلہریان گرین۔ اب تک چار بندر اور ۳ پاڑھے مرچکے ہین۔ بندرون کے پھوڑیان پیدا ہوئین اور پاڑھون کا پیٹ پھول گیا تھا۔

پشاور مین مشہور ہے کہ امیر صاحب درد گردہ سے سخت علیل ہین۔

ترکستان گزٹ راوی ہے کہ ہرات کے سرحد اور دو سرو ارکشک تک روسی ریلوے لائن تیار ہوجانے سے تشویش مین ہین اور ان لوگون نے امیر صاحب سے صلاح لی کہ اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیے اس کے جواب مین امیر صاحب نے ایک اعلان شایع کیا کہ یہ ریل افغانستان پر حملہ کرنے یا نقصان پہونچانے کی غرض سے نہین بنائی گئی ہے۔

حال کی خبر درویشون کی نسبت یہ معلوم ہوئی ہے کہ جنگی اگبوٹ متہ کے مقابلے مین جو نیل اخر زمین جنگ ہوئی احمد فاضل کی بیس ہزار فوج نے شکست فاش کھائی مگر احمد فاضل کسی طرف فرار ہوگیا۔

رودم نامے جہاز مقام ملبورن سے ....۵۵۲ کا سونا لیکر ہندوستان آیا ہے۔

جدید مہاراجہ دربھنگہ ویسراے کی کونسل کے ممبر زائد مقرر ہوئے۔

آسوجبر سے کہ بحری کانون کی تارپیدو کشتیون کی آزمائش مین کامیابی ہوئی۔

[illegible] ماہ حال کو پبلک کمیشن لاہور مین جمع ہوگی۔

آگرہ مین ڈاکے کا زور ہے ڈاکوون نے اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کے مکان پر چھاپہ مارا اور ایک جمعدار کے گولی ماردی چار سو روپیہ کا مال لیکر چلے گئے کل رات کو بیپکے پل کا خزانہ کا صندوق لوٹ گئے اور ایک پولیس کانسٹیبل کے گولی ماردی گئی۔

مولوی ضیاء الحق تحصیلدار سہسوان ضلع بدایون سخت الزامات مین معطل ہوگئے ہین۔ اور مسٹر لائیل جنٹ مجسٹریٹ تحقیقات کر رہے ہین۔

لارڈ اور لیڈی کرزن جبکہ کلکتہ سے شملہ کو جائینگے تو مثل لارڈ اور لیڈی الگن کے لکھنؤ کو آئینگے۔

گزٹ

منشی راجہ بہادر منصف لکھنؤ کو دو ماہ ۱۲ یوم کی رخصت ملی۔ لالہ شیو سہاے منصف کرانہ اڈیشنل منصف میرٹھ مقرر ہوئے۔ بابو اودت نراین سنگہ منصف غازی پور سے کرانہ تبدیل ہوئے۔ پنڈت ہزاری لال بی۔ اے وکیل قائم مقام منصف لکھنؤ مقرر ہوئے۔ ر۔ آ۔ سے تیمپرواس ڈپٹی کلکٹر کانپور بکار خاص کنٹونمنٹ کانپور مین مقرر ہوئے۔ ٹھاکر جگناتھ سنگہ قائم مقام ڈپٹی کلکٹر پرتاب گڈھ سے بدایون تبدیل ہوئے۔ مسٹر بیلی سکرٹری دوم گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و اودھ ۱۲۔ جنوری سے گورنمنٹ بنگال مین مقرر ہوئے۔

نرخ بازار بمبئی۔ نرخ طلا۔ چارٹرڈ بنک نمبر ۱ [illegible] فی گنی رانی چھاپ [illegible] گنی گھوڑا چھاپ [illegible]
نرخ نقرہ۔ گاوشی تولہ ۱۱ مرصافی [illegible]

ـ۱۱ـ

شیدایان عشق کی تحقیقات

۱۸۹۹ء کی خوشی میں جج بہادر کو خیال ہوا کہ لاؤ لگے ہاتھوں اُن کشتگان جفا کی جو شاہدان بازاری کے بیجا تغافل اور ناز و بیوفائی کے صدمہ سہتے سہتے دُنیا کو ہیچ و پوچ سمجھ کر ٹھنڈے ٹھنڈے عدم آباد کو چل بسے ہیں تحقیقات اور تفتیش کی جاوے اور ان کے ناموں سے۔ شہید کا مرتبہ شاکر ان کے تباہ و برباد کرنے والوں کو کامل طور سے گوشمالی دی جاوے۔ اس خیال کے آتے ہی بہت سے نوٹس جاری کیے گئے۔ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی مشتہر کیا گیا کہ جو لوگ اپنی سخت جانی کی وجہ سے ابھی تک زندہ در گور جیتا مُردہ حوال ہیں وہ بھی حاضر ہوں۔ اور باضابطہ ثبوت پیش کر کے اپنی داد لیں۔ تاریخ معینہ پر جج بہادر عدالت کی کرسی پر متمکن ہوئے۔ اجلاس جلد بیکار ہوئی۔ فریقین کے سامنے آنے پر سررشتہ دار نے ایک مقدمہ پیش کیا جس میں الزام تھا کہ مسماۃ تتلی نے بذریعہ اپنے بناؤ سنگار کے جو آئینہ سامنے رکھ کر کیا جاتا تھا اور بذریعہ عمدہ اور باریک پوشاک کے جس میں مسماۃ مذکورہ بیٹھے تتلی کے بدن کا رنگ پھوٹ پھوٹ نکلتا تھا مسٹر لسبکٹ کو اپنی قہر کی نشیلی آنکھوں۔ بھولی بھولی باتوں پیاری پیاری صورت پر اسی طرح مسماۃ تتلی نے والہ و شیدا کر کے ہلاک کیا۔ ثبوت جرم میں مسٹر لسبکٹ کے وہ شوقیہ خطوط جنکو مسٹر موصوف نے ہمہ تن شوق ہو کر مسماۃ تتلی کو لکھے تھے پیش کیے گئے جس میں تحریر تھا کہ میں مسٹر لسبکٹ تتلی کی محبت کے تیرہ و تار کنوے میں قید ہوں۔ اور اسکی یعنی مس تتلی کی ہر ادا پر دل و جان سے والہ و شیدا ہوں۔ چونکہ مسماۃ مذکور نے باوجود کافی خرچ لینے کے ہمارے دشمنوں سے ملنا جلنا نہ چھوڑا۔ بدین وجہ بڑی خوشی اور استقلال سے اسی مسماۃ تتلی پر جس کی محبت اور جس کے خیال کی کاوشوں نے جگر کو چھلنی چھلنی کر دیا ہے قربان ہو کر یہ کہتا ہوا جان دیتا ہوں۔ ؎

تمہیں قابو نہیں پر دلپہ سے تھامو اپنا
پھینک دینگے ابھی ہم چیر کے پہلو اپنا

ثبوت لینے کے بعد مقدمہ سے پوچھا گیا کہ یہ واقعات کہاں تک صحیح ہیں۔ چنانچہ مسماۃ مذکورہ نے سامنے آکر بیان کہ جو کچھ حضور عالی کے گوش گزار ہوا اس میں سر مو فرق نہیں ہے بیشک میں نے شہرت اور گرم بازاری ہونے کے واسطے وہ وہ طریقہ ایجاد کیے جس میں بہت سے سادہ دلوں کے دل شکار ہو گئے۔ سیکڑوں عقل کے اندھے مجھ پر اس طرح ریجھے کہ گھر بار سب کو خیرباد کہدیا اور میری مصنوعی محبت ظاہری ٹیم ٹام بنائی ہوئی صورت جو زیور عمدہ پوشاک اور کسی قدر تھوڑے سے پوڈر کے ذریعہ سے بہت کچھ دلفریب بنائی جاتی تھی ایسے لٹو ہوئے کہ کچھ اظہار مطلب نہ کر سکے۔

مسماۃ موصوفہ یعنی تتلی نے یہ بھی اظہار مزید کیا کہ اکثر اوقات ان لوگوں کی درخواستیں مجھ سے شادی کر لینے یا گھر بٹھانے کی بابت ہوئیں۔ لیکن مجھے انکار رہا۔ لیکن جب اس کا وقت آیا تو میں بھی آمادہ ہوئی تو یہ لوگ یا تو مر گئے یا اپنے روپیہ پیسہ مال دولت عزت آبرو کے غم میں ایسے خود رفتہ کہ بازاروں میں تکلے چننے لگے نہ عشق رہا نہ محبت رہی۔ دور ہی سے صورت دیکھ کے بھاگنے لگے۔ بہت سے تو روپیہ کی بھوک میں مر گئے۔ اکثر جو بے غیرت تھے زندہ رہے اور اب بھی زندہ ہیں۔

بوجوہات بالا میں مسماۃ تتلی مستدعی ہوں کہ امور متذکرۂ بالا پر غور کیا جاوے اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ میں مسماۃ تتلی آج تک کسی سے خواہان نہیں ہوئی کہ کوئی شخص مجھ مسماۃ تتلی پر جان دے۔ پس ملزمہ مستدعی ہے کہ رہا کی جاوے اور ان مردوں کے واسطے حکم مناسب صادر فرمایا جاوے۔

چنانچہ مسماۃ تتلی رہا کی گئی۔ اور حکم دیا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے اظہار محبت میں زبانی یا تحریری طور پر مرنے کا اظہار کرے تو شخص مذکور بلا کسی تحقیقات کے زندہ دفن کیا جائے گا۔ اور اس کے متعلق کسی قسم کی ضمانت یا مچلکا نہ ہو سکے گا۔ اور بعد دفن قبر پر یہ شعر کندہ کیا جائے گا۔ ؎

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

(باقی آئندہ) راقم م ۔ پ ۔ علیہ الرحمۃ۔

بی شرابو کی دُم مین نندا

بمبئی مسٹر ڈبلیو ایس کین صاحب بھی خوب با ستہ و ہو کر شراب کے پیچھے پڑے ہین نہ معلوم ان کا اس گلفام خاتون نے کیا بگاڑا ہے کہ ادھار کھائے بیٹھے ہین کھاتے پیتے سوتے جاگتے آپ کو اس کے یک قلم نیست کرنے کی فکر پڑی رہتی ہے چند سال ہوئے کہ مسٹر کین صاحب تمام ہندوستان مین شراب کے پیچھے لٹھ لیکر گھوما کرتے تھے۔ اور ہر بڑے شہر مین اسکے خلاف تقریرین کرکے سو دو سو آدمیون کو بی شرابو سے باغی بنا دیتے تھے اور دو سال ہوئے کہ خود کین صاحب ہی ہندوستان مین تشریف لائے اور ملک کے مشہور شہرون مین دورہ کیا۔ امسال اگر خود نہ آئے تو لیکر اپنے سکرٹری مسٹر فریڈرک گرب صاحب ہی کو بھیجا جو بمبئی۔ پونا کلکتہ ہوتے ہوئے ۲۰- جنوری کو دن سے لکھنؤ بھی آ پہونچے اور شام کو پانچ بجے رفاہ عام ہال مین باشندگان لکھنؤ کو اپنی دلفریب تقریر سے متاثر کرنے کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ مسٹر حامد علی خان صاحب بیرسٹر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔ اور صاحب بہادر بھی انکے بائین طرف کی کرسی پر چیئرز ہو رہی تھی کہ اتنے مین منشی پرشاد سکرٹری نے کالستھ ایجوکیشنل کلب کی طرف سے (جس مین ایک ٹمپرنس برنچ بھی ہے) ایک ایڈریس آف ولکم کٹ سے پیش کیا۔ اور قوم کالستھ کی طرف سے جو ان حضرت کے عشق مین تباہ ہو چکی ہے صاحب بہادر کا شکریہ ادا کیا اور کلب کی طرف سے ایک خوشنما گوٹہ کا ہار پہنایا گیا ایک تو ویسے ہی یورپین گوری رنگت اور سیاہ پوشاک اوس پر اس چمکدار ہار نے اور بھی غضب ڈھا دیا۔ صاحب بہادر نے اپنی دلکش تقریر مین بی شراب بیگم کی بے طرح ہی خبر لی۔ اور گورنمنٹ کی آبکاری پالیسی سے ناپسندیدگی ظاہر کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ گو گورنمنٹ سے انسداد کی درخواست کی جا رہی ہے لیکن ہمکو خود بھی کوشش کرنی چاہیے۔ لیجیے حضرت پنچ۔ ذرا اپنے شراب پینے والے احباب کو مطلع فرما دیجیے کہ یہ لوگ اب اس بات پر اڑے ہین کہ بی شرابو اور انکی دیگر بہنون (افیون بھنگ وغیرہ اشیاء نشی) کی دُم مین الیسا زبردست نندا باندھا جائے کہ کم از کم انگلستان اور ہندوستان سے بالکل نیست ہو جائین پس دوستو ابھی سے ذرا ان حضرت کی محبت کو کم کر چلیے ورنہ دیکھا مفارقت کا پہاڑ سر پر آ پڑے گا۔ ؎

مانو نہ مانو جان جہان اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہین

راقم- م- پ- ایڈ-

دارم دلے اما چہ دل صد گونہ حرمان در بغل
اشکے و یم در آستین چشمے و طوفان در بغل

اشتہار تعلیم

واہ اپنے بزرگون کا کہا کنا۔ جو کیا بے مثل و لاثانی۔ جواب ندارد۔ ہر چند کہ ان لوگون نے کوشش کی کہ دینی تعلیم و تربیت مین ہندوستان کو یورپ کے ممالک کا بنا دین مگر توبہ کیجیے۔ مقابلہ کیسا اس کی گرد کو تو پہونچے نہین۔ ہمیشہ اُلٹی گنگا بہایا کیے۔ جو باتین کین بے جوڑ۔ جو چال چلے اُلٹی۔ ہزارون متقدمین اسی خبط مین پڑ کر فنا ہو گئے۔ لاکھون نے خیالات کے بہنور مین پھنسکر اور جذبات کے دائرے مین زبردستی پڑ کر بے اختیار سر او دست بگریبان ہو گئے۔ جب یہ کیفیت ہوئی تو تعلقات سے نفرت خیالات اور تنہائی سے سودا و وحشی ہوئی جو انکے لازمہ تھے۔ اور جو سوسائٹی کے حق مین مضر اور معطل کرنے والے تھے۔ علماے متاخرین نے اس سے پہلو تہی اس وجہ سے کی کہ اسکی چھان بنان تحقیق تفتیش سوسائٹی اور قوم کے واسطے مفید نہین ہے۔ وہ اس کی بابت ہمیشہ یہی کہا کیے۔ ؎

اے در تنگت فگندہ تو ز آغاز
عشق است نظر بلند پرواز

چنانچہ اسکی تحقیقات کو ملتوی کیا۔ اور مدت سے پریشانی خاطر ہجوم افکار و ساوس بشیمانی مین مبتلا ہو کر چلایا کیے۔ ؎

ہو گیا مہمانسرائے کثرت موہوم آہ
وہ دل خالی جو تیرا خاص خلوتخانہ تہا

بہتون نے بہت بڑھ کے لات ماری تو ایک مدرسہ کھول کے کسی چرکٹ مولوی کو بٹھا دیا جن بزرگوار نے درس تدریس کے عوض لونڈون کو حقہ بھرنے۔ پیر دبانے کے سوا کسی چیز کی تعلیم ہی نہین دی۔

ان لونڈون مین سے جو کچھ ہونہار اور شوقین ہوئے تو ایک مدت مدید کے بعد ادہر ادہر دوڑ دہوپ کرکے ہزارون کو استاد بنا کے ملا ہو گئے۔ اب کیا تہا چھپری اور درود بیر فرش یا شیر قالین بنکر قوم کی فیاضی۔ دریادلی ہمت کے منتظر رہے۔ نہ خود تعلیم تربیت دی اور نہ اسکے وسایل کسی کو بتلائے۔ مزے سے بیٹھے چکھوتیان کیا کیے۔ اور دُنیا بھر پر جو کفر کے فتوے چھانٹے وہ گھاتے مین۔ چلو الحمد اللہ خیر صلاح انہین مشغلون مین ایک دن جنت نصیب ہو گئے۔ افسوس صد افسوس۔

اے بزرگو۔ تمہاری علم کی طرف سے ناقدری پر سخت افسوس آتا ہے۔ اللہ اللہ تمہارے یہ دماغ کہ تم ایسے مقبول بارگاہ یزدانی ہو اس کے حاصل کرنے یا بتلانے مین تم دنیا کے

سرحدی مُلّا کی دُرگت

گتون کو یہ لغزت ہو۔ مگر اب بجز سینہ کاوی و ژاژخائی
غم و اندوہ کے ہوتا کیا ہے۔ ہمارے مرقدین
اس لائق ہیں کہ ہم لوگ انہین سے
لپٹ کر خوب کوشش اور سعی سے علم حاصل
کرلیں۔ خاک بھی ایسی نہیں ہو صیقل گر دیع
ہو۔ افسوس ہے کہ گذشتے آنے والی نسلون
کا انداز غلط کیا اور ہمکو ناحق کس مپرسی
کے گہاٹ اترنا پڑا۔ ہائے افسوس۔ ے
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو
یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
کیا بتائین اگر تم لوگ ذرا بھی توجہ کرتے تو اس
وقت لاکھون مولوی ہزار ون عالم موجود
ہوتے۔ پس کیا ہم لوگون کو بھی تمہارا ہی ایسا
ہونا چاہیئے۔ ہرگز نہیں۔ اب وہ زمانہ لد گیا
موجودہ زمانے مین بلحاظ رفاہ عام اس بات
کی ضرورت ہے کہ بجائے آگے قدم بہ قدم
چلنے کے ترقی حاصل کرین عوام کو تعلیم دین
ہر کام مین مستعد اولو العزم چالاک چوبند ہون

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

گو اب وہ جوش و خروش نہین۔ ترقیان محدود
ہو گئین۔ تعلیم و تربیت کا زمانہ اٹھ گیا۔ تاہم
ہنے ایک ہرا بھرا باغ جس مین رنگ برنگ
کے پھول کھلے ہین اور ہونہار پودے اپنی
اپنی امنگون مین ہین اور جسکے باغبان نے
علم نباتات کے رو سے بہت کچھ کر دکھایا
ہے بلکہ پورے طور سے اسی باغ مین سلسلہ
درس و تدریس جاری کر دیا ہے۔ جو علم دوست
حضرات کے واسطے بہیر اغریبون کے واسطے
آرامگاہ ہے مجھ نہ ماکی اور خیال آزمائی کے
واسطے عمدہ مکان ہے۔ آرزوئین تمنائین
یہین پوری ہونگی۔ یا دو گش یہین سیراب
ہونگے۔ تعلیم و تربیت کا طریقہ بھی وہ ایجاد
کیا ہے کہ کسی نے خواب مین بھی نہ دیکھا
ہو گا۔ ہمارے قواعد پر خدا کی ہزار ہزار ون
رحمتین بلکہ ہزار ون مرحبا ہی

چون بیاید ہنوز خرباشد

پرانے وقتون مین سی خشت بجا ہون کو تمیز ہی
کیا تھی۔ تعلیل یاد کرو۔ ترکیب یاد کرو۔ حرف
علت کے پہیر مین پڑو۔ پھر بھی زلیخا زن بود
یا مرد ایک لفظ بول سکنے کے قابل نہین
ہیے انہین وجوہات کو مدنظر رکھکر منطق
حدیث۔ فقہ۔ شرع۔ تورات۔ الم فلم۔ بلا ہے جو
کیمیا ریمیا۔ السفہ فلسفہ غرض خاک بلا جو
کچھ پڑھایا جاتا تھا سب کو کتابون مین سے
بذریعہ تیزاب تحلیل کر کے عرق کی شکل مین کیا
اس کے بعد سیکڑون ترکیبون ہزار ون
کاریگریون سے اس کا ست نکال کر گولیان
تیار کین (بعینہٖ اسی شکل و صورت و
مقدار کی جیسی چار کی گولیان ہوتی ہین)
اس کے بعد ایک استاد کی بندی کو جس کی
زلف دراز کالی زہریلی ناگنون کی طرح
بل کہا رہی تہی کالے کالے بال خود بخود
اینٹھے جاتے تھے معشوق مزاجیان دامن
محشر سے گرہ باندھے تہین فتنے دامن
سمیٹے ہوئے کھڑے تھے۔ نگاہ ناز اشارہ
پر کام دیتی تہی۔ تیوری نشیلی آنکھین ہر وقت
چڑہی رہتی تہین۔ کون زیادہ کہے مختصر
یہ ہے کہ یہ حالت تھی۔ ے

بپا ہنگامۂ محشر ہے عاشق قتل ہوتے ہین
خدارا تم ذرا کاجل تو پوچھو چشم فتان کا

ملازم رکھکر حکم دیا کہ جو لوگ تعلیم لینا چاہین
انکو ایک گولی گرم پانی مین حل کر کے
عدہ بالائی شکر ملا کے دیا کرو۔ ملکہ خود اپنے
دست نازک سے پلا دیا کرو۔ چنانچہ اسی جاڑے
کی فصل سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ سیکڑون
آدمی پڑھ گئے ہیں اور کامیاب ہو کر چلے
جاتے ہین سمجھی کہان ہوا اے عاشقان
علم و عمل۔ اے جوانان شادان فرنگی عمل
نیند گولی کھاؤ اور جب جب اس جام علم و عمل
سے مستفید ہو۔ تو تم کو پڑھنا پڑے گا نہ
دل و دماغ خرچ کرنے کی ضرورت پڑے گی
نہ معلمون کے بیجا ناز اٹھانا پڑینگے۔ صرف ایک
جام وہ بھی ایک پیاری پیاری۔ بہولی بہولی
نازک پری وش۔ پری چہرہ کے ہاتھ سے پی لینا
ہو گا۔ بس ساتون جہان یا تینون لوک
نظر آئی دینگے۔ اور اچھے خاصے عالم فاضل
ہو جاؤ گے۔ دوڑو۔ لپکو پھر ایسی مفت کی
تعلیم دینے والا نہ پاؤ گے۔

راقم۔ م۔ پ۔ علیہ الرحمتہ

اختو بختو کی تو تو مین مین

اختو۔ کیون بہن بختو۔ مین تم سے پوچھتی ہون
تم نے آخر مجھ سے کب کا بیر نکالا۔ جو مجھ نگوڑی
کو یون بدنام کرتی پہرتی ہو۔
بختو۔ خیر تو ہے بہن تم اپنے حواسون مین ہو
یہ کہتی کیا ہو؟ یون مبہم مین تو مین سمجھتی نہین
جواب کیا دون۔ خاک پھر کوئی بات بگوڑی
معلوم ہو تو بتاؤن۔
اختو۔ اب تم ایسی ننھی ہو گئین۔ بیچاری کچھ
جانتی ہی نہین۔ اے چلو ہٹو مجھے تم اڑن گھائیان
نہ بتاؤ۔ واللہ جب سے مین نے سنا ہے تمہاری
طرف سے میرے دل مین گرہ پڑ گئی ہے۔
بختو۔ یا اللہ۔ بی کچھ کہو گی بھی یا یونہین مجھے
بجہاؤ گی۔
اختو۔ لے اب جو پوچھتی ہو تو سنو۔ مگر بہن برا
نہ ماننا۔ اور صاف صاف بتا بھی دینا۔ بات

یہ ہے میں نے سُنا ہے کان گنوگا رہیں۔ خدا جانے جھوٹ ہے یا سچ - تم نے کہا ہے کہ خان صاحب کے سامنے میں میں ہی نے بھابجی ماری وہ بچارہ تو تمہارے ہان تقریب مین سر آنکھون سے شریک ہوتے اور نیوتہ حسب حیثیت دیتے مگر مین نے ڈیوڑہی ہی مین بلا کر اُن کو سمجھا دیا جب تک آپ کے سپرد سلسلۂ انتظام تقریب نہ ہو - تب تک آپ ہرگز ہرگز نہ شریک ہو جیئے گا

بجتو - ارے خدا کے لیے چپ رہو - چپ رہو بیٹھے بیٹھے خوب باندھنو باندھنا آتے ہیں شاباش بہن شاباش - تم نہ کہوگی تو کیا تمہارے نبچے کہین گے - خدا جانتا ہے اتنی عمر آئی ہے - آج تک میرے تمہارے درمیان کبھی کسی کی کوئی بات نہین آئی - اپنی طرف سے تو ہم سدا تم پر جان ہی دیتے رہتے ہیں سی بات تمہاری نسبت کسی ایسے ویسے کی زبان سے نکلی - اور ہم گلا دبانے کو موجود - ابھی کل ہی باتون باتون مین بہن محمود وست مجھ سے تمہاری بابت اُلجھن ہو گئی - ایسی کہ وہ تنک کر اُٹھہ کھڑی بھی ہوئین - مگر میری زبان سے جو تمہاری طرفداری کا کلمہ نکل گیا تھا - مین وہی کہے گئی - اس سب کا یہ بدلا ہے - واہ وا - نیکی برباد گنہ لازم - بہن تم کیا کرو - زمانے کی خوبی یہی ہے - مجھہ کو قسمت سے یہی لینا ہے - (آنسو آنکھون مین ڈبڈبا آئے) وہ نہین کہتے ہین جسکے کارن سر منڈایا وہی کہے سر منڈی - تمہارے ساتھ کوئی لاکھہ نیکی کرے مگر وہی موت کا چلو ہاتھہ مین

اختو - اچھا اچھا بہن - خفا کیون ہوتی ہو؟ مین نے جو سُنا صفائی سے تم سے گلہ بھی کر دیا بہن تم جانو مین تو ٹھہری دل کی صاف - سچ سچ کہون - مجھے بُرا تو بہت لگا - پھر مین نے کہا لاؤ تم سے مُنہ در مُنہ پوچھ کر لون - اُدہر اُدہر ذکر اذکار کرنے سے حاصل -

اچھا ایک بات بتاؤ - میرا دل تم سے صاف ہو جائے - تم نے آتو جی کو جو اُس دن خط لکھا تھا اُس مین کیا لکہا تھا -

بجتو - بہن بات کی ہوائی کیا بات ہے - مجھے کہدینے مین کیا عذر تھا - مگر اصل یہ ہے آتو جی کو جو خط بھیجا ہے تو سب بیویون کی اجازت اور مشورے سے - اب جب تک وہ سب نہ کہین تب تک مین اُس کا مطلب مضمون کہنے والی کون !

اختو - خیر جانت باجی رنگ بوجھا -

بجتو - (جھلا کر) اچھا اس سے مدعا کیا ہے لوگو مین کہتی ہون - مجھی پر یہ سب زور ظلم ہے یہ بتاؤن وہ بتاؤن - اور اپنی کچھ نہین کہتی ہو تم نے خان صاحب سے کہا یا نہین - اگر جو نہین کہا تو صاف صاف کہدو نا - لوگ تہمت لگاتے ہین - چلیے چھٹی ہوئی - اس کا ملول کیا بات کا بتنگڑ بنانے سے حاصل ؟

جلسہ پنجم ندوۃ العلما

جلسہ منعقدہ ۸ - مارچ ۱۸۹۸ء کی روداد

پورے نو مہینے کے بعد پھر سے نیل گون قباے ساحت گیتی پر جلوہ افروز ہوئی ہے - اس کے ملاحظے سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اس متبرک اور مقدس جلسے سے ہندوستان کے اکثر مسلمانون کو تعلق خاطر بڑھتا جاتا ہے اور نوبت یہان تک پہونچی ہے - کہ ایک دار العلوم قائم کرنے کی صرف تجویز نہین بلکہ سعی شروع ہو گئی ہے جس طرح کی کارروائیان اس کے واسطے کی جاتی ہین اُن سے اُمید قوی ہے کہ اگر کوئی غیر مترقب مانع پیش نہ آیا تو کوئی عجب نہین کہ دار العلوم قائم ہو سکے -

میٹھا میٹھا ہپ

شمس العلما مولوی سید علی صاحب بلگرامی نے تمدن عرب کے دیباچے مین جن حروف پر چہ ضمناً چون وچرا کی تو ہندی طرفدارون پر مہ شورستان یاد و باہندن" کا اثر ہوا اور الہ آباد سے ایک رسالہ اسی کو سد بکر کر شایع کر دیا گیا -

مگر ہم سمجھتے ہین یہ مولوی صاحب کی ٹک کملی بازی تھی - کیا اچھا ہوتا اگر جناب مولوی صاحب ان حروف سے ناخوش ہوتے تو انہین حروف سے بھیجکر یونانگری یا ہندی کو ضرور سرافراز فرماتے تمدن عرب اُسی خط مین شایع کرتے -

حسود را چہ کنم کو زخود برنج در است

شیر - سنو یار - خرمہری - تم جانتے ہو ہمارے تمہارے جو رسم ہے - تم کو پہلے سے ہی اور تو اچھی طرح ہماری حفاظت مین رہنے کی قدر معلوم ہو گئی ہوگی - ہمارا جب جنگل مین قدم جاتا ہے کسی قسم کے سباع وبہائم کی مجال نہین ہوتی کہ لمحہ بھر ٹھہر سکین ایسی ہیبت اور صولت چھا جاتی ہے کہ جس کو تیلیہوم و بائے کسی دوسری طرف کھسک جاتا ہے - لیکن نہ تمہاری گھاس عضب کرسکتا ہے نہ تمہارے گھاٹ پر پانی پیتا ہے - نہ کوئی لکڑ بگھا دندان طمع تیز کر سکتا - اب ہم نے سامان کیا ہے کہ تمہارے قریب ہی مستقل اقامت کے واسطے کچھار بنائین -

خر - حضرت - خداوند نعمت - آپ کے کہنے کی بات ہے - لاکھہ بے تمیز سہی مگر سلوک اور مہربانی

اور خود غرضی مین ضرور تمیز ہے۔ مین کیا آپ
کی مہربانیون کی قدر نہین جانتا۔ آپ خوشی
سے اقامت فرمائین۔ مین خوش ہمرا خدا خوش
مرغ۔ یہ تم دونون جو آپس مین سمجھوتہ کر رہے
ہو ہم سب سنتے ہین۔ اسے میان گدھے تمہارا
یہ آپ کس دھوکے مین ہین۔ یہ کیا ستم کیا جو
اس خونخوار کا پڑوس گوارا کر لیا۔ ارے اور
کچھ نہین دو چار دولتیان ہی لگائی ہوتین
(لڑکی کی طرف مخاطب ہو کر) اجی حضرت
آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کچھ خبر ہے۔ دیکھیے تو اس
جنگل مین تو آپ چرتے چگتے تھے۔ یہ دیکھیے
اس گدھے نے کیا حماقت کی۔ افسوس ہے
آپ ایسے غافل ہم کو آپ کا بڑا خیال ہے
سراسر نقصان ہو رہا ہے اور حضرت ہم تو
آپ کی وجہ سے سمجھتے تھے کبھی ہو نکلین گے
تو لطف سیر اٹھائین گے۔ ہمارا آپ کا ساتھ
کچھ خدانخواستہ جدا جدا تو ہے نہین۔ اب
یہ بندوبست بالا بالا ہو گیا۔ غیر ملک خدا تنگ
نیست پائے مرا لنگ نیست۔

لڑکی۔ بھائی صاحب سنیے۔ ع

زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز

بندہ آپ کی مہربانی اور توجہ کا نہایت درجہ
ممنون ہے۔ مگر یہ جو کچھ ارشاد ہوا ہے ان
سب مراتب کا انجام مجھے پہلے ہی معلوم تھا
ایسی ہی بات ہے کہ مین سب پر خاک
ڈالتا ہون۔ آپ بھی میرے دوست اور
شیر صاحب بھی مہربان۔ نہ کچھ آپ سے سروکار

بگاڑ نہ اُن سے رنجش باقی ع

ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

علاوہ اسکے مین کسی قدر قسمت کا بھی قائل ہون
خدا پہ بھروسا اور مصلحت پر میرا عمل ہے۔ آجکل
میرے واسطے یہی بہتر ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے
ہونے دون۔

مرغ۔ اسکی تو دوسری ہی بات ہے۔ ہم نے
دلسوزی سے جو جی مین آیا کہہ دیا۔ آگے بھائی
نیکی بدی تم جانو۔ ہمارا دل دکھا تھا سست ہوا
زبان سے بات نکل گئی۔ جب تمہارے دماغ ہی
مین کوئی بات نہین آتی تو کوئی کیون دماغ
خالی کرے۔ وہی مثل ہے اندھے کے آگے
روئے اپنے دیدے کھوئے۔

شیر۔ ابے جا۔ آیا ہے وہان سے گڑگڑانے
یہ بڑے دوست بنے آکے وہان سے۔ اپنے
انڈون بچون کی خبر لے۔ بیا کو جو بیٹھنے نہین
دیا تو جلکے لگائی بجھائی کرنے لگا۔ ابے یہ بھی
خبر ہے۔ وہ ذرہ ہی سوختہ ہو گیا۔

دُنیا کی سیرین

بڑے بڑے کھیل بڑے بڑے تماشے
طرح طرح کی سیر۔ رنگا رنگ کی تصویرین۔
گوناگون معرکے۔ گھر بیٹھے سارے عالم مین
چکر لگائیے۔ ایک ہی نظر مین تینون تلوک
دیکھ لیجیے۔ ہر پل مین نت نیا سمان۔ ہر گردش
چشم مین انوکھا منظر۔ شائقین دوڑو لپکو
وہ دیکھو۔ نظر جماؤ۔ سامنے کیا نظر آتا ہے

(۱) وہ مصر کے اہرام نیچے سے چوڑے
چکلے۔ اوپر سے چونٹی دار۔ وہ سوڈان کا
ریگستان۔ وہ اونٹون کی قطار۔ وہ نیل نیلین
کی جدول۔ وہ کشتیون۔ گن بوٹون کے فلک رسا
مستول۔ وہ افواج کے پرے۔ وہ دیکھو
مصری اور انگریزی دولتون مین سمجھوتہ۔
وہ سردار کچنر سند گورنری سوڈان بغل مین
دابے مصر کی طرف جدید و تشدید مصری اور انگریزی
پرچم بصیغہ تثنیہ اُڑ رہا ہے۔ الحمد للہ انگریزی
قدم کس مدت مین کس خوبی آہستگی سے جمے
ہماری سرکار نے سوڈان مین اپنا سکہ جمایا
چلو مبارک باد۔

(۲) دیکھو یونان کا نقشہ ہے۔ ارسطو
افلاطون۔ جالینوس۔ حکماے مشہور انام کا
وطن ہے۔ جابجا ویران و برباد تو صدیون
سے پڑا ہے۔ اب مرے پر سو درے آج
کو تپ لرزے مین مبتلا ہے۔ کریٹ کو ماریشا وہ

(۳) وہ دیکھو۔ میرا آنا سندرس کئی سال
کا کرم خوردہ کاغذات کا پارسل پیرس کی
طرف چلا جاتا ہے۔ یہ ذنزولا کا جھگڑا ہے
جو انگلستان اور امریکہ مین پڑ گیا تھا۔ اب یہ
فرانس کو مار رہا ہے۔ دیکھیے چاند بھلے آدمیون
کے سامنے کھلے گا۔ اور بعد قیل و قال ابیاً
دریا بُرد کیا جائیگا۔

(۴) یہ دیکھیے قتل پونا کی دُمریزی۔
بالکرشن چاپیکار کی سواری پونا پہونچی۔ یہ
دامودر چاپیکار قاتل کا بھائی ہے۔ مدت
سے بھاگا ہوا تھا۔ پولیس نظام نے گرفتار کیا
ہے۔ داڑھی تو دیکھیے۔ شاعرون کے شیخ یا واعظ
کی طرح کیسی بڑھائی ہے۔ گویا مکر چاندنی کی
نقل اُتار رہی ہے۔ آج کل سست۔ مضمحل
اس وجہ سے ہے کہ جب سے پونا آیا ہے
کھانا ترک کر دیا ہے۔ صرف دودھ کھاتا ہے
شاید اس وجہ سے کہ لوگ شیر خوردہ سمجھین۔ مگر
انگریزی سیاست وہ نہین کہ بغیر چھٹی کا دودھ
یاد دلائے چھوڑے۔

راقم۔ پیسہ کٹ۔

توکل علیہ الرحمۃ۔ رائے بریلی کے وکیل منگو پال
کو جو میان لکھنؤ مین لوگون نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا
مجرم گرفتار ہو کر پہونچے عدالت سشن نے سو امید پال
محرر کو قاتل اور موہن ٹوپی والے اور نلو را کہ وہ اسکے
معین قرار دیکر سب کو سزائے قصاص سنا دی۔

ناول مزراستا

یہ ناول ظرافت جو سال بھر تک سنہ گذشتہ
مین ہمراہ اخبار شایع ہوا ہے بہ جہت تکمیل طبع
ہے اسکی شوخی زبان و ظرافت قصہ کا اندازہ
اسی سے ہو سکتا ہے کہ ہمارے قدیم مہربان
جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش
مصنف تصانیف کثیرہ نظم و نثر کی تصنیف
لطیف ہے۔ قیمت فی جلد عہ/
المشتہر منیجر اودھ پنچ۔

جلد اودھ پنچ ۱۸۹۸ء

اودھ پنچ کی سالانہ جلد بابتہ ۱۸۹۸ء
تیار اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے بہت
کم جلدین باقی ہین قیمت ے/ محصول ۸/
المشتہر منیجر اودھ پنچ۔

نوٹس ضرور ملاحظہ فرمایئے

متلاشیان دہرم ہر قوم کو واضح ہو کہ کتاب گلدستہ
غنچۂ گلشن جہان بزبان اردو کہ جو چھ حصون مین
کمال محنت و جانفشانی سے واسطے معلوم کرنے
کیفیت آمد و رفت عالم یعنی پیدایش و فناء عالم
تیار کی گئی ہے کہ جس کی خوبی صرف معائنہ سے ظاہر
ہو سکتی ہے یہ کتاب کوئی قصہ نہین یا مثل ناول
نہین کہ جس سے بادی النظر مین لذت حواس حاصل
ہو سکے بلکہ بہت صاف اور سادہ عبارت مین
دکھلایا ہے کہ دنیا کیا ہے اور پیدایش کیونکر ہوتی ہے
اور مرنا کیا معنی رکھتا ہے اور آنا جانا جان کا عالم
مین کیونکر ہے اور فرق ہر کرم اور برکت وغیرہ وغیرہ
مضامین مندرج مین اس کتاب کی دلچسپی انہین کو
کو معلوم ہو سکتی جو معائنہ کرنے کے بعد عاشق نہین
مفصل نوٹس مضمون کتاب ہذا آدھ آنہ کا ٹکٹ
آنے پر یا ایک کارڈ آنے پر ہمارے پاس سے مل سکتا
ہے۔ کتاب ہذا کا حصہ اول چھپکر تیار ہو گیا۔
شایقین دہرم ہر قوم کو مناسب ہے کہ فوراً اپنی
خریداری سے مطلع فرماوین ورنہ آیندہ دوبارہ
بار چھپنے تک انتظار کرنا پڑیگا۔ قیمت حصہ اول جو اس
وقت چھپکر تیار ہو گیا ہے باوجود اعلیٰ قسم کا غذ لگائی
ہونے کے صرف عہ/ علاوہ محصول ڈاک ہے
اگر کوئی صاحب ایک سے زیادہ کتاب خریدنا
چاہین تو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے
اور جہان تک ممکن ہوگا مناسب کمیشن بھی ملیگا
دیگر حصص کی قیمت قبل تیاری دو دو روپیہ اور
بعد تیاری ڈھائی ڈھائی روپیہ ہوگی۔
المشتہر منشی بنارسی داس مولف کتاب ہذا
ساکن شہر میرٹھ محلہ اندر کوٹ۔ چھاؤنی میرٹھ

(۴) حبوب کیمیائے بصارت

یعنے دھند۔ جالا۔ ناخنہ۔ پھلی۔ رتوندی
پروال۔ روز کوری۔ نزول الماء۔ ڈھلکا
ابتدائی موتیا بند۔ ضعف بصر و نیز جملہ امراض
چشم کی حکمی دوا۔ گولیون کی شکل مین بیس
سال سے ہزارون بندگان خدا کو فائدہ پہونچا
رہی ہین چیچک تک سے بگڑی ہوئی آنکھ
درست ہو جاتی ہے عینک لگانے کی عادت
چھوٹ جاتی ہے۔ آشوب۔ سرخی چشم کو چشم زدن
مین آرام ہوتا ہے عموماً چار گولیون سے
زیادہ کی ضرورت نہین ہوتی۔ بنظر رفاہ عام
قیمت فی گولی ۲/ مقرر ہے۔ محصول ڈاک ہر حالت
مین ذمہ خریدار۔ ترکیب استعمال کا پرچہ گولیون
کے ساتھ رہتا ہے۔
المشتہر حکیم سید نظام علی۔ آگرہ۔ محلہ نوری دروازہ

LITTLE'S ORIENTAL BALM.

وجع مفاصل پنج سالہ کا علاج

ایک شخص جس کا نام ذیل مین درج ہے لکھتا ہے کہ
مین درد شدید مین مبتلا رہا اور تمام رات
تارے گنتے کٹی۔ مگر کوئی علاج کارگر نہوا
بجز لٹل صاحب کے ایک شیشہ اورینٹل بام کے
کناٹ سکویر لنڈن مورخہ ۲ - جون ۱۸۹۵ء
" مین پانچ سال تک اس خوفناک مرض مین
مبتلا تھا جو وجع مفاصل کے نام سے مشہور
ہے ہر ایک ڈاکٹر سے رجوع لایا اور ہر قسم کا
علاج کیا۔ اور ایک عمدہ اور پرلے درجے کے
شفاخانے کو اپنے علاج کے واسطے گیا۔
لیکن کچھ نتیجہ نہ ہوا آخرش صحت کی امید
منقطع ہو گئی خانہ نشین ہو گیا ہر شب بیقرار
اور بیدار رہتا تھا تمام مفاصل مین
سخت درد ٹھہر گیا۔

لٹل صاحب کے اورینٹل بام کی بڑی تعریف
سنی تھی اس لیے اس دوا کا ایک شیشہ خریدنے
کرنے پر مستعد ہوا اور تین بار اس روغن کی مفاصل
پر مالش کی اس سے درد اور تشنج رفع ہونے لگا۔
کامل ایک شیشہ دوا خرچ ہوئی اسکے ساتھ درد
بھی جاتا رہا اور مین تندرست اور صحیح و سالم ہو گیا
اب مین یہ امید رکھتا ہون کہ ہر ایک پیر و جوان جو
وجع مفاصل کی علت مین مبتلا ہو دوسرے ناقص اور
بے اثر علاجون کو ترک کرکے لٹل صاحب کے اورینٹل
بام کا جو ایک نادر علاج ہے استعمال کریگا وجع
مفاصل کے واسطے اسکے سوا اور کوئی
عمدہ اور سریع التاثیر علاج نہین ہے"
ایما - یہ دوا ہر ایک دوا خانے مین فروخت
ہوتی ہے قیمت فی شیشہ ایک روپیہ
ایجنٹ مسٹرس ہکالسن کمپنی لکھنؤ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ ڈکیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دہند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ غاشی وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرونی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ سہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی اور جعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر سردار ستیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار ستیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خود اور بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھون کی تمام بیماریون کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بطور روز مرہ استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند غبار۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔ راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور فیض گنجور ہز ہائینس نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپکے ہیرے کا سفید سرمہ چند مرتبہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا ابتدائی دھند۔ جالا۔ سوزش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجیے۔ راقم۔ ڈاکٹر شیودت رام قصبہ انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب۔ سلام نیاز۔ میرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجاے کم ہے مین نے آجتک آنکھون کی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی۔ پردہ کا بیرونی حصہ اور الٹرس کوٹ مین سخت نقصان تھا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید میرے قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار ستیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے ہیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخنہ آنکھون مین۔ خم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضونے آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی دیسا ہی استعمال مین مفید و تیر بہدف پایا میری رائے مین آپکا سرمہ مثل پڑیہ کو نین بذریعہ ڈاکخانہ جات ہر گاؤن کی سیوارکی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعاے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے وی۔ پی پوسٹ بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر ستیا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے بنائے سفید سرمہ ہیرے کا منگواکر استعمال کیا۔ عمدہ درجہ کا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کیلیے اور کوئی دوائی نہین ہے۔ راقم۔ صاحبزادہ کنور چھیتر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست بھگوان اودھ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جولاہور کے نیشنل بنک مین بارچ ۱۹ء کو جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر پروفیسر ستیا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

معززین قوم کے باہمی مراسلات

ذیل مین جناب مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر اور نواب محسن الملک بہادر بالقابہ کی وہ خط کتابت درج کی جاتی ہے جو رامپور کے چندہ اور اُس شہرت کی نسبت کہ چندہ نہ ملنے کا سبب مولوی صاحب ہوئے دونون بزرگوارون مین ہوئی۔

خط مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۸ء

بھائی مہدی علی۔ مینے ایک عجیب شہرت سُنی ہے جو آپکی طرف منسوب کیجاتی ہے کہ آپ کا خیال ہے کہ مین نے نواب صاحب رامپور کو ترغیب دی ہے کہ بمعاوضہ اپنے عطیہ کے مفصلۂ ذیل دو شرطین لگاوین

اول مدرسۃ العلوم کے سکرٹری کی تقرری و موقوفی اُن کے اختیار مین ہو

دوم یورپین اسٹاف کالج کی تقرری و موقوفی اُنکے اختیار مین ہو۔ لہذا مین آپ سے پوچھتا ہون کہ کیا فی الحقیقت آپ کا ایسا خیال ہے۔ کیا آپ نے اس خیال کو کسی پر ظاہر کیا ہے جو باعث شہرت ہوا۔ اور آپ اسکو باور کرتے ہین۔ مجکو امید ہے کہ آپ اسکا جواب مجکو صاف اور مفصل جلد عنایت فرماوینگے۔ احتیاطاً اس خط کو بذریعہ رجسٹری کے روانہ کرتا ہون۔ محمد سمیع اللہ۔

جواب منجانب نواب محسن الملک مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۹۸ء

جناب مولانا و مخدومنا۔ آپ کا عنایتنامہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۸ء کا لکھا ہوا پہونچا۔ مین رامپور گیا تھا وہان سے آکر کل مجھے آپ کا خط ملا اس لیے جواب مین تاخیر ہوئی۔ مین رامپور صرف ایک روز کے واسطے گیا تھا مگر وہان جاکر درد گردہ مین مبتلا ہوگیا اور بیماری کی حالت مین واپس آیا۔ اب تک ضعیف ہون۔ آپ دریافت فرماتے ہین کہ مین نے اس امر کو شہرت دی ہے کہ جو شرطین نواب صاحب نے پیش کی تھین وہ شرطین آپ نے نواب صاحب کو بتائی تھین۔ مین کیونکر ایسا کہتا اس لیے کہ نہ آپ نے وہ شرطین نواب صاحب سے میرے سامنے کہین نہ حضور پرنور نواب صاحب نے اُن شرطون کے بیان کرتے وقت مجھ سے آپ کا نام لیا نہ کسی اور معتمد نے مجھ سے اس کا ذکر کیا۔ پھر کیا مین اپنے دل سے جوڑ کر اس بات کی شہرت دیتا اور مجھے کوئی وجہ آپ سے بدگمانی کرنے کی بھی نہ تھی ۲۶ برس سے مجھے آپ کی خدمت مین نیاز ہے۔ سید صاحب مرحوم سے ہمیشہ آپ کے لیے لڑتا رہا اور آپکے اور اُنکے ملانے کی کوشش مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ کالج کے لیے آپ کی جدائی کو ہمیشہ مضر سمجھا۔ کالج کے سکرٹری شپ کو آپ سے زیادہ کسی کو مستحق نہ جانا۔ خود ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر سے مین نے آپ کی نسبت عرض کیا کہ مین آپ کا دلی دوست ہون اور آپ میرے اوپر عنایت فرماتے ہین۔ ڈپوٹیشن مین آپ کے شریک ہونے کو مین اپنی عزت سمجھا۔ ہر وقت آپ کی بزرگی کا لحاظ رکھا۔ اسٹیشن پر آپ کو یاد ہوگا کہ گاڑی پر بمقام صدر مین نے آپ کو بٹھایا اور خود نوکرون کی طرح آپ کے سامنے بیٹھا۔ ایڈریس بھی پڑھنے کے لیے آپ کو دیا اور آپ نے مہربانی سے اسکا پڑھنا قبول فرمایا۔ غرضکہ جہان تک مجھ سے ممکن تھا مین نے آپ کی تعظیم و تکریم مین جسکے آپ مستحق تھے اور جسکا کرنا بحیثیت ایک دوست کے مجھ پر واجب تھا مین نے کوتاہی نہین کی۔ البتہ ۱۳ جولائی ۱۸۹۸ء کو رخصت کے وقت جب مین نواب صاحب کی خدمت سے باہر نکلا میرے پاؤن مین ایسی شدت کا درد تھا کہ مین گاڑی پر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر آپ کا انتظار کرکے کپتان عبد اللہ سے کہہ آیا کہ گاڑی آپ کے لیے حاضر کرین لیکن افسوس ہے کہ انہون نے میرے کہنے کا خیال نہ کیا اور تھوڑی دیر انتظار کرکے وہ بھی چلے آئے۔ اسے آپ جس بات پر چاہین محمول کرین۔ غرضکہ کوئی وجہ نہ تھی کہ مین اس بات کی شہرت دیتا کہ یہ شرطین آپنے نواب صاحب کو سمجھائی تھین۔ ہان یہ سچ ہے کہ چلنے سے بیشتر رامپور مین ایسے لوگون نے جنکی بات پر بھروسہ ہو سکتا ہے یہ اپنا خیال مجھ سے ظاہر کیا تھا کہ آپکی بعض باتون سے کالج اور ڈیپوٹیشن کو نقصان پہونچا لیکن کوئی تشریح انہون نے مجھ سے نہین کی پھر میرے چلے آنے کے بعد بھی اسی کی تائید مین برابر وہان سے خبرین آتی رہین۔ بہرحال وہ سچ ہون یا غلط ہون مین نے آپ کی نسبت نہ کسی سے ظاہر کیا نہ کہا کہ یہ شرطین آپ نے نواب صاحب سے کہی تھین۔ البتہ جو خبرین میرے پاس رامپور سے آئی تھین اُن کا ذکر مجھے بعض رفقا سے کرنا پڑا مگر مین نے ہمیشہ ان باتون پر تعجب کیا اور اُنکے باور کرنے مین مجھے شبہہ رہا۔ اور آپ کی نسبت کبھی اسکا خیال نہ کیا۔ لیکن اس مرتبہ جب میرا رامپور جانا ہوا تو معلوم ہوا کہ وہان کے لوگون کو اس بات کا یقین ہے کہ یہ شرطین آپ نے نواب صاحب کو بتائی تھین۔ یہ صحیح ہو یا غلط اسکے ذمہ دار وہ لوگ ہین نہ کہ مین۔ یہان آکر مجھے معلوم ہوا کہ ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بواسطۂ لطیف آنریری سکرٹری کے پاس آپ کی اور اپنی چٹھی کی نقل بھیجی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہز آنر نے اس معاملہ کی تحقیقات کی اور اُنکو یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو شہرت تھی صحیح تھی۔ اسمین بھی میرا کیا قصور ہے۔ مین نے ہز آنر کو اسوقت تک نہین لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ شرطین آپ نے پیش کی ہین۔ ایسی حالت مین جن لوگون نے جھوٹی تہمت لگائی ہو وہ اُسکے مجرم اور ملزم ہین نہ کہ مین۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنے اُسی دوستانہ خیال سے جو ہمیشہ سے میری نسبت رہا ہے مجھے معذور سمجھینگے اور اس شہرت دینے سے مجھے بری خیال فرماوینگے۔ اور مجھ سے زیادہ کوئی اس بات سے خوش نہ ہوگا کہ یہ شہرت غلط ثابت ہو اور جیسا کہ آپ فرماتے ہین اور جیسی کہ آپ کی ذات سے اُمید ہے لوگون کو صاف صاف معلوم ہو جاوے کہ یہ غلط تہمت آپ پر لگائی گئی ہے۔

میری نسبت غالباً کبھی ایسا خیال آپ کو
نہ پیدا ہوتا۔ میرا سکرٹری کے لیے تجویز ہونا غالباً
اس خیال کا باعث ہوا ہو۔ اس کے لیے بھی مین
صاف صاف آپ سے کہتا ہون اور بار بار کہا
ہے کہ نہ مجھے سکرٹری شپ منظور تھی نہ منظور
ہے نہ مین اسے سوا مصیبت و تکلیف اور رنج کے
کچھ اپنی ذات کے لیے مفید سمجھتا ہون اور نہ
ہرگز اسکی نسبت اپنے دلی انکار اور نفرت کو کم نہ
کرتا اگر چند دوستون کے لیے اسکے قبول کرنے پر چارون
طرف سے مجبور نہ کیا جاتا۔ اور ہز آنر اپنی زبان
مبارک سے خود مجھ سے نہ فرماتے لیکن باوجود اسکے
ابھی تک مجھکو اسکے قبول کرنے مین عذر ہے اور
غالباً مین اسکے قبول کرنے مین بہت تامل
کرونگا۔ میرے نزدیک آپ سے بہتر اور آپ کے بعد نواب
وقار الملک اور حاجی اسمعیل خان صاحب سے
بڑھکر کوئی اس کام کو نہین چلا سکتا تھا اور اگر
بدقسمتی سے کچھ اختلافات باہم آپ کے اور سید صاحب
مرحوم اور آنریبل سید محمود اور انگلش اسٹاف کے
پیش نہ آجاتے تو سب شخص آپ ہی کو اس عہدہ کے
لیے مستحق سمجھتے اور مین نے تو ہمیشہ آپ کو مستحق
سمجھا بلکہ ہمیشہ اس کا خیال کیا چنانچہ سید صاحب
کی وفات کے بعد آنریبل سید محمود میرے اس خیال کو
مجھ سے رنجیدہ ہوگئے اور مجھے اپنا مخالف سمجھا۔ [illegible]
جو واقعات پیش آئے ان مین نہ میرا دخل ہے اور نہ
ان کا میرے اختیار مین ہے لیکن [illegible]
الزام سے کہ مین نے آپ پر تہمت [illegible]
آپ کو بری کرتا ہون اور آپ کو اجازت دیتا ہون
کہ جس طرح آپ چاہین میری اس تحریر کو کام مین
لائیے خواہ گورنمنٹ مین بھیجیے یا اخبار مین
چھپوا لیجیے یا جو چاہین کیجیے۔ فقط۔
آپ کا خادم۔ مہدی علی۔

خط مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب مورخہ ۵۔ دسمبر ۱۸۹۸ء
جناب مخدومی و مکرمی مولوی سید مہدی علی خان
صاحب دام عنایتکم تسلیم۔ بلحاظ اس ۳۰ سالہ آپ
کی دوستی کے اور ان اعلیٰ خیالات کے جو میری
نسبت آپ نے اپنے عنایت نامہ ۱۵ ستمبر
۱۸۹۸ء مین ظاہر فرمائے ہین مین آپ کا
نہایت ممنون ہونگا اگر آپ براہ عنایت نقل
اس چٹھی کی مجھکو عنایت فرمائینگے جو ۶ اگست
۱۸۹۸ء کو آپ نے ہز آنر قائم مقام لفٹنٹ گورنر
ممالک مغربی و شمالی کی خدمت مین متعلق واقعات
ڈیپوٹیشن رامپور کے جس کا مین بھی ایک ممبر
تھا تحریر فرمائی۔
مجھکو امید واثق ہے کہ آپ اس میری درخواست
کو منظور فرمائینگے۔ خاکسار محمد سمیع اللہ خان

خط مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب
موسومہ نواب محسن الملک مورخہ ۹۔ دسمبر ۱۸۹۸ء
جناب مخدوم و مکرم۔ ۵ دسمبر حال کو
مین نے ایک عریضہ آپ کی خدمت مین بھیجا
تھا جس کی رسید پر آپ کے دستخط مین نے دیکھے
مین نے یہ درخواست آپ سے کی تھی کہ
مجھکو براہ عنایت نقل اس چٹھی کی عنایت ہو
جو ۶۔ اگست گزشتہ کو آپ نے ہز آنر قائم مقام
لفٹنٹ گورنر کے نام متعلق واقعات ڈیپوٹیشن
رامپور کے تحریر فرمائی تھی ۶۔ دسمبر کی شام
کے قریب آپ کے ایک متوسل [illegible]
آپ کا سلام زبانی کہا اور یہ پیام دیا [illegible]
کاغذ آپنے مانگا ہے وہ کل بھیجدیا جاویگا
لیکن آج تک آپ نے عنایت نہین فرمایا
لہذا بطور یاد دہانی کے یہ عریضہ بھیجتا ہون
آپکا نیاز مند قدیم محمد سمیع اللہ

جواب از طرف نواب محسن الملک مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۸ء
جناب من۔ آپ کا عنایت نامہ مطلب
نقل اس چٹھی کے جو مین ۶۔ اگست کو پرائیوٹ
سکرٹری ہز آنر کی خدمت مین متعلق رامپور
کے ڈیپوٹیشن کے بھیجی تھی پہونچی۔ چونکہ چٹھی
مین نے بہ حیثیت پریسیڈنٹ میموریل فنڈ
کمیٹی کے بھیجی تھی۔ اس لیے بلا اجازت کمیٹی
کے مین اسکی نقل بھیجنے سے مجبور ہون زیادہ
نیاز۔ محسن الملک۔

خط مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بنام
نواب محسن الملک مورخہ ۱۲۔ دسمبر ۱۸۹۸ء
جناب من مولوی سید مہدی علی خان
صاحب۔ ۵۔ دسمبر کے نیاز نامہ کی رو سے
مین نے آپ سے درخواست کی تھی کہ مجھکو اس
چٹھی کی نقل عنایت ہو جو آپ نے ۶۔ اگست
۱۸۹۸ء کو ہز آنر قائم مقام لفٹنٹ گورنر کی خدمت
مین متعلق واقعات ڈیپوٹیشن رامپور کے جس کا
مین بھی ایک ممبر تھا تحریر فرمائی۔ جب اسکا جواب مجھکو نہ ملا
تو مین نے ۹۔ دسمبر کو یاد دہانی کی ۱۱۔ دسمبر کو آپکا
عنایت نامہ مجھکو بعد غروب آفتاب ملا۔ آپ نے
تحریر فرمایا ہے کہ چونکہ یہ چٹھی بہ حیثیت پریسیڈنٹ
میموریل فنڈ کمیٹی کے بھیجی تھی اسلیے بلا اجازت
کمیٹی کے مین اسکی نقل بھیجنے سے مجبور ہون
مین یہ دریافت کرنا چاہتا ہون کہ آیا وہ
چٹھی آپنے مشورہ و ہدایت و اجازت ممبران کمیٹی
کے بھیجی تھی یا خود اختیاری طریقہ پر۔ در صورت
اول الذکر وہ کمیٹی کس تاریخ اگست کو ہوئی تھی
اور اس مین کون کون ممبر تھے اور وہ کس کی
تحریک سے ہوئی تھی۔ اور کون ممبر اس مین پیش
ہوئے تھے اور کتنے پیش [illegible] تھے۔ در صورت
آخر الذکر آپ خود اختیاری طور سے نقل دینے مین
کمیٹی کی اجازت کے کیون محتاج ہین اور بالفرض اس امر کے
کہ محتاج اجازت ہین تو آیا آپنے حصول اجازت کے لیے
کوشش فرمائی ہے؟ امید ہے کہ اسکا جواب بعجلت ہوگا
میری یہ بھی گزارش ہے کہ براہ عنایت میموریل فنڈ کمیٹی کے
ممبرون کی فہرست بھی مجھکو عنایت ہو۔ محمد سمیع اللہ

جواب نواب محسن الملک مورخہ ۱۳۔ دسمبر ۱۸۹۸ء
بخدمت مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب بہادر سی۔ ایم۔ جی
علیگڈھ۔ جناب من۔ آپکا عنایت نامہ مورخہ ۱۲ دسمبر
پہونچا آپکے سوالات کے جواب دینے سے معافی چاہتا ہون
ہان اگر آپکی مرضی ہو تو کمیٹی کے روبرو اس معاملہ کو پیش
کرون کمیٹی نے اجازت دی تو مین خوشی سے اسکی
نقل بھیجدونگا فقط
محسن الملک پریسیڈنٹ سرسید میموریل فنڈ کمیٹی

ابا جان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۵

طرز خورد و نوش

ابا جان کبھی کھانا تنہا کھانا پسند نہین کرتے اور اس لیے عموماً انکے ساتھ دسترخوان پر چند معزز رفقا کھانے مین شریک رہتے ہین اور اکثر اوقات اُن کا دسترخوان مہمانون کی شرکت سے بھی زینت پاتا رہا ہے۔ دن کے کھانے کا وقت دو سے تین کے اندر رہتا ہے اور رات کا بھی قریب قریب اُسی کے۔ رات کو گویا بارہ مہینے سحری کھانے کی نیت کا ثواب ہمیشہ حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اور اسلیے ان کے سونے کا وقت عموماً مرغون کے چونکنے کا وقت ہے۔ دن کو بارہ بجے کے قریب خواب سے بیدار ہوکے حوائج ضروری سے فارغ ہوتے ہوتے کھانے کا وقت آجاتا ہے چونکہ نفاست اور طہارت کا خیال بہت تیز اور قوی ہے اس لیے چند گھڑے پانی کے صرف مُنہ ہاتھ دھونے مین خرچ ہوتے ہین ناشتہ کا معمول نہین ہے۔ چونکہ صبح کو نیند سے چونکنے کی عادت ہی نہین۔ عشا کی نماز کے بعد ایک چاے خوری کا جلسہ ہوتا ہے جس مین احباب و مصاحبین سب شریک رہتے ہین۔ یہ چاے گو انگریزی طریقہ سے بنائی جاتی ہے مگر حقیقتاً یہ چاے تاثیر اور ذائقہ مین عمدہ سے عمدہ کشمیری چاے سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔ اور اسکی شہرت شہر کے تمام خوش سلیقہ اور چاے کے قدردان رؤسا مین ہے۔ اسکی رنگت بہت تیز ہوتی ہے اور اس مین بالائی اور قند علاوہ دودھ کے بکثرت ڈالا جاتا ہے اسکی چاٹ بہت سے غریب افیونی شرفا کو اُس وقت کھینچ لاتی ہے اور وہ اسکو پی پی کر نہایت فصاحت اور شکرگزاری کے ساتھ داد دیتے رہتے ہین۔ اور گویا اُس چاے کی خوش ذائقگی اور عمدگی کے یہ لوگ شہر مین زندہ اشتہار ہین میان گگو جو کہ نانا جان مرحوم کے وقت کے مشہور اور نامی خاصہ پز ہین وہی ابا جان کا کھانا پکاتے ہین اور اُن کے ساتھ ایک آدھ اسسٹنٹ باورچی بھی ہے ابا جان کے کھانے کا شوق اور تمیز مشہور ہے اور اون کو خود بھی پکانے کے فن مین ایسا دخل ہے کہ چھوٹی چھوٹی ہانڈیان اکثر اپنے سامنے بھی پکوا لیتے ہین۔ گوشت کے اقسام مین زیادہ شوق خصی کے گوشت سے ہے اور رحمن قصاب کی مشہور دوکان سے گوشت آتا ہے اور اسی سے مختلف قسم کے سالن اور کباب وغیرہ بنتے ہین مرغ اور دوسرے طیور کے گوشت سے چندان رغبت نہین ہے۔ بلکہ اُن مین سے بعض کی نسبت گرم اور مضر ہونے کا خیال ہے اور اس لیے دعوتون مین بھی انکا استعمال سیرچشمی سے نہین ہوتا ہے رات کے کھانے مین پلاؤ۔ میٹھے چاولون اور فیرنی کا ہونا ضرور ہے اور ہاتھ کی روٹیان اور خشکہ یہ دونون وقت کے کھانے مین دسترخوان پر لگتا ہے اسکے سوا دو تین طرح کے کباب اور دو چار قسم کے سالن دونون وقت کے کھانے مین ہوتے ہین۔ دسترخوان کے دھوئے اور بدلے جانے کا معمول چونکہ قدیم سے نہین ہے اس لیے دسترخوان کی رنگت مین ایک ایسی قدامت آگئی ہے کہ اُس کی اصلی رنگت کا بادی النظر مین دریافت کرنا مشکل ہے۔ دسترخوان ہماری ایک نعمت خانہ ہے کیونکہ اسپر مختلف قسم کے سالنون کے شوربے اور دالون کے اتنے پرانے اور نئے دھبے ہین کہ بخوبی اُس کو ایک ابلق گھوڑے کی جلد سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ وہ فقط نعمت خانہ نہین ہے بلکہ اُس سے عطردان کا کام بھی نکلتا ہے کیونکہ اُس مین سے ایک قسم کی ایسی [illegible] اور بساندھ مجموعی کو آتی رہتی ہے کہ جو معدہ پر نہایت ہی صحت انگیز اور اشتہا افزا اثر ڈالتی ہے۔ اس بو سے اوسپر کھانے والون کے دماغ ایسے آشنا ہوگئے ہین کہ اُن کو اس کی مطلق تکلیف نہین ہوتی۔ اسی دسترخوان پر ظروف چینی اور مسی مین کھانے لگ کر آتے ہین اور

اُس کے کناروں پر ایک جانب دو چار چینی کے پُرانے بھدے اور بدنما چمچے اور ایکطرف دو تین تانبے کے چمچے دھرے رہتے ہین۔ ان تانبے کے چمچوں سے برسوں قلعی سے ملاقات نہین ہوتی۔ اور انکی ساخت بالکل قدیم ہے کھانے کے وقت پہلے ابا جان اور اُن کے بعد اُنکے رفقا (جو ساتھ کھانے مین شریک رہتے ہین) مختلف قسم کی دعائین پڑھ پڑھکر پہلے کھانوں پر پھونک لیتے ہین اور اُسکے بعد بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرتے ہین۔ ہر کھانے کی خوش ذایقگی اور پُر لذت ہونے کی داد کھانے والے مبالغے کے ساتھ دیتے چلے جاتے ہین اور یہی مشغلہ بطور ٹیبل ٹاک کے کھانے کے تمام ہونے تک جاری رہتا ہے۔

صحت کنوا جو شہر مین چشمۂ آب حیات کے برابر گنا جاتا ہے اُسی کا پانی ابا جان پیتے ہین اور یہ پانی مٹی کے گھڑون مین لاکر رکھا جاتا ہے اور پھر صراحیون اور جھجھریون مین ڈال کر استعمال مین آتا ہے۔ ابھی تک پانی پینے کے ظروف مین زیادہ تعداد کٹوردن اور آبخوردن کی ہے اور ایک آدہ گلاس بھی تلاش کرنے سے مل سکتا ہے۔ فلٹر کا استعمال کرنا تو درکنار شاید اُسکی صورت بھی اس گھر مین کسی نے نہ دیکھی ہوگی چونکہ انگریزون کی بنائی ہوئی چیز ہے اور اُس کا استعمال عموماً انگریز ہی کرتے ہین اس لیے اُس کا پانی حرام تصور کیا جاتا ہے۔ پانی کے پینے کا سب سے مہذب۔ آسان اور پُر لذت طریقہ صراحی مین مُنہ لگا کر پینے کا ہے اور ایک صراحی سے دو چار آدمی ایک وقت مین یکے بعد دیگرے اُسی قاعدہ سے پانی پیتے ہین اور اُس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پینے والون کے حلق اور مُنہ کے اندر کے حصے کو دھو کر اکثر پانی صراحی مین واپس جاتا ہے اور اُس مین ایک خاص قسم کی ایسی نفاست پیدا ہوتی ہے جو اخوت اسلامی کے بڑھانے مین نہایت مفید اور بکار آمد سمجھی جاتی ہے ایک کٹورے یا گلاس مین جبکہ دو چار آدمی متواتر کھانے وقت پانی پیتے ہین تو اکثر بعض لوگون کو کٹورے مین پانی کے ساتھ غذا کے قلیل حصے بھی مل جاتے ہین جسکو وہ بے تکلفی سے پانی پیتے وقت نگل جاتے ہین۔

بعض اوقات اندر سے امان جان بھی بعض خاص چیزین پکا کر ابا جان کے لیے بھیجتی ہین اور اون کو وہ بہت شوق سے کھاتے ہین ابا جان تو چاہتے ہین کہ اندر سے اُن کے لیے عمدہ عمدہ چیزین پک کر اکثر آیا کرین مگر امان جان کی آمدنی چونکہ اُنکے صاحبون کی نسبت بہت تھوڑی ہے اور وہ اُن کو ایک سخت فضول کام کی اعانت سمجھتی ہین اور اپنے خلاف مرضی ہر ایسے کام کے لیے (جو کہ ابا جان سے ظہور مین آتا ہے) اُن کو جواب دہ گردانتی ہین۔ اس لیے وہ عمدہ کھانون کا کثرت سے باہر بھیجنا پسند نہین کرتین اُن کے اس خیال سے چونکہ ابا جان واقف ہین اس لیے وہ کبھی کبھی مجبور ہو کر بڑون میٹھے ٹکڑون اور ماش کی دال کے پکانے کی فرمایش کرتے ہین اور مین بخوشی اُنکے حکم کی تعمیل کر دیتی ہون۔

چند سال پیشتر تک ابا جان کا معمول تھا کہ رات کا کھانا گھر مین امان جان کے ساتھ نوش فرماتے تھے اور اُس زمانہ مین رات کے دسترخوان کا ڈھنگ ہی کچھ اور تھا کیونکہ امان جان خود ہی روز اپنے ہاتھ سے بعض چیزین پکا لیا کرتی تھین اور ہم لوگون سے بھی اصرار کر کے پکواتی تھین ہم لوگون کی بدنصیبی سے جب سے ابا جان سے بی جاوی سے ملاقات ہوئی رفتہ رفتہ اُن کی آمد و شد محلسرا مین کم ہونے لگی اور جب کہ اُس کم بخت کا جادو پوری طرح اُن پر چل گیا اُسوقت سے اُنھون نے رات کا کھانا اندر موقوف کر دیا اور اسکا ایسا بڑا صدمہ امان جان کو ہے کہ جو بیان کے قابل نہین ہے۔

راقمہ۔ تہذیب افروز بیگم

شادی خانہ آبادی کا مشورہ

حضرات ناظرین پنچ۔ آپ سب جانتے ہین دُنیا مین مشورہ عجب چیز ہے۔ کون ہے جو اس کی خوبیون سے ناواقف اور اس کی منفعت مین رطب اللسان نہین ہر اعلےٰ و ادنےٰ کام مین مہذب۔ عقیل۔ اور سمجھدار لوگ بغیر اسکے نوالہ نہین توڑ سکتے ہین کمیٹی انجمن سبھا اسی کے قدوم میمنت لزوم سے آراستہ جلسے اور پنچایتین اسی کے انوار سے پیراستہ پس راقم کو بھی ایک اہم کام درپیش ہے اُس مین آپ سب صاحبون سے مشورہ طلب ہون۔ اُمید ہے آپ حضرات دل لگی بازی۔ کھلی بازی۔ ٹھٹھے کو چند منٹ ملتوی فرما کر میری گزارش گوش توجہ سے سماعت فرما کر اپنی آزادانہ راے دین گے اور ہرگز ہرگز اس بات کا خیال نہ کرین گے کہ آپ لوگ بجاے خود جس حالت مین ہین اُس مین مجھے بھی گرفتار ہونا یا رہنا بہتر ہوگا۔

حضرات صاف صاف یہ ہے کہ بندہ آجکل۔ فی الحال۔ ورنیولا۔ اس زمانے مین آج کی تاریخ تک مجرّد یعنے بے بیاہا ہے عمر سلامتی سے قریب بیس بائیس کے ہے بظاہر کوئی عارضہ لاحق نہین۔ خدا نے چار پیسے بھی دیے ہین۔ متوسط حیثیت سے بسر اوقات کرتا اور کر سکتا ہون۔ بس کچھ تو دُنیا کی دیکھا دیکھی اور کچھ آسایش عیش و آرام

لوپیو۔ تم ہمیشہ دوا پینے مین کچدلی ہو

کی طرح مین شادی کرنا چاہتا ہون۔ ماں باپ نے جہان پڑھایا لکھایا۔ پرورش کیا۔ آدمی بنایا۔ وہان انہون نے اس کا بھی سب سامان ہو اُن کے اختیار مین تہا کر دیا ہے اور دونون صاحب جنت کو سدہار گئے ہین اب صرف میری مرضی انکار و اقرار پر معاملہ اٹک رہا ہے۔ دُنیا کا رنگ دیکھ کر مین نے اس امر مین خلاف معمول احتیاط اور حزم کو مناسب خیال کیا۔ اور اپنے خیالات کا اظہار کر کے آپ سے حکم کا منتظر ہون۔

(۱) پہلی بات بحث طلب تو یہ ہے کہ شادی اگر کی جائے تو بیوی کیسی ہون۔ پس اس کے واسطے دیکھنا ہوگا کہ اس ملک ہندوستان مین کس کس قسم کی عورتین سر دست رائج الوقت ہین۔ اور دستیاب ہو سکتی ہین

(قسم اول) جن سے محبت کی شادی کی جائے۔

(قسم دوم) جن سے آنکھ مچولے کی شادی کی جائے۔

قسم اول

محبت کی شادی اس ملک مین اس قدر شاذ اور اکثر بدنامی کا دُم چھلا لگائے ہوئے ہوتی ہے کہ بالکل افسانہ۔ یا ناول یا داستان کی جائے تو سے زیبد۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس ملک کی آب و ہوا سے غیرت خیز اسکو

نا موافق ہی ہے۔ خدا نہ کرے کوئی زن و مرد پہلے سے محبت کے لاسے مین پہنسے اور پہر شادی کی نوبت آئے۔ یہ کچھ اپنے آزاد ملکون کو مبارک رہے۔ اب رہی

قسم دوم

بس وہی ہماری قسمت کی نعمت ہے اور جو کچھ نقص بے دیکھے بہالے شادی کرنے کے ہین وہ اسی مین ترمیم اصلاح کر کے نکالنا چاہیے۔

پس اپنے طور سے ذرایع معتبر و معقول و مہذب و شایستہ کو کام مین لاکر اس کام کو سر انجام دینا لازم ہے۔ اور جس طرح اندھا ٹٹول کر بصر کا کام مس سے لیتا ہے اُسی طرح ہم کو بھی لینا چاہیے۔

سب سے پہلے اتنا معلوم کرنے کا تو مجھکو حق ہے کہ جن کے ساتھ شادی کرنا ہے اُس کو اتنا تو جان لون کہ وہ آج کل کے زمانے کے مطابق کچھ شُد بُد جانتی ہین یا بالکل کوری ہین۔

اگر کچھ خواندہ ہین تو اب یہ وقت ہے کہ وہ مجھ سے کہین زیادہ پڑہی لکھی و ستاقلم تو نہین ہین۔ اگر خدا نخواستہ زیادہ پڑھی ہین تو مین عمر بہر اُن کے آگے طفل مکتب رہونگا۔ اگر انہون نے رعایت اور انسانیت کو کام مین لاکر نظر مہربانی رکھی تو اُستاد شفیق رہین۔ میرا دل ایسے معلم یا معلمہ کے آگے کیا خاک تہر شگفتہ ہوگا۔ گہر کا ہے کو اسکول یا مدرسہ رہے گا۔ اور بیوی صاحب ہیڈ ماسٹر یا ٹیوٹر (اتالیق) یا جناب مولوی صاحب رہین گی۔ خط لکہنے مین شرماؤن گا کہین املے کی غلطی نہ نکالین بات منہ سے نکالتے مجھے تامل ہوگا کہ کوئی غلط لفظ زبان سے نہ نکل جائے اور مجھ شوہر کم بخت کی سُبکی ہو۔ اور آپ جانتے ہین یا آئندہ جانین گے کہ ہم مرد

عورتون مین بیٹھ کر کس قدر احمقانہ گفتگو کرنے کے عادی ہین۔ اور سادگی کو فراغت طبع سمجھتے اور بے تکلفی جانتے ہین۔ پس اس خانگی شکنجے مین پہنسنا میرے واسطے وہ عذاب ہوگا جس کی برابری کسی صغیرہ و کبیرہ کے امکان مین نہ ہوگی۔

بس ایسی کو تو میرا اسلام ہے۔ اور دور ہی سے۔ میرے واسطے اسکول اور کالج کیا کم ہین۔

اب رہین وہ نیک بخت جو کسی قدر لکہنا پڑہنا جانتی ہین۔ ان کا یہ حال کہ جب دیکھو نور نامہ۔ نام حق۔ بنجارہ نامہ۔ قصہ شاہ روم تفسیر سورہ یوسف۔ اور اگر شوقین ہین تو غنچہ راگ۔ چمن بے نظیر۔ مثنوی میر حسن۔ مثنوی قلق۔ نواب مرزا کی مثنویان۔ فسانہ آزاد طلسم ہوشربا۔ وغیرہ وغیرہ پڑھ پڑھ کر ناک مین دم کرتی رہتی ہین۔ اور جہان کوئی لغط بڑا آیا اور اُنہون نے معنے پوچھ پوچھ کر عاقبت تنگ کر دی۔ غرضکہ یون بھی اسکول کا مزا آیا اور اس مین بیوی ماسٹرنی۔ اب بندہ نیچے درجے کا ماسٹر یا کٹھ مُلا ہو گیا۔ اور پوری وہی مثل ہوئی ع

چہ میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

ان دونون صورتون مین ایک اہم خرابی۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ گہر مین کسی کا رقعہ خط۔ ہرگز ممکن نہین کہ آئے اور پڑھا نہ جائے اگر مطلب سمجھ مین آیا اور کوئی بات قابل باز پرس نہ ہوئی تو خیریت ہے۔ اور جو کوئی ذرا سی بات بھی کان کھڑے کرنے کی ہوئی یا غلط فہمی ہوئی۔ یا سمجھ ہی مین کچھ آیا تو لے میرا بہائی بیوی صاحب کو پہولا لگا۔ اچھی خاصی رنجش۔ کدورت۔ ڈانڈ ابیڑی ہو گئی۔ اور سچ پوچھیے تو یہی ستم کیا کم ہے کہ مین کم بخت رقعہ خط ہنوز دیکھنے بھی نہین پایا اور بی صاحب نے اوپر ہی اوپر اُڑا لیا

اوسوقت کا اضطرار اور انتشار قابل بیان
نہین - جنکو یہ نعمت میسر ہے اُنہین کا دل جانتا
ہوگا - اور اگر خدانخواستہ دشمن کے کان
بہرے کسی مصلحت یا ضرورت سے کچہ چھپانے
والی ہی بات ہے - تو اب ہر ایسا کانہ مین بجائے
چھپانا پہرتا ہون - گو یا دائی سے پیٹ چھپانا
ہے - اور بیوی مین کہ کونے کونے - چپے چپے
ڈہونڈہتی پہرتی ہین -

یہ مختصر کیفیت بطور مشتے نمونہ از خروارے
آج کل کی عرض ہوئی - مین اُس زمانے کا
تذکرہ نہین کرتا جب اس ملک کی عورتین
بے پردگی - آزادی - خود رائی - اُن بزرگان
وطن کی کوششون سے حاصل کرلین گی جو
آج کل اندھا دھند - عام تعلیم - اور پردہ دری
نسوان کے پیچھے پڑے ہوئے ہین - اور میان
مرد صاحب کو بیوی صاحب کا سایہ عاطفت
اُسی وقت نصیب ہوگا جب بیوی صاحب
اچھی طرح جانچ پرتال اور ٹٹول لین گی اوس
وقت تو انشاء اللہ ایسا ہوگا کہ مہذب تو یون
کی طرح سر پر ہاتھ رکھ کے روئین گے اور
روتے نہ بنے گا -

اب مزاج کی نسبت سُنیے - اگر کسی
زبان آور شوخ و شنگ سے شادی کرتا ہون
تو وہ پہلی ہی شب سے تگنی کا ناچ نچانے
لگین گی - اتنی بک بک - چو چلے - غمزے -
آہی اوہی مچائین گی کہ ایک لمحہ نچلا بیٹھنا خواب
خیال ہوجائے گا - بس بہیا مین ایسے سیانے

خاصیت - بے چین طبیعت والے معشوق
سے باز آیا - مین شگفتہ خاطر ہنس مکہ -
لاکہ سہی مگر خفیف الحرکات چھچھورا - بوکل
بنا تو کسی طرح گوارا نہ کرونگا -

اگر گہگی - بہوہی - کم سخن کو کرتا ہون
تو نرے مٹی کے تھوے سے لطف صحبت کیا
[illegible] سے کاٹھ کا تکیہ بہتر ہے - بیچارے کو
نہ اپنی [illegible] چولہا [illegible] نہ کھانے
پانی کی فکر - نہ مرنے جینے کا غم - اب ہم تو دیا
کی طرح جہڑ جہڑ کر کتے جاتے ہین اور وہان
خبر ہے نہ باشد - زیادہ وہ بے تکلفی کی برداشت
یا بہت زچ ہوئین ایک آدہ بات ہی کی
تو ڈھیلا کہینچ مارا - جواب سُنکر لاکھون
لعنتین اپنے اوپر کین اور صبر شکر کرکے
پڑ رہے - اور جب ایسا ہی جی گھبرایا -
بے حیائی - بے شرمی لاد کر گھر سے نکل کسی اور
طرف مُنہ کالا کرنا پڑا - تا بارو مین ایسا
گران - ثقیل - بھاری - وزنی جو اگر دن
پر ہرگز نہ رکھون گا - جوگدی کو یون لو لگا
ہی کرے اور کوئی آرام ہی نہ دے -

اگر ایسی عورت کرتا ہون جو ہر وقت
میرے احکام کی منتظر رہے - اُٹھتے بیٹھتے
سوتے جاگتے اُس کو میری فکر ہو تب ہی
جناب ایک عذاب ہے - مثلاً طبیعت
سُست ہے - کہانے کو جی نہین چاہتا
اب بیوی صاحب ہین کہ مارے محبت کے
(ماشا کہنا چاہیے) اون کا بھی لہو (بلکہ
بودہ) خشک ہوگیا - بھوک پیاس نذار
ہوگئی - اب وہ بھی خاصتہ [illegible] پڑی ہین
گہر بہر مین میان رمضان خان صاحب
کا بے فصل اور بافصل عملہ دخلہ ہے - آتون
کو [illegible] بات کو جی نہین چاہتا
اور بیوی مین کہ دو گلوری لو - اوپر کروٹ لے
اسے کیا سو گئے [illegible] کہتے کہتے دماغ چاٹے
جاتی ہین - بس جناب ایسی مہربان جورو

سے [illegible] باز آیا -
اب شکل و صورت کے اعتبار سے لیجیے -
نازک - گلبدن - نازنین - غنچہ دہن - پستہ لب - [illegible]
قامت مین تو نظم ناشنوائی مین شعر گر ہے [illegible]
و قافیہ ہم آغوشی بے عروض ہے - بیت [illegible] کے
دونون مصرعون کا وزن الگ الگ ہے -

اگر طویل القامت - قوی الجثہ - صحیح توانا کرتا
ہون تو انسان اور دیو کا ساتھ ہی کیا [illegible] تو
دیکھنے [illegible] خطا ہوا جاتا ہے - بقول کسی کے یا دو
کے انگریزی باجے کے ڈھول پر بندر بیٹھا ہوا
یا چکی کے پاٹ کے ساتھ [illegible] کا میل نہیں ہے -
اگرچہ ہاتہ محبت و اُلفت ہی کا ہوگا مگر میری گردن
مین پڑا اور مین سمجھا زچہ کشتی گیر نے گردن دی
گہر کی چیز یا کوئی کتاب کسی بی صاحب نے
بنفس نفیس اونچے پر ہاتھ بڑھا کے رکھدی
اب ضرورت کے وقت مین اُچک رہا ہون
اچھا خاصہ چکی کا لنگور ہوگیا -

خیر قصہ مختصر - داستان غم بیپایان - آپ ان
وقتون اور دقیقہ سنجیون سے اندازہ کر سکتے ہین
کہ مین کس مزاج کا آدمی ہون اور مین کس قسم کی جورو
چاہتا ہون اور کہان مل سکتی ہے - اور وہ
بھی اس شرط پر کہ وہ مجھے قبل عقد یہ بھی عقد
پسند کرنے کا وعدہ ہی کرے - کیا سبب کہ مین ایسی
شادی سے ہی کوسون دور رہنا ضروری اور مناسب
سمجھتا ہون کہ مارے باندھے کا سودا ہو
بیوی صاحب الگ اپنی طرف پلنگ پر
پڑی - دُلائی سے مُنہ ڈھانکے اپنی قسمت
کو روتی ہون - اور مین یا تو ساری دُنیا

در گلو یم سُنت پیغمبر ست

کا ذکر کرتا رہتا پھرتا ہون - یا دو ہر پار دو دوستون
چوک کے کمرون مین جی بہلاتا - کیا زندگی
[illegible]

راقم

پانچ پنچ مل کیجے کاج
ہارے جیتے آئے نہ لاج

پروفیسر شہباز کے روشن خیالات

(جاڑون کی دھوپ)

مشرقی کھڑکی سے جب آتی ہے دھوپ
اک تماشا سب کو دکھلاتی ہے دھوپ
جگمگاتی پھیلتی جاتی ہے دھوپ
آسمان تک پانون پھیلاتی ہے دھوپ
دل کو ہر پہلو سے گرماتی ہے دھوپ
دن مین جاڑون کے بہن بھاتی ہو دھوپ

صبح ہنستی ہے یہی جب گدگدا سے
پیسٹر کو دم مین یون ارگن بنا سے
دیکھ کر پھول اس کے بلبل چہچہا سے
زمزمے کانون کو ہر چڑیا سُنا سے
ہے گواتی گو نہین گاتی ہے دھوپ
دن مین جاڑدن کے بہن بھاتی ہو دھوپ

خاکساری سے بچھی ہے خاک پر
گرچہ ہے اس کا دماغ افلاک پر
آنکھ پر چمکے یہ جا سے ناک پر
صیقل ادراک ہے ہر اک اور اک پر
عقل کو انسان کی چمکاتی ہے دھوپ
دن مین جاڑدن کے بہن بھاتی ہو دھوپ

گوری صورت پر چمکتی ہے کبھی
سُرخ جوڑون مین لہکتی ہے کبھی
چھپ کے کنون مین جھمکتی ہے کبھی
آرسی پر سے لپکتی ہے کبھی
بجلیان رہ رہ کے تڑپاتی ہے دھوپ

دن مین جاڑون کے بہن بھاتی ہو دھوپ
ٹھنڈک کے درجون کو کرتی ہے یہ طے
اس سے بڑھتی رہتی ہے گرمی کی لے
برف مین کرتی ہے پیدا جوش سے
اشرفی ہو جاتے ہین اس سے روپے
کیمیا کی آنچ بن جاتی ہے دھوپ
دن مین جاڑون کے بہن بھاتی ہو دھوپ

گرمیون مین ہی ہین اس کی سرمیان
سرد مہریاں اس کی ہین ہمدردیان
ہین سفیدی مین بھی اسکی زردیان
لٹ رہی ہین کیا زری کی وردیان
وردیان ننگون کو پہناتی ہے دھوپ
دن مین جاڑون کے بہن بھاتی ہو دھوپ

دھوپ ہے بانفرلی ہے چاندنی
چاندنی ہے تو نئی ہے چاندنی
ایک ہو یا ہو گئی ہے چاندنی
اک ذرا گرما گئی ہے چاندنی
چاند کو سورج سے شرماتی ہے دھوپ
دن مین جاڑدن کے بہن بھاتی ہو دھوپ

دوپہر ہے وقت آیا خواب کا
اب تو ہے رنگ اور ہی کچھ آب کا
آب پر عالم ہے بس سیماب کا
آئنہ اُٹھا چمک تالاب کا
عکس کو پیرون سے جڑواتی ہے دھوپ
دن مین جاڑدن کے بہن بھاتی ہو دھوپ

وقت پر ست جاؤ ہو نصف النہار
ہے گل خورشید پر پوری بہار
گل کے دل مین رشک سے کھٹکین گے خار
کہا ئین گے پوری شکست اب گلعذار
فوج لیکر وہ چڑھی آتی ہے دھوپ
دن مین جاڑون کے بہن بھاتی ہے دھوپ

دوپہر کے بعد آتا ہے زوال
وہ ترقی کی پلٹ جاتی ہے چال
پھر تو دکھلاتی ہے زردی کا جمال
زرد ہوتے ہوتے ہو جاتی ہے لال
پھیل کر جسم سمٹ جاتی ہے دھوپ
دن مین جاڑون کے بہن بھاتی ہو دھوپ

بات کہتے دوپہر جب ڈھل گئی
دھوپ سانچے مین طلا کے ڈھل گئی
دیکھ کر یہ روپ چاندی جل گئی
سونے چاندی مین پھر آخر چل گئی
کیا غضب تلوار چلواتی ہے دھوپ
دن مین جاڑون کے بہن بھاتی ہو دھوپ

دیکھ مین ہے دھوپ کی حالت تباہ
زرد سے ہے رنگ چہرے کا سیاہ
ایک بھی ملتی نہین راحت کی راہ
ڈھونڈھتی ہے جب تو سائے مین پناہ
شام کے دامن مین چھپ جاتی ہے دھوپ
دن مین جاڑون کے بہن بھاتی ہے دھوپ

دن گیا اب وقت آیا شام کا
طے ہوا جھگڑا دن سے جھگڑا کام کا
جب چکا موقع خیال خام کا
وقت ہے شہباز اب آرام کا
دیکھ وہ آرام فرماتی ہے دھوپ
دن مین جاڑون کے بہن بھاتی ہو دھوپ

لوکل علیہ الرحمۃ

ہوا مین سردی ہے۔ اور دھوپ مین گرمی۔ بس اسی طرح سموئی ہوئی آجکل فصل ہے۔

چونکہ پالا پڑنے اور بارش نہ ہونے سے زراعت کو فی الجملہ نقصان ہو گیا ہے غلے کا نرخ کچھ چڑھ گیا ہے۔

آج کل پھر چوڈیشلی کے ٹوٹنے کی خبرون مین گرمی۔ باسی کڑہی مین اُبال آیا ہے

ہمارے شہر کی انجمن رفاہ عام کورٹ آف وارڈس کے مسودہ قانون کے بابت عرضداشت بھیجنے والی ہے۔

ابا جانکی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۳

طرز خورد و نوش

کھانے پکانے کے شوق اور سلیقے مین چونکہ میرا ددھیال تمام صوبہ مین ایک مدت سے مشہور ہے اس لیے ابا جان کا غرور کھانے پکانے کی واقفیت اور تمیز کے متعلق چندان بیجا نہین ہے۔ میرے چچا جان اور دیگر ددھیالی قرابتمندون کو بھی کم و بیش کھانے پکانے کی تمیز اور سلیقہ ہے مگر تاہم وہ اس بارہ مین ابا جان سے مقابلہ نہین کر سکتے ہین اور وہ خاص خاص خاندانی نسخے اُن سے اُس قدر عمدہ طور پر اتر نہین سکتے جیسا کہ انکا اُترنا چاہیے۔ کیونکہ اُن مین سے اب اکثر لوگ اپنے ہاتھہ سے نہین پکاتے۔ میرے گھر کی مشہور ہانڈیون مین سے کوردانغ۔ نارنجی کوفتہ۔ سفری تورئی کوئلے کی دال۔ میٹھا مکھن وغیرہ ہین یہ نسخے ابھی تک تین سو برس سے میرے خاندان مین سینہ بسینہ چلے آتے ہین۔ اور ان کا پکانا نہایت مشکل ہے۔ یہ نسخے سوائے اراکین خاندان کے کسی دوسرے کو بتائے نہین جاتے اور نہ کسی غیر کے سامنے پکائے جاتے ہین جب کبھی ان مین سے کوئی ہانڈی عمدہ اُتر جاتی ہے اُسوقت ابا جان کی خوشی قابل دیکھنے کے ہوتی ہے۔ وہ اس کے ذائقے کی کیفیات کو تفصیلی طور سے بیان کر کے نہ فقط خود ہی لذت لیتے ہین بلکہ دوسرون کو بھی للچاتے ہین اون کا معمول ہے ایسے کھانون کو یا تو اپنے خاص احباب کو ساتھہ لیکر کھاتے ہین یا اُنکے ہان بھجوا دیتے ہین۔

مربون اور اچارون کا بھی ابا جان کو بڑا شوق ہے اور اُن کے سیکڑون نسخے اُنکو معلوم ہین ہر فصل پر مختلف میوون اور ترکاریون کا مربا اور اچار بنتا ہی رہتا ہے باوجودیکہ پانچ سات الماریان بوتلون اچارون اور چٹنیون سے بھری ہوئی ہین ان مین مختلف زمانے کے مربے اچار اور چٹنی ہین اور ہر سال ان مین سے اکثر کے شیرے بدلے جاتے ہین اور دیگر ضروری مرمت ہوتی رہتی ہے۔ تاکہ وہ خراب نہ ہونے پائین۔ تیس برس کی عمر کے سیب کے مربے اور دو سال آم کے مربے کا غرور ابا جان کو بہت خوش رکھتا ہے اور ان کا ذکر جب وہ دوا دینے کے خیال سے کیا کرتے ہین اوس وقت اُن کی حالت قابل دیکھنے کے ہوتی ہے۔ شاید کوئی لعل شب چراغ اور کوہ نور کا ذکر بھی اس سچی مسرت اور افتخار سے نہین کرتا ہوگا ان عمدہ چیزون کا ذخیرہ فقط جمع رکھنے کے لیے نہین ہے بلکہ روزانہ قدردانون کو ان کا کھلانا اور دوستون مین ان کا تقسیم کرنا اُن کا ایک معمولی کام ہے۔ جو لوگ اُن کے ادا شناس اور مزاج دان ہین وہ اکثر ان عمدہ نعمتون سے جی بھر کر فائدہ اُٹھاتے ہین اور نہ فقط کھاتے ہی ہین بلکہ مقدار کثیر بیت سے بھی جاتے ہین۔ آج تک ابا جان ایک مربے یا ایک ہانڈی کے درست اُتر جانے سے ایسے مبارک اور وجد کرنے لگتے ہین جیسی مسرت اور وجدانیت شاید اس زمانے مین کسی کو اپنے بیٹے کے بی اے اور ایم اے پاس کرنے سے بھی نہین ہوتی ہے۔

افیون کا استعمال جیسا کہ رؤسا اور اُمرا کا معمول ہے وہ بھی دوا کرتے ہین اور سن اور صحت کی رعایت سے چند سال سے روزانہ ان کی خوراک کی مقدار رفتہ رفتہ بڑھانے پر مجبور ہوتے ہین۔ پہلے اُنھون نے ایک سیاہ مٹر کے برابر افیون شروع کی تھی مگر اُسکا مقدار جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے بڑھتا چلا گیا اور شاید اب اُس مٹر کے تگنے سے کم نہین ہے مگر اس مقدار کی زیادتی کو شاید وہ ابھی تک یقین کرنے سے معذور ہین کیونکہ اُن کے افیونی مصاحبون کی بصارت مین ایک خاص قسم کا ایسا نقص معلوم ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ افیون کی مقدار کو صحیح طور سے دیکھہ نہین سکتے ہین اور یہ نقص بصارت اُن کے حق مین مفید معلوم ہوتا ہے۔ مرزا ہجو بیگ اور آغا کلب علی جو اُنکے قدیم رفقا مین سے ہین وہ آج بھی اُنکی افیون کی مقدا

کو غور سے دیکھنے کے بعد بھی کالے مٹر کے برابر بتاتے ہین کیونکہ عموماً افیونیون کو اسکے جتانے کا شوق ہوتا ہے کہ وہ کم مقدار مین افیون کھاتے ہین اور میرا گمان ہے کہ جب ابا جان کبوتر کے انڈے کے برابر افیون کی گولی کھانے لگین گے اُسوقت بھی مرزا صاحب اور آغا صاحب کی آنکھون مین وہ سفید انڈا اُس خاص قسم کے نقص بصارت کی وجہ سے کالا مٹر ہی نظر آئے گا۔ تمام رفقا اور مصاحبین کو سرکار سے افیون ملتی ہے۔ اور ان مین پھر مختلف قسم اور درجے کے افیونی ہین۔ اس جماعت سراپا عافیت مین دو تین آپ کے شہر کے مشہور تریاکی بھی ہین کہ جنکو ابا جان نے چند سال ہوئے جب ایاسے صاحب کمشنر بہادر اداے شہادت کے لیے افیونی کمیشن کے سامنے پیش کیا تھا اور جنھون نے اپنی شہادت مین نہایت مفید دلچسپ اور بیش قیمت مضامین افیون کی نسبت بیان کیے تھے۔

حقہ پینے کی ابا جان کو عادت ہی نہین بلکہ شوق ہے۔ نہایت مکلف اور مزے کا حقہ پیتے ہین۔ گو ظاہری تکلفات اُن کے حقے مین نہین ہوتے ہین مگر تمباکو نہایت عمدہ اور گھر کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ سیب کے خمیرے کو تمباکو مین ابا جان پسند کرتے ہین اور اکثر اپنے خاص نسخے سے گھر مین تمباکو بنواتے ہین۔ مصاحبون کے لیے بھی حقہ فی افیونی ایک حقے کے اصول سے ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس جماعت سراپا غفلت مین اکثر حقے کے متعلق ایسے حادثے ہوتے رہتے ہین جن سے اُنکو جانی اور مالی نقصان پہونچتا ہے۔ اُنکے اس نقصان مین بہت کم لوگ ہمدردی کرتے ہین بلکہ امان جان تو ان حادثون کا ذکر سنکر بہت کچھ ہنستی اور ہنساتی ہین۔ ہم لوگون مین بھی اکثر اُن کا ذکر بطور نقل کے ہوا کرتا ہے۔

ابا جان اور اُنکے کل رفقا کو کم و بیش ضعف معدے کی شکایت رہتی ہے۔ اور خاصکر سب سے زیادہ ستانے والی شکایت ان کی قبض ہے۔ پاچک چورن اور دیگر قسم کے ہاضم ادویہ کا استعمال روزانہ بطور مٹھائی کے ہوا کرتا ہے اور اکثر ڈاکٹرون اور حکیمون سے انہین چیزون کی فرمائش رہتی ہے۔ نیند سے چونکنے کے بعد اور سونے کے وقت تک اکثر اوقات اسی سے متعلق دلچسپ اور خوش آیند تذکرے آپس مین ہوا کرتے ہین۔ ہر ایک شخص اپنی اپنی کیفیت اُس تفصیل سے بکشادہ پیشانی اور بآسانی بیان کرتا ہے۔

راقمہ
تہذیب افروز بیگم

پروفیسر شہباز کے نیچرل خیالات

(مرقع فطرت)

"بچون کو دودھ پلاتی کُتیا"

کُتیا جو ہے دودھ پلاتی
قدرت کی ہے سیر دکھاتی

چھ چھ بچے چٹے ہوئے ہین
ایک جگہ سب سمٹے ہوئے ہین

پاؤن ہین نیچے ہاتھ ہین اوپر
چھپاتی ہے منہ لیٹین اسکو تتر بتر

شیرہ سب ہین نچوڑے لیتے
خالی تھن مین چھوڑے دیتے

چھاتی نہین یہ منہ مین دبی ہے
منہ سے لگی یہ ہے غلبی ہے

منہ مین جب کوئی جرعہ آیا
بس آنکھون مین نشہ سا چھایا

سبکو دیکھو ہے وہ مزے مین
آنکھین بند ہوئی ہین نشے مین

جام پیئین گے یہ جی بھر کے
باز رہین گے خالی کرکے

عرش سے ان پر مے ہے برستی
رشک کی جا ہے انکی مستی

ظاہر مین ہے اونے کُتیا
باطن مین ہے مہد العلیا

سر پا تک خاص ادا ہے
مہر بھری بچون کی ماتے

اپنی محبت پر یہ اڑی ہے
شفقت کی تصویر کھڑی ہے

کھاتی منہ کے سو سو جھٹکے
رنج ولیکن پاس نہ پھٹکے

حیران سی چپ چاپ کھڑی ہے
فطرت گویا آپ کھڑی ہے

سرکچھ کچھ آگے کو بڑھائے
دُم کچھ کچھ نیچے کو دبائے

دودھ پلاتی ہے بچون کو
وجد مین لاتی ہے اچھون کو

جام محبت ہے چھلکاتی
رنگ الفت کا ہے جھمکاتی

انسان کے گرد و ہون سنبھلے
وہ ہی دن مین گھبرا اٹھے

پر کُتیا کے ضبط کو دیکھو
تنہا پالتی ہے چھ چھ کو

لطف برابر فرماتی ہے
گھبراتی ہے نہ اُکتاتی ہے

جھنجھلاتی ہے اگر غیرون پر
آنچ نہ آئے تا بچون پر

کتون پر بھی غُراتی ہے
کھسیاتی ہے جھنجھلاتی ہے

کتے تو کیا ہین شیر گر آئے
اُس سے بھی یہ منہ نہ پھرائے

پاؤن کو اپنے سُرعت دے
لپکے بجلی کو حیرت دے

دم مین چیکے صاف چُڑا دے
اڑ کر سارے ہوش اُڑا دے

ہڈی پسلی توڑ کے رکھدے
دانتون سے جھنجھوڑ کے رکھدے

گو تون ہے یہ غضب کی شدت
پردے مین یان بھی ہے شفقت

صدقے اے قدرت کے مالی
پھول کھلا لی شاخ جمالی

چولے مین پھولون کی لہک ہے
جھنگر مین بلبل کی چہک ہے

آنچہ نصیب است بہم میرسد

عید

سُنیے صاحب ؎

جاڑوں مین ہی عید آئی قدح کش کی بن آئی

وقت نوشا نوش ہے - کوئی پکار رہا ہے - ؎

لا ساقیا شراب کہ روزون کا قتل ہوا

رندانیے رنگ مین سنگے ہوئے ہین - دین دنیا کی خبر کسے - خود کو فراموش کیے ہین - جو ہوش آجاتا ہے تو کہہ اُٹھتے ہین - ؎

کی فرشتون کی بداد ابہنے بند

جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج

کیف مے سے دل و دماغ بالکل معمور ہین

اسی کا خیال اور اسی کی دھن ہے - ؎

کوندی ہی جو بجلی تو یہ سوجھی ہم نشہ مین

ساقی نے ہے آتش پہ مے تیز اُڑائی

کچھ لوگ لڑکھڑا اُٹھے - مخمور اور نشہ مین چور - پھر جو لغزش کرتا ہے تو اِدھر اُدھر اُدھر اودھر گرم - بوتلین چکنا چور - کہیان گلاس سب اوندھے - کوئی بیہوش پڑا ہے کوئی خوش غلاف تھرک رہا ہے - کوئی چت پڑا ہے - تو کوئی غشی مین ہے - ؎

کرتی ہے صبا آکے کبھی غالیہ بیزی

کرتی ہے نسیم آکے کبھی لخلخہ سائی

گلاب چھڑکا گیا - پانی کے چھینٹے دیے گئے - دو ایک کا نشہ کم ہوا - عید کا خیال آیا - سال مین ایک دن تو اللہ میان کی یاد ہو جائے - غسل کی تیاری ہے - طہارت کے انتظام کیے جاتے ہین - قدرت حق سے میخانہ عبادت خانہ معلوم ہوتا ہے - ادھر افیونی بھائی صبح ہی سے بی چنیا بیگم سے دو چار ہین - داستانین اُڑ رہی ہین - گنڈیریان چل رہی ہین - چار کی پتیلی الگ چڑھی ہوئی ہے - ایک آدہ کو جو کلیل سوجھی تو گنڈیریان چلانے لگین افیون خانہ چوگان گاہ ہو گیا - کوئی پکار رہا ہے کہ ہم تو روزہ آج افیم ہی سے افطار کرین گے -

چانڈو باز - مدکیے اپنی خاکساری کے زعم مین اور ہی اُدھیڑ بن مین ہین - مدعا لپ چھینے بہو - ایک پر ایک ٹوٹا پڑتا ہے ہر شخص کی یہی خواہش ہے کہ دو دم یا دو چھینٹے یا کش پہلے ہم ہی کھینچ لین - نماز کے وقت نے انکو بھی چوکنا کر دیا ہے - حمام و غسل کی فکر ہوئی اہل اشتغال کا یہ حال ہے - اب کچھ دُنیا دارون کی سُنیے -

رنڈیون کو بھی مرغ سحر کی نوا سنجی نے بیدار کیا - آنکھہ ملتی ہوئی اُٹھین - کسی کی صورت سامنے نہ آجائے اس خیال سے جھٹ سے آئینہ دیکھا - مگر واہ - اپنی نجی پوچھی - پھپکار برسی صورت دیکھہ کر محو حیرت نقش دیوار بن گئین - ؎

آئینہ دیکھہ اپنا سا مُنہ لیکے رہگئے

صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

اتنے مین ایک آدھ کشتۂ جفا آنکلے - چلیے وہ خیال جاتا رہا - جھٹ پٹ غسل ہوا اُدھر اُدھر کپڑے نکالے گئے - کچھ گاڑی - کچھ اگون - کچھ ٹھیلون پر لد لدا کے عید گاہ پہونچین - نماز پڑھنے کو نہین بلکہ نمازیون کو اپنا فریفتہ مجنون - فرہاد تاج الملوک بنانے کو -

ادھر ہمارے مولوی - بادی بھی جنھون نے تمام رات شب بیداری مین گزاری تھی صبح ہوتے ہی حمام وغیرہ سے فارغ ہوئے شیر و خرما نوش جان کیا - بر زخ بدلی - عطر ملا کفش پہنکر باہر آئے - سفید عمامہ - سفید عبا نورانی صورت - سفید ریش - نئی پوشاک پہنے قدم قدم پر بسم اللہ بسم اللہ کہتے دونون ہاتھون سے سلام لیتے عید گاہ مین وارد ہو گئے - میان آکر دیکھا تو اژدہام ہے - ایک خلق اُمڈی ہوئی ہے - تو تلے مین اوپر تل رکھنے کی جگہ نہین ہے - اندھے - لولے - لنگڑے کانے کنترے - مولوی صاحب سے معانقہ کرنے کے شوق مین چیل کی طرح منڈلاتے ہین - مولوی صاحب کو دیکھہ کر جو اصل کی طرح ٹوٹ پڑے - جان چھڑانا مشکل ہو گیا بہزار خرابی منبر کے قریب پہونچے - نماز شروع ہوئی - سلام پھیرتے ہی گلے ملول ہونے لگی اسکے بعد گھر آئے - سویان - دودہ نوش جان کیا اور بس -

راقم

م - ب - علیہ الرحمۃ

اخبار لکھنؤ

(جمع خبر)

شفقا اودھ پنچ جیو دام شفقتہ -

بعد ادائے مراسم سلام و رسم رام رام و اظہار شوق سو اصلت قدرے گزارش میدارم و بعضے التماس مے نمایم - از انجا کہ این خاکپا را از عنفوان عملداری انگریزی ہوائے اخبار بینی در سر است - و زیا کہ پرچہ بزبان پارسی در اینجا میسر نے شود - پس اودھ پنچ را کہ کثیر الظرافت و سلیس اللسان و معقول الخط و عمدۃ التصویر واقع شدہ است مے بینم و برین پرچہ اکتفا کردہ مے آید - خیر این جملہ معترضہ بود آمدم بر سر مطلب پرچہ ہفتہ گزشتہ را مشاہدہ مے کردم کہ ناگاہ نظرم بر سیاہ لم (لکھنؤ کی خبرین) افتاد (از نیچے کالم) بسیار پسند یدم - چنانچہ فی الغور قصد نمودم کہ من ہم چنین اخبار بنگارم و داد خوش کلامی گیرم - لہذا چند اخبار بخدمت اوشان

اسوقت کیسی خوشی ہوئی ہے۔ آپ کے
مطر قدس کی قسم اس وقت گھوڑدوڑ کا لطف
دونا ہوگیا۔ آپ کیا سمجھے گویا جنتیہ۔ قادریہ
طراقیہ کے قرب پانے کا پاس پورٹ ازراہ
بزرگان کے تصرف سے حاصل ہوگیا
مگر واہ ری بڑی تقریریا اور مولانا نے نفس
سے مس نہ کی۔ نماز تو کجا مگر کٹہرے پر ہاتھ
رکھے رکوع کی حالت مین کہڑے رہے
اور بولے بھی تو آسمان کو دیکھ کر شب بنے کی
ہانک۔ رحمت تری لالچ کی دم مین پوری
گھوڑدوڑ کا میدان۔ لاحول ولا قوۃ ایک
ہاتھ بھی نہ جیتیے" آپ جانیے شاگرد اور
کیسا مولانا پرست۔ ان کو جو منتشب خاطر
اسے تو بہ پریشان خاطر دیکھا تو کلیجہ ملنے
لگا۔ اور یا اُن پر دیوار کی طرح بہربہرا کے
گرہی تو پڑا۔ اور ہاتھ جوڑ کے دست خدا
کے قائم مقام ہاتھون کو بوسہ دے کے
دریافت کیا کہ کیون صاحب۔ آپ اداس
مشوش کیون ہین۔

م۔ (بڑے اغماض سے گردن اُٹھاکے)
کیا بتائین۔ یہان اس اُمید پر آئے
تھے کہ کم سے کم دونے چوگنے کرے جائینگے
مگر واہ ری تقدیر جب ہوئی اُلٹوانسی
دن کو دن کہا تو رات ہوگئی۔ دودھ کو
سفید کہا تو سیاہ ہوگیا۔ یہان بھی وہی
گردش تقدیر ساتھ رہی جس گھوڑے پر
بداودم کیا سوم تک نہ آیا سفت خدا

مین پکیس تیس کے ماتھے گئی۔

ش۔ برین عقل و دانش بباید گریست
رونی صورت بناکر محرم کی جان سے
دور آپ خوب سا رو لیجیے۔ ملا یہ اگر بن پڑے
تو سینہ کوبی بھی کیجیے۔ یہ زبان سے
نکلنا تھا کہ دل بھر آیا اور گلے ملکر رونا
شروع کیا۔ ان دونون کی رجوع قلب
یکسوئی خاطر نے آسمان تک کا دل ہلادیا
اور دوسرے روز میان پیر فلک بہت
بسور بسور کر رو دیئے۔ خیر یہ فقرہ تو خارج
از بحث جملہ معترضہ تھا۔ شاگرد مُستاد
کے غم مین۔ اور اُستاد اپنے غم مین مبتلا
رہے اور یہان دوڑدن کی قلیا تمام ہوگئی۔
چلیے "جیسے گئے تھے ویسے ہی پھر پھر کے
آگئے" گاڑی کا کرایہ گھاٹے مین گیا۔

راقم
م۔ ب۔ علیہ الرحمۃ

لوکل علیہ الرحمۃ

روزہ دار تو خیر یہان رمضان مین مسجدین
یمن و برکت سمجھین سے زیبا مگر اس مین کلام
نہین اس فصل اور شہر مین اس سال تو یہ
ماہ مبارک بہت ہی میمون رہا۔ دینی خوبیون
کے علاوہ دنیاوی چہل پہل بھی بہت اچھی رہی
اول تو یہی سمجھیے گھوڑدوڑ کا زمانہ بھی اسی
وقت آیا۔ اپنی ذاتی رونق تو شہر مین واجبی سی
رہی ہے۔ بلا تشبیہ مسجد کی طرح اللہ ہی کا نام
ہے۔ ہان اِدہر اُدہر کی مانگے تانگے کی رونق
چلتی پھرتی دو چار روز نظر فریب ہوجاتی ہے
ہم بھی بھاگتے بھوت کی لنگوٹی بھلی
سمجھکر دل خوش کرلیتے ہین۔

دوسرے اسی زمانے مین نواب غلام حسین
صاحب بہادر کے ہان روزہ کشائی اور مونچھون
کے کونڈون کا دہوم دہامی جلسہ رہا۔ دعوت
رقص و سرود مین اکثر حضرات کی شرکت تھی روزہ دارون
سے سحر تک غذائے روح کی لذت اُٹھائی۔ محفل کی
سجاوٹ۔ روشنی کی چمک۔ تمامیان حورنژاد کے
حسن و جمال کی بھڑک نے زمین سے آسمان تک
غلغلۂ شادی بلند کیا تھا۔ دن عید اور رات
شبرات کا لطف تھا۔ اور کیون نہ ہو ماہ رمضان
ہی تو شبرات کی بسم اللہ اور عید کی تمت کو
ساتھ لیے آتے ہین۔

تیسرے رنڈیون کی چودھرائن کے
گھر بی بجوا کے گماؤ پوت تولد ہوئے۔
سیکڑون کو منہ مانگی مراد ملی۔ ہزارون کی
اُمید بر آئی۔ لاکھون کی محنت ٹھکانے
لگی یعنے مختصر یہ کہ کمانے کمانے والی لڑکی
پیدا ہوئی۔ خدا مبارک کرے۔ سنتے ہین
کان گنہگار ہین کہ نام رشک منیر رکھا گیا
ہے۔ مضمون کا نال سُر سنہ ملے نہ سہی مگر
بدر منیر و بے نظیر کا تک تو مل گیا۔

اشتہار حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

بحکم جناب منصف صاحب بہادر اُناؤ۔
نمبر مقدمہ ۵۳۷
عدالت دیوانی۔
بدری پرشاد و جگناتھ پسران لالہ ومہاکر پرشاد
ولد بدری پرشاد اقوام برہمن ساکنان قصبہ
صفی پور پرگنہ صفی پور ضلع اُناؤ   مدعیان

بنام

سعید الدین عمر تخمیناً ۳۵ برس ولد مولوی
وجیہ الدین ساکن قصبہ موہان تحصیل
حسن گنج ضلع اُناؤ   مدعا علیہ
دعوے نیلام ساتوان حصہ یک قطعہ
مکان پختہ محلہ اراضی نمبری ۳۳۲ و احاطہ
نمبری ۷۳۴ واقعہ قصبہ موہان بعوض
مبلغ ۱۱۱ زر اصل بر دستے رہنامہ
رجسٹری شدہ۔

مقدمہ مندرجہ عنوان مین اول سمن قطعی تعین تاریخ ۲۲- دسمبر ۱۸۹۸ء عدالت سے واسطے جوابدہی مقدمہ جاری ہوا مدعا علیہ اپنی سکونت پر مذکوری برندہ سمن کو نہین ملا رپورٹ مذکوری برندہ سمن سے معلوم ہوا کہ مدعا علیہ حال سکونت شہر حیدر آباد مین رکہتا ہے حسب تپہ مدخلہ مدعی سمن ثانی بنام مدعا علیہ مذکور تعین تاریخ ۲۲- فروری ۱۸۹۹ء بمقام حیدر آباد جاری ہوا سمن بلا تعمیل بوجہ عدم دستیابی مدعا علیہ بتاریخ ۴- فروری ۱۸۹۹ء شہر حیدر آباد سے واپس عدالت آیا- حسب درخواست مدعیان بموجب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی اشتہار دیا جاتا ہے کہ سعید الدین مدعا علیہ بتاریخ ۲۰- فروری ۱۸۹۹ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نکرے گا تو بغیر حاضری مدعا علیہ کارروائی یکطرفہ مقدمہ کی کیجا دیگی- المرقوم ۲ فروری ۱۸۹۹ء

دستخط حاکم

مجموعۂ امدادی کتب

۱- کیا آپ کو ناولین پڑہنے کا شوق ہے؟

۲- کیا بالکل ہی نئی قسم کی ناولین اور دوسری جدید تصانیف کے مطالعہ کی رغبت ہے؟

۳- کیا آپ ارزان اور عمدہ کتابون کی خریداری کے خواہشمند ہین ؟

۴- کیا آپ یہ پسند کرتے ہین کہ چندہ مین ایک کوڑی بہی ندین اور آپ کا کچہ مال غریب مسلمان بچون کی تعلیم مین صرف ہو سکے ؟

اگر ایسا ہے تو آپ حاجی محمد اسمٰعیل خان رئیس علی گڑہ سے فوراً درخواست کیجیے کہ وہ مجموعۂ امدادی کتب کے خریدارون مین آپ کا نام داخل کرلین-

وہ کافی درخواستین آجانے پر اپریل سنہ حال سے دو جزماہواری کے حساب سے (بالکل نئی ناولین جو ترکی اور انگریزی زبان سے ترجمہ کی گئی ہین اور کی جارہی ہین اور دوسری تصانیف جن کا مطالعہ کرنا اہل اسلام کو مفید ہے اور ضروری ہے) جاری کرنے کو ہین جنکا کل منافع غریب مسلمان بچون کی ابتدائی یعنے انٹرنس تک کی تعلیم مین خرچ ہوگا- اور مجموعہ کے خریدارون کی آگاہی کے واسطے ہر سال پر کل آمدنی اور خرچ کا حساب اور یہ کہ روپیہ کہان پر جمع ہے اور کس کس کو تعلیم دی جارہی ہے شائع کیا جایا کرے گا- دو جزماہواری کے حساب سے چوبیس جز سوائے ٹائٹل پیج کے سال تمام مین ہونگے اور قیمت انکی (۱۶ پونڈم) والے ولایتی چکنے کاغذ پر عہ سال اور شیرامپوری کاغذ پر ۳ ہوگی- مگر محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہے- اگر تین خریدار ایکجا انکو منگائین تو صرف ایک ہی محصول تینون کو دینا پڑے گا-

اگر آپ اس مجموعہ کے خریدار نہین ہونگے تو ارزان نرخ پر بالکل نئی نئی ناولین (کیونکہ اسوقت تک ترکون کی تصنیف کی کوئی ناول براہ راست ترکی سے اردو مین ترجمہ نہین ہوئی ہے) دیکہنے کو ملین گی قیمت بہی بہت تخفیف سے ہوئی اور آپ کا روپیہ نیک کام مین یعنے غریب مسلمان بچون کی تعلیم مین صرف ہوگا-

پہلے دو جز سال تمام کی قیمت کے واسطے ویلیوپے ایبل روانہ کی جاینگی ایک سے کم کی درخواست قبول نہین ہوگی-

---

ہیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اکزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض چشم کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دھند۔ جالا۔ پروال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ غارش چشم۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی اور جعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر پروفیسر رتیا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)**

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) میں نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار رتیا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں ان لوگوں کو جنکی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح مفید فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند غارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اس قدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک و قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔ راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپ کے ہیرے کا سفید سرمہ چند تجربہ [illegible] کرکے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت [illegible] دھند۔ جالا۔ خارش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدیں۔ راقم۔ ڈاکٹر شیو دت رام ویدیہ انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب۔ سلام نیاز۔ ہیرے کا سفید سرمہ کی جسقدر تعریف کیجائے کم ہے میں نے آجتک آنکھوں کی بیماریوں کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہیں دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھیں بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہو گئی تھیں صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ میں موجود تھی۔ پردہ کارنیا اور آئرس کوٹ میں سخت نقصان تھا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہو گیا۔ مہربانی کر کے ایک تولہ سرمہ سفید بیرنگ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائیں۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار رتیا سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپکے ہیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھوں میں زخم اور غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان مریضوں پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی [illegible] میں مفید اور تیر بہدف پایا [illegible] میں آپکے سرمہ [illegible] کو [illegible] ہر [illegible]

ہر گاؤں کے نمبردار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہو کر آپکو دعائے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ وی۔ پی پوسٹ بھیجدیں۔ راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ ترنسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر رتیا سنگھ صاحب۔ تسلیم۔ میں نے آپکے بہاء سفید سرمہ ہیرے کا سنگھ کا استعمال کیا۔ صد درجہ کا فائدہ ہوا اور صحت کلی حاصل ہو گئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بینائی کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہو جاتا ہے۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔ راقم۔ مہاراج کنور جبیر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست بھنگوان اودھ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک میں بابت [illegible] کو جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر پروفیسر رتیا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

نقل خط مورخہ علیگڈھ ۱۶- اگست ۱۸۹۸ء

منجانب نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان-

بخدمت صاحب پرایوٹ سکریٹری ہز آنر لفٹننٹ گورنر صوبجات مغربی و شمالی و اودھ

جناب من- مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ ہز آنر لفٹننٹ گورنر کو اس امر سے مطلع فرمائین کہ سید احمد میموریل فنڈ کمیٹی کا ایک ڈیپوٹیشن رامپور گیا اور جیسا کہ مین ہز آنر کو بذریعہ تار پہلی اطلاع دینے کی عزت حاصل کرچکا ہون- ہز ہائنس نواب صاحب نے کمیٹی کو ۵۰ ہزار روپیہ یکمشت عطا فرمائے اور کالج کے امدادی عطیہ مین سو روپیہ ماہوار اضافہ کرنے کا وعدہ کیا-

ہز ہائنس نواب صاحب نے اپنے عطیہ کو چند حقوق پر مشروط کرنا چاہا- مگر جب ان کو بتایا کہ ٹرسٹیان کالج کا خود ممدوح کو یہ حقوق دینا ناممکن ہے تو ہز ہائنس نے اپنی طلب داشت "حقوق خادم کو" واپس لیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ ٹرسٹی انہین کون کون سے حقوق عطا فرمائین گے آنریبل سید محمود صاحب آنریری سکریٹری کے حسب مرضی مین نے ہز ہائنس کو اطلاع دی کہ ٹرسٹی جناب ممدوح کو محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج کا وزیٹر بنائین گے-

آنریبل سید محمود صاحب ان دنون وزیٹر کے اختیارات و حقوق کی تشریحات و تعریفات تیار کر رہے ہین- جو موقع مناسب پر ہز ہائنس نواب صاحب اور ہز آنر صاحب لفٹننٹ گورنر کو بھیجی جائین گی-

اُمید ہے کہ ہز ہائنس خیال فرمائین گے کہ ٹرسٹی جو اختیارات اُن کو بطور ٹرسٹی دے سکتے ہین وہ کافی ہین- مین فی الحال ہز آنر کو مزید تفصیل سے پریشان نہ کرون گا- کیونکہ مین ابھی اُس جواب پر متیقن نہین ہون جو ہم کو ریاست رامپور سے ملے گا- اور مجھ امید ہے کہ مدار المہام ریاست اور حکیم اجمل خان نواب صاحب پر اپنا متواتر اثر ڈالتے رہینگے کہ وہ اپنا عطیہ بلا تعین شرط مرحمت فرمائین-

مین مزید بر آن ہز آنر کو یہ اطلاع دینے کی عزت حاصل کرتا ہون کہ مین ۱۱- اگست کو بمبئی جانے کے لیے علیگڈھ کو الوداع کرونگا جہان میرا تین ماہ قیام ہوگا- مجھے یقین ہے کہ اس سے کالج کو کچھ بے آرامی نہ ہوگی- کیونکہ ان دنون کالج مین تعطیلین ہین-

مین ہون
دستخط- محسن الملک بہادر

مسٹر تھیوڈر بیک کا رزولیوشن

"چونکہ مولوی سمیع اللہ خان صاحب نے جولائی گزشتہ مین ہز آنر لفٹننٹ گورنر کے کالج کا معائنہ کرنے کے موقع پر آنریبل سید محمود کو ایک چٹھی مین گزشتہ اختلافات کو فراموش کر کے آئندہ سر سید میموریل فنڈ کمیٹی کی مدد کرنے کی نسبت لکھا تھا"

"اور چونکہ اسوجہ سے بہ تجویز نواب محسن الملک و تائید مسٹر بیک وہ کمیٹی کے ممبر ہوکر اُس ڈیپوٹیشن مین شریک ہونے کے لیے طلب کیے گئے تھے جو ہز ہائنس نواب صاحب رامپور کی خدمت مین گیا تھا"

"اور چونکہ بجائے ڈیپوٹیشن کو مدد دینے کے جیسا کہ صاحب چیف سکریٹری گورنمنٹ کی چٹھی سے واضح ہوتا ہے- ڈیپوٹیشن کے مقاصد کو نقصان پہونچانے کی کوشش کی-

اور چونکہ وہ اسی شہادت پر اپنی رامپور کی کارروائی کے متعلق گورنمنٹ کو جھوٹی شہادت دینے کے قصوروار ٹھہرائے گئے ہین" یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ (۱) مولوی سمیع اللہ خان صاحب کا نام اس کمیٹی کے ممبرون سے خارج کیا جاسے (۲) کہ پریسیڈنٹ سے درخواست کیجائے کہ وہ اپنی چٹھی بنام گورنمنٹ مورخہ ۶- اگست ۱۸۹۸ء کی نقل مولوی سمیع اللہ خان کو نہ بھیجے (۳) مولوی سمیع اللہ خان کے ٹرسٹیان کے دلون مین غلط شک پیدا کرنے کے انسداد کے لیے کہ کیون اس کمیٹی نے انہیں اس چٹھی کی نقل نہین دی- مندرجہ ذیل کاغذات ٹرسٹیان کالج کی خدمت مین بھیجے جائین-

(الف) نواب محسن الملک کی ۶- اگست ۱۸۹۸ء کی چٹھی بنام گورنمنٹ کی نقل- (ب) چیف سکریٹری گورنمنٹ کی چٹھی بنام مولوی سمیع اللہ خان مورخہ ۹- ستمبر ۱۸۹۸ء کی نقل- (ج) ان رزولیوشنون کی ایک نقل (۴) کہ رزولیوشن اس کمیٹی کی مطبوعہ کارروائی مین درج کیا جاسے" جو پاس ہوگیا-

خبرین

بمبئی مین طاعون اب تک ساٹھہ ستر کو روز لقمہ کرتا ہے- اور طاعون زدون کی لاشون کی بُری گت بنتی ہے- لاشین کوچون مین پڑی ملتی ہین-

امریکا کے لوگ تخمینہ کرتے ہین کہ منیلا مین جو جنگ ہوئی اُس مین فلیپائن کے دو ہزار آدمی مارے گئے تین ہزار پانچسو زخمی ہوئے اور پانچہزار قید کیے گئے-

فلیپائن کے سرغنا اگینالڈو نے جو اشتہار جاری کیا اُس مین بیان ہے کہ امریکا کے لوگون نے جنگ شروع کی ہے مگر مین خدا سے اُمید کرتا ہون کہ ملک کو غیر ملک کی چڑھائی کرنے والون سے محفوظ رکھونگا-

تحقیقات الزامات راجہ جیت پال سنگھ کی پھر الہ آباد مین شروع ہے-

مشہور رسالہ موجانگی (؟) اس نامہ نے باون برس کی عمر مین بنارس مین قضا کی-

نیٹیجر کورٹ

نقش نازبت طناز بہ آغوش رقیب
پاے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے

پہلا اسین

صاحب۔ ٹامی بابا بڑا نکما نکلا۔ بائیس تئیس برس کی عمر ہوگئی مگر ابھی تک سوا کھیل کود کے کوئی کام نہ کیا۔ کہین مار دہاڑ کہین گالی گلوج۔ کسی کام کا سلیقہ نہین۔ اسکول مین آئے دن فسادیچا رہتا ہے اب وہان سے بھی نام کٹا بیٹھا۔ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا کیا جائے۔

لیڈی۔ مین خود اسی فکر مین پریشان رہتی ہون پڑہنا لکھنا تو درکنار اُسے بات چیت کا بھی سلیقہ نہین۔ گھر مین رات دن فساد مچائے رہتا ہے۔

صاحب۔ پڑھنے لکھنے کی اب عمر ہی نہین رہی۔ املا تک دُرست نہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو فرمود بھیک مانگے گا۔

لیڈی۔ اے ہے۔ ایسا نہ کہو۔ مین اپنی خالہ کے بہنوئی کے سالے کے چچیرے بھائی سے جاکر کہونگی۔ سُنا ہے کئی سال سے عدالت جو کورٹ ہوتے ہین تو اُن مین نوّے فیصدی سے زیادہ اب انگریز یا یوریشین ہی منیجر مقرر کیے جاتے ہین۔ وہ کہین نہ کہین ٹامی کو نوکر کرا دین گے۔

صاحب مجھے پنشن لیے سات آٹھ برس ہوئے مگر میرے زمانے مین تو منیجر قریب قریب سب ہندوستانی ہی ہوتے تھے دیسی رسم و رواج۔ دیسی رعایا کے ساتھ برتاؤ۔ دیسی حالتون کا انتظام ہندوستانی ہی خوب کرسکتے ہین۔ اس زمانے مین یہ کایا پلٹ کیونکر ہوئی۔ مجھے نہین معلوم۔

لیڈی۔ تمھین دُنیا کی کیا خبر۔ وہ دونون وقت وہ ہکی ہوا اور پُرانی باتین۔ پہلے پولیس یا افیم کے محکمون مین موقع تھا۔ اب کورٹ کا محکمہ اچھا نکل آیا۔ کوٹھی مفت کی۔ سواری شکار مفت کی۔ سیکڑون آدمی ماتحت ہزارون رعایا قابو مین۔ تنخواہ بھی معقول اور کام کاج برائے نام۔ انتظامی حساب ماتحتون کے سر۔ ٹامی کے لیے یہ کام بہت اچھا ہے

صاحب۔ اسمین کیا شک۔ وہ تو اچھی طرح ہندوستانی بھی نہین سمجھتا۔

لیڈی۔ دیسی نوکر ٹامی سے اب بھی ڈرتے ہین مین آج ہی جاکر کوشش کرتی ہون کہ ٹامی کہین نوکر ہو جائے۔

دوسرا اسین

کورٹ کا اجلاس

ٹامی صاحب۔ وِل منشی۔ کاغذ سُناؤ۔

منشی۔ موضع محمد پور کا ضلعدار رپورٹ کرتا ہے کہ وہان کے پختہ دار بڑے فسودہ پشت ہین۔ کورٹ کے جنگل مین مویشی پہنچاتے ہین اور بے تکلف لکڑیان کاٹتے ہین کسی کی فہمایش سے باز نہین آتے۔ ملازمان کورٹ اُنسے خوف کھاتے ہین۔

ٹامی۔ ایسا ڈاکو کس دیس سے آیا ہے۔

منشی۔ حضور ڈاکو نہین پختہ دار ہین

ٹامی۔ بدمعاش لوگ چوری کرتا ہے۔ حکم لکھو اُنکو دس برس کا قید۔

منشی۔ حضور کو قید کرنے کا اختیار نہین۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سنین گے تو خفا ہونگے۔

ٹامی۔ اچھا دوسرا بات سُناؤ۔

منشی۔ موضع رنگ پور کا ایک اسامی لگان دینے مین عذر کرتا ہے ضلعدار نے چوکیدار کے ساتھ بھیجا ہے کہ حضور سے زبانی عرض معروض کرلے۔

ٹامی لگان کیا چیز ہے؟

منشی۔ حضور سرکاری روپیہ۔

ٹامی۔ اوسکو لکڑی مین بند ہوا کر پچاس بید لگاؤ۔

منشی حضور کو اسکا اختیار نہین ہے۔

ٹامی۔ ہم کو سب اختیار ہے۔

منشی۔ حضور صاحب ڈپٹی کمشنر خفا ہونگے

ٹامی۔ پھر ہم کیا کرے گا۔

منشی۔ حضور اُسکو بلا کر ڈانٹ دین۔ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

ٹامی۔ ہندوستانی گالی ہمکو بتاؤ۔

(منشی نے بیہودہ فحش گالیان صاحب بہادر

کو نوٹ بُک پر لکھوا دین - اسامی بُلایا گیا اور صاحب اُسپر خفا ہونے لگے - مگر آنکھ سامنے نہین کرتے - شرم کے مارے نہین بلکہ اُس نوٹ بُک کو پڑھ پڑھکر گالیان دیتے ہین اس لیے نگاہ نوٹ بُک پر ہے اور الفاظ ناشائستہ زبان پر)

(باقی آئندہ)
راقم - مخبر

معنی وہ دکھائین جلوۂ نور
کاغذ ہو بیاض جبہۂ حور

سچ ہے ہندی بھائی کچھ نہین - رتی بھر نہین - فدا نہین - دیکھیے نا - مدتون سے شہرون کے نام رکھتے چلے آئے - معنے پوچھو تو خاک نہ بتا سکین - ع
کتنا طوطی کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا
تمام جہان کے اچھے بُرے الفاظ کی شرح ہے - نہین ہے تو شہرون کی - اچھا ہم حرف بحرف شرح لکھتے ہین ایسی اور ویسی

در پردہ سنو کہ چیستان است
تنکے کی اوٹ این پہاڑ است

لکھنؤ

ل - لال بالو - دلالی کرو - للو پتو کی باتون پر دل و جان سے فدا ہوکر دوسرون کے ہاتھ کی کٹھ پتلی ہو جاؤ - لال خان کے میدان مین جمعہ جمعہ بٹیر اور اتوار اتوار کنکوا اڑاؤ - لال بی بی رکھو - لالے کی افیون اُڑاؤ - چنڈو کے اتنے تو عادی ہو جاؤ کہ دن بھر آنکھون مین لال لال ڈورے پڑے رہین - لال پری (شراب) سے طبیعت گرم رکھو - لال لال دو پٹے اوڑھا کر رنڈیون منڈیون کو بنارسی باغ کی ہوا کھلاؤ - لونڈون کو سوا سے لنگر پیٹے کے کوئی کام نہ سکھاؤ -

ک - کنکوا اُڑانا فرض سمجھو - کنگھی چوٹی - تیل پانی سے آراستہ رہو - کام کی باتون سے نفرت رکھو - کمانے کی کبھی فکر نہ کرو - بس اسپر دار و مدار رکھو - ع
رات کو گنجفہ بنو دن بھر جوا کھیلا کرو
راہ پر جو کوئی آئے ساتھ لو چیلا کرو

ھ - ہنر کو عیب سمجھو - ہمت مردان مدد خدا کو ملحوظ جانو - ہر ہر رنڈی سے چاہے کیسی ہی مبتذل کیون نہ ہو یاری آشنائی پیدا کرو - ہر جمعرات حضرت عباس کی درگاہ کی زیارت کیا کرو - ہا شما - ایرا غیرا چکلیان کی صحبت مین بیٹھ کے ہان مین ہان ملایا کرو - ہنسی مذاق مین رات دن گذارا کرو -

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

ن - نوابی ٹھاٹھہ بناؤ - نئی نئی (رنڈیون) سے یارانے پیدا کرو - ناچ دیکھو نازو نخرہ کرو - نمایش کی باتون مین عمر گزارو -
پاس کوڑی بھی نہ ہو لیکن کہو نواب ہیں
پاؤن پھیلائے رہو جیسے کہ مست خواب ہو

و - وثیقہ لو اور گھر مین بیٹھے رہو واہیات باتون مین دن گزارو - وقت کے پابند رہو - کیا معنے کہ چانڈو اور افیون پینے کا وقت نہ ٹلنے پائے - واجبی اجبی کھانے پینے مین باقی کل روپیہ پیسہ رنڈی منڈی کھیل تماشہ مین صرف کرو - وہم مین بھی پڑھنے لکھنے کی طرف توجہ نہ کرو وساوس بیشمار مین پھنسے ہوئے کسی کی یاد مین تڑپا کرو - ع

وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

کانپور

ک - کام کلٹ کی باتین کرو - کارخانہ کھولو - کلون کے ذریعہ سے تجارت کو ترقی دو - کاتنا پھوسی کرو - تین کا تیرہ اور نو بارہ بھی اس طرح کھیلو جس مین اپنا کچھ نقصان نہ ہو بلکہ دوسرون کی جمع جتھا بھی سمٹ آوے -
ڈانوان ڈول ہو نیت جسکی مال پرایا -
ڈال کے اندر مار کے من دو پہر بوجھ تیا بتایا ہے

ن - نئے نئے قسم کی خبریان چھپا چھپا کے فروخت کرو - نیلام کی چیزون کا بنا بنا کے لمبا چوڑا اشتہار دو - نام چاکو بیچ باقی جھوٹ باتین بگھارا کرو - نیا جو پھنس جائے اُسکی دُم مین کم سے کم نمدا ضرور باندھ دو - مہمان کے مزے لوٹو - نئے وارد کو ایسا کملی ڈال کے لوٹو - وہ جا مین جھیپے تباؤ کہ نوک دم بھاگ کھڑا ہو - نت نئے کپڑے ماون کے ذریعہ سے بنایا کرو - ناوانی نافہمی سے جو کوئی پیچ پڑ جائے تو نالہ پرستی کے ساتھ ناخن جنون سے سارا بدن لہولہان کر کے چلایا کرو - ع

نہ چھیڑا نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

پ - پیسہ دھن نہین تو پیسہ بگوش ضرور ہو جاؤ - جس مین اچھی بُری سن ہی نہ سکو - پھاگن مین پھاگ ضرور کھیلو - چاہے پاس لنگوٹی تک نہ ہو - پالکی - سپر گاڑی سب الغط ٹانگون کی جوڑی پر بیٹھے پیدل چلا کرو جب مین پھوسے پھوسے تو ند بیٹھ جا بین - یون تو گر بڑ سکین لیکن معاملے مقدمے مین پہندیت کو بھی مات کردو - بکتے بکتے جب دم پھول جائے تو یہ اُلا پو - ع

پاؤن مین چھالے پڑے لیکن کہین دولت کی دھاتی نہین
چھانکر میدہ بنائی خاک لیکن کیمیا ملتی نہین

و - وہ کام کرو جس مین نفع ہو - ولایتی چیزین بیچو - گھاٹا ہو تو پیٹ پکڑ کے واویلا - واحسرتا کہہ کہہ کے خوب سینہ کوبی کرو -
واہ ری قسمت کہ ہم برباد غیر آباد ہون
وائے بیدردی کہ ہم نالہ کرین وہ شاد ہون

ر - راحت آسائش کے سامان مہیا

تعلقداران اودھ اور مسودہ کورٹ آو وارڈس

کرنے کا کم سے کم تمام دنیا کے واسطے نمونہ بنے لو
رام رام جپنا پرایا مال اپنا کرنے کی ہر وقت
فکر رکھو۔ رات دن اپنے مطلب کی سوچا کرو
ذرہ رعایت اپنے تاک کی نہ کرو۔

بریلی

ب - بات کرتے ہی گال کاٹو۔
بدمعاشی کو ہنر سمجھو۔ بازاروں میں شرارتیں
[illegible]۔ بہادری کے جوہر اس طرح پر دکھاؤ
کہ باپ بھائی جس سے ذرا بھی ناراض ہو
فوراً تہ تیغ کرو۔ بھلائی کو برا۔ برائی کو بھلا
سمجھو۔ جابجا بہر نکل جاؤ۔
بازاروں میں یہ غل ہو کہ بدمعاش آتے ہیں

ر - راہزنی کرو۔ رنڈی بازی کو عیب
نہ سمجھو۔ رئیسوں پر دباؤ ڈال کے رقمیں
وصول کرو۔ رکیک باتوں پر دل دھیان
سے فدا رہو۔ رحم کرنا گناہ سمجھو۔ بس۔ ع -
سبے خوب بڑھ چڑھ کے اپنی ہی بات

ی - یاری آشنائی کا بازار گرم رکھو
یار ماری کرو۔ یار دوستوں کو جھکمے دو۔ جس
میں سب کہہ اٹھیں۔ ع

یار کوئی نہیں عیار ہیں لاکھوں یاں پر
اور کوئی پھول نہیں خار ہیں لاکھوں یاں پر

راقم م - ب علیہ الرحمۃ - (باقی آئندہ)

بسنت!

دنیا کی دلفریب کروٹیں کچھ اپنی ادا لگا

اس قدر نازان ہیں کہ خواہ مخواہ قدر کرنے
دل ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ رفتار معشوقانہ
جسکی قدر پر توجہ کی گئی ہے ہر طور سے شوخی
و شرارت کو اپنے پردے میں چھپائے ہوئے
ہے حسن تو یہ ہے کہ سب لوگ خود ہی اوس کا
دامن پکڑنے کو شوق دل سے مستعد ہیں
اور اگر یہ بات کسی طور سے صحیح نہ ہو تو بھی کوئی
سبب اُسکے واسطے لازمی ہوگا کہ ہم اُسکے
پابند کیوں ہیں۔ محل انصاف ہے کہ وہ
رنگ زمانے کا بدل چکا اور خدا جانے
کیا سے کیا ہو گیا مگر ان رسوم معیدہ کی
بدولت رواج میں نوعے تغیر نہ ہوا۔ اور خاصکر
"تہوار"، تو ایک بھی نہ بدلا موسم بدلا۔ رت
بدلی۔ زمانہ بدلا۔ ہوا بدلی۔ لیکن نہ اثر ہوا
تو "تہواروں پر" مسلمانوں کے اسنے
گنے تین تہوار شبرات۔ عید۔ بقرعید۔
اور مسخروں نے محرم کو بھی بعض حصوں میں
"تہوار" بنایا ہے۔ ہنود کے تہوار بکثرت
مشہور تو بڑے بڑے دو ہی چار مگر ان کے
علاوہ اتنے جب دیکھو آئے دن ایک نہ
ایک تہوار موجود ہے۔ جب جنتری دیکھی
اور خانہ تعطیل پر نظر ڈالی تو شمار سے باہر
پایا۔ اب آپ ملاحظہ فرمائیے کہ بھلا قدر
ہو تو کیا خاک۔

ہم کو تو نہ قدرت سے بحث ہے نہ منزلت
سے خوشی کا دن سمجھ کر دل لگی کے لیے کوئی
نہ کوئی عمدہ بہانہ پیدا کر لیتے ہیں اور اپنا
جوش خروش گو وہ اس وقت اس کا مطلق
محتاج نہیں ہے مگر کام اپنا نکال لیتے
ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

ہماری خوشی تو منحصر ہے کچھ دل لگی پر
تو دوسروں کا دل بھی خوش ہی کرنا چاہیے
اسی خیال سے اپنے قدیم عنایت فرما کے
دل خوش کرنے کے لیے ایک غزل بسنت
کی لکھی ہی اور قصد ہے کہ اودھ پنچ کے
نذر کر دیں وہ اپنے کسی دوست لالہ بھائی کو
دیدیں گے تو دل خوش ہوگا اور کیا عجب ہے
کہ شفیق لالہ اس کا معاوضہ کچھ ہمکو ان سے
کریں اگرچہ اسکی امید زمانہ حال کے ترقی تعلیم
یافتہ اور نئی روشنی والوں سے کم ہے۔ مگر خیر
ہمکو اس سے غرض ہی کیا ہے۔ ان جھگڑوں کو
کون رفع کرے۔ اچھا لے ذرا مہربانی فرما کر ہمہ تن
گوش ہو جائیے اور غزل کو ملاحظہ کیجیے۔

(ہو ہذا)

چمن میں ساقیا گاتے ہیں گلعذار بسنت
خوشی کا دن ہے مناتے ہیں بادہ خوار بسنت
بہار تازہ پھر آئی ہے آج گلشن میں
کہ ہر شجر کا قیامت ہے اب نکھار بسنت
شگوفے رنگ بدل کر نکلتے ہیں ساقی
چمن میں آج ہے مہمان نو بہار بسنت
نوید دیتی ہیں کلیاں چٹک کے گلشن کو
مزا دکھاتی ہے عالم میں کیا بہار بسنت
غضب کا پھولوں پہ جوبن ہے اس گھڑی اللہ
دونوں جوش کو لایا ہے خود بہار بسنت
کچھ اور باغ کا عالم ہے اندنوں ساقی
نرگس طرح ہو حسینوں کو خوشگوار بسنت
صبا نے دھوم مچائی ہے سب طرح اسدم
منا رہا ہے خوشی سے ہر اک نگار بسنت
بغیر شیشہ و ساغر کے لطف کیا ساقی
بنائے آج ہی رندوں کو بے قرار بسنت
گلے سے ہمکو لگا لیں ہے مدعا اپنا
ہے دل میں اپنے کہ ساغر کا ہو بہار بسنت
بغل میں رکھ کے صراحی کے خوب لیں گھونٹے
بنائے دلکو جو بیتاب بار بار بسنت
نہ پوچھ دل کی مسرت کو ماہرو ساقی
حسین کو دیکھ کے ہوتا ہے خود نثار بسنت
ترے کرم کا بھروسہ ہے ہمکو اے پیارے
ہر دن پہ بادہ کشوں کے ہے اب سوار بسنت
خدایا پنچ کا دربار یہ رہے آباد
خوشی کے ساتھ ہمیشہ ہو سازوار بسنت

ذو... سے تھیلا مین اور دوڑا گیا
ایک گھونسا ایک ٹھوکر اُس کے دی
اک ٹہنی مین وہ پانیچا و کھا
خوب ہی اُس کی مرمت مین نے کی
اور وہ بے بائیسکل کے ٹکڑے اُٹھا
تب کہا مین نے کہ پھر کیا سچ ہے
خوب ہی تم نے کیا اچھا کیا
یہ بجا ہے سچ کی کیا بات ہے
اور جو سچ پوچھو تو صدمہ ہے بڑا
وہ جو بائی سکل تھی میری ہی تھی
اور جنٹلمین تھا - بٹیا مرا
راقم - راقم

مخزن الاکسیر

اس نام کی کتاب جناب حکیم مظفر حسین صاحب نے تصنیف کی ہے اسمین اکثر امراض کے نسخے عمدہ ساتھ سلیس صاف اردو مین تحریر ہوئے آخر مین تاثیرات ادویہ کو ستارے لگے اُنکے ساتھ ایک جدول مین طویل فہرست بھی دی ہے جو لوگ حکیمون کو ... کے علاج کے علاوہ خود بھی امراض کے نسخے بنانا اور استعمال کرنا پسند کرتے ہین اُنکے واسطے یہ کتاب دلچسپی سے خالی نہین سب سے بڑی خوبی اور اطمینان بخش بات یہ اس مین مصنف صاحب نے کہی ہے کہ وہی نسخے لکھے گئے ہین جو آپنے طول طویل سفر اور سیاحت مین جابجا آزما لئے ہین اگرچہ ایسی کتابین اردو مین اکثر ہین مگر نظر بہ ... یہ بھی دیکھنے کے لائق ضرور معلوم ہوتی ہے

قیمت ہ ہر جسکو منظور ہو حکیم صاحب سے بہ نشان اسٹوڈنٹ یونین کلب قیصر گنج اجمیر طلب کرے اور لطف اُٹھائے -

لوکل علیہ الرحمۃ

سردی ابھی تک پڑتی ہے -

گھوڑدوڑ کے بعد لوگ اپنے اپنے راستے چلے گئے - شہر مین پھر سناٹا ہے -

کل تعلقداران اودھ کا جلسہ مسودہ کورٹ آف وارڈس پر غور کرنے کو جمع ہوا مگر افسوس ہے کئی حضرات جن سے اُمید تھی شریک نہ ہو سکے یا شرکت نہ کر سکے - بہرحال یہ معاملہ جس قدر اہم اور تعلقداران کی عافیت پر برا اثر ڈالنے والا ہے اس قدر اسکی شاید پروا نہین - واقعی اگر یہ گروہ ایسا نہ ہوتا تو ایسا بل ہی کیون تجویز ہوتا خدا دیکھ کے جامہ قطع کرتا ہے - حکیم مریض کو دیکھ بھال کر نسخہ لکھتا - حاکم رعایا کو جان کر قانون بناتا ہے -

راجا تھ... جی شہر دہ سالہ نے افیون کھا کر چار باغ مین خودکشی کر لی - وجہ وہی افلاس -

مسٹر کیل ڈسٹرکٹ انجنیر لکھنؤ کو کتے نے کاٹا - علاج کو فوراً پیرس چلے گئے ہین - اگرچہ ابھی تک پاسٹیور کا طریقہ حکمی نہین ثابت ہوا - مگر خرابی یہ ہے کہ مریض ہی تو کتے کا کاٹا ہوتا ہے - سمجھائے کون اور سمجھے کون

مسٹر روکس سپرنٹنڈنٹ پولیس کی میم صاحب پر ریل پر بدمعاشون نے حملہ کیا تھا - سنتے مین ابھی تک بجز اسکے اور کچھ نہین کھلا کہ کسی پولیس والے نے مسٹر روکس سے ناخوش ہو کر انکی میم کو ستایا تھا -

اشتہار حسب دفعہ ٨٢ ضابطہ دیوانی

بحکم جناب منصف صاحب بہادر اناؤ

نمبر مقدمہ ٥٣٧

عدالت دیوانی -

بدری پرشاد و جگناتھ پسران لالہ ٹھاکر پرشاد ولد بدری پرشاد اقوام برہمن ساکنان قصبہ صفی پور پرگنہ صفی پور ضلع اناؤ مدعیان

بنام

سعید الدین عمر تخمیناً ٣٥ برس ولد مولوی وحید الدین ساکن قصبہ موہان تحصیل حسن گنج ضلع اناؤ مدعاعلیہ

دعوے نیلام ساتوان حصہ یک قطعہ مکان پختہ معہ عملہ اراضی نمبری ٣٣٢ و احاطہ نمبری ٣٤٧ واقعہ حصہ موہان بعوض مبلغ ... زر اصل بروے رہنامہ رجسٹری شدہ -

مقدمہ مندرجہ عنوان مین اول سمن قطعی تعین تاریخ ٢٣- دسمبر ١٨٩٨ء عدالت سے واسطے جوابدہی مقدمہ جاری ہوا مدعاعلیہ اپنی سکونت پر مذکوری برندہ سمن کو نہین ملا رپورٹ مذکوری برندہ سمن سے معلوم ہوا کہ مدعاعلیہ حال سکونت شہر حیدرآباد مین رکھتا ہے - حسب تہ مدخلہ مدعی سمن ثانی بنام مدعاعلیہ مذکور تعین تاریخ ٢٩- فروری ١٨٩٩ء بمقام حیدرآباد جاری ہوا سمن بلاتعمیل بوجہ عدم دستیابی مدعاعلیہ بتاریخ ٢- فروری ١٨٩٩ء شہر حیدرآباد سے واپس عدالت آیا - حسب درخواست مدعیان بموجب دفعہ ٨٢ ضابطہ دیوانی اشتہار دیا جاتا ہے کہ مسمے سعید الدین مدعاعلیہ بتاریخ ٢٨- فروری ١٨٩٩ء وقت ١٠ بجے دن کے اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے گا تو بلغیر حاضری مدعاعلیہ کارروائی یکطرفہ مقدمہ کی جاوے گی -

المرقوم ٢- فروری ١٨٩٩ء
دستخط حاکم

اشتہار امداد فنڈ ہندوستان

برادران ہند و مسلمانون کے لیے
امداد فنڈ یکم جنوری ۱۸۹۹ء سے جاری کیا ہے
تین روپیہ دو آنہ زر مدخلہ دیکر ممبر ہوسکتا ہے
اور ایک روپیہ ماہوار ادا کرکے بلا میعاد سالی
دو موقعہ تقریب جب چاہے ایک معقول امداد
لے سکتا ہے - اپریل ۱۸۹۹ء تک چندہ
ماہواری معاف ہے اور کا ٹکٹ بھیجکر مفصل قواعد
طلب کیجیے - ایجنٹون کو ۸ ؍ فی درخواست
کمیشن ملیگی - درخواستین ایجنسی کے لیے جلد بھیجدین

المشتہر
محمد عبد الرحیم شاہ منیجر کمپنی خیر خواہ عالم
کنجپورہ ضلع کرنال

(۴) نوٹس ضرور ملاحظہ فرمائیے

شائقان دہرم ہر قوم کو واضح ہو کہ کتاب
گلدستہ گلشن جہان بزبان اردو کہ جو بہ ضمون
مین کمال محنت و جانفشانی سے واسطے معلوم
کرنے کیفیت آمدورفت عالم یعنی پیدائش و فنا و عالم
تیار کی گئی ہے کہ جس کی خوبی صرف معائنہ سے
ظاہر ہوسکتی ہے یہ کتاب کوئی قصہ نہین یا
ناول نہین کہ جس سے بادی النظر مین لذت
حواس حاصل ہوسکے بلکہ بہت صاف اور سادہ
عبارت مین دکھلایا ہے کہ دنیا کیا ہے اور پیدائش
کیونکر ہوتی ہے اور مرنا کیا معنی رکھتا ہے اور آنا
جانا جان کا عالم مین کیونکر ہے اور فرق
پرکمہ اور پرکرت وغیرہ وغیرہ مضامین مندرج
مین اس کتاب کی دلچسپی انہین آدمیون کو
معلوم ہوسکتی ہے جو معائنہ کرنے کے بعد عامل
نہین [illegible] نوٹس مضمون کتاب ہذا آدہ آنہ
کا ٹکٹ آنے پر یا ایک کارڈ آنے پر [illegible]
سے مل سکتا ہے - کتاب ہذا کا حصہ اول چہپکر
تیار ہوگیا - شائقین دہرم ہر قوم کو مناسب ہے
کہ فوراً اپنی خریداری سے مطلع فرماوین ورنہ
آئندہ دوسری بار چھپنے تک انتظار کرنا پڑیگا
قیمت حصہ اول جو اسوقت چہپکر تیار ہوگیا ہے
باوجود اعلے قسم کاغذ ولایتی ہونے کے صرف
۱۲ ؍ علاوہ محصول ڈاک ہے - اگر کوئی صاحب
ایک سے زیادہ کتاب خریدنا چاہین تو بذریعہ
خط کتابت طے ہوسکتا ہے - اور جہان
تک ممکن ہوگا مناسب کمیشن [illegible] ملے گا
دیگر حصص کی قیمت قبل تیاری دو روپیہ
اور بعد تیاری ڈہائی ڈہائی روپیہ ہوگی

المشتہر
منشی بنارسی داس مؤلف کتاب ہذا
ساکن شہر میرٹھ - محلہ اندر کوٹ -
چہاؤنی میرٹھ - یہی پتہ ہے -

(۵) حبوب کیمیائے بصارت

نسخہ دھند - جالا - ناخنہ - پھلی - رتوندہ
پڑبال - شب کوری - نزول الماء - ڈھلکا
ابتدائی موتیا بند - ضعف بصر و نیز جملہ امراض
چشم کی حکمی دوا - گولیون کی شکل مین [illegible]
سال سے ہزارون بندگان خدا کو فائدہ
پہونچا رہی ہین - جسکے استعمال سے بگڑی ہوئی
آنکھ درست ہوجاتی ہے - عینک لگانے
کی عادت چھوٹ جاتی ہے - آشوب سرخی
چشم کو چشم زدن مین آرام ہوتا ہے عموماً چار
گولیون سے زیادہ کی ضرورت نہین ہوتی
بنظر رفاہ عام قیمت فی گولی ۲ ؍ مقرر ہے
محصول ڈاک ہر حالت مین ذمہ خریدار
ترکیب استعمال کا پرچہ گولیون کے ساتھ
رہتا ہے -

المشتہر
حکیم سید نظام علی - آگرہ - محلہ
نوری دروازہ

LITTLE'S ORIENTAL BALM

سخت درد عصب کا سات منٹ مین دفع ہونا

مسٹر سامیول ہامیول ہالٹن ساکن موضع [illegible]
پلوٹ بروج کا بیان ہے کہ کئی سال تک میرے [illegible]
[illegible] درد عصب رہا کرتا تہا بہت سے تجربہ کار اطبا نے علاج
کیا لیکن کامیاب نہ ہوئے - آخرش یہ کہا کہ یہ مرض لاعلاج
ہے مین بہی مایوس ہوگیا لٹل صاحب کا اورینٹل بام
استعمال کرنے کے پیشتر تین ہفتے تک درد سر کے
باعث شب و روز مین بیقرار رہتا اور کوئی کام نہ کرسکتا
تہا اور سواے اپنے درد کے کوئی بات سوجہتی نہ تہی

لٹل صاحب کے اورینٹل بام کی پر تاثیر کیفیت کے معلوم ہونے پر
مین نے اس دوا کا ایک شیشہ خرید کے استعمال کرنے لگا اسکا اثر
عجیب و غریب پایا یعنی جسوقت مین نے اس شیشہ کو ہاتہ مین [illegible]
[illegible] کو اپنے دونون کنپٹیون اور سر کی جانب رگڑنا شروع
کیا اسوقت مین درد سے اس قدر بیتاب تہا کہ مجہے معلوم نہ ہوا
وہ کس [illegible] ہوا غرض سات منٹ کے عرصہ مین میرا درد
جاتا رہا - اگرچہ اس علاج کو اب تین ہفتے گذرے ہین تاہم
اب تک درد نے عود نہین کیا - الحاصل اب مین اپنے
تئین کامل تندرست اور صحیح و سالم پاتا ہون اگرچہ ہنوز
کامل ایک شیشہ روغن خرچ نہین ہوا -
ایما - یہ دوا ہر ایک دواخانے مین فروخت ہوتی ہے
قیمت فی شیشہ ایک روپیہ -

ایجنٹ مسٹرس پکالن کمپنی لکھنؤ

نوٹس

مصر کے معاملہ مین اس ہفتہ یہ خبر آئی ہے کہ گریٹ برٹن اور فرانس کے مابین ایک معاہدہ ہوگا جس سے رود نیل مین آمد و رفت کا راستہ قائم ہوگا اور بحر الغزال اور کانگو کی سرحد کا ایک احاطہ قرار پائے گا۔

دزیریونانی شورش کی نسبت یہ معلوم ہوا ہے کہ گو مائی سمار کرنے کو سرکاری فوج گئی۔ مگر وہ مقام خالی پایا۔ پہلا برج شہر کا سے اُڑایا گیا دوسرا فورین سٹ فی الفور ہوا۔ اور موضع مین آگ لگا دی گئی۔

جو بلی کی شب کو جو دو انتہا قتل ہوئے وہ اکثر لوگون کو ایسی جلد ہوئے نہ ہون گے۔ دامودر چاپیکار گرفتار ہو کر کیفر کردار کو پہونچ گیا۔ اب اُس کا بھائی بالکرشن مملکت نظام نے گرفتار کر کے پونا بھیجا ہے۔ اس مقدمے مین ایک اور مقدمہ قتل کا یہ پیدا ہوا کہ گواہان ثبوت جرم کے ساتھ وہی قاتلانہ برتاؤ ہوا۔ اس کی تحقیقات ہو رہی تہی کہ واسدیو نے ایک چیف کانسٹبل پر تپنچہ چلایا مگر خالی گیا۔ خیر یہ سلسلہ مقدمات تو چل رہا ہے لیکن دیکھنے کے لائق یہ بات ہے کہ جب یہ یادگار حادثہ ہوا ہے اور ہندوستان مین ایک شورش مچی ہے اُس وقت اخبارات انگریزی عام طور سے ہندوستانیون کو کیا کہتے اور کلکتے کے بنگالی اخبار مسلمانون پر کیسے کیسے شبہے دوڑاتے تھے۔ اور اب زمانے نے پردہ اوٹھا کر کیا کیفیت دکھائی۔

کونسل واضعان قانون مین کرنسی اور بنک نوٹون کا قانون پیش ہے۔ جس کا منشا ہے کہ جعلی نوٹون کے بنانے والون کو مثل ولایت کے کافی سزا ملے۔

یہ ابہام بھی قابل داد ہے کہ جب کونسل مین انگوٹھے کا نشان داخل شہادت کرنے کا مشورہ پیش ہوا تو اس اعتراض پر کہ بجائے انگلی کے نشان کے انگوٹھے کا نشان لکھا جائے۔ مسٹر کاونس نے فرمایا انگوٹھا انگلیون مین شامل ہے لہذا ضرورت ترمیم نہین۔ ہم کہتے ہین جس ملک مین قانون رائج ہوگا اوس کی زبان مین جب انگوٹھا اور انگلی لفظاً اور صورتاً جدا جدا ہین تو اس ابہام کی ضرورت ہی کیا ہے۔

اب کے قطب شمالی کے دریافت کرنے کی دُھن ڈاکٹر اپرونی کو ہوئی۔ یقین ہے سنہ ۱۹۰۱ء تک قطب شمالی پہونچ جائین۔

سر وقار الامرا بہادر وزیر دکن کا علمی شوق قابل شکریہ ہے۔ آپ نے خواہش کی تہی کہ کتب خانہ سلطانی سے کچھ نایاب کتابون کی نقل ملے۔ چنانچہ حال مین اس کی بابت ارادہ جاری ہوگیا ہے اور اُمید ہے۔ عنقریب ہمارے علم دوست وزیر ریاست اس کا بند و بست معقول کر کے کتب خانہ آصفیہ کو اس خزانے سے مالا مال کر دین۔

عبرت کا مقام ہے۔ معزول مہاراجہ جہالاوار جو بنارس مین رہتے ہین ان کو بنارس کے گنڈون نے محض اس طمع مین کہ اُن سے بہی کچھ اینٹھنا چاہیے کسی قدر مجروح کیا۔ مقدمہ دائر ہے۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تہا کہ اگر بنارس مین نکلتے تو رعب سے کوئی نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا اور آج یہ زمانہ ہے کہ لچون کو ستانے کی جرأت ہوئی۔ تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر۔

الفاروق مصنفہ مولینا سابق پروفیسر حال شبلی نعمانی جس کا عرصے سے شہرہ اور مدت سے انتظار تہا۔ نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر چھپ کر طیار ہے۔ روشن خیال اور محقق مصنف کو تاریخ اسلام مین تو فی زمانا بہ طولے حاصل۔ اور نظر غائر سیر ہی ہے۔ پس یہ کتاب بلا لحاظ خیالات مذہبی سب کے دیکھنے کے لائق ہے ضخامت ساڑھے پانچ سو صفحہ قیمت قسم اول کاغذ نہایت اعلیٰ درجہ لوح طلائی مینا کار اور مجلد بہی ۴؎ قسم دوم کاغذ عمدہ لوح سادہ غیر مجلد (تاکہ اپنی پسند کے موافق جیسی چاہو جلد بنوا لو) ۳؎ ہے۔

راجہ جہت پال سنگہ مجسٹریٹ مرزا پور پر مقدمہ چل رہا ہے۔ تصفیہ طلب یہ امر ہے کہ آیا راجہ صاحب قابل مجسٹریٹی کے ہین یا نہین۔ پس سرکاری انتخاب گویا معرض بحث مین ہے نہ قومی قابلیت۔

خبریں

حضور قیصرہ دام ظلہا کے نبیرہ کی وفات مین ہندوستان مین ۹ - مارچ تک سرکاری ماتم منا دین گے۔

سلطان مسقط سے جواب طلب کیا گیا ہے کہ فرنچ سے ملاقات کیون سے اور اس عرصہ مین ان کا وظیفہ روک دیا گیا ہے۔

جمون سے کشمیر تک کی ریلوے کو سرحد گلگت کو لیجا دین گے۔

پونا کی سازش اب کھلی - واسدیو چاپیکر رانا ڈے اور ساٹھے یہ لوگ گرفتار ہین اور جرم سے اقبالی - رانا ڈے کے گھر سے ریوالور نکلا - بالکرشن واسدیو اور رانا ڈے پر مقدمہ قتل جوبلی کا چلا دین گے ان لوگون نے تبلایا کہ کس طرح سبھیں ملکر قتل کیا تھا آخر خون چھپا نہ رہا - ناٹو برادران بچ گئے۔

مسقط مین فرانس ایک بندر حاصل کرنا چاہتا ہے سلطان مسقط کو مائل کر لیا برطانیہ اسکے مخالف ہے۔

پیرس بلیٹن اس افواہ کی تردید کرتے ہین کہ فرانس مسقط مین بندر چاہتا ہے مسقط مین فرانس کی تجارت متعلق نہین - سلطان مسقط گورنمنٹ ہند کا وظیفہ خوار ہے۔

طاعون - یہ مرض منحوس ہنوز ضلع کیل و تعلقہ کشتگی ضلع لنگسگور مین پیدا ہوا ہے

خبر ہے کہ اعلیٰ حضرت نظام کا ارادہ اجمیر شریف کو جانے کا ہے۔

بالکرشنا ہری چاپیکر جو پونا کے قاتلون مین سے ہے علاقہ نظام مین چونکہ گرفتار ہوا ہے لہذا سرکار عالی کی طرف سے صاحب رزیڈنٹ کو لکھا گیا ہے کہ دس ہزار روپیہ انعام مقررہ بمبئی گورنمنٹ سے لیکر سرکار عالی مین روانہ کیا جاے تاکہ رقم مذکور اہالی کوتوالی سرکار عالی مین جنہون نے اوسکو گرفتار کیا ہے تقسیم کیجائے۔

افواہ ہے کہ مجلس مالگذاری کے برخاست کرنے کا تصفیہ ہو چکا ہے۔

بجنور کے ہری داس ویش فقیر ہو گئے انہون نے اپنی دوکان پر غربا کو جمع کر کے اپنا تمام مال و متاع تقسیم کر دیا اور قیمتی دستاویزات چاک کر ڈالین یا قرضداران کو واپس کر دین۔

سلطانپور کے ایک سب انسپکٹر پولس صاحب رشوت ستانی کے جرم مین پھنسے ہین یہ صاحب ۴۰ سال سے گورنمنٹ کے ملازم تھے۔

گورنمنٹ نے دس ہزار اونٹون کی خریداری کا حکم دیا ہے اور انتظام ہوتا ہے کہ ایک تار درمیان شملہ اور سرحد قائم کیا جاے کہ راستہ مین کسی مقام پر اسکا سلسلہ نہ ٹوٹے۔

فلپائن مین چوہون کے دفعیہ کے لیے سانپ پالے جاتے ہین۔

چھاؤنی میرٹھ کے دو گورے سپاہی جنہون نے اثناے شکار مین دیہاتیون پر بندوق چلائی تھی بری ہو گئے اور اہل دیہہ کے آٹھ آدمیون کو اس جرم مین کہ انہون نے گورون پر حملہ کیا تھا ایک ماہ سے ایک سال تک کی مختلف سزائین ملی ہین۔

ٹرانسوال مین بھی طاعون کی عنایت ہندوستانیون پر ہے۔ باربرٹن مین ایک ہندوستانی اسمین گرفتار ہوا۔

سر انٹونی مکڈانل لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ کلکتہ مین داخل ہوئے ہفتے کو الہ آباد واپس تشریف لائینگے۔

قانون معاہدہ کا مسودہ کل کونسل مین پیش ہوگا۔

سفر حجاز اختیار کرنے والون پر اطلاع سرکاری کا یہ اثر ہوا کہ صوبجات متحدہ سے ایک خاندان سات آدمیون کا اور پنجاب سے چند اشخاص روانہ ہوئے۔ ہان ڈچ ایشیا کے باشندے اکثر تھے۔

بمبئی کے بڑے گرجا مین سب ملکر دعا مانگین گے کہ یا الٰہی اب طاعون سے نجات دے۔

لیڈی کرزن صاحبہ آخر ماہ رواں تک شملہ تشریف لائین گی۔

ایک مقدمہ ڈکیتی مین حال مین سشن جج بریلی نے ۵ آدمیون کو سزاے موت دی۔

گزٹ

بابو تلسی رام قائم مقام ڈپٹی کلکٹر مین پوری کو دو ماہ کی اور بابو رام پرشاد منصف فیض آباد کو ایک ماہ کی - منشی یوسف علی ڈپٹی کلکٹر بستی کو دو ماہ کی مولوی عبد القادر ڈپٹی کلکٹر فیض آباد کو ڈیڑھ ماہ کی منشی کرم احمد ڈپٹی کلکٹر نینی تال کو ۳ ماہ کی - رخصت ملی پنڈت موہن کشن منصرم ججی میرٹھ قائم مقام منصف فیض آباد مقرر ہوئے - منشی اولاد حسین تحصیلدار ہریا ضلع بستی قائم مقام ڈپٹی کلکٹر بستی مقرر ہوئے - منشی افضل الحق قائم مقام ڈپٹی کلکٹر مرزا پور سابق عہدہ پر ریونیو سپرنٹنڈنٹ بلیا مقرر ہوئے - بابو چرنجی لال قائم مقام ڈپٹی کلکٹر اعظم گڈھ ہیڈ کلرک کلکٹری سہارنپور مقرر ہوئے - منشی عبد المجید خان ڈپٹی کلکٹر آگرہ سے مین پوری - پنڈت شیام بہاری مسر پروبیشنری ڈپٹی کلکٹر بنارس سے اعظم گڈھ چودھری کرشن سنگھ ڈپٹی کلکٹر متھرا سے فرخ آباد تبدیل ہوئے۔

پروفیسر شہباز کے تہنیت آمیز خیالات

عید

رمضان! ساعتِ عید آئی
تین دن تک تھا انتظار اسکا
یہ فلک پر نہیں ہے نورِ ہلال
چھائی کب شام کی اندھیری ہے
نکلے کب چرخ پر یہ تارے ہین
روشنی کب یہ کہکشان کی ہے
صاف پروین ہی کان کا جھمکا
عقل - تو ہی ہے رہ بھولی ہوئی
دلہن ہین یہ طرب فزائی کے

عید ملنے کو ہم سے عید آئی
دیکھا اب روے گلعذار اس کا
وقف عشوہ وہی ہے جو جمال
زلف اسی ماہ نے بکھیری ہے
چھلکے افشان کے یہ ستارے ہین
بات سیدہی ہے مانگ سیدہی ہے
آبِ گوہر ہے نورِ انجم کا
کب شفق ہے بھلا یہ پھولی ہوئی
رنگ ہین یہ کفِ حنائی کے

مے عبرت پڑی یہ سستی ہے
عید کی رات ہے نہ شو غافل
ہے سیاہی میں شام کی اک نور
پہلے تو کرے خوب پیار اسے

عقل کیون وقفِ فاقہ مستی ہو
داغ - مے سے ریا کے دہو غافل
زلف کھولے ہوئے ہی عیش کی حور
خانۂ دل میں پھر اُتار اسے

اب جو دل میں یہ آکے لیٹی ہے
گرچہ مرحوم تھے بڑے دیندار
مہندی ہاتھون میں یہ لگاتی ہے
کپڑے انواع یہ بدلتی ہے
پھر نکلتی ہے یہ جھلکتی ہوئی
زیور اپنے دکھاتی جاتی ہے
ہر نمازی سے سازہی اسکو
مسجدون میں یہ آ بیٹھتی ہے

رمضان کی یہ پیاری بیٹی ہے
پر یہ شہد ان ہے اک چھٹی عیار
سُرمہ آنکھون میں یہ گھلاتی ہے
شیشیون عطر لے کے ملتی ہے
نشۂ عیش سے بہکتی ہوئی
عاشقون کو لبھاتی جاتی ہے
بوسہ بازی نماز ہے اسکو
جس سے پاتی ہے جا چمٹتی ہے

کوئی مسجد نہیں بچی اس سے
کہین رکتی نہ یہ اٹکتی ہے
ہے امامون سے پانو پڑوا تی
خطبے پڑھتے ہین کل خطیب اسکے
درد جب لے کے شیخ اٹھتا ہے
زلف میں جتنے بال ہین اسکے

ہر مصلے سے دل لگی اس سے
عید گاہون مین جا دھمکتی ہے
ادنچی تانکین ہے یہ رگڑواتی
خلعت بیمار ہین طبیب اسکے
ہر موذن بھی چیخ اٹھتا ہے
آتنے آشفتہ حال ہین اسکے

کس قدر ہے مقام عبرت کا
دھوم ہے فسق اور بطالت کی
تھی تراویح کی جہان تسبیح
فاقہ مست اب ہین قعر مستی
دل جلاتے ہین زاہدونکے کباب
چار قل کا پڑا جہان غل تھا
جس جگہ تھی نماز و نعت و درود
لطف تھا جس جگہ تلاوت کا
تھا مصلے جہان بچھا حافظ
کیا زمانے کی ہے یہ نیرنگی
دین کی کون یان خبر اب لے
ستیون کے بُت ذخیرے ہین
ہے زمانہ حقیقۃً گرگٹ

ذکر تھا جس جگہ عبادت کا
رہ گئی آڑ ہے عبادت کی
چل رہی ہے وہان مے تفضیح
بہہ گئی مے سے زہد کی بستی
خون بہاتی ہے عابدون کے شراب
وان ہے مینا سے شور قلقل کا
رند ہین وان نشے میں مسجود
نغمہ ہے وان ترانہ و بربط کا
ہین وہان رنڈیان خدا حافظ
آگئی اس جگہ مین سارنگی
گم شیخ سے بند ہے سب طبلے
بج رہے جا بجا مجیرے ہین
قُل ہو اللہ کی جا ہے دھادھر کٹ

واہ حضرت یہ کیا کیا تم نے
ایسی عبرت انہین مبارک ہو
ہم تو حافظ نہ کوئی ملا ہین
دل سے مغموم ہو نہیں سکتے
کہین آفت نہ کوئی آجائے
عیش ہو گر کلی ہے دلکی کھلی

ہنستے ہنستے رُلا دیا تم نے
جن کی جان لقمۂ تبارک ہو
اچھے خاصے جوان رعنا ہین
جا میں رہنا تو رو نہیں سکتے
ہنسنے دو جب تلک ہنسا جائے
واقعی زندگی ہے زندہ دلی

ہے جوانی سے بات وہم میں
ہین یہی عیش و وصل یار کے دن
مست ذرا گل او خار تو کون سے
گل مہکتے ہین گر مہکنے دے
شہر کی فکر سے نہ ہو لاغر
شاخ گل گر لوئی لچکتی ہے
ا چہکتا ہے گر چہکنے دے
بیٹھ چمن مین خزان کا ہو نہ تو

عید کیا - خوش رہین محرم مین
گل کھلین کیون نہ ہین بہار دن
جہومنے دے ہوا کے جہونکون سے
بلبلون کو ذرا چہکنے دے
گر چھلکتے ہین پہول کے ساغر
تیری بگڑی نہین اُچھلتی ہے
نہین لیتی وہ کچھ چہکنے دے
آؤ اذت بہار کی لوٹو

ایک دو جام پی شراب ضرور
قال شہباز رہنا غفور

شہیدان عشق کی تحقیقات

نمبر ۲

تتمہ اودھ پنچ مطبوعہ ۲۶ جنوری ۱۸۹۹ء

اس کے بعد دوسرا مقدمہ پیش ہوا - اس مین تو جناب ڈبل ڈبل مولوی بڑے بڑے اللہ والے نکیشت و دو انگشت وارہیان ہہنکا سے تسبیح جپتے عبا قبا شرعی پاجامہ پہنے مدعی تھے - دعوی یہ تہا کہ مساۃ . . . خانم نے اپنی تہرکی رسیلی آنکہون سے جو بذریعہ سرمہ اور کاجل کے ضرورت سے زیادہ کٹیلی اور مرمٹنے والی بنائی جاتی ہین اور بذریعہ اپنی بہولی بہالی صورت کے جسکو کچہہ تو قدرت ہی نے اور بہت کچہ پوڈر نے دلفریب بنا دیا تہا - اور مساۃ کے حسن کی شعاع نے ہمارے دُنیا کے ہیچ و پوچ سمجہنے والے مولوی کے یاد خدا والے دل مین گہسکر دل و جگر کو ایسا گرم کیا کہ آنکے ابخرات رفتہ رفتہ سے مولوی کے دماغ مین ہیجان کی کیفیت پیدا ہو گئی - اور مولوی بیچارہ اُسی . . . خانم کے پیچہے چلا ہوا دلریش مجبور دن رات نیست اور غم سے دو چار گلیون گلیون کے تنکے چنتا ہوا یہ کہہ کے مارا مارا پہرنے لگا - ع

چو من مباد کس آوارۂ ہزار وطن
فلک بداغ جدائی ہر دیارم سوخت

جب اسپر بہی مساۃ مذکورہ کا دل نہ پسیجا تو مولوی مذکور پا بزنجیر ہو کر زیر دیوار اس اُمید مین بیٹہہ رہا کہ ع

ذرا تو جہانک کے غرفہ سے دیکہو کوچہ کو
غریب بیٹہے ہین کچہ چادرین بچہائے ہوئے

اب اس مریض عشق کی عجب کیفیت ہو گئی - تبسم سے نفرت ہو گئی کہ خندۂ دیوانگی بہی پاس ہو کر نہ نکلا - سوز و گداز مین مزہ آنے لگا - کیفیت تہی تو رونے مین - لطف ملتا تہا تو آہ کرنے مین - ع

گریہ را در دل نشاط دیگر ست
خندہ بر لب ہائے خندان بیش نیست

اسپر بہی اُسی بیمروت - بیوفا - سنگدل . . . خانم نے بجاے مہر و محبت کے دشمنی کرنا شروع کی - اور بجاے اپنے پاس بلانے حال دل پوچہنے کے لونڈے لاڑیون سے بذریعہ پاپوش رقیب کے کہوپڑی کی مدارات کرائی - غرضی دعوے اسی قدر پڑہا گیا تہا کہ پنچ بہادر فرط غیظ سے کانپنے لگے - مساۃ . . . خانم کو سامنے بلا کر جواب طلب کیا - چنانچہ مساۃ مذکورہ نے کہا کہ بیشک یہ سب واقعات صحیح ہین مگر عدالت اسکو تو غور کرے کہ ع

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

تمام تو مولانا اور محبہ ایسی بازاری بیٹہنے والی سے عشق - کیسی بے جوڑ بات تہی - یہ لوگ ہمکو رہنمونی اور رہنمائی کرنے کی غرض سے خلق ہوئے مین نہ کہ تمام دُنیا کو جہنمی اور کافر بنانے اور خود اُنہین افعال کے مرتکب ہونے کو - پس بوجوہات بالا مین مساۃ . . . خانم رہائی پاؤن اور مولوی کو سزا اسے مناسب دیجاوے -

غرضکہ مساۃ مذکورہ رہا کی گئی - اور حکم دیا گیا کہ مولوی کو زندہ دفن کردو - اسکے بعد جو مقدمہ پیش ہوا اُس مین بہت سی رنڈیان مدعی اور ایک بہت بڑے عالی خاندان رئیس ابن رئیس مدعا علیہ تہے - ایک کا تو دعوے یہ تہا کہ مدعا علیہ نے زبانی اور تحریری محبہ سے اظہار محبت کیا اور اکثر اوقات یہ شعر بہی گواہان ثبوت کے سامنے پڑہا - ع

شیرین ہین لب تمہارے تو سیب ذقن لذیذ
میری نگہ مین ملکہ ہے سارا بدن لذیذ

اب جب سب طرح سے مدعیہ کو قابو مین کرلیا تو دلبر مسیو اکی طرح طوطا چشمی اختیار کرکے مدعیہ سے اُران گہائیان کرنے لگا - اور دوسرون سے اظہار محبت - رسم و راہ - میل جول شروع کردیا - پس مدعیہ مستدعی ہے کہ بوجوہات بالا مدعا علیہ کو پہانسی دیجائے - کیونکہ ع

سر جاہلان بہ سر دار بہ

مدعا علیہ سے پوچہا گیا کہ یہ واقعات کہان تک صحیح ہین اور مدعا علیہ بریت جرم مین کیا کیا ثبوت اور کون کون نظیر پیش کرسکتا ہے - چنانچہ مدعا علیہ نے شعر مذکورۂ بالا پڑہنے اور زبانی اور تحریری اظہار محبت کرنے سے اقبال کیا اور یہ بہی اظہار مزید کیا کہ گو مدعا علیہ نے یہ سب کچہہ کیا

انگلینڈ (فرانس سے) حلوا خوردن را روے باید

لیکن شرعی دائرے مین لاکے - پس مدعا علیہ مستدعی ہے کہ رہا کیا جاوے اور بموجب دفعہ کئی کروڑ کئی لاکھ ۸۲ ہزار اذالہ حیثیت عرفی کی اجازت دیجاوے - چنانچہ حکم دیا گیا کہ تم ہمیشہ کے واسطے انہین رنڈیون منڈیون کے سپرد کر دیے گئے - انہین کے پیچھے تباہ و برباد رہو - ؏

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

اس مقدمے کے بعد جسٹس پنچ لنچ کے واسطے اُٹھ گئے -

راقم - م - ب - علیہ الرحمۃ -

گلدستۂ نجم الثاقب
اور
اینجانب

انسانون مین نقطۂ نقصان سے سوا تیاز اور رشک ناطقے مین برابری ہر زبان اُردو شاعری کے نام لیوا کلام نظم پر جان دینے والے چیختے تھے - چلاتے تھے - ہائے وائے کرتے تھے کہ کوئی اس فن نفیس کا سنبھالنے والا نہین معلوم ہوتا - اُردو شاعری گور گو مرغی کا گو ہوئی جاتی ہے - ہائے کوئی اسکا نام جاننے والا نہ رہجائے گا - اس فریاد بیکار پر سیکڑون بد زبان ملکی ہوا خواہون نے گلدستون پر گلدستے شایع کرنے شروع کر دیے - ملک ہند ناقدر - جہل پسند - دشمن علم مشہور مشکل سے دو تین کی قدر ہوئی - الہ آباد والے کیون چپکے رہنے لگے تھے - اُنہون نے بھی گلدستہ مذکور نکالنا شروع ہی کر دیا - اور یارون کی پریشان طبیعت کو ایک مشغلہ ہاتھ لگا - الہ آباد والون کی اولوالعزمی مسلم - یہ اخبار نکلا اور بند - وہ گلدستہ شایع ہوا اور گم پھر تو نہ صوفیہ کے مسئلہ بروز کا اظہار ہوتا ہے اور نہ آریون کے تناسخ کا - خلاف قیاس بل مذکورا کو دہی کون یہ تماشا دیکھے کون - ایک عرصہ بعید کے بعد گلدستہ نجم الثاقب نے اندھے اسپتال (شفا خانہ امراض چشم) مین پھر دوسرا جنم لیا - اور مین مین کرتا ہوا بھولن بیچ چک مین پیدا ہو گیا ؎

چمن یونہی رہیگا اور تمامی جانور
اپنی اپنی بولیان سب بولکر اڑ جائینگے

گلدستہ تو ماہ اکتوبر ۱۸۹۶ء سے شایع ہونے لگا ہے اور ہمارا بھی جی چاہتا تھا کہ نمبر ا سے ریویو کرنا شروع کرین لیکن بخیال تضیع اوقات صرف بابت ماہ دسمبر سنہ مرحوم پر کچھ ریمارک کرتے ہین - آپ کو وا سعد ذرا فصاحت - بلاغت - بندش الفاظ چستی مضامین - درستی ترکیب - ترتیب کلام کو آنکھ کھولکر ملاحظہ فرمایئے گا - شفا خانہ امراض چشم والے سرمہ طور سمجھکر لگاتے تو ہین لیکن کہین ایسا نہ ہو کہ سپیدی سیاہی برابر ہو جاے - اور کوئی ایک کانی کوڑی کو بھی نہ پوچھے دیکھیے اور داد دیجیے (گلدستہ نجم الثاقب نمبر ۳ - مطبوعہ سیلانی پریس واقع شفا خانہ امراض چشم الہ آباد) -

مصرع طرح

نہ آیا وہ سوئے مزار آتے آتے

مزار - نگار - بہار قافیہ - آتے آتے ردیف

افسر - جناب مولوی سید عزیز الدین حیدر صاحب رئیس الہ آباد (مگیت استاد) سلمہ

اب آئے تو کیا آئے یار آتے آتے
مزا تھا جو آتے اُبھار آتے آتے

کیا مطلع فرمایا ہے - پانچ جگہ آئے آئے آتے آتے نے فصاحت کو اُچھال دیا اور ان کو پانچوین سوارون مین درج کرا دیا دوسرے مصرعہ کا "اُبھار آتے آتے" اور مصرعہ اول کا "اب آئے تو کیا آئے" اعلےٰ درجے کے بلیغ جملے ہین - قربان ایسے کی اُستادی کے - سلمہ

وہی جو حیا تھی نگار آتے آتے
تبا تو ہی اب ہے وہ پیار آتے آتے

اس مطلع کی ترکیب چارون پہلون سے چوکس ہے - دوسرا مصرعہ کیا فرمایا؟ "آتے آتے جو حیا تھی تو ہی تبا اب وہ پیار ہے" بالکل مہمل - ردیف بیکار - دوسری ردیف تو ایکدم دفع شد - سلمہ

نہ مقتل مین چل سکتی تھی تیغ قاتل
بہر سے اتنے اُمیدوار آتے آتے

دہ مارا - بات تیرے قاتل کی پا بدست دگر دست بدست دگرے - آخر کار ہوسی گیا اور پیچھے آگے پیچھے داہنے بائین مرنیوالے اتنے اکٹھا ہو گئے کہ تلوار تک نہ چل سکتی تھی "نہ چل سکتی تھی" بے انتہا فصیح محاورہ ہے - خالص بیٹھے والون کی زبان - سلمہ

گھٹی سہری روز آنے جانے سے عزت
یہان آپ کھویا وقار آتے آتے

یا حضرت - اگر آنے سے عزت مین بٹہ لگتا تھا تو جانے سے کیون لگا - اور اگر جانے سے عزت جاتی تھی تو آتے آتے وقار کھویا بیٹھے چہ - پہلے مصرعہ مین "آنے جانے" اور دوسرے مین "آتے آتے" آپ کی اُستادی کی دلیل مین ہے - سلمہ

ابھی ہو یہ فتنہ تو کیا کچھ نہ ہوگے

جوانی کے لیل و نہار آتے آتے

اس شعر مین تو کیا کچھ نہ ہوگے جوانی کے لیل و نہار آتے آتے، مین تو کیا کچھ بہت خوب حماقت ہے۔ واہ واہ۔ ؎

نہ کیون آتے جب اسکے محرم سے ملکر
انہین جانتے ہر کچھ بار آتے آتے

یا حبذا الفاظ محرم۔ کچھ ابہام کے الکنایہ ابلغ من التصریح کا پورا پورا نقشہ دکھایا گیا ہے ابھی مولوی صاحب اس شعر کا مطلب تو فی بطن شاعر داخل ہے۔ یاروں کی تہ پیرون سے نکلے تو نکلے۔ ؎

جگہ دو تو مین اس مین تربت بنالون
بھرا ہے جو دل مین غبار آتے آتے

واللہ زندہ پیر کا روضہ تو بڑا باجکا ہوگا۔ کیا قدر کی ہے۔ منہ تو آئینہ سکندر اور دل گھورا یا ٹیلا معشوق ہے یا مدفن کا فقیر محمد اس شاعری کے۔ ؎

تھکے ہاتھ بھی درد قلب جگر سے
یمین آتے آتے یسار آتے آتے

اول مصرع مین بھی حشو قبیح۔ اور مصرع ثانی مین چار جگہ آتے آتے آتے آتے، بالکل فضول۔ ردیف کی جگہ جاتے جاتے کر دیجیے آنسو پچھین تو پچھین۔ ورنہ خیر ہے۔ ؎

گھڑی ہجر کی کاش یا رب نہ آتی
قیامت کے لیل و نہار آتے آتے

دگھڑی ہجر کی، محاورہ مقلوب۔ غیر فصیح۔ قیامت کا دن تو ضرور ہے لیکن لیل قیامت،

عبادت ہے سبحان اللہ وصل علے ناؤ

خوشی بھی بہت دیتی ہے غم کا ثمرہ
کہ آ رہتی ہے شاخ بار آتے آتے

دغم کا ثمرہ، کیا چیز ہے؟ اور "بہت خوشی غم کا ایک ثمر دیتی ہے" یہ کیا؟ دپھل آتے آتے شاخ آ رہتی ہے، نہایت مناسب مولوی صاحب آپ تو عربی دان تھے ثمرہ کی تاریخ جانت وقف ہوگئی ہے سچ لیجئے کہ کیسی ہے تم تو ملاتھے قواعد کو تو سمجھے ہوتے۔ ؎

خبر دیتی ہے یاد کرتا ہے کوئی
جو ہچکی نے باندھا ہے تار آتے آتے

پہلا مصرعہ تو سادہ ہے۔ اور غنیمت مگر مصراع ثانی بالکل غلط۔ ردیف القط۔ لاحول ولا قوۃ۔ ہچکی نے اور بھی مصرع مین جان ڈال دی ہے۔ ؎

پھر آئے جو تم مہربان جاتے جاتے
پھری گردش روزگار آتے آتے

جاتے جاتے رہ گئی یا پھرا آئی۔ پھر گئی کے معنے مین بہت قبیح۔ ؎

ازل سے ابد کو تو جانا تھا افسر
چلے آئے ہم اس دیار آتے آتے

یہ مقطع تو بے حد صحیح اور ٹھیک ہے اور بالخصوص دوسرا مصرعہ۔ شاعری کیا ہے اندھا دھند۔ چشم قابلیت کا علاج کیجیے۔ اور کسی سے اصلاح لیجیے۔

استاد صاحب کی پوری غزل دیکھنے سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ ع
سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

اور اب آپ کے چیلی چاٹڑ۔ بھانجے بھائی۔ بھتیجے وغیرہم کی غزلین دوسرے کسی نمبر کے ریویو مین دیکھیے گا اسوقت صرف اسی قدر پر اکتفا کی گئی۔

ہمارے اس شہر الہ آباد مین بہت سے عقل کے اندھے علم سے بے بہرہ قواعد و اصول شاعری سے نابلد۔ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل سراپا جہل و نادانی از راہ عجب و خود بینی لاف و گزاف شاعری مارتے پھرتے ہین۔ استادون سے غزلین کہلا کر پڑھتے ہین اور واہ واہ لیتے۔ نیز ایسے لچر اور بیہودہ گو ہر زبان کہ زمانہ ہی ہین کہ کلام نہین کہہ سکتے ہین اور انانیت کے تحویہ مین دیگرے نیست کے نشے مین ؎

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند
در جہل مرکب ابد الدہر بماند

کی شرح ہو رہے ہین۔ استادان شہر سے اصلاح تو لیتے نہین الٹے دعوی ہمسری رکھتے ہین۔ ؎

عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل
چھچھوندر لگائے چمیلی کا تیل

ہمنے بارہا فہمائش کردی کہ دیکھو ہر کسی پر منہ نہ آیا کرو۔ ورنہ کسی دن کوئی نہ کوئی سیدھا کر دے گا۔ لیکن نہین مانتے۔ اور خواہ مخواہ مقابلہ پر تیار ہین۔ لہذا یہ مضمون اور ریویو بغرض تنبیہ شایع کیا جاتا ہے۔ ورنہ آئندہ پوری پوری خبر لے جائیگی۔ ہمین اچھی طرح یاد ہے کہ اکثر حضرت امیر اور حضرت داغ کے صحیح صحیح اور عمدہ عمدہ اشعار پر گھنٹوں کا فہم اور جاہل مطلق بھی بحثتے ہین۔ اور آخر مین سوائے سکوت کے کچھ بن نہین پڑا۔ اپنے منہ میان مٹھو بننا اور دعوی انانیت کرنا خوب نہین۔ ؎

مری زبان ہو یا غیر کی زبان موجد
پسند خلق جو ہو ہے وہ یادگار زمان

راقم۔ عدو سے جنگ سخن ہو تو فتحیاب ہون مین
ذہن نیام ہے شمشیر آبدار زبان

بقلم۔ گھر کا بھیدی۔

اسے دیکھ طفلی مین کہتی ہے دایہ
یہ لڑکی طرحدار پیدا ہوئی ہے

اسوقت خوشی کی انتہا نہین۔ وفور انبساط سے

جامہ کی دھجیان اُڑی جاتی ہین جسم ہے کہ پیرہن مین نہین سماتا - دھوتی لنگوٹی سب جامہ سب القلد ایمیرین وبال جان ہین - دل یہی چاہتا ہے کہ فرط طرب سے خوش غلاف ننگے پہلے تحت اللفظ ہو جائیے اور کسی میلہ ٹیکو ناچتے ہوئے چلیے - ع

دو رہ چلے دو رہ چلے ساقیا

اور چلے اور چلے ساقیا

خیر باشد - آج جو آپ ہیڈ سب بگڑے معلوم ہوتے ہین - یہ بلاوجہ - بلا سبب خوشی کیسی - اجی آپ ان باتون کو کیا جانین - ع

رموز مملکت خویش خسروان دانند

آپ ہماری خوشی کا کیا اندازہ کرسکتے ہین - یہ وہ خوشی ہے جو مدتون دعا مانگنے کے بعد آج نصیب ہوئی ہے - ع

لا ابر انڈی وہ ساقیا ڈھلکا

جس سے اُڑتا ہو کاگ بوتل کا

دو چار جام ایسے دے جس سے ہوش حواس جاتے رہین - اور اگر نا چین نہین تو کم سے کم ہیا ہو تو ضرور تہانے لگین - اہا ہا - ع

ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما

مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

الٰہی خیر - آخر معلوم تو ہو کہ آج کیون کہکے کپڑے کی چڑھی ہے - جناب سنیے - ایک خوشی دو خوشی مگر جب تگڈم خوشیان ایک ہی مین غٹ پٹ ہو کر آدمی کو ہون تو پھر انسان کیونکر آپے مین رہ سکتا ہے - اور ہر عید - اوہر بسنت اور سب پر طرہ یہ کہ - ع

کرامت کردہ اعجاز کردی

خوشا نازایدی دختر جان چھلاّ

اہا ہا - اہو ہو ہو - ع

بیار بادہ کہ در دشم سر رش عالم غیب

نوید داد کہ عام است فیض رحمت دوست

آپ اور شراب ! ع

چہ و انذ بوزنہ لذات ادرک

مُنہ دہو رکھیے - ع

نہ ہم نہ تم ہیو نہ کسی کو پلا سکو

کیا بات ہے تمہاری شراب طہور کی

ہمکو یہان وہان دونون جگہ مزے ہین - یہان دہسکی - اولڈ ٹام - رم - وہان شراب طہور - میرے دونون لمیٹھے - خدا ہوش دے - آج تو کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہے - بولیے خدا کچھ بتائیے تو آخر ماجرا کیا ہے ؟

معقول - آپ ہی کہین گے کہ ہم آدمی ہین - ابھی ابھی بتا چکے ہین - اسپر بھی آپکو نہ معلوم ہوا کہ زلیخا زن بود یا مرد - اچھا صاحب جب آپ کے خیال شریف ہی مین نہین آیا اور آپ اصرار ہی کرتے ہین تو با وجودیکہ مخفی خبر ہے لیکن ہم آپ کو بتائے دیتے ہین - سنیے صاحب - اجی اُسی روز وہ پیاری پیاری بھولی بھولی - بے نظیر چھکڑیا جسکو زمانہ کی دست بردنے ایک تنگ اور تاریک مکان مین قید کر دیا تھا اور جسکے قید کر نیوالے کا پتہ ہمکو آپ کو کیا اُس پر یوش - بے بیچیرو کے عزیز و اقارب نانی - دادی یہان تک کہ اُسکی مان کو بھی نہین معلوم تھا جب مجلس مین پڑے پڑے بہت گھبرائی اور جسکے دلمین سیر و تماشا - روپیہ پیسہ - یاری آشنائی کے خیال نے گہسکر الجھن پیدا کر دی تھی ایکبارگی گبراکر چور دروازے سے اُٹھتی ہنستی ہنساتی دُنیا کے تھیٹر مین دن سے اوندھے مُنہ نکل ہی تو پڑی - آپ جانیے خاکی انڈے سے ایک ذی روح کا صحیح سلامت نکلنا جسکا حق ابوت کم سے کم دُنیا بھر کے ہر فرد بشر کو نہین تو خاص خاص لوگونکو ضرور حاصل ہے کچھ معمولی بات نہ تھی - دلون مین خوشی - خاطرون مین ولولے اور اُمنگین پیدا ہوگئین اب کیا تھا - ع

رنگ لایا جو آبلہ ٹوٹا

یہ شگوفہ کھلا تو پھول ہوا

چو طرفہ سے مبارکباد کے تار - خطوط - زبانی پیغام پہونچنا شروع ہوگئے اور رقص شعبتی - جان پہچان صاحب سلامتی لوگون کے یہان سے تو میوہ مٹھائی کپڑے لتّے - گہنے پاتے کے انبار لگ گئے - امیرونکا تو پوچھنا ہی کیا ہے - غریبون نے بھی جان پر کھیلکر سہی تو چاندی ہی کے کڑے - گہنگرو - طوق ساس لیسٹ گرنٹ کا کُرتہ ٹوپی بناکر پیش ہی کر دیا - زیادہ کون بکے مختصر یہ ہے کہ اس شہر کیا بلا مبالغہ کل شہرون مین گرنٹ - زری اطلس چاندی سونے - میوہ مٹھائی کا کال پڑ گیا مختصر اس لونڈیا کی اُدہیگت ایسی ہوئی جیسے ہندستانی دربارون مین رنڈی منڈی - اردے شہر دونِن یا پیرس لندن کے تھیٹرون مین کسی پری زاد تکیلی لیڈی کی ہوتی ہے - سنا گیا ہے کہ ابھی جمی سے بڑا اچھا ہو جاوے تو کلکتہ بمبئی لندن - پیرس - جرمنی - امریکا کی بڑی بڑی خوش گلو - خوب صورت رنڈیان یہان آکر ایک ہی مین غٹ پٹ مدغم ہو جائینگی - ع

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

اور ایک بڑا بھاری شاندار جلسہ بھی کیا جائیگا اسوقت تک تو یہی گوش گزار ہوا ہے اگر فی الواقع جلسہ ہوا تو اُسکی بھی کیفیت نذر ناظرین کیجاویگی یہ خبر بھی جلسہ کے لپیٹ ہی مین لکھی جاتی تو ناظرین کو قند مکرر کا لطف آتا - مگر خیال اسکے کہ رنڈیون منڈیون کی بات کا اعتبار ہی کیا جلسہ ہو نہو تو اس خبر مین ہی بیکار پڑے پڑے پھپوندی لگ جاے جھٹ پٹ دہر گھسیٹی گئی -

راقم - م - ب - علیہ الرحمۃ

ممیرے کا سرمہ

مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اکنرامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

فریدا گیرز دن میڈیکل کالج کے پروفیسران ۔نامور ڈاکٹروں ۔والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت ۔تاریکی چشم دھند ۔جالا ۔پروال ۔غبار ۔پھولا ۔سیل ۔سرخی ۔ابتدائی موتیا بند ۔ناخنہ ۔پانی جانا ۔خارش وغیرہ معتمد ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہیں رہتی ۔بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ۔ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ ۔خالص ممیرونی ماشہ بتیس روپیہ ۔مصری سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر** پروفیسر متیا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار متیا سنگہ صاحب نے بنایا ہے خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بیشک روز اسے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش ۔سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے ۔فرض ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کریں ۔راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر ہسنور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور ۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ ۔آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند مریضوں پر استعمال کیا جو نہایت مفید [illegible]
[illegible]

براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پی ایبل اور بھیجدیں راقم ۔ڈاکٹر شوودت رام وید انچارج ڈسپنسری پالی (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب ۔سلام نیاز ۔ممیرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجائے کم ہے مین نے آجتک آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہیں دیکھی ۔ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا ۔کیونکہ اسکی آنکھیں بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہو گئی تھیں صرف کسیقدر ۔طاقت بینائی اندر کے پردہ میں موجود تھی ۔پردہ کا بینا اور الرس کوٹ مین سخت نقصان تھا ۔اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہو گیا ۔مہربانی کر کے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل بلا رعایت روانہ فرمائیں ۔راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر ۔ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر ۔

(۴) جناب پروفیسر سردار متیا سنگہ صاحب تسلیم ۔مین نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند ۔دھند ۔پھولا ۔ناخنہ ۔آنکھ مین زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ۔ان مریضون پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی [illegible] مین مفید اور تیر بہدف پایا [illegible] مین آپکا سرمہ [illegible] کو [illegible] بذریعہ ڈاک [illegible]

ہر گاؤں [illegible] کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہو کر آپکو دعائے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایکتولہ ممیرے کا سفید سرمہ [illegible] پارسل بھیجیں ۔راقم ۔ڈاکٹر چودھری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان ۔

(۵) جناب پروفیسر متیا سنگہ صاحب تسلیم ۔مین نے آپکے سفید سرمہ ممیرے کا منگواکر استعمال کیا ۔حد درجہ کا فائدہ ہوا ۔بلکہ صحت کلی حاصل ہو گئی ۔آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بینائی کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہو جاتا ہے ۔واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہیں ہے ۔راقم ۔مہاراج کنور جیت سنگہ صاحب بہادر ریاست مجھگوان اودھ ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ۔جو لاہور کے نیشنل بنک مین بارہ ۹ [illegible] کو جمع کیا گیا ہے ۔

المشتہر ۔پروفیسر متیا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

نوٹس

نوشہر نواب بھاولپور نے انتقال کیا
اخبار عام کا قول ہے کہ انہون نے یہ روز
سیاہ دکھایا۔ افسوس اس مسلمان پنجابی
رئیس کی حکومت کا زمانہ چند بدنامیون کے
سوا کسی حسن انتظام کے نور ظہور سے مزین
نہ نکلا۔ ان کے صاحبزادے مبارک خان
بہادر چہار دہ سالہ دیکھیا چاہیے کیسے
نکلتے ہین۔

کراچی۔ میسور۔ بمبئی۔ جالندھر۔ وغیرہ
مقامات پر اب تک طاعون کی وارداتین
ہوتی ہین اور مسافرون کو جابجا قرنطینہ
کی زحمت برداشت کرنی پڑتی ہے۔

پریسیڈنٹ فرانس نے تین گھنٹے کی
بیماری مین وفات پائی۔ اور ایم لوبٹ
پریسیڈنٹ منتخب ہو گئے۔

آج کل سلطان مسقط اور ہماری
گورنمنٹ سے کچھ ان بن کی خبرین آتی ہین
وجہ یہ کہ حضرت نے فرانس کو مجاز کیا ہے
کہ بندرگاہ سے اسکے جہاز کو لا لینے کو
ٹھہرا کرین۔ یہ بدعت خلاف مزاج گورنمنٹ
ہے۔ سُنا گیا ہے مراسلہ اخیر بھی اس
جانب سے روانہ ہو گیا ہے۔

ممبر گزشتہ کو قانون معاہدہ کی ترمیم
کا مسودہ کونسل مین پیش تہا۔ طویل
طویل مباحثہ ہوا۔ بعض کا اعتراض تہا کہ
اس سے زمینداران اور مہاجن کے تعلقات
مین ایسا خلل پڑے گا کہ سرکاری مالگزاری
ادا ہونے مین دقت ہوگی۔ مگر جواب دیا گیا
زمینداران ہی کے فائدے کی غرض سے
تو یہ قانون بنتا ہے۔

گورنمنٹ گزٹ شمال و مغرب و اودھ
مین مس کرنیلیا سہراب جی پارسی لیڈی کا
نام وکیلان مین درج ہے۔ خیال کیا جاتا
ہے پردہ نشین عورات کے مقدمات کے
سمجھانے بجھانے مین آسانی ہوگی۔

مرو سے کیرخشاک تک روسی ریل
اور اس کی بابت اہل ہرات کے نام امیر
عبد الرحمان خان کا اشتہار آجکل کسی قدر
چند خواطر مین ہیجان پیدا کیے ہے اور
چونکہ ہماری سرحد شمال و مغرب سے اسکا
خیبر کو علاقہ ہے اس واسطے ہندوستان
مین بھی ضمنی طور سے اس کا چرچا ہے۔
مگر لارڈ کرزن کے عہد حکومت مین سرحدی
خرخشون سے ہمکو مطمئن رہنا چاہیئے۔
اور آجکل لوگ مین جی۔ یورپ کے اخبارات
کے نامہ نگار محض اپنے مضامین اس
کچے رنگ سے رنگین اور باقی سروست
تو کچھ نہین۔

نتیجہ امتحان ایم۔ اے۔ و بی۔ اے
شایع ہو گیا۔ لوکل کالج سے تین ایم۔ اے
مین اور ۲۵ بی۔ اے۔ تین۔ ایم۔ اے
مین سب ہندو اور بی۔ اے مین ۸
مسلمان بقیہ ہندو طالب علم پاس ہوئے

ریاض الاخبار مین سید احمد علی صاحب
اشہری اس سال تعلیمی کانفرنس کو لکھنؤ
بلانے کی تحریک فرماتے ہین۔ پہلے سے ہی
اس کا کچھ چرچا تہا۔ مگر ہم کو یہان کے
غفلت شعار اور سرد دل لوگون سے
اس وقت تک اُمید نہ کرنا چاہیے جب تک
دس پانچ حضرات کو اس جانب پورے طور
سے متوجہ و منہمک نہ دیکھ لین سال آیندہ
کے واسطے نیشنل کانگرس کی شہر طلب یا بیان کر رہا
ہے اور اُس کے حامی اور معین حضرات سے
کچھ بعید نہین کہ نہایت آسانی سے اس کام کو
سرانجام دے لین۔
اب رہا وہ گروہ جس سے تعلیمی کانفرنس
کی جانب متوجہ ہونے کی اُمید کی جا سکتی
ہے اُس کا یہ حال ہے کہ ایک حصہ تو
ندوۃ العلما مین ہمہ تن مصروف ہے۔ اور
واقعی یہ ہے کہ اُس کو زیادہ تحریک کرنے کی حاجت ہی
نہین۔ بلکہ اگر اپنی اختیار کردہ خدمت کو
باحسن وجوہ انجام دے لے تو بہت کچھ
ستایش کا مستحق ہے۔ دوسرا حصہ خدا کی
عنایت سے ایسا ہے کہ اگر وہ مستعد ہو جائے
تو اس کام کو کر سکتا ہے۔ مگر ہم افسوس کے
ساتھ دیکھتے ہین وہ بے حد غافل اور مجبورانہ
لاپروا ہے۔ اور اب تک اُس مین کوئی
منکتا تک نہین۔ وہ نہ نیشنل کانگرس مین
شریک ہے نہ ندوے سے اُسکو شغف ہے
نہ سرگرمی سے تعلیمی کانفرنس پر متوجہ لیس
اشہری صاحب کا جو کچھ لکھنؤ کی نسبت حسن ظن
ہے وہ صرف دُور کے ڈھول کی صدا پر مبنی
ہے۔ من آنم کہ من خوب مے دانم ز بیکاری
خود مے نالم۔

حال کی خبرون سے ظاہر ہوا کہ مالیون
مین روس اور چین سے جھگڑا ہو گیا۔ روس کی
طرف کا تو حال نہین معلوم مگر چین کے سو آدمی
مارے گئے۔ اور باقی جو کچھ نقصان ہوا ہو
وہ چین کا دل جانے۔

مہاراجہ کشمیر کا مصمم قصد ہے کہ ہندوستان اور کشمیر کے
مابین ریل جلد نکلے تجارتی تعلقات کے واسطے واقعی
نہایت مفید تجویز ہے۔

خبرین

لندن مین جناب ملکہ معظمہ کی ملاقات کے بعد لارڈ اور لیڈی الگن کا خیر مقدم سوسائٹی نے بڑے تپاک کے ساتھ کیا۔

پریسیڈنٹ فار نے آج شام کو دس بجے پیرس مین قضا کی۔

پریسیڈنٹ فار نے اپنے کتب خانہ الیزی مین عارضہ سرسام سے قضا کی یہ بات یقین کی جاتی ہے۔ یہ مہلک حملہ عارضہ کا بوجہ تشویشات معاملہ ڈریفس کے ہوا تھا بعد کو آئی۔ یہ بات قطعی طور سے قرار دی گئی ہے کہ کل شنبہ کے روز پریسیڈنٹ منتخب کیا جائے۔ فرقہ ریپبلکن اور ریڈیکل اور دیگر لوگ بجز فرقہ ماڈریٹ کے ایم لوبٹ کی تائید کرتے ہین اور ایم فلڈیین اور ایم ڈیوپوئی مخالفت سے بھی انکار کرتے ہین۔

دسمبر گذشتہ مین پونے چھ لاکھ روپیہ کا سونا ہندوستان مین آیا اور تین لاکھ روپیہ سے زیادہ کی چاندی آئی۔

راولپنڈی۔ ۱۲- تاریخ اتوار کے روز راولپنڈی مین ایک سپاہی چھتیسوین سکھ پلٹن کے جو سنتری کا کام دے رہا تھا گولی مار دی گئی۔ قاتل کا پتہ نہین لگا

ایک کارسپانڈنٹ میرٹھ کا شکایت کرتا ہے کہ علاوہ الہ آباد کے دیگر ضلعون کے کرنسی نوٹون کا روپیہ سرکاری خزانون سے نہین ملتا ہے۔

اعظم خان کو جو قبل تقرری وائسرائی کے ہمراہ لارڈ کرزن کلکتہ آیا تھا اور صرف ایک سال تک ملازم رہا تھا جب حضور ممدوح ولایت مین وائسرائے ہند مقرر ہوئے تو اسنے ایک مبارکباد لکھی تھی اس لیے حضور ممدوح کو اسکی پرورش کا خیال تھا۔ گذشتہ ہفتہ مین اعظم خان مذکور کو حضور ممدوح نے طلب فرمایا اور نہایت مسرت سے براہ قدردانی و پرورش مبلغ تین سو روپیہ ماہواری مشاہرہ پر مقرر فرمایا اور احاطہ گورنمنٹ ہوس مین ایک خیمہ قیام کے لیے مرحمت فرمایا

حال مین ایک پنجابی مسلمان نے ایک عیسائی مشنری کو خوب جکمہ دیا۔ عبدالرحمن خان ولد سرمست خان ساکن قصبہ بٹالہ ضلع گرداسپور مسٹر ہے۔ ایون وسٹ پروفیسر ریڈ کرسچن کالج لکھنؤ گولہ گنج کے پاس آیا اور درخواست کی کہ مین عیسائی ہونا چاہتا ہون پادری نے اسکو ٹھہرایا۔ اور بہت کچھ خاطر تواضع کی اور گولہ گنج بورڈنگ ہوس مین رہنے کو جگہ دی۔ یہ چالاک شخص چند روز تک وہان رہا۔ اور ایک روز ۱۲ بجے رات کو تمام بورڈنگ ہوس کے لڑکون کے کپڑے وغیرہ اور دیگر اسباب قیمتی تخمیناً ایک سو روپیہ لیکر چل دیا۔ صبح کو پادری نے اس نو عیسائی کو تلاش کیا تو پتہ نہ تھا اور معلوم ہوا کہ لڑکون کے تمام کپڑے وغیرہ چوری گئے اس نو عیسائی کی نسبت شک پیدا ہوا۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ بعد بہت بڑی تحقیقات اور تلاش کے دریافت ہوا کہ عبدالرحمن خان مذکور پلٹن نمبر ۱۱ چھاؤنی لکھنؤ کی مسجد مین ٹھہرا ہوا ہے وزیر گنج پولیس نے ملزم کو مع مال گرفتار کرکے چالان عدالت کیا۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔

جمون کی خبر کہ سری حضور کشمیر مجوزہ ریلوے کی نزدیک ترین طرف پر غور کر رہے ہین جس کے بعد منظوری چاہی جاوے گی۔

نواب صاحب بہاولپور کو انہون نے مارا۔ ولیعہد صاحبزادہ مبارک خان جو نہایت نوجوان بیان ہوئے ۱۴ سالہ کمشنر صاحب لاہور فروری انتظامات متعلق دستاربندی کے لیے بہاولپور مین ہین سازشون کا خوف نہ ہوگا۔

بنگال ناگپور ریلوے کا صدر مقام بجائے ناگپور کلکتہ ہوگا اور کارخانہ کھڑکپور متصل مدناپور رہے گا۔

۱۴- فروری- لندن- ایک شخص مرض پلیگ مین مبتلا ہے دبا ہوا لہذا گورنمنٹ ٹرانسوال نے قطعی کارروائی کی ہے کہ ملک مین ایشیا ماریشس اور مڈاگاسکر کے لوگ نہ آنے پائین۔

امریکہ کے لوگون نے شنبہ کے روز گولہ اندازی کرکے الیلو پر قبضہ کر لیا مفسدون نے قبل تخلیہ شہر کے آگ لگا دی تھی۔ مگر امریکہ کے لوگون نے جہازون سے اترتے ہی آگ کو بجھا دیا حملہ آور گروہ کا کوئی شخص مقتول یا مجروح نہین ہوا۔

آج مسٹر جان رابرٹ ہربرٹ ممبر ویسٹ ڈہنگ شائر نے ایک ترمیم جناب ملکہ معظمہ کی اسپیچ کے جواب مین تحریک کی جس مین دربارہ پیش کیے جانے کلکتہ میونسپل قانون کے تشویش ظاہر کی اور کہا کہ اس سے قائم مقامی حالت میونسپلٹی کی بالکل مٹ جائے گی۔ سر ہنری فولر نے اس ترمیم کی تائید کی اور کہا کہ مین خیال کرتا ہون کہ حال مین جو روک ہے وہ کافی ہے۔

لارڈ جارج ہملٹن نے کہا کہ لوگون کی جانین محفوظ رکھنا گورنمنٹ کا فرض ہے تاکہ بوجہ قاعدہ حفظان صحت کے کلکتہ مین کوئی جوکھم پیش نہ آسکے اور کہا لارڈ کرزن اور دیگر حکام ہند نے اس مسودہ قانون پر بلا رو رعایت غور کیا ہے اسکے بعد ترمیم واپس لی گئی۔

پروفیسر شہباز کے بازیچہ انگیز خیالات

(گیند بلا)

کھیل ہے یہ عجب مزے کا | کام ہے اس میں بانہ بلے کا
جب لگے ایک ہاتھ بلے کا | شور ہو چلنے اور بجنے کا

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

گیند گھر دھاکے رکھدے جیتنے کا | ہتیار ایفل ہے اچھے بلے کا
کھیل گویا ہے وقت ہلنے کا | جو میسر ہو گا سر اور سلے کا

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

کھیل پھیلا ہے گیند بلے کا | کام یاں کیا بھلا سلے کا
شیخ سے پوچھو بھاؤ ملّے کا | ہے یہ اک مسخرا محلے کا

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

اسکی ہیبت سے دلوں میں ہے آگ پڑی | وحشت اسکی ہے بازیوں میں بڑی
جبکہ اسنے ٹنس کے دھول جڑی | بھاگی سر کو بچا کے گیند تڑی

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

گیند زور سے آتے جاتے ہیں | برق کی پھرتیاں دکھاتے ہیں
ضرب پر ضرب سر پہ کھاتے ہیں | اس پہ بھی منہ نہیں پھراتے ہیں

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

کبھی رکتے کبھی چمکتے ہیں | کبھی دبتے۔ کبھی پھڑکتے ہیں
دوڑتے ہیں کبھی اچھلتے ہیں | ناچتے ہیں کبھی تھرکتے ہیں

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

ادھر بچھے جا کر نیچے آتے ہیں | آگے جا کر یہ پیچھے آتے ہیں
ترچھے جا کر یہ آڑے آتے ہیں | سیدھے ہو کر یہ الٹے آتے ہیں

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

دل زباں ان کی ہیں بنا پہ تیتنا | اکڑتے [illegible]
دل کے لینے کی یاد سبقا ہیں | [illegible]

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

رجعت قہقری میں طرز شہاب | دھوپ کی تیزی برق چھانو سحاب
شیخ سمجھیں اسے خیال کہ خواب | آسمان سے اتر رہا ہے ثواب

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

چرخ پہ جیسے کمان بنی | زد زبان پہ خدا کی شان بنی
بان کی ساری آن بان بنی | جان پہ جانتی ہے جان بنی

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

پوچھو گیندوں سے تم نہ مجھ سے مقام | دل لبھاتا ہے ان کو امنے بات
جس طرف رخ کریں یہ مثل نبات | لیتے ہیں لوگ انکو ہاتوں ہات

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

کیا ہیں یہ موتی چور کے لڈو | جن پہ ہیں اس مزے کی سب لٹو
گو کرے کوئی مار کر اٹو | لوٹ کر ہاتھ سے نہ چھوڑیں کبھو

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

جسکو ہاتھ آئے یہ اچھل کود پڑا | جیسے ہاتھ آیا کوئی ملک بڑا
کوئی تعریف کر رہا ہے پڑا | کوئی شاباش دے رہا ہے کھڑا

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

پہلے خود کو ذرا سنبھال لیا | گیند کا بعد ازان خیال کیا
اُچھلے جب گیند نے نہال کیا | گیند کو بھی ذرا اچھال دیا

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

گیند کب ایک جا کہیں پہ ہیں | آسمان پر کبھی زمین پہ ہیں
گہ یسار اور گہ یمین پہ ہیں | کبھی سر پہ کبھی جبین پہ ہیں

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

بیقراری میں مثل سیماب | برق کی طرح ہر جگہ بیتاب
گر زمین پہ ہے تو ہے زمین شتاب | ہاتھ میں ہی ہے گر تو پا برکاب

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

دیکھ اس خوش جبین کی گردش | اُف یہ چشم حسین کی گردش
امین ہے دوربین کی گردش | ... اس سے زمین کی گردش

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

دور میں اسکے علم و فن کا حصار | اسکے مرکز پہ منہ سے کا ...
قوس سے اسکی صید شوق شکار | قد ... اسکے تشنہ لب اقطار

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

جب تلک ہوں نہ پورے چودہ روز | ماہ کامل نہ ہو نہ مہر افروز
کیوں نہ ہو دل میں ماہتاب کے سوز | چودھوین شب ہے گیند کو ہر روز

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

خربزے کا وہ بھلا ہے پڑے | شرم سے سیب بھی نہ بات کرے
پیڑ انکے رہیں اسکی ہرے | باغ صحت کے ہیں یہ سنگترے

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

بلے کے چلنے سے یہ جھڑتے ہیں | تیر کی طرح جا کے مڑتے ہیں
برق کے شہپرون سے اڑتے ہیں | لے کے پکتی ہے جب پکڑتے ہیں

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

بلے رکھتے ہیں ایسے ٹرٹے بلے | جھٹ ڈٹتے ہیں تیکھے اور چھلے
بس گھڑی انکے ہوگئے بلے | ڈھیر ہی ڈھیر ہیں سر اور کلے

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

انکے قبضے میں دل نشینی ہے | گو نہ ہو آنکھ دوربینی ہے
ہر طرح سے صحت آفرینی ہے | ان کی لکڑی میں چوب چینی ہے

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

زور سے جب کھاتے ہیں جھلکی | جھلک ان کی ہے صاف بوتل کی
بوند کب یہ پسینے کی ڈھلکی | مے ہے صحت کے جام سے چھلکی

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

جھک کے کتنی ہے چور کی گردن | نور کا تن ہے نور کی گردن
نہ جھکی گر غرور کی گردن | مارے بلوان کے چور کی گردن

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

وارنش کا عجیب روغن ہے | جس سے لکڑی بھی شمع روشن ہے
پھیلتا اس سے نور چھن چھن ہے | روشنی تن ہے نور گردن ہے

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

کچھ عجب داؤ گھات کرتے ہیں | دن حریفوں کے رات کرتے ہیں
جب کہ گیندوں سے بات کرتے ہیں | یہ طمنچوں کو مات کرتے ہیں

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

وار چلتے ہیں انکے جب ٹن ٹن | دم نکلتے ہیں یاروں کے سن سن
ڈلتے رن ہیں کھٹ جب ٹن ٹن | کام سارے بگڑتے ہیں بن بن

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

ظلم ہیں بولی ٹھولیاں ان کی | سوت ہی ہیں ٹھٹھولیاں ان کی
رعد کڑکا ہیں بولیاں ان کی | برق تڑپا ہیں گولیاں ان کی

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

کام کے اپنے ہیں بڑے پکے | بیٹھتے یہ نہیں کبھی تھک سکے
دیکھ کے گیندوں کو سو طرح دھکے | ہیں چھڑاتے حریفوں کے چھکے

عیش تہذیب کے محلے کا
خوب ہے کھیل گیند بلے کا

بلے جرات کو گر نہ دیں راہ | حال ہوتا بہت وکٹ کا تباہ

گومگو

تھا جو تلیون کے حال سے آگاہ
اڑ میں ان کی لی وکٹ نے پناہ

عیش تہذیب کے محلّے کا
خوب ہے کھیل گیند بلّے کا

دیکھ ایسا بلی ہو باز کا بل
مسٹر ناز بھی نہ کھائے بل
عشق میں کیا مجال آئے خلل
ہے وکٹ اپنے بل سے دست و بغل

عیش تہذیب کے محلّے کا
خوب ہے کھیل گیند بلّے کا

اس سے صحت کو وجہ نازش ناز
زندگی کو پیام عمر دراز
شوق کے اس میں شہد لذیذ ہیں
یہی کرکٹ ہے حضرتِ شہباز

عیش تہذیب کے محلّے کا
خوب ہے کھیل گیند بلّے کا

منیجر کورٹ

نمبر ۲

نقش نازِ بتِ طناز بآغوشِ رقیب
پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے

تیسرا سین

(منیجر صاحب کا بنگلہ)

سردار۔ حضور راجہ صاحب دو گھنٹے سے باہر بیٹھے ہیں۔
منیجر۔ راجہ کس واسطے آتا ہے۔
سردار۔ حضور سلام کے لیے۔
منیجر۔ اچھا بلاؤ۔
(راجہ صاحب ہاتھ جوڑے ہوئے پہونچے)
منیجر۔ اچھا بیٹھ جاؤ۔
راجہ۔ حضور کا مزاج اچھا ہے۔
منیجر۔ وِل۔ ہان۔ تم پریشان ہے۔
راجہ۔ حضور دو ڈھائی گھنٹے دہوپ مین بیٹھے بیٹھے پریشان ہوگیا

منیجر۔ راجہ صاحب۔ تم نے رامدین خدمتگار کو نہین نکالا۔
راجہ۔ حضور وہ تین پشت کا معتبر نوکر ہے۔ مجھ کو گود دن کھلایا ہے۔ مین کیسے نکال دون۔
منیجر۔ ہان۔ ہمارا حکم نہین مانتا۔ تم سمجھتا ہے سال بعد علاقہ چھوٹ جاے گا۔ تم اکیس سال کا ہوگا۔ نہین ایسا نہین ہوگا۔ ہم سُنا تم رنڈی کا ناچ دو تین مرتبہ دیکھا۔ تم پوجا پاٹ بہت کرتا ہو انتظام نہین کرسکتا۔ اب نیا قانون بنتا ہے۔ بدچلنی مین تمہارا علاقہ کورٹ رہے گا۔
راجہ۔ حضور مالک ہین۔ مین تو کسی وقت حضور کے حکم سے باہر نہین ہوا۔ بسنت کے روز کچھ طوائفین انعام مانگنے آئی تہین اسی کو ناچ سمجھ لیجیے۔ اُن کا قدیم دستور ہے۔ تھوڑی دیر پوجا کرلیتا ہون۔ حضور کی تعلیم سے انتظام سیکہا ہے۔ آگے حضور مالک ہین۔
منیجر۔ تم کو ضعف دماغ بہی ہے۔ ہمارا حکم یاد نہین رکھتا۔ وہ انٹا میز جو کلکتہ سے منگایا گیا ہے تم کہیل نہین سکتا۔ ہمارے بنگلہ پر بھیجدیا تمہارے گھر مین میلا ہوتا ہے۔
راجہ۔ بہت اچھا حضور۔
منیجر۔ ہم نے سُنا ہے۔ تمہارے مصاحب ستار بجاتے ہین یہ خراب عادت ہے۔ نئے قانون سے تم انتظام کے قابل نہین ہوگا۔
راجہ۔ حضور خطا ہوئی۔ اب کوئی ستار نہ بجائے گا۔
منیجر۔ تم سے اچھا انتظام نہین کرسکتا۔ تم ڈپٹی کمشنر سے کہے گا کہ ہمارا علاقہ کورٹ رہے۔
راجہ۔ حضور ہی مالک ہین۔ وہ بہی مالک ہین۔ مین کیا کہون
منیجر۔ تم ہمارا کہنا نہین مانتا۔ یہ بات اچھی نہین۔ تم وصیت کرنا مانگتا ہے۔
راجہ۔ حضور۔ اگر مین کل کو مر گیا تو کیا ہوگا۔ میرے کوئی اولاد نہین۔ نہ معلوم ریاست پر کیا آفت آئے۔
منیجر۔ علاقہ برابر کورٹ رہے گا۔ نئے قاعدے سے تم وصیت نہین کرسکتا۔
راجہ۔ ریاست حضور کی ہے۔ سرکار ضبط کرلے۔ حضور یہ نئے قاعدے کب سے ہوئے ہین۔
منیجر۔ اب نیا قانون بنتا ہے۔ جس سے اُن سب کا علاقہ کورٹ ہوسکے گا جو کم عقل ہو۔ یا بدچلن ہو یا جو کسی جرم کی سزا پاوے
راجہ۔ تو حضور جرم کی دوہری سزا ریاست والون کو دیجائیگی

اس سے تو بے ریاست والے اچھے

منیجر۔ دوہری سزا کیسی۔

راجہ۔ ایک تو جرم کی سزا عدالتوں سے ملیگی اور دوسری سزا یہ ہوگی کہ علاقہ کورٹ ہو جائیگا تو ہم لوگوں سے اور رعایا اچھی ہے کہ اسکو صرف ایک ہی سزا ملے گی۔

منیجر۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔

راجہ۔ اچھا حضور اگر کوئی عزیز یہ رشتہ دار کورٹ ہونے کے بعد کچھ تمکو روپیہ پیسہ دے یا علاقہ دے تو وہ تو ہمارے پاس رہیگا۔

منیجر۔ وہ سب کورٹ ہو جائیگا۔

راجہ۔ ہاں۔ سرکار مالک ہے۔ جو چاہے سو کرے۔ ہم لوگ تابعدار ہیں۔ (باقی آئندہ)

راقم۔ مخبر۔

چٹ پٹا ساقی نامہ

جلد پلا مے ہاں ہاں ساقی ۔ میرے بانکے جوان ساقی
میرے رنگیلے البڑ ساقی ۔ میرے لال جھکڑ ساقی
میرے سیر قلندر ساقی ۔ میرے بوڑھے بندر ساقی
کچھ تو ہیں ہم غٹ غٹ ساقی ۔ صدقے ہو مے یا تلچھٹ ساقی
پگلے اور دیوانے ساقی ۔ اندھے لولے کانے ساقی
آرے ساقی آرے ساقی ۔ میرے پیارے پیارے ساقی
حوصلہ میرا پورا کر دے ۔ مٹکا نہیں تو بوتل بھر دے
تیرے ہی در پر ہم تو مرینگے ۔ دخت رز سے عقد کرینگے
تیری صورت یاد ہے آتی ۔ اٹھ اٹھ آنسو ہے رلواتی
تجھ پر بکری بلی صدقے ۔ پیپل پر کی کٹنی صدقے
کالی تم کولا سی رنگت ۔ اور چڑیلوں کی سی صورت
جھاڑ سا منہ پیشانی کالی ۔ ناک تری بندوق دو نالی
مانگ تری کیا خوب پھٹی ہے ۔ جیسے کھچڑی کی سو ہتی ہے
فیل جو دیکھے چوٹی تیری ۔ سمجھے وہ ہی سونڈ یہ میری
ماتھے پر وہ تھوڑی بستی ۔ جیسے ترے پھٹکار برستی
بال ترے ہیں ... گیند ہیں ۔ چھپر وہ گویا کرتے ہیں
پل ہیں دو یا ابرو ہیں ۔ جن پر عاشق سب گرو ہیں
دونوں کان ہیں جیسے پائیں ۔ سچ تو یہ ہے سوپ بناؤں
پلکیں تیری رشک خراطین ۔ یا جیسے تیر شیاطین
گندھی چندھی آنکھیں تیری ۔ پھرتی جیسے مولی بکری
چھاتیاں تیری یاد میں آتی ۔ کوہ الم ہیں سر پہ گراتی
بیچ یہ دو سینہ پہ بنے ہیں ۔ جیسے واڑے یا کہ گڑھے ہیں
تیرے غم نے مار دو تارا ۔ ہو گیا سینہ پارا پارا
جلد پلا مے میرے ساقی ۔ مے نہ ملے تو دیدے تاڑی
یہ بھی نہیں تو بس ہے کافی ۔ پیسے کی شکر پیسے کی کافی
وصل کی شب ہی یوں ہی جیونگا ۔ کافی گرما گرم پیونگا
یہ بھی اگر ممکن نہ ہو تجھکو ۔ دے نہ سکے کافی بھی تجھکو
دیدے تھوڑی مال زہر کی ۔ تجھکو قسم ہے میرے سر کی
تجھکو کچھ بھی ترس نہ آئے ۔ رحم کی جا ہے رحم کی جا ہے
میری حالت تجھپر ظاہر ۔ جلد خبر لے میری۔ کافر
اک تو غضب تھی تیری جدائی ۔ اسپر دو برسوں سے نہ پائی
حال پہ میرے کہنا بجا ہے ۔ کڑوا کریلا نیم چڑھا ہے
پاس مرے ہیں لوگ جو رہتے ۔ دیکھ کے مجھکو وہ ہیں کہتے
اگلا جھولے بگلا جھولے ۔ ساون ماس کریلا پھولے
ہی ہی۔ ہی ہی۔ ہی ہی۔ ہی ہی ۔ یہ تو۔ یہ تو۔ یہ تو۔ یہ تو
کیا کیا باتیں ہیں سنواتی ۔ ساری خلقت ہے چڑھواتی
اب تو ساقی ہم نہ جئیں گے ۔ نام ترا بس لے کے جئیں گے
چپ ہوئے مجبور خدارا ۔ کچھ تو ہو ہوشیار خدارا
کیسی مے اور کیسا ساقی ۔ کر گئی مے اور مر گیا ساقی

راقم۔ فتنہ کی بتا۔ از مٹیا برج کلکتہ

مکافات عمل

یہ ناول مشہور مسٹر کویلم کے انگریزی ناول کا اردو ترجمہ ہے۔ اس میں قرآن و حدیث کے ذریعہ سے زیادہ تر یہ دکھایا گیا ہے کہ مسلمانوں کا تین چار نکاح کرنا انگریزوں کے اس امر سے بدرجہا بہتر ہے کہ پوشیدہ طور پر کسی معصوم و نیک عورت کے عفت و عصمت کا خون کیا جائے۔ اور جب بچہ پیدا ہو تو وہ نہ ماں کے شفقتوں کا مستحق نہ باپ کے ترکہ پانے کا۔ حالانکہ مسلمانوں کو بھی تین چار نکاح کرنے کا اس وقت حکم ہے جبکہ وہ عدل و انصاف کر سکیں ورنہ ایک ہی کافی ہے۔

ایک ترک کا عشق ایک انگریزن سے
مذہبی قومی اور اسلامی خیالات لیے ہوئے
مختلف مقامات کے دلکش سین۔
خواب کا صحیح ہونا مذہبی طور سے
ارواح کا مجسم ہو کے ظاہر ہونا اور ڈرانا دکھایا گیا ہے۔

اسلامی خیال سے یہ ناول بہت اچھا ہے، قصے کا قصہ نصیحت کی نصیحت اور دین کی پابندی کا ضروری التعمیل ہونا۔ ہاں ترجمہ زبان کے اعتبار سے اچھا نہیں۔ زبان کرخت و سخت ہے شیرینی نہیں۔ ابھی صرف ایک ہی حصہ دیکھا ہے اس وجہ سے کوئی رائے ہم اس بارے میں نہیں دے سکتے۔ حب وطن اور تعصب مذہبی کی تصویر بھی اچھی طرح دکھائی گئی ہے۔

یہ کتاب انجمن ... سے بقیمت ... مل سکتی ہے۔

ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ شاہجہانپور مین

... حضرات اہل اسلام کی خدمت مین عموماً اور ... کرام و مشائخ عظام کی خدمت مین خصوصاً التماس ... ۱۳-۱۴-۱۵ ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ مطابق ۲۶ ... مارچ ۱۸۹۹ء روز یکشنبہ و دوشنبہ و سہ شنبہ ... شاہجہانپور مین ندوۃ العلما کا چھٹا سالانہ جلسہ ... پایا ہے لہذا آپ سب حضرات از راہ حمیت اسلامی ... جلیل القدر جلسے مین شریک ہو کر شوکت اسلام کو ... اس جلسے مین دور دور سے مشاہیر علماے کرام ... تشریف لا کر اپنی مفید و دلچسپ تقریرون اور ... و فلاح کی کارآمد تحریرون سے حاضرین کو محظوظ و مستفید ... جو صاحب تشریف لائین وہ تاریخ معینہ سے تین دن ... فصیح الزمان خانصاحب استاد حضور نظام دکن ... انکو اطلاع کرین تاکہ انکے آرام و آسائش ... پہلے سے انتظام کیا جائے۔

الداعی۔ مجلس انتظامیہ ندوۃ العلما۔

کارروائی انجمن ہند

... بل ... کارروائی انجمن تعلقداران کی کارروائی یون شایع فرماتے ہین:——

... گذشتہ کو انجمن تعلقداران ... کا جلسہ ... منعقد ہوا کہ مسودہ قانون کورٹ آف وارڈس ... مالکان اراضی خصوصاً تعلقداران ہے اس مین بحث کی جائے۔ باتفاق آرا رزولیوشن مفصلہ ذیل پاس ہوئے۔ (رزولیوشن اول) لوکل گورنمنٹ سے استدعا کی جائے کہ مسودہ بل کورٹ آف وارڈس جس کا اثر عموماً مالکان اراضی خصوصاً تعلقداران پر زیادہ پڑتا ہے اس کے پاس کرنے کی عجلت نہ کی جائے اور اشاعت مسودہ حسب معمول عمل مین آئے (رزولیوشن دوم) ممبران انجمن کی ایک کمیٹی بغرض ترتیب عذرداری مقرر ہو۔ (رزولیوشن سوم) چونکہ لوکل گورنمنٹ نے ۱۵ مارچ کو جلسہ لیجسلیٹیو کونسل مقرر کیا ہے لہذا ۱۰ مارچ تک عذرداری کا پیش کرنا ضرور ہے۔ (رزولیوشن چہارم) ممبران انجمن کو اختیار دیا جائے۔ عذرداری بہ حفاظت حقوق مالکان اراضی کی جو تدبیرین مناسب خیال کرین عمل مین لائین (رزولیوشن پنجم) چونکہ دفعہ ۱۵۰ ایکٹ ۱۸۷۰ء کی پوری پوری تعمیل نہین ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مالگذاری جو مالکان ادنےٰ کے ذمہ باقی ہوتی ہے وہ اوقات معینہ پر تعلقداران کو ادا کرنا پڑتی ہے جس سے یہ زیر بار ہوتے ہین۔ پس اس نقص کے رفع کرنے کی درخواست لوکل گورنمنٹ سے کی جائے تاکہ تحصیلدار زر مالگذاری مالکان ادنےٰ سے وصول کرایا کرین۔ (رزولیوشن ششم) موجودہ انتظام قرق اینون سے مالکان اراضی و دیگر بیداران لگان کو بجاے فائدہ کے نقصان پہونچتا ہے۔ لہذا لوکل گورنمنٹ سے درخواست کی جائے کہ انتظام سابق قرق اینون کا پھر جاری کیا جائے تاکہ مطالبات و اجراے ڈگری لگان مین سہولت ہو۔ (رزولیوشن ہفتم) چونکہ گورنمنٹ کی خواہش یہ ہے کہ جو اشخاص معزز اپنا وقت خواہ بہبود عامہ خلایق مین صرف کرتے ہین وہ اعزاز خطاب سے سرفراز کیے جاتے ہین لہذا یہ انجمن گورنمنٹ کو اشخاص ذیل کے اوصاف سے اطلاع دے اور سفارش کرے کہ وہ مخاطب فرماے جائین۔

نواب ششقار ... ولہ بہادر فیض آباد۔
پنڈت سرجن بیت صاحب اجودھیا۔
پنڈت جانکی پرسرن صاحب اجودھیا۔
حافظ شاہ علی انور صاحب سجادہ نشین درگاہ کاکوری۔
سید باقر صاحب مجتہد امامیہ۔
منشی مہیس نراین صاحب اجاچ سلطان پور۔

(رزولیوشن ہشتم) انجمن سخت افسوس ظاہر کرتی ہے نسبت اس کارروائی کے جو کورٹ آف وارڈس نے بابت تعلقداری مرار مئو کے جس کا اثر راجہ کے خاندان پر پڑا۔ اسی جلسہ مین ایک یادداشت جو سورج بخش سنگھ خلف ٹھاکر جواہر سنگھ تعلقدار بسی ڈیہہ نے لکھی تھی پڑھی گئی۔

لوکل علیہ الرحمۃ

حضرت لکھنؤ علیہا علیہ بُرے حال بھلے حال زندگی کے دن کاٹ رہے ہین ہندوستانی درختون پر تو اکثر خزان کی مرحمت خسروانہ مبذول ہے۔ کہین جوانان چمن خلعت زعفرانی رنگ سے مخلع ہو رہے ہین۔ کہین گردہ غبار کا ابیر اُڑ رہا ہے۔ مگر گلہاے انگریزی تازہ کھل کر کے باس نہ سہی رنگ روپ تو دکھا رہے ہین۔ سکندر باغ۔ بنارسی باغ۔ بیلی گارد حسین آباد پارک۔ اور سب سے نزدیک چوک کے پاس ہی سامنے وکٹوریہ پارک اپنا جوبن دکھا تا۔ نئی آنکھون کو چکا چوندھ لگاتا ہے۔

نوروز کا قرب ہے۔ آفتاب برج حمل مین آنے والا ہے۔ ہولی بھی آہی پہونچی غلہ پک رہا ہے۔ کسانون کی اُمیدین پختہ ہو رہی ہین۔ اجسام مین لہو گنگنا ہو چلا ہے۔ کچھ ہی دن مین مزاج کا سماو گرمایا چاہتا ہے۔

گرم خبر ہے کہ ۱۰ تاریخ مارچ ۱۸۹۹ء تک حضور پُر نور لفٹنٹ گورنر بہادر صوبجات متحدہ پھر لکھنؤ مین رونق افروز ہونگے۔

ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ اس سال مارچ کو شاہجہان پور مین ہوگا۔ جس حالت کو یہ مقدس اور متبرک انسٹیٹیوشن پہونچا ہے اُس سے اُمید ہو سکتی ہے کہ اس سال بڑا دھوم دھام کا جلسہ ہو۔ کثرت کے ساتھ مسلمان شرکت کرین اور اس سال جن جن کارہاے اہم کا آغاز کیا گیا ہے اُن کا تفصیلی حال سُننے مین آئے

نوٹس

مولوی عبد الجبار خان صاحب کی نسبت پانیر نے لکھا ہے کہ بیگم صاحبہ بھوپال نے آپکو عہدہ وزارت پر مستقل فرمایا اور تنخواہ مین بھی اضافہ کیا۔

د موہوم تھی کہ نواب وزیر ہندوستان تشریف لانے والے ہین مگر مزاج نادرست ہوگیا۔ قصد ملتوی کر دیا۔ واقعی دیر آید درست آید۔ نہ کہ نادرست آید۔

روس اور چین مین بتمام ٹالیوان جو چل گئی اُس کی وجہ یہ ہوئی کہ مزارعین محصول اراضی کی معافی کے خواستگار جمع آئے تھے اون پر کاساک (قزاق م) لوگون نے گولیان برسانی شروع کردی تھین۔

سوڈان سے متعلق خبر مشہور ہے کہ خلیفہ ہنوز کردفان مین موجود ہین اور عربون کا جم غفیر ہمراہ لیے شمال ملک کی جانب روانہ ہوئے ہین۔

مسٹر ڈمنڈ نے حسب قاعدہ اطلاع دی کہ جس وقت سردار کچنر کے نام عطیے کا مسئلہ پیش ہوگا تو وہ ضرور سخت مخالفت کرینگے۔

مسٹر جن براڈرک نے اتنی بات قبول کی ہے کہ سردار کچنر نے مہدی کی لاش قبر سے کھدوا کے اُس کے عضو عضو جدا کرائے اور دریائے نیل مین پھنکوا دی۔

خدا کے گھر جانے والو۔ حاجی بھائیو۔ ذری سن رکھو۔ جدے مین طاعون پھیل رہا ہے مگر اس بلا کو نے کبھی حج کا احرام باندھا تو بیڈیسب ہوگی۔ دعا مانگو اللہ صاحب اپنے گھر مین تو اسکو نہ رہنے دین۔

امیر عبد الرحمن کی بیماری کے چرچے خدا جانے کیون آج کل زیادہ ہین۔ سلامتی سے امیر صاحب صحیح سلامت ہین کوئی نیا عارضہ نہ بیماری۔ ہان کہنہ سال البتہ ہوتے جاتے ہین۔ سو اُس کے مذکور کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ساری دُنیا کو یہ عارضہ ہے۔ جو آج بچہ ہے کل جوان ہے پرسون بوڑھا ہے۔ نرسون قبر مین سونے کی تیاری ہے۔ اس مین نہ کسی بادشاہ امیر کی تخصیص ہے نہ غریب نادار گدے کی۔

امدرمان کے معاملے مین جو سردار کچنر پر الزام بے رحمی لگایا گیا تھا اوس پر ولایت کے ایک پولیٹیکل گروہ مین بہت کچھ جوش مخالفت پیدا ہوا ہے اور اگرچہ بعض بعض حضرات جو موقع واردات پہ موجود ہونے کا دعوے کرتے ہین شد و مد کے ساتھ تردید کر چکے ہین مگر پھر بھی ہنوز جوش بالکل فرو نہین ہوا۔ ۲۲ کا پیام تار جو لندن سے آیا ہے اُس مین مذکور ہے کہ ہوس آف کامنس یعنی مجلس کمینا مین اس بارے مین گفتگو چھڑے گی اور خبر ہے کہ جان مارلی اپنے خیالات ظاہر فرمائین گے۔

سلطان عمان نے فرنچ جہازون کو کوئلہ لینے کی جو اجازت دی تھی اور جس پر گورنمنٹ ہند نے اخیر مراسلہ فوراً بھیجا تھا اُس کی نسبت فرانس کے اخبارات کی یہ گفتگو بشنوئے کہ آخر فرانس کو ایسی اجازت دینا کون بڑی بات تھی کیا ۱۸۶۲ء کے عہدنامے کی رو سے ہم کو ایسا اختیار نہین۔

لارڈ ہملٹن وزیر ہند نے تصدیق کی کہ سلطان نے جو اجازت فرانس کو دی تھی وہ جھک مار کر واپس لے لی اور کیون نہ لیتا علاوہ ۱۸۶۲ء کے عہدنامے کے اور بھی بہت سے احسانات گورنمنٹ کے ہین۔ اور اس بارے مین جو کچھ کارروائی لارڈ کرزن نے کر گزرے اُس کے مشورے مین برابر گورنمنٹ ملکہ معظمہ شریک رہی ہے۔

پُونا کے قاتلون کا مقدمہ چل رہا ہے اور جن اشرار نے جوبلی کے زمانے مین سازش کر کے دو انگریز افسرون کو عین شب جشن کو گولی ماری تھی وہ خود اقبال جرم کرتے جاتے ہین۔ مجرم تو خیر معدلت انگلشیہ کی بدولت کیفر کردار کو پہونچے۔ اور جو باقی ہین وہ اب پہونچین گے مگر مورخانہ نظر سے اگر دیکھا جائے تو کس قدر انسان کی غلط فہمی پر ہنسی آتی ہے۔ کہ محض شبہے پر کون کون بے گناہ معتوب زمانہ ہوا۔ اور کس کس نے مفت خدا زحمتین جھیلین۔ جس قدر اظہارات اب تک ان مجرمون کے شائع ہوئے ہین ان سے کسی جگہ ادنے سا شبہہ نہین پیدا ہوتا کہ دونون بھائی ناٹو کی ذرہ برابر بھی کسی طرح ایسے کام مین شرکت تھی۔ یا مسٹر تلک کی تحریرات نے ان لوگون کے دلون مین کوئی ایسی تحریک پیدا کی تھی۔

قانون کے ان اصول مین کہ شورش اور برہمی پیدا کرنے والی تحریر شائع کرنے کے واسطے لازم نہین کہ اثر بھی مترتب ہو کوئی مجال گفتگو نہین۔ مگر جس موقع پر تلک اور ناٹو کو سزا دی گئی وہ ہرگز ایسا نہین کہ جب بعد کے واقعات وہ انکشاف ہو جائین تو طبیعت انسانی کو وہ موقع یاد نہ آئے اور غلط فہمی کا ادراک نہ ہو۔

کلام کی دُم

نزاکت کا ہے یہ پچھا نہ شام کی دُم ہے
اجی یہ زلف بت خوش خرام کی دُم ہے
یہ کچھ نزاکت چکی آج تک گلا اپنا
گھسام تو یہ نہیں ہے گھسام کی دُم ہے
پڑ نہ سکے اب دیوان وہ مکتب میں اقربین
بکھر رہی یہ ہوا پر طعام کی دُم ہے
لٹک رہا ہے عمامے کے پیچھے کب شملہ
بندھی یہ زاہد کے سر سے امام کی دُم ہے
چرائیں بھی تو نہ چھوڑے کسی طرح پیچھا
ہے تذکرۂ الصحام کی دُم ہے
سلام کرکے جو میں پوچھتے مزاج شریف
مزاج پرسی نہیں ہے سلام کی دُم ہے
ہر ایک فقرے کے پیچھے جو ہے سخن تکیہ
کلام کا نہیں تکیہ کلام کی دُم ہے
جو پیچھے ناموں کے ہوتے ہیں یہ خطاب کے حرف
براے نام امیروں کے نام کی دُم ہے
جو اُٹھکے آ رہی پیچھے امام کی داڑھی
تو مقتدی بھی سمجھے امام کی دُم ہے
امام سے نہیں ہوتا کسی طرح یہ جُدا
یہ مقتدی تو بعینہ امام کی دُم ہے
امام یہ نہیں تسبیح کے ہے سر پر دُم
شمار دانۂ تسبیح امام کی دُم ہے
عیاں ہے چرخ پہ کب یہ ستارۂ دُمدار
یہ قدسی فرس مشک فام کی دُم ہے

گھٹنوں نے بیٹھ کے تھاما قیام کا پچھا
جو لیٹے باندھ میں اُنکے قیام کی دُم ہے
یہ چار پانچ کا مجمع ہے گو مخالف امن
یہ انعقام نہیں ازدحام کی دُم ہے
ہر ایک کام میں دُنیا کے کھیل کا ہے شمول
جو کام جسم ہے تو کھیل کام کی دُم ہے
نہیں ہے داڑھی یہ چھلکی ہمارے دلبر کی
دلیل سی ذقن سیب فام کی دُم ہے
ہر اک مقام پہ ہے ریل جو زمین کی ہے دُم
غرض زمین پہ ہر اک مقام کی دُم ہے
صف طعام میں دیکھو سرے پہ ہے گرسی
اگرچہ لفظ میں گندم طعام کی دُم ہے
سدا ہے پہلے زبانی پیام خط پیچھے
یہ رسم خط و کتابت پیام کی دُم ہے
کُلیل پہ ہے جہان مادیان لذت کی
جلی کی یال سے وابستہ جام کی دُم ہے
جہان میں تھو تھنیان زعم شہسواری کی
فرو دوان فرس تیز گام کی دُم ہے
سدا ہے آمدنی سے زیادہ خرچ جہان
وہ انتظام نہیں انتظام کی دُم ہے
سیال ساغر دنیا ہے کب شراب کی دھار
یہ مشترک کوئی میا و جام کی دُم ہے
بڑا ہی یار کا ابن الحرام ہے دربان
رقیب شوم اُس ابن الحرام کی دُم ہے
ہے نام ڈھاکے میں امرود کا جو سفری آم
تو یہ غرض ہے کہ امرود آم کی دُم ہے
دکن میں کہتے ہیں امرود کو بھی ساقی جام

مگر شراب نہیں ہے تو جام کی دُم ہے
جو ننگ و نام کے پیچھے ہے جان دیدیت
یہ پاس وضع نہیں ننگ و نام کی دُم ہے
جنون فزا ہیں کہاں ایسے داغ لالے کے
جنون فزا گلِ لالہ فام کی دُم ہے
نہ چھوٹے ہاتھ سے یہ یادگار کا جندہ
کہ مرگ سید عالی مقام کی دُم ہے
جبین چرخ پہ کب ہے یہ ابروے معشوق
ہلال عید یہ ماہ صیام کی دُم ہے
چھڑی سے لیتے ہیں گورے سلام کالوں کا
چھڑی نہیں ہے یہ اُنکے سلام کی دُم ہے
یہ پیچھے پیچھے ہیں صاحب کہ آگے آگے ہیں
یہ لوگ صاحب والا مقام کی دُم ہے
ہے جس طریق سے چوٹی یہ برہمنوں کی دُم
اُسی طریق سے ہما سیام کی دُم ہے
غلط نہیں ہے جو کہتے ہیں ٹیل قصے کو
کہ جھوٹ سچ کی کہانی کلام کی دُم ہے
لیے ہے پیٹ میں شیطان کی آنت طول امل
بہت طویل مری فکر خام کی دُم ہے
یہ لب ہے شاعر شیرین کلام کا طوطی
یہ سوکھ طوطی شیرین کلام کی دُم ہے
ہر ایک قافیے میں ہے لگی ردیف کی دُم
غزل نہیں ہے ہماری کلام کی دُم ہے

راقم - ذنب الشعرا -

حسرت انجام نامہ و پیام

بمبئی - واٹسن ہوٹیل

تاریخ ۴- نومبر ۱۸۹۵ء

مائی ڈیر سلینا- یہ پہلا خط ہے کہ مین تمکو اپنی سسرالی اقلیم مین قدم رکھنے کے بعد لکھتی ہون اور مجھے افسوس ہے کہ مین تمکو راستے سے کوئی خط نہ لکھ سکی اور تمکو اتنے دنون تک انتظار کی تکلیف اٹھانی پڑی- ششینن پی اینڈ او کمپنی کا جو مشہور جہاز ہے اور جس پر کہ مین ولایت سے آئی مین اسکے اسباب آسایش اور تہذیب یافتہ سامان عیش وعافیت کا اندازہ مشکل سے کوئی شخص صحیح طور پہ سکے کر سکتا ہے- یہ جہاز باعتبار تیز رفتاری ایک پرستانی اڑن کھٹولا یا سلیمانی تخت روان اور بلحاظ وسعت اور آبادی ایک چھوٹا سا شہر ہے- یہ لکڑی اور لوہے کا بنا ہوا شہر مخصوص محلون پر تقسیم پانے کے کمرون پر منقسم ہے- اور اسکی حرکت و سکون ایک سیٹی کی آواز پر موقوف ہے اس جہازی شہر کی آبادی کا اندازہ تم فقط اسی سے کر سکتی ہو کہ اسمین تین سو سے زیادہ فقط درجہ اول کے مسافر تھے اور یہ وہ طلسماتی شہر ہے کہ جس مین ضرورت کی چیزون کے بہم کرنے اور کل سامان عیش و آرام کے پانے کے لیے کسی بازار اور دکان مین جانے کی ضرورت نہین ہوتی ہے اور کسی قسم کا دکاندار یا دست فروش کسی چیز کے بیچنے یا دینے کے لیے یہان آتا ہے- ہر قسم کے مہذب انسان کے کل آرام عیش اور ضرورت کی چیزین ایک جناتی گھنٹی کے ذریعہ سے ہر مسافر کو پانچ منٹ مین اپنے کمرے مین آسانی اور بے فکری سے مل جاتی ہے جیسے بہشتی میوہ خواہش کرنے کے ساتھ ہی خود بخود آدمی کے منہ مین آجاتا ہے- جہاز پر چڑہنے کے بعد دن عید اور رات شب برات کی کیفیت رہتی ہے- گانا بجانا- ناچ کھیل کود- تماشے تفریح- تھیٹر اور اخلاقی جلسے دن رات ہوتے رہتے ہین اور ان مین تمام معزز مسافر اسطرح شریک ہوتے ہین جیسے بے تکلفی اور محبت سے کہ چند اپنے دوست یا ایک خاندان کے اراکین اس قسم کے اخلاقی اور تفریحی مشاغل مین شریک ہوتے ہین- ان مسافرون مین کہ جنکا ذکر مین نے ابھی کیا ہے اعلے درجے کے اراکین سلطنت ہند معزز اور دولتمند تجار نامی گرامی کامل سیاح اور بعض ہندوستانی رؤسا اور والیان ملک بھی تھے- ان تفریحی اور اخلاقی مشاغل کا ایسا سحر انگیز اثر انسان پر ہوتا ہے کہ وہ اپنی چند روزہ دریائی زندگی مین اپنے کل تعلقات کو تہوڑے دنون کے لیے مجبوری سے بہول جاتا ہے- اور باوجود وعدون کے یاد رکھنے کے بہی انکو کبہی پورا نہین کر سکتا ہے- ان مضامین کے سننے کے بعد مجھے امید ہے کہ تم میری سست قلمی کی تقصیر کو معاف کروگی اور تمہارے دل مین بہی غالباً بہت زور سے اس سفر مسرت اثر کے کرنے کی خواہش پیدا ہوگی-

تم کو وہ زمانہ یاد ہوگا کہ جب مین پہلے پہل مشرقی دام محبت مین گرفتار ہوئی تہی اور مسٹر اے (جنکا نام اب مین مشرقی قاعدے کے مطابق نہین لے سکتی ہون) کی وضعداری بانکپن اور مشرقی چمکدار لباس و پوشاک کی شہرت میرے حلقے کی کم سن عورتون مین اتنا پھیلی تھی- یہ وہ نشاط افزا اور فرحت انگیز زمانہ تہا کہ جب مین اپنے خیالات کے اوراق کو مثل الف لیلہ کے ورقون کے مشرقی معاملات طلسمات اور عجیب و غریب سامان عیش و عشرت سے ہر لحظہ بہرا ہوا پاتی تہی اور ہر شب کو مشرقی زندگی کے لذت انگیز خواب بکثرت دیکھا کرتی تہی- جب کبہی مین مسٹر (اے) کے عالیشان مکان اور پر شوکت ایوان کا تصور کرتی تہی تو فوراً ہی الحمرہ القصر اور ہندوستان کے شاہی محلسراؤن کا سمان میری آنکھون کے سامنے گہوم جاتا تہا اور اس خیال مسرت مالامال سے ایک عجیب طرح کی شگفتگی اور فرحت میرے دل کو ہوتی تہی کہ جس کا صحیح طور سے ظاہر کرنا الفاظ کے ذریعہ سے غیر ممکن معلوم ہوتا ہے- جب کبہی مجھے اپنی ساس نند اور مسٹر (اے) کی دوسری عورت قرابت مندون کا خیال آجاتا تہا تو فوراً ہی نورجہان- زیب النسا اور زبیدہ خاتون وغیرہ کی صورتین دیدۂ تصور کے سامنے آکھڑی ہوتی تہین- یہ وہی وقت تہا کہ جب میرے کورٹ شپ کا لذت انگیز زمانہ اوج پر پہونچ چکا تہا اور یہ بات میرے قرابت مندون اور دوستون پر تمام ہو چکی تہی کہ مین نے ایک ہندوستانی رئیس زادے کا بیوی بننا اپنے دل مین ٹھان لیا تہا- اس زمانہ مین میرے عزیزون اور دوستون مین تمکو یاد ہوگا دو متفرق خیال کے لوگ تھے- ایک وہ کہ جو بسبب قومی ملکی اور مذہبی تعصب کے میرے اس مشرقی انعقادی تعلق کو نہایت غصہ اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اپنے غلط خیال کے مطابق میری بدنصیبی پر بہت افسوس کرتے تھے دوسری آزاد خیال انصاف دوست اور نیک نیت جماعت وہ تہی کہ جو میرے اس مشرقی تعلق کو ایک حکیمانہ اور مدبرانہ نظر سے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتی تہی اور اپنی ہمدردی اور محبت آمیز تحسین سے میرا جی بڑہا بڑہا کر مجھے اپنی قسمت کے فیصلے پر ہر روز اور زیادہ مضبوط ہونے مین مدد دیتی تہی اور اسی جماعت کے سردار ہونے کی عزت تمکو حاصل تہی- لورڈ سالسبری کے تیرہ و تار تعصب بار اور غلط خیالات کے نباہے ہوئے خیالی کالے آدمی (بلیک مین) کے ایک ہموطن سے چونکہ میری شادی مقرر ہو چکی تہی اس لیے متذکرہ صدر جماعتون کے اراکین مین اس مسئلہ پر ایسی لمبی چوڑی بحثین ہوئی تہین کہ جو مدت تک میرے عزیزون اور دوستون کو یاد رہینگی

ارژنگ چین

بدرالبدور - انورالدین

ان مضامین کی تمکو یاد دلانے سے میری یہ غرض
ہے کہ تم اُن پرجوش اور رفیع پیارے اُمیدون اور
اُمنگون کا صحیح اندازہ کر سکو کہ جن سے مین
اپنا دل اچھی طرح بھر کر وطن سے چلی تھی -
برنڈزی سے جہاز پر سوار ہونے کے
تھوڑے ہی وقت کے بعد میرے ہم سفر
اینگلو انڈین لوگون کو میرا اور مسٹر (اسے) کا
تعلق بخوبی معلوم ہو گیا اور اُس کے بعد سے
مین نے ایک عجیب و غریب انقلاب اُنکی
ادا اون - برتاؤ اور اخلاق مین اپنے ساتھ
پایا کہ جن سے ہر لحظہ بیجا تعصب شدید نفرت
اور رفاقت درجے کی عداوت کی بو آتی تھی
جیسا کہ مین نے اوپر لکھا ہے ان مین اکثر
اشخاص نہایت جلیل القدر قابل اور تجربہ کار
تھے مگر باوجود اسکے وہ اپنے خیالات کو مشکل
دبا اور چھپا سکتے تھے اور اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
جہاز پر بعض خاص حلقون مین ایک قسم کی
اخلاق سوز اور بے رحمی انگیز سرگوشی کثرت
سے ہونے لگی اور مین بے قصور تین سو
غضب آلود نگاہون کی چاند ماری بن گئی
وہ معمولی اخلاق جو انگلستان مین ہر ایک
امیر اور حاکم ایک ادنے کاشتکار کی عورت
کے ساتھ بہی خوشی سے جائز رکھتا ہے
اُس کے دس حصونکے ایک حصے کے پانے
کی بہی مستحق تمہاری بدنصیب بہن اپنے ہم وطنون
کی ایک بڑی معزز جماعت کے اکثر اشخاص
کے نزدیک نہ تھی - گو جہاز کے سفر کے قاعدے
کے مطابق دل جہرہ لات اور کل باتون مین مرا
اور مسٹر (اسے) کا اتنا ہی حصہ تہا جیسا اور
مسافرون کا مگر باوجود اس کے بہی ہم لوگ
اُن سے اُس قدر بہی بہر کر فائدہ اور آرام
نہین اُٹھا سکتے تھے کیونکہ انگریز ہمسفرون
کے تیور اور رُخ دیکھہ کر ہم لوگون کو خود
مصلحتاً اکثر مواقع پر کسی قدر کنارہ کشی کی
ضرورت مناسب معلوم ہوتی تہی - اس تعصب
اور چھپی ہوئی نفرت اور غصے کے خیالات
بہ نسبت اور انگریزون کے زیادہ تر
اینگلو انڈین عہدہ دارون مین پائے
جاتے تھے اور انگریز تجار اور سیاح
یہ لوگ ایک بے التفاتی اور خفیف
کشیدگی کی ادائین عموماً دکہاتے تھے -
مگر دو چار نیک نفس صاف باطن اور آزاد خیال
لوگ اُن مین ایسے بہی تھے کہ جو میرے
ساتھ خفیہ طور پر سچی ہمدردی کرکے مجھکو
اپنی ہماری غلطی سے واقف کیا چاہتے
تھے - ہمارے ہمسفر ہندوستانی رؤسا
اور والیان ملک چونکہ ہم لوگون سے
نہایت محبت اور اخلاق سے پیش
آتے تھے اس کا اثر اینگلو انڈین مسافرون
پر اور بہی خراب پڑتا تہا اور وہ اسکو
دیکھہ دیکھہ کر دل ہی دل مین جلتے اور
برنما سرگوشیون اور غضب آلود چشمکون
سے اپنی عالی خیالی اور نیک نفسی کا اظہار
کرکے ہماری قوم کی مشہور آزاد خیالی
انصاف پسندی اور بے تعصبی کی عظمت کو
اُن رؤسا اور والیان ملک کے خیال مین
بڑہاتے تھے -
تم یقین کرو کہ مین قریب سولہ روز
کے دل کی جگہ ایک پکا ہوا دُنبل لیکر اس
سفر مین جہاز پر رہی اور میرے ہم وطنون
کی خلاف اُمید بدسلوکی اور عدم اخلاق کا بڑا
صدمہ مسٹر (اسے) کے دل پر ہوا اور وہ
مشکل سے ضبط کرنے کی قدرت اپنے مین
پاتے تھے - جہاز سے اُتر کر جب بمبئی مین ہم
لوگ ہوٹل مین آئے تو ہم لوگون کو ایک بڑی
روحانی تکلیف سے نجات ملی - اور اس
چندروزہ سفری تجربے نے مسٹر (اسے) کی
آنکھین کھول دین - اور اُن کی رائے مین
اینگلو انڈین لوگون کی نسبت ایک انقلاب
عظیم واقع ہوا - اماں جان کی خدمت مین
تسلیم - فلارنس اور لوئی کو گلے سے لگاؤ
اور میری طرف سے بہت سا پیار کرو -

راقم

تمہاری محبت سرشار صوفیہ

خط کتابت

یہ بات تو اب یقین کیا بلکہ یقین سے
بہی دو چار ہاتہہ کیسا بافسون زیادہ ہو گئی
کہ سنہ ۹۹ء مین عجیب و غریب واقعات پیش
آئین گے اور ضرور دُنیا کا جغرافیہ بدل جائیگا
کیونکہ ایک نئی بات پنچ بہادر اور عام
لوگون کے مختلف واقعات پر خط کتابت
بہی ہے جسکو ہم دلچسپی ناظرین کے واسطے
درج ذیل کرتے ہین اور آئندہ بہی جو جو واقعات
پیش آتے جائین گے معرض تحریر مین آیا
کرین گے -

پنچ پیارے - معلوم ہوتا ہے کہ اس سال
آپ کے شہر کے بہلے آدمیون مین جنکے

(۲) بہرون کو مژدہ

ایک ذی دولت بیگم نے جنکا ثقل سماعت ڈاکٹر نکلسن کے
بنائے ہوئے آلہ تقویت الصوت کے استعمال سے
رفع ہو گیا تہا - اس کارخانے کو ایک ہزار پونڈ جو قریب
پندرہ سو روپیہ کے ہوتا ہے اس واسطے عطیہ
فرمایا ہے کہ جو لوگ سماعت سے معذور اور دولت
سے بے بہرہ ہین انکو یہ آلے مفت تقسیم کیے جائین
جسکو ضرورت ہو بہ نشان ذیل درخواست بھیجے -
انسٹیٹیوٹ لانگ کارٹ گینرسبری
مقام لندن گوشہ مغرب

پاس روپیہ پیسہ القارون ہوا ہے کسی قدر
حرارت عزیزی اور جوش کی کمی ہوگئی ہے۔
جس کی وجہ سے اکثر اوقات پہاڑ سی راتین
کاٹے نہین کٹتی ہین اور تنہائی مین کروٹین
بدلتے بدلتے رات تمام ہوتی ہے۔ براے
مہربانی بذریعۂ فاسفورس یا کسی اور چیز کے
اُن کی آتش شوق بھڑکوا دیجیے۔ جس مین
روپیہ کا صرف (جس کے واسطے کہ روپیہ
انکو ملا ہے) ٹھیک طور پر ہو۔ اس مہربانی کے
معاوضہ مین بہت شکر یہ ہو کر خدمت مین
حاضر ہوا کرون گی۔

راقمہ
چمبیلی جان

(جواب) معلوم ہو کہ دو اعلاج اس مین
کارگر ہوگا۔ اول بھیج اور بھیج کی صدا لگاتی
سرشام تیل بانی سنے درست ہو کر بیٹھا کرو۔
جس روز کوئی پھنس جائے بلا تکلف کوری
سنا دو۔ اور بطور ضمیمہ کچھ گالیان بھی دیدو۔
یہ ایسا نسخہ ہے جسکی وجہ سے لوگ خود بخود ادہر
شیفتہ ہو جائینگے اور خود ہی اپنا دوا
علاج بھی کرلین گے۔ پروفیسر پنچ

گولارے پنچ۔ اس سال معلوم ہوتا ہے
کہ کارخانہ قدرت مین بھی کچھ غلط بحث تغیر و
تبدل ہوگیا ہے اور پرانے قواعد منسوخ ہوگئے
ہین۔ کیا معنے کہ اس سال خاکی انڈون سے
دہڑا دہڑ جیسے ٹکسال مین روپیہ ڈھلتے ہین
برابر حیوان ناطق ڈھلتے چلے آتے ہین۔
جس سے علاوہ ضرر جسمانی کے تکلیف خیالی
اور بہت کچھ۔ تھوڑے دن کے واسطے
روزیکا ٹھیکہ اصطبل سرکار ملکہ سوخت ہوجاتا
ہے۔ براے پرورش اس کا انتظام
کیا جاوے۔ راقمہ رنگیلی جان

(جواب) معلوم ہو کہ اس معاملہ مین کچھ
کہنا سننا بیکار ہے۔ یہ بات طے ہوگئی ہے
کہ کچھ دنون تو حیوان ناطق اور بعد کو حیوان
مطلق۔ ہاتھی گھوڑے اونٹ وغیرہ وغیرہ
کا سلسلہ پیدائش بھی انہین انڈون کے
ذریعہ سے ہوا کرے۔ اب اس معاملہ مین
دست اندازی نہین ہوسکتی ہے۔
ڈاکٹر پنچ

مکرمی پنچ سلامت تکلیف ہوں کہ میرے
آدمی مین اور مجھہ مین کچھ ایسی اَن بن ہوگئی
ہے نہ معلوم کسی نے بیچ مین آگ ڈالدی
ہے یا ساہی کا کانٹا گاڑ دیا ہے۔ جس کی
وجہ سے جہان نو دس بجے رات کو انہون نے
پلنگ پر قدم رکھا اور اوہلا کے ایسی ایسی
باتین مٹھی آئین جس مین تو تو مین مین
ہوتے ہوتے کلخپ اور یہان تک کہ
بعض اوقات جوتی پیزار ہونے لگی اسکے
بعد صبح تک دونون کو پھولا لگا۔ ادہر رات
گئی بات گئی صبح کو پھر وہی حالت۔ براہ
غربا نوازی اس بیکس پر رحم کھا کر انتظام
فرمایا جاوے۔ راقمہ موتی بیگم

(جواب) بجواب لکھا جاتا ہے کہ اس کی وجہ
صرف خرچ بات مانگنا ہے۔ تمکو چاہیے کہ
جائز ناجائز طور سے غرض جس طرح بن پڑا
کرے دن کو کچھ کما رکھا کرو۔ اور شام کو
اپنے آدمی کے سامنے رکھدیا کرو کہ عیاشی
شراب خواری جلسہ تماشہ مین صرف کرے
پھر کبھی جھگڑا نہ ہوگا۔ پنچ

ڈیر سر۔ میان ایک اچھے بھلے آدمی
کے دماغ مین ظاہر اسباب کچھ فتور سا ہوگیا
ہے۔ کم بخت نے اپنے افعال ذمیمہ سے
ہم کو کسی قدر بے چین مشوش اور فکر مند کر رکھا
ہے۔ یا تو کوئی ایسی چیز مرحمت فرمایئے جس سے
ناس دینے سے دماغ درست ہو جائے یا
کچھ اور فکر کر دیجیے۔ راقم محب قوم

(جواب) ڈیر سر دماغ روشن سے کچھ نہ ہوگا
نہ کوئی اور علاج کارگر ہوسکتا ہے۔ اگر
کوئی ترکیب ہے تو یہی ہے کہ علاج طلب
شخص کے دونون کان کاٹ لیے جائین۔
پھر خود بخود درست ہو جائیگا اور دماغ
بھی قابو مین ہو جائے گا۔ اس کا عملدرآمد
جلد ہونا چاہیے ورنہ خوف ہے کہ کہین
اپنے افعال ذمیمہ سے کچھ اور گل نہ کھلائے
مسٹر پنچ۔ جنرل ہیلتھ افیسر

مولانا پنچ۔ تسلیم۔ مسودہ قانون
کورٹ آف وارڈس کو آپ نے دیکھا
ہوگا۔ فرمایئے اس مین کیا کارروائی کی
جاوے جس مین کم سے کم کچھ ترمیم ہوجائے
راقم زمینداران

(جواب) جناب من۔ ہمارے نزدیک
کارروائی کی ضرورت نہین۔ اچھا ہے کہ
جھگڑون سے نجات مل جائے گی۔ اور یہ
الزام بھی سر سے جاتا رہے گا کہ کچھ دیکھتے
بھالتے نہین اگر کچھ کارروائی کرنا ہے تو
بعد پاس ہونے کے کرنی چاہیے کیونکہ
ترمیم کے واسطے ہر وقت موقع ہے۔
پنچ

ہو سے پنچ - ہمارے محلہ ان کچھ میان
لوگ ٹھگ ہین تو ان ہمار دوار سے بھور ہین
اور سنجھا کی بہیا قصا لرت ہین۔ اور لشوقیہ
ماسوٹ ماسوک کا بکھا کرت ہین۔ اور ایک
میان لوگن مست رہین کہ ہم بھیا تمن گربان
ہوے جاب۔ سے پالی مرو، جیلاے لیو۔
تو ہم اُن کا جسوانی کرس

راقم

لم چھوئی گوسن

(جواب) - تھن تلے کا دودہ پلادو کر۔

پنچ

راقم - م - ب - علیہ الرحمۃ

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمیان آگیئن - ہولی قریب ہے
دہوپ تڑاقے کی پڑتی ہے۔
شہر مین ایک لوہے کا پُل شاہی زمانے
کا بقیہ حیات ہے۔ اب یک نہ شد دو شد
کا معاملہ ہونے والا ہے۔ گورنمنٹ اس فکر
مین مستغرق ہے کہ کاشکہ کا پُل بھی لوہے کا
بنا دیا جائے۔ ہان اتنا فرق ہوگا کہ اس
مین لوہے کے پیپے ہونگے۔
الغرض تھیٹر کا پیش خیمہ آگیا۔ زمین
بھی کرائے کو مل گئی۔ منڈوا بن رہا ہے
بس اب مہینہ بیس دن مین تماشا لیجیے۔
فصل بھی اچھی ہے۔ راتون کو نہ سردی
ہوگی کہ آدمی ٹھٹھر کے اٹیرن بنین۔ نہ گرمی
کہ مارے اُس کے پسینے مین بہیگ بہیگ
ریشہ خطمی ہون۔ تازہ غلے کی گرمی طبیعتون
مین اُمنگ بہی زیادہ پیدا کرتی ہوگی۔

مسٹر ٹاٹا کی مجوزہ اور مفید ملک
دار العلوم کی نسبت کوشش کرنے کی
غرض سے آج کل مسٹر بادشاہ ان صوبجات
مین دورہ کرتے ہوئے یہان بہی تشریف
لائے تھے۔ اکثرون سے ملے اور چندے
کا پیام دے گئے۔ بعنایت الٰہی آج کل
دار العلوم کی تین کشتیان بحر ہندوستان
مین تیرتی پہرتی ہین۔ ایک تو سرسید مرحوم
کی تجویز کی ہوئی دوسری مولوی ندوہ
مدظلہ العالی کی۔ تیسری مسٹر ٹاٹا کی۔ اور
بظاہر اپنی اپنی جگہ سبہی مفید و ضروری
ہین۔ اگر کچہ کسر ہے تو صرف چندے کی
اگر اللہ یار ہے تو سب کا بیڑا پار ہے۔
ملک مین روپیہ۔ اور روپیہ دینے کی ہمت
چاہیے۔ مقدار بہی خدانخواستہ ایسی نہین
کہ حد شمار سے باہر ہو۔ یہی دس دس بیس بیس
لاکہ یا عدو رجہ پچاس ساٹہ لاکہ۔ اگر حساب
لگایا جائے تو ہمارے والیان ملک اور
اُمرا اتنے کا تو مال ولایت سے سال بہر مین
منگا لیتے اور فضولیات مین خرچ کر ڈالتے
ہین۔

۶ - اپریل کو (پہلی کو نہین) صوبے
کی کونسل کا اجلاس چھتر منزل مین ہوگا

متولیان حسین آباد مبارک
نے اپنے پارک کی آبپاشی کے واسطے
چالیس ہزار کی کلمین منگوائی ہین۔
نہ ندہ محتاجون سے اُن لوگون
کی خاک زیادہ خوش قسمت ہے کہ جس سے
حسین آباد پارک کے وہ لالہ و گل اُگے
ہین۔

دریچے گنج کی سرا کے قریب ایک نائن کو
چورون نے مار کر مال اسباب لے لیا اور
دروازہ بند کر کے چلتے ہوئے۔ دو تین روز
کے بعد حال کُھلا۔ لاش نکلی۔ تحقیقات ہو رہی
ہے۔

آج کل ہمارے شہر مین ہر ایک طرح کی
بوکھلاہٹ اور گھبراہٹ پہیلی ہوئی ہے۔
سبب کیا کہ میونسپل کمشنرون کے انتخاب
کی فصل آپہونچی۔ بس اب کچہ نہ پوچھیے۔
خیرخواہان ملک۔ محبان شہر کی بن پہوٹی۔
انتخاب کا زمانہ کیا آیا زرخیز کہیت کی طرح
کچ کچا کے خیرخواہ جم اُٹھے۔ اور لگی چاردن
طرف ریشہ دوانی ہونے۔ ووٹر بیچارے
پہندیت ٹیپر کی طرح شوشہ دے دیکر بنائے
جانے لگے۔ روغن قاز ملا جاتا ہے۔ چپتیے
یار بنائے جاتے ہین۔ اور ووٹر صاحب ہین
کہ آپے ہی مین نہین۔ اُن کو بہی مراسم
خسروانہ۔ اختیارات شاہانہ جتانے کا
موقع سال بہر بعد ملا ہے۔

خیر جس طرح بنا یہ سمجہ بوجہ کے یا
داخلی خارجی دباؤ مصلحت۔ حماقت
سے کسی کے نام کا غذ داخل کرائے چلیے
فرصت ہوئی۔ میونسپل کمشنر صاحب مٹرگشتی
روشنی جنگی۔ ٹھیکے وغیرہ مین پہنسے اور ووٹر
صاحب گاتے گھر تشریف لائے
کہان گئے تھے کہین نہین۔ کیا لائے کچہ
بہی نہین۔

نوٹس

نواب وزیر کا مزاج اب رو بصحت ہے

کمانڈر انچیف افواج ہند فی الحال پشاور اور خیبر کی طرف دورہ فرمانے کو دو شنبے کو روانہ ہو گئے -

---

مدت سے نو عمر مہتر چترال کی خیر و عافیت معلوم نہ تھی سو اب آپ کے ہاتھہ ٹوٹنے کی خبر آئی ہے کہ ایک روز آپ باز کے شکار کو گئے تھے- گھوڑے سے گرے اور ہاتھہ مین ضرب آئی-

---

۱۸- مارچ کو حضور لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ الہ آباد سے جانب لکھنؤ رخصت فرما ہونگے اور تیسری اپریل کو بنارس تشریف لیجائینگے-

---

اگرچہ یہ شکایت فرض ہے کہ جس وقت پارلیمنٹ مین ہندوستان کا بجٹ پیش ہوتا ہے تو بہت ہی تھوڑے ممبر رونق افزا رہتے ہین- مگر خیر- خبر تو سن لیجیے کہ ۲۰ ماہ حال کو ہندوستان کا بجٹ پیش ہوگا

کہتے ہین کہ فرانس کے جہازات عمان کے بندر مین جو کوئلا لینا چاہتے ہین اسکو انگلستان کو کوئی اعتراض نہین ۱۸۶۲ کے عہد نامے کی رو سے تو دونون کو مساوی حق حاصل ہے- گفتگو ہے تو اس امر پر کہ کوئی اراضی فرانس کو دیجاے-

---

طاعون سے وحشت اس ملک مین کم ہو گئی ہے- اور ہر مصیبت کا یہی حال ہے- ع-

در بلا بودن به از بیم بلا

اگلے زمانے والے کہہ گئے ہین- مگر یہ مرض خبیث ابھی یہان سے وفان نہین ہوا ہے- بمبئی- پونا- کراچی وغیرہ مین موجود ہی ہے اور کلکتہ اور لاہور مین بھی آئے دن ایک آدہ کی ٹپکا ٹپکی لگی رہتی ہے

ہمارے اودھ کے بڑے بھاری تعلقدار راجہ تصدق رسول خان صاحب سی ایس- آئی والی ریاست جہانگیر آباد و غیرہ ملک کے وسیع میدان مین لمبے ڈگ بھرتے جاتے ہین- حال مین آپ نے ڈیڑھ ہزار روپیہ آگرے کے مدرسہ ڈاکٹری کو عطا فرمایا ہے کہ جو ڈاکٹر فن جراحی مین اول درجے کی نکلا کرے اُس کو اس کے سود سے تمغہ اور آلات جراحی کا چھوٹا بکس دیا جایا کرے-

---

چین کی خیریت نظر نہین آتی -

شہنشاہان یورپ کی ہوس ملک گیری کا نزلہ اُس بیچارے افیونی پر گرتا نظر آتا ہے- گرم خبرین آتی ہین کہ چین کا حصہ بخرہ اب ہوا اور اب ہوا-

جنگ جاپان کے بعد روس انگلینڈ- فرانس اور مسٹر خواہ مخواہ یعنے جرمن نے لنگڑی اڑائی تھی مگر اب کے میان اٹلی بھی پانچوین سوارون مین شامل ہونا چاہتے ہین- یہ بھی تازہ حیلہ نکال کے سن من کے مدعی ہین- مگر لوگ کہتے ہین چین اس پر چین بر جبین ہے وہ سمجھتا ہے کہ انگریزی کھونٹے کے بل یہ بچھڑا کودتا ہے- پس جہان تک ہوسکیگا چین اس دعوی کی مخالفت کریگا-

---

سرحدی خوش خبریون مین چمکانی کے شب خون مین کامیابی نصیب ہونا اول درجے کی بات ہے- تیسری ماہ حال کی شب کو ۹ بجے ہماری فوج پار اچنار سے روانہ ہوئی اور نصف شب کے قریب اس نے اس حسن انتظام سے چھاپہ مارا کہ گیارہ گانون جلا ڈالے- ہزار مویشی کباب یا تکے بوٹی بنائے اور تین ہزار کا گلہ- بہت سے پستول- کچھ تپھکلے- ڈھیرون تلوارین- کٹارین خنجر چھریان لکڑیون کے بوجھہ کی طرح باندہ لائے- اور ایک سو تیرہ انسان گرفتار کیے- اور تین بجے تک صحیح سلامت واپس آئے- صرف ایک آدمی ٹھٹرون نون ہماری طرف کا کیست رہا- ہا! ہا! ہا شب خون بہت اچھا چیز ہے- ول ٹم جانتا ؟

سلطان عمان سمجھہ گئے کہ کوئلے کی سوداگری مین صرف ہاتھہ کالے اور کچھہ بھی نہین- فرانس کو بندرگاہ مین آکر کوئلہ لینے کا مجاز کرنا انگریزون سے خواہ مخواہ بگاڑنا ہے- چنانچہ جدید معاہدہ مابین سرکار و سلطان ہو گیا ہے اور جس مین معاملہ تنازعہ کے علاوہ بردہ فروشی سے متعلق بھی کچھہ قول قرار ہے اور جو معاہدہ فرانس کے ساتھہ ہوا تھا اُس کی نسبت شہور ہے کہ برٹش افسر کے ہاتھہ آگیا ہے-

---

امیر عبد الرحمن بعنایت الٰہی ہنوز بقید حیات ہین- مگر بعض شائقان پیشگوئی نے ابھی سے قبل از وقوع واقعہ بے موقت کا راگ چھیڑ دیا ہے کہ جس دن نہ ہونگے اس دن سلطنت کابل مین خدا جانے کتنے خرخشے پیدا ہون گے- سردار حبیب اللہ خان بعد انکے تخت پر بیٹھین گے اور گورنمنٹ انگریزی کو بھی یہی منظور ہے- لیکن اگر کوئی اور لبقیہ السیف مین سے آگیا تو اس وقت کو کیا ہوگا-

خبرین

اٹلی نے چین سے جو خواہش ظاہر کی ہے اُسمین یہ بات بھی شریک ہے کہ وہ تین جزائر دیدیے جائین جو اُس جانب ساحل کے ہین اور اُسکے استحقاق کو دربارہ تیاری ریلوے اور کان کنی کے اندر حلقہ اُن مقامات کے تسلیم کیا جاوے جو جنوب مین ہین اور نیز دو ثلث صوبہ ہیاسیانگ مین اخبار ٹیمس نے آج صبح ایک اعلےٰ درجہ کا آرٹکل لکھا جسمین وہ اٹلی کی کارروائی سے اتفاق کرتا ہے اور اُمید ظاہر کرتا ہے کہ برٹش فارن آفس اصل حقیقت معاملات کی دریافت کریگا قبل اس کے کہ بہت دیر ہوجاوے اور سلطنت چین شکست ہو رہی ہے۔ آئندہ حالت اسی سلطنت کی بہتر ہوگی جو آج سمجھ لے کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔

یہ بات یقین کی گئی ہے کہ برٹن نے اٹلی کی اس خواہش کو پسند کیا ہے کہ خلیج سنمن اُسکو سیکہ مین دیدیا جاوے۔

یکم مارچ۔ لاہور۔ ارادہ ہے کہ جسقدر تھانے وادی ٹوچی کے ہین اُن مین ہر جہار سمت سے خاردار تار بجاے جھاڑیون کے لگا دیے جائین کیونکہ جب حملہ کیا جاتا ہے تو ان سے کافی حفاظت نہین ہوتی ہے علاوہ ازین آگ دیدینے کا خوف ہے۔

ماسٹر انبا پرشاد اڈیٹر اخبار جامع العلوم جنکو بجرم مفسدہ پردازی اٹھارہ ماہ قید سخت کی سزا ہوئی تھی وہ جیل خانہ نینی سے ۲۷۔ فروری کو رہا کیے گئے۔

گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ جس فوج نے عتبارا اور سودان مین کارنامے دکھائے ہین اُسکو تمغے عطا کیے جائین۔

پھر خبر مشہور ہے کہ آنریبل سید محمود اور نواب محسن الملک مین ان بن ہوگئی یعنے سید صاحب نے معتمدی مدرستہ العلوم کا چارج نواب صاحب کو نہین دیا۔

عرصے سے انجمن ہند تعلقداران اودھ کی مالی حالت خراب ہو رہی ہے سُنا جاتا ہے حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نے ۲۳۔ تاریخ چھتر منزل مین طلب فرمایا ہے اور اس بارے مین کچھ گفت شنید ہوگی۔

نہایت افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ حضور ملکہ معظمہ کے نبیرہ یعنے ڈیوک آف اڈنبرا کے اکلوتے صاحبزادے نے عین عالم شباب مین وفات پائی۔

جالندھر مین عدالت ڈوڈیشنل جج کی کل مثلین چوری ہوگئین کچھ پتہ نہین

مسز ٹویلی اسیر صاحب کی لیڈی اکبر اور مسز مارٹن یہ دونون میم صاحبات لنڈی کوتل سے روانہ کابل ہوگئین۔

بمبئی مین کرنل اینڈرسن کا دیوالہ نکل گیا جس نے ایک یابو بلبری نام ایک لاکھ ۵۹ ہزار پر خرید ا اور ۲۷ ہزار کو بیچنا پڑا تھا۔

کراچی مین طاعون بہ سرعت پھیل رہا ہے۔

ڈیرہ اسمٰعیل خان مین سررشتہ کمسریٹ کا ایک جمعدار ساربان اونٹون کے خریدنے اور دیکھنے مین مصروف تھا کہ ایک مست اونٹ نے اُس کو پچھاڑ کر اس زور سے مسلا کہ وہ بیچارہ جانبر نہ ہوسکا۔

کلکتہ مین ایک کوچبان کو چھ ماہ کی قید اسوجہ سے ہوئی کہ گاڑی کو تیز ہانکا جس سے ایک بائیسکل سوار زمین پر گر پڑا تھا۔

نوٹس

لوگ کہہ چلے تھے آج کل خبرین سُست
آتی ہین۔ لے آج سُنین۔

پہلی خبر جو کتا کرنے والی تو یہ ہے کہ
روس کی بہت سی فوج سرغاب پر جمع ہوئی
ہے کہ سرکل پر قابض ہو۔ یہ مقام وہ ہے
جہان روس کی فوج نہ آنا چاہیے۔ اور
اگر آئی ہے تو باز پرس لازمی ہوگی عہدنامہ
سنہ ۹۵ء کے خلاف ہے۔

دوسری یہ کہ چین کی سلطنت ڈگمگاتی
نظر آتی ہے۔ اٹلی نے خلیج سنمن پر دانت
لگایا ہے انگلینڈ اور جرمنی اُس کے
مؤید ہین۔ روس اور انگریزون سے نیوچوانگ
کی ریل کے قرضے کی بابتہ چشمک ہو رہی ہے

تیسری یہ کہ حضرت سلطان نے
سفیر انگلشیہ سے اثنائے گفتگو مین فرمایا
کہ مین ان دونون اسلامی سلطنتون کا
اتحاد تہہ دل سے چاہتا ہون اور جو کوئی
ہندوستانی مجھ سے ملا ہے اُسکو مین نے
انقیاد دولت انگلشیہ کا مشورہ دیا ہے
خیر حضرت کی مرحمت خسروانی جو یہان کے
مسلمانون کی اس رائے کی تائید فرمادی
ورنہ پہلے ہی سے یہ لوگ سمجھے بوجھے ہین
کہ جو آرام یہان میسر ہے وہ شاید کسی
اسلامی بادشاہ کے زیر حکومت بھی نہ
حاصل ہوگا۔

چوتھی یہ کہ مکے مین بھی طاعون
پھوٹ نکلا۔ جدے مین برابر اموات
ہوتی ہین اور ترکی حکام نے اعلان بھی
کردیا کہ مکے مین طاعون ہے جو حاجی اس
دفعہ کسی مانع کی وجہ سے نہین جاسکے
اُن کو اپنی بدقسمتی اور خوش قسمتی دونون پر
شکر کرنا چاہیے۔

یہ بات کچھ ڈھکی چھپی نہ تھی کہ
بندگان عالی حضرت نظام اور مدار المہام
مین جو عرصے سے سوء مزاجی راہ پائے ہوئے
تھی۔ حتے کہ سالگرہ کے اظہار مسرت
مین سارے ملک نے خوشیان اور
جشن منائے اور نواب وقار الامرا خاموش
رہے۔ اس تعویق کا سبب یہی کہا جاتا
ہے کہ حضور نے اپنی رونق افروزی
کی کوئی تاریخ مقرر نہ فرمائی تھی۔ سارا
سامان رکھے رکھے پُرانا ہوا جاتا اور دوسری
سالگرہ قریب آتی جاتی تھی۔ اب پانیر
سے واضح ہوا کہ خدا کی عنایت سے
بخیر وخوبی صفائی ہوگئی۔ اور عنقریب جشن
مذکور برپا ہوگا۔ دلون کا حال تو خدا ہی
کو معلوم ہے۔ مگر سردست ہم کو بھی مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اس خبر کو صحیح تصور
کرلین اور ملک کے واسطے فال نیک
خیال کرین۔

معصر ایڈوکیٹ کا بیان ہے کہ
ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس کا آٹھ سو ماہوار
سے تین سو ماہوار اس وجہ سے رہ گیا ہے
کہ اُنہون نے ایک ڈپٹی کلکٹر پر دباؤ
ڈالا تھا کہ خلاف قانون کوئی کارروائی
کرین۔ واقعی یہ شکایت بعض بعض ڈپٹی کلکٹرون
کو ہوجاتی تھی۔ اور عدالت کے خلاف
بھی تھی۔ مگر ایسے اضلاع مین جہان صاحب
سپرنٹنڈنٹ پولیس اور حاکم ضلع متحد الرائے
ہون وہان ماتحت کا آزادانہ کارروائی
کرنا دقت سے خالی نہین۔

واقعی شادی وغمی کے بہت سے
فضول رسوم اُس حالت مین باسانی اُٹھ سکتے
ہین جبکہ اُمرا اور دولتمند نفس کشی کرکے اپنے
ہان سے رفتہ رفتہ اُٹھاتے جائین۔ کیا وجہ
کہ متوسط الحال اور غربا کی نسبت تو لوگ یہ
کہہ سکتے ہین کہ چونکہ غریب یا تنگدل ہے اسوجہ
سے فلان رسم کو نہ ادا کیا۔ اور یہ الزام اُٹھانا
اور فائدہ قوم وملک کو ملحوظ رکھنا ہر مرد کا
کام نہین۔

حال مین حضور لفٹننٹ گورنر کا الہ آباد یونیورسٹی
کے جلسہ کانووکیشن مین یہ فرمانا کہ انگریزی تعلیم
نے ہندوستانیون کے دلون سے پولیٹیکل اور
مذہبی رعب وداب کو بہت کم کردیا ہے صحیح ہے
اُسکی وجہ صرف یہی ہے کہ ادہر ایک طرف تو
طلبا ایشیائی طریقہ تعلیم سے محروم ہوئے اور دوسری
طرف جو کتابین اُنکو پڑھائی گئین اُن مین آزادی
بے تمیزی کے ساتھ سکھائی گئی۔ اور چونکہ تعلیم مین
مذہبی جزو رکھنا مصلحتاً مناسب نہ تھا۔ اس سبب
سے عموماً مذہب کی طرف سے مغائرت ہوتی
گئی۔ ان سب باتون نے مل جلکر ایک ایسا
بے تمیز گروہ پیدا کردیا جسکو نہ تو یہ معلوم ہے کہ
مذہبی عظمت کیا چیز ہے اور نہ اسکی تمیز آئی
کہ حکام سے کیونکر عرض معروض کرنا چاہیے کہ
خودداری بھی رہے اور ادب کا دامن بھی ہاتھ
سے جانے نہ پائے۔
لیکن یہ خرابی لاعلاج نہین۔ ہماری یونیورسٹیون
کی ادنے توجہ سے رفع ہوسکتی ہے اگر نصاب
مین چند رسالے اخلاقی رکھدیے جائین اور
اُن لوگون کی مدد کی جائے جو مذہبی تعلیم
بھی شامل تعلیم سرکاری کرنا چاہتے ہین
جیسے ہمارے مہربان وقار الملک بہادر
توکوئی شکایت باقی نہ رہے۔

خبرین

جو تنی بہی اُن دعاوی کی تائید کرتا ہے جو اٹلی چین پر رکہتا ہے۔

اس سال بہی انگریزی تجارتی سامان مین تیس لاکہہ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

چین کو نیو چانگ کی ریلوے کی بابت قرضہ لینے کے معاملے مین یہ دقت پیش ہے کہ روس کہتا ہے ہمارے اور چین کے مابین جو قول قرار ہو چکا ہے اُس کے خلاف یہ معاملہ ہوتا ہے۔ اور گورنمنٹ برطانیہ کا قول ہے کہ کوئی سلطنت چین پر دباؤ نہ ڈالنے پائے گی پارلیمنٹ انگلستان مین اس بارے مین جو کچہہ گفتگو ہوئی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید اب روس اس قرضے کے بارے مین حجت نہ پیش کرے۔

۱۸ - مئی کو کانفرنس مصالحت بمقام ہیگ منعقد ہوگی۔

لارنس مارکس مین وہان کے حکام نے بمبئی کے مسافرون کو جو کورنٹینڈ پر آئے تہے نہین اُترنے دیا۔ وہ زنجبار واپس گئے۔

عربستان کی تازہ خبر یہ ہے کہ صوبہ بیجار مین افواج ترک و عرب سے گہمسان لڑائی ہوئی۔ بات یہ تہی کہ ایک عرب سردار ساحل پر چار پانچ ہزار فوج سے قبضہ کیے ہوئے تہا اُس کو فوج ترکی نے شکست دی ۱۶۰ ترک کام آئے اور تین سو عرب مارے گئے۔

سیر سالار مین جو سابق مین ایجنٹ امیر کابل تہے ۸ - تاریخ کو براہ چین جاپان راہی انگلستان ہوئے۔

کئی سو انگریزی نل کابل جانے کے واسطے پشاور مین پڑے ہین سامان روانگی کا انتظار ہے۔

چوسا کے قرنطینہ والے کیمپ مین آگ لگ گئی۔ سات مکان جل گئے۔

حضور ۲۷ - ماہ حال کلکتہ سے روانہ ہو کر لاہور پہونچین گے اور وہان سے ۶ - اپریل کو شملہ پہونچین گے۔

پرفسر شکاگو مین مدرسہ طبیہ مین عورتون کے روبرو لکچر مین کہا کہ ”عورت ذات کیا ہے۔ صرف ضعف معدہ مین گرفتار ودٹا گہون دالی لوکی پٹی ہے۔“ اس پر ایک نیک بخت بہت برہم ہوئین۔ اور ڈاکٹر صاحب کو حکم ہوا وہان سے نکل جانے کا کرین

کل جمعے کو ویسرائے کی کونسل مین مسودہ رسوم عدالت اور مسودہ قانون نوٹ ہاے جعلی پاس ہوگا۔

پانچوین تاریخ کو مہاراجہ بوندی کے ولیعہد نے بعارضہ تپ انتقال کیا۔

افسوس کے ساتہہ لکہا جاتا ہے کہ جناب مولوی عبد الحق صاحب خیرآبادی نے ۲ - مارچ ۱۸۹۹ء کو اپنے وطن مین انتقال فرمایا۔ کہتے ہین آپ کے برابر معقولی ہندوستان مین کم ہونگے۔

فرانسیسی سفیر نے تسنگلی یمین کو خواہشات اٹلی سے متنبہ کر دیا اور مشورہ دیا تہا کہ وہ فوراً نامنظور کیجائین۔

۷ - مارچ - لندن - پیرس مین اس بات سے قطعی انکار کیا گیا ہے کہ فرانس نے تسنگلی یمین کو مشورہ دیا تہا کہ اٹلی کی خواہشات چین مین نامنظور کرے بلکہ اُنکو فرانس پسند کرتا ہے۔

مسز ڈیلی اور مسز مارٹین جن کے شوہر امیر کے ملازم ہین ۲ - فروری کو لنڈی کوتل مین داخل ہوئین اور کابل کو جانے والی ہین۔

نچاگھونگھٹ لمبا وا ٹیغ	گھونٹ نخرے بوڑھا غمزا
موٹے موٹے تھام کے لکڑ	آئے تھے نکر لال جو بکڑا
کرسی کے احمق تھے شیخ چلی	بھاگئے نکر بھیکی بلی
چھپتے پناہ نہین ملتی ہے	بھاگتے راہ نہین ملتی ہے
ناچ نچایا کیا چپڈا	مولوی تڑا کانپ نہ ٹھنڈا
بات تمہاری بمعہ مین دھاگا	اک اک گیدی لنڈ جھکتا بھاگا

نوٹ۔ شبتر۔ سردار اجنا۔ مصاحب شہنشاہ جنات۔

بلال۔ نوربافت
حسینی۔ نجار
آلن۔ ٹھیکدار عمارات
چرکٹ۔ موچی
حسپت۔ ٹھٹھیرا
باچو۔ خیاط

(یہ سب) ایکٹر جو حسن آباد سے متصل جنگل مین ریہرسل (یعنی اپنے پارٹ مشق) کر رہے تھے تاکہ سلطان حسن آباد کے عقد مین تماشا کر کے انعام لین۔

ان ایکٹرون کا ڈراما ویسا ہی مہمل ہے جیسے یہ دیہاتی لوگ خود ہین۔ شبتر کی تقریر مین جو الفاظ دیہاتی لوگون کے روزمرہ کے آئے ہین وہ تناسب موقع کے خیال سے قصداً لائے گئے ہین۔ اصل ڈراما مین جس کا ترجمہ کیا گیا ہے اس موقع پر اسی قسم کے الفاظ ہین۔

محمد اظہر علی آزاد۔ کاکوروی۔ نائب تحصیلدار ریاست ضلع گورکھپور

یا وحشت!

جب ہر طرف تہذیب و ترقی تہذیب کے نعرے بلند ہو رہے ہین۔ مغربی خیالات کے جگمگاتے ہوئے برقی لیمپ نے چودہ طبق روشن کر دیے ہین۔ عالی خیالی روشن ضمیری کے ادعا کے ساتھ خیالات رفاہ عام و اصلاح تام ہر کس و ناکس کے دماغ کو پریشان کر رہے ہین۔ ایک صاحب طبیعت کی جولانی و ذہانت دکھانے کی غرض سے ناآشنا اپنے خاندان کے کل پردہ نشینون کے بائسکل پر ہوا کھانے پبلک گارڈن مین تفریح و مذاق چہل پہل سے وقت صرف کرنے کا نام اصلاح قوم رکھ کر ہندوستانی اولاد کی تعلیم کا نقص پردہ کے سر مڑھتے ہین۔ دوسرے صاحب عصمت و حیا کو خیرباد و خیالات حسب و نسب کی تقویم پارینہ کو بالائے طاق رکھ کر شادی مین کورٹ شپ کا قاعدہ تجویز کرتے ہین۔ تیسرے صاحب جاکٹ کوٹ پتلون کی چستی پر نازان اکڑتے اکڑتے جامہ سے باہر ہوئے جاتے ہین۔ چوتھے صاحب کی گلفشانی سب سے بڑھ چڑھ کر یون ہے کہ بچے (اولاد نہین) پیدا ہوتے ہی میم صاحبہ کے سایہ عاطفت مین پرورش پانے کے لیے رکھی جائین تاکہ نیم وحشی ہندوستانی والدین کی خو بو اطوار افعال چال چلن۔ طرز معاشرت بول چال نشست برخاست سے جو دل و دماغ صحت اخلاق جو ہر کے لیے سم قاتل ہے محفوظ رہین۔ اور ان پر کیا موقوف ہے جس طرف آنکھ اٹھائیے ترقی و تہذیب کے لہلہاتے ہوئے سبز باغ کا نظارہ میسر ہے۔ پرانی وضع پر نئی تراش خراش کی ورنیش آنکھون کو خیرہ کیے دیتی ہے کرم خوردہ نیلام کی جاکٹ پتلون وقعت کی نگاہون سے دیکھے جاتے ہین۔ چکن عبا و قبا پر حقارت آمیز قہقہے اڑائے جاتے ہین۔

جھوٹ افترا بہتان کی حکمت عملی و پالیسی کی بازار مین قیمت بڑھ رہی ہے۔ صدق و متانت کی سادگی و سادہ لوحی کی شناخت ہونے سے باعث سے بے وقعتی بے قدری ہو رہی ہے شطرنج گنجفہ کے بجائے بگ گیین ہوسٹ وہالانئے نئے فرانسیسی کھیلون کی گرم بازاری ٹینس کرکٹ۔ فٹ بال بیڈمنٹن سی ہر دل عزیز ریاضتون کے سامنے لکڑی۔ پھری گدکا۔ بنوٹ۔ بیزم ننگ و عار ہین۔ قدیم شاعرانہ نازک خیالی خوش بیانی۔ خوبی بندش۔ نشست الفاظ کے مقابلہ مین

چشمان تو زیر ابروانند
دندان تو جملہ در دہانند

والی گل افشانی جس کا نام نیچرل شاعری ہے گوے سبقت لیے جاتی ہے۔ کتے بلی کے قصے گلستان سعدی کے نصایح سے زیادہ اخلاقی نتایج پیدا کرتے ہین۔ بغیر واقفیت مذہب کو عقلی دلایل سے مستحکم کرنیکا پاسپورٹ (پروانہ راہداری) نئی تہذیب و تعلیم ہے اور خدا و رسول خدا کی خدائی اور گورنمنٹ کی حکومت پر نکتہ چینی کرنے کا سرٹیفکٹ بلکہ پاس بی۔ اے۔ ایم۔ اے کی ڈگریان ہی آزادی صاحبہ سوسائٹی کے چوک مین اس درجہ بیباک ہین کہ ہر جگہ ہر صحبت مین مخلع بالطبع ہونے کو تیار ہین۔ مذہبی آزادی۔ اخبارون کی آزادی۔ مضمون نگارون کی آزادی۔ قلم کی آزادی۔ دوات کی آزادی۔ پیشہ ورون کی آزادی وکلا کی آزادی۔ حکام کی آزادی۔ تاجرون کی آزادی۔ مردون کی آزادی عورتون کی آزادی۔ آسمان و زمین کی آزادی۔ غرض ہر طرف آزادی آزادی کا غل ہونے کے شور و ہنگامہ سے کئی ہزار فرلانگ زیادہ اور اتنی غور کرنے کی مہلت کس کو ہے کہ ہی آزادی کا جو نئی تہذیب کی جان مین اور جنکے ذکر و اذکار کو معراج ترقی خیالات کہتے ہین شجرہ قلہ کل نہین تو کچھ مختصر حال حسب و نسب ہی کا دریافت کر لین۔

قصہ مختصر ایسے زمانے مین جب تہذیب و ترقی کا طوطی بول رہا،

انگلینڈ - ہو کم در

روس - فرینڈ -

کہ وہ مسٹر فیشن کا نام پرستا ہے۔ ایشیائی خیالات ہندوستانی رسم و رواج کے پرانے لکیر کے فقیر قدیم طرز معاشرت پر جان نثار تاریک خیال غیر مہذب، نیم وحشی اغیرہ وغیرہ خطابون سے علی روس الاشہاد پکارے جاتے ہین۔ بندہ درگاہ کی طبیعت نیم وحشی کے مفہوم سمجھنے پر مائل ہوئی اگر نیم وحشی کے مصداق ناخواندہ حضرات ہون تو بڑی مشکل یہ ہے کہ ایسی صورت مین جناب والی سلامت والی تحت مقفل یہی عموماً فتوی نہین واقع ہوتا۔ اگر نیم وحشی وہ ہین جن کے یہان تشبیہ قومی قوم کے کوئی خاص طریقہ [illegible] نہین ہے یا جو مذہب کی جکڑ بند سے آزاد ہین اور جنکے حرکات عمل کسی قاعدہ قانون کے پابند نہین یا جو حضرت انسان کا خون شیر مادر سمجھتے اور مروت و محبت کے نام سے بیگانہ نا آشنا ہین۔ اور انہین حرکات سے دختر کشی ستی [illegible] کا سبب ہوئے ہین۔ تو حضرت زمین و آسمان کے قلابے ملا ڈالیے۔ سیکڑون قلابازیان کھائیے کنوؤن مین بانس اور بانسون مین کنوئین ڈالیے ایسے نیم وحشی کا اس زمانہ مین سراغ پانا دشوار ہے۔

مہذب تعلیم یافتہ گروہ کی نظر مین آئس لیمنیڈ۔ سوڈا واٹر جنجر مینر جبری کا ناما جاکٹ کوٹ پتلون کے علاوہ بالکل نلشن۔ ٹمٹم۔ پختہ سڑک۔ ریلوے لائن فوٹو گراف فونو گراف ہارمونیم۔ اکارڈین کنسرٹینا وغیرہ تہذیب کے ضروری لوازمات ہین اور جسکو یہ سامان عشرت میسر نہین یا جو اس کی لذت سے نا آشنا۔ نا بلد ہین۔ نیم وحشی ہین۔ ایسے نیم وحشی ہندوستان کا افلاس دیکھتے بکثرت نظر آتے ہین۔

لیکن سائنس کے ساتھ ساتھ تجارت کی دن دونی رات چوگنی ترقی طبائع کا ایجاد و اختراع کی طرف میلان۔ پبلک کی قدر دانی جدت پسندی صاف بتا رہی ہے کہ دنیا کے اسٹیج پر روز نئے کھیل نئے نئے تماشے نظر آئینگے۔ زمانہ کا میل ٹرین ساٹھ میل فی منٹ سے بھی زیادہ تیز ترقی کی ریل پر چلتا ہے اور خوف یہ ہے کہ چند ہی روز مین تازہ و تازہ آرام و آسائش کے سامان اس قدر مہیا ہوجائینگے کہ ضروری سامان اور امیری ٹھاٹھ مین تمیز کرنا مشکل ہوگی۔ اور موجودہ زمانہ کے مہذب حضرات مہیب صورتون مین آئندہ صدی کے مہذب گروہ کے سامنے پیش ہونگے ان خیالات پریشان سے حفاظت کا صرف یہی انتظام مناسب ہے کہ آئندہ نیم وحشی کے لفظ کا استعمال حرام کردیا جائے۔

راقم۔ حضرت تفتہ جگر مین پوری۔

عجائب مین گھرون جھروکون کے طور
نہ دیکھی کھلی یون کبھی چشم غور
تکلف سے ہین کھڑکیان کمل رہین
ترازو مین ہین خوبیان تل رہین
نئے حسن مین خوبیان ہین نئی
جھروکے نئے۔ کھڑکیان ہین نئی
دکھانے مین پیاری لپٹ اور [illegible]
کھلے کھڑکیون اور جھروکون کے پٹ
سدا کھلتے اور بند ہوتے ہوئے
لطافت کے موتی پروتے ہوئے
لچکتے کبھی پنکھڑیون کی طرح
جھپکتے کبھی انکھڑیون کی طرح
کبھی کھل کے دھڑ [illegible] و کھاتے ہوئے
کبھی مُنہ تک سب کچھ چھپاتے ہوئے
کھلی ہے کہین اس طرح جھلملی
کلی جس طرح [illegible] اور کھلی
کہین اس طرح ہین دریچے کھلے
کہ کھلنے پہ غنچے ہون جیسے تلے
کہین کھڑکیون مین یہ خوبی [illegible]
کہ جس [illegible] کیان [illegible]
کہین خوبیون کا یہ ہے سلسلہ
کہ جس طرح ہو پھول [illegible]
کہین یہ کرین دل مین پیدا [illegible]
کہ ہے عیش مین دل کا بے [illegible] حال
کہین مست آنکھون کی تصویر ہے
کہین خواب مستی کی تعبیر ہے

---

(۱۲) خاتونان باحسن و جمال

آپ جانتی ہے حسن کا سکہ سارے عالم پر [illegible] فرقہ کا تا [illegible] کے چلانے کی سے احسن انکا [illegible] کی [illegible] عطا ہوئی ہے اس سال مین نتیجہ تو ان کا سینہ جمیلہ [illegible] مین [illegible] دیا جاتا ہے تمام شکایات [illegible] علاج ہی [illegible] کے تجربہ [illegible] لکھے گئے ہین [illegible] کو [illegible] ان کا پورا انتظام [illegible] کو لی [illegible] ہونے پانے کا پتہ مسز [illegible] صاحبہ سکریٹری انسٹیٹیوٹ ۱۷ بیرکہ [illegible] لندن۔ مشرق

پروفیسر شہباز کے روشن خیالات

(جنت کے جھروکے)

کھلے ہم پہ دنیا کے [illegible] کے کھلے
وہ جنت کے سچے جھروکے کھلے
کھڑا کے سے کب یہ تمنین کھڑکیان
جھڑا کے سے غم کو ملین جھڑکیان

اور نہیں معلوم کیا کیا ہیں۔ مادرزاد شاعر ہونے کی نسبت نہ ہم نے کبھی تحقیقات کی نہ اسکا حال ہمکو معلوم ہے۔ مگر ہاں یہ ضرور ہے کہ حالی صاحب نہ تو زبان دان ہیں اور نہ شاعر مانے جاتے ہیں۔ ان کا کلام جزو کل شاعری عیوب سے بھرا ہوتا ہے اور نہ زباندانی کے کٹ دست میدان میں وہ وہ ٹھوکرین کھاتے کہ بعض اوقات تو بیچارے بھربھرا کے اوندھے منہ گر ہی پڑتے ہین جیسا کہ اشعار ذیل سے معلوم ہو جائے گا۔ فرماتے ہین۔

اسکی سرحد مین غلامون نے جو ہین رکھا قدم
اور کٹ کر پانون سے اک اک کی بیڑی گر پڑی

جو ہین کے ساتھ اور بالکل خلاف محاورہ ہے۔

بلی کہ جو بے عقل ہے دم دیتی ہے گھر پہ
اتنی بھی محبت نہین گھر سے تمہین آیا
حالی نے کہا انس ہی چیز اور وفا اور
بلی نے مزہ میل کا وفا کے نہین پایا

اول مصرع مین "آیا" اور چوتھے مصرع مین بلی کے واسطے حالی کی زباندانی کی چلا چلا کے داد دے رہا ہے۔

ابر و برق آئے ہین دونون ساتھ ساتھ
دیکھیے برسے گا یا برسائے گا

برق سے پانی برستا ہی ہے۔ جتنے زباندان ہین سب برق کو برسنے کے واسطے باندھتے ہین۔ واہ۔

قانون ہے بنایا یہ ان مقننون نے
عالم مین آج کل جو مانے ہوئے ہین دانا

مانے ہوئے مفعول کے ساتھ مانے ہوئے کیا خوب۔ غرضکہ کہان تک لکھا جائے پورا دیوان غلطیون سے بھرا ہے۔ جو شخص ایک شعر بھی صحیح نہ کہہ سکتا ہو اسکو ساتوین آسمان پر چڑھا دینا.... نہین تو اور کیا ہے۔ دلی کچھ خراد تو ہے نہین کہ جنم تو پانی پت مین لیا اور دلی مین رہنے سے ترش ترشا کے شاعر ہو گئے۔

غرضکہ اسی طرح ہزارہا اغلاط آپکی تصنیفات مین موجود ہین جنکی قلعی اچھی طرح اودھ پنچ مین سالہا سال کھلتی رہی ہے۔ اب ہمارے حضرت جو اسقدر تعریف مین رطب اللسان ہین پہلے یہ تو پوچھا جائے کہ آپ کو خود بھی اردو شاعری کی شناخت کی لیاقت ہے یا نہین اور خدا نے مذاق شاعری بھی کچھ دیا ہے۔

راقم
م۔ ب۔ علیہ الرحمتہ

تصفیہ معقول

ایک دفعہ چند لونڈے ایک گدہا ہانک لائے۔ اور اسپر سواری کے واسطے لگے جھگڑنے۔ گالی گلوج مار دہاڑ تک نوبت آ گئی۔ حسن اتفاق سے ایک میونسپل کمشنر آ نکلے۔ آپ نے سمجھوتہ کر دیا کہ باری باری سے سب ایک ایک دفعہ چڑھ لیا کرو۔ دیکھو ہم نے بھی آپس مین یہی انتظام کر لیا ہے۔ اب انتخاب مین کوئی دقت اٹھانی نہین پڑتی۔ اور سب کا شوق پورا ہو جاتا ہے۔

لوکل علیہ الرحمتہ

ہوا بہت تیز و تند چلتی ہے۔ دن کو تو میان آفتاب کی گرمی کے خوف سے ہوا بھی گرم ہو جاتی ہے مگر رات کو اچھی خاصی سردی ہوتی ہے خصوصاً پرسون شب سے۔

ہمارے صوبہ اودھ کی جوڈیشلی بھی عرصے سے متوالے کی پگڑی ہو رہی ہے۔ اب گری تب گری۔ اے۔ اے۔ وہ گری۔ نہین۔ پھر سنبھل گئی۔ اسے میان پھر چلی۔ وہ دیکھو لٹی دستار کا پیچ کھل گیا۔ کسی دفعہ پاؤن مین لپٹ جائیگی پھر تمہین بھی کچھ۔ غرضکہ سر دست تو یہی حالت ہے۔ مگر ایکی دورہ نہایت سخت معلوم ہوتا ہے عدالت کیا ہے بڑھاپے کا دانت ہے۔ درد ہوا۔ پانی لگا۔ مسوڑے سوجے۔ جنبش محسوس ہوئی جنمہے شکایت جاتی رہی۔ آ لیجیے پھر وہی ٹیس رہی درد۔ وہی ورم۔ آخر یونہین ہوتے ہوتے ایکدفعہ منہ دہونے مین گلوری یا کہانا کہانے مین دندان مبارک کہٹ سے آ رہے بس یہی ایکدن اسکا حال بھی ہونا ہے۔ الہ آباد ہائیکورٹ نے دانت ہی ایسا لگایا ہے جتنے دن گھسٹم گھسٹ چل جائے غنیمت جانو۔ بقول شخصے حکم تو شبرات مین ہو گیا ہے۔ صرف کاغذ فرشتون کو نہین ملتا۔

سابق مین مدھے گنج کی سلوانی نائن کے مرنے کا حال لکھا گیا تھا اب ہمارے ہمعصر اودھ اخبار یون تصحیح فرماتے ہین کہ کسی نے اسے مارا وارا نہین وہ خود ہی مر گئی۔ اور پولیس نے حالات دریافت کرکے پنچایت نامہ مرتب کیا اور اسکے بھتیجے سوامی دیال کو بلاکے حسب وصیت نامہ اس کا مال اس کو حوالہ کیا

میونسپلٹی کا انتخاب ہو گیا۔ کہتے ہین اس دفعہ چہل پہل کم تھی۔ مقابلے پر غنڈے ہی لوگ نہ تھے۔

ہیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم دھند ۔ جالا ۔ پروال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سیل ۔ سرخی ۔ ابتدائی موتیا بند ۔ ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی ۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص ممیرا فی ماشہ بیس روپیہ مصری کا سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی اور جعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ۔ المشتہر پروفیسر ستیا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار ستیا سنگھ صاحب نے بنایا ہوا ہے خود بہت سے بیمارون پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اسبات کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت مفید ہے اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین ان لوگون کو جنکی آنکھونمین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بہت زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح سے مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند ۔ غبار ۔ خارش ۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی اور دیسی سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اسقدر سستے دامون مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے میری رائے ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح آنکھ کی بیماریون سے نجات حاصل کرین ۔ راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور ۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ ۔ آپ کے ہیرے کا سفید سرمہ چند تولہ طلب کرکے بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا ابتدائی دھند ۔ جالا ۔ سوزش ۔ پھولا ۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ جو مفید ہے وی ۔ پی ارسال فرما کر ممنون فرمائیے ۔ راقم ۔ ڈاکٹر شیو دت رام ویدیہ انچارج ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب ۔ سلام نیاز ۔ ہیرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجاے کم ہے حقیقت میں آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی ۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا ۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تھین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تھی ۔ پردہ کا اوپر کا حصہ گوشت مین سخت نقصان تھا ۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا ۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید ہیرا قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین ۔ راقم ڈاکٹر شیخ الٰہی بخش صاحب پنشنر ۔ ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر ۔

(۴) جناب پروفیسر سردار ستیا سنگھ صاحب تسلیم ۔ مین نے آپکے ہیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند ۔ دھند ۔ پھولا ۔ ناخنہ ۔ آنکھ نمین ۔ تم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے ۔ ان مریضون نے آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تھی ویسا ہی آنکھون مین مفید اور تیر بہدف پایا گیا ہے میں آپکا سرمہ شکریہ کو نہین بہ سبب اسکا نہ جاتے [illegible]

ہر گاؤن کی نمبر وار کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو ہمیشہ خیر سے یاد کرے ۔ براہ مہربانی ایک تولہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلے وی ۔ پی ۔ پوسٹ بھیجدین ۔ راقم ۔ ڈاکٹر چودھری امیر خان العصاب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان ۔

(۵) جناب پروفیسر ستیا سنگھ صاحب ۔ تسلیم ۔ مین نے آپکے ہیرے کا سفید سرمہ کا اسنگ ڈاکٹرا استعمال کیا ۔ حد درجہ کا فائدہ ہوا ایک کو صحت کلی حاصل ہوگئی ۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بصارت کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے ۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے ۔ راقم مہاراج کنور جیپال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجھگوان اودھ ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا ۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین ماہ [illegible] ۱۹۰۶ء کو جمع کیا گیا ہے ۔

المشتہر پروفیسر ستیا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

پروفیسر شہباز کے رنگین خیالات

بہار کی آمد آمد

(۱) لیل و نہار کی آمد

عجب فضا ہے نویدِ [illegible] آ رہی ہے!
سنت آ چکا ہے۔ بہار آ رہی ہے!
جلو مین لیے نوح رومی و زنگی
دو رنگی لیل و نہار آ رہی ہے
شعاعون سے دن زر فشان بن رہا ہے
ستارون سے شب زرنگار آ رہی ہے
نہین دھوپ۔ سوئے خلیل زمانہ
لیے تازہ گلزار نار آ رہی ہے
کہان چاندنی روح افروز رحمت
سوئے بندۂ شرمسار آ رہی ہے
جو اوڑھے ہوئے چاندنی کا دوپٹا
اُدھر کا کل تاب دار آ رہی ہے
اِدھر دھوپ کا بر مین جھمکائے سایہ
رُخ افروزی گل عذار آ رہی ہے
نہین شام شانون سے لیکر قدم تک
بکھرتی ہوئی زلفِ یار آ رہی ہے
نہین صبح۔ حُسنِ تبسم کی سُرخی
نکھرتی سوئے گل عذار آ رہی ہے
بدلتی ہوئی بھیس شام و سحر کا
یہ خود قدرتِ کردگار آ رہی ہے
شباب آ رہا ہے وہ پیر فلک کا
خزان جا رہی ہے۔ بہار آ رہی ہے
وہ روئے زمین ہے کہ با این نقاہت
جھکی گردنِ روزگار آ رہی ہے!

(۲) باغ کی بہار

سُناتی ہے بُلبل چمن مین یہ چہک کر
کوئی پھول سی گل عذار آ رہی ہے
دکھانے کو یارون کو پنجے حنائی
لچکتی وہ شاخِ چنار آ رہی ہے
اُبھرنے کو ہے جلد انارون کا جوبن
جوانی پہ شاخِ انار آ رہی ہے
عجب لطف سے باغ مین نکہتِ گل
نسیم و صبا پر سوار آ رہی ہے
ہوا سے کہین زلفِ سنبل بکھر کر
خطِ کی طرح مشکبار آ رہی ہے
کہین آبِ شبنم سے سوسن نکھر کر
کُھتن وار عنبر نثار آ رہی ہے
چھپائی ہین نرگس نے آنکھین کہ اسکو
بہت لذتِ انتظار آ رہی ہے
نہین ہے یہ سورج مکھی کوئی شاہد
بغل مین دبائے ستار آ رہی ہے
کرن چپکے چپکے وہ سورج کی اُس پہ
چڑھانے کو سونے کی تار آ رہی ہے
رہے گی بہت نوک جھوک آبلون سے
جنون باغ مین نوکِ خار آ رہی ہے

(۳) چڑیون کی بہار

عجب ٹھاٹھ سے وہ گلے سے لگا کے
لیے سے کو صوتِ ہزار آ رہی ہے
اکڑتی ہوئی پھر طاؤس [illegible]
خود آرائی تاجدار آ رہی ہے
چمن گونج اُٹھے گا حق سرہ [illegible]
چلی قمریون کی قطار آ رہی ہے
نہین دُور وہ دن کہ کانون مین گل کے
پیا پیے وہ پی کی پکار آ رہی ہے
اِدھر جا رہا ہے پپیہا جو مضطر
اُدھر کو کلا بے قرار آ رہی ہے
اُدھر چھیڑ ہے بانسلی سی سُناتی
اُدھر کوک دا بے ستار آ رہی ہے

(۴) خواہشون کی بہار

نئی روح چنکنے کو ہے جان۔ تن مین
نئی زندگی جسم زار آ رہی ہے
اُمنگون کے قالب مین دل مین تمنا
بہت آ رہی۔ بے شمار آ رہی ہے
ٹپکنے کو ہے رال شبنم کی گل پہ
منہی گل کو بے اختیار آ رہی ہے

(۵) مے نوشیدن کی بہار

چھلکنے کو ہے صبح گل کی گلابی
وہ شبنم کی مے بے خمار آ رہی ہے
گرانے کو خرمن پہ تقوے کی بجلی
ہوا پہ گھٹا برق وار آ رہی ہے
سوئے میکدہ سرخ پگڑی کے لیپن
گرو ہونے کو اک [illegible] آ رہی ہے
مشیخت پہ جھکنے کو ہے مے فروشی
ارادت اگر بادہ خوار آ رہی ہے

(۶) سواری کی بہار

مشغلۂ نوروز

نئی مستی ہین - نئے حوصلے
آشنائیان نئی ہین نئے ولولے
کساروں مین ٹھٹیان بجائیں ٹہرک
گنسین جھٹیوں مین پہنین بیدھڑک
کرے کوئی چین چپ ایسے کوئی چون
ارے ہم کرین دختِ رز کا خون
یہانتک ہین نشہ کی باتین جناب
کہان کی گزک اور کہان کی شراب
شراب محبت کے سائل ہین رند
نشیلی نگاہون پہ مائل ہین رند
برانڈی نہ وسکی نہ رم چاہیے
فقط اک نگاہِ کرم چاہیے
زمانہ ہے تہذیب کا آج کل
جو گرتا ہو کمرہ پہ اس سے سنبھل
بخیر ست انجام ہر کار خیر
نہ چینٹ زسیلاب و دیوار خیر
راقم - ا-ع-ش-شاہ آباد-ہردوئی-

میکشو ابکی تو رنگ ایسا جمایا چاہیے
واعظ آئین بھٹیو پہ بولیان گا تو ہونے

ہولی کا زمانہ - بہار کا عالم - لہو مین جوش
ہو لنے پہلنے کے دن - بہار کی ٹھنڈی ٹھنڈی
ہوائین دماغ مین جو سمائین تو پھر کچھ نہ پوچھیے
نیل کا ماشہ جو بگڑتا ہے تو ایک سرے سے
سب کے سب پاگل ہو گئے - اور لگے ارارا کبیر

اڑانے - اور توا ور مرزائی - وہ ہوتی کے
دیکھا دیکھی ہمارے شہر کی رنڈیون کے
دماغون مین بھی وحشت جاگسی - اب
کیا تھا - لگین رنگین آوازے گانے -

گل چہرہ سے لالون لال ہو جائے
قامت سے شجر نہال ہو جائے

اور کمرہ کا دروازہ کھول سینۂ ابھارے
کرسی پروٹ کر لگین آنے والون پر پچکاریان
مارنے - رنگون کی کچھ نہ پوچھیے - طرح طرح کا
رنگ تیار - جہان سب کچھ ہے وہان وہ تین
اگالدان لبالب لہرین لے رہے ہین -
آنکھین چڑھی ہوئین - سر پہ ہتنا سوار - تاک
مین بیٹھی ہین - جو آیا پچکاری لیکر دن سے
مارہی تو دی - وہ جو بڑی آدمی کو شیطان
کی صورت بہاگنا پڑا - ایک آدھ قل اعوذیے
کشتہ لاتے جو پان چباتے پیک تھوکتے
دیکھ کر ۵

ہم منہ کو دیکھ دیکھ کے رہ جائین بانصیب
لوٹے اگالدان فراس اگال کا

یہ فقرہ دیا تو غضب آگیا - اپنے ساتھ اورون
کو بھی لے ڈوبا - بی صاحبہ سبلا اوسے کر
جو اگالدان الٹ دیتی ہین تو ایک نورونی
صاحب اور انکے ساتھ اوپر راہگیر بھی لت پت
چارون طرف سے تالیان پٹنے لگین - ۶

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

غرض شرمندہ چھپتے ہوئے راستہ کاٹ کسی
گلی مین ہو رہے - جب راستہ بند ہوا تو ایک بولین
اے بہن فلانی چلو پیدل چوک کی گشت ہو
تو رنگ کھیلنے کا مزہ بھی ملے - ایک اور بولین
اے ہان بہن چلو سب ملکر فلانی کے یہان
چلین راہ مین جو کوئی آجاے دیکھ بھال
لین - لیجیے مشکین گھڑے ساتھ لے کر
بھیگی مرغیان ڈربون سے نکل پڑین - اچھا
تماشہ - بانکا ترچھا - جوان بوڑھا - جو سامنے آیا
رواں - لینا لینا - وہ بھاگ دوڑ - بہاگا بے غرض

رنگ مین بھگویا - آوازے کسے قہقہے اڑائے
اسی طوفان بے تمیزی مین ایک آدھ پوربیے
کانسٹبل نے جو غول مین گھس پیٹھ کے -
تماشا دیکھون - کا ہماسون اک بولی دو کام
جو بن عناویت بہرت ہے - ساری بیدام
تہرر ار ا کبیر - ارارا کبیر
گلبدن کا لنگا چھینے لہنگا چھینے توٹیدار ہے
تمکا چھینے ... اور ... جھیے دار ہے
کہر میلو کر سمن جاری کری
ارارا کبیر

الا پنا شروع کیا - تو پھر بیچاریان ڈربون مین گھس
رہین - یہ تو شاہدان بازاری کا حال تہا - ابکی
کیفیت سنیے جنکے واسطے ہولی تصنیف ہوئی
ہے - بعض لالہ لوگ سب سے زیادہ مزے
مین ہین - ٹھرا چڑھائے گفتگو کر رہے ہین -
درمشقوق مین - کورنش - توجہات - آپ کی ذات
فائض البرکات کی توجہات گوناگون سے ہوئی ہے
متبرک تیوہار کی رونق ہے و... اب تو کوئی تخلص
باقی نہین جو تنگیر ہوے کے ملیے - لے آپ انکے
دائرہ بطور رنگ چکھی ملاحظہ و مطالعہ کرین غرض
شراب آئی کجی پچکی اڑنے لگی - جب خوب نشہ
تیز ہوا - تو ایک صاحب بولے سینو شفقاہما
ایک تہریا نور چشمی نے ایدون آپکے مخلص یکقطعہ
تاریخ کہی آپ لوگون کی سمع خراشی تو ہوئی مگر آپ
ملاحظہ ضرور کرین - اب ہم عرض کری اور آپ
لوگ گوشزد کرین - ۵
اک تہریا یان ہتی مخلص ہمار

جب سنی اُنکے حمل اک ٹک گگو
کاکی اب مشفق من تم سے ہم
سُن کے ہمکا کتنی خرسندی بھیو
قبل ہولی وا دطفلی رشک حور
رام دارکی ہر جگہہ عزت رکھیو
وقت مین ایسے کمسن غمزہ سبت
اور مہتاری کا اپنے دُکھہ دیو
اُن کی مہتاری جو رونی پھوٹ پھوٹ
ناؤ ندی جل گنگو دریا بہیو
حال ابہکا سُن کے اب ہم کاکہی
سوختہ خاطر یہ جو ملد سہیو
یون کہت ہم سے رہی یک خادمہ
بعد شش گذشتہ کے پھر پیدا بہیو
سال انگریزی کا آجا تب خیال
ویسے ہی ہاتف نے ہم سے یون کہیو
تم دوانے ہو کہت کا ہے نہین
عمر وسن غیر محمدی رہیو
آپ تو اس شعر فرمائین کہ اگر کوئی شاعر
سُنے تو سوگند جھادیو و علم قسم ٹنہ باسے کے
رہجاے۔ تعریف کرتے کرتے سکب
کھڑے ہو گئے۔ کوئی دہم سے گرا جس رُخ
گرا پڑا رہا۔ ایک صاحب خوش علاقہ
ہو کر چلے۔ پیر کا نپا گر پڑے۔ اُٹھانے والا
کون تہا۔ پڑے رہے۔ اتنے مین کچھہ تہانے
کے پیادے دو چار گنوارون کو لیے ڈہول
مجیرے بجاتے۔ کبیر اُڑاتے شاہراہ عام مین

نحش بکتے۔ تعزیرات ہندکی دفعات سے
نڈر آپہونچے۔ اس دھماچوکڑی کی آواز
سُنکر شہری نہ ہو لوٹے پر چڑہ آئے گنج
اب کیا تہا ان کو دیکھہ کر لگے کبیر اُڑانے

ارا ررا کبیر

——— تو نہ ہمکا گرمی ہو
اگیا لیکر ۔ کہت ہو یہ سنیے کی جو ...
جہرا را کبیر جہرا ررا کبیر

یہ رنگ دیکھہ کر کب جی ماننے والا
تہا۔ دو چار لوٹے رنگ کے لوٹے پر سے
پھینکے۔ اور نگین تہر کنے

بانکے نینان لڑاؤ میان چپراسی
لالہ پیچھے پڑے متوا سے
تم اُٹریا پہ آؤ چپراسی میان

بندہ یہ رنگ دیکھہ کر وہان سے جو اُڑنچو ہوا
تو ایک عاشق مزاج کے پاس آ دہمکا۔
انکی عجب کیفیت پائی۔ ہجر صنم مین دونون
ہاتہون سے دل سنبہالے حسرت بہری
نگاہ سے سُوے در تاک رہے ہین کبہی
ایک آدہ شعر جو یاد آجاتا ہے تو پڑھ دیتے
ہین۔ ؎

کس شوخ یہ ہے مرے گل پیرہن کا رنگ
پھیکا ہے جسکے سامنے سارے چمن کا رنگ

یہان طبیعت نہ جمی۔ یہان سے جو چلے تو
سیدھے پہونچے کہان مولویون کے جمگھٹ مین۔ یہان
اس سے بہی حارا پس صحبت پائی۔ نہ رنگ
ہے نہ پچکاریان ہین۔ سب کے عوض مین
ایک صاحب سرگھٹائے بڑی سی
داڑھی لٹکائے فرما
رہے ہین۔ ؎

چہار چیز حرام ست حسب حکم خدا ہے
غنا شنیدن و وزدی و میکشی و زنا ہے

مگر قوالی مع طبلہ ڈہول ستار درست ہے
باقی سب حرام مطلق۔ یہ سُن کے انکے تو
کے حواس جاتے رہے۔ سب جلسہ تماشا

چہوڑ مولوی صاحب کے افیونیون کی صحبت
کے واسطے گہر کتاب دیکھنے چلے آئے۔
یار زندہ صحبت باقی۔ سال آئندہ دیکھا
جائے گا۔

راقم۔ م۔ ب۔ علیہ الرحمت۔

مبارکباد باشد

جب سے ہے گلال اُڑانیکا شوق
تیرے شہید ناز کا لایا غبار رنگ

ڈیر پنچ۔ گلال اور عبیر کو تو بالاے
طاق رکھیے۔ ہولی دیوالی سے ہم کو آپ کو
کیا کام مگر شیرینی۔ انڈے۔ سنتو۔ خشخاش رنگین
ترکاریان۔ فواکہ۔ پلاؤ۔ زردہ۔ یاقوتی
کباب۔ کنگہا۔ آئنہ۔ الابلا منگوا سیے۔
کاغذ کے پہول تشتریون اور پلیٹون کے موافق
بنوائیے۔ گلاب پاش مین کیوڑا گلاب
بہریے۔ دسترخوان چنیے۔ ایک طرف دس
پانچ پنکہے بہی رکہدیجے۔ اور نذر دلوایئے
کہ مرزا نوروز خان بہادر تشریف لائے ہین
اور اس طرح آئے ہین کہ ان کی بڑی باجی
بی ہولی خانم بہی دُم کے ساتہہ ہی ساتہہ
ہین۔ لیجیے طرح طرح کے کہانے مٹہائیان
نوش کیجیے۔ عطر لگا کر ہنستے کہیلتے باہر نکلیے
دوستون سے عید ملیے۔ پچکاریون مین
رنگ بہر بہر کے دن بہر پہینکیے اور رات کو
بن ٹہن کر تفریح کو نکلیے۔ کسی کمرے پر ناچ
دیکہیے۔ مزے اُڑائیے۔ کہ حقیقت مین لطف
زندگی یہی ہے۔ بقول کسی کے ؎

گل بے رُخ یار خوش نباشد
بے بادہ بہار خوش نباشد

مگر مشکل یہ ہے کہ اس مرتبہ نوروز اور ہولی
کی خوشی کچھہ پہیکی پہیکی نظر آتی ہے۔ منجمون نے
عقیق مین جان کر دی ہے۔ وہ
پل باندھے ہین کہ خدا کی پناہ۔ افواہون کا

بازار گرم کر رکھا ہے۔ خیالی پلاؤ پکا پکا کے بھیجا پکا ڈالا ہے۔ ایسی ایسی بلند پروازیان کر رہے ہین کہ آسمان سے بھی دس پانچ ہاتھ اونچے جا رہے ہین۔

ایک صاحب تجویز فرماتے ہین کہ وہ ستارہ جسکو کبھی کبھی ایک دُم عطا ہوا کی ہے اس مرتبہ چھ سات دنمین ایک جلوہ کریگا دھوئے کی دُم مین منداہ اس مرتبہ دُنیا مین ہل چل مچ جائے گی۔ سطح فلکی پر چھ سات جھاڑوؤن سے صفائی ہوگی۔ تمام کوڑا کرکٹ اہل عالم خصوصاً انڈیا والون پر پھینک دیا جائے گا۔ مٹے ہوؤن کی اور بھی مٹی خراب ہو جائے گی۔ لوگ مٹی اور کوڑے مین ریگ ماہی کی طرح اُچکتے اور کودتے پھرینگے

دوسرے صاحب نے جو دیکھا کہ پہلے افیسری کا پورا کام یار لوگ اُڑائے لیے جاتے ہین گھبرا کر آبپاشی پر جا پڑے۔ اور کہنے لگے کہ اس مرتبہ اہل دُنیا کی کشتی حیات طوفان عظیم مین مبتلا ہونے والی ہے طوفان نوح کا سمان نظر آئے گا۔ بُرج آبی اور خاکی وغیرہ کے قلابے ملجائینگے۔

یون تو بات بات مین طوفان اُٹھا کرتا ہے بقول حضرت امیر مرحوم ؎

اسقدر رویا کہ اشکون سے مرے طوفان ہوا
قطرے آخر جمع ہوتے ہوتے دریا ہو گئے

مگر معلوم نہین کہ یہ طوفان کسی بڑھیا کے تنور سے برآمد ہوگا یا منجمون کے خانۂ مبارک سے غرضکہ اس مرتبہ افلاک پر صفائی اور چھڑکاؤ کا معقول سامان ہوگا۔ اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ جب سے افلاک بنائے گئے ہین آج تک صفائی نہین ہوئی ہے حقیقت مین کوڑا بے انتہا جمع ہو گیا ہوگا۔ اور بھی کا طاعون دیکھ دیکھ کے ساکنان سپہر گھبرا گئے ہونگے۔ کیونکہ ڈاکٹرون کا قول ہے کہ کوڑے ہی سے طاعون پیدا ہوتا ہے۔ لہذا صفائی ضرور ہے۔

خیر صاحب۔ صفائی ہو یا چھڑکاؤ۔ ہم خوش ہمارا خدا خوش چشم ما روشن دل ما شاد مگر ہم وہ شخص نہین کہ ایسے تلاطم مین اپاہج بنکر گھر مین بیٹھے رہین اور ؎

نہ ہلد نہ ملند نہ جنبد زجاے

کا مصداق ہو جائین۔ بلکہ ہم سوچے بیٹھے ہین کہ سب سے پہلے کوہ ہمالیہ پر جو صاحب تشریف فرما ہون گے وہ اینجانب علیہ الرحمۃ ہین۔ کیونکہ دُنیا مین سب سے اونچا وہی مقام ہے۔ ادہر کوڑا آگرتے دیکھا اور دامن کوہ مین چھپ رہے۔ اور ادہر طوفان اُٹھتے دیکھا اور پہاڑ کی چوٹی پر اُچک کر جا بیٹھے۔ اب اگر طوفان نے زیادہ سر اُٹھایا اور ہم تک پہونچگیا تو اُس کا بھی علاج سُنیے کہ یہ تو یقین ہے کہ ستارۂ مذکور کی چھ سات دنون مین سے ایک نہ ایک دُم کوہ مذکور تک فرور لٹک کر آجائیگی بس بندہ اُسی دُم کے سہارے بھانمتی کا تماشا کرتا ہوا افلاک تک پہونچ جائے گا ساکنان افلاک کو سرکس کا اشتیاق پیدا ہوگا۔ ہر طرف میری آمد آمد اور تواضع کی دہوم مچ جائے گی پس مجکو تو ان سب باتون کا کچھ اندیشہ نہین۔ ہان اگر ہے تو اسی قدر کہ ایسا نہ ہو یہ طوفان جو تمیزی کلکتہ سے برآمد ہو۔ اور سمندر بیگ کی دختر ناکتخدا بہاکر تی جوش مین آجائین تو بنگالی بیچارون کو جو طاعون کے خوف سے دہوتیان سنبھال رہے ہین بہاگتے بہوت کی لنگوٹی بھی نہ ہاتھ آسکے۔ جیسے دیکھیے غریق آب یا عرق انفعال مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک طرف مچھلیان دوڑ رہی ہین اور دوسری طرف یہ بیچارے عالم آب مین جھنگڑیون کی طرح بہاگے جاتے ہین۔ سچ تو یہ ہے کہ منجمون کا قول محض فضول اور یہ سال نہایت معقول ہے۔ دیکھیے گا کہ طاعون واعون سب کافور ہو جائے گا۔ ہر طرف فرحت و سرور کے ڈنکے بجین گے اور کیون نہ ہو کہ اول تو ہمارے جدید ویسرا لارڈ کرزن بالقابہ صفائی کا بیڑا اوٹھائے ہوئے ہین۔ اُس کے سوا خود حضرت نوروز بھی اس مرتبہ اسی خیال سے خوک پر سوار ہو کے تشریف لائے ہین اور خوک بھی اتنا بڑا کہ جس کا مُنہ مغرب مین اور دُم مشرق مین ہے پس ادہر غلاظت برآمد ہوئی کہ خود بخود عمر عیار کی زنبیل مین داخل ہو گئی۔ نہ غلاظت ہوگی نہ طاعون ہوگا۔

اور اگر شاید منجمون کے قول کے موافق کسی وقت مین طوفان نہین تو طوفان کا بچہ یا نمونہ ہی سہی بر آمد بھی ہوا تو یہ کب نہین ہوتا اور اسکے لیے پیش از مرگ واویلا کرنا چہ معنی دارد اسوقت تو روز منالین پھر آگے دیکھا جائیگا۔

راقم

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

انڈیا برج - کلکتہ۔

پیشینگوئی

این! یہ پیشینگوئی کی اچھی کہی۔ کیون نہو سال دو سال سے کیا بہت دنون سے لوگون کو یہی خبط ہو گیا ہے کہ بیٹھے بٹھائے جب دل مین اُمنگ آئی جھٹ سے ایک پیشینگوئی

کروی۔ اور یا رہ یہ ہندوستانی بھی عجیب بھلے مانس ہین کہ ایسے سادے نرل قانیون کو حالانکہ سراسر لغو اور مبنی بر شعبدہ بازی پاتے ہین مگر خدا ان کا بھلا کرے کسی کو بے ایمان اور معتبر سمجھنا انہین آتا ہی نہین۔ جو پیشینگوئی سُنین یا پڑھین اگر اُس مین پورا یقین نہین تو گمان غالب ضرور ہو جاے شاید آپ بھی اس پیشینگوئی کے ذریعہ سے پانچوین سوارون مین ملنا چاہتے ہین اور لوگون کو معتقد بنانے اور اپنے تئین جوتشی پنڈت یا ماہر اسرار غیب مشہور کرنے کا اچھا ڈھنگ نکالا ہے۔

جی نہین کہین اس دہوکے مین بھی نہ رہیے گا یہ اُن پیشینگوئیون مین نہین ہے جن سے ۱۸۹۹ء مین دنیا کا خاتمہ یا فلان سال مین یورپ کے ایک سب سے بڑے بادشاہ کا مرنا۔ یا فلان روز ایک ایسے زلزلے کا آنا جس کی اطلاع بنارس سے فلان مندر مین ہوئی ہو یا فلان وقت تک پنڈت لیکھراج کا قتل ہو جانا وغیرہ وغیرہ ایجاب کی پیشینگوئی کچھ ایسی ویسی سمجھیے ہیچ نہ ہو تو کچھ بدتے ہین۔ یہ الہام سے الہام۔ سُنیے بہت دور نہین اسی ہفتہ مین صرف اسی ملک کے اندر ایک عظیم طوفان بے تمیزی آنے والا ہے۔ واقعات اور علامات یہ ہین۔

بتاریخ ۲۶- مارچ ۱۸۹۹ء بروز یکشنبہ بوقت شب ۱۱ بجکر ۲ منٹ کے بعد شہر۔ قصبہ قصبہ۔ گانون گانون اور بڑے بڑے شہرون کے محلہ محلہ مین لوگ بڑی بڑی آگ جلادین گے اور اُسی وقت سے ڈہول بجا بجا کر چیخنا اور شور مچانا شروع کرین گے۔ دوسرے روز صبح پانی کیچڑ دہول۔ مٹی۔ رنگ۔ کاجل ایک دوسرے پر ڈالین گے۔ گروہ بنا بنا کر شور مچاتے زور زور سے گاتے ہوئے نکلین گے فحش و نو دستانہ کلمات آزادانہ بکین گے اور اس کل توحش کی وجہ یہ ہوگی کہ ایک شیشہ کا دیو اور سبز رنگ کا بہوت اپنا آسیب کرے گا۔ اور یہ لوگ قریب قریب پاگل ہو جائین گے۔ اور کچھ عرصہ کے واسطے اُتو بنا رہنا اپنا فخر سمجھین گے کوہ آبکاری سے ایک بڑا دریا جوش مین آوے گا۔ اور اُس کی لہرین بہت سے لوگ غوطہ کہاتے ہوئے ڈوبین اُچھلین گے۔ شرفا اور تعلیم یافتہ لوگ لباس بدل بدلکر احباب و اقارب سے بغلگیر ہون گے دعوتین کرین گے۔ رؤسائے اہل دول بی جہم جہم جان کا ناچ کرائین گے ہنود مین کوئی بھی گھر نہ ہوگا جہان حلوائے لذیذ اور طعام ہائے لذیذ تیار نہ ہون۔ اس طوفان بے تمیزی مین وہ اعلی فلاسفرانہ اصول اور گہری مصلحت جسپر عقلائے ہنود نے تہوار دن کو قائم کیا ہے بالکل خبط ہو جاے گا اور اگر کوئی ہم سے دریافت کرے گا تو ہم اُن کی علت غائی اور حکیمانہ اصول بھی عرض کرنے کی کوشش کرین گے۔ اور نیز اس طوفان کے خوف کے مارے تمام سرکاری کچہریان اور دفاتر ایک روز قبل سے بند ہو جائین گے ایک روز بعد تک بند رہین گے۔ لہذا ڈیر پنچ آپ او۔ آپ کے ناظرین کو خیرخواہانہ متنبہ کیا جاتا ہے کہ جلد وا سے دیو اور بہوت و اسے سبز بہوت اور شیشہ والی پری اور ڈیٹی تیجون چہری سے محفوظ رہنے کا معقول انتظام کرلین۔

راقم

جوتش نجوم اور اسٹرالوجی جاننے والا
لقلم ہ۔پ۔ شرلو استوبہ ایٹہ

حجام اور اُسکا قول

ایک نائی نے لوٹ کھسوٹ جوڑ کے کہین ایک اشرفی جمع کرلی تھی۔ ہر وقت کمر مین رکھتا اور جہان جاتا کہتا ور آدمی کو چاہیے کچھ اپنے پاس ضرور رکھا کرے۔ ایک دن کی بات تھی میان خلیفہ جب اصلاح بنانے بیٹھے تو انھون نے کسی ضروری کام کو بھیجدیا اور تھیل کے اشرفی نکال لی۔ میان حجام آئے اور بنا کے چلے گئے گھر پر جا کر دیکھا۔ اشرفی ندارد۔ اُس دن سے جہان جاتے یہی کہتے ”میان دنیا مین کسی کا اعتبار نہین“ یہی حال بعض انگریزی اخبارون کا آج کل ہے۔ اب تک سلطان کے ترکی لینے کا انتظام اچہا تھا بعض متانی فضول شکایت کرتے تھے۔ لیکن جب سے اس کی حرکت ایک بیم صاحب اسکے ہاتھون سخت تکلیف پہونچی پس اب ترکی لینے کا بہت برا بالکل واہیات انتظام نہایت سخت آفت فضول ہے ہیچ ہے جسپر پڑتی ہے وہی خوب جانتا ہے۔

لوکل علیہ الرحمتہ

حضور لفٹنٹ گورنر بہادر ۔۔۔ کو وقت شب تشریف لائے۔ ۔۔۔ ۱۰- اپریل ۱۸۹۹ء تک قیام ہوگا اسکے بعد نینی تال تشریف لے جائین گے۔ آجکل یہ تعلقہ دارون کا گروہ شہر مین تشریف فرما ہے ۔۔۔ مین آج جمعرات کو جلسہ ہوگا امید ۔۔۔

ہمارے شہر کے ڈپٹی ۔۔۔ رخصت ہوکر ولایت تشریف لے گئے۔ آپ کا زمانہ حکومت بھی ۔۔۔ تمام سے تھا۔ ہر طرح کے انتظام عاملانہ و غیر عاملانہ مین سلامت روی احتیاط۔ سہولت۔ معدلت۔ بالخلعت نظر رہی۔

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریز ڈاکٹر ان میڈیکل کالج کے پروفیسران نامور ڈاکٹر دان۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ لیڈی ڈاکٹروں نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دھند۔ جالا۔ پردال غبار۔ پھولا سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلے قسم فی تولہ مبلغ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ پانچ روپیہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی اور جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر ہریا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے	تازہ سندات

(۱) مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار ہریا سنگھ صاحب نے بنایا ہے خود اور بہت سے بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ یہ نادر میرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھونکی تمام بیماریونکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے مین نے اپنے تجربہ مین آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہین دیکھا مین التماس کرتا ہون لوگون کو جنکی آنکھون مین ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے بلاشبہ اسکے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہون ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ ہے آپ نے اسقدر سستے داموں مین یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ مین ہونا محال ہے۔ ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے سفید سرمہ سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائین اور ہر طرح کی بیماریون سے نجات حاصل کرین۔ راقم ڈاکٹر پنڈت گنگا رام صاحب ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپ کے میرے کا سفید سرمہ جو بذریعہ وی پی طلب کیا تھا بہت سے مریضون پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند۔ جالا۔ سوزش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر شودت رام نویسندہ اخبار و ڈسپنسری پوکرن (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب۔ سلام نیاز۔ میرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجائے کم ہے مین نے آجتک آنکھونکی بیماریونکے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہین دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھین بباعث زہر آتشک عرصہ دس سال سے بے نور ہوگئی تہین صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ مین موجود تہی۔ پردہ کا نیا اور الٹرس کوٹ مین سخت نقصان تہا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوگیا۔ مہربانی کرکے ایک تولہ سرمہ سفید میرہ و قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائین۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہٰ بخش صاحب پنشنر ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار ہریا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے میرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضون پر استعمال کیا جو کہ موتیابند دھند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھ دکھنے۔ زخم اور غبار کے عارضہ مین مبتلا تھے۔ ان مریضون پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تہی ویسا ہی استعمال مین مفید اور تیر بہدف پایا ہے۔ امید ہے آپکا سرمہ شل لوٹیہ کو مین بذریعہ ڈاکٹر انکی نہ جاتے۔

ہر گاؤن کی نمبرداری کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب آپکے سرمہ سے مستفید ہوکر آپکو دعائے خیر سے یاد کرے براہ مہربانی ایک تولہ میرے کا سفید سرمہ اعلے وی پی پوسٹ بھیجدین۔ راقم۔ ڈاکٹر چودہری امیر خان صاحب میڈیکل انچارج شفاخانہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر ہریا سنگھ صاحب تسلیم۔ مین نے آپکے بنائے ہوئے سفید سرمہ میرے کا سنگوا کر استعمال کیا۔ صد درجہ کا فائدہ ہوا یکا یک صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپکا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے بینائی کو طاقت بخشتا ہے تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے۔ واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہین ہے۔ راقم مہاراج کنور چھیل سنگھ صاحب بہادر ریاست محمکوان اودھ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب ۱۲۰۰۰ بارہ ہزار کے ہین ایک کو بہی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو لاہور کے نیشنل بنک مین مارچ ۱۹۱۰ء کو جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر پروفیسر ہریا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

روئداد کارروائی اجلاس بورڈ آف منیجمنٹ

منعقدہ ۵ - فروری ۱۸۹۹ء بوقت ۸ بجے دن کے پرنسپل ہال محمدن اینگلو اورینٹل کالج علیگڈھ مین۔

ممبران مفصلہ ذیل شریک جلسہ تھے۔

پریسیڈنٹ - محمد فضل اللہ خان صاحب

ممبران حاضر

نواب محسن الملک بہادر - مولوی سید زین العابدین خان صاحب بہادر - بابو جادو چند صاحب چکرورتی - مولوی عباس حسین صاحب - سید عبد الباقی صاحب ایم - اے - میر ولایت حسین صاحب - میرزا عابد علی بیگ صاحب - ایلپنگ اسکوئر - صاحبزادہ آفتاب احمد خان اسکوئر - صاحبزادہ سلطان احمد خان صاحب اسکوئر - تھیوڈور مارلین اسکوئر - سید محمد احمد صاحب - تھیوڈور بیک اسکوئر۔

۱ - مسٹر بیک کی تحریک اور نواب محسن الملک بہادر کی تائید پر باتفاق راے ممبران موجودہ محمد فضل اللہ خان جلسہ کے صدر انجمن منتخب کیے گئے۔

۲ - نواب محسن الملک بہادر نے تحریک کی اور مسٹر بیک اسکوئر نے تائید کی کہ آج کے جلسہ بورڈ کی کارروائی انگریزی مین مسٹر مارلین اور اردو مین سید محمد احمد صاحب لکھین اور یہ تجویز بالاتفاق منظور ہوئی۔

۳ - مسٹر بیک نے پیش کیا اور سید محمد احمد نے تائید کی کہ قواعد و قوانین کالج کے دفعہ ۹۳ (الف) یعنی یہ کہ بورڈ آف منیجمنٹ ٹرسٹیون کی منظوری کے واسطے ایک فنانس کمیٹی مقرر کریگا جس مین بورڈ کے سات ممبر شامل ہونگے وائس آنریری پریسیڈنٹ اور وہ اور اس ایکس آفیشیو ممبران بورڈ جن کی تصریح قاعدہ ۹۳ (ب) مین کی گئی ہے وغیرہ وغیرہ کو عمل مین لانے کی غرض سے مندرجہ ذیل ممبر نامزد کیے جاوین۔

تھیوڈور مارلین اسکوئر - فضل اللہ خان صاحب - صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب - پروفیسر چکرورتی صاحب۔

مسٹر بیک نے اپنی دوران تقریر مین بیان کیا کہ غالباً عرصہ دو سال کے جس کے واسطے ہم مسٹر مارلین کو منتخب کرتے ہین ۱۸۹۹ء مین مسٹر مارلین بحصول رخصت ولایت ہونگے اور ۱۹۰۰ء مین وہ غالباً قائم مقام پرنسپل ہونگے - اور اس لیے اس کمیٹی کے ایکس افیشیو ممبر ہونگے پس مسٹر بیک نے بورڈ سے راے طلب کی کہ آیا بورڈ مسٹر مارلین کی عدم موجودگی مین کوئی قائم مقام ممبر نامزد کرنے کا مجاز ہو سکتا ہے یا نہین۔

مسٹر مارلین نے اثنار مباحثہ مین یہ کہا کہ گو کوئی منتخب ممبر علیگڈھ مین موجود نہ ہو تو اس کے یہ معنے نہین کہ وہ بورڈ کا ممبر نہین رہا اور اس واسطے کوئی عہدہ خالی نہین ہوتا - ترمیم شدہ قوانین و قواعد بورڈ کو سنائے گئے اور یہ امر قرار پایا کہ بورڈ کو فنانس کمیٹی کے ممبرون کے بارہ مین بائیلاز بنانے کا کوئی اختیار نہین۔

مسٹر مارلین نے یہ ترمیم پیش کی جس کی آفتاب احمد خان اسکوئر نے تائید کی کہ بجائے مسٹر مارلین کے نام کے مسٹر بیک کا نام درج کیا جائے اور باقی نام منظور ہون - یہ ترمیم بالاتفاق پاس ہوئی۔

۴ - نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا اور آفتاب احمد خان نے تائید کی کہ سید محمود اسکوئر حسب مراد دفعہ ۹۳ (الف) قواعد و قوانین کالج فنانس کمیٹی کے صدر انجمن مقرر کیے جائین اور یہ تجویز بالاتفاق پاس ہوئی۔

۵ - نواب محسن الملک نے تحریک اور صاحبزادہ سلطان احمد خان اسکوئر نے تائید کی کہ مسٹر بیک فنانس کمیٹی کے سکرٹری مقرر کیے جاوین - سید محمد احمد صاحب نے بھی اس تحریک کی تائید مین گفتگو کی - اور یہ تجویز بالاتفاق پاس ہوئی۔

۶ - آفتاب احمد خانصاحب نے پیش کیا اور میرزا عابد علی بیگ صاحب نے تائید کی کہ بورڈ کی ایک سب کمیٹی ٹرسٹیون کے واسطے بائیلاز بنانے کی غرض سے مقرر کی جاوے تاکہ وہ بائیلاز حسب دفعہ ۱۱۷ (الف) قواعد و قوانین کالج ٹرسٹیون کی منظوری کے واسطے اُنکے روبرو پیش ہون۔

مسٹر بیک نے اس تحریک کی مخالفت کی اس بنا پر کہ یہ امر قرین مصلحت نہین کہ اس قدر جلدی بائیلاز بنائے جائین اور کہا بہتر ہے کہ وقتاً فوقتاً جب ضرورت پیش آئے تو بورڈ اس قسم کی بائیلاز مرتب کرے۔

اسپر سید عبد الباقی صاحب نے کہا کہ مطابق دفعہ ۱۲۲ قواعد و قوانین کالج روزمرہ کا کام جاری رکھنے کی جہت سے بعض بائیلاز کی اشد ضرورت ہے اور ہر قسم کے روپیہ کی ادائگی بالکل بند ہو جاے گی - اگر وہ بائیلاز نہ پاس کیے جاوینگے۔

مسٹر مارلین نے یہ کہا کہ بورڈ مجاز ہے کہ وہ بالفعل اس قسم کے بائیلاز بنائے جسکی اشد ضرورت ہے - اور باقی سب کمیٹی بسہولیت مرتب کریگی۔

اس لیے آفتاب احمد خانصاحب نے اپنی تجویز کو مفصلہ ذیل الفاظ مین ترمیم کرنے کی اجازت طلب کی کہ ایک سب کمیٹی اس امر کے غور کرنے کے واسطے مقرر کی جاوے کہ آیا بائیلاز بنانے مناسب ہین یا نہین تاکہ بورڈ اپنے جملہ فرایض ادا کر سکے اور اگر ضرورت ہو تو سب کمیٹی بائیلاز تیار کرے اور وہ بورڈ کے روبرو غور کرنے کے واسطے پیش ہون۔

اس ترمیم شدہ تجویز میرزا عابد علی بیگ صاحب نے بھی تائید کی اور وہ پاس ہوئی۔

۷ - آفتاب احمد خانصاحب نے تحریک اور

اس پر صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے تائید کی کہ سب
کمیٹی متذکرہ بالا بجز ممبران مندرجہ ذیل
اشخاص کے ہون۔ نواب محسن الملک بہادر۔
پروفیسر چکرورتی۔ مسٹر ماریسن۔ مسٹر بیک۔
صاحبزادہ آفتاب احمد خان۔ مولوی زین العابدین
صاحب نے یہ ترمیم پیش کی اور پروفیسر چکرورتی
نے اسکی تائید کی کہ سب کمیٹی کے ممبرون کی
تعداد کم ہونی چاہیے اور مسٹر بیک اور پروفیسر
چکرورتی کے نام نکالدیے جاوین۔

اس ترمیم کے متعلق صرف دو ممبرون نے
اتفاق کیا اور گیارہ ممبرون نے اختلاف اسلیے
بلحاظ کثرت رائے اصلی تجویز پاس ہوئی

مرزا عابد علی بیگ صاحب نے
بورڈ سے درخواست کی کہ وہ مندرجہ ذیل
مسئلہ کو طے کرے کہ آیا کالج کے حسابات
انگریزی مین رہین گے یا اردو مین۔

نواب محسن الملک بہادر نے کہا کہ اس
سوال کا جواب خود ٹرسٹی دے چکے ہین اور
سید صاحب کے زمانہ مین ٹرسٹیون نے یہ
فیصلہ کیا تھا کہ حساب کی کتابین اردو مین
رہنی چاہئین اور اگر ضرورت ہو تو انگریزی
مین بھی رہین۔

اسپر مسٹر بیک نے کہا کہ فقط اس امر کی
خاطر کہ ٹرسٹی کالج کی مالی حالت کو سمجھ سکین
یہ امر ضروری نہین کہ حساب کی تمام کتابین
اردو مین لکھی جاوین۔ مثلاً وہ کتابین جنمین
طلبا کے پرایوٹ حساب درج ہوتے ہین
مگر مسٹر بیک نے یہ تسلیم کیا کہ بعض ضروری کتابین
اردو اور انگریزی دونون مین ہونی چاہئین
اور خصوصاً کیش بک اور ریونیو اکونٹ بک
اردو مین ہونی چاہئین اور وہ فنانس کمیٹی
کے روبرو پیش ہونی چاہئین۔

۸۔ نواب محسن الملک بہادر نے تحریک
کی اور مسٹر ماریسن نے تائید کی کہ قاعدہ
۱۲۲ کی شرط کو عمل مین لانے کے لیے مندرجہ
ذیل بائیلاز پاس کیے جاوین۔

کالج کے حساب کے متعلق تمام چک جو
ایک ہزار روپیے سے کم ہون انپر رجسٹرار
دستخط کرے گا اور جو چک کہ ہزار روپیے یا
اس سے زائد کی ہون انپر آنریری سکرٹری
اور رجسٹرار دونون کے دستخط ہونگے۔

اسپر سید محمد احمد خان نے بیان کیا
سید محمود کہتے تھے کہ یہ قاعدہ مبہم کیونکہ یہ بالکل
ممکن ہے کہ رجسٹرار ایک دن مین کئی چک
لعداد ۹۹۹ روپے کی لکھدے اور اگر اس کئے
بعد ملنے مین کہ چکون کا مجموعہ ایک ہزار سے
زائد روپیہ نکلوا سکے۔

اسلیے مسٹر بیک نے مندرجہ ذیل بائیلاز
کو بطور ترمیم پیش کیا۔

کالج کے متعلق تمام چکون پر آنریری
سکرٹری (یا آنریری جائنٹ سکرٹری) اور
رجسٹرار دونون کے اس ترمیم سے محرک نے
بھی اتفاق کیا اور وہ بالاتفاق منظور ہوئی

سید عبد الغفور صاحب نے تحریک اور
مسٹر ماریسن نے تائید کی کہ مفصلہ ذیل بائیلاز
پاس کیا جاوے۔

(۱) کالج کے جنرل اکونٹ کی تمام رسیدون
پر آنریری سکرٹری (یا آنریری جائنٹ سکرٹری)
اور رجسٹرار کے دستخط ہونگے۔

(۲) بورڈنگ ہوس کے حساب کے
متعلق تمام رسیدون پر پرنسپل اور برسر کے
دستخط ہون گے۔

یہ تجویز بالاتفاق پاس ہوئی۔

بعد ختم ہونے کارروائی جلسہ کے سید
محمد احمد صاحب کھڑے ہوئے اور اجلاس
سے مخاطب ہوکر کہا کہ بدقسمتی تھی بلکہ اب یہ
کہنا چاہیے کہ خوش قسمتی تھی کہ چند تنازعات
ہم ٹرسٹیون مین پیدا ہوگئے تھے اور کالج
سخت متزلزل حالت مین تھا۔ مسٹر بیک
صاحب نے بے انتہا کوشش و جانفشانی
کی اور انکو دور کیا۔ انکی نیک دلی اور نیک نیتی
اور سچی ہمدردی کی وجہ تھی۔ انکو کالج یعنی مسلمانون
سے بھی پوری محبت اور الفت ہے اس کی
وجہ تھی مین انکا نہایت شکرگزار ہون۔

نواب محسن الملک بہادر مستحق تعریف نہین
مین انکی تعریف گویا اپنی قوم کی تعریف
کرتا ہے۔

نواب محسن الملک ایسے موقع پر تھے جنکا
امتحان تھا محنت و تکلیف اور مصیبت و اوقات
جسمانی اور روحانی مین وہ امتحان ہوا اور اس
مین وہ پاس ہوئے اور انکا امتحانات نیک
دلی اور فیاضی و ناداری مین وہ امتحان ہوا
اور وہ پورے نکلے۔ انکو کالج یعنی قوم سے پورا
پورا عشق ہے مجکو یقین پورا ہے کہ کسی
وقت مین کیسی وقت اور کیسی ہی مشکل۔ اگر
خدانخواستہ پیش آوے وہ کسی آفت ارضی
وسماوی سے منہ نہین موڑین گے قوم کو انکے
اوپر فخر کرنا چاہیے۔ اب یہ کہتا ہون کہ وہ ہرگز
ہرگز مستحق تعریف نہین ہین بلکہ مستحق اسکے
ہین کہ انکو مبارکباد دی جاوے اور وہ اسکو
قبول کرین۔

خدا کا شکر ہے کہ آنریبل سید محمود۔ مسٹر
بیک اور نواب محسن الملک بہادر اور
صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب و سید محمد احمد
مین پورا پورا اتفاق ہے اور ہمیشہ قائم رہیگا
پانچ تن ہین لیکن ایک جان اور روح ہین
اگر آپ چار یار ہی ہونا چاہتے ہین تو ایک
فضول رکن دور کردین اور انصافاً وہ مین
ہون ایک شعر غزل حضرت مولانا شاہ نصیرالدین
قدس سرہ کا پڑھتا ہون۔

بیکارم باکارم چون مد حساب اندر
گویانم خاموشم چون خط بہ کتاب اندر

مین سید محمود کو پیش کرتا ہون اور مسٹر بیک
صاحب اور نواب محسن الملک کے سپرد
کرتا ہون کہ کالج مین رکھے جاوین خاندان مین

ایک لڑکے کا خدا اس کی عمر میں برکت دے وہ جوان ہو کر خدمت کالج وسے ہی بنائے جیسا سید صاحب مرحوم کی تھی۔ اسکو آپ غریب خیال نہ فرمائین بلکہ یہ دکھلانا کہ ہم حکام ٹرسٹیون کی انجام دہی اور قواعد و قوانین کالج کی تعمیل مین علحدہ علحدہ رہین۔

بعد ختم ہونے سید محمد احمد صاحب کی گفتگو کے تھیوڈور بیک صاحب نے کہا کہ مین نہایت صدق دل سے ان عنایت آمیز کلمات کی نسبت جو سید احمد صاحب نے میرے متعلق کہے انکا شکریہ ادا کرتا ہون اور مین نہایت سچائی اور صفائی سے کہتا ہون کہ جس حسن و خوبی سے سالانہ اجلاس ٹرسٹیون کا ختم ہوا اور تمام اختلافات دور ہو گئے اور تمام جھگڑے جاتے رہے اور باہم سابقہ محبت اور دوستی قائم ہو گئی وہ صرف نتیجہ اس عمدہ کارروائی کا تھا جو نہایت راستی اور نیک دلی سے سید محمد احمد صاحب نے سالانہ اجلاس کے ختم ہونے کے وقت کی تھی اور وہی مستحق اسکے شکریہ کے ہین اور سید مسعود کی نسبت مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے وہ بیچارے میرے فرزند کے ہے اور ہمیشہ مین انکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا رہونگا اور اسی طرح اسکی تعلیم و تربیت کا نگران رہونگا جیسی کہ اس کے دادا کی خواہش تھی۔

بعد اسکے نواب محسن الملک بہادر کھڑے ہوئے اور کہا کہ جو کچھ مسٹر بیک صاحب نے سید محمد احمد صاحب کی نسبت کہا ہے مین لفظ بلفظ اتفاق کرتا ہون اور وہ ہیبتناک اور دل شکن نظارہ جو آنریبل سید محمود صاحب کے اسٹریچی ہال سے باہر جاتے وقت دیکھا گیا تھا۔ اگر اسکی تلافی سید محمد احمد صاحب نہ کرتے تو ہمیشہ تمام ٹرسٹیون کے دلون کو صدمہ پہنچتا رہتا اور کالج کو بھی نقصان پہونچتا اور تمام قوم کو افسوس رہتا۔ آنریبل سید محمود کا ٹرسٹیون کے آخری فیصلہ پر ناراض ہو کر چلا جانا اور انکا کالج سے قطع تعلق کرنا کوئی ایسی خفیف بات نہ تھی جسکو لوگ خفت کی نظر سے دیکھتے اور قوم کو رنج نہ پہونچتا۔ سید محمود ہی وہ شخص ہین جنہون نے وہ قابل یادگار اسکیم یونیورسٹی کی بنائی تھی جسکے قائم کرنے کے لیے آج ہم کوشش کر رہے ہین اور انہین کی عمدہ تجویزون کا اثر ہے جو کالج اس درجہ تک پہونچا ہے انکی مساعی جمیلہ کالج کے متعلق ایسی نہین ہین کہ وہ فراموش کی جا سکین۔ اگر وہ اختلاف جو آنریبل سید محمود صاحب اور ٹرسٹیون کے باہم پیدا ہوا تھا باقی رہتا اور سید محمود صاحب کالج سے علحدگی اختیار کرتے تو کالج کو سخت صدمہ پہونچتا اور انکی دماغی قوتون سے جو تقویت آئندہ کالج کو ملنے والی ہے اُس سے بھی کالج محروم ہو جاتا مگر شکر ہے خدا کا اور شکر ہے سید محمد احمد صاحب کا کہ یہ تمام اختلافات دور ہو گئے اور سید محمد احمد کی کارروائی سے تمام باتین بالآخر نہایت صلح اور صفائی اور اتحاد اور ارتباط سے ہو گئین اس مسرت بخش تصفیہ کے شکریہ کے مستحق صرف سید محمد احمد صاحب ہین۔

اسکے بعد صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب کھڑے ہوئے اور انہون نے کہا کہ مین چند لفظ سید محمد احمد صاحب کی تقریر کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہون۔ ہمارے نیک اور صاف دل دوست کی کارروائی کے متعلق جو کچھ اسوقت نواب محسن الملک بہادر اور تھیوڈور بیک صاحب اسکوائر نے فرمایا ہے اُس سے مجھے پورا اتفاق ہے اور مین نہایت سچے دل سے کہتا ہون کہ وہ سالانہ جلسہ جسکے نتیجہ کی نسبت نہ صرف کالج کے بہی خواہون کو بلکہ کل پبلک اور گورنمنٹ کو سخت فکر تھی آج خوبی اور کامیابی اور عمدگی کے ساتھ ختم ہوا اور یہ نتیجہ محض ہمارے دوست کی سچی ہمدردی اور صداقت دلی اور شریفانہ کارروائی سے پیدا ہوا ہم سب کو حقیقت مین دل سے سید محمد احمد صاحب کا اس کامیابی کے لیے مشکور ہونا چاہیئے۔ اس وقت بھی جو کچھ میرے معزز دوست سید محمد احمد صاحب نے نواب محسن الملک اور بیک صاحب کی نسبت کہا ہے اُس سے اُنکی صداقت اور نیکدلی ظاہر ہوتی ہے اور اُمید ہے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح کالج کے فوائد اور اپنے مرحوم چچا کے نام بلند کرنے مین ساعی رہینگے کسی غلطی کا ہو جانا یا اختلاف رائے کا پیدا ہونا انسانی طبائع سے بعید نہین ہے مگر اسکے اوپر اصرار نہ کرنا اور قومی فوائد کے مقابلہ مین اسپر قائم رہنا اور صفائی سے غلطی کا اعتراف کرنا اور دل کو اس قسم کی کدورتون سے پاک کر لینا اصل شرافت اور نجابت کی علامت ہے اور اسکو ہمارے معزز دوست سید محمد احمد صاحب نے اپنی عملی کارروائی سے ثابت کر دیا۔ خدا انکو جزائے خیر دے۔

اسکے بعد محمد فضل اللہ خان صاحب صدر انجمن کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اگرچہ یہ جلسہ بلحاظ تعداد ممبران کے اور نیز بلحاظ کارروائی کے مختصر اور معمولی تھا لیکن بلحاظ نتیجہ کارروائی کے یہ جلسہ نہایت باوقعت اور قابل یادگار ہے۔ یہ جلسہ پہلا دن اس بات کے ثابت کرنے کا ہے کہ جو فیصلہ ٹرسٹیون نے سالانہ اجلاس مین کیا تھا اُسکے بموجب عملدرآمد کا آغاز ہوا اور ضابطہ کے طور پر ٹرسٹیون کے سالانہ اجلاس کے فیصلہ کی تعمیل شروع ہوئی (ایجنڈے پیپر) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ جلسہ کی کارروائی بہت مختصر اور محض

تا نوفی اور ممنون ہونگے لیکن جلسہ مین جو باتین پیش ہوئین اور سالانہ اجلاس کے نتیجہ کی نسبت جو کچھ تقریرین کی گئین وہ نہایت دلچسپ تہین اور جس تمام ہی خواہان کالج بلکہ کل قوم کو خوشی ہوگی اور آیندہ باہمی اتفاق سے کارروائی ہونے پر پبلک اور گورنمنٹ کو اطمینان ہوگا۔ مین اس سے زیادہ اسکے متعلق ورکچھ کہنے کی ضرورت نہین سمجھتا مگر ہان ایک بڑی ضروری بات میرے خیال مین آئی ہے کہ جسکا اسوقت ظاہر کرنا نہایت ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام قوم کو کالج کے حالات سے خبردار رکھنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہین ہے جو کچھ کارروائی آپ کے یہان ہوتی ہے اسکی خبر پبلک کو بنگال سے لیکر بمبئی تک بلکہ تمام ہندوستان مین بہت آہستہ آہستہ اور نہایت دیر مین ہوتی ہے اور جو ذرا سی بات بھی آپ کے کالج کے خلاف ہوتی ہے اور جس مین بہت سا جھوٹ اور مبالغہ شامل ہوتا ہے وہ نہایت تیزی کے ساتھ اور بہت جلد تمام ہندوستان مین پھیل جاتی ہے۔ غالباً آپ مین بہت سے صاحبون نے اکثر مسلمانون کے اخبار اندین و کیسٹ اور ہندوستانی و کیسے ہونگے علاوہ غلط رپورٹون کے جو ہماری کارروائی پر چھپی ہین غلط واقعات جو ہماری نسبت بیان کیے جاتے ہین۔ سالانہ جلسہ کی کارروائی عمدگی کے ساتھ ختم ہونے کی اور آج کی میٹنگ کی عمدہ ترین حالت مین ختم ہونے کی بابت جو خوشی کہ اس وقت حاضرین کے دل پر ہے پبلک ہرگز اس سے آگاہ نہین ہو اول تو پبلک کو عرصہ تک ضابطہ کے طور پر معلوم ہی نہین ہوگا کہ کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے اور جب معلوم بھی ہوگا اول تو ایک پرانی بات ہو جاویگی دوسرے لوگ یہ خیال کرینگے کہ چند آدمیون نے جنکو ہمارے بعض علی گڑھ کے معزز دوست خود میرے منہ پر اور ہمارے دوست بعض ایڈیٹر اخبارات پبلک پارٹی کہا کرتے ہین اپنے کاغذات رنگ لیے ہین اور اُنکی کچھ اصلیت نہین ہے۔ اسوقت کچھ ضرورت نہین ہے کہ مسٹر بیک کے خدمات نہین ہین بلکہ

احسانات کی نسبت کچھ کہا جائے صرف اسقدر ظاہر کرنا ہے کہ اندھا آدمی ایک باغ کی خوبصورتی کی بابت کچھ نہین جان سکتا۔ اسی طرح پر جو لوگ سیکڑون کوس پر بیٹھے ہوئے محض تعصب سے باتین بناتے ہین وہ ہمسے زیادہ بیک صاحب کی نسبت کچھ نہین جان سکتے اور ہم خوب جانتے ہین کہ ہمنے بیک صاحب کی نسبت جو عمدہ رائے قائم کی ہے وہ ایمانداری سے کی ہے اور یہ بھی ہم خوب جانتے ہین کہ ہم بے ایمان نہین ہین مگر بعض ہمارے مخالفون کی باتین نہایت دور اندیشی کی ہوتی ہین مجکو دل سے یقین ہے کہ بہت سے اخبارات صرف کالج کے مخالفت اسوجہ سے لکھا کرتے ہین اور اسواسطے لکھا کرتے ہین کہ پبلک اور گورنمنٹ کو کالج کی نسبت غلط رائے قائم کرنے کا موقعہ ملے تاکہ جو فایدہ ہمارا کالج قوم سے اور گورنمنٹ سے پانے کو ہے اور پارہا ہے اسمین کمی ہو جاوے خیر میری تقریر بہت طویل ہوتی جاتی ہے اسواسطے مین اسکو ختم کرنا چاہتا ہون اور صرف یہ کہنا چاہتا ہون کہ بورڈ آف منیجمنٹ کا یہ نہایت ضروری فرض ہے اگر وہ کالج کی خدمت عمدہ طور سے کرنا چاہتا ہے تو وہ خواہ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کو زندہ کرے یا اور کوئی اخبار جاری کرے یا کوئی مناسب بندوبست اگر اسکے سوا ممکن ہے (مین خیال کرتا ہون کہ نہین ممکن ہے) کرے تاکہ کالج مخالفین کے غلط اعتراضون سے محفوظ رہے اور اپنی صحیح صحیح کارروائیون کو جلد جلد شایع کرنے سے قوم سے فائدہ حاصل کرے۔ خصوصاً آج کے جلسہ کی کارروائی شایع کرنے کی مین سفارش کرتا ہون اور آپ صاحبون کا مین شکرگزار ہون کہ ایک نہایت رفیع جلسہ کی صدر انجمنی کی عزت مجکو عطا فرمائی۔

محسن الملک
سکرٹری

کرامت ہے بڑے بڑے کھلاڑی اس کے
دریافت کرنے کی غرض سے لکھنؤ و دہلی
و آگرہ سے آئے مگر کف افسوس ملتے ہوے
چلے گئے اور جو کچھ لائے تھے مرزا صاحب
کے نذر کر گئے - ان کے گھر مین نہایت
معذب اور معزز خانہ ہے اور اس کی
حفاظت خفیہ طور پر اہلکاران پولیس ہی
کے علاقے ہے - میر امیر جان صاحب بھی
اباجان کے دوستون مین سے ایک نادر الوجود
شخص ہین گو متوسط درجے کی مقدرت
رکھتے مین مگر آج تک پچاس برس کسی نے
وضع مین فرق نہین پایا ان سے بہتر ستار نواز
مین دکسی نے لکھنؤ ا بنایا اور نہ ایسا ایجن
لوگون نے ان کو لکھنؤ الرتے ہوئے دیکھا
ہے وہ بھی کہتے ہین کہ لکنوا شل کسی جاندار
چیز کے ان کا حکم مانتا ہے اور ڈور ان کے
ہاتھ مین ٹیلیفون کے تار کا کام دیتی ہے -
میر جعفر علی عرف بنّے نواب جنہون نے
۲۵ ہزار سالانہ کی آمدنی کی زمینداری
فقط بٹیر بازی مین چند سال مین اڑا دی
ہے اباجان کے ایک خاص ہم مذاق
دوست ہین اور انکی بٹیر بازی کی دھاک
اطراف وجوانب مین پڑی ہوئی ہے -
ہر پالی مین ان کی فتح ونصرت کا ڈنکا بجتا
ہے اور جہان جاتے ہین بٹیر باز بٹیر کے
کھانچے لیکر ساتھ ہوتے ہین اور ان کو
بخوبی خاقانی البٹیر کہا جا سکتا ہے - مرزا
عمو جان یہ اباجان کے غریب دوستون
مین ایک پرانے مشہور شاعر ہین اور
افیون گھولنے مین وہ ملکہ ان کو ہے کہ
ہاتھ سے فلٹر کا کام لیتے ہین - ان کی
نشست روزانہ اباجان کی صحبت مین
رہتی ہے اور انکے ہاتھ کی گھلی ہوئی افیون
کو آب حیات کی طرح اباجان اور دوسرے
قدردان پیتے ہین - اور اداے شکریہ مین
سیر آہنگ بڑھتے ہین - مرزا احمد پا خسکنجی
ایک بہت بڑے صاحب کمال دوست
اباجان کے ہین اور ان سے بڑے بڑے
معاملات ومقدمات اور مشکل اوقات
مین اباجان کو مدد ملتی ہے اور یہ اکثر
ضروری اور بھاری کامون مین اباجان کے
مشیر ہین - مرزا صاحب کو عالی خاندانی
کا بڑا دعوےٰ ہے اور سنا جاتا ہے کہ انکا
شجرہ نہایت مطول ہے - آپ کا نام نامی
اس صوبہ کے چار گوشہ مین مشہور ہے -
اور آپ سے بڑے بڑے لوگون کی کورد بتی
ہے کیونکہ قلم کے زور اور کاریگری اور
صناعی کی تائید سے آپ ہر قسم کی دستاویز
بنانے پر قادر ہین اور جس کا خط ان کے
سامنے رکھدو اس کی نقل ایسی بنا دیتے
ہین کہ اصل سے مطلق تمیز نہین ہو سکتی -
گو انگریزی نہین جانتے مگر انگریزی مثل مہر
انگریزی کے فارسی قلم سے لکھ سکتے ہین مختلف
قسم کے پرانے اسٹامپ کا خزانہ آپکے
گھر مین جمع ہے - جس سنہ کا اسٹامپ چاہو
ایک دم مین نکال دین جس روسیاہ اسٹامپ
کو چاہین ظلمت کے پانی سے دھو دھا کر
ایک صوفی صافی مشرب کے سینہ کی طرح
صاف کر دین - شہادت دینے کے فن
مین آج آپ کا جواب نہین ہے سیکڑون
ججون اور مجسٹریٹون نے حماقت اور غصہ سے
آپ کی شہادت کو غیر معتبر ٹھہرایا ہے اور
الفاظ ناگفتنی آپ کی شان مین لکھے
ہین مگر آج تک کسی کی طاقت نہ ہوئی
کہ آپ کو سرکاری عام مہمان سرا مین بھجوائے
شیخ قادر علی صاحب سے اباجان سے
ایک زمانہ کی ملاقات ومحبت ہے ظاہر
مین شیخ صاحب کوئی کام نہین کرتے
اور نہ کوئی آمدنی کی شکل رکھتے ہین مگر
برابر خوش پوشاک اور خوش خوراک نظر
آتے ہین بعض لوگ ان کو کیمیاگر جانتے ہین
اور بعضون کی راے ہے کہ یہ خفیہ پولیس
سے متعلق ہین اور گرہ بریدہ گری کا کام کرتے
ہین - شہر مین ان سے ہر قسم کے لوگ ہمیشہ ہی
سے ملتے ہین اور ان کے ساتھ منافقانہ ربط
دکھاتے ہین - مرزا صاحب کے معلومات واقعی
غیر محدود ہین -

اباجان کے دوستون کی ایک اور بہت ہی
موقر اور معزز جماعت ہے اس جماعت کے
اکثر حضرات ایسے ہین کہ جوانی اور امارت
کے زمانہ مین مسند عیاشی کو زینت بخشتے رہے
ہین اور بعض ایسے کہ وہ اپنی آشنا اور داشتہ
رنڈیون کے نام سے مشہور ہون جیسا کہ بعض
صاحبون کا ذکر سطور بالا مین ہو چکا ان کے
نام سے وہ رنڈیان کہ جوان کے گھر پڑین یا
انکی آشنا تھین ان کے نام سے مشہور ہین -

(تتمہ) تہذیب افروز بیگم -

نیشنل کانگرس

لیجیے صاحب نیشنل کانگرس (بی) اس پرانی
دقیانوسی کمیٹی عجوزہ دنیا کے عمر دراز
لوگون کی موافقت ومخالفت سے جہاگ دان
اور آئے دن کے افکار اور وساوس سے
گھبرا گئی - چنانچہ دنیاوی شغلیات کو چھوڑ کر
عالم علوی کی طرف توجہ کی ہے - اور بڑے
دھیان گیان والے جوگی - یا ہو حق حال قال
والے پیرزادے کی طرح درشن اور زیارت کے
شوق مین بیٹھین ہے - دنیا داروں سے
اُن کی کم ہمتی اور آج تک کوئی قابل قدر
نام آوری کا کام نہ کرنے سے سخت ناخوش ہے
اور یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ان لوگون سے علحدگی
اختیار کر کے ارواح بزرگان کے طفیل سے
سید نعمی اللہ میان کے یہان پہنچکر مذہبیہ
کر اس اپیل اپنے معاملات خود سلجھے کریں -

وقت آخر

چنانچہ اس خیال سے کہ ؎

ہم فقیر اللہ کے ہین ہمسے ڈرنا چاہیے
جو ہمارے منہ سے نکلا وہ ہمیشہ ہو گیا

اب کی مرتبہ لکھنؤ مین حضرت مخدوم شاہ مینا کے مزار پر چادر اور شیرینی چڑھانے آنے والی ... ہین جو ؎

... پڑے آپ تو کچھ ... ہمکو
... ہوئے تو قضا ... کسی

اب تماشہ یہ ہے کہ مقبول بارگاہ ایزدی ہونے کو ... ضروری ہے۔ اگر تہیع قلب یکسوئی حاصل ہے کہ کام انجام پاگیا تو پھر کیا ہے ؎

... کا لشکا ... بلی کا غم

لوہنسے یہ کہ اب اعلی تنزول پر جو حسب منظوری صاحب کمشنر بہادر کرایہ پر دیا جانا تجویز ہوا ہے قیام ہوگا۔ اگر ہماری رحمدل عادل گورنمنٹ کو کچھ توجہ ہوگئی اور سلا واسطی مال کی طرح اسکو بھی ملکیت سرکار بعینہ نزول اپنے قبضہ مین کر لیا۔ تو واللہ سب فرق آجائیگا اور تمام جھگڑون بکھیڑون سے گھر بیٹھے نجات مل جاویگی۔ پھر نہ تو ہر سال پریسیڈنٹ تلاش کرنے، مقام تجویز کرنے کی ضرورت ہوا کریگی نہ بحث مباحثہ پر غور و فکر کی حاجت۔ دل و دماغ صرف کرنے کی ضرورت ہوگی۔ نہ موافقت مخالفت کا کوئی جھگڑا باقی رہیگا۔ نہ اخبارون کے کالم سیاہ ہونگے۔ جتنے ... ہین سب نزول ہو جائینگے اور وہین سے احکام بھی جاری ہوا کرینگے۔ خیر جو ہو۔ ان دونون باتون سے ہمکو کوئی واسطہ کچھ غرض نہین۔ ہمارے آپکے اتفاق اور کام کی چیز ہو سے وہ یہ ہے کہ اگر لکچر دینے والون کی نرم اور نازک آوازین (زمین کے اثر سے) کسی بندۂ خدا کے جھگڑالو اور حق مانگنے والے دل مین چبھ گئین۔ قلب بے چین ہوا دل الٹ گیا۔ اور حق مانگتے مانگتے حال قال لوٹ پوٹ کی ٹھہری۔ تو واللہ ہے موتی سمان آنکھون کے نیچے پھر جاویگا جیسے شادی بیاہ کی تقریب مین بھاندون کے چھوٹے چھوٹے لونڈے انعام مانگتے مانگتے فرش پر لوٹ لوٹ کے کہنے لگتے ہین ؎

چھوٹی سی ڈھلکی چھوٹا سا بھانڈ
ٹوٹ گئی ڈھلکی لوٹ گیا بھانڈ

اور جب تک لے نہین لیتے ہین پیچھا نہین چھوڑتے ہین۔ اور اگر کہین کسی صاحب کے زخمی دل پر لکچر کے تیر و نشتر الفاظ نے کونچا مارا تو پھر کیا ہے بے کوڑی پیسہ کا سرکس دیکھنے مین آویگا۔

ہماری راے مین درمیان سو ہان سوا سو۔ اگر خیر آباد وغیرہ سے دو چار چوکیان قوالون کی بلوائی جاوین تو بہت مناسب ہوگا۔ کیونکہ بغیر ساز کے سوز مین اثر کم ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ لکھنؤ ایسے شہر مین جب تک طبلہ کی ردن ٹون ٹون ستار یا سارنگی کی رون زون نہو تب تک حماقت مجتمع نہین ہو سکتی ہے۔

راقم - م - ب - علیہ الرحمۃ

ساقن نامہ

اچھی صورت والی ساقن | موہنی مورت والی ساقن
بنے بالون والی ساقن | پیچھنکالون والی ساقن
شوخی کرنے والی ساقن | تیر چھ مرنے والی ساقن
موٹی اور چھوٹی ساقن | چکنی چکنی چپٹی ساقن
ٹھنڈے ٹھنڈے والی ساقن | جیا بر جھٹکنے والی ساقن
لکشمی بائی نام ہے تیرا | جام پلانا کام ہے تیرا
آج تو ہولی آئی جی | جام پلادو بائی جی
صورت چلکتے ہین | دیکھتے ہی ... جین
دیکھے دیسا مین دو کو پیکر | کھوسے سر ہر دے تجی کا یہ
مے کا مجھکو بھر دے جام | سن اک لالہ کا یہ کلام
گھلتے تو پینگے یہ شراب | چونکہ آگئی ہولی جناب
کرتے ہین خندہ ردو دو | بے بے ساقن قہ قہ قہ
دشمن سے جو تام گلال | مار کے تھپڑ شکر ین لال
شیخ کا اب ہم ... | تنک تنک دھنا ناچ نچائین
بھیسے پیسہ دیکے دو جام | ماہ ماہ ماہ تمام

پھینک دے اپنی اوڑھنی اتبو
اوڑھ لے میری دلائی اتبو

راقم - اعجاز کاکوردی

حیدر آباد دکن

حضرت بانچ تسلیم۔ مدت سے آپکی طرف ہواے دکن کم رخ کرتی ہے۔ اور اسکی وجہ بھی معقول ہے۔ کیونکہ جب کوئی گرما گرم تبرائی خبر ہو تو آپسے معاملے کی ٹھہرے۔ یہان یون تو چار مینار کی گپ اور سازش بازی کی سلامتی مین روز ہی نیا شگوفہ کھلتا ہے مگر

... نیا قافیہ

(۲) بہرون کو مژدہ

ایک ذی دولت بیگم نے جنکا ثقل سماعت ڈاکٹر نکلسن کے بنائے ہوئے آلہ سمعین الصوت کے استعمال سے رفع ہو گیا تھا۔ اس کارخانے کو ایک ہزار پانچ سو قریب پندرہ سو روپیہ کے ہوتا ہے اس واسطے عطیہ فرمایا ہے کہ جو لوگ ثقل سماعت سے معذور اور دولت سے بے بہرہ ہین انکو یہ آلے مفت تقسیم کیے جاین جسکو ضرورت ہو بہ نشان ذیل درخواست بھیجے

انسٹیٹیوٹ لانگ کورٹ گنز برس بری
مقام لندن گوشہ مغرب

دہی۔ آتشبازی کی طرح چشم زدن مین فی النار جب تک کوئی خبر آپ تک پہونچے پہونچے تب تک یہان دہوان تک مذارد۔ اسی وجہ سے ذرا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ آج بیٹھے بیٹھے جی گہبرایا اور چند خبرین بہی آگئین لہذا بغرض آگہی ناظرین حسب ذیل عرض ہین۔

پہلی گرما گرم خبر تو یہ ہے کہ حضور بندگانعالی اور نواب مدارالمہام مین خدا خدا کرکے صفائی ہوگئی۔ اب آپ اگر ثبوت طلب کرین تو بندہ اسکے واسطے بہی حاضر ہے۔ ایک تو بڑا اچہا ثبوت یہ ہے کہ پانیر صاحب نے بڑی مسطر سے جہاپ دیا صفائی ہوگئی۔ صفائی ہوگئی صفائی ہوگئی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ سالگرہ کی دہوم دہامی مسرت کا اظہار جیسا سال گذشتہ مین ہوا اُسکے شادیانون کی صدا اب تک ریاست کے کانون مین گونج رہی ہے۔ بلکہ بعضے بعضے اب تک خواب مین وہی جشن دیکہا کرتے ہین۔ مگر ملک بہرنے جلسے دعوتین کی تہین۔ ابہی تک نہ کی تہی تو مدارالمہام نے۔ اور اسی وجہ سے بعض لوگ اس جشن کو شمع محفل سے تشبیہ دینے لگے تہے کہ چارون طرف تو روشنی دیتی رہی اور اپنے قریب اندہیرا ہی رکہا۔ سو خیر اب جاکے اُس دعوت کے نصیب جاگے سُنا ہے حضور نے اوسکی اجازت دی ہے سارا سامان جوڑ بڑے سے مندرس ہو رہا تہا پہر اوس کا اچہا ہوا ہے پس اگر صفائی نہ ہوتی تو یہ نوبت نہ آتی۔ اب رہا یہ امر کہ جس طرح وہ مغفور معروف لشکری جی جند امید کی والدہ بنی تہی اوسی طرح یہ صفائی بہی کوئی جہول نکالے گی یا نہین اوس کا جواب یہ ہے کہ حضرت نکالے گی اور ضرور نکالے گی۔ بلکہ بعض حضرات تو کہتے ہین نکال چلی ہے خیر اس کا تصفیہ زمانہ خود کریگا۔ آپ بہی منتظر رہیے گا۔ اور دیکہہ لیجیے گا۔

اچہا اس سے دست و گریبان یہ خبر بہی سُن لیجیے کہ اس مرتبہ عید کے دربار مین حسب عادت نواب اکبر جنگ بہادر کو توال کا انتظام نہ تہا۔ نہین معلوم کیا سبب ہوا۔ لوگ گپ اُڑاتے ہین کہ حضور کشیدہ ہون تو تعجب نہین۔ مگر جناب مجہے تعجب تو نہین تعجب کی خفیف سی دُم ضرور دکہائی دیتی ہے کیا وجہ کہ میرے نزدیک یہ کوئی لازمی امر نہین معلوم ہوتا کہ حضور کسی نہ کسی سے کشیدہ ہی رہین۔ اگر مدارالمہام سے صفائی ہوئی تو کیا اُن کے حصے کی خفگی کا نزلہ اس جانب آگرا۔ سُبحان اللہ کشیدگی نہ ہوئی کوئی خطاب ہوا کہ جب خالی ہو تو خواہ مخواہ کسی کے سر مڑھا جاے۔ اور اگر یہ ہے تو خدا کرے حضور آپ کے نامہ نگار سے خفا ہو جاین۔ تاکہ بعد چندے خوش ہونے اور توجہ فرمانے کی اُمید تو بندہے۔

تیسری خبر مذہبی تعصب کی بہی چلتے چلاتے سُن لیجیے کہ اس ہست مین جہان سلامتی سے دُنیا کی ساری باتین ترقی پر ہین وہان مذہبی تعصب کیون ٹہنڈا ہی رہے۔ آج تک شیعہ سُنی ملے ہی رہتے تہے مگر تہوڑے عرصے سے کچہ کہنڈت سی پڑتی جاتی ہے۔ حضور نے اذان کے بارے مین اگرچہ یہ حکم نافذ فرمایا تہا کہ میری رعایا شیر و شکر ہے۔ مگر کوتوال صاحب نے کچہ تعمیل حکم اس نہج سے کی نواب شہاب جنگ بہادر معین المہام بہادر ناخوش ہوئے حضور نے بمصالح ملکی یہی مناسب خیال کیا کہ ہر جہگڑے کے فیصل کرنے کا کام انہین کے سر ڈالو۔ اب یہان ایک دوسری شاخ پہوٹی یعنے شاید یہ ٹہر کا دیا کہ جو کچہ کوتوال نے کیا خلاف منشا سرکار تہا تم نالش کرو تو قلعی کہل جاے۔

چنانچہ بہت سے شیعہ جاگیردار اور دیگر دکہنی شرفا ایک ڈیپوٹیشن تصنیف فرماکر بوکالت مسٹر فارس نواب مدارالمہام کی خدمت مین پہونچے۔ اور ایک کمیشن کے تقرر کی درخواست دی جس مین شیعہ سُنی دونون ممبر ہون سُنتے ہین نواب صاحب نے وعدہ فرمایا ہے آگے دیکہیے کیا گل کہلتا ہے جہگڑا تو کسی نہ کسی پہلو پر فیصل ہی ہو رہیگا اور نہ ہوگا تو جلدی کیا ہے۔ مگر اس قسم کی خرابیون کا ہندوستانی ریاستون مین راہ پانا مدارالمہام اور حضرت والی ملک اور دیگر ذمہ داران امن و عافیت ملک کے واسطے کوئی اطمینان اور مسرت کی بات نہین۔

خیر۔ سرِدست مرغون کی یہ پالی تو ملتوی ہے۔ بقول شخصے دو دو پانی ہو چکے۔ مرغبازون نے اپنا اپنا مرغ برابر اوٹہا لیا ہے۔ آئندہ جو کچہ ہوگا دیدہ خواہد شد۔

راقم۔ دکنی۔

ساقی نامہ

مکرم نیاز کیشان منشی اودہ پنچ جیو سلامت۔ بعد اداے مراسم کہ نیازانہ کہ آن مشتمل بہ بندگی و رام رام و پالاگن می باشد عرض کردہ مے آید اُمید ازام کہ عرض کردہ من کہ در ذیل عرض خواہم نمود در اخبار اودہ پنچ کہ ذوقے بے پایان از عبارات

نوٹس

پکین سے بحری سپاہی واپس بلائے گئے ہین۔

سلطنت ہنگری نے بھی محصول شکر سے مخالفت کی۔

جو ہندوستین اسیر کابل کے واسطے پشاور مین تھین وہ کابل روانہ ہوگئین۔

سوڈان مین ریلوے بسرعت تمام عتبارہ دنگاٹ پہونچ گئی ہے۔

دوشنبہ گزشتہ کو حضور وایسرائے کلکتہ سے لاہور کی جانب نہضت فرما ہوئے۔

مسٹر کامرس سابق لیگل ممبر بمبئی اپریل کو روانہ ولایت ہوجائینگے۔

۵۔ اپریل کے بعد سے ریل مابین مئو غازیپور - بنارس کھل جائیگی۔

تازہ خبرون سے معلوم ہوا کہ جزائر فلپائن مین ابھی تک آتش فتنہ و فساد فرو نہین ہوئی۔ چنانچہ ۲۷- ماہ حال کو اہل امریکہ و فلپائن سے پھر جنگ و جدل ہوئی۔

گورنمنٹ انگلشیہ اور سلطنت فرانس مین جو معاہدہ ہوا ہے کہ بحر الغزال اور درفور پر انگریزی اور وادی باگرمی اور ممالک واقعہ مشرق و شمال شاد پر فرنچ قبضہ رہے۔

اودھ اخبار سے ظاہر ہوا کہ حکیم تقی حسن صاحب لکھنوی نے مسلمان بیواؤن - بچون کی پرورش کے واسطے عرصہ سے ایک یتیم خانہ اپنی بامردی سے کھولا ہے۔ اگر خدا نے اسکو ترقی دی تو حکیم صاحب نے گویا لکھنؤ کے حق مین مسیحائی کی۔

---

۴۱ ہزار اوٹلینڈرس نے بوساطت ہائی کمشنر کیپ کالونی عرضداشت بخدمت ملکہ معظمہ اس مضمون کی روانہ کی ہے کہ مقام ٹرانسوال مین ہم لوگون کی حالت قابل برداشت نہین ہے۔ براہ مراحم خسروانہ جلد تحقیقات کی جاوے۔ اسپر ٹیمس کہتا ہے کہ کیا اب بھی پریسیڈنٹ کروگر متوجہ نہ ہونگے۔

کرنل ڈی لا رحینٹ کو پشاور مین ایک غازی نے گولی ماردی۔ مجرم فوراً گرفتار ہوا۔ دوسرون کیفر کردار کو پہونچا ایک شخص اور اسکے ساتھ تھا وہ بھی گرفتار ہوا عنقریب وہ بھی سزا پائے گا۔ اس حادثے کی وجہ سے پشاور مین کسی قدر جوش پھیلا ہوا ہے۔

ایسے مجرم اُن لوگون کے نزدیک بھی غازی نہین قرار پاسکتے جنھون نے سرحد پر انگریزون کا قتل غزوات مین قرار دے رکھا ہے اون کا بھی قول ہے کہ مجرم اگر غازی ہوتا تو گولی مار کے موجود رہتا بھاگنے کی کوشش نہ کرتا۔

سنہ ۱۹۰۰ء مین بمقام پیرس دار السلطنت فرانس عالمگیر نمائشگاہ ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۰۰ء سے کھولی جائیگی اور ۵- نومبر سنہ ۱۹۰۰ء تک کھلی رہے گی- اس مین ہر ملک کی چیزین علحدہ علحدہ رکھی جائینگی اور ہندوستان کی اشیا کے واسطے وسیع پیمانے پر اہتمام خاص کیا گیا ہے۔ جو لوگ اپنی اپنی اشیا بھیجنا چاہین اُن کو چاہیے کہ بہت جلد مسٹر آر - ہبری کنٹ ۶۵ کارن ہل ای۔ سی سے خط کتابت کرین اور اُن سے نقشے طلب کر کے بہت جلد درخواستین بھیجین۔ اس مین چار طرح کے تمغے طلائی۔ نقرئی۔ برنجی اور تعریفی ملین گے۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے حکم نافذ فرمایا ہے کہ لوکل گورنمنٹین اُمور ذیل کی اطلاع فوراً دیا کرین۔ وہ بلوے جن سے امن و عافیت عامہ مین خلل کا احتمال ہو یا یورپین اور ہندوستانی مین کوئی فساد یا پولیٹیکل صورت کے واقعات ناپسندیدہ یا جان و مال کو ضرر پہونچانے والے حادثات مثل سیلاب و زلزلہ وغیرہ معاملات جو عالمانہ اور پولیٹیکل طور سے ضروری ہون اُنکی اطلاع پہلے بذریعہ تار بعد اُسکے بذریعہ رپورٹ مفصل۔

ندوۃ العلما کا اس دفعہ سالانہ جلسہ شاہجہانپور مین ہوا چونکہ اسکی مفصل کارروائیان شائع نہین ہوئین لہذا پورا حال نہین لکھا جاتا۔ خدا کرے سال گزشتہ کی رپورٹ اس مرتبہ جلد شایع ہو۔ ورنہ آٹھ آٹھ نو نو مہینے تک انتظار کرتے کرتے شوق کم ہوجاتا ہے دیکھنا یہ ہے کہ ابتدائی مقصد یعنے ترتیب نصاب کا تصفیہ اس سال ہی لگتا ہے یا دار العلوم کی فکرون کے آگے نصاب کا معاملہ اُسی طرح ملتوی رکھا جاتا ہے جیسا کسی درسی کتاب کا شکل دیباچہ۔ سنا ہے اسدفعہ چندہ خوب ہوا۔

علی گڑھ پارٹی کو سرسید مرحوم کے آخری زمانے اور اُنکے بعد سے اب تک ایسی ایسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کہ اگر وہ اپنی دھن مین پکی اور فکر معاش مین اعلےٰ قابلیت رکھنے والی

ہوتی تو ایمان کی یہ ہے کہ آج کل جو سرسبزی اور کامیابی اسکو نصیب ہو رہی ہے اُس کے عوض نہ کبھی شکست نہ کبھی ہستی مٹنے پاتی تو اپنے بیس ماندوں کے واسطے نوحہ خوانی کے مضامین یا کم ہمت اہل ملت سے کہنے کو سامان چھوڑ جاتی۔ مگر موافقت زمانہ کی پالیسی پر چلنے کی طاقت اور قوم کی اصلی و بنیادی حاجتوں کے رفع کرنے والی تدابیر نے ایک ایسی جان اُس میں مضمر رکھی تھی اور جناب الہی لعید سر سید بھی ایسے ایسے اعضا و جوارح باقی ہیں کہ اسنے اُس طوفان بے تمیزی سے۔ بلکہ کشتی کو ساحل عافیت پر نہایت خوش اسلوبی اور سلیقے کے ساتھ پہنچا لیا۔ اور دُنیا کو دکھا دیا کہ جب تک اتنے سامان۔ اسقدر ہمت۔ ایسی ہوشیاری مہیا نہ ہوئے اُسوقت تک کسی بڑے اور اہم کام کا بیڑا اُٹھانے کا ارادہ ہرگز نہ کرو۔

ادنیٰ سی بات یہی کیا کم ہے کہ ابھی چند ہی روز ہوئے باہمی اختلاف نے کس قدر شورش پکڑی تھی اور کن کن دقتوں کا اندیشہ قوی ہو چلا تھا مگر ان لوگوں نے کس پامردی اور چالاکی سے اپنے بدخواہوں کو مایوس کیا اور اب کس طرح شہر شہر بلطایف الحیل اپنا کام نکالتے اور چندہ سے وصول کرتے جاتے ہیں۔ آج کل جا بجا مختلف شہروں میں جو جلسے کامیابی کے ساتھ ہو رہے ہیں اُن کی تفصیل کی ہمارے مختصر پرچے میں گنجایش نہیں۔ مگر جو لوگ اخبارات ملاحظہ کرتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ایسے ایسے مقامات سے یہ پارٹی چندہ لے رہی ہے کہ جہان شاید خود سر سید کو مشکل سے اُمید ہو سکتی تھی۔ اس سے صرف یہی نہیں ثابت ہوتا کہ یہ اتفاق گروہ بلا کا کارگزار ہے اور یقیناً اپنے مقاصد میں آج نہیں تو کل کامیاب ہوگا بلکہ وہ زمانہ بہت ہی قریب ہے کہ اشتیاق ہمدردی اور شفقت کے اظہار میں ایک شہر دوسرے پر سبقت لے جانے میں ایسا رشک و غبطہ کام میں لائے گا کہ دُنیا کی زبان سے بے اختیار نکلے گا۔ ؎

روز رہتی تھی در یار پہ بھیڑ
آج سُنتے ہیں کہ رستا ہی نہیں

خبرین

ترجمع کلابی جو بوہیمیا کا ہے اُس میں کئی مہینے سے پہاڑ کے متحرک ہونے کی خبر شایع ہو رہی تھی سبب اس طرح سے بیان کیا جاتا ہے کہ اُس زمین میں کوئی مادہ کسی قسم کا ایسا آگیا ہے کہ جسکی وجہ سے پہاڑ کو جنبش ہوتی ہے اور زمین جنبش پاکر شق ہو جاتی ہے۔ اس پہاڑ کی حرکت جنوب اور مشرق کی طرف واقع ہوئی تھی اب اُس پہاڑ نے پھر حرکت کی ہے جسکے صدمہ سے زمین جا بجا سے پھٹ گئی ہے اور زمین کے اندر سے شور و غل کی آوازیں آتی ہیں۔
مہر نیمروز

خلیفہ مہدی کے نکلنے کی تصدیق ہے جزیرہ عباس میں پہونچا۔ ہذا اخبار عام

۲۴ کو مدراس یونیورسٹی کے جلسہ کانوکیشن میں چار عورتونکو بھی ڈگریان ملین۔ ؎

۲۶ مارچ کو شہر کلکتہ میں ۴۴ واردات اور ۳۰ فوتیان وبا سے طاعون سے ہوئین ؎

لندن میں بقول ڈاک ولایت وبائے انفلوئنزا کا عذاب ہے کھانسی اور ریزش اور ہلکا سا بخار۔ ؎

سر سالار جنگ کے ناسور جگر میں شگاف دیا گیا اب اُنکو آرام ہو رہا ہے۔ اودھ اخبار

میونسپل کمیٹی لاہور نے تجویز کیا ہے کہ کوئی ہندوستانی افسر صحت لاہور کے لیے نوکر نہ رہے۔ ؎

ہوئے نشۂ ہولی میں یہ جھرپے طفلاں
کہ انداز بجون غلطیدن لالہ اسپند آیا

معقول یہ ہولی کا نشہ چڑھنی ند ارد نشہ شراب میں ہوتا ہے یا ہولی میں۔ جی آپ سمجھے نہیں۔ ایک تو بی جلی بھنی ملکارنی دوسرے گرمی کی فصل تیسرے شباب کا عالم۔ نئی نئی جوانیاں۔ اور سب پر طرہ یہ کہ تندی۔ سونفی بھرا چڑھا ہوا ان ارو اجزا کے یکجا ہونے سے دماغی اسٹیم کی باڑ کئی ہزار درجہ پر پہنچ گئی۔ اور دل و دماغ دونوں کو آمادۂ فساد کر دیا پھر تو بیڑ ھائی۔ لوگوں نے وہ دھما چوکڑی مچائی کہ پناہ تیری۔ محلہ بھر سر پر اٹھا لیا اور کسی کا دروازہ کسی کا پلنگ غرض الّا بلا جو کچھ ہاتھ آیا سب نذر ہولی کر دیا۔ اس طوفان بے تمیزی میں کہیں ایک حجتی تکرار پسند زبان دراز۔ منہ در منہ گفتگو کرنے والے حق و ناحق کو مع اصول و فروع ثابت کر دکھانے والے کے اخی مکرم کا مال۔ اے توبہ جو کی نظر پڑی مال مفت دل بیرحم۔ لونڈے شیطان تو ہوتے ہی ہیں اسکو بھی لاوارث سمجھ کے ہولی پر تصدق کر دیا۔ شامت اعمال کسی نے جا کے کہدیا کہ حضرت سامان زینت کو۔ لوگوں نے کوفتہ بخیتہ کرکے سوختہ کر ڈالا۔ یہ سنتے ہی بڑا غصہ بڑا طیش آیا۔ بغیر کسی آلہ حرب صرف زبان کے بھروسے پر گھر سے نکلکر زبان سے چھرا اور کرابے چلانے لگے۔ پہلے تو لوگ اسپر کار بند رہے کہ ع

دشنام یار طبع حزیں پر گراں نہیں
اے ہمنشیں نزاکت آواز دیکھنا

مگر جب دیکھا کہ حضرت میاں تو خاندان بھر کو دیکھے ہی ڈالے لیتے ہیں تب تو ادھر سے بھی ان ... اور اسی قسم کی باتوں ... شروع ہوا۔ اور مناظرہ سے مبادلہ اور تبادلہ سے مکابرہ ... کی ٹھہر گئی۔ چاروں طرف سے ہمارے حضرت گھر گئے ہاے۔ ع

وہ کہتے ہیں ادھر عاشق ادھر عاشق کدھر جاوں
دو طرفہ کھنچنے والے مرے دامن کے بیٹھے ہیں

مختصر یہ کہ لوگوں نے قرار واقعی مرمت کی مگر ہمارے عنایت فرما آدمی تھے چھوٹے صرف تھوڑا سا خون ہولی کو ملا کر لوٹ پوٹ اٹھ کھڑے ہوئے اب کیا تھا۔ تو چل میں چل پورا محلہ یکجا ہو گیا۔ ہمارے دوست نے بھی ٹھنڈک پاکے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو یہ رائے ہوئی کہ لڑکوں کی بات ہے ہو ہرہری کے ساتھ اسپر بھی خاک ڈالو۔ زیادہ بریں نیست ہزار پانسو روپیہ لیلو۔ مگر اس خیال نے نہ کچھ کہتا تو کیا ہوتا چھپائے چھپ سکتا تھا جو چھپ رہتا تو میر حال کہتی خاموشی میری رپورٹ کرائی۔ اب کیا تھا۔ یہ آئے۔ وہ آئے۔ گواہی کارنگ بیانات کا جیرا اڑنے لگا۔ ابھی تک اتنا ہی گوش گزار ہوا ہے آیندہ جو کچھ ہوگا اطلاع دی جاوے گی۔ چونکہ معاملہ دونوں طرف زوردار ہے اس سے معلوم ہوتا ہے یہیں نہ بھس بھسا جائیگا بلکہ دونوں جانب کی آرزوئیں۔ تمنائیں حوصلے نکلیں گے اور نتیجہ سوا اس کے ع

چو دم بر داشتم مادہ بر آمد

کچھ نہ ہوگا۔

راقم۔ از دکھن۔

شہیدان عشق کی تحقیقات

نمبر ۳

بعد لنچ کے جب دوبارہ جسٹس پنچ عدالت کی کرسی پر متمکن ہوئے تو سرشتہ دار نے ایک نہایت پیچیدہ تہ بہ تہ لپٹے ہوئے مقدمہ پیش کیا۔ اس میں فریقین کی طرف سے کئی جوڑیاں ایرسٹر بیرسٹر وکیلوں مختاروں کی تھیں۔ دعوی یہ تھا

کہ مساۃ گیندا دلدجوی　　نے اپنی
ساری اور لہنگے کے گھیر تنگ مین بوجہ
کثافت اس قسم کی بدبو آتی تھی جس سے صحیح دماغ
کے لوگون کو خواہ مخواہ فطرتی ضرورت لاحق ہوجاتی
تھی اور جس سے ان کا دماغ پراگندہ ہوجاتا
تھا۔ اور بوجہ اسکے سفید ملائی شلغمی رنگ
کے خوبصورت سے کہیں درجہ زیادہ
تھا اور نہایت کچھ نظرون مین معلوم ہوتا
تھا۔ اور بذریعہ اپنی رذالت اور فقیر کی
جھولی یا سہرے کی کچھ ہو سکے اُسی مساۃ
مذکورہ یعنے گیندا نے ایک پردیسی خوبصورت
بے زبان چشم و ابرو سے کام لینے والے
نوجوان یعنے میرے موکل کو اپنی محبت مین
پھرتی سے شدت اور عجلت کے ساتھ
آگیا یا کہ پھانس گونس کے پھانس لیا
اور ایسی کچھ دددد - دہی - بالائی - ربڑی
کی علی التواتر سلسلہ کے ساتھ چٹنی
جس سے خیرل طور پر موکل مذکور کا دل بے اختیار
ہو کر ہمہ خیال سے بھی زیادہ اُنس کا شیفتہ
مجذوب ہو گیا اور یہ کہتا ہوا - ع

دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرساہا

مساۃ مذکورہ یعنے گیندا سے اخلاص - پیار
دوستی - محبت (نگر پاک) شروع کر دی -
اب تو دن عید - رات شب برات ہونے
لگی - بقول شخصے　؎

اُٹھے لطف جب تک کہ طالع رسا تھے
وہ ہم پر تصدق ہم اُن پر فدا تھے

مگر کچھ ہی دن بعد گیندا مذکورہ نے شاہدان
بازاری کی سی حرکتین شروع کر دین - اور
ہمارے نوجوان موکل کے　ع

آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل

کو جس کی بابت یہ وعدہ تھا کہ　؎

اگر چوٹ جائے لگاوٹ سے صاحب
تو مٹھی مین دل کو دبا لیجیے گا

اپنی مٹھی سے نئے نئے مال اور زیادہ رسد
پانے کے خیال سے مٹھی کھول کر کنکریلی سڑک
سڑک پر دھم سے گرا دیا - چنانچہ نوجوان
مذکور کا دل بوجہ زبردست گرنے کے سخت
زخمی ہو گیا - اور اس خیال سے کہ　؎

دل کام کا نہین تو نہ لو نہ بجا ہے
ایسی ذرا سی بات کا جھگڑا نہ چاہیے

اُس چیز کی تلاش مین مصروف و منہمک
ہوا جس کا مل جانا سب جھگڑے بکھیڑون
سے نجات اور نہ پانا باعث سزا اور لعنت
ہے - یہ حالت دیکھ کر گواہان ثبوت نے
مسیحائی کی - چوٹ کھائے ہوئے زخمی دل پہ
مرہم کافوری کا پھاہا لگایا - اور اُس چیز کی
تلاش کے خیال کو بھی ملیامیٹ کر دیا - چنانچہ
بوجوہات بالا مین مختار نوجوان مذکور
مستدعی ہون کہ مساۃ گیندا قانون کے
دائرے مین لائی جاوے اور اسکانی سزا
دیکر دوسرون کو عبرت دلائی جاوے -

چنانچہ مدعا علیہ کے وکیل سے پوچھا
گیا کہ تمکو ان واقعات سے کہان تک
اقبال و انکار ہے غرضکہ مدعا علیہ کا
وکیل کھڑا ہوا اور بیان کیا کہ پہلے الزام
کی بابت مین عدالت کو توجہ دلاتا ہون
کہ بالکل بے بنیاد ہے - کیونکہ بدبودار
چیزین کبھی صحیح دماغ شخص کو اپنی طرف
متوجہ نہین کر سکتی ہین یا تو ہمارا دوست
اس سے اقبال کرے کہ نوجوان سڑی
پاگل سودائی ہے ورنہ اسکی تردید کو
قبول کرے -

الزام دوم کے واسطے یہ کہنا کافی
ہے کہ رنگ جو "قدرتاً اچھا اور دیکھنے مین
بہت اچھا تھا" تو دیکھنے والی آنکھ کا
قصور ہے اُس شخص پر الزام عاید نہین ہو سکتا
ہے -

الزام سوم بالکل بے بنیاد اور لغو ہے
فقیر کی جھولی کسی کو جبراً قہراً مجبور نہین کرتی
کہ ضرور بالضرور کوئی شخص اُس مین بھیک ڈالے
چنانچہ زبان زد بھی ہے - ارے جو دے اسکا
بھی بھلا اور جو نہ دے اسکا بھی بھلا

الزام چہارم مین ہمارے دوست نے
تو صاف صاف اپنے موکل کا لالچ ثابت
کر دیا ہے - چونکہ چارون الزامون مین سے
کوئی بھی پورے طور سے موکلہ پر ثابت نہین
ہوتا لہذا مین عدالت سے استدعا کرتا ہون
کہ میری موکلہ رہا کی جاوے - اور مدعی کو
بالعوض جھوٹے الزام کے سزا مناسب
دیجاوے - چنانچہ بعد غور و فکر کے تجویز لکھی
گئی - اور حکم سنایا گیا کہ جو کچھ مدعی کے وکیل
نے عرضی دعوے مین لکھا تھا اُس کا
ثبوت کافی بہم نہ پہونچا سکا اور فریق ثانی
کے وکیل نے کل وجوہات اپنے موافق
ثابت کر دیے لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ مدعی
مذکور یعنے وہی نوجوان دفن کر دیا جاوے
اور قبر پر لکھدیا جاوے -

"اپنی موت کے تیس برس بعد دفن
ہوئے"

اس کے بعد جو مقدمہ پیش ہوا اُس
مین ایک سن سفید بڑے میان تجربہ کار
گرگ باران دیدہ - ڈگری ڈسمس کے فیصلہ
کیے ہوئے مدعا علیہ اور ایک بن تیریا
مدعی - دعوے یہ کہ باوجود ممانعت [illegible]
بڑے میان نے تحریری مدعیہ پر مرنے کا
اظہار کیا ہے - اب نہ تو مرتے ہین نہ پیچھا
چھوڑتے ہین - اور سب پر طرہ یہ کہ نوجوان
جو بڑے میان کے ساتھ ہے اُس سے
اور مدعیہ سے کسی زمانہ مین دنیاوی رسم
میل جول ہو گیا تھا - اور اُس زمانہ مین
مدعیہ کسب تو ضرور کرتی تھی مگر کسبی نہ تھی
اب تیریا کے نام سے مشہور ہے اور جب
محکمہ صفائی نے خطاب مہترانی یا
حلالخوری کا دیا تھا اُس سے موسوم تھی

ہم اور خان صاحب سوار ہونا مانگتا ہے

چونکہ مدعیہ ہی زمانہ مین نوجوان سے تعلق خاطر رکھتی ہے اور بڑے میان یعنے مدعا علیہ نوجوان سکے کوئی معلوم ہوتے ہین اور فرض کرلیا جائے کہ کچھ نہین بھی ہین تب بھی ہر وقت ساتھ رہتے ہین۔ پس مدعیہ ایسے بوبک یعنے مدعا علیہ کو ہمراہ رکھنا نہین چاہتی ہے۔ استدعا ہے کہ انصاف کیا جاوے غرضکہ فریقین کے گواہ لیے گئے۔ جرحین ہوئین۔ بڑے میان سے پوچھا گیا۔ پہلے انکار کیا۔ مگر جب لونڈے نے اقبال کرکے یہ کہا کہ بیشک مدعیہ کی آواز سے مین نے پہچانا یہ وہی ہے۔ آہ۔ جو جو۔ آہ میرے پاس تھی۔ تب بڑے میان نے بھی اقبال کرلیا۔ اور کہا ؎

اس نقش پا کے عشق نے یا تنگ کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

اتبوا وہ یہ خدا بچائے آپ ہین۔
غرض کمبختی رہا ہے تو زندہ کسی عطا سے تو ان کے واسطے حکم دیا گیا کہ ان کو یہین زندہ دفن کردو اور قبر پر لکھدو کہ بڑے میان اپنی موت سے دس برس پیشتر مرے اور بیس برس بعد دفن ہوئے۔ اس کے بعد کچہری برخاست۔ دانہ نہ گھاس۔

راقم
م ۔ ب ۔ علیہ الرحمۃ

بھیک کو کوئی کیون برا سمجھے

حضرت پنچ۔ تسلیم

نئی تعلیم اور نئی تہذیب اور نئی روشنی دماغ مین پیدا ہوتے ہی ہر ایک چیز ایک اصول سے قائم ہوگئی۔ کہیے ہان؟

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ ہندوستان کے غیر منتقل دولت کے زوال پذیر ہوتے ہی اچھے اچھے لوگ بھیک مانگنے لگے کہیے ہان؟

لیکن بھیک مانگنی اس طرح سے کہ کسی کے سامنے پیٹ بھرنے کے لیے ہاتھ پھیلایا جاے معیوب۔ اس لیے ایک خاص طریقے اور اصول اور پردے کی ضرورت داعی ہوئی۔ بالفعل ایک مسودہ قانون سررشتہ بھیک کے لیے پاس ہونے کی غرض سے آپ کی کونسل عالی مین پیش کیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ اس قانون مین غربا کے فرقے کو ذرا بھی دخل نہین۔

جہان تک میرا خیال ہے کوئی گروہ یا کمیٹی بھیک مانگنے والون کی اس کی مخالفت نہ کرے گی اور اگر مخالفت کرے گی تو اپنا کچھ نقصان کرے گی ہمارا کیا ہے۔

دفعہ ۱۔ از انجا کہ قوم فلسفہ وغیرہ پڑھ جانے سے خدا کو معطل جانتی ہے تقدیر کوئی چیز نہین۔ اور مدت سے بھیک مانگتے مانگتے مایوس بھی ہوگئی تو ایسی صورت مین مخلوق کی جانب رجوع کرنا اور بھیک مانگنا واجب و لازم ہوا۔ لہذا یہ ایکٹ ایکٹ محکمہ گداگری سے موسوم کیا جاتا ہے

دفعہ ۲۔ نفاذ اس ایکٹ کا یکم اپریل حال سے کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۳۔ گداگری وہ شے ہے جس مین سبز باغ دکھاکے اگرچہ باغ مذکور کا وجود محض ذہن مین ہو روپیہ وصول کرلینا۔

دفعہ ۴۔ بھیک مانگنے کے لیے چند شرائط ہین۔ (الف) جب تک ایک گروہ سو دو سو پچاس آدمی کا نہ ہو اس وقت تک بھیک مانگنا صریح جرم ہے (ب) جس وقت تک بباطن کسی اور ترکیب سے یا نوکری۔ چاکری۔ محنت مشقت سے روپیہ پیدا کرکے گھر مین جمع نہ کرلیا ہو بھیک نہ مانگنے۔ (ت) جب تک چند پڑھے لکھے اشخاص اس مین شامل نہ ہون بھیک مانگنا بالکل خلاف ضابطہ ہے۔ (ث) اسپیکر اور مقرر جہان تک گروہ مین شامل ہوسکین شامل کیے جائین (ج) قوت مقررہ وسیع ہو تاکہ اسپیچ دینے کے ساتھ ہی لوگون کو اعادۂ معدوم کی ڈبار آب رفتہ کے واپس آنے کی تمنا اور حالت گزشتہ پر افسوس اپنے آبا و اجداد کے کارہاے ماضیہ کی یاد اور چند خبرین ایک ساتھ ہی حملہ کرکے کچھ نہ کچھ دینے پر آمادہ کردے۔

دفعہ ۵۔ گروہ کا ایک نام بھی ہونا چاہیے۔ اور وہ نام اس طرح کا ہو کہ کسی قسم کی محدودی اس سے ٹپکتی ہو۔ عام اس بات کے کہ نام کسی زبان مین ہو۔

دفعہ ۶ - زمانہ پیشین کا یہ عام قاعدہ تحفظوا الخیرات ولا تنظروہا - طبائع خلائق سے نکالنے کی کوشش باضابطہ ان طریقون کے ساتھ کی جائے کہ وہ زمانہ گیا - وہ بات گئی اذا فات الشرط فات المشروط ا ت المعنی فات الفتوے (الف) ایک فہرست دینے والون کی خوشامدی الفاظ مین چھپوا کے شایع کی جائے (استشنا) یہ امر اختیاری ہوگا کہ نام فرضی ہون یا اصلی - تاکہ ایک دوسرے سے گوے سبقت لیجانے کی کوشش کرے - یہ مبارک وہ سلامت - یہ سے دونون میٹھے - (ب) اخبارات مین مختلف آدمیون مختلف نامون سے مضامین شائع کراؤ - قوم کو احمق بناؤ نا ہنجار بناؤ - ادباری قرار دو - مگر جب کسی شخص واحد کا نام آجائے طرز سخن بدل کے خوشامد مدح سرائی شروع کردو -

دفعہ ۷ - چونکہ آزادی وخود مختاری لفیاہات چھن جانے سے گویا بلی کے بھاگون چھینکا ٹوٹا صفحے کے صفحے سادے پڑے رہتے ہین اور ہر کاد کہ بعض محتاج مضامین ہوگئے ہین بجائے تن چھین اکڑ فون بے نیازی ایک کو برا دوسرے کو اچھا کہنے کی خوشامد انکسار ہی کی ملق پالیسی مین داخل ہے - (اس لیے کہ خوشامد نہ کرینگے تو بعض کو لیگا کون) اور تم لوگون کی پالیسی یہی ہے،

ہم خیال ہونے کی وجہ سے تمہارے خیالات تمہاری تحریرون کو شایع کرنے مین نہین دریغ نہ ہوگا - لہذا ہر ایک قسم کی خدمت لیے اخبارات سے لو اور ہر طرح کے الم غلم مضمون شایع کراؤ -

تشریح - (۱) اگر تم کچھ شایع نہ کرتے ہوگے تو ممکن ہے کہ بیش قرار رقمین جو تمہارے ہتھے چڑھی ہین اُن کا حساب طلب ہو - اور اگر معاوا کوئی لغزش ہو تو بھانڈا پھوٹے اور بدنامی ہو اور یہ بھی جرم ہے (۲) ہر صادر و وارد کی طبیعت کو اشتعال دلانے کا لہ بعض اخبارات سے بڑھکے اور کوئی نہین (۳) تقاضا بھی اُن لوگون سے ہوتا رہیگا جنھون نے سالانہ مقرر کیا ہو (۴) تمہارے کامون کے گواہ اور دستاویز اخبارات ہونگے (۵) بعض اخبارات شکر گذار ہونگے کہ مضمون لکھنا نہ پڑا - اور پورا اخبار بھر گیا -

دفعہ ۸ - جو کوئی رئیس احیانا کوئی رقم بیش بہا دینے کا وعدہ کرے اور پھر نہ دے اُس کی خبر قرار واقعی لینا جایز ہے -

دفعہ ۹ - جو کمیٹی یا گروہ یا ایسوسی ایشن وغیرہ وغیرہ بنا کر وہ بانی یا سرگروہ یا سرپیچ کے نام سے ہو - تو تم جو کمیٹی است عزل و نصب کا اختیار اُسی ایک شخص کو ہے جس کی قسمت مین بانی کے لقب سے ملقب ہونا بدا ہے -

دفعہ ۱۰ - ہرگاہ کہ ایک گروہ کے ایک سے زیادہ اشخاص بالاشتراک بانی ہون اور کوئی نزاع کسی بارے مین فیما بین واقع ہو تو جو زیادہ قوی ہو سب ملکے اُسی کی طرف جھک پڑو - اور دوسرے اشخاص کو نکال دو - یہ واضح رہے کہ جو شخص مردود ہوگیا ہو (یا جو اشخاص) اُسکو (یا اُن کو) پھر کبھی قریب نہ کھٹکنے دینا اور اونہین کبھا اچھے الفاظ مین یاد نہ کرنا ورنہ خاقت بہتر یا و نقصان ہے - گروہ کو نقصان پہونچے گا - کل اخبارات مین اُس کی رد و قدح شایع کراؤ - خواہ اُس سے منفعت کثیر اوٹھا چکے ہو -

دفعہ ۱۱ - اگر تمہارے کیے ہوسکے تو کسی زبردست شخص کو خواہ مخواہ مربی اور سرپرست قرار دے لو - تاکہ دیندار وعظ و اسپیچ کے اثر سے اور دُنیا دار زبردست کے لحاظ و خوشامد سے کچھ دے نکلین -

دفعہ ۱۲ - ایسے شخص کا نام مُربی و سرپرست رکھکے مضامین کو اُسی کے نام سے معنون کرو -

دفعہ ۱۳ - غریب فقرا ایک شہر مین رہکے اپنی حیثیت کے موافق مانگ جانچ لیتے ہین - لندا یہ امر تمہارے لیے جایز نہین - دس بارہ آدمیون کا ایک گروہ قرار دے کے جگہ جگہ دیہہ بدیہہ قریہ بقریہ مارے مارے پھرو - اور ہر جگہ یہ صدا لگاؤ - ع

ادھر بھی ہوگیا پھیرا صدا سُنا کے چلے

اور عدالت کے کمیشن سبیل سبیل بلا - یا قرقی وارنٹ کے چپراسی کی طرح ریاستون مین جا دھمکو اور ایک جگہ قیام نہ کرو - سو ایک جا رہتے نہین .... بدنام کہین دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین اس مین کئی فائدے ہین - (۱) سفت خاطر (۲) مالی نفع (۳) اپنے گروہ مین سے کسی کو بذریعہ سفارش کہین ملازم رکھا دینا کہ ہر وقت نفع حاصل ہوتا رہے وغیرہ وغیرہ -

دفعہ ۱۴ - موقع بموقع ایک نیا کام

ایجاد کرسکے۔ جو کل جدید لذیذ

دفعہ ۵۔ غربا کی اعانت و رفاہ

قطعاً غیر ملحوظ۔ خواہ وہ بھیک دین یا نہ دین خواہ انہون نے جو رہ کی نفقہ گہر کی مایہ لبا طوا تا تہ سب تہا سمتہ حوالے کردیا ہو۔ ہرگز ہرگز قابل اقتدا و حفظ نہین

یہ دفعہ مخصوص اسکول کے بیٹے کو اور اس مین کئی حکمتین ہین (۱) اگر غربا لکہہ پڑہ جامین تو حالانکہ تم کو کسی کی تعلیم و ترقی سے غرض نہین۔

تو تمہاری

جوتیان کون اٹہائے گا۔ (۲) بھیک کی مد سے دینا پڑیگا (۳) اُمرا سے فیس کرایہ بورڈنگ ہوس وغیرہ کے بہانے سے ملتا رہے گا۔ (۴) اگر طلبا خود ذی اختیار ہین تو تا زندہ اند بندہ انعام مال آنہا وقت شما است ورنہ اُن کے والدین کی تالیف قلوب کیا کم ہے۔ ہر وقت

گانٹہا اور رپو بارہ

دفعہ ۶۔ چونکہ اس قانون کی ہر دفعہ سے انحراف ورزی ایک ہی حکم رکہتی ہے لہذا ہر ایک جرم کی ایک ہی سزا ہے اور وہ یہ کہ ٹکسال باہر درِ دربسٹ بہٹ بدنامی۔ بگلا مارے پکہونا ہاتہہ خالی بگہوڑے اُڑ اُڑ جاے۔

راقم۔ ہمدرد غربا۔ بقلم م۔ ح۔ عثمانی۔

نسخہ درکار ہے

تپ دق۔ چیچک۔ طاعون۔ دیوانے کتّے کے کاٹنے کا علاج تو روز ہی نکلا کرتا ہے اور سیکڑون ڈاکٹر اس کی تلاش کے بحر ذخار مین غوطہ خوری کرتے رہتے ہین اگرچہ کسی کو دُرّ مقصود ہاتہہ نہین لگا مگر چھوٹے چہرا ہے ایک غلغلہ ضرور پیدا ہو جاتا ہے مگر سرحد پنجاب کو ایک جدید نسخے کی حاجت ہے یعنی سرحدی لوگون کو غازی بننے کا جنون کسی فصل مین زیادہ ہوجایا کرتا ہے اور بقول شخصے جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو شہر کی طرف بہاگتا ہے بس کوئی نہ کوئی سرحدی شہرون کی جانب نکل آتا اور کسی نہ کسی بیگناہ انگریز کو مار ڈالتا ہے اگر کوئی ہندوستانی ریاست ہوتی اور وہان ایسی وارداتون کی کثرت ہوتی تو ضرور خبر لے لیجاتی۔ مگر ستم تو یہ ہے کہ اکثر انگریزی ہی عملداری مین پٹہان لوگ ایسی کارروائی کر گزرتے اور اپنی جان سے بہی ہاتہہ دہوتے ہین۔ پس اگر کوئی صاحب اس عارضے کا علاج تجویز کرین تو امتحان کے واسطے سرحد پر بہیجدیے جائین۔

راقم۔ غیر مہذب دشمن کا مہذب دشمن۔

لوکل علیہ الرحمۃ

لیجیے صاحب۔ اس گرما گرمی اور ہولی آتشونکی فصل مین لفرڈ تھیٹر صاحب ناچتے تہرکتے آہی پہونچے۔ اور رفاہ عام کے قریب چہاؤنی بہی چہالی۔

اس دفعہ الکشن مین ہمارے دوست خواجہ فرید الدین صاحب نے بہی ممبری کا شوق کیا تہا۔ مگر کوئی میر سجاد حسین صاحب کے ہاتہہ پالا رہا۔ اب آپ نے عذرداری کی ہے کہ میر صاحب کے پاس اُتنی جائداد نہین جس قدر انتخاب کے واسطے مشروط ہے۔ سچ کہا ہے

غم بداری خر بخر۔

۲۱ ماہ گزشتہ کو کسی سفاک بدمعاش نے ایک گاے کا سر بانار کہالہ کے چبوترے پر لاکے ڈال دیا۔ لوگون مین بہت جوش پہیلا تہا۔ مگر پولیس نے جلدی ہٹا دیا۔ مگر ابہی تک مجرم کا پتا نہین۔

آج کل ہمارے شہر مین نواب محسن الملک مولوی محمد مہدی علی خان بہادر تشریف فرما اور راجہ نوشاد علی خان بہادر کے مہمان ہین۔ ہم کو امید ہے اودہ کو بہی تعلیم مسلمانان کی جانب آج نہین تو کل زمانہ ضرور متوجہ کریگا۔

الحمد للہ مولوی ندوہ صاحب کو جلسہ شاہ جہانپور مین امید سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ یعنے وہان کے لوگون مین اس قدر جوش خروش کو تحریک ہوئی کہ پچاس ہزار روپیہ چندہ ہوگیا عورتون نے ہاتہہ گلے کا زیور اُتار دیا اور مزدورون نے مزدوری حوالہ کی۔ اور جناب مولوی صاحب بہری پُری گود کے ساتہہ لکہنؤ تشریف لائے۔

کیون نہ ہو ایک تو دو سال کا مادہ جمع اُسپر مسلمانون کا مذہبی جوش۔ خدا کرے یہ مقدس کوششین متبرک نتیجہ پیدا کرین اور قوم کی گاڑہی کمائی نیک پہل لائے۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اکزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سنز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں۔ نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض چشم کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت۔ تاریکی چشم دھند۔ جالا۔ پڑوال غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا خارش [illegible] معتمد ڈاکٹر اور حکیم بجائے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں [illegible] لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اسلیے کم رکھی ہے کہ عام خاص اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ [illegible] سفید سرمہ [illegible] مبلغ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری سرمہ فی تولہ [illegible] خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی اور جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ المشتہر پروفیسر [illegible] سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تازہ سندات	ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے	تازہ سندات

(۱) میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار [illegible] سنگھ صاحب نے بنایا ہے [illegible] اور بہت سے بیماروں پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ممیرے کا سرمہ نہایت ہی [illegible] اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے [illegible] حکم رکھتا ہے میں نے اپنے تجربہ میں آج تک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا میں ان لوگوں کو جنکی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہے [illegible] استعمال [illegible] کی سفارش کرتا ہوں ہر طرح سے مفید و فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند و خارش۔ سرخی چشم کے واسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور [illegible] آپ نے اسقدر سستے داموں میں یہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اسکا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے۔ فرض ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپ کے ایسے مفید سرمہ سے فیضیاب ہو کر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔ راقم۔ ڈاکٹر پنڈت گنگا رام [illegible] ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والی ریاست بہاولپور۔

(۲) مخدوم مکرم بندہ۔ آپ کے ممیرے کا سفید سرمہ چند تولہ طلب کر کے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا جو نہایت مفید ثابت ہوا بلکہ دھند۔ جالا۔ سوزش۔ پھولا۔ سرخی چشم کے واسطے تو اکسیر ہے براہ نوازش دو تولہ سفید سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل اور بھیج دیں۔ راقم۔ ڈاکٹر شیو دت رام [illegible] انچارج ڈسپنسری [illegible] (مارواڑ)

(۳) جناب پروفیسر صاحب سلام نیاز۔ ممیرے کا سفید سرمہ جسقدر تعریف کیجائے کم ہے میں نے آجتک آنکھوں کی بیماریوں کے لیے ایسی مفید دوائی کبھی نہیں دیکھی۔ ایک مریض پر تو اسنے جادو کا اثر کیا۔ کیونکہ اسکی آنکھیں بباعث [illegible] عرصہ دس سال سے بے نور ہو گئی تہیں صرف کسیقدر طاقت بینائی اندر کے پردہ میں موجود تہی۔ پردہ کا بیشتر حصہ [illegible] میں سخت نقصان تہا۔ اس سرمہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہو گیا۔ مہربانی کر کے ایک تولہ سرمہ سفید ممیرہ قیمت طلب پارسل جلد روانہ فرمائیں۔ راقم ڈاکٹر شیخ الہ بخش صاحب پنشنر ڈاکٹر مقام دیوری ضلع ساگر۔

(۴) جناب پروفیسر سردار [illegible] سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپکے ممیرے کے سفید سرمہ کو تقریباً تیس مریضوں پر استعمال کیا جو کہ موتیا بند۔ دھند۔ پھولا۔ ناخنہ۔ آنکھ دکھنے [illegible] غبار کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان مریضوں پر آپکا سرمہ استعمال کرنے سے اکسیر ثابت ہوا جیسی تعریف سنی تہی ویسا ہی استعمال میں مفید اور تیر بہدف پایا ہے۔ [illegible] میں آپکا سرمہ [illegible] پوشیدہ کو نہیں بذریعہ ڈاک [illegible] جاتے اور ہر گاؤں کی نمبرداروں کی معرفت فروخت ہونا چاہیے تاکہ ہر امیر و غریب [illegible] سرمہ سے مستفید ہو [illegible] براہ مہربانی [illegible] کا سفید سرمہ [illegible] وی پی بھیج دیں۔ راقم ڈاکٹر چودہری [illegible] میڈیکل انچارج شفاخانہ [illegible] ضلع ڈیرہ غازی خان۔

(۵) جناب پروفیسر [illegible] سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپکے ممیرے کا سفید سرمہ [illegible] استعمال کیا۔ صد درجہ کا فائدہ ہوا [illegible] کلی حاصل ہو گئی۔ آپکا سرمہ [illegible] الغرض چشم کو مفید ہے [illegible] قیمتی دن فائدہ معلوم ہو جاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلیے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کے لیے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔ راقم۔ [illegible] صاحب بہادر ریاست [illegible] اودھ۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو لائیڈ بنک [illegible] میں جمع کیا گیا ہے۔

المشتہر پروفیسر [illegible] سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

نوٹس

شہزادہ والڈیمار چین جاتے ہین تاکہ ڈنمارک کے تجارتی تعلقات کی حفاظت کرین -

مسز انٹنی نکسٹ ایل گنگا - گنگا گرا - دو آپ کی لین کھولنے دو شپنے کو لکھنؤ سے بنارس کی جانب روانہ ہوئے -

پیکن مین بحکم ملکہ چین فوج جمع ہو رہی ہے اور جنرل تنگ فوسیانگ دربار مین طلب ہوئے -

ٹرنکلا کے جدید قواعد کی رو سے اپنے ہی بنائے ہوئے کارڈ ایک پیسے کا ٹکٹ لگا کر ڈاک مین روانہ ہو سکتے ہین

معلوم ہوتا ہے کہ مشہد مین بھی عیسائیون کا زور ہے - پہلی اپریل کو ایک نمازی نے ایک ادر گوسے کو خنجر سے ہلاک کیا -

ساموا کا جھگڑا فیصل کرنے کو برلن - جرمنی تینون سلطنتون نے بالاتفاق کمشنر اعلے کا تقرر منظور کیا - اور شاہ سوئیڈن سرپنچ قرار پاے -

جرمن تعزیری فوج کیاؤ چو سے ایچو مین داخل ہوئی ہے اور جب تک چینی ثابت نہ کر دین گے کہ وہ وہان کا انتظام کر سکتے ہین قابض رہے گی - ایک پادری کو جو جیمو مین قید تھا اسکو بھی اہل جرمن نے چھڑا لیا -

جمعہ کو لاہور مین حضور ویسراے کی خدمت مین افسران متعلقہ سرحد ہندوستانی اشخاص کو باریابی حاصل ہوئی - حضور ویسراے نے جہانگیر کی قبر کا بھی ملاحظہ کیا -

آخر کار بعد انتظار بسیار و تعویق کافی حضور نظام نے دعوت مدارالمہام قبول فرمائی اور ۱۳ اپریل کو جلسہ جشن سالگرہ جسکا اہتمام اور انتظام عرصہ دراز سے مرض التوا مین پہلے پڑے سڑ رہا تھا اسکا پھر احیا ہوا حضور بندگانعالی قصر بیگم پیٹہ تشریف لے گئے - دعوت نوش فرمائی - آتشبازی ملاحظہ کی اور علی الصباح وہان سے مراجعت فرما ہوئے -

اس التوا پر گپستان حیدرآباد کے واسطے طرح طرح کا مصالحہ جمع ہوتا جاتا تھا الحمدللہ ع

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اور بظاہر سہ

شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

معلوم ہوتا ہے ہندوستانی اب تک شکر خورے سمجھے جاتے ہین ایک زمانے مین لارڈ رپن نے نمک کے محصول مین کمی فرمائی تاکہ اب اعتدال پر سے نمکخوار کا مزاج صادق آئے - لارڈ کرزن نے بیرونی شکر پر محصول تجویز کر کے شکر خورے کو شکر مندی کو ٹکڑوانی مثل پوری کرنی چاہی ہے لیکن ہندوستان مین جو شکر باہر سے آتی ہے اوسپر محصول تجویز کیا چونکہ اکثر جرمنی سے چقندر کی شکر آیا کرتی ہے اس وجہ سے جرمنی اور آسٹریا وغیرہ کو البتہ تلخی کامی پیدا ہوئی - مگر ہندوستان کے کارخانہ ہاے شکر سازی کے حقوق کی یہ حفاظت ہو گئی کہ انکو ان شکرون سے مقابلہ نہ کرنا پڑے گا

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہان کی شکر نفاست و نرخ مین اعلے درجے کی ہوگی یا نہین سلطنت جرمنی نے جس مشقت اور دیدہ ریزی سے چقندر کی شکر نکالی اور اس قدر پیدا کی کہ اپنی ضرورتین پوری ہونے کے بعد اتنی بچی کر دوسرے ممالک مین بھیجنی پڑی - اس سے خلقی طور سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان مین جہان نیشکر کی پیداوار بکثرت ہوتی ہے اور ہو سکتی ہے اگر کاشتکار زمیندار اور گورنمنٹین توجہ کرین تو کوئی ضرورت باہر سے شکر آنے کی نہ ہو - مثلاً ایک ریاست آصفیہ ہی ہے جس کی قلمرو مین شریفہ خودرو اس کثرت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے کہ بیرونجات مین خرید و فروخت کی کوئی ضرورت نہین - ہر جنگل پہاڑ یا کوہ مین ہزارہا میل اس کا درخت خودرو ہوتا ہے اور لوگ مثل ایک جنگلی میوے کے استعمال کرتے ہین - اسپر خوبی یہ ہے کہ نہایت نفیس اور شیرین پھل ہوتا ہے - اگر گورنمنٹ نظام بجاے فضول مصارف اس جانب متوجہ ہو اور شریفے سے شکر بنوائے تو کروڑون روپیہ کی آمدنی ہو سکتی ہے اور خود ہندوستان سے باہر شکر روانہ ہو سکتی ہے مگر یہ سب اسی وقت ہوتا ہے جب حاکم کو اپنے ملک کی ترقی تمام آرام و آسایش عیش و عشرت پر مقدم ہوتی ہے -

ٹرکی اور بلغاریہ کی فوج مین بمقام کذرغ لغت جو سرحد پر واقع ہے کسی بات پر ۲ گھنٹے تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا اور جانبین سے بہت سے مقتول و مجروح ہوئے

خبرین

اطالیہ مین انگلش فرانسیسی معاہدہ پر سخت اعتراض ہو رہا ہے کیونکہ اسکی رو سے اطالیہ ترپولی اور اس کی سرحد کے قبضہ سے محروم کیا جاتا ہے۔

۲۹ - مارچ - سکندر آباد - یوسف الدین نے صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہند پر چار لاکھ روپیہ کے قریب کا جو دعویٰ دائر کیا ہے آج ڈسٹرکٹ جج سکندر آباد کے روبرو اس کی بحث شروع ہوئی پچھلی پیشی مین جو یہ تین تنقیحات قائم ہوئی تھین اسی کی بحث تھی۔ یعنے آیا صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہند افسران گورنمنٹ ہند کے بیجا افعال کے ذمہ دار ہین - آیا نالش مین تمادی عارض ہے اور آیا عدالت کو اختیار سماعت مقدمہ حاصل ہے۔

مدعی کے کونسلی نے بیان کیا کہ صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہند نے خود تسلیم کیا ہے کہ یوسف الدین کے خلاف جو کارروائیان صیغۂ فوجداری مین کی گئی ہین سب ناجائز تھین اور اسی وجہ سے گورنمنٹ ہند نے ان کو خارج کر دیا - کونسل نے مجموعۂ ضوابط دیوانی کے باب ۷ سے استدلال کیا جس مین اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ جب گورنمنٹ کے افسرون کے افعال بیجا ثابت کر دیے جائین تو گورنمنٹ کے خلاف ہرجہ کی نالش ہو سکتی ہے اور بعد اسکے انڈین لا رپورٹ کے نظایر پیش کرنا شروع کیے جو اس امر کے موید تھے کہ سکرٹری آف اسٹیٹ ذمہ دار ہین۔

اس مقدمہ مین ملازمین گورنمنٹ ہند نے سلسلہ وار سبت سے افعال بیجا کا ارتکاب کیا اور اگر صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہند ان سب افعال کی ذمہ داری سے انکار کرین گے تو باب ۷ انکا مجموعۂ ضابطہ دیوانی مین ہونے کا کوئی فائدہ نہین ہے تمادی کے بارے مین دفعہ ۲۳ پر یوسف الدین کی محافظ ہے: بیجا کارروائی علی الاتصال جاری رہی اور اس کا خاتمہ قطعی طور سے ۳ - اگست ۱۹۰۶ء کو ہوا اور اسی تاریخ سے تمادی کا حساب لگایا جا سکتا ہے لیکن نالش ہذا مدت معینہ کے دو مہینے کے اندر دائر کی گئی آرٹیکل ۳۲ کی رو سے ہرجہ کی نالش کے لیے ایک سال کی مدت مقرر ہے اور دوسرے آرٹیکلون مین اس سے بھی زیادہ مدت کی اجازت ہے۔ کونسلی نے یہ بھی بیان کیا کہ نالش کی نوٹس معینہ مدت کے اندر دے دی گئی تھی

مدعا علیہ کے پلیڈر نے ہروس صاحب کے اصول قوانین کی بنیاد پر یہ بحث پیش کی کہ سلطنت کے ایک فعل کی ذمہ داری سکرٹری آف اسٹیٹ ہند پر عائد نہین ہو سکتی اور یہ فعل خاصۂ سلطنت کا ایک فعل تھا۔ بادشاہ کوئی بیجا کارروائی نہین کر سکتا یعنے یہ کہ سکرٹری آف اسٹیٹ جو تاج کے قائم مقام ہین گورنمنٹ ہند کے ملازمین کے افعال کے جوابدہ نہین قرار پا سکتے وکیل نے بہت سے نظائر اس خاص بحث اور تمادی اور اختیار سماعت کے بارے مین بھی پیش کیے آخر مین مقدمہ ۱۲ - اپریل تک ملتوی کیا گیا

۲۹ - مارچ - لاہور - ویسراے بہادر جو چھنگا منگا مین شکار کھیلنے کے لیے جانیوالے تھے وہ تجویز اس وجہ سے ملتوی رہی کہ صاحب کنسرویٹر محکمہ جنگلات کی راے اسکے خلاف پائی گئی کہ وہان شکار نہ مل سکیگا

ابا جان کی کہانی بڑھیا خیرا دی کی زبانی

نمبر ۱

بقیہ ابا جان کے احباب

ابا جان کے دوستون کی ایک اور بہت ہی موقر اور معزز جماعت ہے اس مین اکثر حضرات ایسے ہین جو اپنے زمانۂ شباب مین مسند عیاشی کو زینت بخشتے تھے اور بعض اس سے کہ وہ اپنی داشتہ اور آشنا عورتون کے نام سے مشہور ہوان جیسا کہ بعض صاحبون کا ذکر سطور بالا مین ہو چکا ہے بہت سی نامی عورتین اُن کے نام سے مشہور ہو کر اُنکا نام دنیا مین روشن کر رہی ہین - جیسے منیر والی گنتا - شیخ حیدر جان والی آبادی - نواب عاشق حسین خان والی جانکی - میر محبوب والی بنو - فرخ حسن خان والی ملکہ - مرزا منور اختر والی حیدری - نواب نکہت الدولہ والی شہزادی وغیرہ وغیرہ -

ابا جان شہر مین حکام عالیشان کے سوا کل چار پانچ احباب کے ہان دوستانہ ملاقات کے لیے جاتے ہین اور اُن صاحبون دوستون کے ہان اُن کے جانے کے دن بھی مقرر ہین طوفان آجائے - آگ برسے - قیامت ہو جائے مگر اُن کی ملاقات ناغہ نہین ہو سکتی - دس دس بیس بیس برس سے جہان جس دن اور جس وقت جانے کا معمول ہے وہان ضرور چلے جائینگے اور کوئی چیز اُن کو روک نہین سکتی جنگلی نواب صاحب سے بڑی پرانی اور گہری ملاقات ہے اس کے سوا مرزا ہمایون بخت سے بھی بڑا یارانہ اور غایت درجہ کی بے تکلفی ہے -

ایک مرتبہ کسی حرامزادی کسبی نے بدمعاشون کے اُبھارنے سے ابا جان پر فوجداری مین نان نفقے کی نالش کردی تھی اور اپنے کو اُنکا جعلی ممتوعہ قرار دیکر ایک حرام کے پلے کو اونکا لڑکا قائم کرنا چاہتی تھی یہ نالش نصیب دشمنان فوجداری مین دائر ہوئی تھی اور اس مقدمہ کا شہر مین بڑا ہنگامہ تھا - بعض بعض بدا طوار اور بدوضع وکیل ومختار کہ جو ایسے مقدمات کی تاک مین رہتے ہین اور جنکا کام ایسے آبرو شکن اور زر کش مقدمات کا دائر کرانا ہے اوس مالزادی کے بلے پر آئے تھے اور واہے دہنے الغ کسی طرح اُس کو مدد دینے مین کوتاہی نکرتے تھے یہ کہان ممکن تھا کہ ابا جان اس حرامزادی کے مقابل مین جواب لگانے کچہری جاتے آخر نتیجہ یہ ہوتا کہ دو چار ہزار خرچ کرکے اپنی آبرو کی حفاظت کرتے - ایسے نازک وقت مین یہ عقدہ کھلا کہ ابا جان کے کیسے کیسے جان نثار اور ایمان فروش دوست ہین ایک دن ابا جان کے دوستون مین سے ۲۰ آدمی تیار ہو گئے کہ وہ اس بات کی شہادت دین گے کہ وہ عورت ابا جان کے پاس نہ تھی اور وہ لونڈا ازا ایدہ الخ ہے اس خبر کو مع اسماے گرامی گواہان مدعا علیہ ابا جان کے ہوا خواہون نے مدعیہ لعین کے کان تک پہونچایا اور اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس کسبی نے کچھ قلیل بطور خرچ لے دیکر مقدمہ اُٹھا لیا - ابا جان کے دوستون کا مقولہ ہے کہ دوست کی آبرو بچانے کے لیے ہم اپنی جان اور ایمان دونون کو صدقہ کرتے ہین - انہین مین سے ابا جان کے بعض دوست ایسے ہین کہ جن کی شہادت کھیل نہین ہے اس صوبہ کے مشہور مقدمات مین اون کی شہادت ہوتی رہتی ہے اور اون کی شہادت کی فیس بہت بھاری ہے ان مین ہزار سے اور پانصدے اور دو صدے وغیرہ وغیرہ ہین - آگے تو زمان شاہی مین اس قسم کے منصبدار ہوتے تھے اب زمانۂ ترقی تہذیب مین ایسے گواہ ہونے لگے ہین کہ جن پر منصبداری کا دھوکا ہوتا ہے -

ابا جان کے دوستون مین اکثر حضرات قرضدار مین اور اسکی وجہ اُنکی خاندانی سخاوت اور جبلی رحمدلی ہے بعضون کو انسالونٹ لینے کی بھی ضرورت ہوئی ہے اور یہ محض مجبوری سے بدنفسون اور بیوقوفون کے حملون کو روکنے کے لیے یہ قانونی شریف آنہ سپاہ بنی ہے ہی ان لوگون کے ساتھ ابا جان کو بڑی دلی ہمدردی ہے اور ان لوگون کی غربا اور تباہ حالت دیکھکر اکثر فلک کجرفتار اور زمانہ ناہنجار پر لعنت ملامت کیا کرتے ہین

ابا جان کے دوستون مین ایک میر نوری صاحب بڑے تجربہ کار اور کارگزار شخص ہین ان کو قرض دلوانے مین کمال ہے ابا جان کو بھی کثرت اخراجات کی وجہ سے اکثر قرض لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اسی لیے میر صاحب کی بڑی آؤ بھگت ہوتی ہے۔ خدا جانے میر صاحب کیا جادو جانتے ہین یا کیا انکو خبر اُن کو معلوم ہے کہ جس مہاجن پر پڑھکر مارا وہ خوشی سے روپیے قرض دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ صرف اسی قدر ہے کہ سود کے علاوہ دو روپیے سیکڑے کے حساب سے میر صاحب کمیشن کٹوا لیتے مین۔ ابا جان کے وہ ایسے ایسے وقت کام آئے ہین کہ جب کوئی شکل اُنکی آبرو بچنے کی نہ تھی یہ اگر چاہین تو انسالونٹ کو قرض دلوا دین۔ بابو بنواری لال جو سب سے بڑا ساہوجی ہے وہ ان کو اپنا قبلہ و کعبہ جانتا ہے اور اس کے سوا سارے مہاجن ان کے ہاتھ مین ہین۔ بی جادی بھی ان کی بہت کچھ خاطر کرتی ہین اور برابر اپنے ہاتھ سے گلوری لگا کر ان کو دیتی ہین۔ واقعی یہ ہے کہ کام کے آدمی کو سب لوگ پسند کرتے ہین میر صاحب بڑے شوخ مزاج اور رنگین طبع بھی ہین اور کبھی کبھی فکر نظم بھی کرتے ہین انکے تخلص نے کثرت شہرت سے انکے نام کی جگہ لے لی ہے۔ راقمہ۔ تہذیب افروز بیگم

شب فراق

تاریک و سیہ کریہ منظر
قامت مین زلف شکل اژدر
ہر عمری مین خضر کا مسیحا ستا
ظلمات کی راہ پا کر ظلمات
ہم پلہ گیسوے گرد تیسر
سامان جنون مثال زنجیر
سوز دل عاشقان مفتون
شکل لیلے بطرز مجنون
کمہلانے لگا جو دل کا گل
آزرده گری مثال بلبل
دیکھا جو اُسے بھرا دم سرد
سلطان فلک کا مُنہ ہوا زرد
اُس فدونے شب کے جب گل مہر
آنکھون سے چھپا لیا بصد قہر
تاریکی نے کر دیا اک اندھیر
عالم مین ہوا عجب الٹ پھیر
دن کا گیا کار روائی ہٹ کر
گھبرا رہی ہے کے بس مقدر
گردون نے ہزار چیخ مارا
پر ہاتھ لگا نہ دستا را
تارون نے منظر بچھا کے دیکھا
قطبین نے سر اٹھا کے دیکھا
تا شرق سے غرب دیکھ آیا
ہے جو کی کا پاسبان ثریا
چھائی ہوئی خاک اک جہان کی
دوڑی ہوئی دور کہکشان کی
مایوس ہوئی کہین نہ پایا
آخر یہ کہین پر اجما یا
منشی فلک نے آکے جانچا
سر حرت اس روزنامچہ کا
پڑہتا ہے سر اہل شام سرِ بام
عنوان صحیفہ شب تار
آئینہ روز دست شب مین
سلطان حبش ہے پا حلب مین
شرمندہ ہوئے چمن کے سب گل
تاریک ہوئی ہے چشم بلبل
ماتم کی رات ہے شب غم
اشکون سے تو کم نہین ہے شبنم
دلبر ہے داغ صورت گل
زنجیر جنون ہے زلف سنبل
آنکھون مین سما حول شب ہین
نرگس کی اڑی ہوئی ہین نیندین
دلمین ہے طپش جگر مین ہے درد
چمپا کا بھی رنگ ہو گیا زرد
کٹتی نہین رات بیکلی کی
حالت ہے عجیب بیکسی کی
آنکھون مین مین اشک لب پہ نالے
جتنے کے پڑے تھے مین لالے
طوفان مین مچائے دیدہ تر
آنکھین ہین بنی ہوئی سمندر
ہر چند سنبل سنبھل کے لیٹے
کروٹ بھی بدل بدل کے لیٹے
چین آیا نہین کسی طرح پر
کانٹونکا بچھایا تھا گویا بستر
گھبرا کے اٹھے جو تھام کر دل
تڑپے گر گر مثال بسمل
حرکت جو ہوئی رگ جنون کو
تارون سے کہا نہ ہم کو گھورو
شب کتنی گئی ہے کچھ بتا دے
ای شور جرس تو ہی بتا دے
اُمید سحر تو کچھ نہ پائی
آواز او ان تک نہ آئی
سنا آکی شب تو ہی خبر کر
کتنی گئی رات ہے گزر کر
اعجاز تم کو روک بس اب
ہے پچھلا پہر گزر گئی شب

راقم
اعجاز۔ کاکوروی

حیدر آباد دکن

وسلے پرندش

ہائے آزادی۔ واے آزادی بس تجھے بھی دیکھ لیا۔ تیرا نام بھی عنقا کی طرح سارے جہان مین مشہور ہے اور نشان کا کہین پتہ نہین۔ ہم نے تیرے واسطے بہت خاک چھانی۔ تنکین کے گز بن گئے۔ اعلی اودنے کو ٹٹولتے ٹٹولتے دماغ بشدہ لا ہو گیا۔ مگر تیرا تیا جہات ستہ مین کہین نہ لگا۔ ادنٰے غریب رعایا سے لیکر شاہان عظیم الشان تک۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک مفلس گداگر سے لیکر قارون تک سب کو ٹٹولا تیرا پتہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ اوروں کو کیا کہون خود اپنے حال کو دیکھتا ہون تو مین بھی تیری نعمت وصل سے مشرف نہین۔ مین نے ساری دنیا سے آزادی حاصل کی۔ اپنی نیند سونا۔ اپنی بھوک کھانا۔ اپنی پسند پہننا اختیار کیا۔ مگر کل ایک میرے دوست آگئے۔ آدمی تھے گلے پڑنے لگے کہنے لگے یہ پلاؤ نوش فرمائیے۔ میرا جی خفا تھا۔ مین نے لاکھ انکار کیا۔ دیر تک حجت رہی۔ آخر کو کہنے لگے مین نے عہد کیا ہے آپ کو کھلا کے چھوڑونگا دو ہی نوالے نوش فرمائیے۔ ایک چاول مُنہ مین ڈال لیجیے۔ مین نے کہا میری آزادی راے مین آپ خلل ڈالتے ہین۔ اُنھون نے کہا یہ ضد بھی

ارزنگ چین

ایک پابندی ہے آزادی کہان ہے۔ مینے جبراً قہراً ذرا سا چکھ لیا۔ جب اس سے فرصت ہوئی کہنے لگے۔ یہ انگریزی کوٹ پہن لیجیے۔ مین نے کہا میرا جی گھبراتا ہے شکنجے مین کسا معلوم ہوتا ہون۔ میرے شانے مین درد ہونے لگتا ہے اور بڑی بات یہ کہ مجھے پسند نہین۔ میری آزادی رائے کے خلاف ہے۔ کہنے لگے میرا یہ منشا نہین وضع قرار دے لیجیے۔ مگر اس وقت میری خاطر سے ایسا کیجیے تاکہ لوگ سمجھین آپ ایسے آزاد خیال ہین کہ کسی وضع کے پابند نہین۔ مین نے آزادی کی چاٹ مین آکے پہن لیا۔

اتنے مین رات زیادہ آئی۔ اب مصر ہوئے کہ سو رہیے۔ مین نے کہا مجھے نیند نہین آتی۔ ماورا اس کے یہ تو جبر ہے۔ صریحی جبر ہے۔ کہنے لگے واہ مین جب گھر سے چلا تہا تو کہہ آیا تہا کہ میرے دوست دس بجے سو جایا کرتے ہین اگر آپ نہ سوے تو مین جھوٹا ہونگا اور آپ سے مجھے بڑی شکایت ہوگی۔ پس یا تو سو جایئے یا مجھ سے ملاقات ترک کیجیے۔ اب مین نے خیال کیا کہ خفیف سی بات پر اتنا جھگڑا بڑھانا حماقت ہے۔ جو سُنے گا یہی کہے گا کہ عجب ضدی آدمی ہین۔ اتنی سی بات کا یہ تبنگڑ بڑھایا۔ جبراً قہراً مُنہ لپیٹ کے پڑ رہا۔

صبح کو جو بیدار ہوا تو مجھے اپنی آزادی پر بڑی ہنسی آئی۔ اور سوچنے لگا اگر دوستون سے بھی قطع تعلق کر لون تو انسان ہون۔ مدنی الطبع ہون۔ لوگ کل ہی دیوانہ بنا کے پاگل خانے بھیجدین۔ اور جو دال دلیا خدا نے دیا ہے چھین لین۔ اور آزادی کا یہ حال ہے کہ وہ محض خیالی ہے۔ اسی اُلجھن مین تہا کہ خبر سُنی حضور بندگان عالی نے جناب مدار المہام کی دعوت بعد مدت بسیار قبول فرمائی۔ اور خندہ پیشانی سے شریک ہوئے۔ اور یہ ساری کوشش گوشہ نشین صاحب رزیڈنٹ بہادر کی ہین۔ جنہون نے فرمایا کہ ہم گورنمنٹ آف انڈیا کو مطلع کر چکے ہین کہ آپ مین اور سر وقار الامرا مین صفائی ہو گئی۔ واقعہ جو کچھ ہو گپ چاہے سچ نکلے یا جھوٹ۔ مگر واللہ وسے بندش کا مضمون بہت ہی اچھا ہے۔ اب خدا سے اُمید ہے یہ کشمکش بہ پایان رسد۔

۴۔ اپریل کو کاونٹ ٹیورن تشریف لائے۔ دعوتین ہوئین۔ کاونٹ صاحب ایوان شاہی کو تشریف لے گئے۔ شہر کا ملاحظہ فرمایا اور حضور بندگان عالی نے بھی بازدید فرمائی۔ غالباً اس ہندوستانی ریاست کی شان و شوکت دل پر نقش کالحجر ہو گئی ہوگی۔ ۵۔ کو کونٹ صاحب شکار کو تشریف لے گئے۔

راقم۔ دکنی۔

ترتراتا قصیدہ

حضرت جن قصیدون مین سوائے تعریف کے کچھ نہین ہوتا لوگ انکو ہجو ملیح سمجھ کے ناک بھون چڑھاتے ہین

اور بجائے خوش ہونے۔ انعام دینے کے خوشامدی۔ لالچی کا خطاب دیتے ہین ہمنے انہین وجوہات کو پیش نظر رکھ کے عرصہ ہوا ایک قصیدہ لکھا تہا۔ کس کے واسطے لکھا تہا؟ یہ ہم کو نہین معلوم۔ ہان جن صاحب کو اچھا معلوم ہو یا جن صاحب پر چپ ہان ہو بخوشی قبول کر لین۔ ہم کو انکے نامِ نامی پر ڈیڈیکیٹ کرنے مین کچھ عذر نہ ہوگا۔ لے قصیدہ سُنیے۔

کردم بہ ہجوِ تر زبان تو کمتری از این آن

سُن آگے اپنی داستان فر تو ترا تیا رہے
مین کیا کہون کیسا ہے تو اچھا ہی تو جیسا ہی تو
ہان دُم کٹا بھینسا ہے تو یا دیو مردم خوار ہے
کچھوا ہی یا گھڑیال ہے یا چوک کا دلال ہے
یا لالۃ لقال ہے یا سکھوا بھدار ہے
لیٹرے ہے کوئی پھکٹا گیدڑ ہے لیکن سرکٹا
یا نگر مُو کا چرکٹا ہے تا نے کا چوکیدار ہے
آن کا نہ دھن کا ہوش ہے کنگاش ہے بلوش ہے
ملڈاگ ہے خرگوش ہے یا کوئی بوتی مار ہے
ایسا کوئی انسان نہ ہوا تنا کوئی نادان نہ ہو
اس شکل کا شیطان نہ ہو لا حول و استغفار ہے
دیکھو اوپر مُنہ مولڑنا گمگھو ہے یا کٹھوڑنا
ہان دُم نہ اسکی چھوڑنا اڑجا ئیگا پر دار ہے
کیا صورت پُر زیب ہے بوجھ کہون لاریب ہے
بالسے کا تو آسیب ہے رادن کا تو اوتار ہے
ہے چھچھوندر تیری بغل اور پیٹ ہے چڑیکا دہل

ہے ناک کتنی بے بدل جسین سراسر غار ہے
کیا بانگڑو پیدا ہوا کیا جانگلو پیدا ہوا
کس مت پہ تو پیدا ہوا اشکل ہے یا الوا رہے
مہمان کو تو بھوکا سمجھے شادی میں بھی خست کرو
کھانا سڑا گر اسکو دے نے شرم ہو نے عار ہے
گھر کے بیچے ہو سرو ہیں بکار ہے تیری ہوس
جو کچھ ملیا بھی جسکا پسال وہ بیکار ہے
دولت تجھے ہے شوہ ہے حفظ اسکا جیب لفقو در کر
دنیا میں تو مردود ہے عقبے میں تو فی النار ہے
تو آدمی یا دھول ہے چسپین ہے اسرپل ہے
اچھا حیلہ نغلول ہے کیا شکل ناہموار ہے
حیوان میں شامل ہے تو کما بچھا جاہل ہو تو
کاہل ہو تو بے حس ہو تو جنبش تجھے دشوار ہے
تیلی کا کولھو بیل ہو عورت لیے نکیل ہے
یا ارگڑ ٹے کی مثل ہے سو من کا جس پہ بار ہے
ہنسنے کی عادت چھوڑ دے احمق یہ حرکت چھوڑ دے
او حماقت چھوڑ دے کچھ شرم ہو کچھ عار ہے
.. تجھ کو سمجھا چکا سب نیک و بد کھلا چکا
تو سخت تُنّے کی کھا چکا آگے کو تو مختار ہے

راقم۔ تعوسن تشار دندل بن تشار بیگ الخبیر

قند آمیختہ باگل نہ علاج دل ماست
بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند

ولایتی شکر پر محصول درآمد لگا۔

ہندوستان والے تو اس بنا پر عذب البیان اور رطب اللسان ہیں کہ ہمارے ملک کے شکرستان نفع میں رہینگے۔ خدا نے چاہا مٹھائی کی وہ ریل پیل ہوگی کہ گرد کے پہاڑ بنجائیں۔ سا ب کی جھیلیں گویا کی طرح ابلنے لگیں۔ شکر تری کے دلدل جا بجا ہیں۔ شیرے اور شربت کے دریا بہیں۔ صاحب کے منار قند کے بنتے لگیں مصری کے کوزون کا وزن ہو کر گوندہ تک میٹھے ہو جائیں۔ مگر ولایت والوں کو بڑی تلخی ہے۔ اس قانون پر نہایت ترش رو ہو رہے ہیں۔ انکے واسطے واقعی بڑے کڑوے کسیلے دن آگئے ہیں۔ اب جس قدر شکر وہان سے آتی تھی کم آئیگی اور جو آئے گی وہ محصول دیکر سبب کی تنگی ترشی سائے گی تب کہیں بکنے پائے گی۔ مگر ہم ہندوستانیون کو انکی ترش روئی پر تلخ کامی نہ چاہیے کیا وجہ کہ یورپ کی بہت سی میٹھی باتون کے ہم لطف اٹھاتے ہیں اگر ذرا سی ترش چاشنی شامل ہو گئی تو ذائقہ اور بھی خوشگوار ہوگا۔ کیا ہوا یہ بھی ایک طرح کا فائدہ ہے۔ شاعر کہہ گیا ہے۔

بوسہ لب لیلیٰ گر وہ ترش رو ہو گیا
تلخ کامی مٹ گئی عناب سا لوہو گیا

راقم شیرین کلام۔

سیر جزیرہ صورت آباد

یورپین زبانون میں جہاں طرح طرح کے مسائل علوم و فنون قصون افسانون کے پیرائے میں لکھے جاتے ہیں وہاں سیاست مدن۔ تدبیر منزل اور مباحث مذہبی پر بہی ناول ہوتے ہیں جو تبدیلی میں مذاق پیدا کرنے کے واسطے وہاں کے فسانہ نگار وقتاً فوقتاً لکھا کرتے ہیں ان میں سے رابنسن کروسو۔ سفرنامہ منگو پارک قیری لیچیڈ۔ سفرنامہ گلیور۔ پلگرمس پراگرس وغیرہ ایسے مشہور و معروف ہیں کہ ان میں سے اکثر کو ہر انگریزی دان جانتا ہوگا۔

مگر افسوس ہے اردو میں باوجود ناولون کی افراط کے اب تک یہ طریقہ رائج نہیں ہوا۔ اُس کی وجہ شاید یہی ہو کہ یہاں کے افسانہ پسند طبائع نہ ایسے قصون کے طالب ہیں نہ لکھنے والون کو اس مفید امر کی نسبت توجہ۔ پس نہ خریداری کی مانگ نہ بازار میں سودا۔

مگر اس عرصے میں مندرجہ عنوان چھوٹا سا رسالہ مشہور مرزا عبد اللہ صاحب حسرت نے شائع فرمایا ہے۔ اس میں اسی بات کی کوشش کی گئی ہے کہ چند علمی مضامین قصے کے پیرائے میں ظاہر کریں اور بہت کچھ کامیابی بھی ہوئی ہے۔ اس اعتبار سے کہ نیا ڈھنگ ہمارے مہربان ہی نے اردو میں اختیار کر کے بعض روکھے اور دقیق مضامین کو قصے کے پردے میں اہلاً سہلاً ادا کیا ہے۔ ضرور تعریف و توصیف کے مستحق ہیں۔ اگر زمانہ مہلت دے اور ہمارے مہربان چندے اپنی جولانیون کو ملتوی کر کے اس جانب توجہ فرمائیں اور پبلک بھی پوری قدردانی کرے تو ہم کو یقین ہے کہ اردو کو بہت کچھ فائدہ پہونچے۔ یہ کتاب واقعی دیکھنے اور غور کرنے اور سوا و مشقت دینے کے لایق ہے۔

تھوڑا زمانہ گزرا کہ پنجاب یونیورسٹی نے ایک اسی قسم کی انگریزی کتاب کے ترجمے کا اشتہار دیا تھا۔ اگر ایسے اوریجنل قصے یونیورسٹی لکھائے اور سررشتہ تعلیم میں رائج کرے تو ہماری رائے میں زیادہ مفید ہے۔ یہ کتاب مصنف صاحب سے بہ نشان دفتر اخبار عام لاہور مل سکتی ہے۔

جن صاحب کو شوق ہو صاحب مصنف سے خط و کتابت فرمائین۔

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمیان اصلی تھین لو بھی چلنے لگی تھی مگر چھینیک ہو گئی۔ ایک ہفتے مین دو دفعہ آندھی آئی۔ ترشح تو خیر واجبی واجبی ہوا مگر مرحوم شہر پہ لاکھون من خاک پڑ گئی۔ اور اہل شہر کے ناک۔ آنکھ۔ منہ مین جو بلا اجازت گھس گئی اسکا مذکور ہی نہین۔

اس پا شکستی عار موسم سرد و گرم زمانہ کی دو فصلی کارروائی سے خدا ہی نے کہا سبب سے بندگان خدا تپ و نزلہ مین مبتلا ہوئے۔

الفرڈ تھیٹر صاحب نے تماشے شروع کر دیے۔ خوب مجمعے ہوتے ہین۔

حبیبے کو حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نینی تال تشریف لے گئے۔ اور غالباً ہفتے کو ٹھنڈے ٹھنڈے پہونچ گئے ہونگے۔

صحایف ماسبق مین پنڈت بنسگوپال وکیل راے بریلی کے قتل اور ان کے محرر سوامی دیال اور موہن ڈپٹی والے اور نادر اکہ والے کے گرفتار ہونے اور عدالت سشن سے حکم سزاے موت کا حال تحریر ہو چکا ہے۔ اس عرصے مین ان تینون ملزمون کی طرف سے عدالت جوڈیشل مین اپیل ہوا تھا اور وہان سے فیصلہ صاحب جج بحال رہا تھا۔ مگر حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نے سوامی دیال کی تو سزاے موت برقرار رکھی۔ باقی موہن اور نادر کی جانبخشی کی۔ صرف حبس دوام بعبور دریاے شور کی سزا دی۔ اس مقدمے مین لکھنو سے لیکر راے بریلی تک بہتون کو دلچسپی تھی اور بہتون کو نادر کی صفائی گو کہ اوسنے اعتراف جرم پر کسی قدر ترحم بھی آتا تھا۔ پس جن لوگون نے حضور لفٹنٹ گورنر کا یہ فیصلہ سنا معدلت اور انصاف پژوہی پر عش عش کر گئے۔

کئی روز ہوئے ایک نیک بخت نے کمین لڑکی جس کے نان شعیر مین قریب پل غلام حسین رات کو پھینک دی۔ صبح پولیس نے تفتیش شروع کی۔ بعد کئی روز کے معلوم ہوا کہ کسی کنواری نیک بخت نے جو دریا کے قریب والے محلے مین رہتی ہین سقے سے آشنائی کر کے پیدا کی اور رات کو پھکوا دی لڑکی تو خیر مر گئی۔ ناکتخدا امان البتہ پاتو بہشتی کی چاہ مین ڈانوان ڈول تین یا اب گرفتار پولیس ہوئین دیکھیے اب انکا تھل بیڑا کیونکر لگتا ہے عبور دریاے شور نصیب ہوتا ہے یا یہین جیلخانہ کاٹ کے معاملہ بلے پار ہوتا ہے۔

آپ جانیے طاعون نے ہندوستان مین چھاونی چھائی ہے۔ انسان کی جھیج برابر ہوئی جاتی ہے۔ پیدا اوار کی کل معمول سے زیادہ عنقریب ہونی چاہیے اودہر جلالیون کا یہ حال ہے کہ وہ قصور اسکی طرح کمیاب۔ آخر خانہ پری کیونکر ہو لہذا شیطان علیہ اللعن نے حرامیون سے کمی پوری کرنے کا جو قاعدہ مدت سے جاری کر رکھا ہے وہی جاری کرنا پڑا ہوگا باقی بدنامی کے خیال نے ملک الموت کا کام کیا تو مجبوری ہے۔

اشتہار

بموجب حکم صاحب سب جج بہادر راے بریلی

مقدمہ نمبری ۲۲ ۱۸۹۹ء

دعوے دخلیابی مکان [illegible] واقعہ بچھرانوان بعوض ۵ روپیہ [illegible] بیہات

گجراج ولد دنیا قوم سونار ساکن بچھرانوان مدعی

بنام

گیادین ولد صوبہ قوم لودھ ساکن بچھرانوان مدعا علیہ

اعلان حسب دفعہ ۸۲ ضابطہ دیوانی

مقدمہ مندرجہ عنوان مین سمن بنام گیادین مدعا علیہ ساکن بچھرانوان پرگنہ بچھرانوان کئی دفعہ جاری ہوا مگر مدعا علیہ پر تعمیل باضابطہ نہین ہوئی درخواست مدعی سے ۳۰ مارچ ۱۸۹۹ء کو معلوم ہوا کہ مدعا علیہ مذکور قصداً سمن لینے سے روپوشی اختیار کرتے ہین لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور ۸ مئی ۱۸۹۹ء کو حاضر عدالت نہ ہو کر جواب دہی نہ کروگے تو کارروائی بمقابلہ مدعا علیہ کے یکطرفہ عمل مین آوے گی۔

تحریر تاریخ ۳۰ مارچ ۱۸۹۹ء

نائب سررشتہ دار

دستخط حاکم

نوٹس

طاعون کلکتے میں ہی زور زور پر ہے اور اُس سے جا بجا تشویش ترقی پر ہے۔

ہندستان ضلع متھرا میں رتھ نکلنے پر دو فریقوں میں خوب بلوہ ہوا۔

دولت برطانیہ کا قبضہ ہانگ کانگ کے مضافات پر ۱۷ ماہ گذشتہ کو ہو گیا۔

---

۱۰ تاریخ اپریل بمقام سنت شب کو جمیکا میں عجب زلزلہ آیا۔ قریب ایک منٹ کے رہا۔ مگر شکر ہے کوئی نقصان نہیں کیا۔

یہ امر یورپین طب کے واسطے کچھ کم شرمناک نہیں کہ باوجود اس تحقیق اور ساکن کے بھی طاعون کے مقابلے میں ہیچ اور پوچ ہی نکلی۔

بمبی برودہ سنٹرل انڈیا ریلوے جرنی لائن پر سپیل گاڑیاں لڑ گئیں۔ تین مسافر مر گئے اور سات زخمی ہوئے۔

فلپائن کا جھگڑا ابھی تک پھیلا جاتا ہے۔ جنرل لاؤٹن یہ سنکر کہ دریائے باسک پر باشندگان جزیرہ مذکور قابض ہیں فوج لیکر گئے۔ اور بعد کو معلوم ہوا کہ اہل امریکہ لڑ بھڑ کر اسپر قابض ہو گئے۔

کچھ گول سی خبر مشہور کی گئی ہے کہ انگلستان اور روس کے مابین معاملات چین کے علاوہ اور بھی کئی باتوں کی گتھیاں سلجھ رہی ہیں یوں تو دو بڑی سیون میں ٹرو لیڈ گپان کسیں لپیٹے جانا نہیں۔ مگر ادھر تو کوئی خبر ایسی گئی سُنی نہیں گئی۔

اس امر کی شکایت اکثر سُنی گئی ہے کہ مغربی شمالی اور اودھ کے طریقہ تعلیم میں نچلے درجے کے طلبا کو بلا لیاقت محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صرف رٹ کر پاس کرتے ہیں۔ پس انہیں امور کی تحقیقات کے واسطے ہز آنر نے ایک کمیشن بصدارت مسٹر ڈی ٹی رابرٹس صدر بورڈ مال مقرر فرمایا ہے۔

یورپین سلطنتوں کے پادری بھی سر میدان کفن بر دوش اور ہم کی ہانک لگاتے جا بجا آگ میں کودتے پھرتے ہیں۔ آج کل پھر خبر آئی کہ فرانسیسی مشن کو کوریا میں صدمہ پہونچا۔ لوگوں نے پادری غائب کر دیا۔ نہیں معلوم زندہ چھوڑا کہ خدا گنج پہونچا دیا۔

سوڈان جب سے فتح ہوا ہے اُسکے دن پھرے ہیں۔ لارڈ کرومر نے حال میں جو رپورٹ شائع کی ہے اُس میں فرماتے ہیں کہ ابھی یہاں بہت کچھ کرنا ہے مگر اسکے واسطے زمانہ درکار ہے۔ رفتہ رفتہ سب کچھ ہو رہے گا۔ تعلیم انگریزی ماشاء اللہ سے ترقی پر ہے۔ ایک فرانسیسی زبان کا طالبعلم ہے تو چار انگریزی کے اب ہیں۔ آگے اور بھی ترقی کی اُمید ہے۔

حضور لارڈ کرزن بہادر گورنر جنرل ہند ۶ تاریخ ماہ حال کو داخل شملہ ہوئے۔ اور اُسی روز بروقت ورود میونسپل ایڈریس پیش ہوا اور اُس کا جواب آپ نے مرحمت فرمایا۔

آپ کی بھی لطف نہایت اکثر رائے ہے کہ ایام آیا میں شملے پر گورنمنٹ کا قیام ضروری ہے

پہلا وار مر واقعہ مدراس میں ایک نقاہ اور پیدا ہوا ہے جس میں ایک گورے بندوق کی بندوق نے ایک ہندوستانی کو شہید کیا مختصر حال یہ سُنا گیا کہ جنگل میں ایک گورا [illegible] سے شکار کو گیا اور وہاں اس نے ایک عورت کو چھیڑا جب وہ شور غل کرنے لگی تو اہل دیہہ جمع ہو گئے۔ کچھ فاصلے پر آ کے گورا ایک دوکان پر جا بیٹھا گیا۔ اجل رسیدہ وہاں بھی پہونچا۔ ہاتھا پائی ہوئی اور بندوق چل گئی۔ لاش جب تک شفاخانے پہونچے ہندوستانی مر گیا۔ ران میں چھرا لگی تھی۔ گورے پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اسنے لڑکی سے حرکت ناشایستہ کی اور قتل عمد کا بھی شبہہ ہے۔ مقدمہ روبروئے مجسٹریٹ پیش ہے۔

مراسلہ

معظم بندہ جناب اڈیٹر صاحب سلامت

تسلیم۔ میرا مندرجہ ذیل خط شائع کر دیجیے بڑی مہربانی ہوگی جو میری ناحق تارواد بدنامی ہورہی ہے مجھے اُس سے نجات مل جاوے گی آپ کی جان و مال کو دعا دونگا۔

نیاز مند میرزا عبداللہ حسرتی ۔ ۶ اپریل ۱۸۹۹ء لاہور

کھلی چھٹی

جناب من

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں نے ۱۸۹۶ء میں چند مہینے گورکھپور کے ریاض الاخبار کی ایڈیٹری کی اور مجھے جو اس کا انعام ملا وہ بھی آپ سے چھپا نہیں کہ مجبور کشنر ہوئی صاحب نے لائبل کا دعوے کیا اور میں اس میں جان مال سے برباد ہوا اور لوگوں نے بھی مجھ سے بے وفائی کی۔

وہ مقدمہ کی کشمکش کا وقت گزرے

برسون ہو گئے اور اُس مصیبت کو ختم ہوئے ڈیڑھ برس ہونے آیا۔ مگر مین نے اب تک سانس نہ لی۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ مین پُرانے جھگڑون پر خاک ہی ڈالنا چاہتا ہون۔ اور اب جو اتنے دِنون کے بعد آج گزشتہ معاملات کے بارہ مین کچھ لکھنے بیٹھا ہون نہ شوق و رغبت سے بلکہ کوئی شدید مجبوری ہوئی ہوگی۔

مجھے پنجاب مین دوبارہ آئے سال سے زیادہ ہو گیا۔ مجھے جو اُردو اخبار کا مالک ملتا ہے دو باتون کے طعنے دیتا ہے ایک تو یہ کہ مجھے ریاض الاخبار مین کیا تنخواہ ملتی تھی۔ دوسرے یہ کہ مین نے خواہ مخواہ صاحب کلکٹر گورکھپور سے کیون بگاڑ کیا اور خود بلا مین پڑا اور مطبع کو مصیبت مین پھنسایا۔ اور آپ خود ہی سمجھ سکتے ہین کہ ان دونون بدنامیون سے میری روزی مین نقصان پہونچتا ہے۔

مجھ سے پہلا سوال اسلیے پوچھا جاتا ہے کہ مین پندرہ سولہ برس اس طرف پنجاب مین ایک اُردو اخبار کا ایڈیٹر تھا جو سب سے پُرانا اور اسوقت سب سے زیادہ مستطیع تھا اور مجھے وہین اتنی تنخواہ ملتی تھی کہ پنجاب کیا کل ہندوستان مین کسی اُردو اخبار کے ملازم ایڈیٹر کو اتنا مشاہرہ نہین ملا اور کوہ نور کے تمام ایڈیٹرون مین ایک مین ہی تھا جسے منشی ہرسکھ رائے صاحب مرحوم نے دسہرہ دیوالی و عیدین کا وہ سارا انعام دیا جو دیسی ریاستون کی طرف سے ایڈیٹر کوہ نور کے لیے مقرر تھا اور خدا کے فضل سے اودھ اخبار مین جو مین نے ۱۸۸۸ء مین اُجرتی مضامین دیے ایک سوا پنڈت رتن ناتھ صاحب کے میرا سب سے زیادہ ہوتا تھا اور ہفتہ ہفتہ مین مجھے اتنا ملا ہے کہ اُردو اخبارات کے ایڈیٹرون کو مہینہ مین اتنی تنخواہ نہ ملی ہوگی اور میری شرح اُجرت مضامین یا کتابون قصون کا حق تصنیف تمام اُردو نگارون سے دو چند ہے اُسے گھٹانے کی غرض سے ریاض الاخبار کی تنخواہ کی نظیر دیجاتی ہے اور دوسرا طعنہ مقدمہ لائبل کا اسقدر ہے کہ خدا نے محض اپنے فضل و کرم سے میرے کلام کو قبول خاطر بخشا ہے اور کتنے اس حسد مین تھے مین ناچار مجھے اُن معاملات کی طرف رجوع کرنا پڑا کہ جنکے تذکرہ سے خود مجھے بھی رنج ہوتا ہے۔ گو با این ہمہ مجھے مُرے مُردے اُکھیڑنے منظور نہین میری معاش کے حق مین جتنی بات ضروری ہے صرف اُسپر کفایت کرتا ہون۔ اور کل مین اعلان کرتا ہون کہ مین ریاض الاخبار کا تنخواہدار نوکر نہین تھا بلکہ مجھپر سید ریاض احمد صاحب کے حسن اخلاق کا جادو چھایا ہوا تھا۔ مجھے گورکھپور کی حالت اُسوقت اسکی مقتضی معلوم ہوئی کہ اپنی جان و آزادی کی قیمت پر اُنکی حمایت کیجائے۔ مین اُلٹا کچھ گرہ سے کھو کر لیتے کھا کر سات مہینے ایڈیٹری کی اور کسی کی زبان نہین جو مجھے جھٹلا دے۔ مین بانگ دہل کہتا ہون کہ جو نقصان ہوا اور ساتھ جنگ مین ہین ابتدا نہین کی جب مین ۹ مارچ ۱۸۹۹ء کو الہ آباد سے گورکھپور پہونچا تو جبہ قبرستانون کے جدید بالکل میونسپلٹی کے حاکم مجوزہ کیساتھ اہل شہر کی عام مخالفت کا مادہ چڑھا ہوا تھا سید ریاض احمد صاحب وکیل اہل شہر تھے مین نے ۲ ہفتے کامل اُنکو کیسا کیسا سمجھایا ہو نیصاحب کی مخالفت دشمنی کے نتائج دکھائے اور منع کیا یہانتک کہا کہ موافقت کی صورت مین مالامال ہو جانیکا موقع ہے اور ویسا ہی برباد ہو جانیکا اور مین نے اپنی خصلت سے بھی آگاہ کیا کہ قدم آگے رکھکے ہٹنا یا گو مگو کی کمی کی کارروائیان نہین چاہتا مگر وہ نہ مانے اور مجھے اُس قسم کے طرز عمل پر مجبور کیا گیا کہ انجام کار جسکا جو نتیجہ ہوا وہ دُنیا نے دیکھا۔ تیسرے مین یہ بھی للکار کر کہتا ہون کہ مین مقدمہ دشمن کے ہرگز نہین ہارا بلکہ دوستونکی بیت العل سے مین دشمن کے حملونکے لیے تیار تھا مگر نعلی گھونسا اُنونکی غیر متوقع پے در پے ناگہانی چوٹون سے بے خبر تھا جب وہ پڑین گھبرا گیا۔

مرا ز بیگانگان ہرگز نہ نالم ۔ کہ با من ہرچہ کرد آن آشنا کرد

مین چونکہ خود گندا اُچھالنا نہین چاہتا بہت سی قابل تفصیل باتونکو چھوڑ گیا۔ اگر کسی کی اتنی ہمت ہو کہ جھٹلائے تو انکار بھی نہین مصالحہ تیار ہے ورنہ

گفتگو آئین درویشی نبود
ورنہ باتو ماجرا ہا داشتیم

ابا جان کی کہانی بڑے صاحبزادے کی زبانی

نمبر ۱۱

ابا جان کے مذہبی خیالات اور انکا دُنیاوی استعمال

ابا جان اپنے فرقہ مین ایک نہایت دیندار اور مومن پاک خیال کیے جاتے ہین ان کا ذکر نہایت خیر کے ساتھ ہر مذہبی حلقہ مین ہوتا ہے اور ان کے قول کی ہر دینی امر مین بڑی وقعت ہے اُن کو بڑے بڑے علما اور مجتہدین کے اقوال و آیات اکثر یاد ہین اور بہت گرما گرمی اور جوش و خروش سے ہر مذہبی مسئلہ پر بیدھڑک رائے دیتے ہین۔ حالانکہ اُن کی علمی استعداد اتنی بھی نہین کہ عربی کی عبارت صحیح پڑھ سکین۔ علاوہ مذہبی معلومات کے ابا جان علی العموم ایک خوش اعتقاد آدمی خیال کیے جاتے تھے یون تو اُنکو اپنے مذہب مین بڑا غلو ہے اور وہ کسی قدر متعصب بھی گنے جاتے ہین مگر اسکے ساتھ وہ ہر ایسے معبد۔ انسان یا شے سے اعتقاد رکھتے ہین کہ جن کے طرف لوگ اعتقاد کے ساتھ متوجہ ہون اور جنسے لوگون کو ہر طرح کی مدد ملتی ہو درویشون سے ابا جان کو نہایت محبت اور اعتقاد ہے اور خاصکر مجاذیب سے۔ جہان اُنھون نے سُن لیا کہ کوئی صاحب کمال بزرگ کسی جگہ آئے ہین پھر فوراً اُنکے لایق نذر وغیرہ لیکر ابا جان حاضر ہو جاتے ہین۔ مزارون کی خدمتگزاری بھی اپنی جگہ ہوتی رہتی ہے۔ دیبی استہان وغیرہ سے اگر کوئی مطلب برآری ممکن ہو تو اُس مین بھی اُن کو چندان انکار نہین ہے اور مہنت اور جوگی وغیرہ سے بھی خوب جی کھولکر ملتے ہین اور آشیرباد اور کُتکے لیتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ ابا جان ہر پہلو سے ایک خوش اعتقاد آدمی ہین۔

دُنیاوی کامون مین اُنکو دینی وسائل اور روحانی قوتون سے بڑی مدد ملتی ہے اور اُن کو تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ کیونکر بزرگان دین اور بڑے بڑے خدا کے کامل بندون سے ہر مشکل امر کے انجام دینے اور ہر اُمید کے بر لانے مین مدد لی جاسکتی ہے۔ مشکل سے مشکل مقدمہ کیون نہ ہو اور شدید سے شدید مصیبت کیون نہ سر پر آجاے مگر ابا جان گھبرانے والے آدمی نہین برابر استقلال سے اپنی خوش اعتقادی کا عمدہ استعمال کرکے ایسی کوئی امداد غیبی کی شکل نکالینگے کہ جس مین وہ مشکل آسان ہو جاے اور وہ مصیبت ٹل جاے۔ اُن کی دینی تدبیرون مین سب سے چلتا ہوا نسخہ مجلس عزا کا ہے اور اسکے بعد عمل خوانی۔ عمل بھی ایسے ایسے نایاب اُنکو ملے ہین کہ اُن کے ذریعہ سے انسان جو چاہے وہ کرلے فقط اعتقاد اور محنت شرط ہے۔ ختم جلالہ تو ٹھٹھے کی چیز ہے نہین اسکے سوا اور سیکڑون عمل اونکو معلوم ہین اور اُن کے تجربہ مین آچکے ہین جن سے ہر دُنیاوی معاملہ مین بے انتہا مدد ملتی ہے جو جو بگڑے ہوئے معاملے ان وسایل کی مدد سے بنے ہین اور جن جن کمزور اور بے بنیاد مقدمات مین کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے اُنکی ایک بہت ہی لمبی فہرست ہے اور ہر ایک معاملہ کی سرسبزی کا ایک الگ قصہ سننے کے قابل ہے۔

استخارہ کا آج تک شاید سلف سے کسی نے ایسا حسن استعمال نہین کیا ہے خود بھی ابا جان استخارہ دیکھنے مین بڑے مشاق ہین۔ اس کے سوا اُنکے مصاحبون مین دو تین حضرات ایسے مشہور استخارہی ہین کہ جو نہایت خوش اسلوبی اور صحت سے ہر امر کی نسبت استخارہ دیکھتے ہین حکام کی ملاقات مین جانے کے قبل برابر شدت سے استخارہ دیکھا جاتا تھا۔ اور آج تک بھی بالکل یہ قاعدہ بدلا نہین ہے۔

ایک مرتبہ صاحب کمشنر بہادر نے کسی ضروری کام کے لیے ابا جان کو بلوا بھیجا

اور لکھا کہ ٹھیک تین بجے دن کے ملاقات
کو دیر چٹھی کوئی دس بجے ملی۔ فوراً ہی ابا جان
نے استخارہ دیکھا اور دیکھتے ہی منع آیا تعجب
ظاہر ہوتے ہوئے چہرہ کا رنگ اڑ گیا اور
سخت تردد کے آثار بشرے سے ظاہر ہوئے
مصاحبون نے انداز سے تردد کا سبب تاڑ لیا
اور خود ابھی میر اپٹن نے استخارہ دیکھا اتفاق
وقت ان کو بھی منع آیا اسی طرح جتنے مشاق
اور معتمد لوگ تھے سب نے استخارہ دیکھا
مگر متواتر منع ہی آتا رہا۔ پھر تو اندر سے باہر
تک عجب طرح کی کھلبلی مچ گئی اور تمام مکان
مین انتشار پھیلا ہوا تھا۔ خلاصہ یہ کہ ۲ بجے
کے قریب جناب مولوی صاحب قبلہ تشریف
لائے اور ان کے استخارہ دیکھنے سے خدا
کے فضل سے حکم آگیا۔ پھر اس وقت کوئی ابا جان
کی خوشی کا عالم دیکھتا۔ مگر اس تاریخ سے
اتنی بات ہوئی کہ جب حکام انگریزی کبھی
بلا بھیجتے ہین تو استخارہ نہین دیکھا جاتا
ہے۔ ورنہ اور تمام کام کرنے کے قبل ضرور
استخارہ دیکھا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ
اپنی خوش اعتقادی سے کوئی کام بغیر خدا
کے مشورہ کے نہین کرتے ہین چاہے
وہ کام کیسا ہی کیون نہ ہو۔
مقدمات و معاملات کے متعلق ابا جان
کی عقل اور ایمانداری کی گٹھری لالہ گنگا دھر لال
دیوان اور منشی ابوالحسن صاحب مختار عام
کی بغل مین دبی رہتی ہے۔ ان کے قول پر
فقط ان کو یقین و اعتقاد ہی نہین ہے بلکہ
انکا قول ان کے نزدیک بلا تشبیہ وحی کا
حکم رکھتا ہے دونون پرانے نوکر ہین اور
دونون نے ملکر میرے گھر کو خوب لوٹا ہے
دونون مین سے کسی کو کسی قسم کی علمی یا عقلی
لیاقت نہین ہے مگر دونون فتنہ پردازی
مقدمہ بازی مین مشاق ہین۔ لالہ صاحب
دو دفعہ تہمت دروغ حلفی اور جعل سازی کے
مقدمے مین پھنس چکے ہین اور ایک آدھ بار
مجسٹریٹ نے ان کو قید کی بھی سزا
دی تھی۔ مگر ابا جان کی دینی تدبیرون کے
زور سے وہ معاملہ اپیل مین جیت گیا اور
لالہ جی چھوٹ گئے۔ منشی صاحب نے
دو مرتبہ قید کی سزا پائی ہے اور ایک بار
ان کو فقط جرمانہ ہوا۔ شاید ایک مقدمہ
مین اپیل سے قید کی سزا اٹھ گئی۔ اور
اسکا ان کو اسی قدر غرور ہے شاید جیسے
کسی بڑے جنرل کو بھاری لڑائی کے
مارنے کا۔ یہ لوگ ابا جان کی مذہبی اور
غیبی تائید کے بدل قائل ہین۔ اور اپنی
ہر کارروائی کی کامیابی کو اسی پر مبنی رکھتے
ہین۔ لالہ جی پر جو اخیر دروغ حلفی کا مقدمہ
چلا اس مین ابا جان نے کیا ہنگامہ کیا
پہلے پڑھے عمل کی مدد الگ لی گئی۔ دعا
تعویذ سے الگ کام نکلا نتیجہ یہ ہوا کہ مجسٹریٹ
نے سزا دیدی۔ پھر اپیل کے زمانہ مین اور
کثرت سے مجلسین ہوئین۔ اور اب کی بڑے
بڑے عامل بھی بلائے گئے۔ خلاصہ یہ
کہ آسمانی زور سے لالہ جی کی رہائی ہو گئی
اور جج نے مجسٹریٹ کا فیصلہ بعض قانونی
وجہ سے منسوخ کردیا۔ ہر مقدمہ کے ایشو
کے وقت سے انفصال تک برابر مجلسین
ہوتی رہتی ہین۔ اور بڑے معاملون مین
اندر بھی مجلس کرنے کی تاکید ہوتی ہے جو ابا جان
نے تمسکی نالش کی ہے نالش بھی ٹھیک
ہے مگر عمال اب بے ایمانی کی تدبیرین
کرکے اس کو ٹھگنا چاہتے ہین یا بعض
ڈگری مین نخاس والا باغ نیلام پر ہے
غلط عذر داری اماں جان کے نام سے
پڑی ہے حالانکہ انکے فرشتون کو بھی
خبر نہین ہے۔ ان سب معاملات کے
جیتنے کے خیال سے مجلسین کثرت سے
ہوتی ہین۔ خود ابا جان بھی عمل پڑھتے
ہین۔ اور اکثر ختم جلالہ پڑھواتے ہین۔
اماں جان اکثر غصہ مین آنکر کہہ بھی
دیتی ہین "کہ کسی طرح بزرگان دین جھوٹے
اور بے بنیاد مقدمات کی سرسبزی کی
تائید نہین کرسکتے پھر کیون بیکار روپے
برباد کرتے اور مومنین کو ناحق تکلیف
دیتے ہین کیا اس حرافہ وست نرک حرام
منڈی کلٹے ٹیکہ دھاری کے بچانے
مین امام صاحب کبھی کوئی مدد دین گے
یا کوئی عمل کارگر ہوگا۔ پھر کیون تمہارے
ابا جان اس خبط مین گرفتار ہوکر خود بھی
گنہگار ہوتے ہین اور دوسرون کو بھی
گنہگار بناتے ہین۔ ہان اگر کوئی مظلوم
ہو یا واقعی کوئی برسر حق ہو اور دغا باز
یا ظالم اسکو ستاتے ہون تو ایسی حالت
مین بزرگان دین سے مدد کی امید کیجا سکتی
ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ یہ سب جان بوجھکر
جناب مولوی صاحب قبلہ بھی ان مجلسون
مین شریک ہوتے ہین اور تمہارے
ابا جان کو ایسی بیہودہ حرکتون سے نہین
روکتے۔

راقمہ تہذیب افروز بیگم

داغی کلام

حضرت داغ کے کلام کی کیا تعریف
ہو۔ انکے کلام کی قدر سوا بندگان عالی
(والی حیدرآباد) کے دنیا مین اور کوئی
نہین کرسکتا۔ اسی سبب سے حضرت داغ
نے بندگان عالی کو یقین دلایا ہے کہ اہل
لکھنؤ کا سخن دیکھنے اور سننے سے زبان بالکل
خراب ہوجاتی ہے۔ اس سے اسی قدر
پرہیز لازم ہے جس قدر بحران مین مریض
کو عمل سے۔ لاحول ولا قوۃ زبان کیا ہوئی
گویا چھوئی موئی ہوگئی کہ چھوتے ہی مرجھا گئی

مینڈک ۔ اگر اتنا ہی غراتے ہو تو غراؤ ہمارا ہرج نہیں

فی الحال تو حضرت داغ کے مرنے آڑانے
اور کودنے تھرکنے کے لیے حیدرآباد ایسے
زرخیز ملک کا اسٹیج خالی نظر آرہا ہے اب
چاہیے کسی کو بُرا معلوم ہو یا اچھا۔ اور انصاف
کی تو بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عربیت
اور فارسیت سے بے بہرہ اور زبان اُردو
کی فصاحت سے کوسون دور ہو اور وہ ایسی
روش اختیار کرے کہ کوئی دولتمند سب سے
زیادہ اُس کی قدر کرے تو اُس سے بڑھکے
اور کون عقلمند ہو سکتا ہے۔ یا اگر کوئی
شخص ایسا دو پلکہ بنائے کہ اُسکو زمرد
بے عیب سمجھ کے کوئی جوہری خریدے
تو اس شخص کے کمال مین کوئی فرق
نہین۔ آپ ہی خیال کیجیے کہ اگر حیدرآباد مینا
بھی مثل لکھنؤ و رامپور وغیرہ کے زبان کی
تحقیق کا چرچا پھیل جاتا تو حضرت داغ
کی کرکری ہو جاتی یا نہین۔ پھر اگر انہون نے
حفظ ماتقدم کیا تو کیا خطا کی۔ حضرت داغ
ہون یا کوئی۔ مین ایسے شخص کی فرضی تعریف
کرون گا جس کا نقص کمال کی صورت
بنکر کسی کے دل مین گھر کرے۔ مین افسوس
کرتا ہون کہ مجھے اس وقت تک سوا ے
"گلزار داغ" کے بعض مقامون کے
اُنکے اور کسی دیوان کے دیکھنے کا موقع نہین
ملا ہے ورنہ شاید مجھے اس سے زیادہ
اُن کی تعریف لکھنے کی گنجایش نظر آتی

مگر ساتھ ہی اس کے اس سرسری نظر کے
دیکھنے مین بھی مجھے بعض مقامون پر شبہے
پیدا ہو گئے ہین جو بطور استفسار پیشکش
ناظرین کیے جاتے ہین۔ مین اُمید
کرتا ہون کہ شعراے نامدار از راہ عنایت
میرے شبہون کو ضرور رفع فرمائین گے
ایسا نہ ہو کہ یہ شبہے رفتہ رفتہ حضرت داغ
کے عیوب کا جلوہ دکھانے لگین تو پھر
بہت مشکل ہے۔

وہو ہذا

کیا تھا جُرم وفا لذتِ سزا کے لیے
ستم کے لطف اُٹھائے مزے جفا کے لیے

اُردو کے محاورے مین "سزا" کے معنے
عقوبت کے سُنے گئے ہین لیکن یہان
فارسی ترکیب ہے تو ہم یہ ہے کہ فارسی
مین بھی کسی اہل زبان نے "سزا"
بمعنی عقوبت یا عذاب استعمال کیا ہے
یا نہین۔ ۵

پروانہ پاس شمع کے بلبل ہے گل کے پاس
اک مین کہ تیری بزم مین خلوت گزیدہ ہون

خلوت گزین سُنا گیا ہے لیکن "خلوت گزیدہ"
تحقیق طلب ہے۔ ۵

چلکر وہ میرے ساتھ بتائین جو راہ دوست
آب بقا سے صورتِ ہو مین خضر کے پاؤن

"خضر" بفتح اول وکسر ثانی ونیز بکسر اول
وسکون ثانی سُنا گیا ہے مگر بفتح ثانی آج
تک نہین سُنا گیا۔ ہان مومن خان دہلوی
مرحوم نے "شمر" کو بفتح ثانی نظم کیا ہے
جو قابل تمسخر ہے۔ اگر کسی فارسی گو نے
"خضر" بفتح ثانی نظم کیا ہو تو ارشاد ہو۔

نگاہ دزدیدہ پُر شرارت اور اُسپہ زورِ حنا ہے آفت
نگر وہ عیار ہے قیامت کہ چور بن جسکو دل چرا کر

پُر "شرارت" بمعنی "پُر شر" ارشاد
ہو کہ کس لغت مین ہے۔ ۵

نگہ کو بیباکیان سکھاؤ حجاب شرم و حیا اُٹھاؤ

بھلا کے مارا تو خاک مارا لگا کے چوٹین جتا جتا کر

"بھلا کے مارا" کہا جاتا ہے یا
بھلاوا دیکے مارا۔ ۵

بھرون عجب ادائین اُس شوخ سیمتن مین
اک ٹیڑھ سادگی مین اک سیدھ بانکپن مین

ٹیڑھا پن اور سیدھا پن سُنا گیا ہے یہان
ٹیڑھ اور سیدھ کہنے کی کیا وجہ ہے۔ ۵

ابھی بھی اسیری مجھ سے شکستہ دل کی
اچھا شکن بڑھا یا گیسوے پُر شکن مین

شکن پڑ گیا اور بڑھ گیا صحیح ہے یا شکن پڑ گئی
اور بڑھ گئی۔ ۵

وہ کچھ سُنائین کہ صیاد درد مند ہوا
قفس مین بند ہو کے بھی مین نہ بند ہوا

اوپر کے مصرع مین "سنائین" کھٹکتا ہے۔

تم اور مجمع اغیار وہ ذکر ناز و نیاز
خبر نہین کوئی بیٹھا ہے درد مند ہوا

درد مند ہوا کی ترکیب ایجاد بندہ نظر آتی
ہے۔ ۵

کیا قبر ناتوان کی تربت سے بے نمود ہے
افسوس فاتحہ ہے نہ جسکی درود ہے

درود کو زبان اُردو مین بصورت تذکیر استعمال
کرتے ہین یا بصورت تانیث اور افسوس
فاتحہ ہے جسکی "فصاحت مین داخل
ہے یا نہین۔ ۵

لوگ سمجھانے لگے یہ دن نہین تکرار کا
گفتگو اُنسے مری روز شمار آنیکو تھی

کیا فصحا اسی طرح کہتے ہیں کہ "گفتگو ان سے
مری ہی اپنے کو تہی ہے"
حضرت داغ نے حضرت ناسخ مرحوم
کی ایک غزل کو مخمس کیا ہے جس میں ارشاد
فرماتے ہیں۔ ع
تیرے غرفے سے جو کچھ ہمکو دکھایا جھلکا
ہوگئے بیخود و مدہوش ہمارے ہوش ربا
کیا یہ وہی "جھلکا" ہے جسکی مادہ وبیچاری جھلکی
ہندوستان میں ماری ماری پھرتی تھی مگر
ایسا نہ ہو کہ اس جھلکا کے ایسے بھی۔
چو دُم بر داشتم مادہ بر آمد
کی مثل صادق آجائے تو پھر مشکل ہے۔
راقم

قدم سر پر ہمارے رکھکے وہ تکبیر کہتے ہیں
بلند آوازہ ہے اللہ اکبر کیا تکبر کا
س - ص - انٹیا برج کلکتہ

انشاے پنچ

نمبر ۱

سُنا جناب - آپ سے لوگوں کو بڑے
شکوے - بڑی شکایت - بہت گلہ تھا کہ آپ
نے تمام دنیا کے مضامین لکھے - نہیں لکھی تو
کوئی مکتوب کی کتاب - اس شکایت کے
رفع کرنے کے واسطے بھئے بڑی چھان بنان
بہت تلاش - بڑی محنت - سخت جانفشانی
سے تمام لوگوں کی خط کتابت مجتمع کی
ہے جو ارسال خدمت ہے - گزشتہ اخبار
میں جگہ دیجیے جس میں لوگوں کی شکایت
جاتی رہے - اچھا صاحب یہ خطوط
ملاحظہ ہوں -

ایک پیر جیان کا خط اپنے ہمشیر کے نام

برادر مکرم - بعد تسلیم واضح راے
عالی ہو کہ تا دم تحریر عریضہ ہذا یہاں نہ توقع
تھی نہ ہے نہ آیندہ ہونے کی کوئی امید
پائی جاتی ہے - نئی روشنی والوں کے
خیالات اور انگریزی فیشن کے چند دن
کی بدولت دل کچی دیوار کی طرح
پس پھسا کے بیٹھا جاتا ہے - بحر قلزم
بحر اسود - نہر سویز کی طرح چشم اشکبار
طغیانی پر ہے اور طبیعت دل عاشق یا
نبض مریض کی طرح تلے اوپر ہے کہ آپ
کی حضوری مزاج کی استدعا کرنے کی
مہلت نہیں - اب رہی خیریت اسکی
یہ صورت ہے کہ جب آپ کے نیازمند
نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ یہاں سے بڑھکر
کہیں دنیا کے پردے میں اس طرح
کے کٹر لوگ نہیں اور یہاں سے بڑھکر
کوئی پرانی روشنی و الاسود و آفات
ہو سکتا ہے - تو خوامخواہ یہ یقین کر لینا
پڑتا ہے کہ یہاں کے مقابلہ میں ہر جگہ
خیریت ہی خیریت ہوگی - مدعا اینکہ یہاں
اب آپ کے نیازمند کے متاع جان کے
لالے پڑ گئے ہیں - کوئی شکے کو نہیں چھوتا
کسی قسم کی فکر چلائے نہیں چلتی - صبح سے
شام تک ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے
ہیں اور کوئی خبر نہیں ہوتا ہے - کھوپڑی
کا یہ حال ہے کہ چلواتے چلواتے ایک
پرت کمال نذر حجام ہو گئی - اور داڑھی
کی یہ کیفیت ہے کہ سرتا پا سنت ہو رہی ہے
بقول خود ع
یہ دل ہے صاحبقران ہمارا وہ داغ ہمارا آسمان پر
یہ داڑھی تحت الثری کو پہونچی فلک فلک کر
مگر اسپر بھی کوئی بھلوا شاہ صاحب
نہیں کہتا - گنڈے تعویذ لینا - مرید ہونا - خدمت
کرنا - نذر دینا تو بہت دور ہے - آپ کی بھابھی بھی
افکار روح فرسا و تردد ات جانگزا سے ہم نبرد
پنبہ بلغوف رہا کرتی ہیں اور لاکھ چاہتی ہیں کہ
انکا چلتا ہوا جادو بگیوں - کہ گرستوں کے سر پر
چڑھ کے انکو متوالا بنادے لیکن نہ معلوم کیا بات
ہے کہ ان کمبخت لوگوں پر بھی انکا چھو چھکا اثر نہیں
کرتا ہے -

بھالو شاد - کچالو شاد - لچالو شاد - لالو شاد
جو ہر وقت خدمتگزاری کرتے تھے اور لوگوں کے
دلوں میں گنڈے تعویذ فلیتے لینے مرید ہونے کی تحریک
پیدا کرایا کرتے تھے انکی اس ناپرسانی اور
فاقہ پر فاقہ کرنے سے یہ گت ہو گئی ہے کہ ہجو
پیران خم گردیدہ قامت سیدھے نہیں ہو سکتے
ہیں پس ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں ارتکاب
اغوا خیلے دشوار بلکہ محال معلوم ہوتا ہے - ظاہر
ہے کہ یہ لوگ ہم لوگوں کے اعضا و جوارح ہوتے
ہیں پس جب یہ معطل و بیکار ہو گئے تو کیا امید
کی جاوے - ع
جس کسی کی اس طرح ٹوٹے امید
نا امیدی ہی اسکی دیکھا چاہیے
ایسی حالت میں جس قدر صبر و استقلال ظاہر
کرتے ہیں حزن و ملال بڑھتا جاتا ہے - لطف
زندگی نہیں - ع
اُف رہی مایوسی کہ حسرت ہی حسرت جان زار
بل بے ناکامی تمنا ہی تمنا دل میں ہے
پہلے تو تریاق ورگ سے علاج تجویز کیا تھا مگر پھر خیال آیا
مٹی ہو گئے تو کیا زندگی پھر زندگی ہے مصیبت کے
دن کٹ ہی جاتے ہیں - ع
بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند
جانفشانی کی کاہش کے بعد راحت ہوتی ہے۔

ورنہ پس ہر گریہ آخر خندہ ایست

پس آپ سے گزارش ہے کہ اگر وہان اس ڈسب کے لوگ ہون اور وہان تمہارے ساتھ بھابھی دمعہ صاحب چل جاوے تو ہم مع رفقا حاضر ہون۔ زیادہ نیاز۔

راقم۔ ڈھولک شاہ۔

جواب

ہم مشرب برادر ہم پیشہ برابر دام لطفہ السلام علیکم۔ شکر ایزد متعال و احسان کبریائی ہے چکوان و جلاپات درپامال علوہمت و شگفتہ حال کہ یہان سب طرح خیریت ہے

اور کیون نہ ہو۔ ؎

اپنی آنکھونکی دورنگی سےملا کا رنگ ہے
آشنا کا رنگ ہے نا آشنا کا رنگ ہے

ہمین وجہ صحتوری مزاج مبارک دریافت کرنے کی نہ فرصت ہے نہ ضرورت۔ خط آیا۔ حال معلوم ہوا۔ کیون میان یہ کیا جاتی ہوئی دُنیا دیکھی جو ہم کو یاد کیا۔ سچ ہے معزول شود معقول شود۔ تمہاری تکلیف سے تو خیر۔ مگر اس پیشہ کی سربازاری سُنکر بڑا صدمہ بڑا ملال ہوا۔ افسوس ؎

ہم ایسے ہوگئے اللہ اکبر اسے تری قدرت
ہمارا نام سنکر ہاتھ دہ کانونپہ دہرتے ہین

بھائی جان اب سر کو زیادہ تکلیف نہ دو کیونکہ اگر خدانخواستہ مُنڈتے مُنڈتے ایک آدھ پرت کھال کی اور اُکھڑ گئی اور بھیجہ مبارک بر زمین آمد تو پھر ہم اپنے بھائی کو کہان پائین گے اس سے بھائی جان ہے تو جہان ہے بقول شخصے ؎

موقعے موقعے سے مددگار سوزُ الفت چاہیے

بھابھی جان کی کیفیت سنکر دل بھر آیا قدرت خدا۔ ایسی عورت جو بڑے بڑے ذی علم لوگون کو اپنے دام تزویر مین پھانس لیتی تھی اُسکی اب یہ حالت ہو کہ عورتون پر بھی اُسکی جادو بیانی اثر نہ کرے۔ خدا کے واسطے اُنکو زیادہ متفکر نہ ہونے دو کسی اور طرف اُن کا جی رجوع کرو۔ کیونکہ اگر کسی نے روئی سمجھ کے دھنک دھنکا کے رکھدیا تو اور مفلسی مین آٹا گیلا۔ جورو بھی ہاتھ سے جائے گی۔

خدام کی نسبت جو تحریر ہوا اُس کی بابت تو احقر کی یہ رائے ہے کہ اب وہ پُرانے کرم خوردہ ہو گئے ہین۔ اُن کو بدلوا ڈالیے اور نئے جوان برق دم بھرتی کیجیے۔

یہان آنے کی بابت جو لکھا ہے تو بھائی جان مین یہ تم سے پوچھتا ہون کہ کیا تم مجھے کھاتا پیتا نہین دیکھ سکتے ہو میری روکھی پھیکی مین بھی ساجھا لگانا چاہتے ہو۔ اور یہ منشا ہے کہ مین بھی تمہاری طرح اسکا وظیفہ بناؤن۔ ؎

تنگدستی کے سبب جان سے بیزار ہین ہم
کھینچ دے دار پہ اے چرخ کہ نادار ہین ہم

دیکھو سمجھائے دیتے ہین۔ خبردار خبردار یہان بھول کر بھی آنے کا قصد نہ کرنا۔ ملک خدا تنگ نیست پائے شما لنگ نیست کسی اور طرف نکل جاؤ۔ کچھ یہ مقام تمہاری برت۔ میراث تو ہے نہین جو اسپر دانت لگایا ہے۔ اگر یہان آئے تو قسم ہے اپنے حضرت کی نعلین مبارک کی کہ مین خود تو ہاتھ پیر دہو کے اون اون۔ اور خدام کو دونگا کہ ریش سفید کا ایک ایک بال چُن ڈالین اور پوسا پورا قلندر بنا دین کیونکہ تم خوب جانتے ہو کہ طامع اور حریص کو دین لین کا خیال ہی نہایت کمینہ حرکات پر آمادہ کر دیتا ہے۔ اور خصوصاً اس پیشہ والے کو پس مناسب ہے کہ پچاس برس کی ملاقات راہ و رسم مین رخنہ نہ ڈالو۔ تمہاری بھابھی بھی تمہارے آنے کی خبر سے چراغ پا ہو رہی ہین۔ کہتی ہین کہ اگر نہ مانا اور یہان چلے آئے تو سات چیرون کے پھوس سے وہ لمبی داڑھی جھلس دونگی۔ بلکہ مارے جلدی اور گھبراہٹ کے اُنہون نے پھوس بھی منگا لیا ہے۔ صرف دیا سلائی لگانے کی دیر ہے۔ اب تم کو اختیار ہے یہان سب سامان تیار ہے۔ ؎

منت انچہ حق بود گفتم تمام
ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔

راقم۔ اڑا اڑا اڑ ادھڑ بیم شاہ۔

مکرر یہ کہ یہان ہرگز ہرگز نہ آنا ورنہ بُری ہوگی۔ ؎

تھوڑا لکھا بہت سمجھنا

(باقی آیندہ)

راقم۔ م۔ ب۔ علیہ الرحمۃ

لوکل علیہ الرحمۃ

گرمیان تو پڑتی ہی ہین مگر وہ دن سفر ہوا ہی چل مجاتی ہے۔ چیچک کا زور ہو چلا ہے کم عمر بچے زیادہ ضایع ہوتے ہین۔

۹ ماہ حال کو ایک بڑا اچھی جدید میلہ چوک کی تماشا پسند خلقت نے قرار دیا تہا اس انحطاط کے زمانے مین۔ ؎ پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت بہت معلوم ہوتا ہے اسکے محرک و مہتمم عامیانہ خیالات کے لوگ ہین ورنہ اگر صنعت و حرفت کی بھی نمایش ہوتی تو بہت بہتر تہا۔

اشتہاری
شربت مقوی اعصاب
حب دمہ
حب دافع ذیابیطس
حب ہاضم طعام
پاکدامن
تریاق السعال
روغن مقوی
رعنا
نعمت دنیا
حب دافع طحال
سرمہ خسرو
حب دافع مادہ سوداوی

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسرن نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ۔ ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار پھولا - سبل - سرخی - ابتدائے موتیابند - ناخنہ پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - عمدہ سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - **المشتہر** پروفیسر میاں سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور - پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے ۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بطور اکسیر ہے - آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ یا پڑوال اندر کی جھلی کا زخم اور ایسے ہی کا کرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی شئے کیمیاوی شئے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلا کسی شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے -

راقم ڈاکٹر ڈی - ایم - سالگل صاحب بہادر - ایم - بی ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک مریضہ مسماۃ ... دیوی بعمر ۴۰ سال ساکن لاہور پر کیا ہے مریضہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں سرخ رہتی تھیں اور کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا نتیجہ یہ پایا کہ میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے لیے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار یا کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم ڈاکٹر بیج لال گھوس - رائے بہادر - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لیے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر ویٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک میں اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے

نوٹس

ولایت مین وہان کا جو بجٹ سر مکل ہکس بیچ نے پیش کیا ہے اُسکی نسبت عموماً یہ رائے ہے کہ کوئی عمدہ مالی انتظام خزانۂ سلطنت نہین۔

چین مین شمالی ریلوے کے ٹھیکے پر روس نے چون وچرا کی تھی مگر الحمد للہ اب وہ راضی ہے۔

فتح گڑھ کے وکیل کنجبہاری کے خون کے مقدمے سے معلوم ہوا کہ انہون نے ایک عورت کے سبب سے اپنے چچازاد بھائی کو مار ڈالا تھا اسی وجہ سے [illegible]۔

حیدرآباد کا مشہور مقدمہ ہرجانہ جس مین مولوی یوسف الدین صاحب مدعی اور صاحب وزیر سنید مدعا علیہ تھے حد سماعت کے عارض ہونے پر خارج ہو گیا خرچہ فریقین ذمہ فریقین۔

عرصے سے اودھ کی جوڈیشلی ٹوٹنے کی خبر یا مے میان کی برات ہو رہی تھی مگر حضور لفٹنٹ گورنر نے حال مین جو بجٹ سے متعلق تقریر فرمائی اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کی عمارت کے واسطے پچاس ہزار روپیہ کی منظوری ہوئی ہے اس سے جوڈیشلی کی بنا اور مستحکم ہوتی نظر آتی ہے نہ متزلزل۔

پنجاب آبزرور کے اڈیٹر مسٹر عبدالقادر نے پانچ حضرات کی اُردو کے نمونے پیش کرکے بعض بعض حضرات کو اُردو انشا پردازی کی حالت موجودہ کی جانب متوجہ کیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مسٹر موصوف کو صلاحیت ایسے انتخاب اور رائے زنی کی مسلم ہے یا نہین اور آیا اُردو لٹریچر مین اُن کی نظر اسقدر وسیع ہے کہ کسی مصنف کی نسبت اچھا بُرا حکم لگانے کی جسارت کر سکین۔

۱۷- اپریل کی خبر ہے کہ لندن مین بڑی آتشزدگی ہوئی۔ ہائیڈ پارک کورٹ مین گیارہ منزل کی عمارت تھی سب سے اوپر باورچی خانہ تھا وہین سے آگ لگی۔ وسط کا حصہ بہت کچھ جل گیا۔ اکیس انجن آگ بجھانے مین مصروف تھے مگر بلندی کی وجہ سے پانی وہان تک پہونچ نہ سکا۔

انگریزی فوج کوان پر قبضہ کرنا چاہتی تھی جہاز سے فوج اُتر رہی تھی کہ چینی فوج نے گولیان چلائین ادہر سے جواب ترکی بہ ترکی دیا گیا۔ سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور باشندگان آکر معذرت خواہ ہوئے۔ قبضہ انگریزی ہو گیا۔

روز بروز یہ وہم بڑھتا جاتا ہے کہ اگر بعد امیر عبدالرحمن خان کے روس ہرات پہ قابض ہو گیا تو کیا ہوگا۔ اُسکی فوج بآسانی و بعجلت وہان پہونچ سکتی ہے اور ہماری فوج کو لاکھ اہتمام ہو پھر بھی اُسکے مقابل مین دقت اُٹھانی پڑے گی۔ لیکن یہ سب تو اوس تقدیر پر ہے جب ہم ہرات کو ایسا ہی اہم مقام سمجھین جیسا پہلے سے سمجھتے آئے ہین۔ حال مین ہرات کی نسبت جو رائے معہ واقعہ کاری مزید قائم ہوئی ہے اوس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ کوئی مستحکم اور فائدہ بخش مقام نہین ہے۔ پھر اُس کی اتنی پرواہ کیا کرنا کیا - ادہر رہا تو کیا اُدھر رہا تو کیا۔ کوشش تو یہی چاہیے کہ روس کا دسترس ایسے الوسع وہان تک نہ ہو سکے اور جو اتفاقاً ایسے ہی ہے تو خس کم جہان پاک۔

پبلک جلسون مین حاضرین کا جوش مین آکے چندہ دینا بہت اچھی بات ہے مگر علاوہ روپیہ پیسے کے جنس دینا اور وہ بھی اس جوش خروش سے کہ کوئی رومال پھینک رہا ہے۔ کوئی گھڑی جیب سے دے دیتا ہے۔ کوئی عمامہ سر سے اُتار کے ڈالتا ہے۔ اس بنا پر قابل تامل ہے کہ منتظمون اور ذمہ دار لوگون کو اس کا حساب اور انتظام کرنا اور پوری حفاظت کے ساتھ رکھ کر انکا زر نقد کرنا سخت دقت کی بات ہے بہتر ہو کہ لوگ روپیہ ہی دیا کرین اور اگر شاذ کوئی جنس دے تو اُسی وقت اور عالی ہمت اوسی موقع پر علی رؤس الاشہاد جس قیمت پر چاہے خرید کرکے روپیہ داخل سرمایہ کر دیا کرے۔

پھر خبر اُڑ رہی ہے کہ روس سرقل پہ قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اور اوس نے چین سے بھی انتظام کر لیا ہے یون تو شہنشاہان بلند عزم جو چاہین ہمت کر بیٹھین مگر اصل مین ہے یہ دراز دستی ضرور۔

خبرین

مسٹر ہاڈرنک نے کہا کہ گورنمنٹ اسکی ذمہ نہین لے سکتی کہ جدید برٹش جہازون کو مدد پہنچے وسط مشرقی افریقہ کے زیر انتظام مشرقی افریقہ مین قابل تسکین فی ہوئی ہے اور اس سے فائدہ اٹھائیگا گورنمنٹ اپنے محصلہ ملک کے انتظام تک اپنے کو محدود رکھے گی اور بڑھکر کسی فوجکشی کا ارادہ نہین ہے جہان میجر مارننگ فوج بھیجی رہی تھی۔ میجر کی فوج جس غرض سے بھیجی گئی تھی اسنے اپنا مقصود حاصل کیا۔ اور جنرل مجر کے آگے بڑھتے ہوئے تھانہ نے آکر شریک ہوئے۔

مکہ معظمہ مین دو شخص مبتلاے طاعون دریافت ہوئے۔

بنارس کیواودہ ریلوے کا اسٹیشن منہدم کیا جارہا ہے ایک بڑا اسٹیشن تعمیر کیا جائیگا۔

۱۲- اپریل- بمبی- بمبی اسٹینڈنگ کانگریس کمیٹی کا ایک جلسہ زیر پریسیڈنسی آنریبل مسٹر فیروز شاہ مہتا کل منعقد ہوا تاکہ اس آرٹکل پر غور کیا جاے جو اخبار پوناکال مین شایع ہوا ہے اور مندرجہ ذیل رزولیوشن پاس ہوا۔

بمبی اسٹینڈنگ کانگریس کمیٹی کا خیال اخبار پوناکال مورخہ ۱۷- مارچ کے اس آرٹکل پر رجوع ہوا ہے جس کا عنوان "دھیکرا اور رانا دے" تھا اور جب انڈین نیشنل کانگریس مدراس مین جمع ہوئی تھی تو مسٹر شیورام ایم پرانجپی اس اخبار کے اڈیٹر اور پبلیشر پوناکی طرف سے ڈیلیگیٹ تھے یہ کمیٹی خیال کرتی ہے کہ انہون نے جو خیالات آرٹکل مین ظاہر کیے ہین وہ سخت قابل اعتراض ہین لہذا مسٹر پرانجپی تمام تعلقات کانگریس اور اسکی اسٹینڈنگ کمیٹی سے خارج کیے جائین۔

۱۳- اپریل- کانپور- کل شام کو اسٹیشن تھیٹر مین سر سید میموریل فنڈ کی تائید مین ایک بہت بڑا جلسہ جمع ہوا کلکٹر صاحب صدر نشین تھے اور انکے ہمراہ مسٹر بک اور نواب محسن الملک وغیرہ تھے۔ چیرمین اور مسٹر بک نے انگلش زبان مین اسپیچین کہین اور نواب محسن الملک نے اردو زبان مین ایک نہایت عمدہ اسپیچ کہی جس سے نہایت جوش پیدا ہوا۔ چیرمین اور مسٹر بک تو آٹھ بجے رات کو چلے گئے مگر جلسہ قائم رہا اور نواب سید علی خان صدر نشین تھے۔ اس وقت نواب محسن الملک نے ایک اور عمدہ اسپیچ کہی۔ اختتام جلسہ تک پانچہزار روپیہ کا چندہ جمع ہوگیا۔

۱۱- اپریل- بمبی- بمبی کے تصادم ریلوے مین پہلے تو دو صغر سن بچون کے ہاتھ پانؤن کٹ گئے اور بعدہ ٹرین سے کچلکر ہلاک ہوئے اور ایک مقدم ملازم کمپنی دھنسی ہوئی گاڑی مین کچل کر ہلاک ہوا۔ علاوہ ان کے پانچ آدمی اور بہی ضایع ہوئے جن مین گوکل داس اسپتال کی نرس مسز ڈیوڈ بہی تہین۔

دریافت ہوا ہے کہ ویسراے تمام دفاتر گورنمنٹ ہند موجودہ شملہ کا معائنہ فرمائین گے۔

مہاراجہ پٹیالہ نے خوب شیر کا شکار کیا۔ خود مہاراجہ نے بہار گنگا کے میدان مین چار شیر مارے۔

سر آرتھر ہیولاک مدراس سے اوٹاکمنڈ روانہ ہوئے۔

ابّا جان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۱۲

ابا جان کے مذہبی خیالات اور انکا دُنیاوی استعمال

تتمہ ۲۰ - اپریل ۱۸۹۹ء

ہان خوب یاد آیا - جب ابّا جان سے اور بی جان سے بگاڑ ہوگیا تھا اور دو تھوڑے روز کے لیے ابا جان کے گہرانے اور شاہ جی کے بیٹے بنے نواب کی نوکر ہوگئی تہین اُس زمانہ مین بہلا کون کوئی گیانی ابا جان سے بچا تہا کہ جس کی مدد اُنہون نے نہ لی تھی - اور بیا ہر مجلسین بہی رنا ون ہوتی تہین مطلب سعدی تو لوگون کو معلوم تہا مگر اکثر حضرات نہایت صدق دل سے مجلس مین شریک ہوتے اور مطلب کے جاننے سے تجاہل کرتے تھے - محض نیک نیتی سے ابا جان اُن مجلسون کو کرتے ہین اور یہان تک خوش اعتقاد او رہے ہین کہ ایکبار کسی نے کہدیا کہ شیخ امام بخش صاحب نے مجلس میلاد شریف سے کیا بے انتہا فائدہ اُٹھایا اور دو لاکہ کا مقدمہ صاف جیت لیا -

شیخ صاحب نہایت خوش اعتقاد شخص ہین - گو دوسرے فرقہ کے آدمی ہین یہ سُننا تہا کہ ابا جان نے محفل میلاد کی بنا ڈالدی اور بڑی دہوم سے یہ محفل ہوئی - اُنکا خیال ہے کہ دریاپور کے بڑے مقدمہ مین علاوہ اور آسمانی روحانی اور مذہبی تائیدون کے اس محفل میلاد شریف سے بہی اُن کو بڑی مدد ملی ہے ابو الحسن نے اُن کے اس اعتقاد پر اور خوشامد کی آبپاشی کر کے اُسکو ہرا اور تازہ کردیا -

لالہ صاحب اور منشی جی دونون شہر مین شیطان سے بہی زیادہ مشہور ہین اور فقط بہراہی گہر نہین بلکہ اور بہت سے بڑے اور قدیم گہرون کی تخریب اور تباہی کے باعث ہوئے ہین - کون مہاجن ہے جو اُن کے نیش سے بچا ہے اور کون ایسا تاجر ہے کہ جسکو اُنہون نے نہین ٹہگا ہے ان کی کارروائیون کی وجہ سے ابا جان کا اعتبار مہاجنون مین بہت کم ہوگیا ہے اور اب اُن کو قرض آسانی سے نہین ملتا ہے - مگر اسکے ساتہ ہی اُن کی رائے مین آسمانی اور دینی امداد سے اب بہی اونکو قرض ملتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ادہر ان دونون مفسدون نے کسی بدنصیب مہاجن یا زمیندار کو روپیے قرض دینے کے لیے پہنسایا اودہر عملیات کا دورہ شروع ہوگیا اور غیر معمولی مجلسین ہونے لگین - پہر تمسک کے رجسٹری ہونے کے بعد اور روپیے کے گہر آنے پر اُن کا دین اور ائمہ معصوم کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ جنکی خیالی امداد سے مہاجن کے پہنسانے مین کامیابی حاصل ہوئی تہی روپیے لینے کے قبل یہ دونو بزرگوار عذرداری کے مشورے سوچ رکہتے ہین - اور ایسے قانونی مفسدانہ راستے نکالتے ہین جسمین یا تو مہاجن ٹہگ جائے یا اگر روپیے اُسکو ملین بہی تو کہین اوس کی دوسری پُشت مین جا کر - یا تو ڈگری کے روپیے اُس کو وصول ہون یا جائداد پر اُس کے بیٹے کو قبضہ ملے - ابا جان ایسے معصوم ہین کہ ان باتون کو مطلق نہین سمجہتے - اور اپنی خوش نیتی اور دینداری سے برابر اون مقدمات کے دوران کے وقت غیبی تائید کے حاصل کرنے مین بلیغ کوشش کرتے رہتے ہین اور اس مین جو کچہ خرچ ہوتا ہے اُس مین سے بہی ایک بڑا حصہ ان دونون ننگون کی حلق مین جاتا ہے - کیونکہ اکثر یہ اُمور منشی صاحب کے انتظام سے ہوتے رہتے ہین - ہان ہندوون کے اصول کے مطابق دیوتاؤن ورشی وغیرہ سے جو مدد لینی پڑتی ہے اُس مین لالہ جی کا پیٹ خوب بہرتا ہے -

ابّا جان کے بدن مین اتنی قسم کے دعا و نقوش و آیت قرآنی وغیرہ کپڑون مین سیکر چاندی کی تختیون مین مڑھکر اور تہغر پہر

کندہ کرکے لٹکائے گئے ہین کہ اگر ان سب
کو تولا جائے تو بلاشبہ ۳ سیر سے کم وزن
مین نہ ہونگے - مجسم گویا ہے گویا ایک لیونگ غیلو
(گھومنے والی الماری) ہے اور سب
دعائیں نقش اور تعویذ خاص ایک غرض سے اپنی
اپنی خاص جگہ پر ان کے بدن مین سجائے
اور لٹکائے گئے ہین اور دفع الوقتی
تھوڑی دیر کے لیے بھی وہ تعویذ ڈنڈ پر
یا گلے مین باندھ لیتے ہین - مثلاً ہیضہ
طاعون اور چیچک وغیرہ کے تعویذ جو کہ
فصلی ہوتے ہین یا اور اسے شہادت کے
وقت جو وہ بعض نقش ڈنڈ پر باندھکر جاتے
ہین تاکہ وکلا اور کونسلیون کے پنجہ ظلم
سے بچکر محفوظ گھر واپس آئین بعض
بڑے اور بد مزاج حکام انگریزی کی ملاقات
کو جاتے وقت بھی اکثر ان کے پڑھے
اور ممتاز رفقا ان پر دعائین دم کر دیتے
ہین اور جب وہ کامیاب [illegible]
سے پھرتے ہین تو ان کی پرتاثیر دعاؤن
کی صفت مین گاڑی ہی سے عذب البیان
آتے ہین -

مین نے بعض دفعہ دیکھا ہے کہ انکے
سر کے بالون مین بعض قسم کی چیزین چاندی
[illegible] ہلکی ہوتی ہین - یہ فقیرون کی
دی ہوئی چیزین ہین اور ان پر اباجان
کو بڑا اعتقاد ہے -

پنڈت پرمانند مصر جوتشی میرے ناناجان
مرحوم کے وقت سے ملازم ہین -
وہ تقریباً ہر مہینے مین ایکبار
اباجان سے ملنے آتے ہین - انکو فن جوتش
مین بڑا دخل ہے - اور سارے شہر کے
رؤسا ان کو بیحد مانتے ہین - ضمیر کہنے کے
علاوہ ان کو جنم لگانے مین کمال ہے -
اور بہت کم انکی پیشینگوئی غلط ثابت ہوتی
ہے - ہر معاملے مقدمے - خواہش آرزو
تمنا اور مطلب کی نسبت ان سے سوالات
ہوتے ہین - اور یہ جب آتے ہین اباجان
کو امیدون اور ترقیون اور کامیابیون کا
ایک ایسا سرسبز باغ دکھا کر چلے جاتے
ہین کہ جس کی بہار اور امید آثار روشون
پر اباجان ہفتہ دو ہفتہ تک خیالی طور
پر خوب گلگشت کیا کرتے ہین - اور بے انتہا
خوشی کے نعرے مار مار کر اپنے دوستون
کا دل خوش کرتے ہین - چونکہ پنڈت جی
اندازی سیکڑون باتین کہتے ہین اور انکے
معاملات وحالات سے بھی واقفیت
رکھتے ہین - اس لیے کبھی اتفاقی طور پر
ان کی بعض باتین صحیح بھی نکل آتی ہین
پھر کوئی پنڈت جی کی تعریف اباجان اور
انکے مصاحبون سے سنے -

شہر بھر مین کوئی نامی امام باڑہ اور
مقدس مزار نہین ہے جہان سے معاملات
و مقدمات مین کامیابی حاصل کرنے کی
غرض سے مدد نہین لی جاتی ہے - اس
سے کچھ بحث اباجان کو نہین ہے کہ
وہ معاملہ کیسا ہے - کیونکہ اس کی خبر تو
لالہ جی اور منشی صاحب کو رہتی ہے -
کثرت سے ضرورت کے وقت نذر و نیاز
ان پاک مقامات مین بھیجی جاتی ہین
ابھی ایک مقدمہ مین ڈگری ملی اباجان
کو یقین ہوگیا کہ جناب فلان حضرت
کے مزار شریف کی برکت سے سرسبزی
حاصل ہوئی حالانکہ سب لوگ جانتے
ہین کہ بدبخت مختار نے لالہ جی سے
ملکر ایک غریب رعیت پر وہ جھوٹا
مقدمہ اس غرض سے دائر کیا کہ اسکو
خانہ ویران کرکے بستی سے نکال دے
اکثر جب کوئی مشکل معاملہ آن پڑتا ہے
تو اباجان اپنے خاص رفقا کے ساتھ
طلب امداد کے لیے ان متبرک مقامات
مین خود بھی جاتے ہین اور وہان جاکر بہت کچھ
دعائین پڑھتے اور اظہار حاجت کرکے مدد
مانگتے ہین -

اباجان اور انکے مصاحب کثرت سے
خواب دیکھتے ہین اور خواب مین ایسے بڑے
بڑے پیشوایان دین اور اولیاء [illegible] لوگون
سے ملاقات ہوتی ہے اور سیکڑون بڑے
بڑے کام انکے توسل سے نکلتے ہین -
اور مشکل سے مشکل عقدے ایک چشم زدن
مین حل ہوجاتے ہین - اباجان کو خواب
دیکھنے مین بڑی مشق ہے - اکثر مقدمات
کی نسبت انکو خواب مین جو بشارت ہوئی
اسی کے مطابق اس کا نتیجہ ظاہر ہوا - چنانچہ
مراد پور کے خون والے مقدمہ مین بھی انکو
بشارت ہوئی تھی اور وہ مقدمہ انہون
نے جیت لیا -

راقمہ - تہذیب افروز بیگم -

حسرت فرجام نامہ و پیام

پاگل پور
منحوس خانہ روڈ
تاریخ ۱۲ - دسمبر ۱۸۹۵ء

مائی ڈیر سیلنا -

مین نے پہلا خط تمکو ہندوستان مین
آنکر بمبئی سے لکھا تھا - وہان مین کل دو روز
رہی - اور سرسری طور سے شہر کو بھی دیکھا
کیونکہ یہ شہر بھی ہندوستان کے شہرون
مین سے ایک مشہور شہر ہے یہان کی آبادی
ایک خاص قسم کی ہے اور عمارتون کی ساخت
بھی خاص ہے یہان مسلمانون کی آبادی
بھی بہت ہے اور یہان کے مسلمان اکثر
تجارت پیشہ ہین - ہوٹل مین میرے میان
کے بعض آشنا حضرات ان سے ملنے آئے
تھے مگر معلوم نہین کس مصلحت سے انہون نے

چینی گورکھ دھندا

مجھے کسی کو نہین ملایا - اس شہر مین کمین ہم لوگون کی دعوت نہ ہوئی اور نہ کوئی اسٹیشن پر ہمکو رخصت کرنے آیا تھا - جہاز پر تو درجہ اول کے کمرے مین (فرسٹ کلاس) آئے تھے ... سے میری یہ اُمید کچھ بیجا نہ تھی کہ ریل پر بھی اسی عزت اور آسام سے سفر کرین گے - جب میرے میان نے ٹکٹ خریدکر میرے ہاتھ مین دیا تو اُس پر سکنڈ کلاس لکھا دیکھکر مجھے تعجب اور افسوس ہوا اور جس خواب غفلت مین مین پڑی سوتی تھی اُس سے مین نے ذرا سی جیسا کی انگڑائی لیکر چشم نیم باز سے آئندہ کی بہار قطار در قطار دیکھی - ان کی طرف دیکھا تو کچھ دھندلا سا نظر آیا - خیر مین چپ ہو رہی اور شتر اسے کے ساتھ ایک دوسرے درجہ کی گاڑی مین مع اپنے ضروری اسباب کے جا بیٹھی - میرے کمرے مین دو ادھیڑ عمر کی قوم کے غیر مہذب اور میلے تاجر تھے - سامنے کے بنچ پر ایک بوڑھا اور بدباطن یہودی اپنے کثیف لباس سے بیٹھا ہوا تھا اور اُس کے جسم کے پسینے کی بو کروسن کے تیل کی بو سے بھی زیادہ تیز اور تند تھی - میرے داہنی جانب ایک پورو نشین تھا کہ جس کے چہرہ حال سے شبینہ سیہ مستی کے آثار نمایان تھے اور اُس کی سانسون سے غیر منہضم شراب کی سڑی ہوئی بو آتی تھی - اور وہ اس فکر مین نظر آتا تھا کہ موقع پاکر پھر پینا شروع کرے وہ دونون مسلمان تاجر کثرت سے پان چباتے اور گاڑی کے اندر تھوکتے چلے جاتے تھے اور اس طرح مُنہ پھاڑ پھاڑ کر ڈکارین لیتے تھے کہ صاف اُن کے مُنہ پر دوزخ کے پھاٹک کا دھوکا ہوتا تھا - کسی ملک کے ریل کے سفر کا ایک تربیت یافتہ عورت کے لیے یہ کیا ناخوش کن تجربہ ہو سکتا ہے - یہ لوگ قریب ڈیڑھ دن کے ہم لوگون کی بدنصیبی سے ہم لوگون کے ساتھ رہے ابھی تک میرے میان نے مجھ سے اپنے منصوبون کو میرے رہنے سہنے کی نسبت کچھ نہین کہا تھا - اور مین اپنی نیک نیتی اور سادہ مزاجی سے یہ سوچتی تھی کہ یہ اپنے گھر لیکر مجھے اُتارین گے اور اسٹیشن پر ان کے عزیز و اقران میری پذیرائی بڑی دھوم دھام سے کرین گے اور مجھے نئی دُلہن کی طرح گھر لے جائین گے - جبکہ ایسے خیالات میرے دماغ مین قلابازیان کھا رہے تھے اُس وقت معلوم نہین میرے میان کس سوچ مین تھے - راہ مین ریل پر جو ہوٹل اور خورد و نوش کے کمرے ملے اُن مین بھی مجھے سکنڈ ہی کلاس مین کھانا پینا پڑا اور وہان جس قسم اور تہذیب اور لباس و پوشاک کے مسافر نظر آئے اُس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اعلیٰ درجے کے لوگ صرف درجہ اول کے کمرون مین جاتے ہین -

اسٹیشنون اور ریل کے متعلق ہوٹلون مین مین نے دیکھا کہ لوگون کی خاص توجہ میری اور میرے ہمراہی کی طرف ہوتی تھی - اور اکثر ہندوستانی ایک تعجب اور کسی قدر حیرت کی ادا سے غیر مہذبانہ ادا سے میری طرف گھورتے رہتے تھے - اور اکثر میرے ساتھ ساتھ اسٹیشن کے ایک جانب سے دوسری جانب تک ایک حیرت افزا بدحواسی کی دھن مین چلے جاتے تھے - بعض حضرات ایسے بیتاب اور بے تکلف بھی نظر آئے کہ ان سے آخر نہ رہا گیا اور اُنھون نے بڑھکر ہندوستانی زبان مین میرے ہمراہی سے پوچھ ہی تو لیا کہ یہ کون بلا ہون - نہین معلوم اس سوال کا جواب اُنھون نے کیا دیا ہو گا - مگر اُن کے بشرے سے غصہ اور ملال کے آثار پائے جاتے تھے اور وہ بلبار آہستہ آہستہ دوزخی ملک دوزخی ملک کہہ کر دانت پیستے تھے منگل کے دن آدھی رات ڈھلے پاکپور اسٹیشن مین ہم لوگ پہونچے - اسٹیشن مین اُس وقت ایک ہو کا عالم تھا - سوا اسے چند ضروری اہلکاران ریل اور چند خستہ حال مسافرون کے وہان کوئی نہ تھا - روشنی بھی اکثر جگہ کی بجھی ہوئی تھی - مشکل سے قلیون نے ایک سکنڈ کلاس کی ٹھیکہ گاڑی کا بندوبست کیا - اور ہم لوگ اوس پر سوار ہو کر ایک ایسے مکان مین گئے کہ جو باہر سے بالکل ویرانہ معلوم ہوتا تھا اور جسکو یہان کے اینگلو انڈین محاورے مین ڈاک بنگلہ کہتے ہین - وہان کھانے کی کوئی تیار چیز نہین ملی - اور ہم لوگ جو کچھ

ریل پر کھا کر آئے تھے اُسی پر اکتفا کرنا پڑا۔
اُس رات کو پہلے پہل مجھے مسٹر آ ے
سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اُن کا خاندانی
مکان سینٹ کے علاقہ مین کسی تاریخی اور
پُر فضا بستی مین ہے۔ اور اُن کے
خاندان کے اکثر ممبر شہر جہانگیر مین بھی
مقیم ہین مگر اُن کے اعزا و اقارب
اس شدت سے متعصب او کٹے مسلمان
ہین کہ اگر یکایک اُن کو میرے تعلق کا
حال مسٹر اے سے معلوم ہو جاے گا
تو سیکڑون طرح کی دقتین پڑ جاینگی
اور ایسے مشکلات پیش آجاینگے
کہ جن کا رفع کرنا غیر ممکن ہوگا اس لیے
مصلحت یہ ٹھہری کہ چند روز کے لیے
مین ایک مکان مین ایک نرالا سا
مقام دیکھہ کر شہر پاگل پور مین ٹھہر جاؤن
اور رفتہ رفتہ مسٹر اے اور اُن کے
احباب مناسب تدابیر اس غرض سے
عمل مین لائین کہ میری مخالفت اور عداوت
پر میرے سسرالی قرابت مند آمادہ
نہ ہون اور میرا اعلان اُن کے ساتھہ مسٹر آ ے
کے ساتھہ رہنا سہنا ممکن ہو۔ یہ سنا ہی تھا مین
سُنکر میرے تو رہے سہے باقی ہوش بھی
اُڑ گئے اور مین نے اپنے کو ایک عجیب
ناپیدا کنار تردد اور غم کے دریا مین ڈوبا
ہوا پایا۔

خلاصہ یہ کہ دوسرے ہی روز تک
مکان بھی ٹھہر گیا۔ اور مین ڈاک بنگلہ
سے وہان گئی۔ اُس روز پہلے پہل
مجھہ سے دو نوجوان شریف صورت
مسلمانون سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہ
دونون صبح کو مسٹر اے سے ملنے آئے
تھے اور قرینہ سے معلوم ہوتا تھا کہ انکے
دوست اور راز دار تھے۔ مجھے میرے
میان نے ان لوگون سے ملایا۔ اور
اُن کی شرافت۔ لیاقت اور محبت
کی بڑی تعریفین کین۔ یہ دونون نیم
انگریزی اور نیم ہندوستانی لباس مین
تھے۔ اور انگریزی بھی بولتے تھے۔ اُنکے
انداز اور اخلاق سے یہ بھی ظاہر تھا
کہ شاید میرے قبل اُن کو کسی یورپین
لیڈی سے ملنے کی عزت نہین حاصل
ہوئی تھی۔ کیونکہ دونون بہر اخلاق کرنے
اور خاطر و مدارات کے مراتب کے
صفائی سے برتنے مین تامر تھے۔
خلاصہ یہ کہ یہ لوگ مجھے ساتھ
لیکر اُس نئے مکان مین گئے۔ وہان
اُس وقت مسافرانہ ضروری سامان
تھے اور اس کی بابت معذرت میرے
میان کے دوستون نے کی اور کہا
کہ اکثر مہذب سامان آسایش اور اسباب
وغیرہ اُس شہر مین جلد میسر نہین ہوسکتے
خیر مین نے اسی کو غنیمت جانا کہ تنہائی
مین دو یا رہ مددگار۔ بلکہ غمگسار ملے۔
دوسرے روز تک اس مکان مین
اور بھی کل سامان آسایش کا ہو گیا
اور نوکر چاکر۔ بہرہ۔ خانساماں۔ باورچی
مشعلچی۔ جمعدار وغیرہ سب آگئے اور مین
کسی قدر اطمینان سے اس مکان مین
رہنے لگی۔

مسٹر اے اپنے عزیزون اور
دوستون سے ملنے کے لیے پہلے اپنے
گھر گئے اور وہان سے لوٹ کر مقام جہانگیر
مین پھر آئے۔ وہان بھی شاید وہ زیادہ
نہ رہے کیونکہ میری تنہائی کا خیال اُن کو ضرور
ستاتا ہوگا۔ اس مکان مین میرے
لیے جو سامان مہیا ہوا اس سے مشرقی
امارت کی تو کیا خاک بُو آتی شاید دوسرے
اور تیسرے درجے کے انگریز۔ اس طرح
پر اس ملک مین رہتے ہین۔ تم خیال کر سکتی
ہو کہ بعد جہاز اور ریل کے تجربون کے
اس عالم مین میرے دل پر کیا گزرتا ہوگا
اور کن کن حسرت بار اور وحشت آثار
تحقیقات کی کھڑکیان میرے دل پر
کھلتی ہونگی۔ اور اب کیا کیا خواب
پریشان مین روز دیکھتی ہونگی۔ مگر ان
تمام سامان بے اطمینانی و تردد
کے ساتھہ بھی مین استقلال اور تحمل
سے کام لے رہی ہون۔ اور تمام قسم کی
واقعی اور خیالی مشکلات اور تکالیف
کی تسکین مین مسٹر اے کی محبت سے
کر رہی ہون۔ معلوم نہین آیندہ کیا
سامان اس ملک مین پیش آئین اور
نئے واقعات کے کیا کیا گل کھلین۔
مین اُمید کرتی ہون کہ دوسرے
میل مین تم کو ایک مطول محبت نامہ
لکھون اور مین خیال کر سکتی ہون کہ اُسکا
تمکو کس قدر انتظار ہوگا۔ خدا حافظ۔

تمہاری
صوفیہ

پیشینٹ پلگرم

ملک الشعرا شیکسپیر کی نظم کا اردو ترجمہ

ایک دن یہ ماجرا واقع ہوا
دن بھی لمبا ۹ ماہ سنہ کا! پُر فضا

جہاڑیون نے تھا بنایا چہر سا
اُس کے ٹھنڈے سایہ مین مین تہا بکا
تھے چرندے اور پرندے نغمہ خوان
اُنیشنے جاتے تھے چمن کے نوجوان
غم سے دل ہر ایک کا آزاد تھا
تھا تو بس بلبل ہی کا ناشاد تھا
دل جو ارباب چمن سے اُٹھ گیا
خار پر اُس نے بچھاونا کر دیا
داستانِ غم کو کچھ یون کہتی تھی
درد سے بہر آتا تھا سامع کا جی
آہ سرد و نالہ ہائے درد و غم
تھے نکلتے اُس کے دل سے دمبدم
اُس کی حالت زار ایسی دیکھ کے
غم سے آنسو میرے نکلے پڑتے تھے
اس طرح جب وہ بکا کرنے لگی
مجھکو حالت اپنی بس یاد آگئی
مین نے یہ سوچا کہ کیون روتی ہے تو
رحم کس کو ہے جو یون روتی ہے تو
سُن نہین سکتے ہین یہ بیجان شجر
رحم دو کو ہے نہ تیرے حال پر
موت کے آغوش مین ہین بیٹھیان
دوست تیرے پی چکے ہین جام فان
ایسے ہی بس اے پرندے نوا
رحم کھائے گا نہ مجھپر ہی ذرا
شل گل کے بخت اپنا جب ہنسا
مجھکو تجھکو دونون کو دہوکا ہوا

جس کسی کا ہے خوشامد ہی شعار
وقت بد مین وہ نہین ہوتا ہے یار
یون تو ہر اک کرتا ہے لفاظیان
دوست صادق پر نہین ملتا یہان
یون تو سب ہی آشنا و یار ہین
پاس جب تک اپنے پیسے چار ہین
پاس اپنے جب نہین رہتا ٹکا
کوئی بہولے سے نہین تب پوچھتا
ہو اگر مصرف کمین ان مین کوئی
پہر تو کہدینگے اُسی کو سب سخی
گر خوشامد پر کسی کے تل گئے
بادشاہون سے ملا چہوڑا اُسے
خواہشون کا گر کوئی دادہ رہا
پہر تو ان لوگون کا جادو چل گیا
عورتون کا گر کوئی دلدادہ ہے
پہر تو ان حضرات کی پوبارہ ہے
کشتی لیکن نصیبے سے جو کی
یار رہتا ہے نہ مونس پہر کوئی
جو کہا کرتے تھے پہلے آفرین
بات کرنے کے روادار اب نہین
دوست آن دانم کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی
رونے گا وہ دیکھ افسردہ ہمین
ہو گا محزون دیکھ پژمردہ ہمین
ہر طرح ہو گا شریک رنج و غم
ساتھ دے گا اپنا در درد و الم
گفتہ ام چندین نشانہا تا بدان
دشمنان را در لباس دوستان
مترجمہ - م - ع - اورنگ آباد -

بکریون کی عرضداشت

ایک دن ایک گڑریے نے انعام کی لاٹھی میں رحم کی کمی اُٹھا کاندہے پر رکھ اپنے گلے کو یون مخاطب کیا۔

اے میری بکریو۔ یون تو مین تمکو دن بہر چراتا چگاتا رہتا۔ تازی ہوا کھلاتا۔ صاف پانی پلاتا رہتا ہون مگر تم کو بعض اوقات کتون اور بہیڑیون کے ہاتہون سخت تکلیف اور زحمت پہونچ جاتی ہے۔ اور جبتک مین پہونچون پہونچون کوئی کتا چکت رسید کر دیتا۔ یا بہیڑیا تمہارا بچہ اوٹھا لیجاتا ہے اور میرا دل اُس حادثے سے سخت صدمہ اُٹھاتا ہے۔ اس عذاب سے بچنے کی تدبیر بہت کچھ تمہارے اختیار مین ہے لیکنے جسوقت ایسی کسی مصیبت کا سامنا ہو اگر حتے الوسع تم ٹکر مار دیا کرو وہ بلا بہاگ جائیگی اور جب اس سے بہی نہ ٹلے تو زور سے ممیایا کرو۔ بس مین گوش برآواز تو رہتا ہی ہون فوراً لاٹھی لیکے آموجود ہونگا۔ اور سب سے نجات دلا دونگا۔

اس شفقت آمیز تقریر کو بکریون نے جگالی چھوڑ چھاڑ بڑے شوق اور سکوت کے ساتھ سُنا بعض نے خوش ہوکر اپنی اپنی چھوٹی چھوٹی دمین بہی ہلائین۔ کان بہی پھٹ پھٹائے۔ اور بعد اسکے ایک بڑہی سی بکری یون گویا ہوئی۔

حضور ہم دودہون نہائین اور پوتون پہلین آپکی ہوا خوری کو للہلاتے سبزہ زار اور ہرے بہرے پہاڑون کے آبشار دنیا مین ہمیشہ رہین۔ جو کچھ آپ نے فرمایا ہم سب نے بڑی رغبت سے اُسکو جگالی کیا ہدایت مشفقانہ پر چلنے کو بسر و چشم حاضر ہین مگر اپنی حالت کو دیکھتے ہین تو یہ ضرور خیال ہوتا ہے کہ اول تو ہمکو خدا نے بکری بنایا۔ اگر ہم بکری نہ ہوتے تو ان موذیون کی کیا مجال ہوتی کہ دندان آز تیز کرتے۔ خدا نے شیر کیطرح شجاعت اور پنجون سے محروم رکہا۔ بارہ سنگے کی طرح سینگ نہین دیے ورنہ ممیانے کی کیا ضرورت تہی دشمن سامنے آتا ایک ٹہلے ہی مین کام کرتے یا سینگ پیٹ مین بہونک دیتے۔ دوسرے دل بہی جری نہین ہے شور تو ہم بہت مچائین مگر بہیڑیے کتے کو دیکھ کر خود بخود گھگھی بند ہوجاتی ہے مُنہ سے آواز نہین...

نوٹس

حج کا زمانہ ختم ہوا۔ جدے مین الحمد للہ۔ کوئی وبا نہین۔

چین مین انقلابی حالت کو برابر ترقی ہو رہی ہے۔

سیام مین فرانسیسی اثر ترقی پر ہے معاہدہ ہوا ہے تعمیرات مین فرانسیسی ملازم رکھے جائین اور اسکولون مین فرینچ زبان کی تعلیم دیجائے۔

مسٹر ایبٹ وار برٹن نے حال مین انتقال کیا۔ معاملات سرحد خصوصاً آفریدی کے باب مین آپ کی رائے قابل قدر ہوتی تھی۔

حضور بندگان عالی والی دولت آصفیہ نے جہان استاد حضرت داغ کو دو قیمتی چہرہیان مرحمت فرمائی ہین۔ واقعی ہندوستانی مکاتب کے استادون کو ضرورت بھی زیادہ رہتی ہے۔ اب غالباً شاگردون کو دو دستہ تعلیم شاعری نصیب ہو۔

ستی کا رسم قانوناً ممنوع ہے مگر شوہر کی موت پر زوجہ کا جان دینا ہندوستان کی آب و ہوا کی تاثیر مین ہے۔ چنانچہ حال مین کلکتے مین گلاب سنی دربی نے اپنے شوہر بوشی چندر کی زندگی سے مایوس ہو کر افیون کھا کر جان دی۔ نصف گھنٹے کے بعد شوہر بھی مرگیا۔

منیلا سے خبر آئی ہے کہ جزائر فلپائن مین پھر اہل امریکہ سے جنگ ہوئی۔ ایک کرنیل لفٹنٹ اور بہت سے سپاہی امریکہ کے بمقام گنگوا مارے گئے۔ اہل امریکہ کے پاس چار توپین اور چار پلٹنین تھین۔ اہل فلپائن کے بھی بہت سے آدمی کام آئے۔

سُنتے ہین نیوچانگ ریلوے کے معاملے مین روس اس وجہ سے دب گیا کہ حضور پرنس آف ویلس نے زار روس کو ایک خط مین لکھا کہ اگر اس معاملے مین آپ نے زیادہ کشیدگی روا رکھی تو امن یورپ کی تجویز مین خلل پڑجائے گا۔

طاعون کا عارضہ بھی تین سال سے ہندوستان مین گشت کر رہا ہے۔ اب پنجاب تو اس سے پاک ہوگیا۔ جالندھر کے تیرہ مواضع مین اور بمبئی۔ پونا۔ کراچی۔ کلکتہ مین اب تک ہے۔ اگر طاعون اس بات پر غرور کرے کہ اس زمانے مین بھی جبکہ ہندوستان روشن دماغ۔ ترقی کردہ قوم انگریزی مین ہے۔ باوجود دہانت کافی کے کوئی میرا بال بیکا نہ کرسکا۔ تو اسے زیبا۔ اب تک ویسا ہی بلائے بے درمان ہے جیسا کئی سو برس سے چلا آتا ہے۔

سچ ہے ڈفرن فنڈ کی علت غائی جیسی ظاہر کی گئی تھی پوری نہین ہوئی۔ ہندوستانی پردہ نشین عورتون کا فائدہ مقدم نہ رہا۔ بلکہ بڑا حصہ یوریشین اور کرانی گروہ کو مل رہا ہے۔ سیکڑون عورتین ان لوگون کی ڈاکٹرن ہوگئین جو مسین دتیار دارم نیک کمائی کرنے لگین مگر اس مین بدقسمتی کو بھی بڑا دخل ہے۔

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

جا بجا لوکل کمیٹیون مین ہندوستانی کیون نہین ہندوستانی پردہ نشینون کے فائدے ملحوظ رکھتے نیشنل کانگریس کیون نہین اس مسئلہ کو ہاتھ مین لیتی

الحمد للہ بعد مدت بسیار ہمارے دوست پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار پھر فسانہ نگاری کی جانب متوجہ ہوئے ہین۔ ایڈوکیٹ اور اودھ اخبار قدردان سُناتے ہین کہ ایک ناول گورغریبان آپ نے تصنیف فرمایا ہے۔ اور عنقریب شایع ہوگا مگر معلوم نہین اُس مین ایسی ظرافت ہوگی کہ آزاد کا مردہ نیان یاد آئے یا واقعی حیدرآباد کے مشہور امیدوارون کے قبرستان کا سین دکھایا جائے گا۔ دوسرا ناول ملک الموت ہے۔ واقعی بڑا ہی سنسنیل ہوگا جس کے پڑھنے سے آدمی کو سنّاٹا آجائے گا کیا معنے کہ ایک دفعہ دشمنون نے مشہور کردیا تھا پنڈت صاحب خدانخواستہ انتقال فرماگئے۔ شکر ہے وہ خبر تو جھوٹ نکلی۔ مگر اب اُس سے اتنا پتا چلتا ہے کہ اگر اُس زمانے مین ملک الموت سے دور کی علیک سلیک ہوگئی ہو تو تعجب نہین۔ تیسری مثنوی پیرنا بالغ ہے جو تیار ہو رہی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک اُسکے تمام کرنے مین عجلت ہی نہ چاہیے کیا معنے جسقدر زمانہ گزرتا جایگا مضامین مثنوی وانصیحت کی صورت پکڑتے جائین گے۔

شاید اس مین کسی سمجھدار کو گفتگو نہو گی کہ جب تک کسی مرض کا علاج متواتر شاہدہ سے اور تجربہ سے یقینی ثابت نہو جائے تب تک اوس کا جبرہً رائج کرنا فعل حکیم نہین۔ چیچک کا ٹیکہ جا بجا جبرہً رائج ہے۔ مگر اوسکو کثرت کے ساتھ لوگ ناپسند کرتے ہین۔ ان کی مخالفت محض وہم اور خیالات باطل پر مبنی نہین بلکہ اب وہ دیکھتے جاتے ہین کہ اول تو یقینی فائدہ اُس سے نہین اور دوسرے بعض اوقات اُس سے بچے ضایع ہوجاتے ہین۔ کیا وجہ کہ جن بچون کے اس قدر مادہ ہوتا ہے کہ ٹیکا اُس کا استعمال کا یل نہین کرسکتا وہ چیچک مین مبتلا ہوجاتے ہین اور اچھی طرح چیچک نہین سکتی اور سرسام یا اندرونی حرارت کی وجہ سے یا کسی اور بیماری مین مبتلا ہوکے ضایع ہوجاتے ہین۔ پس بلا امتیاز اُن کے ٹیکا لگانا نیچرل طریقے مین حارج ہوکر سخت مرض پیدا کرتا ہے اور حفظ ما تقدم کے بجائے پہلے سے پہلے جانین خسارے مین ڈالنا ہے۔

کہتے ہین بعد انتقال سر سید ایسی معقول اور کاری تدبیرین اختیار کی گئی ہین کہ علی گڑھ کالج نے مجموعی طور سے بہت کچھ ترقی کی ہے۔ ڈیپوٹیشن نے جو چندہ سر سید میموریل فنڈ کے واسطے جمع کیا ہے وہ اُمید سے کہین زیادہ ہے اور علی گڑھ کالج پر لوگون کو اس قدر اطمینان ہوتا جاتا ہے کہ بورڈرس کثرت کے ساتھ باہر سے آتے ہین اور آتے جاتے ہین۔ سال آیندہ مین تعلیمی کانفرنس کا اجلاس کلکتے مین قرار پایا ہے اور خدا سے اُمید ہے کہ اس مین اُسکی عنایت شامل حال رہے گی۔

توکل علیہ الرحمۃ

نہایت افسوس ہے کہ منشی راجہ بہادر صاحب منصف جنوبی لکھنؤ نے بعارضہ فالج مبتلا ہوکے نہ ۲ گھنٹے کے اندر انتقال کیا۔ مرحوم ایک لایق۔ خوش لیاقت اور ذی فہم حاکم تھے۔ اور علاوہ انگریزی مین ام۔ اے ہونے کے سنسکرت اور فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔

امین آباد کے دو تنبولیون کی دوکان مین آگ لگ گئی۔ بظاہر تو اونون نے تیلی کا کام نہین کیا تھا۔ شاید موسم کی گرما گرمی سے چولی مین آگ لگ گئی۔

کیننگ کالج مین عہدہ لا پروفیسری خالی ہے۔ کچھ یورپین کا تقرر لازمی نہین اگر کوئی لایق ہندوستانی مقرر ہو تو زیادہ مناسب ہے۔

صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر کی رائے ہے کہ مثل مغربی شمالی ایک مہینے کی تعطیل ہونی چاہیے شاید بعض لیڈینا اور کم مایہ اجیرون کو اس تجویز سے اختلاف ہو۔ ورنہ کوئی وجہ نہین کہ اودھ کا ہائی کورٹ کیون اس عنایت خسروانہ سے محروم رہے۔

یاد دہانی

بعض حضرات نے باوجود یاد دہانی ابھی تک (اعانت) کارخانہ نہین فرمائی توقع ہو کہ اس جانب توجہ فرماینگے اور بار بار یاد دہانی کی ضرورت نہ ہوگی۔

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ

پروفیسر شہباز کے رنگین خیالات

پان

یواقیت مین لعل کی شان ہون مین
یمن مین لبون کے بدخشان ہون مین
بھرے لعل یاقوت ہین پان سے دان تک
بظاہر زمرد کی گو کان ہون مین
مری تہ سے نکلین گے خوش رنگ موتی
سمندر مین زینت کے سیلان ہون مین
مری نسل ملتی ہے ہندوستان سے
حب الوطن جزو ایمان ہون مین
تہ جاتا ہون مین رنگ سوسن پہ اپنا
ادھر دیکھہ نرگس زبان دان ہون مین
ہون مرجان کو مین زمرد کی سبحہ
نہ مرو کو تسبیح مرجان ہون مین
کہین سرخ پوشون کا ہون مین گریبان
کہین سبز پوشون کا دامان ہون مین
دکھاتا ہون لذت کو خوش رنگ واسطے
تبسم کے شفق سے - وہ رمان ہون مین
صنعت کے دفتر مین قدرت محاسب
لکھو - پانچ کی قدرتی شان ہون مین
عجب لطف سے ہین ملے پانچ عنصر
عناصر کی خود اپنے میزان ہون مین
مرے آسمان پر ہین قوس قزح دو
دکھلاتی سارے الوان ہون مین

سپیدی سے لیکر سیاہی کی حد تک
ہر اک رنگ قدرت کا سامان ہون مین
کہین رنگ سے چاے کی ہون پیالی
کہین کوسے تہوے کا فنجان ہون مین
کہین میہمان کی ہون خاطر تواضع
کسی جا مدارات مہمان ہون مین
کہین مین ہون سیری کو چورن کی پڑیا
کہین بھوک کو خوان الوان ہون مین
کبھی ہون خوشی جوش پھولی سمائے
کبھی تنگ سرور گریبان ہون مین
بدلتا ہون سر روز کپڑون کا فیشن
کمیون مین پیرس کا سامان ہون مین
عدو کا ہے کیا منہ کہ منہ پاس لائے
محبت کی ڈیوڑھی کا دربان ہون مین
بدلتا ہون عشرت کی شاخون پہ وانہ
تعشق کی چھتری کا گردان ہون مین
کرون جح آؤ تون لعل احمر کا بوسہ
کہ پڑھتا حسینون کا قرآن ہون مین
مناسب ہے موتی کو اب چون نہ کرنا
لب لعل پر نوک پیکان ہون مین
زمین کو مرے رنگ نے چھا لیا ہے
جہانگیر شہرت کا طوفان ہون مین
تمنا مین تو یہ رنگ زینت کا کدتا
بھر رنگ زینت کا سامان ہون مین
مین ہون ناک - ہین ناک کی کیل لونگین
قرنفل کرن پھول ہین - کان ہون مین
الاچی جو بنتی ہے پردے کی بو بو
الاچے کا در پردہ اک تہان ہون مین
گری ہے گری قوم مشت سلح کی صورت
اُٹھاتا پکڑ کر گریبان ہون مین
تشدیون کو دیتا ہون اپنے وزارت
جہان مین اگر دل پہ سلطان ہون مین
دو پلّی ہے جب سر پہ - شاہ اودہ ہون
کلہ کج ہے جب - شاہ ایران ہون مین
تبسم سے دکھلاؤن نظم الممالک
ادق متن کی شرح آسان ہون مین
کبھی مشورے مین کبھی معرکے مین
ترقی تمدن کے ارکان ہون مین
ہوتا سرخ روئی - جوانون کو اپنے
لڑاتا کبھی بن کے کپتان ہون مین
عدو میری چوٹون سے خون تھوکتے ہین
تہین بزم - گرز نریمان ہون مین
اُٹھاؤ نہ تم قتل کا میرے بیڑا
کہ نازنی نوع انسان ہون مین
نہ چکّی کی صورت تبو - دانت پیسو
کہ دانے کی صورت پریشان ہون مین
نہ مانو تو منہ خود تمہارا دکھے گا
جو مانو تو مرہون احسان ہون مین
ہین باتین مری لعل سے بیش قیمت
سنو دور اندیش انسان ہون مین
یہ چکّی بہت سہنین چلنے والی
ہے کتنا گہر اسکا کہ سنسان ہون مین
سر دست غل شور کے رافلون سے
اُڑاتا زمانے کے گو کان ہون مین

قرضخواہون کو مژدہ

جائداد زمینداری پر جو کسی حصہ ملک مین واقع ہو بشرح فیصدی چھہ روپیہ قرضہ دیا جاتا ہے خط کتابت بذریعہ منشی اخبار کے بابو ٹی پی چٹرجی احینٹ نشان نمبر ۴۴ مکتارام بابو اسٹریٹ کلکتہ کرنی چاہیے۔

دہان لحد کی طرح دو ہی دن مین
خموشی اثر کنج ویران ہون مین
خوش اخلاقیون سے منسوب کیا ہو
کہ خوش خوش ادا ون پہ قربان ہون مین
ہنسی سے ہون منہ پہ پھولون کی ٹہنی
تبسم سے گلچین کا دامان ہون مین
بلا سے مسی کی اندہیری ہے چھائی
تجلی سے روشن شبستان ہون مین
مین ہون اگر زینت لعل لب ہون
عدن ہون اگر زیب دندان ہون مین
نکلتا ہے سینہ سے مرے اللہ اللہ
پھراتا جو تسبیح مرجان ہون مین
ہے تحریر اللہ رنگ اپنا سبحان
لیے سبحہ جون ذون سبحان ہون مین
ہون سادہ ورق سادہ لوحون کے آگے
مگر دفتر اہل عرفان ہون مین
عیان سبز مسطر سے آیت کی سرخی
حنائی چھپائی کا قرآن ہون مین
پریشے نہین - ہین صول جلالی
سیوطی کی تفسیر اتقان ہون مین
مری یاد ہے یادگر کی نہلاتی
عرب کے لیے طاق نسیان ہون مین
کھڑے کان ہوتے ہین گہوڑونکے مجھسے
کہ وہ سنتے ہین گہوڑونکے کان ہون مین
جو ہے جانستان روگ - ہون نوشدارو
جو ہے الم و درد - درمان ہون مین
شب دیکھ کر جس کا رنگ فق ہو
کچھ ایسا کہ خود جس سے حیران ہون مین
برس کیا منٹ دو منٹ بھی ٹھہرتے
کٹے ڈر کے رخصت اسی آن ہون مین
خدام ایسا گھبرائے - سراپا ہوئے
کہ اب کوئی دم کا مہمان ہون مین
جو جیسے کہ سامان بڑے ہین تو ٹوٹے
اٹھاتا ابھی اپنا سامان ہون مین
بگولے کی صورت اٹھے کھا کے چکر
کئے چلکے آندھی سے طوفان ہون مین
کبھی شہر مین مجھسے جبے پانون میرے
مگر اب تو سرور بیابان ہون مین
بنا - ہین سب حاذق الملک سیر
شریف اور محمود دوران ہون مین
یہ لکھا ہوا ہے مرے ہر ورق پر
پڑھو جسنے علم ابدان ہون مین
نہین مجھسے بہتر کوئی شرح قانون
افاضات دانا سے گیلان ہون مین
ہی ہے مری نازنینون سے صحبت
جبھی نازنین دھان ادیان ہون مین
بگڑ کر خدارا نہ یون منہ چھپاو
ادھر منہ کرو جان جانان ہون مین
تکلم کہ ہونٹون کا نون مڑ کے بوسہ
تبسم کہ دانتون پہ قربان ہون مین
مری بیل ہے وہ منڈھے چڑھنے والی
وہ بوٹا جو چڑھتا ہے پروان ہون مین
ہین ظلمات زلفیان خضر صورت
لیے جام ہین آب حیوان ہون مین
وہ ہے جس مین سبزہ او خط سبزہ سیرا
کہو اے صاحب تو دیوان ہون مین
سمجھتے ہین کچھ لوگ صاحب کا بنگلہ
اگرچہ نہ کمرہ نہ دالان ہون مین
بتاتے ہین کچھ لوگ بنگالی مجھکو
کہ بنگلے کا پورا زبان دان ہون مین
نہ بنگلہ کہ ہے کل زبانون پہ قدرت
عجب بلگرامی زبان دان ہون مین
بنائی خدا نے مری دل کی صورت
جبھی سینے سینے کا ارمان ہون مین
نہین قاصدان ہی یہ دو قلب مومن
کہ جس مین بڑا نور ایمان ہون مین
نہین سانچ کو آنچ سانچی کے منہ سے
سکھاتا سچائی کی پہچان ہون مین
جسے کانشنس اب مین لونڈے بتاتے
دلون مین وہی نور ایمان ہون مین
حیا مجھ کو کیا کیا سمیٹے ہوئے ہے
عفیفون کی عفت کا دامان ہون مین
اگھاڑے ہین پھولون کے سبزی سپیدی،
انہین کی بدولت پرستان ہون مین
سپیدی سے اقبال کی ہون نشانی
ترقی کے سبزی سے سامان ہون مین
کبھی ہے مری غنچہ سان جمع خاطر
کبھی مثل سنبل پریشان ہون مین
کھلاتا کہین ہون گل دوستی کی
بندھاتا کہین عہد و پیمان ہون مین
نہین آدمی پھر بھی ہے آدمیت
پری ہون نہ جن ہون نہ شیطان ہون مین
مجھے بھی خدا نے مرے جان دی ہے
سمجھنا نہ ایسا کہ بے جان ہون مین
جو انسان ہو مجھکو حیوان نہ سمجھو
ہے انسانیت مجھ مین - انسان ہون مین
زمانے کے اخلاق ہین بند مجھ مین
تواضع - سخا - جود - احسان ہون مین
شفاعت فرس کان جسکے پکڑ کر
شب و روز سرگرم جولان ہون مین
خیالات شہباز ہین - اور مین شہپر
سر عرش تک وقعت طیران ہون مین

انشاے پنچ

نمبر ۲

(ایک دوست کا خط نئی روشنی والے کے نام)

جناب شیخ صاحب دام ظلکم السلام علیکم وقلبی لدیکم۔ الحمد للہ کہ تا تحریر قرطاس ہذا مین بمد وجوہ نعمات دنیا سے خشک لب تر زبان ہون - خبر انتقال والد ماجد آن نیک صفات خار ہا گوش زد ہوئی - آلام و صدمات ناگوار نے دل پر نرغہ کیا - اور مین کامل ایک گھنٹہ تک بیہوش رہا [illegible] بیہوشی مین پردہ [illegible] سے بیان [illegible]

بیگم ارے دوڑو مجھے دونو نے دبالیا۔

جنت - خلد - ارم - فردوس آنکھون کے سامنے پھر گئین - مین انہین مکانات مرحوم کی تلاش و تجسس مین معروف تھا کہ یکایک عالم ارواح مین - ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

کی کیفیت طاری ہوئی - اُس حالت کا صفحۂ کاغذ پر لانا امر محال ہے - بس مختصر یہ ہے کہ اپنے معبود برحق کے سامنے یہ خاکسار تھا - اور منہ سے یہ شعر نکلتا جاتا تھا - ؎

اگر بخشو تو ہے رحمت نہ بخشو تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے

اتنے مین ملائکہ مقربین بیچ (دعا) ایک مُردے کے حاضر ہوئے - حساب کتاب ہوا - نامۂ اعمال پیش ہوئے - اور تو سب اچھا لکھا تھا مگر چونکہ بزرگان دین کے نام کوئی رقم سیاہہ نہ تھی اسوجہ سے بارگاہ دیعدالی سے حکم ہوا دوزخ مین لے جاؤ - باوجودیکہ مجھپر یہ کیفیت طاری تھی تاہم اُس شخص کے رونے نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا - غور سے دیکھا تو مرحوم آنجہانی ہین - پھر مجھے تاب کہان تھی - لبیکا اللہ لبیک کے فرشتون کی ٹنگڑی لی - خوب کشتم کشتا کر کے مرحوم کو چھڑایا - شفاعت کر کے ساحل نجات پہنچایا اور اپنے سامنے بہشت برین مین رضوان کے سپرد کر دیا - اب ایک بات کی کسر باقی ہے - وہ یہ کہ شاید ابھی تک مرحوم کا عاقبتی جوڑا نہین دیا گیا ہے - اسوجہ سے وہ ننگے مادرزاد بہشت مین ہین کرایہ کے برتنون مین کھانا پکاتے ہین بان مین اپنی شہمت (تہمد) دے آیا ہون وہ باندھے ہین - اب آپ جسقدر جلد ممکن ہو عاقبتی جوڑا بیچ (دعا) لوازمہ ضروریہ کے روانہ فرمائیے - تاکہ مرحوم کو کپڑے مل جاوین - اور آج کی تاریخ سے جب تک کہ جوڑا اور برتن مجھتک نہ پہونچین ۲ روز کے حساب سے کرایہ برتنون کا بھی مرحمت ہو تاکہ بذریعہ منی آرڈر ... برتن والے کو بھیجا جاسے زیادہ نیاز -

راقم
مولوی ٹٹپارا

جواب

حال دل کا جانچ لیتے ہین قیافہ دیکھکر
خط کا مضمون بھانپ لیتے ہین لفافہ دیکھکر

سنو جی مولوی - تمہاری تحریر ہو چکی پڑھکر اتنا غصہ آیا کہ اگر تم یہان ہوتے تو بخدا تنور مین جھونک دیتا - اور جیتے جی جہنم کا مزا چکھا دیتا - بھکار اس پردے مین بھیک مانگنے سے کیا فائدہ - تم نے بذریعہ تحریر کے مرحوم کو سخت الفاظ سے یاد کیا ہے لہذا بہت جلد طلب معافی کرو ورنہ ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے دائر کر دیا جاویگا پھر دست خدا کے قائم مقام ہاتھون مین ہتکڑیان ہونگی اور عدالت کا کمرہ - یہان تو یہ حال ہے کہ ؎

زاہد کے سر پہ ایک جمائی تڑاق سے
پھر ہاتھ مل رہے ہین کہ اچھی پڑی نہین

ہم تو تمہاری جمع جتھہ چٹ کر جانے والے آسامی ہین - تم ہم سے کیا لوگے - کسی گو کھے انیلے کو پھانسو - یہان جب ٹھیک طور سے خدا کی خدائی کے قائل نہین ہین تو جنت - دوزخ کس کھیت کی مولی ہین فقط زیادہ دھتکار -

راقم
مسٹر ڈمریہ خان

تعلقدارونکا قرض کیونکر ادا ہو

مسودہ قانون کورٹ آف وارڈس اگر اب پاس نہین ہوا تو اب پاس ہو جائیگا چون وچرا کی کسے جرأت ہو سکتی ہے - لہذا ان تعلقدارون کو اپنی حالت پر غور کرنا چاہیئے -

آئے دن کے مقدمات دائر ہونے کی وجہ سے نت نیا جھگڑا پیش رہا کرتا ہے نفاق کی بم ہوئی - قرضے کی ریل پیل - بیچارے مہاجنون کو سخت اندیشہ ہے اُنہون نے ایک درخواست پنچ بہادر کی خدمت مین پیش کی ہے اور بادلی خواہش ہے کہ اس پر مناسب حکم دیا جائے -

درخواست
بحضور نواب اودھ پنچ بہادر دام ظلہ ...

جناب عالی۔ گزارش یہ ہے کہ تعلقداران اودھ نے قرض پر قرض لے لے کے ہمارا ناک مین دم کر دیا ہے۔ وہ تو خرابی نہ ہو تو خرابی۔ آج ہم سے قرض لیتے ہین تو کل دوسرے سے ہزارون طرح کے بار روز بڑھتے ہین اگر یہ عدم ادا کرین تو ہماری بندوق بڑی نہ سہنے۔ نہ ادا کرین تو روپیہ ڈوب جاتا ہے۔ پس ایسی حالت مین تعلقداران کا قرض کیونکر ادا ہو۔

جو بڑے بڑے تعلقداران ہین ان کی جائداد اپنے قرض کے ادا کرنے کے لیے کافی ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے زمینداروں سے روپیہ کیونکر وصول ہوگا۔ لہذا بذریعہ عرضی ہذا ہم سب کے سب ملتمس ہین کہ ہماری دادرسی کی جائے اور کوئی سبیل بتائی جائے جس سے ہم لوگون کی حق تلفی نہ ہو۔

عرضی

لالہ خوشوقت رائے دھوندکا ساہی

توندل پرشاد مع خاندان

وغیرہ وغیرہ

حکم ہوا

کہ بالفعل تعلقداران اودھ مسئلہ کورٹ آف وارڈس کے طے کرنے مین پھنسے ہوئے ہین گھبراؤ نہین اب وقت آگیا ہے۔ ساری بالی کجائی کس بل نکلا جاتا ہے۔ بڑے بڑے تعلقدارون کا قرضہ گورنمنٹ بذریعہ کورٹ آف وارڈس چکائے گی۔ اور چھوٹے چھوٹے تعلقدارون کا قرضہ دینے کے لیے انجمن ہند کے پاس جو سرمایہ جمع کیا گیا تھا کافی ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ تعلقداران کے شامل ہوتے ہی انجمن فضول ہو جائے گی تم لوگ اوسی پہ عوض دائر کر دینا۔ کچھ پرامیسری نوٹ ہین کچھ گورنمنٹ پیپر ہین۔ بارہ دری ہے۔ کیننگ کالج ہے۔ کالون انسٹیٹیوٹ ہے۔ قیصر باغ بلڈنگ منزل ہے۔ یہ سب ادائے قرض کے لیے کافی ہونگے۔ اگر تمھین یہ خوف ہے کہ جب تک یہ نوبت آئے حد سماعت عارض ہو جائے گی۔ تو دستاویزات کو ابھی سے تبدیل کرالو۔ دیر آید درست آید۔

دستخط پنچ بہادر

عذرداری

جناب عالی۔ حکم سرکار سے اطلاع پائی۔ رائے تو سالم ہے لیکن یہ اُسی طرح کی رائے ہے کہ ایک شخص نے کسی ٹھاکر صاحب کو کچھ قرض دیا مدت تک ایک حبہ وصول نہ ہوا۔ تقاضا کرتے کرتے دوڑے گئے۔ ٹھاکر صاحب نے جواب دیا کہ ہم نے تمھارے روپیہ کے ادا کرنے کے لیے ایک معقول تدبیر نکالی ہے۔ وہ یہ کہ اپنے علاقے کی سڑکون پر دورویہ ببول کے درخت بوئے ہین۔ ضرور اُدھر سے روئی کے چھکڑے نکلین گے اور ضرور روئی ببول کے کانٹون مین اُلجھے گی۔ بس اوسی کو بیچ بیچ کے تمھارا قرضہ ادا کر دین گے۔ جب قرضخواہ ہنسنے لگا تو آپ نے ایک جوتا اُس کے سر پر رسید کیا اور فرمانے لگے "جب روپیہ پاؤ تو ہنسو (خوش ہو)"۔

عرضی

مہاجنان

حکم ہوا

کہ یہ عذر لائق سماعت نہین۔ کیونکہ قانون کورٹ آف وارڈس کی رو سے بہت جلد استیصال ان لوگون کا ہوجائے گا

دستخط پنچ بہادر

بقلم م۔ ح۔ عثمانی

گورغریبان (ناول)

جاگئے۔ جاگئے۔ پنڈت رتن ناتھ صاحب جاگئے۔ خواب خرگوش سے چونکئے۔ یا یون کہیے کہ حضرت سرشار لکھنوی کا نشہ بادۂ سکوت اوترا۔ اور آپ پھر اس ناول نویسی کے اکھاڑے مین چٹ لنگوٹ باندھ کے دھم سے کود پڑے۔ ذرا کان کھڑے کر لیجیے۔ لے اب یا علی کہہ کر ڈنڈ تو پیل ڈالیے گورغریبان جو ناول ابھی حال مین پنڈت صاحب نے لکھا ہے وہ زیر تصنیف ہے۔ اور سنا خوب لکھا ہے بالفعل چند سطور جو بطور نمونہ ایک دوست نے حیدرآباد سے بھیجے درج ذیل ہین۔ اس سے زبان اور طرز بیان کا حال ظاہر ہو جائے گا۔ گو اس کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ مگر تاہم نیا رنگ بھی دیکھ لیجیے۔

دھوپ ہوا

"ایک کوہ فلک شکوہ کی بہت بلند

چوٹی پر جو آسمان سے باتین کرتی تھی اور نظارت و خوشنمائی مین یکتائی کا دم بھرتی تھی - دو گل رخان گلفام - ناز آفرین نازک اندام - دلربا دلارام - لب لعل شکر خا مارک و ملائک کے بوسہ گاہ تُپلیان سویدا سے دل کی طرح سیاہ سی قدر رشک شمشاد - قامت زیبا مثل سرو چمن زار ناز آزاد - تبسم جنائی مرجان - غیرت لعل بدخشان - آنکھین گردش لیل و نہار دکھاتی تھین دونون مشغول رشغل رشک چشم بشوخی مین دونون کا چھپا ہوا رنگ - ایک کان حسن - دوسری جان حسن - دونون طناز و سراپا انداز - فسون ساز عشوہ پرداز خرام ناز تھین برق و مان مین یہ چمک کہان - دامنی مین یہ دمک کہان بجلی لوہے کی بنی ہے - ان کے رگ و پے مین دریا چڑے نور جاری ہے وہ نور حسن کو دیکھ کر فرشتون تک کی عقل عاری ہے - اس پر طرہ کم سنی و نادانی - ازری او بادری جوانی - متوالی دیوانی - کبھی گل ہاسے تر و سطر کی کسی روش خندان پر جو م کر چلین تو نماوس زرد مین پر وبال ابر بنسکال کے دھوکے مین پپیہا لقش و نگار کو ول کرنا چاہا و زہرہ رقاصہ فلاک تک کو وجد مین لاتا تھا . . . . .

ان کے ساتھ سنو لیا نامی ایک چھوکری تھالہ عالم تھی - اس نے مخاطب ہو کر کہا - سرکار ذری ادہر آئیے - سان رسان نہ آئیے - ذرا قدم بڑھائے ہوئے آئیے - جا کے دیکھا تو ایک دلربا یا نہ انداز کے ساتھ ذرا چین بر جبین ہو کر بولی - یہ کھوپٹ سے پانون نکالے ہین دل کے پنجرے مین یہ کھوٹ کے جانور پالے ہین - سنو لیا نے کہا اس نوک کا ایسا جوان گبھرو کوئی دکھا تو دے آفتاب کو قندیل بنا کے اور ساری خدائی مین ڈھونڈھ تو لائے - ہاے میر البن چلیے تو اپنا کلیجہ کاٹون اور اس کو رکھ لو سلیمان کو خاتم - طے کو حاتم - سکندر کو آئینہ - زاہد کو رو زاد نیہ - عاشق کو کرشمۂ معشوق زہرہ تمثال - رندان بدمست کو بلورین ساغر بادۂ پر تگال نل کو دمن - حضرت یعقوب کو بوے پیرہن مبارک - میان نولس یہ چمن ہے کہ جب تک مجھے جوانی کا جوش رہے تب تک یہ گورا خوبصورت لونڈا ہم کنار و ہم آغوش رہے -

ادہر یہ باتین ہو رہی تھین کہ اس امرد یوسف لقا نے ایک پھول دامن کو دست سے توڑا اور اس چھوکری معشوقۂ طرار نے جو اسکی عاشق زار بنی تھی حسرت کے ساتھ کہا - ؎

گل چین تجھے کیا تری بلا سے
گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

گرمی کی گرما گرمی مین تھیٹر کی گرما گرمی ہے
اُسپر دل کی گرما گرمی اُف وہ کیا گرمی ہے

بمبئی نے الفرڈ تھیٹر کو لکھنو مین ڈھکیل دیا - اور میان لکھنو کے غریق رحمت ہو گئے کے سامان مہیا کر دیے - مختصر یہ کہ تماشا شروع ہوا لوگونکی اُمیدین پوری ہوئین - اور تو اور آخر کار کنان عالم بالا کو بھی تھیٹر کے شوق نے پریشان کر دیا - اور ایک روز جبکہ فسانۂ عجائب کا تماشا ہو رہا تھا ایکبارگی ہوائی ٹرین پر سوار ہو کر دن سے تھیٹر مین موجود ہو گئے بجاے فسانہ عجائب کے ہوائی مجلس شروع کر دی - اب کیا تھا پسدا تو پیدا - آدمی اُڑتے اُڑتے پہرتے تھے - اُنکا قصد تو یہی تھا کہ سب ساز و سامان اسی ہوائی ٹرین پر لاد کر عالم بالا پر لے جاوین - مگر معلوم نہین کیا سمجھے سوچے کہ بعد تھوڑی دیر کے تھوڑی تھوڑی خاک تقسیم کر کے چلے گئے - خیر یہ بات تو تقویم پارینہ ہو چکی - تازہ بتازہ نو بنو خبر ملاحظہ ہو - کہ ولفروش کے تماشہ مین ایک بی صاحبہ اپنا عشوہ و غمزہ ناز و کرشمہ دکھاتی ہوئین زنانہ درجہ مین جا کر بیٹھ گئین. بعد ختم تماشا جب بی صاحبہ باہر تشریف لائین - ڈولی پر سوار ہوتی ہی تھین کہ ایک کمترین شوہران صاحب نے دلی پر سے گھسیٹ کے کہا - کیون صاحب - ؎

آنکھین سکین غیر اور اپنا دل مضطر جلے
وا ے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے

اچھا اب جاتی کہان ہو آج جاتو ہے اور تمہاری ناک ؎

صبحدم چون بر کشد دل صور شیون از سخن
آسمان گلگون قیامت گرد و از غوغاے من

اتنے مین حضرت بھی آگئے جھٹکے دلکو بی صاحبہ کی جو محبت نے چادر تہمدان مین قید کر لیا تھا اور بی صاحبہ کی آگ - اے توبہ - پیاس بجھانے کو برف لینے تشریف لے گئے تھے - آتے ہی اس خیال سے کہ شاید کسی بدمعاش نے ڈولی روک لی ہے بے اختیار برس پڑے اب کیا تھا شو ہران مین دو دو پانی ہونے لگے مگر نکاح کی زبردست زنجیر یاری آشنائی و دالے رشتے سے مضبوط نکلی - اور میان شوہر صاحب مونچھو نپر تاؤ دیتے جورو کو گھر لے گئے - چلیے یا نجرو

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسرون۔ نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سُرخی۔ ابتدائے موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضوں پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ صرف سُرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ۔ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھون سے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر۔ ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور نیز پلک کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ آتمہ دیوی بعمر ۵۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھونکی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی ہوئی تھین اُنمین بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے ممیرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برج لال گھوس۔ رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے ممیرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر ویٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۶ء مین جمع کیا گیا ہے۔

نوٹس

خوشخبری سنی جاتی ہے کہ روس اور انگلستان کے مابین معاہدہ ہوگیا ہے کہ ایشیا مین ایک دوسرے سے آویزش سے کنارہ کرتی رہین گی۔ لارڈ سالسبری نے ایک جلسے مین صاف صاف یہ امر ظاہر بھی کردیا۔ مگر ابھی مفصل شرائط شایع نہین ہوئے۔ صرف اس قدر کھلا ہے کہ دونون قوتین سلطنت چین کو بحال خود قایم رکھنے مین کوشان رہین گی۔ اب صرف زمانہ ان معاہدون کی تصدیق کرنیوالا باقی ہے۔ ع۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

لیکن ایک فلسفی جو ترقی و تنزل اقوام ممالک کی نبض دیکھنے کی لیاقت رکھتا ہے چین کی حالت موجودہ اور ان دونون کی اولوالعزمیون کو دیکھ کر بہت کچھ مطمئن نہو تو کوئی تعجب کا امر نہین۔

صوبہجات متحدہ کی تعلیم پر رائے ظاہر کرنے کو جو کمیٹی بیٹھی تھی اُس نے اپنی کاروائی ختم کردی۔ امتحانون کی خرابیان ظاہر ہوئین۔ نصاب مین بھی ترمیم ہوئی۔ واقعی اس عرصے مین جس قدر پھیر بدل ہوتا گیا اُسی قدر اس کی حالت بد سے بدتر ہوتی گئی تھی اور اس قسم کی اصلاح کی سخت ضرورت بھی تھی۔

پاسٹیور کے طریقہ علاج نے کوئی بڑی کامیابی حاصل نہین کی۔ اہتمام اور دھوم دھام کی تو بات ہی اور ہے۔ مگر سچ پوچھیے تو اس طریقہ علاج نے مجموعی طور سے کوئی ایسا عام فائدہ نہین پہونچایا جیسا اس طمطراق اور مصارف و شوکت و شان کے مناسب حال تھا۔

ہان یہ تو سچ ہے کہ نمایش گاہون سے بعض یہان کے کاریگرون کو نقصان پہونچا کہ ان کی دستکاریون کی نقلین ولایت کے کاریگر بنا بناکے یہان بھیجنے لگے اور ہندوستانی دستکاری کو فی الجملہ نقصان پہونچا۔ مگر اس مین ہمارے ملک کے کاریگرون اور کارخانہ دارون کی کم ہمتی و نالایقی بھی ضرور ہے۔ کیا سبب کہ جب نمایشگاہون سے اہل یورپ ہماری صرف چند چیزون کو دیکھ کے یون بندر کی طرح نقالی کرتے ہین تو ہمارے واسطے یورپ کی صناعی کا بہت وسیع میدان پڑا ہے۔ ہم کیون اون کی نقل نہین کرتے۔ اور اپنی صنعت کو نہین بڑھاتے۔

اپریل کے مہینے مین پھر مارننگ پوسٹ شہرت دیتا ہے کہ سر انٹنی مکڈانل لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ گورنر بمبئی ہون گے۔ اور پھر پانیر زور شور سے تردید کرتا ہے کہ نہ گورنر بمبئی قبل میعاد کنارہ کش ہون گے نہ حضور موصوف الصدر گورنر بمبئی ہونگے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ جھوٹ تکرار سے سچ بھی ہوگیا ہے۔

سال گزشتہ مین ایک بتدا ایسی عورت جو مٹی کنکر کو روپیہ پیسا بنایا کرتی تھی لکھنؤ کی گلیون مین پھرتی تھی اب سُنا ہے غازی پور مین کرشمے دکھا رہی ہے۔ تعجب ہے ابھی تک کسی محقق صاحب نے اوس کا امتحان نہ لیا۔ اگر کوئی صاحب اچھی طرح شک رفع کرین تو جاہل سریع الاعتقاد ہندوستانیون کے خیالات مین ضرور ترقی ہو۔

بے شک خوشی کی تو بات ہے کہ اس دفعہ بقرعید مین ہندو مسلمانون کا کوئی جھگڑا اور بگاڑ نہ ہوا اور رعایا کو بھی پریشانی نہ ہوئی اور حکام کو بھی زحمت نہ پڑی۔ مگر بڑی خوشی تو جب ہو۔ جب سب طرح کے لوگون کو اس میل ملاپ پر خوشی ہو۔

شملے مین نزلہ۔ زکام کی بیماری ترقی پر ہے۔ حتے کہ ہمارے حضور وایسراے کا مزاج بھی نادرست ہوگیا تھا۔ کئی روز تک ایوان سے باہر نہ تشریف لاسکے۔ اور بعد صحت ہفتے کے روز حضور لیڈی صاحبہ علیل ہوگئین۔

شیخ عبداللہ آگرے کے میونسپل کمشنر چند الزامات کے مواخذے مین ایک ماہ قید اور ایک ہزار جرمانے کے سزایاب ہوئے تھے۔ ہائی کورٹ مین اپیل کی تھی وہ بھی خارج۔

رعایاے امیر نے خوست سے جاپہ مار اور توری کے سرحدی مواضع سے چالیس مویشی لے گئے۔ حالات دریافت ہو رہے ہین۔ مگر اسمین کوئی نئی بات نہین ہے۔

خبرین

۲۲ اپریل۔ لندن۔ چین کی ریلوے جات کی نسبت روس و گریٹ برٹن مین ایک معاہدہ ہو گیا۔ کل اسپر دستخط بھی ہوئے۔ اس کی رو سے روس پابند ہے کہ ریلوے یا وادی ینگسی مین ایسی ہی کوئی مراعات نہ خود حاصل کریگا نہ کسی اور سلطنت کی اس بات مین مدد کریگا اور گریٹ برٹن بھی منچوریا کے بارہ مین ایسا ہی وعدہ کیا ہے۔

اہل فلپائن کی مہلت جنگ کی درخواست کو جنرل آٹس نے نامنظور کیا اور کہا ہے کہ تمام مفسد حوالہ کیے جائین اور ان کی خطائین معاف کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

روسی وزیر خزانہ نے روسی تاجران کے ایک گروہ کو اجازت دی ہے کہ تبریز و طہران ہوتے ہوئے خلیج فارس کو ایک ریلوے تیار کیجائے۔

ایک ڈاکٹر صاحب کہتے ہین کہ دماغی محنت۔ کمزور غذا۔ بچپن کی شادی بنگالیون مین ذیابطیس پھیلنے کے اصلی اسباب ہین۔

ضلع بیڑ مملکت نظام کے ڈاکوون کا قلع قمع وہان کے تعلقدار صاحب کی کارگزاری سے بخوبی ہو گیا ہے۔

مخبر دکن شاکی ہے کہ مغلئی ڈاکخانے مین اگرچہ صاحب بہادر مقرر ہین مگر اب بھی اگلی سی خرابیان موجود ہین۔ نقرہ کے لفافے ٹکٹ نہین ملتے اور روپیہ کے نوٹ کتنے ہین اسقدر موجود نہین۔

حضور بندگان عالی ماسٹر علی کو بغرض شکار نہضت فرما ہوئے۔

کیا عجب ہے مولوی سید علی بلگرامی شمس العلما اور نیشنل کانگریس مین اس سال شرکت کرین۔

کلکتے مین طاعون کی یہ ہے ہفتے کی خبر ہے کہ دس گرفتار ہوئے اور ایک مرا۔

اوٹاکمنڈ مین ایک شخص کو اس جرم مین آٹھ ماہ کی قید بامشقت ہوئی کہ اسنے حضرت عیسیٰ کی توہین کی تھی اور ایک کتاب ایسی مضمون کی چھپا تھا۔

ماخطل پور واقع لین بنگال آسام ریلوے مین ایک سباب انجن مع ٹرین سے جس مین مزدور تھے غلط پٹری پر چلے جانے سے لڑ گیا۔ چار آدمی مر گئے ڈرائیور بچ گیا۔

۲۴ اپریل۔ لندن۔ مسٹر برادرک نے کہا کہ خطرہ کی کوئی وجہ نہین ہے کہ جدید عہدنامجات کے عملدرآمد کے بعد برٹش جاپانی رعایا کے ساتھ مناسب برتاؤ نہ ہوگا۔

۲۶ اپریل۔ لندن۔ امریکا کی فوج نے سخت جنگ کے بعد شہر کلمپٹ کو مفتوح کر لیا۔ امریکا کے لوگ بہت ہی کم کام آئے مگر فلپائن کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

ہنگری کی جانب سے چین مین کوئی ملک حاصل کرنے کا ارادہ نہین ہے۔

ایک امریکن گروہ کی کارروائی کے سبب سے تانبے کے نرخ مین سخت گرانی ہو گئی جس سے برمنگھم کی تجارت مین فرق آیا ہے۔ اس گرانی کے زمانہ تک گورنمنٹ نے کارتوسون کا بنوانا روک دیا ہے۔

مسٹر بورڈلین کمشنر پٹنہ ڈویژن راج دربھنگہ کے منیجر مقرر ہونے کی خبر محض بے بنیاد ہے۔

ابا جان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۱۳

مذاق شعر و سخن

مذاق شعر و سخن ہر امیر اور رئیس کا نمائش اور ثبوت قابلیت کے لیے ایسا ضروری اور مبارک زیور ہے جیسے ہر سہاگن کے لیے نتھ۔ ابا جان میں یہ مذاق کسی قدر خاندانی بھی ہے۔ اور زیادہ تر کسبی گو میں نے سنا ہے کہ دادا جان مرحوم موزون الطبع تھے اور کبھی کبھی فکر نظم یقیناً کر بھی لیا کرتے تھے۔ مگر انہوں نے کبھی شاعر ہونے کا دعوے نہیں کیا تھا۔ خاندان بھر میں کم و بیش ہر کسی کو یہ مذاق ہے۔ کیونکہ اب آج کل کسی قدر بھی فکر نظم ریاست اور امارت کے لیے ایک ضروری دم چھلا ہے۔ شعرا کی تعداد بھی فضل الٰہی سے روز بروز ترقی پر ہے اور یہاں تک کثرت اب ہوتی جاتی ہے کہ تخلصوں کا قحط پڑ رہا ہے۔ قدیم زمانہ میں بعض بعض قابل شوخ طبع اور ذی استعداد شہزادیاں اور بیبیاں شعر بھی کہہ لیا کرتی تھیں۔ مگر اب آج کل ہر نازک بدن کسبی اور طائفہ دار گانا اور ناچنا سیکھنے کے قبل شعر کہنا جلدی سے سیکھ لیتی ہے اور پھر دیوان بھی اس آسانی سے نکال دیتی ہے جیسے کوئی آوارہ عورت حرام کا لڑکا جنکر جلدی سے کسی جنگل یا گوشے میں پھینک آتی ہو چونکہ اس کلاس کی عورتوں میں شاعری امراض سوداویہ کی تحت پھیلی ہے اس سبب سے ان کے عاشقوں اور آشناؤں کو بھی ضرور ہوا کہ ان کے مقابلے کے لیے کسی طرح اپنے کو تیار کریں اور اگر یہ نہیں تو ان کے اشعار آبدار کی داد دینے پر تو قادر ہو سکیں۔

ابا جان بڑے زود گو اور پر گو ہیں اور اصناف کلام پر طبع آزمائی فرماتے ہیں آپ کو فن شعر میں میاں رند لکھنوی کے خاندان سے عزت تلمذ حاصل ہوئی ہے ان کے استاد کا تخلص پارسا تھا۔ ابا جان کو اپنی شاعری کا بڑا غرور ہے اور وہ آج کل کے نئے اور کمسن شاعروں کو مطلق خیال میں نہیں لاتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ مشاعرے میں بیٹھنا اپنے لیے کسر شان جانتے ہیں ابا جان کے زندہ اور مردہ تلامذہ کی ایک بہت بڑی بھاری جماعت ہے اور ان میں امیرزادے شہزادے۔ غریب۔ شریف دہاڑی۔ بھڑوے رنڈیاں یہ سب ہیں ان کے قیمتی وقت کا ایک بہت بڑا حصہ اپنے شاگردوں کے کلام کے بنانے اور ان کے معاملات کے طے کرنے میں صرف ہوتا ہے اور وہ اپنے شاگردوں سے نہایت مہربانی سے پیش آتے ہیں کل کلام ان کا آتش کے رنگ میں ہوتا ہے اور دہلی کے شاعروں سے سخت تعصب رکھتے ہیں۔ حتے کہ مرزا غالب ذوق وغیرہ کا نام تک سن نہیں سکتے۔ رفقا میں سوائے تین شخصوں کے کل شاعر ہیں۔ اور ان میں سے پھر اکثر ابا جان ہی کے شاگرد۔ شاگردوں سے لاکھوں قسم کا سلوک کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ بعض شاگردوں کے دیوان اپنے خرچ سے چھپوا دیے ہیں۔ اکثر ابا جان فرمایا کرتے ہیں اور سچ کہتے ہیں کہ شاعری اصلاح لینے اور کتاب پڑھنے سے نہیں آتی ہے بلکہ یہ فیض لم یزلی ہے اور کسی کو محنت سے نہیں مل سکتا ہے۔ ابا جان اب بہت مشکل سے مشاعروں میں جاتے ہیں اور اگر کبھی اتفاق سے دو چار شعر پڑھتے ہیں۔ ان کے مشاعرے میں جانے کی خبر سننے سے حضرت شاداں۔ حضرت سخی وغیرہ بھی ضرور مشاعرے میں حاضر ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے بغیر اور کس کو ہمت ہے کہ انکے کلام کی داد دے سکتا ہے۔ بے نام و نشان شاعر اگر ان کے شعر کی داد دیں تو ان کی

شامت ہی آجاے - ابا جان کی غزلین
گلدستون مین بھی چھپتی رہتی ہین - اور
بی جادی گو میان عزیز کی شاگرد ہین
مگر ساتھ ہی اس کے اُن کو ابا جان سے
اس قدر عقیدہ ہے کہ بغیر انکو سنائے
مشاعرے مین غزل نہین پڑہتی ہین اور
اسکو ابا جان بھی باعث فخر سمجھتے ہین -
بی مہوش اور بی جانی یہ دو مشہور شاعرہ
عورتین ابا جان کے کلام پر ایسی لٹو
ہین کہ دو دو روز اُن کے کلام کے سننے
کے لالچ مین میرے ہان کے دیوانخانے
مین پڑی رہتی ہین - اور اکثر اُن کے
آجانے سے ابا جان بھی جی لگا کر اپنا
کلام پڑھتے ہین - ابا جان اکثر فرماتے
ہین کہ دہلی کی زبان بالکل غلط اور
خراب ہے پھر دہلی والے بیچارے شعر
کیا لکھین گے -

ابا جان کے مداحون اور معتقدون
کی ایک مشہور جماعت ہے - مختلف صاحب
غرض اُن کی مہربانی اور سخاوت سے فایدہ
اٹھانے کے لیے اُن کے طرفدار بنجاتے
ہین اور بلکہ اپنی غزل اون کو دکھانے
لگتے ہین - لوگون کو اونکی یہ کمزوری
معلوم ہے اس لیے اس پیرایہ مین اکثر
چالاک اور بد اطوار لوگ اپنا کام بنا کر
لے جاتے ہین - ابا جان کا کلام اکثر آزاد
ہوتا ہے یعنے وہ اپنے کلام مین بہت
سے بیہودہ اور قافیہ تنگ کن قیود شاعری
کا لحاظ نہین کرتے ہین اور الفاظ مین
جس طرح پر جی چاہتا ہے تصرف فرماتے
ہین اون کی شاعری کا ایک اسکول
ہی الگ ہے - گو برائے نام بے استاد
ہونے کے الزام سے اپنے کو بچانے
کے لیے وہ میان رند کے گھر کی شاگردی
قبول کرتے ہین مگر واقعی اپنی خداداد
طبیعت اور لاجواب مضمون آفرین دماغ
کے شاگرد ہین - اکثر معاندین اور حاسدین
اُن کے کلام کو ناموزون بھی بتاتے
ہین مگر ابا جان ع

جواب جاہلان باشد خموشی

سے اوس کا جواب دیتے ہین - اور وہ
نہین چاہتے کہ ایسے گمنام اور بے مایہ
لوگون کو منہ لگائین - اور اخبارون مین
اُن کے ساتھ تو تو مین مین کرین بعض
مفسدون نے یہ بھی اڑا دیا تھا کہ
ابا جان کو مرزا [illegible] صاحب غزلین لکھدیتے
ہین - مگر وہی مثل صادق آئی کہ چاند پر
خاک ڈالنے سے کیا چاند کی روشنی
کم ہوسکتی ہے - خلاصہ یہ چونکہ ابا جان
قدیم انداز کے نہایت گردن فراز
شاعر ہین اس لیے اُن سے اکثر اس
زمانے کے خودسر شاعرون کی کدورت ہی
ہے اور وہ مختلف طرح سے اپنے
دل کا بخار نکالتے ہین - جس زمانہ مین
چند غصہ ور اور پُرکاوش دیہاتیون نے
جناب شاد پر ایک سخت حملہ اخبارون
کے ذریعہ سے کرکے اُس معصوم اور
مظلوم شاعر گرامی کو زخمی کیا تھا ابا جان
اُن کے ساتھ دلی اور سچی ہمدردی
فرماتے تھے - اور بعض اوقات اونکی
شاعرانہ تعزیت کے لیے بھی جاتے
تھے - پھر جب وہ جھگڑا طے ہوگیا
ابا جان کو بڑی خوشی ہوئی -

ایسی سنگلاخ زمینون مین
ابا جان سیکڑون شعر قلم برداشتہ
لکھ ڈالتے ہین کہ میان زہیر مرحوم کی
روح بھی سن پائے تو پھڑک ہی جائے
ابھی ابا جان نے ۳۰ شعرون کی ایک
غزل اس زمین پر لکھی تھی قافیہ و ردیف
ملاحظہ ہو - شعر کہنا تو درکنار فقط بغور
سننے سے شاعرون کے دانت کھٹے ہوجائینگے
نقیر کھینچا کہ جان نکلی - یارون نے بہت
زور لگائے مگر دو شعر بھی کوئی صاحب نہ لکھ سکے

چند سال سے ابا جان نے غزل وغیرہ لکھنا
گویا چھوڑ دیا ہے اور زیادہ تر مناقب اور
مرثیے لکھتے ہین - چونکہ اوسوقت اب اُن کو دینی
خیالات کی جانب زیادہ توجہ ہے اور اکثر
جناب قبلہ و کعبہ کی صحبت سراپا برکت
مین بیٹھتے ہین اسی سبب سے غالباً یہ
خیال پیدا ہوا ہے - ایک برس قبل تک
کسی کو معلوم بھی نہ تھا کہ ابا جان نے سیکڑون
بند کے ایسے فرا[illegible] معرکہ آرا مرثیے لکھکر
چھوڑ دیے ہین کہ اگر شاعر کا نام نہ لیکر
کوئی پڑھ دے تو سامعین کو یقین ہوجائیگا
کہ مرثیے مشہور اساتذہ لکھنؤ کے ہین -

جب سے ابا جان کو خواب مین ان
مرثیون کی مقبولیت کی خبر معتبر ذریعون سے
ملی ہے اور اس کی ہدایت ہوئی ہے کہ
وہ اُن کا اعلان کرین اور مجلسون مین
پڑھین - اوس وقت سے ابا جان نے
بڑے زور و شور سے خاص مجلسون مین
اپنا مرثیہ پڑھنا اور مومنین کو تڑپانا اور
رلانا شروع کیا ہے -

مین کیا عرض کرون کہ کیسی کیسی مقبول
مجلسین اس ایک سال کے عرصے مین
ہوئی ہین - اب تو دور دور سے ابا جان
کی طلبی آنے لگی ہے اور وہ بعض وقت
دق ہوکر کہتے ہین کہ کیا مین بھی مرثیہ خوانی
کا پیشہ کرتا ہون - ابا جان فرماتے اور
سچ فرماتے ہین کہ بگڑا گویا مرثیہ خوان
اور بگڑا شاعر مرثیہ گو - اُن کو اس کا
یقین ہے اور اب سخن فہمون کی ایک
بڑی جماعت اس اصول مان اور جان
رہی ہے کہ اگر ایک کامل الفن شاعر
مرثیہ کہے گا تو اوّلاً اوس کا کلام عیوب شاعری سے

تم کیون گہبراتے ہو ہم تمکو لادے لادے پہرینگے

پک ہوگا اور اس کے سوا وہ جو خیالی بقشی ایسے گا وہ ایک خالی مرثیہ گوئے ممکن نہین ہے۔ یہ سئلہ آج کل اس شہر مین چھڑا ہوا ہے اور دو جماعت مخن سنجون کی ہین۔ ایک تو میرے ابا جان کی مقلد ہے اور دوسری مرزا اور میر صاحب کے خاندان کی۔

راقمہ۔ تہذیب افروز بیگم

معلم الملکوت کی چٹھی نواب محسن الملک کے نام

مائی ڈیر مہدی

تم کو تعجب ہوگا کہ مین نے تمکو چٹھی نہین لکھی اور سرسید کی وفات کے بعد سے مین بالکل خاموش ہو رہا۔ اور تم لوگون کو قطعی بھول گیا۔ تم مجھے معاف کرنا یہ امر نہین ہے۔ صرف سبب اس قدر ہے کہ مین اس انتظار مین تھا کہ سرسید کا کوئی مستقل قائم مقام ہوے تو مین اُس سے اُن کی ماتم پرسی کرون۔ میری اونکی ہمدردی قبول فرماؤ۔ اور یقین جانو کہ سرسید کی موت نے مجھے خود نیم جان کر دیا۔ اور جب مجھے اُس بڈھے پُرجوش ساعی کی جفا کشی اور محنت یاد آتی ہے تو خون کے آنسو میری آنکھون سے جاری ہو جاتے ہین۔ افسوس کیا شخص تھا اور کیسا جلد دُنیا سے اوٹھا۔ بہت سی خوبیان تھین مرنے والے مین۔"

تم یقین جانو مہدی۔ مین اُس دن ایک وسیع میدان مین جہان گھاس اور سبزہ کا نام تک نہ تھا بوڑا اور ویرانہ نے کوسون صفائی اور تازگی اُس سرزمین کو بخش رکھی تھی۔ میری اولاد۔ میرے سعید فرزند میرے گرد جمع تھے اور ہر شخص اُچھل کود کر رہا تھا۔ کیونکہ اُسدن برخوردار خضاس نے ایک بڑے جید مولوی کو جس کی قرآن خوانی اور نماز ۵۵ سال سے نہین چھوٹی تھی۔ اور ۴۰ سال سے شب بیدار اور تہجد گزار تھا ایک مطلعت کے غار عشق مین دہر پکا تھا اور غم غلط مے گلرنگ سے اُس کا سجادۂ عبادت رنگین کر دیا تھا۔ اس کامیابی پر ہر شخص اُس کے بازو ملتا تھا اور مین بھی اُس کی کارگذاری پر خوش اور بار بار پیٹھ ٹھونکتا تھا۔ کہ میرا سب چھوٹا پوتا دوڑتا ہوا بدحواس روتا ہوا میرے پاس آیا اور آتے ہی کہا۔ دادا جان سید احمد خان نے دُنیا خالی کی۔ مین وقت نزع اُن کے پاس تھا اور بہت مقابلہ مجھ تنہا کو اپنے مخالفون سے اُن کی موت کے وقت کرنا پڑا۔ باسے بہت اچھی طرح کامیاب نہ ہا۔ مین اس خبر جان گداز کے سننے سے دھڑ سے گر پڑا۔ اور سچ مچ مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ تین شبانہ روز بیہوش رہا۔ اور اب بھی جب خیال آتا ہے اختلاج پیدا ہو جاتا ہے۔ خیر اُس بچہ نے جو وہان اتفاقاً موجود تھا بہوشی کم ہونے پر بتا دی کی۔ مگر اون کا مرنے کا وقت بہت قلیل ازوقت ہوا۔ اب دیکھیے ایک تمہاری ذات ہے۔ گو تم مین ابھی وہ بات کہان۔ لیکن آدمی طباع و محنتی ہو۔ اگر توجہ کروگے بہت کچھ کر گزروگے۔ بہت مفید کام تفسیر کا جو اُس بڈھے نے اپنے سر لیا تھا کسی قدر نامکمل رہگیا۔ گو اُس کی ضرورت اب چندان نہین۔ کیونکہ خود ہی لوگ روشن خیال ہوتے جاتے ہین اور بلا تعلیم فطرتاً علم کلام وغیرہ مین سلیقہ ترقی کرتا جاتا ہے۔ تاہم اس مردود کی بے طرح و بے وقت کی شہنائی نے میری جان سخت خلفشار مین ڈال رکھی ہے کہ کیا جانے کیا کرے۔ گو یہ امر محال ہے کیونکہ از مفلسان چہ آید۔ حاجت اور افلاس۔ ضرورت و وقت خود ہی آخر گھسیٹ کر تمہاری تعلیم مین لا رہے گئے۔ مگر آتش خوردرا نگاشتن ابلہی ست۔

تمکو ابھی مین یہ صلاح نہین دیتا کہ بقیہ حصص تفسیر کو مکمل کرو۔ لیکن کسی وقت اس کی تکمیل کی ضرور فکر کرنا اور مجھے یقین ہے کہ تمہارا زور قلم سرسید کی جادو نگاری سے کچھ کم نہین رہے گا۔ بالفعل تم جس کام مین رہو اچھی طرح مشغول رہو۔ ہان یہ ذرا انتظام کردو کہ تمہارے ناتجربہ کار نوعمر بچے ذرہ چندہ جمع کرنے مین تالیف قلوب اور نرم زبانی کو

دخل دین اور اخلاق بضرورت سے کام نکالین۔ ناسمجھ اور نااہل کے سامنے اپنے خیال کا اظہار کرنا اور دقیانوسی خیالات کا توڑنا کیا ضرور ہے۔ تمہارے خیال والون پاس اس قدر روپیہ خرچ طرز معاشرت جدید کی وجہ سے کہان سے ہے۔ دقیانوسی خیال والے تو جب ہی قابو مین آئینگے جب اُن کے ہان مین ہان ملاؤ۔ اور اُن کے روزہ نماز۔ داڑھی مونچھ۔ ازار۔ استنجا پر اعتراض نہ جماؤ۔ اب مین اس وقت یہ تحریر ختم کرتا ہون۔ وقتاً فوقتاً پھر تحریر لکھا کرونگا۔

مین ہون تمہارا اچھا دشمن
ش۔ ا۔ عزازیل۔
(از مقام دار السلطنت تحت الثری)
۷۔ مئی ۱۸۹۹ء وقت دو بجے

انشاے پنچ

نمبر ۳

مرید کا خط پیر میان کے نام

[illegible] ارباب ارادت کو ہیت
روے دل اصحاب سعادت سوے تیت
روشن دل اہل دل زعکس رویت

پُر عطر دماغ قدسیان زبویت
قدوۃ السالکین صاحب مکاشفہ و مشاہدہ قوام سب کچھ۔

اے حضور آپ کا خانہ زاد غلام آجکل زمانہ مین تکلیف ہاے گوناگون مین پھنسا پڑا ہے اور نت نئے ترددات کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور بعینہ وہی نقشہ پیش نظر ہے جو کسی وقت مین حضرت مولانا سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام کو میدان کربلا مین پیش آیا تھا۔ ایک تکلیف ہو تو عرض کی جاوے۔ ایک مصیبت ہو تو معرض تحریر مین آوے۔ یہان تو یہ حالت ہے۔ ؎

دردودیوار و مکان زوجہ مین کس کس کو کہون
دشمن جان حزین اب تو سبھی کوئی ہے

پہلی مصیبت تو یہ ہے کہ دال پکانے والی ہانڈی مین (جس مین الحمد للہ بخشنے والی جان دال پکایا کرتی تھین) چھید ہو گیا ہے چولہے پر جاتے جاتے سب پانی گر پڑتا ہے اور دال جیون کی تیون رہتی ہے۔ کہانا تو یون گیا اب پانی کی کیفیت ملاحظہ فرمایئے کہ رسی ٹوٹتے ٹوٹتے اس قدر چھوٹی ہو گئی ہے کہ پانی تک نہین [illegible] اب پانی بھرا جاے تو کیونکر جلیے [illegible]

فارغ البال ہونے خوب [illegible]
[illegible] آرام و آسائش کے سامان

اُن کی یہ کیفیت ہے کہ چارپائی مین کھٹمل پڑ گئے۔ رات رات بھر کروٹین بدلتے بدلتے جان جاتی ہے۔ جو کچھ بچا بچایا۔ پڑا پڑایا خون ہے اُسکو یہ موذی چوسے لیتے ہین پھر ایسی حالت مین نیند کہا۔ ؎

رات بھر آنکھین لگی ہین پردۂ در انتظار
پوچھ لیں بیدار ہیے شب دیدۂ اختر سے آپ

دوسری تکلیف یہ ہے کہ گھر کی کھپریل اوپر سے چھٹتے چھٹتے اس قدر پست ہو گئی ہین کہ باہر سے سب اندر کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ ایسی حالت مین دن بھر اس خیال سے گھر مین خانہ نشین رہتا ہون کہ مبادا مین باہر جاؤن اور کوئی شخص جو کچھ لیا بچا ہے سمیٹ لے جاے تو اور مفلسی مین آٹا گیلا ہو۔ پردہ کی دیوار گر جانے سے دہوپ اندر آتی ہے۔ بدن کا جلاتا تو در کنار نگاہ کو خیرہ کیے دیتی ہے گھونٹ پسینہ بہہ جاتا ہے۔ ایسی حالت مین آہ سرد بھی کمی کرتی ہے۔ وہ دل حسرت بھری آنکھون سے گرم گرم آنسو ٹپک جاتا ہے۔ ؎

آفتاب حشر ہے یارب کہ نکلا گرم گرم
کوئی آنسو دل جلونکے دیدۂ نمناک سے

تیسری بلا یہ ہے کہ معلوم نہین حقہ مین کیا عارضہ ہو گیا ہے کہ لاکھہ آب زر کو صاف کرو مگر بولتا نہین۔ اول تو تمباکو نصیب ہی نہین ہوتا اور جو کہین دوسرے تیسرے دمڑی دھیلے کا نصیب ہو گیا تو یہ مشکل ہے کہ حقہ نہین بولتا۔ اور پیٹ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ بھوک کے کپا ہو جاتا ہے۔ قراقر اور دردی شدت ہوتی ہے اور مین راہی بے آب [illegible] (بار بار [illegible] ہون) ۔
[illegible] مصیبت یہ آر [illegible] ہے کہ
[illegible]
[illegible] رہتی [illegible] ٹھنا
[illegible] ہے۔ گھر مین جتنے آدمی ہین سب مکھی کے چھتے معلوم ہوتے ہین۔ اسی طرح کی سیکڑون ہزارون آفتین ہین۔ کہان تک عرض کرون۔ ؎

ہزار درد بدل میکشم ز دور زمان
چگونہ صبر کنم دل یکے و درد ہزار

پس ملتمس خدمت ہون اور بخیال اسکے۔ ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

عرض پرداز ہون کہ اوبہا اللہ نیچے آپ بلکہ ایک منتی کرکے آپ (معافا اللہ) زیادہ - کیونکہ اللہ میان تک نہ خط پہونچ سکتا ہے نہ آواز پہونچ سکتی ہے - جلد غلام کو ان مصیبتون سے نجات دلوائیے کیونکہ سوا آپ کے ؎

کجا روم بہ کہ گویم چہ چارہ بکنم

یہ بھی عرض ہے کہ عریضہ ہذا کے ملاحظہ ہوتے ہی جو کچھ خطا ہو معاف کرکے تا بعد از کو ان آفتون سے رہائی دلوائیے کیونکہ روتے روتے اور رنج سہتے سہتے اب فقط بدن مین ہڈی چمڑا رہ گیا ہے حتی کہ یہ عریضہ بھی بہت مشکل سے لکھا ہے - ؎

پہلے پانی تھا ہوا پہر خون اب خون بھی نہین
جاے اشکِ ارغوانی اب غبار آنکھو نمین ہے

زیادہ نیاز - عریضۂ ادب - گریہ حسین -

جواب

ازمن ہیتبے گو تا سر کنم فغان را ویران کنم بہ آتش بنیاد آسمان را

میان گزیہ حسین خوش رہو -

خط تمہارا جبکہ مین بعد نصف شب کے مریدان نیک نفس علاوہمت کو جنت مین پہونچانے آسمان پر گیا تہا بذریعہ ایک فرشتہ کے جنت کے دروازہ پر ملا - پڑہنے کی ضرورت نہ تھی - جو جو تمنے اسمین لکہا ہے وہ پہلے ہی مجھے معلوم ہو چکا تہا - ؎

آپکا حال بھلا کون کہے گا ہم سے خود بخود پیرون کو اس سب کی خبر ہوتی ہے

واقعی تمہاری پریشانیون اور مصیبتوں کا اگر مرثیہ لکہا جاے تو چندان غیر زیبان نہ ہوگا مگر سنیا خود کردہ را علاج نیست - خیال تو کرو کہ دو برس ہوے جب تمہاری عورت کی تہی اسکے بعد سے پہر نہ کبھی نذرانہ بھیجا نہ کچھ تحائف بھیجے یہانتک کہ فصل کی چیزین بھی پیشکش نہ کین - سچ ہے ؎

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے ایسا کوئی نہ دیکہا وہ جو بشر کو پرکھے

تمنے ہمکو بھی معمولی لنگڑ گدے پیرون کیطرح سمجھے - اسی وجہ سے بے پروائی اختیار کی ؟

اُسکا خمیازہ اٹھاؤ کردنی خویش آمدنی پیش حقہ کا نہ ہونا سونی بات نہین ہمیرے سولین ہمیون کو رہتے ہین اور نیچو کی راہ پیٹ مین چولی کرچکے ہین سکے واسطے کم سے کم پانچ روپیہ ہونا چاہیے اور باقی امور کیواسطے بھی فی بلا دو سو روپیہ ہون تو نجات ملسکتی ہے ورنہ غیر ممکن ہے اللہ میان سے کہنے کی بابت تو سوا اسکے اور کیا کہون اگر کچہ عقل ہوگی تو سمجھ جاؤگے - ؎

طلب چہ ہیچ سے کہ زبان احتیاجی سودا بہرتے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا

دنیاوی امور مین سواے ہم لوگونکے اور کوئی کچھ کر نہین سکتا ہے - سمجھو دیکھو کہ جب کسی آدمی پہلے مقتا ہے پہر رفتہ رفتہ عالم تک رسائی ہوتی ہے بس یہی حال ہمارا ہے - زیادہ گفتنے سننے لکھنے کی ضرورت نہین - عاقلان را اشارہ کافیست - راقم - ستار شاہ -

نوٹس نمبر ۳ - تاریخ ۶ - مئی ۱۸۹۹ء

واضح ہو کہ ٹنڈران رجسٹری شدہ واسطے ٹھیکہ اشیاے ذیل پاس صاحب چیف کمسریٹ بہادر لکھنؤ کے تاریخ مندرجہ ذیل بوقت بارہ بجے دوپہر تک پہونچنا چاہیئے -

۱	۲	۳	۴	۵
اشیاے جنکا ٹہیکہ دیا جاویگا	جگہ جہانکہ چیزین لیجاوین گی	زر بیعانہ	تاریخ پہونچنے عرضی واسطے ٹنڈر کے	تاریخ کہولنے ٹنڈر کی
بہوسہ سفید	لکھنؤ	۲۲۰	۱۹ مئی دو بجے دوپہر تک	۲۵ - مئی ۱۸۹۹ء
چوکر	ایضاً	۳۰۰	۲۰ - مئی دو بجے دوپہر تک	۲۶ - مئی ۱۸۹۹ء
ایضاً	فیض آباد	۵۰	ایضاً	ایضاً
نخود قسم اول	لکھنؤ اور فیض آباد	۱۵۲۵	ایضاً	ایضاً
نخود قسم اول	لکھنؤ	۱۳۵۰	ایضاً	ایضاً
ایضاً	فیض آباد	۱۸۰	ایضاً	ایضاً
جو قسم اول	لکھنؤ اور فیض آباد	۶۹۰	ایضاً	ایضاً
ایضاً	لکھنؤ	۶۱۰	ایضاً	ایضاً
ایضاً	فیض آباد	۸۰	ایضاً	ایضاً

زیادہ تفصیل حال صاحب موصوف سے تاریخ مندرجہ خانہ ۴ تک بذریعہ درخواست معلوم ہوسکتا ہے - یہ ٹھیکہ صرف ایک سال کے لیے ہے یعنے پہلی جولائی ۱۸۹۹ء سے لیکر ۳۰ - جون ۱۹۰۰ء تک نمونہ چیزون کا چیف کمسریٹ دفتر لکھنؤ اور کمسریٹ دفتر فیض آباد اور کمسریٹ دفتر سیتاپور مین ملاحظہ ہوسکتا ہے

ہیم چندر متر

شربت مقوی اعصاب
اشتہاری طبیب
حب دمہ
روغن مقوی
نعمت دنیا
حب دافع طحال
تریاق السعال
ڈاکٹر حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما میونسپل کمشنر ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست و رولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے: ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار پھولا - سیل - سرخی - ابتدائے موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اصلی فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - صرف سرمہ فی تولہ ۸ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور - پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش - سرخی جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن ہونا - دھندلی نظر - ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا جاری ہونا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر یا دو شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر ڈی - ایم - سانگلی صاحب بہادر ایم - بی ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اکرو دیوی بعمر ۵۰ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خارش اور دو دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انمیں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا - مفید پایا - میری رائے میں خاص کر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر بیج لال گھوس - رائے بہادر ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لیے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر وٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک میں اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے -

نوٹس

محصول درآمد شکر سے متعلق بلبک ۹ مئی کو لندن مین شائع ہو گئی۔

فرانس مین پچشن ضایع جانے کا خونبہا بارہ لاکھ ستاون(?) اور چالیس مربع میل اراضی واقعہ چنگ کیانگ چین سے طلب کرتا ہے۔

حسب عادت موسم گرما کی ترقی کے ساتھ طاعون مین تنزل ہوتا جاتا ہے۔ بمبئی مین اچھی خاصی کمی ہے کلکتہ مین بھی شملے نینی تال پنجاب بھی پاک ہے۔ ہان اگر کچھ ہے تو کراچی مین۔

لارڈ سوزبری نے حال مین تقریر کی تھی جس سے ظاہر تھا کہ آپ مردہ لبرل پارٹی کا احیا چاہتے ہین۔ مگر سر ولیم ہارکٹ فرماتے ہین کہ اگر ان کی سنی گئی تو جو کچھ دم درود برائے نام باقی ہے وہ بھی تشریف لے جائے گا۔

سیتاپور مین ۵ مئی ۱۸۹۹ء کو بسرپرستی جناب مسٹر ہائک صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع سرسید موریل فنڈ کا جلسہ پوری کامیابی سے ہوا۔ ہمارے سرگرم نواب محسن الملک بہادر کی تقریر نے دلون مین خوب گرمی پیدا کی اور اچھا خاصہ چندہ ہوا۔

جی آئی پی ریلوے کے سگنلرون نے کئی روز ہوئے کام چھوڑ دیا۔ پہلے تو بڑی طمطراق سے خبرین شائع ہوئین کہ اس حرکت سے کوئی ہرج نہین ہوا اکثر پلٹن کے گورون نے فوراً کام چلایا مگر اب پانیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ریلوے کو سخت دقتون کا سامنا ہے۔ جب ڈاک گاڑی بارہ تیرہ گھنٹے اور مسافر گاڑی چوبیس چوبیس گھنٹہ دیر کو پہونچے تو مال گاڑی کس قطار مین ہے۔ آج اس پر طرہ یہ ہے کہ یہ حرکت اچھی نہین ضرور چشم نمائی چاہیے۔ یہ عارضہ بھی انگریزی بدمزگی(?) کا ایک بچہ ہے جسکی بدولت عام طور سے ملازم اور آقا مین ایک ایسی بے مروتی ہوا کرتی ہے کہ خود غرضی اور خود مطلبی کے استبداد مین ایک دوسرے کے نقصان کا مطلق لحاظ نہین رکھا جاتا۔ نہ ایک کو پاس نمک نہ دوسرے کو خیال رعایت۔

بعض معاملات ایسے ہوتے ہین کہ اُن سے متعلق جھوٹ سچ کچھ ہی کہا جائے مگر دلچسپی زائل نہین ہونے پاتی جب امیر کابل کے مرنے کی خبر بھی رنج کے چاٹ کے رنگی تو ولایت کے اخبارون نے یہ بتھہ(?) پلیتی داغی کہ امیر عبدالرحمن پر ایک شخص نے بندوق چلائی۔ امیر تو بچ گئے مگر ایک افسر فوج کے گولی لگی۔ اور قاتل بھاگ کے روس کی عملداری مین پہونچا۔ دوسری یہ بٹی(?) کہ اسحاق خان دعویدار کابل جو ملک روس مین پناہ گزین ہے اُس کے نوکر نے زہر دینا چاہا مگر بھانڈا پھوٹ گیا اور ملازم کو پھانسی دیدی گئی

لیجیے پونا کے ناگوار واقعے کا خاتمہ ہو گیا۔ واسدیو۔ رانیڈے۔ پیر اور بردہ(?) کو پھانسی پر چڑھے۔ اور بالکرشن جسمے(?) کو پھانسی پائے گا۔ تحقیقات سے یہی ثابت ہوا کہ انھین اشرار کی بدولت جوبلی والی شب کو قتل کے واقعات ہوئے مجرم کیفر کردار کو پہونچے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوا کہ تقریباً تمام ملک جو معرض عتاب مین آیا تھا اور کور باطن مغرور غمازون نے جو باندھنو باندھے تھے وہ سب حرف بحرف بخت کی زبونی اور احمقوئی(?) سے بیہودہ تھی۔ اگر دشمنان ملک کو ذرا بھی ایمان اور انصاف ہوتا تو اُس تہمت کی تحریرون۔ تقریرون کو یاد کرکے قبل قاتلون کے مرنے کے چلو بھر پانی مین ڈوب مرتے۔

سردار کچنر نے اعلان کیا ہے کہ ملک سوڈان تجارت کے کاروبار کے لائق تاجرون کے واسطے ستمبر حال تک منور(?) ہو جائے گا۔ پس سمجھ لینا چاہیے کہ انگریزی تاجر قوم تو کوڑ کوڑ نفع حاصل کرنے لگی رہا ہندوستان اُس کم بخت کی تجارت ہی کیا۔ وہ سردست کیا نفع حاصل کر سکتا ہے حالانکہ اُس کا حق بھی سوڈان پر ضرور ہے اُسنے بھی فوج سے بہت کچھ خدمت کی ہے اور مصارف بھی بہت برداشت کیے ہین

راجہ جیت پال سنگھ سفر لی(?) شمالی اودھ کے سولین(?) کے مقدمے مین کمیشن نے رپورٹ تیار کرکے لوکل گورنمنٹ کو بھیجدی ہے۔ عنقریب حکم اخیر صادر ہوا چاہتا ہے پانیر کہتا ہے کہ رپورٹ راجہ صاحب کے خلاف ہے۔ باشد۔ راجہ صاحب پہلے ہی سے ترک ملازمت کے واسطے تیار ہین۔

یہ شکایت کہ دیوانی کے عمال کی ترقی اعلیٰ مدارج پر نہین ہوسکتی اسوجہ سے دلون مین پیدا ہوتی ہے کہ ہم سابق کے طریقہ ترقی کو اب تک پیش نظر رکھتے ہین بس ہین درجہ بدرجہ استقلال کے ساتہہ ترقی کرتے جانا ہی کافی تہا - اور باقی علمی اور قانونی ڈگریان مشروط نہین مگر یہ حالت ترقی یافتہ انتظام مین دیرپا نہین ہوسکتی جب اعلیٰ عہدون مثل منصفی و سب ججی کے واسطے بی - اے ایم - اسے - بی - ال بیرسٹر - وکیل موجود ہین - تو پہر ڈگری نا یافتہ گروہ عمال کیونکر منصف اور سب جج ہوسکتے ہین - آجکل زمانہ در حلوا خوردن را روے باید کا ہے - جو اعلیٰ مدارج حاصل کرنا چاہین واسطے ڈگریان حاصل کرین - اور یون ایک عمر جسنے کوئی علمی اور قانونی درجہ نہین پاس کیا ہے محض طول مدت ملازمت کے خیال سے بی - اے اور ایل ایل بی نہین ہوسکتا ہے -

---

افسوس ہے روزانہ پیسہ اخبار لاہور جو تین سال سے جاری تہا ۳ - مئی ۱۸۹۹ء کو بند ہوگیا - سنتے ہین جو جو بیان روزانہ اخبار کیواسطے درکار تہین اکثر اسمین پائی جاتی تہین مگر اسکا کیا علاج کہ عام تعلیم کی کمی - ملک کی بے دولتی خریدار دنکو پڑہنے نہین دیتی ایک خریدیگا - بیس پڑہنے کو دوڑ رہینگے اخبار کا ہیکو ہینگ کی ٹہائیں ٹہائیں پیسے کی لیلودہ بیا کہ کے وعدے پر اور کانون بہر کی ہنڈیونکو سال بہر کانی - بہلا اس سامان سے کبہی اخبار چل سکتے ہین -

---

خبرین

۸ مئی - کو مسٹر چیمبرلین نے کسی قسم کی دہمکی نہین دی - مگر طرز تحریر سے ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ اگر کسی قدر جو کہم ہی کیون نہو مگر وہ ان گفتگوون کے فیصلہ کرانے پر مجبور ہے جو آج کل پیش ہین -

ہانسبرگ کے لوگون کی عام راے یہ ہے کہ ایک نازک حالت پیش ہے کچہ اعلیٰ درجہ کے لوگون کے عیال و اطفال ملک سے چلے جانے کی تیاری کررہے ہین - تمام ڈچ کاشتکار متنبہ کردیے گئے ہین کہ وقت ضرورت کے لیے تیار رہین -

۵ - مئی - لاہور - شب جمعہ کو ایک گروہ سرودی خیل اور موزی خیل نے پولیس تہانہ سیریان ضلع بنون پر حملہ کیا -

ہوس آف کامنس مین آج سر ہنری فولر نے اطلاع دی کہ مین تحریک کرنا چاہتا ہون کہ محصول شکر ہندوستان نامنظور ہو اور سر ہنری کیمبل بنرمین نے مسٹر بالفور سے چاہا کہ اس محصول کے مباحثہ کے واسطے ایک دن مقرر کرین اس کو مسٹر بالفور نے تسلیم کیا -

گزشتہ شنبہ سے تمام اسکول سات ہفتے کے لیے بند ہوگئے - تجویز تعلیم کا کامل فیصلہ ہوجائے گا -

پنجشنبہ کو نوجوان مہاراجہ صاحب وزیانگرم کی برات بنارس سے اسپشل ٹرین کمال پور ضلع سیتاپور کو روانہ ہوئی - اور شنبہ کے روز ٹہاکر سورج بخش سنگہ خلف ٹہاکر جواہر سنگہ مشہور تعلقدار اس ضلع کی صاحبزادی کے ساتہہ نہایت دہوم دہام سے مہاراجہ کی شادی ہوئی زیور اور قیمتی اسباب کے علاوہ ایک لاکہہ روپیہ کا نقد جہیز ہے -

اولڈ لنگ سائم

شاعر جادو بیان الزا کوک کی نظم کا ترجمہ

گو نہین ہین میرے کپڑے مثل شاہان زمین
مین نہین پہنے امیرانہ قباے پوستین
لاکہہ ٹہ مجھا ئین مگر شاہ و امیران زمین
میرے ہی آگے جھکینگے جب ہو ثروت کو گزین
مین نے مانا سادہ ہے میرا عصاے سلطنت
اسکی زد مین کیا نہ آئینگے یہ عالی مرتبت
سربعد الفت ہلال کی ہیر ہے آواز نقیب
کہتا جاتا ہے وہ سیر آگئے "وقت خوش نصیب"
مسطحے جہرہ کی تزئین ہین ہوتی ہو بہو
اور آنکھون سے پورا لیتا ہون اور پھر شہر و
سے بالون، پھر تو پھر دیکھ لو جاوے مر
دیکھو با معنی جبین پر سبزہ نقش پا
گو ہنسی مجہپر اڑاتے ہین یہان کے نوجوان
پر گمان انکو نہین ہون سیٹنار و کا نشان
شیشہ خالی جب چمکتی ریگ سے ہو جائیگا
روئینگے وہ یاد کرکے وقت نے جو کر دیا
کہاے جیسا زنگ آہن کرم جامہ ریشمی
صاف کر دیتا ہون مین صدہا ذخیرے ویسے ہی
کر دیے مسمار مین نے قصر ایوان شہان
میٹ ڈالا صفحہ ہستی سے ان سبکا نشان
برج مستحکم پہ اپنا قبضہ کر لیتا ہون مین
اینٹ دیوار قلعہ دم مین بجا دیتا ہون مین
حضرت انسان بنا لین جو عمارت چاہین وہ
خوب مستحکم رفیع الشان اُسے بنوائین وہ
خاک ہو جائینگے سنگ مرمر و سنگی ستون
اور بوقت پیر ہو جائیگا شاہ کاف و نون

مترجمہ - م - ع اورنگ

ہماری توبہ

ہشدار کہ مجنون نہ توان شد بہ تکلف
دیوانہ توان گشت ولیکن بہ مدارا

بہئی پنچ - ہمارے سر پہ بہی تہوڑے زمانہ تک تہذیب کا جن سوار رہا مگر جس طرح سنا ہے دیوانے کو سر پہوٹنے سے شفا ہوئی - اندہے کو نیل کی سلائی پہیرنے سے بینائی ملی - ویسے ہی ہمارا بہی علاج ہوا - سنو: ---

ہم نے کبہی کوٹ تپلون وغیرہ بنوائے تہے مگر اس خیال سے کہ کسی مبارک فال سے ان کے استعمال کا لگا لگا ہیچ کیہہ چہوڑ رکہے تہے - ایک روز شام کو کوئی چار بجے ایک پرزہ یا کارڈ ملا جسپر یہ عبارت لکہی تہی "ڈنر پارٹی سوا ڈیڑہ بجے - مکان مہذب جنگ سولزلیشن روڈ حیدر آباد آر - ای - وی - پی - لوادتخط پڑہا نہ گیا" مطلب سمجہ نہین سکتے نہ تہذیب کے گہمنڈ مین کسی سے پوچہہ سکتے اسی چکنم مین تہے کہ ایک مہذب دوست آ گئے پوچہا در ابی مہذب جنگ کی شادی ہے کیا نہ چلوگے؟ (اب مطلب سمجہے آ) غرضکہ انہون نے تہوڑی دیر کے بعد کہا "بیٹہے کیا ہو چلنا ہے تو چلو" ہم نے تکمیل لوازمہ تہذیب کے لیے ایک کپڑے پہنانے والا بہی نوکر رکہا تہا مگر اس کے انگریزی نام سے واقفیت نہین آخر مجبور اُسپکار "ادر ڈریسر" جسپر ہمارے دوست مسکرائے - مگر کچہہ بولے نہین - کم بخت نوکر بہی عجیب تہا - اُس کو پہلی آواز پر آجانا چاہیے تہا - مگر اُسنے ایسا تغافل کیا گویا سنا ہی نہین - اب بڑی مشکل - نام معلوم نہین - ویسے جوڑ کر پکارتے ہین تو ہنسی اڑتی - گہنٹہ بہر کے بعد آخر چیخ اٹہے "ارے کپڑے پہنانے والے ادہر آنا" اس پر ہمارے دوست نے ہنسکر کہا اجی لو کہلاے کیون جاتے ہو نوکر بہی آیا تو زیر لب خندان - ویسی ہوتا تو خوب پیٹتے - مگر وہ ایک انگریز کے ہان نوکر رہچکا تہا مہذب تہا - خیر صاحب نے سوٹ نکالے گئے - انتخاب مین کئی بار ہنسی اڑی - پسند کیے گئے - تپلون کا ایک پائنچا پہن کر دوسرا پہننے لگے تو نوکر نے مسکرا کر کہا "صاحب سہولت کرو جلدی کاہے واسطے کرتے ہو - اس طرح تپلان پہٹ جاے گا - خیر تپلون پہنا اب کوٹ پہننے کو کہڑے ہین مگر آدمی کا

قرضخواہون کو مژدہ

جائداد زمینداری پر جو کسی حصہ ملک مین واقع ہو بشرح فیصدی ۶ روپیہ قرضہ دیا جاتا ہے خط کتابت بذریعہ اس اخبار کے بابو ٹی پی چیٹرجی جنٹ بہ نشان نمبر ۴۲ مکتا رام بابو اسٹریٹ کلکتہ کرنی چاہیے۔

...سے کہین پتہ نہین - کالر کی وجہ سے
گردن نہین گہما سکتے - بریسینرنے ایسا
جکڑ دیا کہ گہوم نہین سکتے - آخر دس منٹ
کے بعد ذکر سنے ہمزاد کی طرح پس پشت
سے آواز دی کہ صاحب کوٹ پہنیے -
وہ کوٹ پیچھے لیے کہڑا تہا - کبہی پہنا
تو نہ تہا مگر بشقل سے ہاتہہ پہیلا دیے
اُسنے آستین ہاتہون مین پہنا کوٹ
چڑہا دیا ہم اپنی اچکن کی طرح ایک
آستین پہن کر دوسری پہننے لگے
تو کوٹ چہٹ - بولا - آستین پہنا ہوا
اودہر اس اینچا تانی مین سینہ مین لگی
ہوئی سامنے والے بٹن ٹوٹ گئے
... تہون ... -
اوپر دسیلے کو ... سنبہے تہے -
خیر صاحب کپڑے وپڑے پہن
پہونچے - داخلہ مین ہزارہا دقتین خیر
نکاح مین شریک ہوئے - مہذب
ایک عمدہ سوٹ پہنے ہوئے تہے -
اُن کی مہ پارہ منگیتر ہاتہہ مین ہاتہہ دیے
انگریزی طریقہ سے کہڑی ہین نکاح
پڑہا گیا - دولہا دُلہن مہمانون کے
ساتہہ ڈنر ٹیبل پر آ ڈٹے - کہانے
آتے تہے اور ہمارے ایک لقمہ لینے
تک اُٹھ جاتے تہے - (انگریزی طرز
سے کہانے کا یہ پہلا ہی موقع ہے)
اور سُنیے ایک کرۂ ارضی کی شکل شیشہ
کے برتن مین کوئی چیز رکہی گئی معلوم
ہوا روٹی ہے - لوگ کہول کہول کر کہانے
لگے - ہم نے بہی افتتاح کے لیے ہاتہہ
بڑہایا - ہاتہہ کا لگنا تہا کہ خدا جانے
... نفرت کی وجہ سے یا
... آواز آئی - روٹی اور
... کود کر زمین پر - خوب قہقہے اُڑتے
اب ... سامنڈ (جہیلی)

جو آئی ہم نے بہی کانٹے مین سے کر
کہانے کا ارادہ کیا - مگر مُنہ تک جو آئی
تو کانٹا کے ڈر سے (کیونکہ زبان قیمہ
ہوگئی تہی) ہاتہہ کپنے لگا - مزید احتیاط
سے مچہلی گود مین گری - ہم کپڑے کی
احتیاط کے خیال سے جو پیچہے زور
دیکر اُٹھنے لگے تو جہونک آ گئی
اڑ اڑ ا دہڑام - گرتے ہوئے سنبہلنے
کے خیال سے پاس والے کی کرسی
پکڑ لی تہی وہ بہی گرے - پہر جو میز مین
لگے تو وہ بہی مع کہانے وغیرہ اور
پاس کے کرسی نشینون کے زمین پر
یا مظہر العجائب - خیر بہزار خرابی لبعرہ
سنبہلے مگر انگریزی تہذیب کا نمونہ
آگے جو حال ہوا وہ ان شعرون سے
سمجہہ جائیے - ؎

شیخ جی محفل رندان مین بہت آئے گئے
تو ہے مجبور تہے کچہہ وعظ بہی فرمائے گئے
آخر اسطور سے محفل سے نکلوائے گئے
پا بدستِ دگرے دست بدستِ دگرے

الراقم

بے نام آرزو کا تو دلکو نکال دین
مومن نہین جو ربط رکہین بدعتی سے ہم
انگریزی تہذیب کے دودہ کا جلا

این چہ شوریست کہ در دورِ قمر می بینم

جناب اودہ پنچ صاحب - کیون
قبلہ آپ نے بہی مسلمانون کی اصلاح
حالت پر کبہی غور فرمایا ہے - آجکل وہ
ہم ہچ مچی ہوئی ہے کہ توبہ ہی توبہ - کوئی
کہتا ہے کہ مسلمانون کو انگریزی پڑہاؤ
ولایت بہیجو - بی - اے - پاس کراؤ -
مغربی شائستگی سکہاؤ - اسی مین خیر ہے
ورنہ ناؤ منجدہار مین ڈوبا چاہتی ہے

کوئی صاحب فرماتے ہین خبردار خبردار ایسی
حرکت نہ کرنا - لونڈے کو انگریزی پڑہائی
اور دین دُنیا دونون سے گیا - خسر الدنیا
والآخرۃ - عربی پڑہاؤ - سر مُنڈاؤ - مولوی
بناؤ - پہر دیکہو دُنیا تو دنیا بہشت مین کیسی
کیسی نعمتین نصیب ہوتی ہین - بہئی واللہ
عجب دو رخا مضمون ہے - جب دُنیا
اور اُس کی احتیاجون پر غور کرتا ہون تو
سرکاری دفترون مین ریلوے - تار گہر
انجنیری - شفاخانے - الغرض جدہر آنکہہ
دوڑاتا ہون بغیر انگریزی کے پیر دہرنے کا
بہی سہارا نہین - اُس وقت تو بے اختیار
یہی جی چاہتا ہے کہ خوب غٹ پٹ کرو
انگریزی مین کمال حاصل کرکے ملٹی صاحب
کے بہی کان کاٹو - پہر کوئی دُنیوی اعزاز
اور مرتبہ ایسا نہین جو ہمارے حصے
مین نہ آوے - اور عقبےٰ کا خیال یعنی ؎

اب تو آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

اجی جناب سید محمود صاحب کے نانا
حضرت مرزا غالب دہلوی نے تو جو
تہوڑی بہت تشویش تہی وہ بہی رفع
کردی - فرماتے ہین - ؎

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت غالب
دل کے خوش رکہنے کو لیکن یہ خیال اچہا ہے

مگر قبلہ جب مولوی محمد حسن صاحب الہ آبادی
یا شاہ سلیمان صاحب سے ندوۃ العلما
کے جلسون مین مڈبہیڑ ہو جاتی ہے -
اُس وقت یہی دل چاہتا ہے کہ کوٹ
پتلون پہاڑ سپوڑ جنٹلمینی پر تین حرف
بہیج یا تو کسی جنگل کی راہ لو اور بقیہ عمر
ناپائیدار یادِ حق مین صرف کردو - یا اگر
ترکِ دُنیا منظور نہ ہو کم سے کم اس پر تو
ضرور عمل کرنا چاہیے - ؎

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دون

انگلینڈ - دیکھو اِس کیل سے جان چینا کی دیوار کمزور نہ ہونے پائے -

این خیال است و محال است و جنون

دُنیا کی شان و شوکت۔ دُنیا کی عظمت و حکومت دنیا کی ثروت و دولت سب ہیچ - بچون کو عربی پڑھاؤ۔ دینیات سکھاؤ فضیلت کی پگڑی بندھاؤ۔ پھر دیکھو کون ایسی برکت ہے جو تم پر نازل نہین ہوتی۔ خدا غاسن رزق ہے۔ روٹیون کی فکر فضول ہے۔

یون تو دُنیا مین ہزارہا ایسے اشخاص ہین جو دو باتون مین سے ایک نہ ایک پسند کر لیتے ہین اور اپنا طرز عمل اُسی طرح اختیار کرتے ہین۔ لیکن بندہ اس معاملہ مین سخت ڈہلمل یقین ہے اور باوجود کمال کوشش و تحقیق کوئی بین بین کا راستہ دکھائی نہین دیتا۔ جو خیر الامور اوسطہا کا مصداق ہو اور ہم خرما و ہم ثواب کی تعریف مین داخل ہو سکے۔ ہمارے نیچری بہائی لاکھہ علی گڑھ کالج کی چمک دمک دکھائین مسٹر بابلکیسی ہی آہین بہین دین۔ نواب محسن الملک ہزار دہوان دھار تقریرین کرین اور ایک نہین ہزار کمشنر و کلکٹر میر مجلس ہوتے پھرین مگر جو دلسے شیدائے دین ہین وہ پسیجنے والے نہین۔

ندوۃ العلما کے مقدس منتظم کیسی ہی چاٹ دین اور انگریزی پڑہانے کا بندوبست کرین مگر وہ ہونہار طبیعتین اور پر جوش دل جنکے سامنے آسمان کی رفعت بھی تودہ خاک سے زیادہ وقیع نہین۔ سن اُنیسوین صدی کے میدان ترقی مین محض عربی پڑھکر دوسری قومون سے پچھڑنے والے نہین۔ خیر جناب یہ تو قصہ تہا ہی ایک تیسری مصیبت پیش آئی۔ کوئی بزرگ محمود خان صاحب بیکا سراسے سے ایک اخبار مین تحریر فرماتے ہین کہ یہی ہیچ وہ بھی ہیچ انسان کو پریکٹیکل ہونا چاہیے۔ پھر دیکھیے تو مسلمان کہان سے کہان پہونچ جاتے ہین۔

افسوس اُن حضرات نے لفظ پریکٹیکل کی تعریف نہین لکھی جو کچھہ سمجھہ مین آتا کہ یہ کون بلا ہے۔ بائسکل و ٹرائیسکل کی سواری سُنا کیے ہین اور کرینیکل ایک گاڑی کا نام بھی حیدر آباد مین سننے کا اتفاق ہوا تہا ماشا اللہ وہان تو آپ جانیے۔ ایک زمانہ مین ہُن برستا تہا۔ اور وہان کے عہدہ دار تحصیلدار تعلقدار وغیرہ وغیرہ خوب گاڑیان رکھتے تھے۔ اجی لاحول ولا۔ لعنت بکار شیطان کہان قوم کا جھگڑا کہان حیدر آباد کا قصہ۔ بہر حال میری سمجھہ مین تو آیا نہین کہ انسان اور وہ بھی مسلمان بغیر پڑھے لکھے پریکٹیکل بن کر کیا کرینگے۔ مجھے اس موقع پر جناب ایک نائی کی نقل یاد آئی۔ ایک حجام کو معلوم نہین کس طرح ایک اشرفی مل گئی تھی۔ باپ دادا کا قرضہ وغیرہ سب ادا کرکے فارغ البال تہا۔ میان حجام صاحب کا مزاج ہی نہین ملتا تہا۔ جو ملتا ہے اُسکو یہی صلاح دیتے ہین کہ ہر انسان کو ایک اشرفی ضرور اپنے پاس رکھنی چاہیے۔ کوئی بیمار ہو یہی دوا بتاتے تھے۔ کوئی بات پوچھے یہی جواب دیتے تھے۔ قصہ مختصر اُسے سوا اشرفی کے کچھہ سوجھائی نہ دیتا تھا۔ جب کسی نے وہ اشرفی چھین لی پھر وہ نشہ بھی ہرن ہو گیا۔

اس مین بندہ کو بھی شک نہین کہ جب انسان خود اپنے ارادون مین کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر اوسے دوسرون کی مصیبت کا اندازہ مشکل سے ہوتا ہے بھلا کوئی ان حضرت سے پوچھے کہ وہ قوم جس کی کوئی کل ہی سیدھی نہو وہ محض پریکٹیکل بنکر کیا کریگی۔ خاکسار تو انہی یہی عرض کرتا ہے۔

نہ دیکھے گی شیتے جہالت ہماری
تعصب ہمارا حماقت ہماری
یہ ممکن کہان قوم مین یک دلی ہو
چھُپے جس سے اکدم یہ نکبت ہماری
خدا کے لیے نفسی نفسی کو چھوڑو
ہے بہت ابتر ابتر ہے حالت ہماری
نہ ہے علم کافی نہ دولت ہے باقی
کہان ہے بتاؤ حکومت ہماری
لڑائی نے آپس کی کہویا ہے سب کچھ
یہ ممکن کہان بدسے عادت ہماری
مسلمان نہین یا کہ بگڑین جہان مین

مبارک رہے ذاتی وقعت ہماری
پڑھا ئین کے انگلش نہ لڑکونکو جبتک
زمانہ مین ہوگی نہ عظمت ہماری
پریکٹس سے کچھ ہو نہ تھیوری سے کچھ ہو
جو مرضی خدا کی وہ قسمت ہماری
خاکسار- بادہ پیماے دکن

نواب محسن الملک کا جواب

معلم الملکوت کے نام

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

آپ کی تحریر جس کا فقرہ فقرہ نشتر کا کام کرنے والا تھا اودھ پنچ کے ذریعہ سے ملی- اس وقت سر سید کا غم تازہ ہوگیا- وہ عدیم المثال شخص جس کا نظیر اب نہین پیدا ہونیوالا ہے- بقول ملک الشعرا حالی مشکل ست انسان شدن- آپ جس قدر تاسف کرین بجا ہے- اور آپ کیا اُن کی موت نے تو اُن کے مخالفون کو بھی بوجوہ رنجیدہ کر دیا- عجب صفات کا شخص تھا- تفسیر کی تعلیل کی نسبت میرے دل سے لگی ہو مگر مین کیا اور میرے خیالات کیا- ہان کوشش اور ہمت- وہ اگرچہ حیات مستعار نے مہلت دی نہ بود ہون- علالت ضعف ہجوم افکار میرا آپ پر ظاہر ہے- یہی غنیمت ہے چل پھر رہا ہون- حیدر آباد کی جدائی نے میری قلبی حالت بہت ردی کر دی لیکن سکرٹری شپ ملنے سے کسی قدر نعم البدل مل گیا- خیر مجھے جو کچھ سوادہ کرونگا اور کرتا ہون- آپ کو یاد ہوگا کہ الہ آباد کانفرنس مین مین نے کھلے الفاظ مین جو لکچر دیا تھا اس مین کہدیا تھا کہ نذیر احمد کہتے ہین مین مذہب مین سر سید کا پیرو نہین- مین نے زور سے کہا تھا مین اُن کا پیرو- مین اُن کا ہم خیال- مذود سے آپ اندیشہ نہ فرمائے ہان مولوی بیتر سے بے طرح بدل رہے ہین- لیکن یاد رکھیے ضرورت زمانہ خود اُنکو تھپیڑا دیدے گی اور یہ ردپیہ یا تو علی گڑھ مین ضم ہو جایگا یا نااتفاقی باہمی غدر بو دکر دے گی- مین نے اسی لیے یونیورسٹی مین ایک شاخ عربی کھولنے کو کہا ہے کہ جسکی مجبوری خود طلبا کو ادھر کھینچ لاوے گی- ہان خان بہادر اطہر علی اور چند کھرے مولوی اور ایک دو نوجوان لکھنوی امیرزادہ زیادہ اس مین سرگرم ہین مگر وہ کیا اُن کی ہمت کیا- مین نے جو طریقہ اجماع کا رکھا آپ ذرا سکوت کو دخل دیجیے- دیکھیے تو کس طرح بمبئی سے لیکر کلکتہ- مدراس سے لیکر دکھن تک ہل چل مچائے دیتا ہون ابکی ہماری کانفرنس کلکتہ جاتی ہے مسٹر امیر علی کو گانٹھا ہے- نواب احسن اللہ خان سے بھی لیتا ہون- اور خصوص لکھنؤ مین زور نہین چلتا- نہ چلے- کب تک چلے اور چلے- تامل سے [illegible] ہو گا- یہان تو کوئی امرا [illegible]

کے خلاف نہین کرتا- اور واقعی صداقت کے خلاف کرکے سر سید نے جس قدر ناکامی اُٹھائی وہ آزادی سے کہل کھیلنے سے- میرے یہان کا کون ایسا ناتجربہ کار ہے ہان یاد آیا- وہ ایک بچہ ہے- نوجوان نئی نئی ملازمت ہے نشیب فراز سے واقف نہین- مین اُسے ابھی لکھے بھیجتا ہون- ہم لوگ خود اُس کی تیزمزاجی اور بھٹر بھٹر طبیعت سے شاکی ہین- مین نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ اب کی تفسیر کا رنگ کسی قدر بدل دونگا- اور اس لیے میرا ارادہ ہے کہ ملائکہ آسمان پر مین آپکا وجود دوسرے پردہ مین اظہار تشکر کرون اور مذہب کی تھوڑی جھلک بطور تالیف قلوب ٹٹی کی آڑ لیے رہون- باقی کیا لکھون-

برشتہ جگر
محسن الملک
(از راہ دورہ برلے وصول چندہ)

ناٹک بیت الحزن

جب سے غیر مہذب لوگون کے ہاتھ مین مذہب اسلام کی لگام آئی- نام خدا ہے- ظاہر حالت خراب ہوئی- گو در اصل مذہب اسلام ایک ایسا چاند ہے جس پہ خاک ڈالنے سے ہمیشہ مُنہ پر پڑتی ہے- لیکن چونکہ جاہل بہت ہین اور عالم کم- اور غیر مہذب کے [illegible] ن کی نگاہ پہلے جاہلا ہی پر پڑتی ہے یہی وجہ ہے کہ روز بروز ہندوستان اسلام کی زبانین طعن و تشنیع پر کھلتی جاتی ہین- اور گویا یہ جرأت اُنہین یہی لوگ دلاتے ہین-

نیو [illegible] تیسیر [illegible] دفع ہوان
[illegible]

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں- ناموروں ڈاکٹروں- والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ بہ ہر قسم امراض چشم کے لیے اکسیر ہے- ضعف بصارت- تاریکی چشم- دھند- جالا- پڑوال- غبار- پھولا- سبل- سرخی- ابتدائے موتیابند- ناخنہ- پانی جانا- خارش وغیرہ- معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں- چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی- بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے- قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ- میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ- سرخ سرمہ فی تولہ ۱ محصول ڈاک بذمہ خریدار- درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے- **المشتہر**- پروفیسر سیا سنگھ اہلووالیہ- مقام ٹبالہ- ضلع گورداسپور- پنجاب-

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار سیا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے- بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بے نظیر اکسیر ہے- آنکھوں سے بہت پانی کا جانا- دھند- سوزش جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر- ناخنہ یا ہر اعضا کی جھلی کا زخم اور نیز پپوٹوں کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے- مفصلات میں جہان لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے-

راقم- ڈاکٹر ڈی- ایم- سانگلی صاحب بہادر ایم- بی ایم- ایس- سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش ہونے کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار سیا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ٹھکر دیوی بعمر ۴۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا- مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں بہت سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انمیں بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی-

راقم- خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل- ایم- ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار سیا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا- مفید پایا- میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے-

راقم- ڈاکٹر برج لال گھوس- رائے بہادر ایل- ایم- ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور- حال آنریری سرجن گورنمنٹ جبل منشاء-

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا- میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے-

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ- ایل ایم- ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر وٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں- ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک میں اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۶ء میں جمع کیا گیا ہے-

نوٹس

سنگ لی ہین نے سفیر روس متعینہ چین سے کہدیا کہ روس کی دوستی کا اُسکو ہرگز اعتبار نہین۔ اسے میان دوستی دوستی او سطو رجے کے لوگون کی کتاب اخلاق مین کوئی چیز ہے یا شہنشاہون بادشاہونکی

چین نے سفیر روس کو اطلاع دی ہے کہ منچوریا کی ریل کو پیکین سے ملانے کی خواہش پوری نہین کرسکتا۔ اس ریل سے انگریزی تجارت کو نقصان پہونچیگا۔ اور یہ تجویز اُس معاہدے کے بھی خلاف ہے جو ابھی روس اور سلطنت برطانیہ مین ہوا ہے اور جس کی رو سے روس کوئی ایسی تجویز نہین پیش کرسکتا جس سے چین کے ساتھ جھگڑا پیدا ہونے کا اندیشہ ہو

جزیرہ کریٹ پر شہزادہ جارج کا قبضہ ہوا۔ عیسائیان یورپ کے کلیجے ٹھنڈے ہوئے۔ مسلمان وہان سے جوق جوق ترک وطن کرکے ٹرکی کو جارہے ہین کہا جاتا ہے شہزادے صاحب لاکھہ سعی کرتے ہین کہ یہ لوگ باز رہین مگر کچھہ اثر نہین ہوتا۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہین یہ تو ہونا ہی تھا اور یہی منشا بھی تھا۔ باقی یہ بات مشکل سے سمجھہ مین آتی ہے کہ حاکم وقت دل سے چاہے اور تدبیرین کرے کہ رعایا ہمارے ملک سے نہ اُجڑے اور پھر بھی وہ نہین جاسکے۔ مسلمانان کریٹ برسون مصائب اُٹھاتے رہے مظالم کشت خون برداشت کرتے رہے۔ اب کوئی ایسی ہی بات ہے کہ وہ ہار کر اپنے وطن۔ پیارے وطن کو ہمیشہ کے واسطے ترک کرنے پر آمادہ ہوگئے۔

میونسپلٹی کانپور کی بے ضابطگیون کا مقدمہ جس دعوے کے ساتھہ چلا تھا اور بابو سدہ گوپال صاحب نے جس طمطراق سے ثابت کرنے کا بیڑا اُٹھایا تھا اُسی قدر مایوسی۔ حسرت۔ ندامت کے ساتھہ سمسا کے بیٹھہ گیا۔ سب کمیٹی کی رائین الزام باد ہوائی نکلے اور جو کچھہ ثابت ہوا وہ چندان اہم نہ تھا لیکن معاملات دنیا دیکھتے اس اونٹ کا اس کل بیٹھنا تعجب انگیز نہین۔ ایسی صورت مین جبکہ ایک علانیہ کمیشن مین الزامات کی چھان بنان ہوکے ایک رائے قائم ہوچکی ہے زیادہ کہنا سننا فضول ہے۔ اور نہ پبلک کو اتنی مہلت ہے کہ ایک ہی بات مین اُلجھی رہے لیکن اتنا ضرور ہم کہین گے کہ بابو سدہ گوپال کا یہ تجربہ تازہ ہوگیا ہوگا کہ واقعات کا وقوع اور چیز ہے اور اُنکا ثابت ہوجانا اور چیز۔

سرحدی لوگون مین غازی بننے کا شوق کچھہ تازہ نہین۔ مدت سے ہے اِدہر واقعات کی جو کثرت ہوگئی ہے اور اکثر سنا گیا ہے کہ انگریزون کو غازی مار ڈالا کرتے ہین اُس کی وجہ یہ ہے کہ ان اشرار سے اب ہماری گورنمنٹ کا واسطہ بڑہتا جاتا ہے۔ پس سانپ پالنے والون کو کیون سانپ زیادہ نہ کاٹین۔ گھوڑے کے سوار کیون زیادہ نہ گرین۔ اس خرابی کے رفع کرنے کی جو تدبیرین نکالی جاتی ہین اُن مین سے ایک یہ بھی ہے کہ ایسے مجرمون کو سزائے قصاص اس طرح سے دی جائے کہ اور دون کو عبرت ہو اور اُسی مین یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ ان لوگون کی لاشین جلادی جایا کرین کیونکہ غازیون کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی کی لاش جلادی جائے تو اُس کو جنت نہین نصیب ہوسکتی۔ مگر تو بہ کیجیے لوٹکون سے کہین گا چین ٹلی ہین۔ اوس سے پیاس بجھی ہے۔ یہ سب احمقون کی ناواقفی ہے۔ سزاوار مین ایسی سختی خاک اثر پیدا نہین کرسکتی۔ جبتک انگریزون کی اخلاقی خوبیان شجاعت اور ایمانداری اُنکے قلوب پر غلبہ نہ کرین گی تب تک ان باتون کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

لوکل علیہ الرحمۃ

اس سال گرمی کی شدت نے اہل شہر کو بولا دیا تھا۔ بارے ۱۶ مئی سنہ ۱۸۹۹ء کی شب کو بڑے زور شور سے آندھی آئی بارش ہوئی۔ ہوا سرد ہوگئی۔ مگر خربزے بیچارے تشریف لے گئے۔ شائقین خربزہ کے مُنہ مین آندھی نے خاک بھری تو بارش نے فصل کی خرابی پر گریہ وزاری کی افسوس ہے محرم کے زمانے مین خربزے بھی شہید ہوگئے۔ اگر افیونی اور دیگر خربزہ پسند حضرات خربزون کا نوحہ یا مرثیہ پڑھین تو تعجب نہین۔

تھیٹر صاحب خدا خدا کرکے رخصت ہوئے۔ اس دفعہ خوب خوب مجمع رہا اچھی آمدنی ہوئی۔

دو لڑکے دریائے گومتی مین نہانے گئے ڈوب گئے۔

خبرین

سری حضور پٹیالہ کی شادی مبارک ست جگی طریق پر ہوئی فضولیات سے کنارہ کشی۔ سری حضور ادکامنڈ تشریف لیجاوین گے۔

مصر کی خبر ہے کہ حضرت خدیو یورپ کو جاتے ہین لیکن امسال وہ قسطنطنیہ نہین جاوین گے۔

ٹرکش نے ایک یادداشت گورنر ٹرکی کے روبرو پیش کی ہے جس مین سخت اعتراض اس جبر ستانی پر کیا گیا ہے جو حکام حجاز ہندوستانی حاجیون سے کرتے ہین۔

جمرود مین ۴۔ اد حال کو اعلےٰ درجہ کے کوکی خیل آفریدی قنبر خان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا گیا۔ جس شخص نے ایسا ارادہ کیا تہا اُس کو ملک جمن خان کوکی خیل نے اسی غرض سے ملازم رکہا تہا یہ شخص گرفتار ہوا۔

روس کی خواہش ہے کہ منچوریا ریلوے کا سلسلہ پیکن سے قائم کیا جاے چینیون کو اس بات سے سخت تشویش ہے۔

جناب ملکہ معظمہ کی سالگرہ کا دربار گورنمنٹ ہوس نینی تال مین ۲۴۔ مئی کو ۹ بجے ہوگا۔

امیر سب طرح پر تندرست ہین معمولی خط کتابت کا کام کرتے اور ایجنٹ گورنمنٹ انڈیا سے ملاقات کیا کرتے ہین۔

گورنمنٹ انڈیا اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ کاشتکاری کالج واسطے ممالک مغربی شمالی و اودھ اور پنجاب کے کسی مقام شمالی ہند مین جاری کرے

۱۱۔ مئی علی گڑھ۔ ایک جلسہ متولیان مدرسۃ العلوم کا جمع ہوا اُس مین تقرر دیا گیا کہ جناب ملکہ معظمہ کی اسوین سالگرہ کی تقریب مین ۲۴۔ مئی کو صبح کے وقت جلسہ کیا جاے۔ اور اُس مین مبارکبادی کے اشعار اور اسپیچین پڑہی جائین اور عصر کی نماز کے وقت تمام مسلمان جناب ملکہ معظمہ کی ترقی جان و مال کے لیے دعا مانگین۔ شام کو ایک گارڈن پارٹی ہو جس مین مسلمان و ہندو اور انگلشمین سب جمع ہون۔

ٹائمس آف برہما بیان کرتا ہے کہ فی الحال رنگون مین ایک عظیم الشان انڈے کی نسبت ایک قصہ مشہور ہے جو شویبو کے قریب پڑا ہے۔ اس نادر الظہور جبر کی نسبت مختلف بیانات ہین جن مین کچھ صورتین مشترک ہین چند مہینے پہلے شویبو کے قریب گاؤن والون نے جنگل مین ایک عجیب و غریب آواز سُنی جس مین برہمی زبان مین کوئی یہ کہتا تہا کہ "اب مین انڈا رکہنا چاہتا ہون" یہ آواز دن مین کئی مرتبہ کئی روز تک برابر آیا کی اس کے بعد انڈا رکہا گیا اس کا قد ہاتہی کے دس بڑے ٹوکرون سے زیادہ ہے کوئی شخص اس کے پاس نہین جا سکتا جس سے اب یہ صدا نکلتی ہے "مین بچے نکالنا چاہتا ہون" یہ آواز بہی دن مین کئی مرتبہ آتی ہے اب لوگ نادر باتون کے ظہور کے منتظر ہین۔ اخبار مذکور لکہتا اگر اس معاملہ مین کچھ سچائی ہے تو اس کی تحقیقات مین کوئی نقصان نہین۔

گونا بارہ ریلوے۔ لین گوتا ریلوے کی شاخ ۱۶۔ مئی کو کہل گئی۔

بنارس کے محلہ حیت گنج مین ایک طوائف کا ملازم مار ڈالا گیا ہے قاتل کا ہنوز پتہ نہین چلا ہے۔

کانپور مین ایک مشہور زمیندار ٹھکراین ... ابن صاحب نے اپنے گاؤن کی ہدایت سے ایک انگریزی اسکول اپنی ریاست مین رعایا کی تعلیم کے لیے جاری کیا ہے

انگریزی فوج قاہرہ سے خار طوم کو آرہی ہے۔ اُمید ہے کہ خلیفہ مخالفت نہ کرین گے۔

جو معاہدہ افریقہ کا گریٹ برٹن سے

اباجان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۱۴

مذاق شعر و سخن

جب کہین مشاعرہ ہوتا ہے صاحب مشاعرہ خود اباجان کے پاس آتے ہین اور بہت کچھ منت و سماجت سے اُنکو مشاعرہ کی طرح مین غزل لکھنے اور پھر وہان جاکر پڑھنے پر راضی کرتے ہین۔ اُن کا کسی مشاعرہ مین جانا آسان امر نہین ہے کسی مشاعرہ کی شرکت پر اُن کا راضی ہونا گویا اُس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اباجان کو مشاعرہ کی غزلون کے تیار کرنے مین بڑی محنت پڑتی ہے اور تاریخ مشاعرہ سے چند روز قبل وہ اس قدر فکر سخن مین مشغول ہوجاتے ہین کہ اُن کے کل معمولی اوقات مین فرق آجاتا ہے۔ اکثر تنہا کوٹھے کے کمرے مین بند رہتے ہین۔ اور کبھی کبھی باغ والے کمرے مین بھی چلے جاتے ہین اُن اوقات مین سوا رشید تلامذہ کے اور کوئی اُنکے پاس نہین جاسکتا ہے اپنی غزلون کے لکھنے کے سوا اکثر سے شاگردون کی غزلون کے بنانے اور بعضون کو غزل لکھدینے کی بھی زحمت اُنکو ہوتی ہے۔

اُن کے مشاعرے مین جانے کے پہلے ہی سے اُن کے شاگردون کی پوری رجمنٹ وہان جاکر اپنا پرا جماتی ہے اور اباجان کے وہان آنے کی منتظر رہتی ہے۔ ان مین سے بعض بعض شاگرد ایسے ہین جنکو عمدہ طور سے غزل پڑھنے مین بہت اچھا سلیقہ ہے اور اکثر داد دینے مین یدطولے رکھتے ہین اباجان اکثر پورا مصرع پڑھنے ہی نہین پاتے ہین کہ تلامذہ کے غول سے شور حبذا و مرحبا بلند ہوتا ہے اور دوچار ارشاد ہو پھر ارشاد ہو کا ہنگامہ باجا اور سب شہر مین بجنے لگتا ہے۔ طرح اور غیر طرح کی غزلین ملاکر کبھی اباجان چار گھنٹے سے کم مشاعرہ مین نہین پڑھتے ہین اور اس عرصہ تک سبحان اللہ اور ماشاءاللہ کا ہنگامہ ہوتا رہتا ہے۔ اسکے علاوہ اباجان کے احباب بھی ہین وہ اس شاعرانہ پالی مین اپنی تیغ زبان سے والنٹیر سپاہی کا کام دیتے ہین۔ کسی دوسرے شاعر کا شعر کیسا ہی عمدہ سے عمدہ کیون نہ ہو مگر مصلحتاً اُس کی داد دینے سے پہلوتہی کی جاتی ہے اور اکثر قصداً جائز تعریف سے چشم پوشی کرکے اپنے مقابل کے شاعرون کا رنگ جمنے نہین دیا جاتا ہے اکثر شعرا کلام تو اپنی لیاقت اور مشق کے مطابق لکھ سکتے ہین۔ مگر ہر شخص سامان جنگ کہان سے مہیا کرسکتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مشاعرون مین اباجان پر اور شاعرون کو سرسبزی نہین ہوتی ہے گو اُن کی غزلین کیسی ہی لاجواب کیون نہ ہون۔ تمام ہندوستان کے گلدستے اباجان کے پاس آتے ہین اور اُن مین سے جو نامی ہین اُن مین اُن کی غزلین التزاماً چھپتی ہین جن صاحبان گلدستہ کو اُن کی غزلون کے چھاپنے کی عزت حاصل ہے اُن کو اباجان کی سرکار سے بہت کچھ مالی فائدہ بھی پہونچتا ہے۔ اُن کی غزلین اکثر گلدستہ کے پہلے صفحہ مین درج ہوتی ہین اور اُن کا عنوان بڑے دھوم دھام کا ہوتا ہے۔ اخبارون مین اُن کی غزلین چھپتی ہین اور اس سے بھی وہ بہت خوش ہوتے ہین۔ شہر کی نامی رنڈیان اُنکی غزلین گاتی ہین اور بڑی خوشامدون سے اُن کو غزلین ملتی ہین جن محفلون مین وہ ہوتے ہین وہان ضرور یہ غزلین گائی جاتی ہین اور اُسوقت ایک خاص قسم کی مسرت کے نشہ سے اباجان مخمور رہتے ہین اور اپنے ہر شعر پر خود مست ہاتھی کی طرح جھومتے جاتے ہین جو عورتین اُنکی غزلین گاتی ہین اُنکی نسبت ہمیشہ اُن کی نگاہ عنایت و پرورش

رہتی ہے جیسے گلدستہ یا اخبار والے کو اپنے گلدستہ یا اخبار کا مزید ارتباط منظور ہوتا ہے وہ کسی طرح اُنکی کوئی غزل یا رباعی اُن کے کسی شاگرد یا دوست سے لیکر چھاپ دیتا ہے اور اُس کی ایک کاپی اُن کی خدمت مین ارسال کرتا۔ پھر اوسی تاریخ سے اس کی خریداری شروع ہو جاتی ہے۔

نیچرل شاعری سے اُنکو بدرجۂ غایت نفرت ہے اور اکثر فرماتے ہین کہ اس قسم کے شاعرون نے ملک کے مذاق کو خراب کرنا شروع کر دیا ہے اور چند زمانے مین یہ فن بالکل غارت ہو جائیگا اور کوئی سخنگو اور سخن فہم ہندوستان مین باقی نہ رہیگا حالی کے حال پر اکثر بہت افسوس کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اُن سے اور شاعری سے کوئی علاقہ نہین ہے کیونکہ معمولی عیوب اور غلطیون سے اُن کا کلام پاک نہین ہے

راقمہ۔ تہذیب افروز بیگم۔

چارپائی کو ہے ہل چل الغیاث الغیاث از دست کھٹمل الغیاث

بحضور عرضی کیجیے منظور مسٹر اڈیٹر صاحب بہادر اودھ پنچ دام اخبارہ و ظرافتہ بعد گزارش دوستی و دعینگا مشتی وغیرہ کے اس عرض کو اس طرح خدمت مین پیش کرلایا ہون کہ سانس پھولنے لگی۔ وجہ کیا کسی طرح میٹھا تو جاتا نہین۔ آدمی سے جھکی کا لنگور بن گیا۔ گڑی اوہر گھڑی اودھر حاصل کلام آمدم بر سر مطلب حقیقت مضمون تو لکھا جاتا نہین۔ اور لکھے کا ہے سے دو ہی ہاتھ ہین۔ یہ کھٹمل مارنے مین مصروف ہین۔ چارپائی ہو۔ چوکی ہو۔ کرسی ہو۔ مونڈھا ہو۔ جہان دیکھو کھٹملون کا فرش ہے۔ انہین کے دم قدم کی قسم کھٹملون نے وہ یورش کی ہر اور اس طرح گھیرا ہے کہ پناہ بخدا۔ سونا کیسا بات کرنا آفت۔ تمام بدن مین خون کی بوند نہین باقی رہی مجھ غریب کا تو ذکر کیا۔ بڑے بڑے لمبے لمبے گورے چٹے والون کو دیکھیے ہیچپ بدن ہو گئے ہرچند گرم پانی وغیرہ سے مرمت کی۔ لاٹھی پاٹھی سے بھی باہر نہ ہوئے۔ لیکن استغفر اللہ۔ یہ قوم شریر اس بلا کی آزاد گھاتیا۔ دغا باز مکار ہے کہ جس کی حد نہین۔ دن کو تلاش کرو تو کہین نام و نشان کو بارہ بارہ چوبیس کوس تک بھولسی نظر نہ آئے اور رات ہوئی چراغ مین بتی پڑی کہ قہر آیا قیامت برپا ہوئی۔ پلنگ کاہے کو ہے کھٹملستان ہے۔ برکت خدا نے ایسی عنایت کی ہے کہ اللہ کل ہندوستانیون کی کمائی مین دے۔ ایک کو بہ ہزار دشواری مارا فوراً چٹکی بجاتے دوسو اور پیدا ہو گئے۔ شکایت ان کی پیشتر بھی تھی۔ مگر خفیہ طور پر شاذ و نادر شبخون مارا کرتے تھے۔ اب تو وہ سر اوٹھایا ہے کہ عیاذاً باللہ۔ مثل مشہور ہے ایک کی دو اور دو۔ اور یہان تو ہزارون لاکھون کرورون دشمن جان کے بھوکے لہو کے پیاسے ہلاک کرنے کو منہ کھولے آنکھین بند کیے چوطرفہ سے دھاوا کیے چلے آتے ہین۔ آپ جانیے جان بچانا فرض ہے۔ تابعدار نے بمصلحت اُس مکان کو چھوڑا ایک دوسرے گھر مین تھوڑا بہت سامان ضرورت درست کر کے پناہ گزین تھا۔ یہ کافر ناحق شناس وہان بھی یلغار ایکدم سے آ کودے۔ دو چار دن جب تک ملکی فوج اُن کی مدد کو نہ آئی۔ مورچہ بندی رہی سٹ پٹ جواب دیتا رہا۔ جس وقت بیڑی دل افواج بسے کھٹمل کا نزول ہوا تو پاؤن اُکھڑ گئے اور بنیاز مند مجبور سے نہ نو کدم بھاگ نکلا۔ لیکن قسمت وہی مثل ہو گئی ع

جدہر دیکھتا ہون اُدہر تو ہی تو ہے

خدا معلوم کواک بٹھادی تھی یا تار پر چڑھکر تشریف لے آئے یا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کے ہمارے ساتھ ہو لیے تھے کسی جگہ اس بلائے ناگہانی سے نجات نہ ملی۔ جہان گئے وہ ہی آفت کا سامنا چونکہ یہ بلا آجکل عالمگیر ہو گئی ہے لہذا بندگان عالی سے گزارش پرداز ہون کہ حضور کوئی محکمہ ان کی دار و گیر کی تاشیر فریاد کا مقرر فرمائین اور وہ تحقیقات کامل کر کے ان کے معقول دین بلکہ خادم کی یہ رائے ہے کہ یہ قوم کی قوم بالکل تاراج ہو کے نیست و نابود ہو جائے۔ ورنہ اپنجانب کے مضامین سے ہاتھ دہو رکھیے۔

راقم۔ کھٹملون کا ستایا ہوا۔ از مشہور

دربار اکبری

یہ کتاب بسلسلہ وار میری نظر سے گزری باعتبار فصاحت و صراحت و واقعات یہ کتاب بہت اچھی ہے۔ چھپائی لکھائی بھی بوجہ احسن ہے۔ زبان اور محاورات مین اکثر جگہ فارسی سے ترجمہ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مثلاً سرشوری کی گردنین ڈھیلی ہو گئین یا حکمت عملی کی قید مین مسلسل کر لیا وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب اگر اس ترتیب سے ہوتی کہ سنہ وار واقعات یا غزوات اکبر کے لکھے جاتے اور اُس اثنا مین جو لوگ نوکر ہوتے جاتے اور نئے نئے واقعات اُس کی وجہ سے ظاہر ہوتے وہ سب شرح لکھدیے جاتے تو بہتر ہوتا۔ کیونکہ واقعات کا تراد ف

روس - بل بے جا تیری دھج

اس قسم کا ہے جس سے طبیعت اُکتا جاتی ہے۔ مثلاً فرض کیجیے کہ ایک لڑائی پڑی جس مین عبد الرحیم خانخانان و ٹوڈرمل و سلیم شاہزادہ و بیربل و ملا عبد القادر سب شریک تھے۔ پس اگر ہر ایک شخص کے حال مین ایک ہی لڑائی معنون ان مختلف بیان کی جائے گی اولاً تو ناظر کی طبیعت منغض ہوگی ثانیاً اصلیت واقعہ اچھی طرح نہ کھلے گی۔ اور طبیعت ثقل ہونے کے علاوہ تشتت واقعات کا باعث بھی ہوگی دوسری بات اس مین یہ دیکھی گئی ہے اکثر جگہ جس امر کا دعوے مصنف نے خود کیا ہے اُس کی تردید خود کی ہے جس سے تناقض لازم آتا ہے۔ مثلاً شیخ عبد القادر بدایونی کا حال ہے کہ مصنف نے کتاب مین انہین حضرت کا ذکر بہت مقامات پر کیا ہے اور کہین ان کو اچھا نہین کہا۔ کسی مقام پر بزدل لکھا ہے کہین غیر مستقل مزاج کہین نمک حرام کہین مغلوب الغضب لیکن جب اُن کا اصل حال دیکھا جاتا ہے تو بعض مقامات پر بے انتہا تعریف کی گئی ہے حالانکہ شیخ مذکور مذکورہ بالا امور پر نظر کر کے ہرگز مستحق نہ تھے۔

کیونکہ جو شخص اپنے آقا یا اُستادزادہ کو ایسے مکروہ الفاظ مین یاد کرے گا وہ ہرگز ہرگز اُس کے شایان نہین ہین گو وہ کافر ہی کیون نہ ہون۔ اگر نمک حرام نہین تو کیا ہے یا جو شخص انگوٹھے مین ہلکا سا زخم کھا کے بھاگ کھڑا ہوگا یا جو شخص حسد کرے گا یا اپنی راے کو ہر وقت تبدیل کرتا رہے گا یا غصہ کے وقت خدا کی بھی نہ سنے گا اور زبان و قلم سے اپنی یاوہ گوئی ظاہر کرے گا غیر مستقل مزاج حاسد زبان دراز مغلوب الغضب نہین تو کون ہے۔

پھر انہین بزرگوار کے حال مین جو اوراق کہ ان کے نام کے ساتھ مخصوص ہین اُن مین یہ لکھا ہے کہ اعلے درجہ کے دیندار فاضل آدمی تھے اُنکے بیان مین تسلسل و سلاست و نفاست و انشا پردازی بدرجہ غایت ہوا کرتی تھی۔ پھر ایک مقام پر جہان کہ ابو الفضل اور اُن کی تحریر کا مقابلہ ہوا ہے تمیز شہر نگارچین کی صورت حال مین جو عبارت بہ انداز و طرز اکبرنامہ انھون نے لکھی ہے اُسپر خود مصنف نے اعتراضات کی بوچھار کر دی ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان مین اسکی بھی قابلیت نہین تھی۔ حالانکہ مجھے خود جس طرز سے ملا صاحب نے چند سطرین لکھی ہین وہی طرز پسند ہے کیونکہ آئین اکبری و اکبرنامہ وغیرہ کا طرز عبارت نئی گرمست کا ہے غیر مانوس فقرات کی بھرتی کر دی گئی ہے حسن تحریر جس کا نام ہے وہ ان دونون کتابون مین نہین۔ یہان تک کہ اہل زبان ان کو دیکھ دیکھ کے ہنستے ہین۔ مصنف دربار اکبری کو یہی طرز پسند ہے خیر یہ اپنی اپنی طبیعت ہے اسی قسم کے صدہا واقعات ہین جن کی تفصیل بیان کرنے مین طول ہوگا۔

تیسرے بعض افراد کی تعریف کرنے مین صفحے کے صفحے رنگ دیے گئے ہین مجھے جہان تک واقعات کے دیکھنے کا اتفاق ہوا یہ تعریفی الفاظ اُن لوگون پر کسی طرح صادق نہین آتے۔ اور داستان امیر حمزہ کا لطف دکھاتے ہین۔

چوتھے ذخیرہ کتب مصنف کے پاس کم معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جو کچھ ہے وہ قابل وثوق و اعتماد ہے کیونکہ جس شخص کا حال اُنھون نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہین اس امر کی تلاش رہی ہے کہ جہانتک ہو سکے اُسی کی مصنفہ کتاب سے اُس کا حال لکھا جائے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے بدرجۂ مجبوری اُنھون نے دوسرون کی کتابون کی طرف رجوع کی ہے۔

پانچوین جابجا مصنف نے تعصب کی مذمت بہت کی ہے۔ واقعی تعصب مذہبی ایک ایسی ہی چیز ہے جس کی جہانتک مذمت کی جائے بجا اور درست ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اکبر مین اگرچہ تعصب نہین تھا لیکن وہ کسی مذہب کا پابند بھی نہین تھا۔ پس اگر مذہب کی پابندی کا نام تعصب ہے تو تعصب کوئی عیب نہین بلکہ عمدہ چیز ہے۔ اور خدا ہر شخص کو متعصب کرے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے مستحسن مستحب امور کا ترک بڑے بڑے خراب نتائج پیدا کرتا ہے۔ بہتر اکرنا کوئی ایسا قبیح امر نہین

لیکن یہی چھوٹی چھوٹی اسلام کی نشانیاں محو ہوتے ہوتے آخر کو اصول و فروع مذہب پر دست تصرف دراز کرنے کی عادت ڈال دیتی ہیں۔ ہم نے یہ مانا کہ اگلے ملا کار ہائے سلطنت کو غیر منتظم و برہم کرتے تھے۔ اور ان کی رائے کو امور مملکت میں شامل کرنا باعث بد نظمی تھا لیکن کیا بطور خود نشانیاں اسلام کی باقی رکھنا بھی امور سلطنت کو بگاڑ دیتا ہوگا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خود مصنف کے بیان سے یہ ظاہر ہے کہ اگلے بادشاہ بھی ملاؤں کے مشورہ پر چلے۔ مگر بتایئے کہ کس بادشاہ نے ہندوستان کے فتح لینے کا قصد کیا اور پورا نہیں ہوا اور کس بیدار بادشاہ کو نہ ہیبت بہ مقابلہ دیگر اقوام کے اٹھانا پڑی اگر ایسے دین کو ترک کرکے سلطنت کے مزے لوٹے اور عدالتیں دادو دہی تکلیا کر لیا کیا اس سے اس کا حسن ثابت ہوا ہے نہ توت جاکر بھی امور تھوڑے دنوں اور باقی رہتے تو یقیناً ہندوستان میں مسلمانوں کا نام باقی نہ رہتا۔ مصنف کو یہ خیال ہوگا کہ ہندو اس کی اس سیرت سے خوش ہونگے۔ یہ خیال غلط ہے ان کو اور رانا کے محاربے سے ہر ایک پڑھنے والے کو اس کا تجربہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اپنے ہم قوم کو جب مسلمانوں کے ساتھ شیر و شکر دیکھتے تو خون کے گھونٹ پیکے رہجاتے تھے۔ اور در اصل استواری عقائد و مستقل مزاجی اسی کا نام ہے پھر بھی ہندو اپنے عقیدے کے پکے نکلے۔ بمقابلہ اس مسلمان کافر سیرت کے جس نے نام مسلمانوں کا سا پایا اور طبیعت لا مذہبوں کی۔

غرض افراط و تفریط کے ساتھ جو کام ہوگا وہ ایسا ہی ہوگا۔ اگر آئین اکبری جو اکبر کے حکم سے نافذ ہوئی دیکھی جائے تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ بادشاہ اپنی خواہش کے موافق ان لوگوں سے قاعدے بنوا لیا کرتا تھا اور اس کے حواری و حواشی مثل ابو الفضل و فیضی انکو عقلی بنانے کی کوشش کرتے تھے۔ اگر کامیاب ہوئے تو فہو المراد ورنہ ہوئے تو ان کو انہی بھی قسم کی کشادہ دلی کی بہت کچھ داد ملی تھی جو ان کا اصلی منشا تھا۔ اور یہ امر ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ جمع لغات غیر متعارفہ و غیر مانوسہ سے آئین اکبری میں کام لیا گیا ہے نہ معقول و غیر معقول ہونے سے۔ اکثر قوانین میں انتہا درجہ کی رکاکت ہے البتہ اگر کوئی شخص اپنی ذہانت طبع سے ایسے مضامین میں کوئی عقلی بات پیدا کرے تو اس کی ذہانت قابل تعریف ہے نہ آئین اکبری۔ حالانکہ اس شخص کو ایک نیا مضمون اس کے لیے گڑھنا ہوگا اور زبردستی اس کو معنی پہنانا ہونگے۔ مصنف کو ایک خاص محبت اکبر شاہ سے معلوم ہوتی ہے۔ اسکا کوئی اجارہ دار نہیں۔ لائق مصنف کی تحقیق میں کوئی شبہہ نہیں انہوں نے اکثر مقامات پر بے جا کی گرم اگر مخالفت ہے تو انکی رائے سے جو انہوں نے اپنی طرف سے دی ہے

یہ صرف ایک آزادی ہے اور ہر وقت ہر شخص کو اسپر اعتراض کرنے کا اختیار ہے

چونکہ یہ کتاب چاہیے پاس نظر اظہار رائے آئی ہے اور لائق بینے والے کا یہ فرض ہے کہ عیب و صواب دونوں بلا کسی لوث لگے صاف کرکے دکھا دے لہذا ہم نے اسپر اپنی رائے ظاہر کی ہے اب۔ ع۔

عیبش چو بگفتی ہنرش نیز بگو

پر عمل کرکے ہم ناظرین کو اس کی خوبیاں بھی دکھانا چاہتے ہیں اور اس کی وجہ بھی بیان کرتے ہیں کہ کیوں یہ اغلاط اس کتاب میں رہ گئے۔ بظاہر اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ مصنف نے یہ کتاب بحالت جنون لکھی ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو باعتبار اپنے جوہر ذاتی کے آپ ہی اپنی نظیر تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے اپنا رنگ تمام رنگوں سے جدا اگانہ اختراع کیا تھا چنانچہ یہ کتاب بھی اگر بحالت صحت دماغ لکھی گئی ہوتی تو بے شک ایک عجیب چیز ہوتی۔ اور اب بھی باوجود اس قدر عیوب کے بہت اچھی ہے۔ منشی سید ممتاز علی صاحب نے متفرق اجزا سے جو بطور مسودہ کے ان کے ہاتھ لگے اسکو ترتیب دیا۔ منشی صاحب خود اس کے عیوب سے واقف ہو سکے لیکن مجبور تھے ان کو بڑھا دینے کا اختیار تھا گھٹانا اور اصلاح دینا استاد کے کلام کو انکا کام نہیں تھا۔ دوسرے مسودہ تھا کچھ صاف کیا ہوا تو تھا نہیں اور یہ بھی نہیں معلوم کہ مصنف خود اسکو کس پیرا یہ پر رکھنا چاہتے تھے ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ منشی صاحب کو کس قدر دقتوں

ہوا ہو گا۔

زبان کے اعتبار سے یہ کتاب اپنے رنگ مین اچھی ہے مختلف حکایات و لطائف سے مرصع ہے بعض بعض ایسی باتین بھی اس سے مل جاتی ہین جو اور کتب مین مشکل سے ملین گی۔ واقعات گو بیان واقعہ مین گم ہو گئے ہین اور غلط نہین۔ اشعار رنگین سے مختلف مجلے ہین۔ سب سے بڑھکے یہ خوبی ہے کہ پورے درباریون کی بود و باش و طرز معاشرت ہو تو سکن خاندان و تسلیم کا حال ایک جگہہ ناظر کو مل جاتا ہے۔

منشی سید ممتاز علی صاحب کی محنت و محبت استاد و ہمت مردانہ واقعی قابل قدر ہے کہ بہت ہی فراخ حوصلگی سے اس کتاب کو انہون نے چھپوایا۔ ۱ے قیمت بھیجنے پر مطبع رفاہ عام لاہور سے مل سکتی ہے۔ م۔ح۔ عثمانی

گنجینۂ عزا

بالفعل محرم کے زمانے مین بی منجھو صاحبہ عرف بی مشتری متوفیہ کے نوحے چھپے ہین۔ اور سید اعجاز حسین صاحب نے جنکے ساتھہ بی صاحب نے آخر عمر مین نکاح کر لیا تھا اپنی حسن سعی سے چھپوائے ہین۔ کلام کا کیا کہنا بی مشتری اچھی خاصی طبیعت دار شاعرہ تھین اور اسپر مزید یہ کہ بقول دہیاتیون کے "بوڑھی ہوئین پتھریان آدٹے لگین کیاس" سب باتون سے تائب ہو ہوا کے زیارت عتبات عالیات کر آئی تھین۔ بلکہ بیت الحرام کی کتیان باندھ چکی تھین وہ تو کہیے راہ بند ہو گئی۔ قصد ملتوی کیا۔ مگر پھر بھی مر کے خدا کے گھر پہونچ گئین۔ پس ان کے نوحون کا کیا کہنا۔ دیکھنے کے قابل ہین اور سچ یہ ہے کہ نوحے اچھے ہین۔ جن کو شوق ہو دفتر تصویر عالم لکھنؤ سے طلب فرمائین قیمت صرف ۱۰ / ہے۔

اس کتاب کا دیباچہ ذرا جی لگا کے دیکھنے کے قابل ہے۔ خصوص آخری حصہ جس مین یہ التماس ہے کہ

"اب حضرات مومنین کی خدمت والا درجت مین یہ آمل الکونین سید اعجاز حسین ملتمس ہے کہ آپ بھی انکے اس اخذ زر کو جو کسی زمانے مین بطور حرام ہوتا تھا ان مرحومہ کو اپنی طرف سے ہبہ فرما کر ان کی روح کو شاد و مثاب کرین۔ تاکہ ان مرحومہ کو حقوق ناس سے بھی برات حاصل ہو۔"

ہمارے نزدیک یہ التماس کما حقہ نہین قبول ہو سکتا کیا وجہ کہ خدا معلوم کتنے ایسے لوگ زندہ ہین اور کتنے مر گئے۔ اور ان یاران رفتہ سے ہبہ کرانے کا کون قاعدہ عالم بالا پہ مقرر ہے۔ علاوہ اسکے جن لوگون سے اخذ زر کیا گیا انہون نے بخوشی خاطر معاوضہ خدمات دیا۔ تقابض البدلین ہو چکا۔ رات گئی۔ بات گئی۔ اب اس زر کو ہبہ کرنے کا حق ہی کیا رہا۔ حقوق ناس تو بی صاحب ہمراہ لیگئین اسکی فکر ہی فضول ہے۔

یہ کونسی لکھنے والی بات ہے جو اخبارات لکھتے ہین کہ روس کے ان ممالک مین جہان چھہ مہینے سے زیادہ برفباری ہوتی ہے عورتین عینک لگاتی ہین تاکہ آفتاب کی چمک سے انکی آنکھین جاتی نہ رہین۔ ہم تو اس اپنے گرم ملک مین دیکھتے ہین کہ بہت سے بھیا شیخے بابو محض بلا ضرورت فیشن کے شوق مین بلا ضرورت عینک لگائے پھرتے ہین۔

ایک شخص نے فلاڈلفیا مین ایک جوان لیڈی سے مصافحہ کیا۔ شدت شوق مین ہاتھہ زور سے دبا دیا۔ پنجۂ نازنین کو صدمہ پہونچا۔ انہون نے لگے ہاتون نالش ٹھونکدی۔ سردست دو ہزار جرمانہ ہوا۔ اب مردون کو چاہیے ذرا دیکھہ بھال کے دست درازی کیا کرین۔ ابھی تو صرف دو ہی ہزار سکے ملتے گئی۔ اگر اس قسم کے جرمانے نے ہاتھہ پاؤن نکالے اور انگلی پکڑتے پہونچا پکڑا تو پھر ہر جگہہ دبانا۔ زور کرنا جرم قرار پا جاسے گا۔ اور بی صاحبہ چھوئی موئی بنکے خاطر خواہ جرمانے وصول فرمایا کرین گی۔

سنتے ہین اوند ضلع گوجرانوالہ کی ایک جوانمرد عورت نے چور کے پاؤن کا گٹا اس زور سے پکڑا کہ جب تک آدمی جمع ہو گئے نہ چھوڑنا تھا نہ چھوڑا۔ واقعی مردون سے بڑھ کر لات ماری۔ لیکن یہ جرأت چورون تک محدود رہے وہین تک خیریت ہے۔ اور اگر خاوند صاحب کی کسی دن مگدری لی تو بیڈھب ہوگی۔

لوکل علیہ الرحمۃ

اس ہفتہ دو ایک روز بلا کی گرمی رہی اب ہوا خنک چلتی ہے ۲۴ کو ایک جلسہ سٹینڈنگ کانگریس کمیٹی کا ہوا۔ ابتدائی تجویزین پیش ہوئین۔

نوٹس

کلکتے میں طاعون صرف برائے نام رہگیا ہے - مگر ضلع ہوشیارپور پنجاب مین ابھی تک یہ آفت موجود ہے -

جی - آئی - پی ریلوے پر جو سگنلر لوگون نے ایکا کرکے کام مین پیچ ڈالا تھا اُس کا کچھ کچھ انتظام ہوتا جاتا ہے چنانچہ مال گاڑی پر مال جانے لگا ہے -

خبر آئی ہے کہ ۵ ہزار حال کے وزیریون نے قلعہ لرتی پر حملہ کیا تھا - مگر بندوقین چلین - بھاگ نوجاتے تھے بالاحسب دستور ہماری سرکار کے ہاتھ رہا - ہان ایک ہندو البتہ سینٹ چڑہگیا یعنے اُس بیچارے کو لوٹ سے گئے -

ملا استان آج کل بل خانے مین تشریف فرما ہین اور اُنکے ساتھی چمڑے کی توپین ڈھال اے توپہ گانٹھ رہے ہین - سُنتے ہین ان توپون سے پانچ فیر اچھی طرح ہو سکتے ہین چیبی چھاپہ خانون کے تو اکثر آپ نے استہا - دیکھے ہونگے - مگر یہ چیبی توپ خانہ ملا صاحب کی ایجاد ہے - واقعی ہتھہ بلیتی کی تعریف انہین پر صادق آئیگی - دو چار توپین عبا یا تنبان مین دبالین اور جہاد کو بنکارتے اُٹھہ کھڑے ہوئے - سہ

غرزہ لسا ہوا ہے دل شکیب مین
توپین لگی ہوئی ہین لبادے کی جیب مین

سُنتے مین ملا صاحب نے نونیرال جرگے کو پھر رو غن تازمل کے میدان بغاوت پر لانا چاہا تھا - مگر اُسنے کہا معاف رکھیے - ع -

ہمین کاٹا ہے جب سے سانپ نے رسی سے ڈرتے ہین

ایک دفعہ آپ کے کہنے مین آئے سرکار بہادر کے ہاتھون وہ گت بنی کہ اُمید شہادت کا سبز باغ سب ویران ہوگیا اب کسی لونڈے کو یہ چپکے - بیٹے گا - یار لوگ اُنکی پر چڑھ چکے - اب کون کچا چبا ہو جو اس سنیہ دین پاؤن دے -

دبدبۂ آصفی یہ اُردو رسالہ دو سال سے حیدرآباد دکن سے بہ سرپرستی مہراجہ صاحب پیشکار افواج آصفیہ شایع ہوتا ہے - جس کا اُجرت اشتہار بھی عرصہ دراز تک دوج صحیفہ ہذا ہوتا رہا ہے (اگرچہ اُجرت خدانخواستہ وصول نہین ہوئی) یہ رسالہ سابق مین پنڈت رتن ناتھ صاحب کو دے دیا گیا تھا اور اُنہین کو اس کی آمدنی عطا ہوئی تھی - مگر اب ان سے لے لیا گیا - اور کوئی ہیرالال صاحب نشاط ہین اُن کو اس کا نفع حلال ہے ہم سمجھتے تھے کہ جو چیز دیدی گئی وہ دیدی گئی - مگر اس ہیر پھیر بدل سے معلوم ہوا کہ یہ پرچہ بھی مثل فوجی رسالے کے ہے جس کی رسالداری مثل عہدے کے ہے آج پنڈت جی رسالدار ہین تو کل کوئی لالہ صاحب - خیر یہ تو انتظامی باتین ہین اب مضامین کو دیکھیے تو بجز معمولی کتابی مضامین کے اور کچھ نہین - ہان حضور بندگان عالی کی ایک شبیہ نہایت نفیس چھپی ہر مہینے البتہ نظر فروز ہوتی ہے - دوسرے کئی مہینے سے اس کا پاؤن بھی بھاری ہوگیا ہے - یعنے اس کے پیٹ مین گلدستہ محبوب الکلام بھی آگھسا ہے - چونکہ راجہ جنید اپرشاد صاحب بہادر خلف اکبر جناب مہراجہ صاحب بہادر کا یہ گلدستہ ہے اس واسطے یہ آغوش کچھ بے جوڑ بھی نہین معلوم ہوتی - اس مین کلام تو بندگانعالی تک کا باعث زیب و زینت ہوتا ہے مگر اور کوئی خوبی قابل تذکرہ نہین بقیہ یہ رسالہ کا حیکوہے گا یعن اسے تو یہ حاملہ عورت ہے جو پیٹ مین بچہ لیے اِدہر اُدہر پھرتی ہے - اور خواہ مخواہ بھی بھاری بھرکم معلوم ہوتی ہے -

کوئی محمد عبدالرؤف الہ آبادی ۲۳ مئی ۱۸۹۹ء کے اودھ اخبار مین ایک مراسلہ چھپواتے ہین جس مین نہایت غیر منطقیانہ اور پوچ و لچر طریقے سے کہتے ہین کہ مسلمان صرف تعصب کی وجہ سے ہندی کے مخالف ہین - اگر وہ اس بحث سے کچھ بھی واقف ہوتے اور اُن کے دماغ مین معقولیت کی بو تک بھی ہوتی تو قبل اس بیہودہ سرائی کے اتنا تو سمجھتے کہ حامیان ہندی ایک تغیر جدید کی خواہش مند ہین اور مسلمان صرف اتنا کہتے ہین کہ جس طرح پر اب تک اُردو عدالتون مین جاری ہے اُسی طرح قائم رہے - اور جو فائدے ہندی مین بتائے جاتے ہین اُن سے بدرجہا خرابیان اُردو اُٹھہ جانے سے ہونگی - سب سے بڑی ضرورت عبدالرؤف صاحب یہ بیان کرتے ہین کہ ہندی ہو جانے سے دیہاتی گنوار اپنی زبان مین عرضیان عدالت مین دے سکینگے - یہ اُن کی نادانی اور ناتجربہ کاری ہے - بھلا کوئی اَن پڑھ گنوار صرف ہندی حروف سیکھ کے کیونکر اُس ضابطے اور طریقے اور تہذیب تحریر کو کام مین لاسکتا ہے جو ایک عدالت مین درکار ہے اور کہان سے وہ قانونی اصطلاحات اور طرز بیان استعمال کرسکتا ہے جو دادرسی اور عدالت اور ہر قسم کے معاملات کے واسطے لازمی ہین - بہتر ہے مضمون نگار صاحب پہلے اس بحث کو جو سالہا سال سے پیش ہے اپنی جگہ بخوبی سمجھ لین اور اور لائق حضرات نے جو رائین ظاہر کی ہین اُن سے واقف ہولین تب زبان

کو لین۔ ورنہ یون تو مضحکہ کے سوا کچھہ حاصل نہ ہوگا۔

حیدر آباد دکن آج کل خبرون کی طرف سے بقول دکنیون کے بیان کیا بھی نہین۔ ہر طرف سناٹا ہے۔ ہان اتنی بات تازہ ہے کہ مولوی سید علی صاحب بلگرامی چار ماہ کی رخصت لیکر ۲- مئی کو روانہ ولایت ہو گئے۔ وہان آپ کی بیگم صاحبہ کی آنکھون کا علاج ہوتا ہے اُن کو ہمراہ واپس لائین گے۔ اور اورینٹل کانگریس مین بھی جو روم (اٹلی) مین ہونے والی ہے منجانب گورنمنٹ نظام شرکت فرمائین گے۔ ۵ محرم کو یہان لنگر دھوم سے نکلا۔ مگر حضور برآمد نہ ہوئے۔ چونکہ مسجد کے سبب سے شیعہ سُنّی مین جھگڑا تھا اس وجہ سے ۳ تاریخ کو حضور کی طرف سے جریدے مین اعلان ہوا کہ چونکہ معلوم ہوا ہے کہ رعایا کے ایک فرقے نے بوجوہ ادا ے رسوم مذہبی مین کمی کی ہے لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ جس طرح ہمیشہ محرم کرتے تھے اب بھی کرین۔ لیکن خیال ہے کہ ایسی باتین نہ پیش آنے پائین ایک دوسرے کو رنجش کا موقع ملے۔

چین نے منچوریا کی ریل کے بارے مین جو روس کی تجویز کو نامنظور کیا تھا اُس نامنظوری کو روس نامنظور کرتا ہے

خبرین

کرنیل میور رزیڈنٹ نیپال نے دفعتہ قضا کی۔

برٹش فوج کشی ہانگ کانگ کو واپس آئی شہر کولون اور سمچن پر بغیر کسی مخالفت کے قبضہ ہوا۔

حضرت مسیح سے ۴ سو سال قبل ٹارین ٹم مین ایک کاریگر نے ایک نقلی کبوتر بنایا تھا کہ اپنے پرون سے اُڑتا تھا نہ تو وہ واپس آ سکتا تھا اور نہ اُسکی رفتار رُک سکتی تھی۔ پچھلے دنون مین جرمنی کے ایک صناع نے ایسا جانور بنایا کہ ایک میل تک اُڑ جاتا اور اپنی جگہہ پر واپس آ جاتا تھا۔ اسی کاریگر نے ایک مکھی لوہے کی بنائی جو اُس کے ہاتھہ پر سے اُڑکر اور بہت سے چکر لگا کر پھر ہاتھہ پر آکر بیٹھہ جاتی تھی پیٹ نیٹ کرسٹوفر نامی ... مین ۱۸۹۹ء کرنل ری تیتین سے انگریزون کو بہت بڑی شکست دی تھی کرنل نے ایک مصنوعی مور اس طرح سے بنایا تھا کہ وہ چلتا پھرتا پر دن کو پھیلاتا دانہ چگتا تھا دانہ اس کے معدہ مین زندہ جانور کی طرح گل جاتا تھا۔ اس ہاکنس نامے نے ایک راج ہنس بنایا ۱۸۶۷ء مین اسکی نمائش پیرس مین ہوئی۔

سیام سے انگریزی رعایا کی سخت خرابی کی خبر آئی ہے یہ برہمی علاقہ شان کے چودہ باشندے ہین جو مجروح کیے گئے یہ افیون بیچتے گئے تھے عدالت نے انکو برسر اجلاس بندوقون سے نشانہ بنایا ایک مر گیا اور باقی مجروح قید کیے گئے بنکاک کے انگریزی سفیر نے اس ظلم کے واسطے جواب طلب کیا ہے اور قید سے چھڑا دیا ہے۔

۱۸ ماہ حال کو احمد آباد اور بمبئی کے درمیان سخت حادثہ ریلوے ہوا سات آدمی مجروح ہوئے۔

پونا مین حکم ہوا کہ فوجی سپاہی والنٹیر گرجا مین نماز پڑھنے کو مسلح اور ہتھیار بند جمع ہون۔

پریسیڈنٹ کروگر اور سر الفریڈ ملنر کے درمیان جو ملاقات بمقام بلم فونٹین ہونے والی ہے وہ ۳۱- ماہ حال کو ہو گی۔

۲۰ مئی- لندن- شہنشاہ روس نے بذات خود ایک کمیٹی مقرر کی ہے کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ سبیریا کو لوگون کا جانا بند کیا جائے۔

۱۷- مئی- بمبئی- حکام خیال کرتے ہین کہ اب سگنلرون کی ہڑتال کا خاتمہ ہوا۔

انشاے پنچ

نمبر ۴
(درزی کا خط عنبلین کے نام)

ڈیر سر معلوم نہین کیا سبب ہے جو آج آپ کی محبت کا دریا بے طرح اُمنڈا چلا آتا ہے تکلف اور تامل کے پل دھڑ ادھڑ ٹوٹ رہے ہین۔ دل مین الگ آپ کی الفت اور محبت کے سُوتے جاری ہین۔ اور آنکھون سے لگ کے پرنالے بہ رہے ہین۔ ؎

سہنا کچہہ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تہی خدا نے آنکہہ سو ناسور ہو گیا

اور مین اسی دلدل مین پہنسا اس کا ورد کرتا ہون ؎ تھی سرد مہری اُسکی آب حیات دلکو
جہوٹے پاک نے تو کچہہ آگ ہی لگا ئی

میری اس حالت سے دوکان کا سارا اسباب و سامان بہا بہا پہرتا ہے۔ صندوق۔ کرسیان۔ میز مال کے جہاز معلوم ہوتے ہین۔ سوینگ مشین (سینے کی کل) مین اتنا تیل زیادہ ہو گیا ہے کہ سلسل بول مین گرفتار ہے۔ دوکان بتاسے کی طرح بیٹھی جاتی ہے۔ کپڑون مین سواے آب روان کے کوئی کپڑا دوکان مین موجود نہین ہے۔ اس سب پر طرہ یہ ہے کہ ہا ےعنایت فرماؤن نے قرض مال لے لے کے مجہے توغریق زحمت کر دیا ہے اور خود نہ معلوم کہان غوطہ لگا گئے کہ بس ہو گئے اُبہرے نہین۔ سچ ہے ؎

چلے جاتے ہین لیکر قرض سر پٹ قعر دریا مین
جو لا مرہون تو ایسے ہون جو تنگ ہون تو ایسے ہون

انہین وجوہات سے مین اور مفلس تہیدست ہو گیا ہون۔ اور ماہی بے آب کی طرح تڑپا کرتا ہون۔ آپ کہین یہ خیال نہ کیجیے گا کہ اس تحریر سے میرا مطلب اُن سو دو سو روپیہ سے بہی ہے جو آپ کے ذمہ مین واجب الادا ہین۔ آپ کو چاہیے شرم ہو یا نہ ہو۔ مگر مین اُن روپیون کا ذکر اس تحریر مین کرنے مارے خجالت اور شرمندگی کے پانی پانی ہوا جاتا ہون۔ مگر سچ پوچہو تو میری شرمندگی ایک معنی کرکے بیجا ہے کیونکہ ؎

جوہر نہ ہوے جسمین جوہر شناس کب ہے
جو صاحب ہنر ہو وہی ہنر کو پرکہے

کیونکہ اگر مجہے ایسی ہی شرم اپنے عنایت فرماؤن سے ہوا کرے گی تو بقایا وصول ہونے سے رہا۔ پہر نتیجہ کہ ایسی ہی ایسی رقمین فاضلات نکلتے نکلتے دوکان تو بکتشریف لے جائیگی اور مین ناکہ ٹوٹی سوئی کی طرح کسی گہورے پر پڑا آپ صاحبون کی عنایت اور مہربانیون کو یاد کرکے پڑہتا ہونگا۔ ؎

کسی کو خاک قدم سے کرینگے وہ زندہ
ہمارا چاک گریبان رفو کرین تو سہی

بس اس کیفیت اور ایسی حالت مین سوار ستانے کے اور کچہہ گنا سنتا ہین نہین پڑتا ہے۔ ؎

بقایا کے پانے کا طالب ہے بندہ
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

لہذا آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ میرے اوپر نہین ملکہ اپنے اوپر رحم کرکے بقایا مرحمت فرمایئے کیونکہ اب مین تو جام لبریز ہو ہی رہا ہون بقول شخصے۔ ؎

کشتی مخدوم درزی در بہنور اُفتادہ است
ڈکہون ڈبکون میشود اے یار الہا یا رکن

اور میرے غریق رحمت ہونے مین کچہہ کسر تو باقی نہین ہے۔ بس یہ ارادہ کر لیا ہے۔ ع۔
ہم تو ڈوبینگے مگر یار کو لے ڈوبینگے

آپ صاحبون کو بہی اپنے ساتہہ قعر دریا مین لیجا کے لقمۂ گھڑیال نہ بنایا ہو تو مخدوم خلیفہ نام نہین ہے۔ آپ لوگون کو شاید معلوم نہین درزیون کی قوم مین اک بسنت کا ریگر ہو کر مین چاک ہاے امن و دنیا کا بخیہ گر ہون مین بس خیریت اسی مین ہے کہ کوڑی کوڑی بیباق کر دیجیے۔ آیندہ اختیار ہے ؎

منت اچہہ حق بود گفتم تمام
تو دانی دگر بعد این والسلام

راقم۔ مخدوم خلیفہ۔

جواب

میان خلیفہ خوش رہو۔
خط تمہارا اور ماکیا ہوا میرے پاس

پہونچا۔ لفافہ کو بھائی گوشت کی طرح سے کھولکر پڑھا۔ تعجب ہوا کہ تم وضعدار ہو کر اس آپکی بہرمار مین کیونکر سنپس گئے۔ بظاہر تو تم ملاقاتی یا محلی نہین ہو جو تمکو بانی سے یا تم سے بانی کو اس درجہ الفت ہے کہ تم غریق آپ ہوئے جاتے ہو۔ خیر اسکو تم جانو اور تمہارا کام۔ مدعا یہ ہے کہ تمہارے خط سے کچھ پریشانی معلوم ہوئی۔ سنو میان۔ یہ دنیا ہے۔ یہان کسی کی ایک حالت نہین رہی۔ نہ رہے گی۔ ع

آنچہ نصیب ست ہم برسد

یہ سب معاملات تقدیر ہین۔ الکو نہ تم دفع کر سکتے ہو نہ مین۔ کیا خوب کہا ہے۔ ؎

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو
ورنہ یونکی سوئی ساری عمر گو سیتی رہے

سوزن تقدیر کا بنایا ہوا بخیہ ایسا نہین ہے جسکو تم ادہیڑ سکو۔ ایسی حالت مین اعتراض زبان کو بھی نہ چلانا چاہیے۔ کیونکہ ع

جو کچہ ہوا فرض سے ہوا یا نصیب سے

پس اب تمکو مناسب وقت یہ ہے کہ اپنی تقدیر کے پیوند پاری کی فکر کرو۔ اور لوگون کے شکوے شکایت سے زبان کو آلودہ نہ کرو۔ ورنہ یقین جانو کہ اگر کسی بگڑے دل سے سابقہ پڑگیا تو سلائی اور لقایا کے عوض مین وہ جانٹے کی آئے گا کہ میان خلیفہ سفید بندکی کے قمیص کی طرح ہر وقت تمہاری آنکھون کے تلے تارے چھٹکے رہین گے۔ اور گردن الگ حلق مین اُتر آئے گی۔ پھر بجائے کپڑون پہ لوہا دینے کے سر سہلانے کی فکر رہے گی اور داد بیداد مچانے کے سوا کچہ یاد نہ آئے گا

میری نسبت جو تحریر کیا ہے مین نہین سمجہتا کہ کس حساب سے سو روپیہ باقی ہین ؎

بدنام مفت کرتے خلیفہ ہو کیون مجھے
مدت ہوئی ہے تمسے کہ بیوپار اُٹھ گیا۔

اگر حساب لگایا جائے تو کچہ میرا ہی فاضل نکلے گا۔ مجھے فخر ہے کہ مین اپنی مدت العمر مین کسی کا دمڑی کا بھی قرضدار نہین ہوا۔ تمہارے سو روپیہ کہان سے نکل پڑے۔ تم مجھے ڈراتے کیا ہو مین تمہارے ساتھ بحر ظلمات۔ گنگا۔ جمنا۔ غرض جہان تم ڈوبنا چاہو ساتھ دینے کو دو قدم آگے ہون۔

راقم۔ بے چین خان۔

علیگڈھ شریف

جناب اودھ پنچ صاحب۔ قدر مردم بعد مردم۔ واقعی پیر نیچر کی وفات نے علی گڈھ کو لاوارث کر دیا۔ نہ اب اگلی سی شان و شوکت ہے اور نہ وہ چہل پہل۔ قوم کا نوحہ اب بھی رویا جاتا ہے۔ مگر وہ سوز کہان۔ قومی ہمدردی کا راگ اب بھی گایا جاتا ہے مگر وہ ساز کہان۔ بقول شاعر ؎

اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑہائی سن کی سی
مگر وہ بات کہان مولوی مدن کی سی

وہ تو کہیے بیچارے نواب محسن الملک بہادر حیدر آباد کی سازشون اور کس مپرسیون کی بدولت یہان موجود تھے جن کے سر پگڑی باندہ دی گئی۔ اور باوجود کثرت مشاغل و ضعف وہ کشتی چلائے جا رہے ہین ورنہ جناب یہ بیڑا پار ہونے والا نہ تہا۔ زبانی جمع خرچ والے تو کم نہین مگر کام کرنے والے ایسے غائب ہین جیسے گدہے کے سر سے سینگ۔ سچ تو یہ ہے کہ مسٹر بک بڑی ہمت کا شخص ہے آپ نے تو انہین شروع ہی مین شاباشی دی تہی یہ جوان مرد دیکھنے مین تو پوست استخوان ہے مگر عجب استقلال کا آدمی ہے۔ مسلمانون کے منتشر مجمع کو منضبط کرنا اُسی کا کام تہا۔ صبح سے شام تک اُسکو یہی دُھن رہتی ہے کہ مسلمانون کا کچہ فائدہ ہو اور کالج کو کہین سے روپیہ ملے اسی فکر مین سوکھکے کانٹا ہو گیا اور محنت کرتے کرتے اپنی تندرستی بھی فدائے کالج کر دی۔ اب بیمار ہو کر شملہ تشریف لے گئے ہین اور جہان تک خبرین آئی ہین ابھی تک مزاج روبہ اصلاح نہین۔ خدا مسلمانون کی حالت پر رحم کرے اُن کو جلد صحت بخشے سید صاحب کے بعد مسٹر بک کی ذات سب غنیمت ہے۔ بعض لوگ تو یہ کہتے ہین کہ سید مرحوم کی روح اُن مین حلول کر گئی ہے۔ ابھی کچہ ہوٹر سٹیون مین جو بم چخ مچی ہوئی تہی اُسے مسٹر بک نے خوب ہی فرو کیا۔ ورنہ اب تک معلوم نہین کیا ہو جاتا۔ کیون حضرت یہ آپ ساری داستان کہہ گئے اور خلیفہ صاحب کا کچہ ذکر ہی نہ کیا۔ خلیفہ صاحب تو پٹیالہ مین رہتے ہین علی گڈہ سے کیا واسطہ۔ ارے میان عجب کمعقل کے آدمی ہو خلیفہ سے میرا مطلب پیرزادہ صاحب مدظلہ العالی سے ہے۔ آہا۔ اب مین سمجہا۔ حضرت اُنکا حال نہ پوچھیے۔ مُردن موقوف بقرہ سماع سازند۔ سلامتی سے ہر روز نت نیا رنگ رہتا ہے۔ گھڑی مین والی گھڑی مین انسان۔ کبھی پیدل اور اس حالت مین کہ ضعف سے قدم اُٹھانا دشوار اور کبھی ماشاء اللہ مشکی جوڑی پر سوار بے تحاشا بوئی بھگائے چلے جا رہے ہین۔ حالت سکون مین سوا خدا رسول کے کوئی تذکرہ نہین مگر جذب مین اللہ دے اور بندہ لے۔ یار لوگ دور ہی سے حق نیازمندی ادا کر کے بھاگتے ہین۔ احباب مین کوئی باقی نہ رہا۔ پورب پچھم جس قدر ارکین خلافت تھے زجر و توبیخ کی بدولت کنارہ کش ہو گئے۔ اب تو ہر وقت بیکسی کا چکارہ

دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست

باتھ مین لیے بکمال حسرت و یاس بزبان حال یہ شعر پڑھا کرتے ہین۔ ؎

کہتا ہاونعش ہے خیال اُس کا
بیکسی مین بھی آہی جاتا ہے

(د) اسکا سے جو چاہے مطالب محمد لیجیے توم سمجھیے۔ گزشتہ عظمت و وقعت سمجھے کوئی ہوئی دولت سمجھے۔ بربادی ہوئی قابلیت سمجھے۔ بہرحال اب تو اللہ کا نام ہے۔ افسوس۔ ؎

بانگ تو: یکر دون گر کوئی میری سُنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے

سید مرحوم خدا بخشے مقدرات کے قایل نہ تھے۔ خدا نے تماشا سے قدرت دکھایا فاعتبروا یا اولی الابصار۔ مگر حضرت ؏ اُسکی بگڑی بھی او الاکہ بناوٹ کے لیے۔ تندرستی کی آس گئی۔ گزری حالت مین بھی وہ وہ لطیف وظریف باتین کہ جاتا ہے کہ سُننے والے وجد کرتے ہین۔ بقول شاعر ؎

سمجھ لیتے ہین مطلب ہے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

اب بھی اگر خدا فضل و کرم کر دے تو کچھ نہین گیا گذرا ہان ؎

یا رب این آرزوے من چہ خوش ست
تو بدین آرزو مرا برسان

قومی خبرین تو آپ سُن چکے کچھ علی گڑھ کے حالات تو بتایئے۔ اجی علی گڑھ وہی گڑھ ہے کا حال مجھ سے نہ پوچھیے بندہ کو کوئی شر خبر نہین۔ سُنتا ہون کہ کالج مین حضور قیصرہ ہند کی سالگرہ کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہونیوالا ہے جناب قاضی صاحب بہادر کے انتظام سپرد ہے۔ کارڈ بٹ رہے ہین مٹھائیان بن رہی ہین۔ لڑکے کمال جوش طرح طرح کے اہتمامون مین مصروف ہین۔ بینڈ باجا بھی منگایا گیا ہے۔

ہٹرا- ہمارے روشن خیال اور عالی ہمت رئیس حاجی اسمٰعیل خان صاحب نے ایک ماہوار رسالہ چند عرصہ سے نکالا ہے جس کا نام معارف ہے اس مہینہ کا پرچہ بہت ہی زرق برق لباس مین نکلا ہے۔ کیونکہ حضور ملکہ معظمہ کی پیدایش کا یہ مہینہ ہے واقعی حاجی صاحب کی خیرخواہی گورنمنٹ قابل تقلید ہے۔

اور بھی آپ نے سُنا۔ یہان طوفان نوح کا چچلا آیا تھا۔ سید سالار کے بیاہ کی تیاریان اس زور شور کی ہم نے تو دیکھین نہ سُنین۔ ہزارہا درخت چشم زدن مین اوکھڑ گئے۔ آندھی کا سکو تھی قیامت تھی۔ بارے خیریت رہی کوئی مکان وکان نہین گرا صرف گھنٹہ گھر کی ایک بُرجی تصدق ہوگئی۔ علی گڑھ آج کل قعر جہنم ہو رہا تھا اس شدت کی گرمی پڑ رہی تھی کہ توبہ توبہ۔ بارے تھوڑی سی بارش ہوگئی اور کسی قدر موسم بدل گیا۔ مگر قبلہ آسمان کا رنگ بدلا ہوا ہے خدا ہی ہے جو اس مرتبہ خاطر خواہ بارش ہو۔

یہان محرم بھی قابل دید ہوتا ہے تمام شہر مین سوا چند رنڈیون کے اور کوئی تعزیہ دار نہین۔ یہان نہ مجلسون کا چرچا نہ مرثیہ خوانی کا تذکرہ۔ میر انیس یا مرزا دبیر کے مرثیہ جس کا دل چاہے کتب فروشون سے خرید کر پڑھ لے اور کہین سُنائی نہین دیتے۔ دو تین تعزیہ اچھے بنتے ہین مگر وہ پہلے تمام شب گردش مین رہتے ہین اور اُنکے ہمراہ روشنی ندارد۔ مدار دروازہ کی سڑک پر جو بہی رُخان علی گڑھ کا مخزن ہے شہر کے بھنگیوں سے رات بھر جمع رہتے ہین اور تعزیون کے سامنے کچھ لوگ (بیرخیر) کی کثرت (حضرت مجھے اس لفظ کے لکھنے کا اس سے پہلے کبھی اتفاق نہین ہوا لہذا املا معلوم نہین) کرتے ہین اور اُچھل کود سے حاضرین ناظرین اور نازنین کو رجھاتے ہین۔

مجھے تو ذرہ نہ معلوم ہوا کہ عشرہ محرم کب شروع ہوا اور کب ختم ہوگیا۔ زندگی باقی ہے تو سال آیندہ مین امسال کا حصہ بھی رو لینگے کیونکہ مجھے اعتراف ہے۔

نہ روئے ہم بتحقیق جو حق تہا رونے کا

(باقی آیندہ)

راقم - مخبر صادق - از قلعہ مرتضوی

تربیت الدجاج

ہمارے مخدوم حاجی محمد اسمعیل خان صاحب

جن کی قومی خدمات اور ملکی تحریرات سے ناظرین بخوبی واقف ہین آج کل مفید تصنیفات کی طرف متوجہ ہین۔ علاوہ رسالہ المعارف کے چھوٹی چھوٹی کتابین بھی بہت سی لکھی ہین۔ چند روز ہوئے حاجی صاحب نے ایک ترکی کھانون کی کتاب لکھی مگر یہ خیال کرتے کہ کھانا پکانے کی ترکیب تو معلوم ہوگئی اب کھانے والی چیز بھی مہیا کرنا چاہیے اس لیے آپ نے مرغیون کی نسل بڑھانے اور علاج وغیرہ کے متعلق ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ اب کیا ہے۔ خوب مرغ کباب اور مرغ پلاؤ کھائیے اور مزہ اڑائیے۔

مسلمانون کو کمی تعلیم کی وجہ سے نوکری وغیرہ تو ملتی نہین ورنہ ان کی تعلیم اور تربیت کرتے کرتے حاجی صاحب اور ہمارے ہمخیال حضرات تھک گئے۔ اس لیے مناسب بھی ہے کہ مرغیون کی تربیت کی طرف توجہ کی جائے۔ ڈپٹی کلکٹر یا منصف تو ہونے ست رہے۔ مسلمان بھائی مرغی بیچ کر تو ہو جایا کرینگے۔ اجی یہ تو دلگی تھی۔ واقع مین حاجی صاحب کی کتاب خانسامانون اور سکوٹ کے اہلکارون کے لیے ازبس مفید ہے اور اگر قبیلہ تعلیم کچھ اور ترقی کر جائے تو ہمارے ملکی ڈفالی بھائی اور خانہ بدوش کنجڑ جو مرغیون کی تجارت زیادہ کرتے ہین اس کتاب سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہین معلوم نہین حاجی صاحب نے بٹیرون کے علاج کی کچھ مجرب دوائین لکھی ہین یا نہین۔ ہمارے شہر مین بٹیر بازی کی وجہ سے اسکی بہت ضرورت تھی۔

راقم۔ مرغباز۔

مشکی علم

ارے بھی یہ مشکی علم کیسا؟ علم سونے چاندی۔ پیتل۔ تانبے اور ٹین وغیرہ کے ہوتے ہین یا مشک کے؟ کیا خوب۔ آپ کو مشکی علم پر بہت تعجب معلوم ہوا۔ اے حضرت (حضرت) اگر انصاف کی نظر سے دیکھیے تو جو لوگ اعتقاد کامل اور سچے دل سے علم کے رتبہ شناس ہین ان کے لباس سے راہ چلتے بوے مشک بلکہ بہتر از مشک محسوس ہوتی ہے۔ پھر اگر علم کو مشکی کہا تو کیا اچنبھے کی بات ہے اور یہان تو مشکی مین یاے نسبتی ہے مشک ایک مقام ہے ایران کی عملداری مین جیسے ختن۔ وہان کے ایک باشندے حاجی مرزا کاظم نامے جو کلکتہ کے مشہور تاجر ہین اس علم کے سرپرست ہین۔ اس باعث سے مشکی علم کہا گیا۔ یہ علم ساتوین محرم کو اور مرحوم حاجی کربلائی کا علم آٹھوین کو ایک مدت سے کلکتہ مین نکلتا ہے اور ایسی شان و شوکت سے نکلتا ہے کہ دیکھنے والے سال بھر تک مشتاق رہتے ہین۔ اور منزلون سے دیکھنے آیا کرتے ہین۔ لوگون کا خیال ہے کہ ایسے مجمع سے ہندوستان مین کہین علم نہین نکلتا۔ سب سے آگے ایک نقرئی علم جو بقامت کہتر اور بقیمت بہتر اور وزن مین گران تر ہوتا ہے بعض مشتاق اور تجربہ کار معلمون کی سپردگی مین دیا جاتا ہے اور وہ اسکے بار کو باری باری اپنے پٹکون اور کمربند پر سنبھالے رہتے ہین۔ بعد اس کے ایک رسمی علم چار یا پانچ گز کا لانبا ہوتا ہے جس مین بہت سے ناشے لٹکتے رہتے ہین اور ان کلاوون مین ہر چہار جانب اطفال عجم کو اون کے ملازمین وغیرہ اور اب ان کی دیکھا دیکھی اہل ہند بھی اپنے اپنے بچون کو جکڑ بند کر دیتے ہین اور اسی حالت سے وہ سب از ابتدا تا انتہا علم کے ساتھ رہتے ہین اس کے بعد کئی سو علمون کی قطار دو جانب مسلسل اور مرتب کی جاتی ہے اور تمام علم ایک مضبوط رسن سے باندھکر پچھلا سرا رسی کا ایک شخص کے ہاتھ مین دیا جاتا ہے کہ جب وہ چاہے بآسانی سب کو روک سکے پس یہ سمجھنا چاہیے کہ اس دو رویہ قطار کے باعث سے ماتم کرنے والے ایک ایسے حصار مین محفوظ ہو جاتے ہین جنکو ہر چہار جانب سے پولیس کا عملہ گھیرے رہتا ہے اور کسی ایسے شخص کو جو محض تماشائی نظر رکھتا ہو اس حصار مین آنے کی جرأت نہین پڑتی۔ اس وسیع حصار مین پانچ سات دلدل ہوتے ہین اور ہر دلدل کے ساتھ ایک ایک دستہ عجم کا جدا جدا ماتم کرتا ہے گورنمنٹ عالیہ کو ان دونون تاریخون مین حفظ امن خلایق کے لیے بہت بڑی زحمت اٹھانا پڑتی ہے۔ ٹرمویے کا سلسلہ جو ایسی تیزی سے جاری ہے کہ ہر پانچ منٹ مین ہر سڑک پر آنے اور جانے والے کو ملسکتی ہے عند الوقت گشتی مقامون سے بالکل منقطع ہو جاتا ہے اور گاڑیون کا تو پتہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ کسنے سب کو چھو منتر کرکے اڑا دیا۔ ڈھائی بجے دن سے ۵ بجے تک جو گشت کا محدود وقت ہے سپرنٹنڈنٹون۔ سارجنٹون۔ انسپکٹرون کے ہجوم اور سپاہیون کی کثرت سے عام کی اور بلکہ اس کے ساتھ

شہر کی بھی وقعت نظر آتی ہے۔ سڑک کے کنارے ہر دو جانب کی اونچی سڑکین جو کرفٹ کے نام سے مشہور ہین دیکھنے والون کے لیے مخصوص ہو جاتی ہین اور اگر سڑک پر کوئی شخص اتر آیا تو اُسے پاجی چھکار سانڈ سے سابقہ ہے کہ جس سے جبل کی جہالت آٹھ پہو جاتی ہے۔ چور چوری قبول دیتا ہو نشے باز کا نشہ ہرن ہو جاتا ہے۔ انبوہ خلق کا یہ حال کہ خدا تیری پناہ کیا مجال کہ کوئی فٹ پر ایک قدم راہ بے تکلف طے کر سکے۔ بس جہان جو کھڑا ہے مثل تصویر کھڑا ہے۔ گشتی سڑکین تو صدا ارنی بالاخانہ سے کوتو نولہ اسٹریٹ اور وہان سے ہو بازار اسٹریٹ پھر لال بازار اور لوچیت پور روڈ بہت وسیع اور طولانی ہین۔ مگر خدا جانے اتنے لوگ کہان سے ٹوٹ پڑتے ہین کہ جو ایسی کشادہ سڑکون مین نہین سما سکتے۔ اس کشمکش مین ہر شخص اپنے تئین ایسا پاتا ہے جیسے شکنجے مین کتاب۔ علاوہ بران دو رویہ اونچے اونچے اعلٰے منزلون کے مکانون پر دو دہا ہوتے ہین کہ الامان الحفیظ خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہین مکان نہ پھٹ پڑے۔ غرضکہ اوپر سے نیچے تک ٹڈی دل کے سوا اور کچھ نظر نہین آتا۔ اب سنیے کہ ساتوین کو مشکی علم دیکھتے ہی دھوپ کافور ہو گئی۔ ابر مانند مشک نظر آنے لگا۔ مگر خیر

ہوئی کہ بوند اباندی سے خدا نے محفوظ رکھا اور مشکی علم خیر و خوبی سے پھر آیا۔ البتہ آٹھوین کو کربلائی علم کی بیکسی دیکھکر ابکی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور فی الفور کیوڑے گلاب کے آنسوؤن کی بارش شروع کر دی۔ ہر چند کہ بارش رہی اور کوئی چھتری نہین لگا سکتا تھا۔ مگر ناظرین پرے باندھے ہوئے برابر ڈٹے رہے۔ ماتم کرنے والے منغلیون پر بارش کا بعینہ وہی اثر پڑا جو اسٹیم سے انجن مین ہوا کرتا ہے۔ سب کے سب بیخود ہو گئے۔ ہر ایک کے سُرخ سُرخ چہرے سے وجد اور ولولے کے آثار نمایان ہوئے۔ اُس وقت کا سمان کیا بیان ہو کہ مغلون کے جوش نے دیکھنے والون کے دلون پر کیسا اثر ڈالا تھا۔ ایک گروہ مین اس نوحے پر ماتم تھا۔ ؎

وا علم نصرت شہ کربلا
از کف عباس دلاور فتاد

دوسرے گروہ مین اس نوحے پر سینہ کوبی ہوتی تھی۔ ؎

اکبر سفر کرب و بلا رفت و نیامد
مشکل رسول دوسرا رفت و نیامد

اسی طرح ہر ایک ستے مین ایک نیا نوحہ پڑھا جاتا تھا جس سے خلق خدا کے دل ہلتے تھے۔ آخر کار یہ علم بھی کامیابی سے امام باڑے مین داخل ہوا۔ سچ تو یہ ہے کہ مشکی علم یا کربلائی علم کی کچھ تخصیص نہین کوئی عمل نیک کیون نہ ہو جب انسان دلی توجہ اور سچے خلوص سے بجا لائے گا ضرور پھل اُسکا اچھا پائے گا۔ باقی سال آئندہ۔

الراقم۔ میر پٹھو۔ از مٹیا برج۔ کلکتہ۔

اورنگ آباد دکن

مددگار صاحب معہ بہادر نی اورنگ آباد

تو منوان کی مددگاری پر تبدل ہوئے مگر آپ خدمت کو کتنا خصی مین چھوڑ گئے۔ ہماری رائے یا تو انگریزی تعلیم کا فرشتہ اورنگ آباد کے لیے آسمان سے بلایا جائے یا کم سے کم کوئی تعلیم یافتہ یورپ مین نیویارک (واقع امریکہ) سے بلایا جائے۔ کیونکہ دیسی تو نہ باشندون کے رسوم و عادات سے واقف ہین نہ انہین تجربہ ہے۔ اجی ہو بھی۔ ہمکو لیاقت و یاقت کی ضرورت نہین انگریزی تعلیم کا نام کافی ہے۔ ولایتی تعلیم ہو۔ پھر چاہے تمام اورنگ آباد تباہ ہو جائے مگر ہم پریشان حال نہ ہونگے۔

مسٹر پنچ۔ تم یہ نوٹس اخبارون کی اطلاع کے لیے شائع کر دو کہ اگر آئندہ سے کسی نے اسلامی ریاست یا یہان کے باشندون کے لیے مسلمان کا لفظ استعمال کیا تو ہم لائبل ضرور دائر کرینگے۔ کل نیر آصفی کا حوالہ دیکر ایک نیٹو نے ہمسے ایک تہذب لوسونکے مدرسہ کے قائم ہونے کی خبر دی تھی آج اُسی نے ذکر کیا کہ قیام مدرسہ کے لیے روپیہ کی ضرورت ہے۔ تمنے فوراً اپنا خاندان بھر کا روپیہ گھر کا اثاثہ بیچکر اپنی نیم وحشی بی بی کو بیچکر روپیہ جمع کیا مگر اُسی کم بخت نے پھر کہا کہ ولایت کہان بھیجتے ہو۔ اجی مکہ بھیجو۔ استغفراللہ بس آگ ہی تو لگ گئی۔ اُسکو مار پیٹ کر نکال دیا۔ اور تمام روپیہ ایک حور پری (میم پر) لٹا دیا۔ تھوڑا بچ رہا تھا تو مہذب مدرسہ بوسہ وانگریزی اخبار کے اڈیٹر کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ شائع کر دین کہ یہ روپیہ ایک غیر مہذب وحشی (مین خلاف تہذیب نام نہین لینا چاہتا) مدرسہ کی امداد کے لیے بھیک منگے مانگ رہے ہین۔ کوئی دھوکا نہ کھائے۔

راقم
ایک حیدر آبادی امیر

ابا جان کی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۱۵

علاج معالجہ کی نسبت خیالات

چونکہ اباجان کی صحت برابر سے خراب رہی ہے اور ہمیشہ کے بیمار رہنے نے انکو کسی قدر ڈاکٹر اور حکیم بھی بنا دیا ہے اسلیے علاج معالجہ کی نسبت برابر ہی انکی ایک خاص توجہ رہی ہے۔ اطبائے حاذق کی صحبت چونکہ ان کو ابتداے شباب سے رہی ہے اور چونکہ حکیموں اور ڈاکٹروں مین ان کے بہت سے دوست اور دلی احباب ہین اس لیے انکی معلومات اس خصوص مین بہت وسیع ہے اور انکے تجربے نہایت مفید ہین سیکڑون ہی محاورات نوک زبان پر ہر وقت جاری ہین اور ہزارون مفید تدبیرین تحویل حافظہ مین ہر آن موجود۔ بہت سے نسخے زبانی یاد ہین اور بیسیون نوٹ بک ان سے بھری پڑی ہین اکثر دوائین جو ان کے تجربہ مین آچکی ہین وہ اب گویا ہر سال گھر مین بنجاتی ہین اور انکا ایک کافی ذخیرہ الماریون مین موجود رہتا ہے

معمولی آدمی سے اگر اباجان کسی مرض یا مریض کی حالت کی نسبت گفتگو کرین تو وہ ضرور ان کو طبیب خیال کرے گا اکثر قابل لوگون نے بھی ایسا دھوکا کھایا ہے۔ یونانی طریقۂ علاج سے اُن کو اعتقاد ہے اور اُس مین بھی خاص خاص طبیبون کے گھرانے ہین کہ جنکے جانشینون سے وہ اپنا اور اپنے عزیزون اور متوسلین کا علاج کراتے ہین۔ اُنکے یہ خیالات بہت مضبوط واقع ہوئے ہین اور مشکل سے کہین بدلے جا سکتے ہین۔ وہ یونانی اطبا کہ جنسے وہ رجوع کرتے ہین اُنکو بہت کچھ اُنکے خاص تجربہ اور راے کی عظمت کرنی پڑتی ہے اور اکثر اُنکے عام مشورہ کے احاطہ مین رہکر علاج کرنا پڑتا ہے یہ ممکن نہین کہ کسی نسخہ یا تدبیر مین وہ اپنی راے نہ دین اور اگر ذرا سا بھی تامل نے تامل کیا دور رجن اطباے یونانی کو وہ دم کے دم مین کوٹ کر دیتے ہین۔ اکثر اوقات وہ اپنی راے سے طبیب کی راے کی مختصر ترمیم کر دیتے ہین اباجان اور خاندان بھر کی کل عورتون کو اُنکے تجربہ پر ایسا یقین ہے کہ اگر لقمان بھی آ کر ان کی راے کے خلاف مین مشورہ دین تو ہرگز وہ اسپر عمل نہ کرین گی۔ پاچک۔ شربت۔ کھانسی کی گولیان۔ روغن کے اقسام یہ سب تو ضرورت کے وقت گھر مین شبکو ملتا ہے اور احباب خاص اور نوکرون کے حلقون مین اُنکی تقسیم ہوتی رہتی ہے۔ اس مین سے ہر ایک نسخہ ایک مشہور اور حاذق طبیب کے نام سے منسوب ہے۔

مریضون کے حالات کے بیان کرنے اور اُنکے ضروری اور مشکل تفصیلات سے قلیل عرصہ مین معالج کے واقف کرنے مین اباجان کو ایسا کمال ہے کہ جسکی داد چند مرتبہ حکیم مسیح الدولہ مرحوم نے بھی دی تھی۔ تیمارداری کی ایسی بے مثل قدرت اُنکو ہے کہ کوئی تربیت یافتہ ولایتی (نرس) اُن کا مقابلہ نہین کرسکتی ہے اجابت کے متعلق جب تفصیلات کو وہ بیان کرنا شروع کرتے ہین صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قابل طبیب اُس خاص مادہ مین الجھ رہا ہے۔ کس مرض مین کس قسم کی غذا دی جاے گی۔ اُس کی واقفیت بھی اُن کی بہت گہری ہے اور اکثر پرہیزی چیزون کے پکانے مین بھی اُنکو اچھا دخل ہے۔

اُنکے نزدیک اب ہمارے اتنے بڑے قدیم شہر مین ڈیڑھ دو طبیب کل باقی رہ گئے ہین۔ اور اُن کے سوا جو ہین

قرضخواہونکو مژدہ

جائداد زمینداری پر جو کسی حصہ ملک مین واقع ہو بشرح فیصدی قرضہ دیا جاتا ہے خط کتابت بذریعہ اس اخبار کے بابو پی پی چٹرجی ایجنٹ بہ نشان نمبر ۴۳ گنگا رام بابو اسٹریٹ کلکتہ کرنی چاہیے۔

اُن کا نام اباجان نے خطرۂ جان رکھا ہے
یہ ڈپٹی صدر دودہ ہین کہ جن کی عمر اسّی کے
قریب ہے اور شکل سے ان مین حس و
حرکت کی طاقت ہے اباجان کا قول
ہے حکیم و حاکم دعا گمشتہ بی باید- ان کی
کمنگی مین کسکو شک ہو سکتا ہے مگر اکثر
نئی روشنی والے اُنکی صحت دماغی مین
اظہار شک کرتے ہین- اور اسکو سنکر
اباجان بہت خفا ہوتے ہین- علاج کا
اثر کچھ ہی کیون نہ ہو مگر ان طبیبون کے
سوا میرے گھر مین اور کسی کا علاج نہین
ہو سکتا- ڈاکٹرون سے تو اباجان کو
مطلق عقیدہ نہین ہے اور اُن کے
خیال مین یہ لوگ آیۂ عذاب کے بلا کو ہین
جنکو خدا نے لوگون کے ہلاک کرنے کے
لیے دُنیا مین بھیجا ہے جراحی وغیرہ کے
متعلق جو امراض ہین اُن مین بھی ڈاکٹر
بہت کم بلائے جاتے ہین اور اُس وقت
تک تو کبھی بلائے نہین جاتے جب تک

جان علی جراح جواب نہ دے لے ابھی
تک ڈاکٹرون کے سرجری کے بدیہی کمالات
سے اُنکو صریح انکار ہے- اس تعصب کا
کوئی علاج ہے- اب ادھر چند سالون
سے جبکہ اُنھون نے دیکھ لیا ہے کہ ہیضہ
انفلوئنزا- اور نیومونیا وغیرہ ایسی بیماریون
کا علاج اُن کے طبیبون کے پاس
سوائے دعا- کلمات تسکین- اور مسکن
وغیرہ کے اور کچھ نہین ہے تو امان جان
کے اصرار سے کبھی کبھی ایسے امراض کے
علاج کے لیے جناب خان بہادر
اصغر علی خان صاحب یا جناب ڈاکٹر
اکبر خان صاحب بلائے جاتے ہین ابھی
دو تین سال کا عرصہ ہوا کہ اباجان دانت
کے درد سے بہت سخت پریشان ہوئے
دو وقت یا نہ روز نمیر وانہ اور پانی کے پُتے

ٹرے جو کچھ نسخے اُنکو یاد تھے اور جو کچھ
طبیبون نے بتائے یہ سب اُنکو دیے
گئے- سینک- کلی- غرارہ- ضماد وغیرہ
مگر خاک فائدہ نہ ہوا- اتفاق سے اُن
روز ڈاکٹر صاحب میرے بھائی کو دیکھنے
آئے تھے اُنھون نے جو اباجان کی مرغ
بسمل کی طرح دیکھی اُن سے کہا کہ چار منٹ
مین وہ صحیح ہو جا سکتے ہین- خلاصہ یہ کہ
مشکلون سے اباجان نے اُنکو اپنے
بوسیدہ دانت دکھائے ڈاکٹر صاحب
نے دو منٹ مین آلہ کے ذریعہ سے
اُنکے ٹکڑے دانت نکالکر پھینکدیے
اور اباجان بالکل اچھے ہو گئے- اس
تدبیر کی تاثیر کے دیکھنے سے اباجان اور
اُن کے متعصب صاحب نہایت متحیر
ہوئے اور اُس آلے کو غور سے دیکھنے
لگے اور پھر تو اُس روز سے ڈاکٹر صاحب
کی بڑی تعریف ہوتی ہے- اور سرجری
کے متعلق اُنپر عقیدہ جم رہا ہے-

اباجان ہم لوگون کے علاج معالجہ
مین بعض وقت ایسا دخل در معقولات
کر بیٹھتے ہین جس سے بعض لوگون کی
جان خطرہ مین آجاتی ہے بلکہ بعض
باتین میرے خیال مین فضائع بھی ہو گئی
ہین- سارے شہر مین ڈاکٹرون اور
طبیبون کا حتے کہ ہومیوپیتھی تک کا علاج
زور و شور سے جاری ہے- مگر ایک
میرا بدنصیب گھر ہے کہ نئے تجربون علوم
اور معلومات کے فائدون سے ابتک
گویا محروم ہے-

کسی نے اباجان سے بیان کیا کہ
ڈاکٹرون کو ایسی قدرت ہے کہ عورت
کا پیٹ چاک کرکے اسکے اندر نشتر لگاتے
ہین اور اپنا کام کرکے پیٹ مین ٹانکے
لگا دیتے ہین اور وہ عورتین اچھی ہوتی

ہین یہ سنکر وہ بہت غصہ ہوئے- چہرہ لال
ہو گیا- کانپنے لگے- اور بعد اُسکے فرمایا کہ کیا
ڈاکٹر اب حضرت مسیح بنا چاہتے ہین-

اُن کی اپنی صحت کی حالت واقعی بہت
قابل افسوس ہے- دن رات مین ایک وقت
کھانا کھاتے ہین صبح سے دس بجے تک
اجابت وغیرہ کے بکھیڑے مین پھنسے رہتے
ہین- دن کو زیادہ سوتے اور رات کو اکثر
جاگتے ہین- روزانہ دوا کا استعمال ہے اور
زیادہ تر مقویات و معاجین اور جاڑون مین
کشتہ جات بھی- اس خلاف موسم ادویہ کے
استعمال نے اُن کی صحت کو اور بھی غارت
کر دیا ہے- مگر جب تک اُن کی اور بعض
غلط اور مہلک خیالات کی اصلاح خدا کی
طرف سے نہ ہو گی اُن سے یہ خیالات غلط
اور جانستان نہین جا سکتے اُن کا خیال
ہے کہ فطرت کے خلاف انسانی کل قوتین
سمیات اور کشتہ جات اور معاجین کی
تائید سے نہ فقط قائم رکھی جا سکتی ہے
بلکہ اُن کا حسن استعمال بھی ممکن ہے اس
خیالی خوشی کے قائم رکھنے کے لیے داخلی
اور خارجی دونون قسم کی دواؤن کا دھڑلے
سے استعمال ہوتا ہے- بڑھاپے مین یہ
خیال ایسا قوی ہو جاتا ہے اور انسان کی
عقل پر ایسا پردہ الجھ جاتا ہے کہ اباجان سے
ایسے تجربہ اور سن کا آدمی بھی اس قسم کی
کی دوا تو کھاتا ہے مگر اُنکے کھانے مین پھر یہ
قید تک نہین کہ تجربہ کار اور لائق طبیب ہی
کی دوا ہو- شاہ صاحب- مہنت جی- جوگی
صاحب- پیر صاحب- آغا صاحب- جس کا
نسخہ ہوا اُس کو اباجان بے کھٹکے کھا جاتے
اور دو تین مرتبہ انھین سمی دواؤن کی بدولت
مرتے مرتے بچے ہین مگر پھر بھی اُن کی یہ عادت
نہین چھوٹتی ہے- اور بقول اماجان کے
کہ مرتے دم تک وہ اس قسم کی غلطیون سے

شاباش!

ہرگز متنبہ نہ ہون گے- لوگون کا ایسا خیال ہے کہ شاید بی جادی کے سر ان کا خون ہوگا کیونکہ جب تک وہ ان کے پہلو کو گرم کرتی رہین گی ان کی حیات کی خیر نظر نہین آتی ہے-

اباجان اس قسم کی دواؤن کے بنانے اور ان کے نسخون کے تیار کرنے مین بہت خرچ کرتے ہین اور ایسے دوائین دوستون اور معتقدون کو نہایت فیاضی سے دیتے ہین روزانہ شام کے وقت اُنکے نیم جان عیاش مزاج احباب ان دواؤن کے لینے کے لیے اس طرح اُن کی دواؤن کے بکس کے گرد جمع رہتے ہین جیسے پیاسے کسی حوض کے گرد بیٹھے ہون- اس بکس مین ہر قسم کی لذت افزا اور شباب آور دوائین ہین اور ہر ایک تاثیر کی نسبت مبالغہ کے ساتھہ ذکر کیا جاتا ہے اور بیت سی نقلین اسناد مین پیش ہوتی ہین- بعض حضرات نے ان کی قوت سے جو فوائد حاصل کیے ہین اُن کا بہت فخر سے ذکر کرکے پھر زیادہ مقدار مین وہ دوا اباجان سے لیتے ہین اور خوش خوش اپنے گھر جاتے ہین- بعض حضرات عورتون کی زبانی اُن کی غیر معمولی قوتون کی دلپذیر کہانیان سُنا سُنا کر جلسے کو گرم اور اباجان کی فیاضی کے ہاتھہ کو اور زیادہ کشادہ کرتے ہین-

ان تمام دواؤن کے ساتھہ بطور بدرقہ خاص خاص قسم کی چیزون کے کہانے کی بھی ہدایت ہوتی ہے- اکثر کے ساتھ کثیر مقدار مین گھی- بالائی اور دوسری مرغن اور مجرب چیزین بتائی جاتی ہین

راقمہ- تہذیب افروز بیگم

خوان یغما

اس شخص نے ایک حجام سے پوچھا کہ تمہارے حجامتون مین سے کوئی خط بنواتے مین سو بھی جاتا ہے-

حجام- ہان- موسم سرما مین اکثر ایسا ہوتا ہے- اور مین کسی موٹے آدمی کو دیکھہ کر پہچان لیتا ہون کہ آفت آئی حضرت اگر آرام سے کرسی پر بیٹھے ہین اور ذرا آرام زیادہ ملی تو سوجاتے ہین مگر مین بھی باتین کیا کرتا ہون تاکہ وہ خواب مین مصروف رہکر سونے سے باز رہین یا اس سے کام نکلتا نہ دیکھہ کر صابن سے بھرا ہوا برش اُن کے مُنہ مین گھسیڑ دیتا ہون یا آنکھون مین اور گو اس سے وہ برہم بھی ہوجاتا ہے مگر اُسکے بیدار رکھنے کا اس سے عمدہ علاج نہین- اکثر اوقات لوگ گردن کرسی پر رکھہ کر سوجاتے ہین اور گردن کی کھال ایسی سخت کر لیتے ہین کہ خواہ مخواہ کاٹ ڈالنے کو دل چاہتا ہے

ٹام- کیونکہ یہ مرض اُس کو ولایت سے پیدا ہوا ہے- اسمد سے جوش تہذیب اسی لیے تو ہم طاعون کو بُرا نہین کہتے

”پیاری تم مجھہ سے شادی کیون نہین کرتین- کیونکہ لوگ کہتے ہین کہ مجھہ سے فرق نہین رہتا“

”میرے انکار کی بھی یہی وجہ ہے کہین مین بھی تم جیسی نہ ہو جاؤن“

ایک فرنچمین انگریزی ہوٹل مین جا کر ٹھہرا- اتفاق سے انڈے کی ضرورت ہوئی مگر نام نہ یاد تھا آخر خانسامان سے پوچھا ”یہ جو چگ رہے ہین کیا ہین؟“

خانسامان- مرغ-

فرنچمین- ان کی مادہ-

خانسامان- مرغی-

فرنچمین- اس کے بچے- خانسامان- چوزے

فرنچمین- وہ پیدا کس چیز سے ہوتے ہین-

خانسامان- انڈے سے-

فرنچمین- مجھے تین اُبلے ہوئے لادو-

حیدرآباد دکن

خاص نامہ نگار

اجی اودھ پنچ حضرت- میرے سے یہ کیا پوچھو ہو کہ مضمون کچھہ نہین بھیجا- خبر نہین

اُستاد- (لڑکے کرم ٹام- تم نے جغرافیہ کا سبق کیون نہین یاد کیا-

ٹام- اس وجہ سے کہ اخبار کہتے ہین کہ یورپ مین تغیر عظیم ہونے والا ہے-

اُستاد- عزیز من- اپنی کھانسی کی دوا کیون نہین کرتی؟

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز ڈاکٹرون میڈیکل کالج کے پروفیسران نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست و رؤسا ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ مفصلہ ذیل امراض کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دہند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم صاحبان اور رؤسا کے آنکھونکے مریضون پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑہ جاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ عنبری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر**۔ پروفیسر میا سنگہ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

ان سے بڑہ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ خصوصاً مفصلہ ذیل امراض کے لیے بہتر اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا۔ دہند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین۔ جالا۔ موتیا۔ کوتاہ نظری ناخنہ۔ باہر اور اندر کی جہلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکہنا چاہیے۔ ایسے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سانگل صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کا سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے۔ مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتمو دیوی بعمر ۴۰ سال ساکنہ لاہور کیا ہے۔ مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تہین انمین کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تہین صفائی سے نہین دیکہہ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے مرض مذکور سے کلی صحت پائی۔

راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور ہو رہی تہین استعمال کر کے دیکہا۔ مفید پایا۔ میری رائے مین خاصکر ان لوگون کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند ضعیف العمری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برج لال گہوش۔ رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکہنے اور آنکھوں کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر و ٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۶ء مین جمع کیا گیا ہے

نوٹس

شارٹ ہنڈ یعنی مختصر نویسی انگریزی تعلیم کے ساتھ لازمی ہوتی جاتی ہے لیس اُسکی جانب اہل تعلیم کا خیال رجوع ہونا تقاضاے وقت مین شمار کرنا چاہیے تجارت ڈاکٹری - وکالت وغیرہ مین اسکی بڑی ضرورت پڑتی ہے اور پبلک اس ضرورت کو روز بروز محسوس کرتی جاتی ہے - چنانچہ چندسال سے لکھنؤ کے کرسچن کالج مین اسکا کلاس قائم ہے اور طلبہ کو تعلیم دیجاتی ہے - سُنا گیا ہے پنجاب مین اسکی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے -

سگنلر لوگون نے جی - آئی - پی ریلوے مین ہڑتال کردی اُس کا اونٹ کو کسی نہ کسی کل بیٹھنا ہی جاے گا - اور عموماً بیٹھ ہی جایا کرتا ہے دُنیا کے کام رُکے نہین رہتے - زمانہ کاہل - کام چور - شورہ پشت - متمرد سب کو گھسیٹ لیے جاتا ہے مگر اس معاملے مین ایک سوال یہ پیدا ہوا ہے کہ یہ لوگ اکثر ہندوستانی تھے - پس موقع شناس یورپین جو الزام کی گھات لگاے بیٹھے رہتے اور چاہتے ہین کہ جہان گنجایش دیکھین یورپین اور یوریشین لوگون کو تھوپین اُنہون نے کہنا شروع کیا ہے کہ یہ خرابی محض ہندوستانیون کی وجہ سے ہوئی - اگر آج کمپنی ضمانت کو بالاے طاق رکھکے یورپین سگنلر رکھتی تو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا - اگرچہ اس قسم کی باتین صرف نتائج کے تجربہ کی انجرات ہین اور قابل اسکے نہین کہ کوئی سنجیدہ - سرد و گرم زمانہ دیدہ شخص برابر بھی اعتنا کرے مگر اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ایکا کرکے کام ترک کرنے کی لت بھی یورپین ہے جو ہندوستانی بیچارے محض تقلید آگرگزرتے ہین - یورپ مین آئے دن جو کارخانون - جہازون - ریلون - معدنیات وغیرہ مین مزدورون سے ایسی ہڑتال پیدا کرتے رہتے ہین کیا وہان بھی یہی ہندوستانی ہوتے ہین - سچ پوچھو تو ملازم اور آقا مین جو رشتۂ محبت و خیرسگالی ہونا چاہیے وہ یورپین برتاؤ مین مفقود ہے اور وہی ان خرابیون کا باعث ہے ورنہ ہندوستانی دماغون مین یہ بے مہری اور بے مروتی تا بوجہ ہین سما ہی نہین سکتا - وہ تو اُس شخص کو جو اُنہین کھانے پینے کو دیتا تھا اُن داتا سمجھتے تھے - اور جسقدر جسکی ماتحتی اور ملازمت مین زمانہ گزرتا جاتا تھا اُسی قدر [illegible] کی محبت اُنکے دلون مین جاگزین ہوتی جاتی تھی مگر افسوس ہے طرفین کے برتاؤ مین بے مروتی نے راہ پائی اور یہ خرابیان پیدا ہو چلین -

حیدرآباد دکن کی خبرون مین - غلط خبر فی الجملہ توجہ سے پڑھنے کے لائق ہے کہ مسٹر پلوڈن رزیڈنٹ حال وظیفہ لینے والے ہین اور آپکی جگہ مسٹر کرافورڈ کمشنر برار مستقل رزیڈنٹ ہونگے - مسٹر پلوڈن کا زمانہ حیدرآباد کے واسطے ایک زلزلے کا زمانہ رہا ہے اور اگرچہ طبیعیات مین ان انقلابات سے کچھ نہ کچھ فائدے بھی مترتب ہوتے ہین - مثلاً نئی جھیلون دریاؤن کا پیدا اور پہاڑون کا شق ہو کر مادون کا خارج ہونا یا بڑے جنگلون کا خسف ہو کر انگشت زارون کا نبنا - مگر یہ پولٹیکل زلزلہ اب تک بجز خسارے کے اور کوئی فائدہ نہ پیدا کر سکا - آپ کی ابتدائی عام و خاص تنقیون نے مادہ فاسد کے ساتھ اصلی رطوبت اور غریزی حرارت کو بھی بہت کچھ نکال ڈالا اور ریاست کے نظام جسمانی مین طبیعت و مرض کا وہ مقابلہ ہوا کہ والی ریاست اور دیوان تک مین کبھی دورہا سے شمسی تک موافقت نہ ہوئی خیر مسٹر پلوڈن کو لارڈ جارج ہملٹن کی وزارت ہند اور اپنی خوش قسمتی کا ممنون ہونا چاہیے کہ بہر حال آپ اپنی پوری نیک نامی اور عزت و شان سے اپنا فرض منصبی ادا کرنے کا وقت پا سکے -

نیرنگ - ناولون کے زمانے مین ہمارے دوست منشی نوبت راے صاحب نظر کی مساعی سے یہ ماہواری رسالہ یکم جنوری سنہ حال سے ماہوار نکلنا شروع ہوا ہے اسمین پورا ایک مختصر ناول ہوتا ہے - سابق مین بھی پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار نے ایک ایسا ہی رسالہ خمکدۂ سرشار نکالا تھا اور اُسکے کئی حصے ہشو کڑم دہم - پی کہان - بچھڑی دُلہن - طوفان بے تمیزی وغیرہ نکلے تھے مگر پھر بند ہو گیا - اب یہ دوسری کوشش ہے - اور دو حصے شائع بھی ہو چکے ہین پہلے مین ڈاکٹر جانسن کے رسیلس کا قصہ اپنی زبان اور طرز بیان مین ہے اور دوسرے مین ایک اصلی نیا ناول ہے - اور اچھا ہے - چھاپے اور خط کی صفائی کا کیا کہنا - خدنگ نظر کے دیکھنے والے جانتے ہی ہین - ہمارے دوست کو اس کام مین ایک خاص سلیقہ ہے اور مطبع آصفی اُردو کے اعلے مطابع سے ٹکر لینے کا بجا دعوے رکھتا ہے - دوسرے حصے کا قصہ بھی اچھا اور چست ہے - خدا اسکو ترقی دے - ناظرین قدردانی فرمائین - محنت اور جانفشانی کی داد دین - ہمت بڑھائین - اور خدا مفت خورون کے گزند سے اس کو محفوظ رکھے -

---

خبریں

۲۔ جون۔ میڈرڈ۔ جنرل مرکر ولائن جنرل
پلاویو جنرل لزر و بشرط آیندہ منظوری پارلیمنٹ
جنرل بنا دیے گئے۔

۳۔ جون۔ لندن۔ آج شام کو ہوس آف
کامنس میں مسٹر بالفور نے جناب ملکہ معظمہ کی
طرف سے ایک پیام پیش کیا اور اسپیکر نے
اُسے پڑھا اُس میں لارڈ کچنر کو تیس ہزار پونڈ
عطا کیے جانے کی سفارش تھی۔ ہوس نے
برآراسے متفقہ آیندہ دوشنبہ کو اس امر پر
غور کرنے کا وعدہ کیا۔ مسٹر بالفور نے کہا
کہ یہ روپیہ کمیٹی بہم رسانی رسد کی طرف سے
ووٹ کیا جائے گا۔

یکم جون۔ کلکتہ۔ کلکتہ میں نہایت
شدید گرمی ہے۔ گرمی کے سرسام اور تمازت
آفتاب سے بہت لوگ ہلاک ہوتے جاتے ہیں

۳۱۔ مئی۔ بمبئی۔ نو آدمی جدید مبتلائے
طاعون ہوئے اور سات آدمی اسی مرض
سے ہلاک ہوئے۔

۳۱۔ مئی۔ کراچی۔ پانچ آدمی طاعون
میں مبتلا ہوئے اور تین طاعون زدہ
جان بحق تسلیم ہوئے۔

۳۱۔ مئی۔ لکھنؤ۔ قائم مقام ان کانپور
میونسپل نے نالش کی تھی کہ گورنمنٹ ہند
کے اس امتناعی حکم کے بموجب کہ جو مال
محصول دے چکا ہو اُس پر محصول چنگی
نہ لیا جائے غیر ملک کے مال پر کیا
حفاظتی اثر پڑتا ہے۔ لوکل گورنمنٹ نے
اس کا جواب دیا ہے کہ حال کے ریزولیوشن
گورنمنٹ ہند کے بموجب میونسپل
تمام غیر ملک کے مال پر باستثناے
نمک۔ افیون اور دوسری اشیا جن پر محصول
مسکرات لیا گیا ہے اور جو اشیا آنکی
ساخت میں مستعمل ہیں محصول چنگی لے
سکتی ہے اور سوتی روغن پر فیصدی
مال پر ایک روپیہ نو آنہ اور گھی اور ریشے
اور تمباکو پر تین روپیہ دو آنہ کے حساب
سے محصول لیا جا سکتا ہے اور اس
دیسی مال پر غیر ملک کے مال کی طرح
محصول چنگی لیا جائے گا۔

جوڈیشل کمشنروں کا ارادہ ہے
کہ تمام حدالتہاے دیوانی اودھ کے
معائنہ کے لیے مسٹر بلیر مدیث کو مقرر کریں
بہت کم جوڈیشل کمشنروں نے دورہ پر
جاکر بچشم خود اپنے ماتحتوں کے کام
کو دیکھا ہے۔

یورپ میں ایک نیا فرقہ پیدا ہوا
ہے جس کا اعتقاد ہے کہ قدرت خود
معالج ہے بیماری کے دفعیہ کے لیے
کسی کا علاج کرنا گویا قدرت کا مقابلہ
کرنا ہے۔

برلن میں ایک ایسا شخص زندہ ہے
کہ جس پر تیز سے تیز تلوار یا چاقو کا اثر نہیں
پہونچ سکتا۔

اندازہ کیا گیا ہے کہ دُنیا میں سات
کروڑ پچاس گھوڑے ہیں۔

توم حاجی کے ۰۰ لشکر نے علی زئی
پر لب کورم ندی چھاپا مارا۔ پچاس مویشی
لے گئے۔

گریٹ کی خبر کہ بیان کی ساٹھ ہزار
آبادی مصیبت میں ہے اور بوجہ ناداری
بیان سے کھسک رہی ہے۔

ترکی ایرانی سرحد پر ترکی ذریعہ جنگ
کی طرف سے قلعہ بندیاں مضبوط اور نئے
سامان سے آراستہ ہو رہے ہیں۔

اسپر رفلوں کے لیے بیدود کی بارود کے
کارتوس بنانے کے آلات ترکی سررشتہ
توپ خانہ نے جرمنی سے منگائے۔

ہند میں خطابات سالگرہ بٹے ہیں
کے سی ایس آئی ہوئے۔ دو سی ایس آئی
بارہ سی آئی ای۔ ایک نواب۔

جی آئی پی ریلوے پر سگنلروں کی
طرح کانٹے والے بھی ناراض تنگ کام
چھوڑنے پر ہیں۔

دہلی کی خبر کہ صاحب ضلع بہادر
پرائیوٹ طور پر شہر میں گھومتے ہیں کہ پبلک
کی شکایتیں معلوم کریں۔

شملہ میں اس وقت تک چار ہزار
سیاح پہونچ چکے ہیں۔

سری نگر کشمیر

یہ جگہ سیرگاہ عالم ہے
آج اسیر نگاہ عالم ہے

لکھنؤ کی لو ... نے ایسا ستایا کہ آپ کے سیلانی نامہ نگار نے نہ ساعت پوچھی نہ دن دیکھا کشمیر جانے کی ٹھان لی۔ بوریا بستا سنبھال اسٹیشن پر داخل ہوئے۔ شام کو ریل ٹرین پر دوستوں سے رخصت ہوئے۔

سیٹی بجی ریل کی مری جان
لو جاتے ہیں اب خدا نگہبان

کہکر چلتا ہوا۔ ... رات کو گرمی کی وہ شدت تھی کہ الامان۔ صرف ململ کا ڈھیلا کرتہ پہنے۔ دھوتیا پرشاد بنے۔ اپنی جانب رات بھر کروٹین لیا کیے۔ صبح ہوتے ہوتے سہارنپور داخل ہوئے۔ ریل کے ٹھہرتے ہی طاعونی ڈاکٹر بابو بلاے ناگہانی کی طرح سر پر نازل ہوئے اور فرمانے لگے "آپ کلکتہ سے آتا ہے" جی نہین۔ مین لکھنؤ سے آتا ہون۔ "آپ کا دیس بنگال ہے؟" نہین۔ اودھ۔ مگر بابو کے چہرے سے ظاہر تھا کہ اسکو یقین نہین آیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آیا اور بنگلہ زبان مین پوچھا "دو مہاشا سے۔ آپ کلکتہ مین کہان رہتے ہین؟" میری شامت مین نے بھی بنگلہ مین جواب دیا کہ مین لکھنؤ کا رہنے والا ہون۔ بابو ہنسا اور کہنے لگا کہ اب کیسے۔ اب تو آپ دھر لیے گئے۔ بہت چھپتے تھے۔ تب تو مجھے بھی خیال گذرا کہ دھوتی اور کرتہ اسپر ننگا سر بنگالی وضع ضرور تھی۔ ادھر رات بھر کی پریشانی نے صورت بھی ٹھوکے بنگالی کی بنا رکھی تھی۔ اور سب پر طرہ بنگلہ زبان مین جواب دینا۔ کچھ غصہ بھی کہ بابو نے مجھے جھوٹا سمجھا۔ احتیاطاً ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کا سرٹیفکیٹ موجود تھا کہ مین کشمیر جاتا ہون۔ اسکی جھلاہٹ مین مین نے کھول کر بابو صاحب کو دکھلایا۔ تب تو وہ کچھ جھیپ سے گئے اور سیٹ بٹا کر خواستگار معافی ہوئے۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

خدا خدا کر کے آفت ٹلی۔ دوسری گاڑی پر سوار ہوئے۔ سوار ہوتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ کوٹ پتلون پہن کر نائٹ کیپ زیب سر کرلی۔ اس لباس مین گرمی نے لو کھلا دیا۔ پسینہ کے تنتر اڑے جاتے تھے۔ دم گھبراتا تھا۔ مگر مرتا کیا نہ کرتا۔ دھڑکا سمایا ہوا تھا کہ کوئی بنگالی نہ سمجھ لے۔ راستہ مین اکثر مقامات پر طاعونی ڈاکٹرون نے سرسری نگاہ ڈالی۔ مگر وضع قطع دیکھکر کوئی پاس نہ آیا۔ سارا دن ریل پر کٹا رات کو دو بجے خدا خدا کر کے راولپنڈی پہونچا۔ بعض احباب کے اصرار نے وہان سے دو روز تک ٹسکنے نہ دیا۔ سرحدی جنگون مین انگریزی فوج یہین آکر جمع ہوتی ہے۔ اول درجہ کی چھاونی ہے۔ چھاونی کی سڑک قابل رشک ہے

لکھنؤ کے چوک اور امین آباد

مین اگر ایسی سڑک ہو جاتی تو کیا کہنا تھا۔ ایک جانب گاڑیون بگھیون کے لیے وسیع راستہ۔ دوسری جانب گھوڑے کے سوارون کے لیے کافی جگہ۔ بیچ مین پیدل کے لیے راستہ۔ یہان کا کمپنی باغ بہت ہی معمولی ہے۔ ہان سردار سوجان سنگھ کا باغچہ بہت وسیع اور پرفضا کوٹھی خوش قطع دلہن کی طرح سجی ہوئی۔ چمنون مین ہر شہر کے مشہور باغچون کے نمونے بنانے کی کوشش یہان کا پارک کئی میل کے حلقہ مین ہے۔

تیسرے روز علے الصباح تانگے پر روانہ ہوئے۔ وہان سے مراہوملا قریب ۱۶۵ میل۔ دو روز کا سفر۔ راستہ کی کیفیت لکھنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ خنکی تو راولپنڈی ہی سے

قرضخواہون کو مژدہ

جائداد زمینداری پر جو کسی حصہ ملک مین واقع ہو بشرح ۶ فیصدی سے ... روپیہ قرضہ دیا جاتا ہے خط کتابت بذریعہ اس اخبار کے بابو ٹی پی چٹرجی اجنٹ بہ نشان نمبر ۳۴ شمتا راھر بابو اسٹریٹ کلکتہ کرنی چاہیئے۔

شروع ہو گئی تھی۔ تنگر کو دمری پہونچتے
پہونچتے اچھی خاصی ٹھنڈک شروع
ہو گئی تھی راستہ میں پہاڑ۔ پہاڑیاں۔
کھنڈ۔ گھاٹیاں۔ درّے۔ نہریں۔ نالے
چشمے۔ جھرنے۔ پہاڑوں پر چیڑ۔ صنوبر
اور دیودار کے سڈول درخت ایسے
خوشنما معلوم ہوتے تھے کہ گھنٹوں دیکھیے
اور وجد کیجیے۔ سامنے اونچی اونچی
برف سے لدی ہوئی پہاڑیاں کسی
طرف دھواں سا اڑ رہا ہے۔ بادل
منڈلا رہے ہیں کسی طرف سورج کی
کرنیں برف پر مچل رہی ہیں۔ دامن کوہ
پر مخملی گھاس اودے اور سپید رنگ برنگ
پھولوں کا قدرتی قالین۔ جنگلی گلاب
کی جھاڑیاں پھولوں سے لدی ہوئیں
خوشبو کی لپٹیں باد نسیم کے ساتھ
آرہی ہیں۔ سرو قدان کوہی تنے ہوئے
آن بان سے کھڑے ہیں۔ پہاڑ کے
نیچے نیچے دریائے جہلم پتھروں سے
ٹکراتا۔ درّوں سے غراتا ہوا اڑتا پھرتا
غل مچاتا۔ ہا ہا۔ ہا ہا کرتا ہوا چلا جاتا ہے
بس خدا کی قدرت کاملہ یاد آتی ہے۔
تگ رہا ہے۔ انسان اپنی جان کس قدر
عزیز سمجھتا ہے۔ نیچر کے کرشموں کو دیکھ کر
محویت تو ضرور طاری ہوتی ہے مگر اپنی
جان کا دھڑکا نہیں جاتا۔ ہموار سطح بہت
کم۔ کہیں چڑھاؤ۔ کہیں اتار۔ تانگوں کے
مضبوط تیز گام گھوڑے ہوا سے باتیں
کرتے چلے جاتے ہیں۔ خدانخواستہ
اگر بھڑک اٹھیں تو کھڈ میں ہڈیوں پسلیوں
کا پتہ نہ چلے۔ ایک جانب کھڈ دوسری
جانب پہاڑیاں ہاتھ پھیلائے سر پر
موجود۔ اگر ایک ٹکڑا بھی پھسل پڑے تو
وہیں کے وہیں پس کے رہ جائیں۔
ریاست کی جانب سے سڑک کی نگرانی
کافی ہے۔ ہر منزل پر بازار اور ڈاک
بنگلے ہیں۔ مگر دو دن تک انسان
سہما ہوا چلا آتا ہے۔ خوف کے مارے
آدھی جان خشک ہو جاتی ہے
اگر مسیحائی کرتی ہے تو وہاں کی ہوا
راستہ کا تکان معلوم ہی نہیں ہوتا
بارہ مولا سے وادی کشمیر کا
آغاز ہوتا ہے۔ یہاں کی پہاڑیاں بھی
نہایت ہی دلفریب و دلکش منظر
معلوم ہوتا ہے۔ شام کا وقت
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا۔ تین طرف
عظیم الشان پہاڑوں کی [illegible]
بلندی۔ سامنے چھبیس سو فیٹ کی
بلندی پر ننگا پربت کی چوٹی۔
کوسوں تک سبزہ زار۔ کہیں کہیں
جھنڈ کے جھنڈ درختوں سے جھانکتے
ہوئے دیہاتی مکانات۔ جا بجا
لمبی چوڑی جھیلوں کی سفیدی
جھلکتی ہے کسی جانب ترشح ہوتا
ہے کسی طرف گھٹائیں اٹھی ہیں
سورج کی ہلکی ہلکی کرنیں سبزہ کو
سنہری رنگت دینے کی کوشش
کر رہی ہیں۔ اور دریائے جہلم سانپ
کی کیچل کی طرح ادھر ادھر لہرا رہا ہے
یہی وادی کشمیر ہے۔ یہی جائے امید
ہے۔ یہیں آکر مریض شفا پاتے ہیں
یہیں آکر زاہد دنیا کو بھول جاتے
ہیں۔ وادی عیش اور دنیوی جنت
اسی کے نام ہیں۔ زندگی سے مایوسوں
کو از سر نو زندہ کر دینا اسی کا کام ہے
بارہ مولا پہونچتے ہی آسمان سے
باتیں کرتے سفیدے کے درخت
دیکھ کر انسان حیرت زدہ ہو جاتا ہے
اللہ اللہ۔ درختوں میں [illegible]
یہ دلکش رعنائی [illegible]
کی طرح بہت ہی بلند چلا جاتا ہے ادھر
ادھر کی شاخیں پتلی پتلی ٹہنیاں ہیں جنمیں
نازک نازک پتیاں۔ اسی کو انگریزی
میں پاپلر کہتے ہیں۔ بارہ مولا سے سرینگر
۳۱ میل ہے۔ سڑک کے کنارے
ڈیڑھ ڈیڑھ گز کے فاصلے پر دو رویہ
انہیں درختوں کی قطار۔ [illegible]
کے جھنڈ ہیں جو کشمیر بہت [illegible]
تحمل [illegible]
یا سبز پوشان بہشت کی [illegible]
[illegible] مسافر [illegible]
خیر مقدم کے لیے پندرہ سولہ کوس تک
پرا جمائے کھڑے ہیں۔
اگر انہیں درختوں کا لطف دیکھنے
کے لیے کشمیر جایا جائے تو ساری محنت
وصول ہو جائے۔ سرینگر پہونچتے
پہونچتے اور بھی بڑے بڑے سفیدوں
کے جھنڈ معلوم ہوتے ہیں گویا یہ فوج
کے سردار ہیں جو پیشوائی کے لیے
شہر سے [illegible] آئے ہیں۔
شہر کے اندر پہونچتے ہی اوس کی
خوشنمائی ظاہر ہوتی ہے۔ تخت سلیمان
اور ہری پربت کی پہاڑیاں شہر کی نگرانی
[illegible] جہلم کے [illegible] شہر
آباد ہے۔ دریا بل کھاتا ہوا شہر کے اندر
سے چلا جاتا ہے۔ ایک جانب چنار باغ
چنار [illegible] باعظمت۔ سایہ دار
درخت شاید ہی کوئی ہو۔ بعض درختوں
کے تنوں کا دور بیس اکیس گز کا ہوتا
ہے۔ درخت کا میوہ [illegible]
کا پہاڑ کہیں توت [illegible] درخت
[illegible] سفیدہ [illegible]
[illegible]

یک بام و دو ہوا

چنار کے درخت ہین - وہان دس پانچ
ہوس بوٹ ، دو خیمے مزد - نظر آئین گے -
باقی آئندہ

راقم - برق

انشاے پنچ

نمبر ۵

(عرضی بہ اسے ملازمت)

بحضور جناب حاکم عدالت بردٹل

لنگڈوم دام اقبالہ -

بعد ادب ہیہ سانیہ

تابعدار نے مڈل کے امتحان کے
بعد سے اسوقت تک تمام دُنیا جہانی خاک
چھان کے سیدہ کر ڈالی - جلتے پاؤن کی
بلی کی طرح دوڑتے دوڑتے تلوے
گلس کے کاغذ کے برابر ہوگئے - مگر آرزوے
دل نہ پوری ہوئی دیوانی - کلکٹری -
پبلک ورکس - نزول - میونسپل تارگھر -
پوسٹ آفس - یا وہ کون سے افیون
سنکھیا - گڑ - نمک - ہرتال - گندھک
شراب خانہ خراب - ان سب محکمون کی
تانا جھاڑی کر ڈالی - مگر واہ ری
قسمت کہ محرری تک نہ نصیب ہوئی
افسوس - ؎
وہ بدنصیب ہون موت کرے اگر کوئی

ہٹ کے تاب عمر نہ اثری ہوجاے
اب یہ کیفیت ہے کہ روز مرہ کی دوڑ دھوپ
سے سوکھ کے کانٹا ہو گیا ہون - ہجوم
افکار اور آئے دن کی پریشانیون
نے دماغ مختل کر دیا ہے - بے زری
نے تمام جسم کا خون خشک کر کے اعضا
کو زرد ہلدی کا گود انبا دیا ہے - رات
دن کی سینہ کاویون - جورو بچون کی
فرمائشات سے دم مین ناک اور
ناک مین دم ہے - نون تیل - لکڑی
ہلدی - مرچ - کھانے پینے کی فکر مین
دماغ سوزیان کرتے کرتے دل چراغ
مفلس کی طرح ٹمٹما رہا ہے - اس
سب پر طرہ یہ ہے کہ حکام کو سلام
کرتے کرتے دونہا ہاتھ جوڑ کر بیکار
ہو گیا ہے - گو بڑے بڑے سفارش
کرنے والے موجود ہین جنکی ذرا سی
توجہ مین میرے دلدر دور ہو سکتے ہین
مگر معلوم نہین کہ کیسی اوندھی تقدیر
لیکر مین دنیا کے اسٹیج پر آیا ہون کہ
میرے واسطے ؎
جانتے ہین وہ سفارش کو بھی کار قرمی
ہاے میرے مونس و غمخوار کچھ یونہین ہین
اسی وجہ سے ابتداے شوق ملازمت
سے اس وقت تک میری تمام کوشش
ضائع اور تمام منصوبے باطل ہوتے
چلے گئے - ہزارون فکرین لاکھون
تدبیرین کین - سیکڑون حملہ سوچے -
مگر حاکمون کے ایک چھوٹے سے جملہ
نے (نو ویکیس) "جگہ خالی نہین ہے"
میر تمام کوششون کو نیست و نابود
کر ڈالا - سفارش تو یون گئی - اب رہی
شرافت اُس کی یہ صورت ہے کہ مان
کی طرف سے تو خیر مگر والد ماجد کی طرف
سے ضرور شریف ہون - کیا معنے کہ جب سے

مین نے ہوش سنبھالا اور مان باپ
پہچاننے کی تمیز ہوئی اُس وقت سے
آج تک سیکڑون آدمیون نے حق
فرزندی ادا کرایا - مگر جب کسی اور بات
کی ضرورت ہوئی تو صاف نکل گئے - اسی
سے معلوم ہوتا ہے کہ والد ماجد پہلے ہی
سے میری تقدیر کا حال جانتے تھے
اور چونکہ آدمی شریف اور با مروت
تھے اس وجہ سے مجھہ سے روپوش
رہے - ذاتی لیاقت کی یہ صورت ہے
کہ مڈل تو عرصہ ہوا پاس کر چکا ہون - مگر
کام کاج کی ربط نہ ہونے سے قلم گاڑی
روشنائی کی طرح الگ نہین چل سکتا
ہے - اور پڑھنے مین آنکھون مین
چکا چوندسی ہونے لگتی ہے - لیکن یہ
سب باتین جگہ مل جانے سے یون
سُرعت اور تیزی سے دفع ہو جائنگی
جس طرح تیز ہوا مین چھوٹی اور کم ڈور
والی کٹی ہوئی کنکیا بتاتی چلی جاتی ہے
تیزی - چالاکی مجھہ مین اس طرح کی مضمر
ہے جس کا بیان غیر ممکن ہے - تجربہ
خود بتا دے گا - اور جب یہ معلوم ہو جائیگا
کہ رشوت لینا تو جیسا تیسا دلوانے
مین ایک خاص قسم کا تجربہ ہے تو ضرور
ہے کہ حاکمون کے دل مین بہت کشادگی
کے ساتھہ میری طرف سے جگہ ہو جائیگی -

اور مین اُسی احاطۂ دل مین شوق سے
لوٹتا پھرونگا اور اپنے مقرر کرنے والے
کو دعا سے از دیاد دولت وعمر دیا کرونگا
صحت البتہ خراب ہے - کیا معنے
کہ اول تو آبائی مرض سوداوی گھیرے
ہوئے ہے - دوسرے خرابی آب وہوا
اور رنڈیون کے قریب رہنے کی وجہ
سے مرض سوزش بھی عود کر آیا ہے
لیکن یہ دونون امراض ایسے ہین
جنسے ملازمت مین کچھ خرابی واقع
نہین ہوسکتی ہے کیونکہ ہاتھ پیر درست
ہین اور ملازمت مین انھین اعضا
سے کام لینا پڑتا ہے -

بوجوہات بالا فدوی عرض پرداز
ہے کہ کوئی ملکی ہی اسامی حضور
تابعدار کو عطا فرماوین - تابعدار نہایت
ہوشیاری سے اپنا اور آپ کا کام
انجام دیگا - اگر سردست کوئی
جگہ نہ ہو تو کم سے کم اس کی تو اجازت
دیدیجیے کہ سائلون کو تابعدار عمال
سے بہر کچھ اپنا اور کچھ انکا مطلب
نکال لیا کرے - پھر جیسا ہوگا دیکھا
جائے گا -

[illegible]

جواب

سائل امید وار محکمہ بیکاری کو
دفتر ہذا کی جانب سے حسب ذیل اطلاع
دیجاتی ہے -

(۱) سائل کو کچھ کاٹ پیچ اس
طرح کے بھی معلوم ہین جن سے کہ آپ
کانگڈم کے لوگون کو مہذب بناکر اپنے
راستہ اور راہ پر چلادے -

(۲) رشوت ستانی کے کون کون
طریقے اچھے اس کو معلوم ہین مفصل
اطلاع دینا چاہیے -

(۳) مزاج مین حرارت کے
درجہ ہے - حصہ رحم تو زیادہ نہین
ہے -

(۴) جعلی دستخط بنا سکتا ہے یا
نہین - اور نشان خط بدلنے کا بھی یاد
ہے یا نہین -

(۵) اپنی تنخواہ سے سال سال
مین کچھ نذر بطور ڈالی وغیرہ کے دینے
کا اقرار کرتا ہے یا نہین -

(۶) بروقت ملازمت سر دفتر
کی کچھ خدمت کرنے کے لائق ہے
یا نہین - کم سے کم ایک تنخواہ دیسکتا
ہے یا کچھ زیادہ ہمت ہے -

دستخط

نئی نوید

عنایت ومہربانی فرماے بر حال
بندان جناب منشی لالہ اودھ پنچ جیو
صاحب سلمہ البھگوان -

بعد آداب آداب تسلیمات وکورنشات
وجبناچہ شفقت وتوجہات ومہربانی
کے عرض پرداز ہون کہ آپنے
دُنیا جہان مین بہتیری نوید اتین اور
بیشمار اسندعا آتین ملاحظہ فرمائی اور
گوش زد کین ہونگی مین لیکن بندہ
راقم الحروف یعنے یہ خاکسار آپ کا
تابعدار ایک ایسی نئی نوید آپ کی
خدمت مین پیشکش کرتا ہیگا جو علم
قسم آج تک آپ نے اور آپ کے
محبان نے نہ چشمان سے دیکھین نہ
گوش سے سنی ہونگین - اس مین
لیس سمجھیے - بعد اما بعد کا تنکو جھگڑا
اور ہندوستان صادق الوداد اور
محبان راسخ الاعتقاد کا اندکین کھیڑا
بھرا سپرخوبی یہ ہیگی کہ نوید کی نوید
اور رقعہ کا رقعہ - نوید کا سیکو محرم کے
ستنجے کی رکابی ہے - ہان تنی آپ
ہی نوش جان - نہین نہین تناول
اسے تو بہ باعین خود ملاحظہ فرماوین
اور داد بلاغت دیوین -

نوید

جناب شیخ سید مغل پٹھان صاحب
دام اقبالہ - بعد تصلیم کے عرض یہ
ہیگی کہ مین خیریت سے ہون اور آپکی
کی خیریت ہمیشہ ومدام درگاہ غیب آلاکاد
سے نیک وخوش وخورم چاہتا ہون -
جناب من - دیگر احوال ضروری قابل
گزارش یہ ہیگی کہ بتاریخ سینتیس ۳۷ ماہ مئی
سنہ نامعلوم کو کوشیمی یعنے دختر نیک اختر
کی شادی مقرر بھئی ہے اس واسطے
بطور نوید کے آپ کی خدمت مین عرض
پرداز کرتا ہون کہ تاریخ مذکور الصدر کو
بوقت سہ پہرون سے چھ بجے رات
تک قدم رنجہ فرماکر بندہ تعبیدار یعنے
خاکسار کو مشکور وممنون وسربلند وخرسند
فرمائین ومحفل روشن کردین - زیادہ
تسلیم وصدادب - فقط آلاابد لالہ
کھچوری لال تاریخ وسنہ ندارد فقط

مگر آنکہ ضرور بالضرور آپ قدم رنجہ کر کے
تکلیف فرمائیں ورنہ محفل بے رونق
ہوئی جیسے مقطع زیادہ نیاز راقم صدر
بشرح صدر-

الراقم - ایک گجراتی-

تاج سے نفرت

تاج زرین جسپر ہو بے چین رہتا ہے وہ سر
(شیکسپیر م - ج - مترجم)

مسطورۂ بالا مصرعہ پر عمل کرنیوالے
سلطنت سے اب تک بہت سے زیرک
ہو چکے ہین مجھے جہان تک یاد ہین
وہ یہ ہین-

پہلا نمبر مصری ولیلیس کا تہا جسنے
تاج پہننے سے انکار کیا-

دوسرا نمبر قیصر روم (جولیس سیزر)
کا ہے جسنے تاج شاہی کو بہت حقارت
سے پہننے سے انکار کیا- مگر بیچارا مارا
بہی اسی لیے گیا-

تیسرا نمبر ابو الفوارس عبد الملک
کا ہے جسنے بہت عرصہ تک تاج پہننے
سے انکار کیا- پہر کرامول جسنے
تاج سے انکار کیا اور اگر زمانہ حال
کے خیالات کے مطابق دیکھیے تو
فرونیان طارمین نے بہی تاج شاہی
سے انکار کیا- یونان کی تاج پوشی
سے پرنس سیو پیو ڈیوک اڈونبرہ
اور ڈربی نے انکار کیا- اسٹریا کا
تاج آرکڈیوک فرنسز کرل نے نہ
پہنا- لیوپول اور دلہلم نے رومانیہ
کے تاج سے انکار کیا- نپولین تہرڈ
نے انکار کیا-

اورنگ آباد

کہنے کو تو کیا ہی نہین مگر حیدر آباد
خبرون کا گلزار ہو رہا ہے- مسٹر
چچلی ہاپوڈن ولایت سدھارے
اللہ نے چاہا اچھے ہو جاوٗگے مسٹر
کرافرڈ اب حیدر آباد مین چلہ کشی
کرین گے خدا کرے کوئی جلالی عمل
نہ پڑہین-

نواب معین المہام ہوا خوری
کو تشریف لے گئے ہین-

کچہریان - مدرسہ - کالج حیرت زدہ
ہو ہو کر کہل گئے ہین- مقدمون
کی بہرمار-

مسٹر ہنکین بہی کہتے ہین کہ
گورنمنٹ ہے ریاست ہے سلطنت
ہے یا گورکھ دہندا- دورہ کرتے
کرتے دور ہو آنے لگے مگر اصلاح
ہوتی ہی نہین- یہ بیچارے ریل
پر جانے والے ہین-

صوبہ اورنگ آباد کی سرحد پر
سہیل لنگور بہی خوب بگڑ بگڑ کر خوخیا
خوخیا کر دوڑتے ہین- مگر اپنے سے
بڑے حسنگا دری دیکھکر سہم کر بہاگ
جاتے ہین-

اورنگ آباد ہے- اورنگ آباد
کے باشندے ہین اودھ اورنگ آباد
ریلوے سے روز افواہ اڑتی ہے سنئے
کہ اب افتتاح ہوا تب افتتاح ہوگا
مگر یہ تو کنجوس کے دروازے سے بڑہ
چڑہ کر ہے کہ افتتاح ہوتا ہی نہین
یہ بہی ناز عروسانہ ہین بہلے لگتے ہین
طاعون واعون کا تو نام نہین
مگر وہ ہڑ بونگ مچا رکہی ہے کہ الٰہی
توبہ- شاید طاعون کو یہ کہتے ہین-
"تم تو مجہے چہیڑو گے-"

(روتے ہوئے لڑکے سے) روٗنا سیان
کیون روتے کیون ہو؟

(سسکیان لیتے ہوئے) رات کو مین نے خواب
دیکہا کہ مدرسہ جل گیا مگر ——"

(ہمدردی سے) نہین جی خواب کا کیا اعتبار
وہ جلا نہ ہوگا-

(رو رو کر) اسی لیے تو روتا ہون کہ وہ
سامنے نظر آرہا ہے-

توکل علیہ الرحمۃ

ایک روز کی بارش نے آنسو پونچھے
ہوائی الجملہ خنک ہوگئی- مگر آفتاب کی تپش
ابہی سلامتی سے زورون پر ہے-

مشہور ہوا تہا مسٹر بلینیر سٹ اڈیشنل
جوڈیشل کمشنر بہادر عدالت ہاے دیوانی
کے معائنے کی غرض سے دورہ فرمائینگے
مگر ابہی تک اسکی کوئی اصلیت نہین
معلوم ہوئی- اور فصل کی کیفیت دیکہتے
عقل مین نہین آتا کہ ایک ایسا عہدہ دار
ان گرمیون مین اودھ کی عدالتین
ٹٹولتا پہرے- سردست تو آپ ایک
مہینے کی رخصت پر تشریف لے گئے ہین
آیندہ جو پیش آئے گا دیکہا جاے گا-

اشتہاری
شربت مقوی اعصاب
حب دمہ
حب ہاضم طعام
روغن مقوی
نعمت دنیا
رعنا
تریاق السعال
ڈاکٹر حکیم علاؤ الدین زبدۃ الحکما میونسپل کمشنر ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

میمیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون۔ والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میمیرے کا سفید سُرمہ اعلی فی تولہ تین روپیہ خالص میمیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ عمدہ سُرمہ فی تولہ ہے خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میمیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر۔** پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام ٹبالہ۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میمیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی کا جانا۔ دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جین اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسے پیپ کا آنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر یا زہریلی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میمیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میمیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ آکرو دیوی بعمرہ ۲۸ سال ساکنہ لاہور کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھونکی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی ہوئی تھین اُنمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میمیرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا۔ مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند غبار یا کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر بیج لال گھوس۔ رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میمیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میمیرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر وٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میمیرے کے سُرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنیک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۶ء مین جمع کیا گیا ہے۔

نوٹس

—— ہمارے شہری ہمعصر اودھ اخبار مین آج کل بھوت اور آسیب کی حکایتین اکثر شایع ہوتی رہتی ہین۔ اور وہ بھی اسی شہر سے متعلق۔ یون تو کوئی چھاپہ خانہ بھوتون سے خالی نہین۔ مگر معلوم ہوتا ہے آج کل ہمارے ہمعصر کے ہان ت ہو تو ن کی کثرت خلاف معمول ہوگئی ہے۔ اگر آج کوئی علمی مضمون اس بحث پر ہوتا تب بھی غنیمت تھا۔ ایسی خبرون سے بجز اسکے اور کیا فائدہ کہ حوالہ دینے اور راوی کے اعتبار اور تردید وغیرہ کے جھگڑون سے نجات مل جاتی ہے۔

—— مہراجہ اندور کی بے عنوانیون کی شکایات کا پھر قصہ چھڑا ہے۔ ایک دفعہ سابق مین بھی ایسا ہوچکا ہے مگر بخیر گزشت۔ اور شاید اب بھی زیادہ طوالت نہ ہو۔ مگر کسی معاملے کا گو کیسا ہی خفیف ہو بار بار عود کرنا اچھا نہین۔

—— توبہ برلب سبحہ درکف دل پراز شوق گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

زار روس ایک طرف تو ہیگ مین صلح کی کانفرنس منعقد کرا رہے ہین اور دوسری طرف روس کی سلطنت پر کیا منحصر ہے ہر سلطنت ہر وقت آمادہ جنگ پیکار ہے۔ فوجی مصارف کے مارے سلطنتین پسی جاتی ہین اور ہر روز نت نیا سامان حرب۔ جدید طریقہ جانستانی بنی نوع انسان پیش ہوتا ہے۔ ہم کو تو رجحان طبیعت دیکھتے یقین نہین ہوسکتا کہ یہ بیل منڈھے چڑھے۔ کہتے ہین انگلستان پورے طور سے اس مین موئد نہین اگر فی الواقع ایسا ہے تو اُس کی انجام بینی اور پختہ کاری ہے کہ اس شیخ چلی کے منصوبے مین شریک نہین ہونا چاہتا۔

—— سر سالٹر پین سابق ایجنٹ امیر کابل کنارہ کش ہو کے ولایت گئے۔ ایک رپورٹر سے اُنھون نے کہا ہے کہ امیر سے اب تک میری دوستی کے تعلقات باقی ہین۔ کچھ روپیہ پیسے کے معاملے کی وجہ سے مین کنارہ کش ہوا۔ کیا عجب پہچانا ہو۔ مگر ایک زمانہ دراز تک قیام کرنے اور علیل ہوجانے سے مجھے یہی مناسب معلوم ہوا کہ وطن مین قیام کرون۔ امیر کی بیماری کی نسبت کہا کہ امیر صاحب بخیر و عافیت ہین۔ مگر پانچ برس سے وہ بخوبی چلنے پھرنے کے قابل نہین۔ اگر اب کی سخت علیل ہوئے تو شاید نہ بچین مگر اُن کی موت سے جھگڑون کا اندیشہ کم ہے اگر دفعتہً ایسا سانحہ ہوا تو حبیب اللہ خان فوراً تخت نشین ہون گے رعایا اُن سے اُنس بھی رکھتی ہے۔ امیر صاحب بھی کھلے کھلے الفاظ مین اپنا مکنون ظاہر کر چکے ہین۔ ہان سردار اسحاق خان سے البتہ اندیشہ ہے۔ اور ہماری سرکار کے ساتھ تعلقات کے بارے مین یہ ہے کہ بحالت مجموع دوستانہ ہین۔ کابل مین روس کے لوگون کی آنے کی خبرین گپ ہی گپ ہین۔ مگر اس مین شک نہین کہ روس کی صولت امیر کے ذہن مین بہت ہے

—— پائونیر مین ایک صاحب انوکھی تجویز پیش کرتے ہین کہ ولایت سے آئے ہوئے انگریز ہندوستان کی حالت سے بوجہ تخالف آب و ہوا و تباین امزجہ آگاہ نہین ہوسکتے اور نہ کبھی میل جول پیدا کرسکتے ہین۔ پس جب کبھی کوئی اہم واقعہ ہوجاتا ہے تو حق حیران رہجاتے ہین اور ہندوستانی بددیانت ناقابل اعتبار ہوتے ہین۔ پس اُن کی جگہ اونچے عہدون پر سب دوغلے انگریز مقرر کرین کیونکہ یہ گروہ بوجہ مخلوط النسل ہونے کے ہندوستانیون کے مکنون سے بخوبی آگاہ ہوسکتا ہے۔ واقعی آجکل شیخ چلی ایسے ہی ہوتے ہین۔ ہمارے نزدیک تو مناسب ہے کہ ایک سرے سے یہی کیون نہین کہتے کہ ہندوستانی جہاز پر لاد کے کسی ویران ملک مین چھوڑ دیے جائین خس کم جہان پاک۔ اور صرف وہ دوغلے ہی دوغلے ملک مین رکھے جائین۔ اون پر حکومت خوب چلے گی کوئی خرخشہ نہ ہوگا۔ اگر آئرلینڈ والون کی طرح خدانخواستہ شورش یا تمرد کرین گے تو وہ بھی ولایتی ہوگا۔ کہ ؎

آہن با آہن توان کرد نرم

اُسکا انتظام اور انسداد باسانی ہوسکیگا۔

—— جس طرح نواب محسن الملک کی مساعی سے مدرسۃ العلوم مین جان تازہ آئی ہے اسیطرح تعلیمی کانفرنس مین تازہ روح پھنکی ہے۔ اب اُس نے بھی پوودمی چال چھوڑ کے لمبے ڈگ رکھنا شروع کیے ہین۔ اس سال کلکتہ مین اجلاس ہوگا۔ بہی خواہان قوم سے اُمید ہے پوری توجہ سے کام لین گے۔

خبرین

مدراس کے مقام پالم کوٹہ مین سخت خونخوار فساد ہوا۔ بلوائیون نے قتل عام کیا ایک سو مارے گئے شنار قوم نے بلوہ کیا۔ لوگون کو کاٹ کاٹ کر آگ مین جلا دیا مدورا مین بہی بلوہ کے آثار ہین۔

پچھلے چند ماہ مین ۴۰ لاکھ کارتوس اور ۳۰۰۰۰ بندوقین لی مشفرو پشاور سے کابل کو گئین۔

میرٹھ مین جن گورون نے دیہائیون کو شکار بناکر بریت پائی تہی اُنپر بجانب سرکار ہائی کورٹ مین نظر ثانی ہوگی۔

سر سالار بین (امیر کابل سے رخصت) لندن مین پہونچ گئے۔

سوڈان کی خبر کہ خرطوم مین جدید مہم تیار ہو رہی ہے کہ آگے بڑھکر دارفر وکردوفان کو فتح کرے۔

گورنمنٹ عالیہ کے ملازم اب تک بعض اوقات ایسا کرتے تھے کہ سرکار سے لمبی مدت کی رخصت فرلو لی اور اس عرصہ مین کسی اور کے پاس ملازمت کرکے دوہرا فائدہ اُٹھایا۔ رزولیوشن مین لکھدیا گیا ہے کہ سرکار کے گزٹڈ افسران ایام فرلو مین ملازمت بغیر کرسکتے ہین لیکن اس بارے مین سرکار سے خاص اجازت لینا ضرور ہے اور سرکار کو یہ بات معلوم رہنی چاہیے کہ اُس کا عہدہ دار فرلو مین کسی اور جگہ کام کرتا ہے اور کوئی افسر جس کی خدمات ہندوستان مین کسی اور کو دی جاوین رخصت اور ایلاؤنس کے سرکار سے حاصل کرنے کا حقدار نہ ہوگا تاوقتیکہ یہ معلوم نہ ہو کہ اُس نے واقعی ایام رخصت مین کسی اور کی ملازمت نہین کی ہے۔ جو لوگ نان گزٹڈ افسران ہین اُنکو بجاے گورنمنٹ کے اپنے سرشتہ کے افسر سے اجازت حاصل کرنا کافی ہوگا ورنہ اُنکے ساتھ بہی ایسا ہی برتاؤ کیا جائیگا۔

کانپور مین گھروارہ ٹکس سے ناراضی کی ترقی ہے کہا جاتا ہے کہ مارواڑی اگر دسے ہی نکلے تو پھر اپنے رئیس اور غریب کیا کرین گے۔

جرمنی اپنی بحری طاقت کے بڑہانے مین حیرت انگیز ترقی کر رہا ہے۔

آمریکہ مین ایک کمپنی ریلوے تیار کر رہی ہے جس مین مسافرون کی خاطر تھیٹر کے تماشے ہوا کرینگے۔

رنگون کے کارخانہ تیل مین آگ لگی ۴ لاکھ گیلن تیل جل گیا اندازہ نقصان ۲ لاکھ ہوا۔

ہوس آف کامنس مین ہندوستان کی شکر کے محصول کے باب مین آج ۱۵ ماہ حال کو مباحثہ ہوگا۔

وزرا اس امر پر خیال کرنے کے لیے مجبور ہین کہ اگر ٹرانسوال اپنی ضد پر قائم رہا تو انگلستان کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا کہ اس گفتگو کو بزور حل کرے۔

مسٹر براڈرک نے کہا کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ چین کو اپنی باتون پہ قائم رکھے اور اُس صوبہ کو دریاے ینگ ٹسی کے کنارہ سے جُدا نہ کرے اور جب ضرورت ہو تو سلسلہ برہما سے قائم کرے برٹش گورنمنٹ اس امر کا بہی خیال رکھیگی کہ دریاے ینگ ٹسی پر ایسی کافی فوج ہو جو تاجرون کی حفاظت کرسکے۔

ہز ہائنس نظام کو علاقہ برار کی اٹھارہ لاکھ کی توفیر انگریزی خزانہ سے دی گئی۔

۹- جون- لندن- مسٹر براڈرک نے ظاہر کیا کہ روس سے جو معاہدہ ہوا ہے وہ نیک شگونی کا ہے اور یہ بہی کہا کہ مجھکو اس امر کا شک ہے کہ روس کی طرف سے ایسی درخواست ہوئی ہوگی کہ روس ریلوے کا سلسلہ پیکن سے

سری نگر کشمیر

یہ جگہ سیرگاہ عالم ہے
آج اسپر نگاہ عالم ہے

تتمہ ۱۵- جون ۱۸۹۹ع

جہیلم کے کنارے کنارے منشی باغ شیخ باغ سمندر یٹرنسی- انگریزون کی قیامگاہ لال منڈی ہسپتال- آگے بڑھکر پہلا پل امیرا کدل (کدل- پل) ہے- یہاسے ٹم ٹم اور تانگیون کے لوگ یہان کشتیون پر آیا جایا کرتے ہین- امیرا کدل سے آگے بڑھکر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چھ اور پل تین میل تک دریا کے دونون کنارون کی رونق پرستی- کنارے کنارے ریاست کے شاندار محلات- چار چار پانچ پانچ منزل اونچے لکڑی کے خوشنما مکانات جنمہری وار کھڑکیون سے بُتان سیم بدن کی تاک جہانک- چمکتے ہوئے مندرون مین سُنہری اور روپہلی کلسیون کی جگمگاہٹ دریا مین سورج کی کرنین اٹھکھیلیان کرتی ہین- باد نسیم سفیدہ اور مجنون کے درختون کو چومتی ہوئی چلی جاتی ہے- دریا مین مختلف طرح کی کشتیون کی بہار- مہاراجہ صاحب کی سواری کے لیے خوشرنگ سجی ہوئی پر تکلف شیرنی نائو- جا بجا ہاوس بوٹ- کشتیان شیر گڑھی کے سامنے صف لگائے ہوئے- جابجا غلہ لکڑی وغیرہ سے لدی ہوئی وار کھو چھو اور سبس لنگر ڈالے ہوئے-

ڈونگا پر مختلف اقسام کی ترکاریان لادے ہوئے ہانجنین- (ہانجی = ملاح) بازار جاتی ہین کسی نے "مرادی او" کی صدا لگائی اور اونہون نے ترارون کا لیان سُنا دین-

مسافرون کے ہوس بوٹ اور ڈونگے کنارے لگے ہوئے- کسی مین باجا بجتا ہے- کسی مین شراب اُڑ رہی ہے- ہوس بوٹ کا ہے کو ہے ایک سجا سجایا نفیس مکان ہے- متعدد کمرے ہر ضرورت کے لیے کافی- شیشے کی کھڑکیان لکڑی اور ٹین کی چھتین- جنٹلمین کے لیے پور افرنیچر- ہوس بوٹون اور ڈونگون سے جھانکتے ہوئے اکثر حسینان کشمیر نظر آتے ہین- یہ وہان کیونکر پہونچے اس کا حال ہمین نہین معلوم ہمولی سواری کے لیے شکارے-

زنانہ ن ریارپ اودہر سے اُودہر- اُدہر سے اِدہر جا رہے ہین- سب سے بڑھکر دلفریب بہار گہاٹون کی ہے- چھوٹے چھوٹے خوب صورت بچے پانی مین کہیل رہے ہین عورتین طرح طرح کی بیرن پہنے چہلین کر رہی ہین- کمسن الہڑ لڑکیان عجب ناز و انداز کے ساتھ جھبو کا سے ہاتھ پاؤن دھو رہی ہین- پانی مین آگ سی لگی ہوئی ہے ؎

ساندیہ از ادائے شستن شوی
ہر موجے نوید آبرو دے

کوئی عورت عجب عجب گہڑے بھر رہی ہے- کوئی گہڑا سر پر رکھے عجیب بانکپن کے ساتھ جا رہی ہے- کوئی بچون کا مُنہ دہوتی ہے- کوئی برتن صاف کرتی ہے کوئی ڈنڈے سے پیٹ پیٹ کر کپڑا دہو رہی ہے- کوئی ماتھے پر قشقہ لگا رہی ہے- بڑی بوڑھیان بے تکلف- ہان کمسنون کو نگاہ بہرکے اگر دیکہیے تو فوراً مُنہ پہیر لیتی ہین- قیامت وہ ڈہاتی ہین جو نقاب مین مُنہ چھپائے ہوئے کسی کام کے لیے کہڑی ہین- ع-

نہان زیر پردہ نشینان کہ پردہ دارانند

رنگتین سب کی صاف گوری چٹی- ناک نقشہ بہی سڈول- مگر عمر بڑہنے سے خوشنمائی جاتی رہتی ہے- ہان کمسنون مین بلا کا جوبن ہے- آنکھین واقعی لاجواب ہین

قرضخواہونکو مژدہ

جائداد و زمینداری پر جو کسی حصہ ملک مین واقع ہو بشرح فیصدی ۶ روپیہ قرضہ دیا جاتا ہے خط کتابت بذریعہ اس اخبار کے بابو ٹی پی چٹرجی جنٹ پر نشان نمبر ۴۳ تکتا رام بابو اسٹریٹ کلکتہ کرنی چاہیے-

نوش چشمی کے ساتھ خوش نگاہی بھی ہے
مرد سب بے تکلف پھیرن اُتار کر کمر پر
اور خالی جٹ باندھے ہوئے نہایت
مین کشتیون کے قریب قریب پانی مین
اپنے اپنے کام مین مشغول۔ کوئی شالی
(دھان) کوٹ رہی ہے۔ کوئی چولھا
پھونکتی ہے۔ کوئی دیگچی سے چاء نکال
نکال کر بچیون کو پلاتی ہے۔ کوئی گرم
کا ساگ اور بھتا (بھات) کھاتی ہے
صورتین تو خدا داد مین مگر عموماً یہان کے
باشندون کی پوشاک بہت کثیف و
متعفن ہے کہ خدا کی پناہ۔ پھیرن ایک
لمبا سا کرتہ ہے جو گردن سے ٹخنون تک
لٹکتا ہے۔ مرد عورت دونون کا یہی
لباس ہے نیچے اور کوئی کپڑا نہین۔ اسکو
دھلوانا تو یہ لوگ جانتے ہی نہین۔
مکانات ہی کی چھتون کے ...
چھوٹے نہائے جاتے ہین تاکہ سردی
مین بآسانی گرم ہو سکین۔ مگر گاؤن
اور رچھوتون مین بلا کی گندگی سب ایسا
گندہ شہر شاید ہی کوئی ہو۔ ایک چھوٹے
سے شاعر مولانا نسیم نے لکھکر فرمایا ہے

ہر شخص کے جسم پہ پھیرن ہے۔
گویا کہ غلاف زیب تن ہے
کیسا ہے پھیرن کثیف و بدبو
گندہ میلا غلیظ۔ آخ تھو
پہنے ہوئے مرد بھی ہین سایا
انگریزون کی ہین مگر وہ آیا
بھدا بدن اور رنگ پھیکا
ماتھے پہ کلنگ کا سا ٹیکا
کانگڑی ہے اُنکا ہاتھ ہر وقت
دوزخ کی ہے آگ ساتھ ہر وقت
تنگ و تاریک اُن کے کمرے
کمرے ہین کہ مرغیون کے ڈربے
جائیے جو کوئی مکان کے پاس
معلوم ہو کہ نکل گیا ہے سنڈاس

شہر کی دوسری جانب ڈل دروازے
ہو کر جھیل کی سیر کیجیے۔ دروازے پہ
بعض وقت بہت زور سے پانی آتا
ہے اُسوقت مانجی "یا پیر دستگیر"
کی صدائین لگاتے ہوئے جی توڑ کر
چپّے لگاتے ہین اور کشتی کو نکال
لے جاتے ہین۔ دروازے کے
پار ہوتے ہی جھیل نظر آتی ہے پانچ
میل چوڑی ڈھائی میل لمبی جھیل
نام ڈل۔ پانی صاف اور ایسا ملائم
کہ ہاتھ لگانے سے معلوم ہوتا ہے
کہ ریشم کا لچھا ہے۔ بہتے ہوئے کھیت
اسی جھیل مین ہین کھیتون کی چوری
بہت ہوتی ہے۔ بائین جانب
ہری پربت کا قلعہ اور مخدوم شاہ کی
زیارت۔ داہنی جانب تخت سلیمان
کی پہاڑی اور شنکر اچاریج کا مندر
اس پہاڑی سے ڈل کا لطف دیکھنے
کے قابل ہے۔ تین طرف چار چار
ہزار فٹ اونچی پہاڑیان۔ پہاڑون کا
دلکش سبزہ۔ جابجا میوہ دار درختون
کے باغیچے۔ دامن کوہ مین خوشنما
عمارتین۔ بیچون بیچ مین جھیل۔ پہاڑ کی
مین آئینہ جڑا ہوا۔ داہنی جانب اور
آگے بڑھکر گوبکار کی کوٹھیان۔ میان
ڈلو کا مزار۔ یہ حضرت ایک رئیس زادے
تھے جنہون نے لاکھون روپیہ حسینان
کشمیر کے لطف مین صرف کیا۔ ڈل
مین خوب گلچھرے اُڑائے۔ جب
ٹکا کفن کو پاس نہ رہا تو اُسی عشرت گاہ
کے قریب دامن کوہ مین پڑ کر سو
رہے۔

آگے چلکر پری محل شاہ جہانگیر کے
زمانہ کا بنا ہوا۔ یہ محل بھی مناسب
بلندی پر واقع ہے اور وہان سے ایسا
پیارا پیارا دل لبھانے والا سمان معلوم
ہوتا ہے کہ بے اختیار جی چاہتا ہے
کہ یہین عمر بسر کیجیے۔ مگر افسوس کہ ویران
پڑا ہے۔ انسانون نے تو چھوڑ دیا اسی لیے
اب وہان جنات کی آبادی ہے۔ یہان
سے تھوڑے فاصلے پہ چشمہ شاہی و نیز
نفیس عمارت۔ چشمہ کا پانی برف سے
زیادہ ٹھنڈا۔ ہاضم ایسا کہ دن مین چار
بار کھائیے سب ہضم۔ گرد و نواح کے
دیہاتون مین انگور بکثرت۔ دو میل پر
نشاط باغ۔ بالکل جھیل کے کنارے
شاہ جہانگیر کا آراستہ کیا ہوا باغ اور
فوارون کی بہار قابل دید۔ خاص عمارت
کے چارون طرف ہزارہا بارہ دریان
بیچ بیچ مین کھلی ہوئی چھت۔ چمن مین نہر
ننھی ننھی چادر بارینہ بہتی ہین اور
اوپر آبشار بہار۔ دونون مین بہشت کا
مزہ آتا ہے۔ دو میل اور جاکر شالامار
باغ۔ یہ تمام دراصل نمونہ بہشت ہے
اور کیون نہ ہو۔ جہانگیر نے نور جہان بیگم
کے خوش کرنے کے لیے بنایا تھا۔ کیا
وہ کیا زمانہ ہوگا جب حوضون اور نہرون
کے کنارے کنارے [illegible] چبوترون پہ
پری رخسار چمن بھر کا مجمع ہوگا۔ ہوا
اُڑتی ہونگی۔ بائین کی گمک دلون کو
ہلا ہلا دیتی ہوگی۔ [illegible] برستا
ہوگا۔ اور پھولون پر [illegible] لیے
جاتے ہونگے۔ [illegible] ہوئے [illegible]
کے گیند اُچھلتے ہونگے۔ اور حوضون مین
کود کود کر بیگمات موجین اُڑاتی ہونگی
ایک میل اور جائیے۔ یہ
نسیم باغ آگیا۔ [illegible] سے بڑے بڑے
سیکڑون درخت۔ زمین پہ گھاس
کا مخملی فرش جسپر [illegible]

کانفرنس صلح

انگلینڈ۔ بھئی ایک ثالثی ہو۔

روس۔ آمین۔

جرمنی۔ نہین۔ ہرگز نہین۔

موقع ایسا مناسب ہے کہ ہر وقت باد نسیم
چلتی رہتی ہے - آغا دا! یہ سامنے آگ
کیسی لگی ہے؟ اور ہٹ کر دیکھیے -
نہین نہین - سرخ بانات کا فرش کئی
میل تک ہے - انجی بولا - نہین حضور
گل لالہ ہے - عمر کا وہ دن یاد رہے گا
جب یہ منظر دیکھا - سُنا کرتے تھے کہ
گل لالہ کھلا ہوا ہے [illegible] دیکھا یہان گر
اب تو مسافر تھک گیا - پھر کبھی حسب الحال

صبح در باغ نشاط و شام در باغ نسیم
شالامار و لالہ زار و دیر کشمیر است و بس

راقم - برق

فیشن اور اسکی دُم

کوئی جہان مین ہے مائل کوئی ہے سودائی
ولایتی کوئی دیسی کوئی ہے عیسائی
کسی کے دل مین ہے یورپ نے آبرو پائی
کوئی ہے خطۂ ہندوستان کا شیدائی
زبان بند کوئی کانگرس کا بھگا ہے
وہین دریدہ دکسی جا کا کوئی ڈگا ہے
کوئی یہ کہتا ہے مہمل ہے کانگرس بالغیب
اسی سے ملک سے بد ظن ہین حاکم بے عیب
کسی کا قول ہے جو ٹھاٹ ہے معترض لاریب
نشان نحس ہین یہ صاحبان ہرکس کیب
ہین کم مصائب عالم اس زمین پہ جتنے ہون
جہان ستارہ و بنالہ اٹھتے ہون
غریب دوست کوئی ہے کوئی غریب آزار
کسی کی پاک ہے طینت تو کوئی بدکردار
کسی کو نوکری کا شغل ہے کوئی بیکار
کسی کو ملتی ہے پنشن کوئی وثیقہ دار
کوئی ہے صاحب نشہ و اہل زور کوئی
حرام خور کوئی ہے حلال خور کوئی
کوئی تو مرغ کی پالی مین سونہ جاتا ہے
کوئی بٹیر بڑے شوق سے لڑاتا ہے
مشاعرون مین کوئی وقت کو گنواتا ہے
کوئی مشق مین ہزارون روپے دیتا ہے
کسی نے شوق کبوتر مین پر لگائے ہین
کسی نے بانس کے پنجرے مین لال پالے ہین
پُرانے رنڈوے جو ہین انکی وضع بھی ہے قدیم
مین طرز نو کے جوانان صاحب تعلیم
یہ ان پڑھے جو ہین جہلا سے ہند بے تفہیم
لباس و وضع مین انکو ہے ترک پہ ہے تقدیم
انہین سے نام حماقت جہان مین زندہ ہے
انہین کی دُم مین تو فیشن کا خاص زندہ ہے
سحر سے شام تلک بس یہ صاحب فیشن
فضولیات مین مصروف رہتے ہین ہر تن
کھلی جو آنکھ تو بلدی آگ کے کیے روشن
جو سوئے شب کو تو پہلو مین ہے وہ جلوہ فگن
شرف کرین جو یہ قیصر کا مرتبہ پائین
یہ آرزو ہے کہ اصحاب کہف کہلائین
جو لوگ آملٹ کا انہون نے کبھی خیال کیا
تو صاف استرے سے رخ کو بال بال کیا
لگے وہ چرکے کہ خون سے لباس لال کیا
یہ شک ہوا کہ کبوتر کوئی حلال کیا
نکالی مانگ تو وحشت کا پھر بہانہ ہوا
سمند جہل پہ اک اور تازیانہ ہوا
جو آدھے سر پہ ہے ٹوپی کہ مانگ آئے نظر
چڑھی ہے شوقیہ عینک بھی ایک آنکھون پر
ہے شیروانی چپان کا حسن نو عدگر
یہ لوچ چال مین جی ہے لچک رہی جو کمر
دکھا رہے ہین قمیص اپنی آپ تن تن کے
کھلے ہوئے ہین سراسر بٹن بھی اچکن کے
ڈٹا ہوا ہے جو پتلون ہے حماقت مین
بغیر موبھون کے ہے خام خبط زینت و زین
بے انکے موبھون مین ہی نہین ہے دلکو چین
[illegible] قسم تک غرض [illegible]
[illegible] کہ ہو جو تا [illegible] ہو
وہ جا ہے کھال ہو چوہے کی پیراون ہو
لگا [illegible] پیٹ مین لیکن [illegible]
[illegible] ہوئے
[illegible] ہوئے
مین بول اٹھتا ہون حضرت [illegible] ہوئے
[illegible] کوٹ کے کالرین کوئی پڑ جائے
ہوا سے مانگ نہ صاحب کہین بگڑ جائے
سفید پوش ہے بگلا سا کوئی غیرت [illegible]
کسی کا رنگ سیاہ اسپہ کوٹ بوٹ سیاہ
اصول سے کسی بزدل کی ریش ہے کوتاہ
کسی نے مانگ وہ رکھوائی ہے کہ واہ جی واہ
کسی کے بال جو بارہ برس کے ہین ٹھیک
لگا ما کرتا ہے دنرات بیٹھا کا [illegible]
ہے کوٹ و ہیٹ کا زیبا اسے لباس فرنگ
جو کم سے کم کسی یوریشین کا ہو ہمرنگ
مگر ہین نام خدا جو کہ رشک وقر زنگ
ہزار حیف ہوا انکو نہ یہ لباس ہو تنگ
اُنہون نے سوٹ کو بیفائدہ تباہ کیا
خدا نے جنکو ازل ہی سے رو سیاہ کیا

یہ تب بھی زیب ہے اُس بیوقوف وجاہل پر
کہ جسکا دولت وحشمت سے کچھ ہے پوٹا تر
یہ مفلسی سے جو ہین شکل طائر بے پر
ہزار حیف جو اُڑتے ہین وہ یہ کہہ کہکر
کہ عار وننگ ہے وہ قیمتی جو سوٹ نہ ہو
قدم نہ رکھین گے جب تک کہ پاؤن بوٹ نہ ہو

راقم - کچھ نہ پوچھیے -

حسرت فرجام نامۂ پیام

باگل پور
منحوس خانہ روڈ-
تاریخ ۲۷-نومبر سنہ ۱۸ء-
مائی ڈیر سلینا-

مجھے افسوس ہے کہ گزشتہ ہفتہ مین حسب وعدہ مین تمکو مطول خط نہ لکھہ سکی اور صرف ایک مختصر خط لکھکر تمکو اپنی خیروعافیت سے واقف کیا- اُس ہفتہ مین مین (۲) نئے مکان کے آراستہ کرنے اور انتظام خانہ داری کی فکر مین بہت مشغول رہی- اور ابھی تک وہ سلسلہ کسی قدر جاری ہے تمکو کیا معلوم کہ ہندوستان مین ایک مفصل کے شہر مین یوروپین طریقے سے ایک مکان کے سجانے اور اسباب آسایش کے اُس مین مہیا کرنے مین کیا وقت ہے- یہان کوئی کام حکم دیدینے سے نہین ہوتا بلکہ ادنے دوکاندار اور کونٹرکٹ والے کا ہر کام خود کرنا پڑتا ہے- میرے میان کے انگریزی دان نوجوان دوستون اور بعض رشتہ دارون نے مجھے اس کام مین بہت مدد دی ورنہ خدا جانے مجھے اسکے متعلق کتنی تکلیف ہوتی اور کتنے مشکلات پیش آتین کیونکہ مین اب تک یہان کی زبان سے مطلقاً واقف نہین ہون- اور اس لیے نوکرون سے کام لینے مین ہر وقت مشکل ہوتی ہے- لیکن اب میرے مکان کا اس قدر انتظام ہوگیا ہے کہ مین آج کسی قدر تسکین سے تمکو یہ خط لکھنے بیٹھی ہون- ہندوستان واقعی جادو و طلسم کا ایک حیرت انگیز ملک ہے اُور یہ جادو اور طلسم کل واقعات زندگی سے متعلق ہین- ہر روز مجھے ایسے ایسے حیرت انگیز اور حسرت آگین مضامین معلوم ہورہے ہین کہ جنکا اثر میری موجودہ حالت پر بڑے زور سے پڑ رہا ہے اور میری آیندہ زندگی بھی اُنکے اثر سے ہرگز محفوظ نہین رہسکتی- مین نہایت توجہ اور تسکین کے ساتھہ ان مضامین پر غور کررہی ہون اور معلومات کے حاصل کرنے کی بیسیون کھڑکیان مین نے کھول دی ہین- کیونکہ مجھ سے ناواقفکار کو سب سے پہلے اس کی ضرورت ہے کہ میرے معلومات وسیع ہون- مجھے میرے میان کے بعض نوجوان دوستون سے اس بارے مین بہت کچھ مدد ملی ہے- یہ لوگ کسی قدر پیٹ کے ہلکے ہین اور میری مہربانی اور دوستانہ برتاؤ اور خاطر مدارات کی بہت ہی قدر کرتے ہین- یہ اکثر وہ باتین آسانی سے کہہ ڈالتے ہین جو مشکل سے کوئی کسی کم سن اور ناتجربہ کار انگریز سے بھی سُن سکتا ہے- انکی یہ عادت میرے لیے مفید ہے مین نے بعضون پر اپنی محبت اور خلوص کا ایسا اثر ڈالا ہے کہ وہ دل سے میرا ہی کلمہ پڑھتے ہین اور اپنی اور دوسرے دن کی تمام روز کی باتین مجھہ سے بے تکلف کہتے ہین

اب مسٹر اے نے اس کا فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ باگل پور ہی مین رہکر کونسلی کا کام کرینگے کیونکہ یہان کوئی نامی بیرسٹر نہین ہے- اور انکے خاندانی تعلقات کی وجہ سے ہر قسم کے لوگ ان کی تائید کرنے پر آمادہ ہین- یہ ابھی تک کچہری نہین جاتے ہین کیونکہ ان کی قانون کی کتابین ابھی تک ولایت سے نہین آئی ہین- اور انہون نے کوئی کلرک بھی نہین مقرر کیا ہے- ماہ آیندہ کی دوسری تاریخ سے کچہری جانے لگین گے دو تین مقدمے انکو مل چکے ہین اور یہ فوجداری کی عدالت کے مقدمے ہین-

مین اب تمکو اُن مضامین کے سُنانے کا قصد کرتی ہون کہ جنکے سننے سے تم ضرور افسردہ خاطر ہوگی- مگر اگر تم نے اُنسے رنج اور شرود کا اثر لیا تو مین آیندہ تمکو ایسے مضامین سے آگاہ کرنے مین تامل کرونگی- تم سے مجھے بہت سے اُمور مین مشورہ وصلاح کی ضرورت ہوگی اور ساتھہ ہی اُسکے میرے ان خطون کو تمکو نہایت احتیاط سے رکھنا پڑے گا کیونکہ یہ فقط پرائیوٹ ہی نہین بلکہ انکے مضامین غایت درجہ مین خوفناک ہین اور اگر خدانخواستہ ان مین کا ایک خط بھی کسی غیر کے ہاتھہ مین لگا تو یہان سے ولایت تک اخباری اور اخلاقی حلقون مین ایک عظیم ہنگامہ برپا ہوجائے گا

گو ایک وقت آئیگا کہ یہ خطوط قوم اور ملک کے لیے بہت مفید ثابت ہونگے اور ان سے ارباب تاریخ بہت کچھ انکی مدد لین گے۔

زندگی کے عجب عجب ایشیائی سین میری نظر کے سامنے روزانہ پیش ہوتے ہین اور ابھی تک اس کا پتہ نہین ملتا کہ مجھے کن کن اکٹ مین کیا کیا حصہ لینا پڑیگا۔ اس وقت مجھے اپنی آئندہ روش زندگی کا مطلق صحیح اندازہ نہین ہوسکتا ہے کیونکہ اُسکے سامنے ایک بھاری اور زرکار پردہ پڑا ہوا ہے۔ ہوا سے تند کے چلتے وقت جو اتفاق سے اُسکا بعض کونا اُٹھ گیا اور جو بعض جھلک مجھے نظر آ گیا اُس سے مین اس قدر پریشان ہو گئی ہون کہ میرے حواس ٹھکانے نہین ہین مگر تاہم مین استقلال ہمت اور عقل سے کام لے رہی ہون معلوم نہین کہ پورا پردہ کب اوٹھے گا اور اُس کے بعد کیا سمان دکھائی دیگا

اس مین شک نہین کہ مسٹر ... ایک قدیم اور معزز خاندان کے آدمی ہین اور ابھی تک ان اضلاع مین اچھے اور واقفکار لوگ ان کے اراکین خاندان کے ساتھ رعایت کرتے ہین ابھی تک کسی قدر زمینداری بھی ان کی ہے۔ مگر وہ ایسی نہین ہے کہ جس کا ذکر تفصیل کے ساتھ کرنا خوشگوار ہو۔ ان کا باپ ایک سخت متعصب پُرانے خیال کا بوڑھا آدمی ہے اور ان کے پانچ بھائی اور تین بہنین ہین۔ دو بھائی اور دو بہنون کی شادی ہو گئی۔ یہ قلیل جائداد کہ جو ایک تہذیب یافتہ شخص کے لیے آرام اور عزت سے رہنے کے لیے ہرگز کافی نہین ہے۔ اس لڑکے اور لڑکیون کی بڑی جماعت پر باپ کے مرنے کے بعد تقسیم پائیگی۔ اور اُس مین سے ایک حصہ میرے میان کو بھی ملیگا مگر اسکی بھی اُمید کم ہے کہ اس قدر بھی میرے میان کو ملے کیونکہ میرا نانا عاقبت اندیش اور حریص خسر ابھی تک کثرت اولاد کے بدیہی نقصانات سے واقف نہین ہے اور باوجود ساٹھ سے متجاوز ہونے کے بھی ۲۴ گھنٹے کی نوٹس پر نوجوان عورت سے نکاح کر کے اُس کی تمام عمر کی راحت اور خوشی کے نادانستہ اور نیک نیتانہ طور پر لٹانے کے لیے سرگرمی اور کشادہ پیشانی سے تیار ہے۔ تم یہ سُنکر کانپ جاؤگی کہ اس بد اصول اور خواہش پرست بُڈھے کی تین بیبیان ہین گو انکے مدارج مین فرق ہین مگر اسلامی قانون وراثت کے مطابق ہر کلاس کی بی بی کی اولاد کو جائداد کا شرعی حصہ ملتا ہے۔

(باقی آئندہ)

راقمہ
تمہاری محبت مین سرشار
صوفیہ

گدھون کی پیداوار

سچ ہے جیسا زمانہ ہوتا ہے ویسا ہی دُعا تعویذ کا بھی اثر ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اب جونپور کے قاضیونکی بھی بہو ٹنے والی ہے کیا سبب کہ شش قفل گنج العرش کی طرح آجکل ایک تعویذ چھپا ہے اُسکے نیچے لکھا ہے عورت گدہا جنے یا گدہی، مطلب یہ کہ عورتین آپ انسان کا پیدا کرنا ترک کر دینگی۔ اگر جنینگی تو صرف گدہے کی نسل۔ اگرچہ ہندوستان مین پیداوار تو عرصے سے ایسی ہی نظر آتی ہے مگر دعا تعویذ والون کا بھی یون ڈنکے کی چوٹ اعلان کرنا مایوس ضرور کرتا ہے۔ اب فرمایئے والدین کو بجز اسکے اور کیا چارہ ہے کہ بیچارے ایسی تعلیمگاہونکو ڈھونڈتے پھرین جہان گدہے جونپور کے قاضی بنائے جاتے ہیون ہمارے نزدیک بہت مناسب ہوگا کہ جسطرح ندوہ۔ علیگڑھ۔ مسٹر ٹاٹا کی اسکیم والے چندہ جمع کرتے ہین اُسی طرح اس نئی پود کے واسطے کوئی جدید دار العلوم قائم کرنے کی فکر کیجائے۔

لوکل علیہ الرحمتہ

اس ہفتہ اس شہر مرحوم کی قبر پر حسن خیز بلین کے شامیانے کے نیچے ابر کا ہمگیرہ بھی اکثر تنا رہا کبھی کبھی ترشح اور شبنم کے دو آنسو بھی گرے۔ پُروائی نے سرد آہین بھرین۔ خیر حرارت ارضی کم ہوئی۔ فی الجملہ خنکی آگئی۔ ہمارے شہر کے ایک میونسپل کمشنر سید سجاد حسین حلقہ چوک سے مستعفی ہو گئے آپ کی جگہ لالہ مہاسد ہولال کا انتخاب ہوا میونسپلٹی نے آخر کو منظور کر لیا کہ شہر کے معابد کو ایک حد تک پانی مفت دیا جائے

نوٹس

— ٹرانسوال کے جھگڑے مین مسٹر کیمبل بنیرمین کو یقین ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے دعوے مانے ہی جائین گے۔

— فرگسن کالج پونا کا ایک سنجیدہ طالبعلم کیمبرج مین رنگلر آیا۔ گورنر جنرل نے پرنسپل صاحب کو مبارکباد دی ہے۔

— پادری فلپ اور ان کی میم صاحبہ کو لوگون نے خیالی طور سے فوج مین شامل کر ڈالا تھا۔ خیریت گذری صحیح سلامت بچ گئے۔

— انجمن مصالحت کی چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا۔ برطانیہ اعظم نے تجویز کیا تھا کہ ثالثون کی ایک انجمن باضابطہ قائم ہو جرمنی کی جانب سے صداے مخالفت بلند ہوئی۔ کارروائی ملتوی۔ اور وکلاے جرمن مشورے کو بحضور شہنشاہ حاضر

— دھولیا کے ایک متمول ٹھیکہ دار ان۔ ایم سروینہ پر قتل ملازم کا الزام ہے کہتے ہین نوکر نے تنخواہ مانگی۔ آپ نے گھونسے مارے۔ تلی پھٹ گئی۔ نوکر مر گیا نام سے ظاہر ہے مسٹر سروینہ پارسی ہین بس سمجھ لینا چاہیے انگریزی ہی نہین پارسی گھونسے بھی تلی کے حق مین جان ستان ہین۔

— سرویا کی سرحد پر البانیا اور سرویا والون مین آویزش ہوگئی۔ مؤخر الذکر کا قول ہے کہ اس مین ترکی رعایا بھی شریک تھی۔ باب عالی اور سرویا مین مراسلت ہو رہی ہے۔

— آج کل انگلستان اور ٹرانسوال والون مین ایسی کشیدگی ہے کہ لوگون کو خیال ہے کہین لڑائی نہ ہو جائے۔ مگر وہان کے باشندے اسپر تلے ہین کہ کچھ ہی ہو مگر ملک کی آزادی قائم رہے وزراے انگلستان اطمینان دلاتے ہین کہ ابھی تک اس معاملے مین کوئی ایسی بات پیش نہین آئی ہے کہ فوجی تیاری ہو۔

— مختلف مقامات کی سیر سے آدمی کیا جانور پر اثر پڑتا ہے۔ تیتر بٹیر شاما۔ وتلیر۔ بلبل کو مجھون۔ مسلون ٹھیلون مین لیے پھرتے ہین۔ پس اگر بعض پولیٹکل ایجنٹ سرحدی نیم وحشیون کو بڑے بڑے شہرون کی سیر کرا کے مہذب بنانا چاہتے ہین تو کیا عجب۔ چنانچہ حال مین انہین کی تقلید مین گورنر جنرل ترکستان نے مدارس ترکستان کے طلبا کو روس وغیرہ یورپ کی سیر کرانی چاہی ہے۔

— ہمارے معاصر شحنۂ ہند کا یہ دیندارانہ اعتراض کہ روپے پر تصویر بنی ہوتی اور مسلمان اسکو اپنے پاس رکھتے بلکہ بعض اوقات نماز تک مین جیبون مین رکھتے ہین بے شک لائق غور و تاسف ہے۔ مگر یہ امید کہ مسلمانان ہند کی انجمنین گورنمنٹ مین اگر عرضداشت بھیجین کہ روپیہ پیسے پر ملکہ معظمہ کا صرف نام اور سنہ جلوس ہوا کرے تو ممکن نہین توجہ نہ ہو۔ بہت ضعیف ہے۔ کیا وجہ کہ ہندوستان مین اور مذاہب کی بھی آبادی ہے جو تصویر کو خلاف شرع نہین سمجھتے۔ اور سکے کی ضرورت عام طور سے یکسانی چاہتی ہے اور یہ سکہ مدتہا مدت سے جاری ہے۔ پس گورنمنٹ کیون ایک گروہ کی خاطر سے اور پھر بعد اس قدر زمانے کے سکے سے تصویر نکالنے لگی ہان مسلمان بجاے خود اس غیر مشروع امر سے احتراز کی صورت نکال لین تو نکال لین۔ مگر آج کل کے مسلمانون سے اسکی امید بہت کم ہے۔ اور تو اور جو لوگ آجکل پیشوا اور ہادی بننے کا ادعا رکھتے ہین وہ حرام حلال دولت مین مشکل سے تمیز کر سکتے ہین۔ ہزارہا روپیہ اُن اوقاف اور جاگیرون کا رنڈی بازی اور شرابخواری مین اُڑاتے ہین جو فقرا اور اہل علم اور خیرات کے واسطے دیا گیا ہے۔ اور اب بھی دیا جاتا ہے۔

— جرمنی نے برٹش گورنمنٹ سے ایشیاے کوچک مین ریل کے مراعات حاصل کر لیے ہین۔

— ریل پر تمباکو نوشی کی اجازت کے بارے مین اودھ ریویو مین ایک معقول دلیل یہ لکھی ہے کہ ہندو مسلمانون مین بوجہ رواج کے ایک ساتھ کھانا پینا نہین اور تمباکو کی چلم ایسی چیز ہے کہ ریل مین اسکا ایک دم لگانے پر ہر شخص للچاتا ہے پس

گندم اگر بہم نرسد بُس غنیمت ست

— اخبار گورکھی متعلقہ بمبئی پر بغاوت انگیز مضامین شائع کرنے کا جرم لگایا گیا ہے مقدمہ چل رہا ہے۔ مالک کہتا ہے میری غیر موجودگی مین اڈیٹر نے یہ مضامین شائع کیے ہین۔

— اخبار چودھوین صدی کے اڈیٹر صاحب کی یہ راے لائق توجہ ہے کہ جو نوعمر طالب علم ولایت کو تحصیل علوم کے واسطے جاتے ہین اُنکی نگرانی کے واسطے کوئی متین اور مہذب اور تجربہ کار ہندوستانی وہان مقرر ہوا کرے۔ اگر دس طالب علم ساڑھے سات ہزار روپیہ فی کس خرچ ادا کرین تو اس مین سب مصارف ہو سکتے اور اتالیق کی تنخواہ نکل سکتی ہے۔ مگر گفتگو اس مین ہے کہ ایسا

کوئی اتالیق ہندوستانی مل ہی سکتا ہے

خبرین

مسٹر ایڈگر کمشنر آگرہ مر گئے۔ مسٹر ڈاہی کلکٹر سہارنپور وہان جائینگے۔ مسٹر سٹرٹیفیلڈ سہارنپور آئینگے۔

رنگون مین تین فوجی گورون نے ایک برمی عورت کی عصمت بگاڑی انکی گرفتاری کے لیے ۱۰۰۰ ہزار کا سرکاری انعام مشتہر ہوا۔

ہنگ کانگ سے تازہ خبر آئی کہ ۳- سے ۱۳- جون تک وہان ۱۶ تازہ کیس طاعون کی ہوئین۔

کابل کی خبر کہ امیر صاحب نے جنرل عبدالحکیم خان اور تین عہدہ داران تنخواہ جنگی کو توپ کے سامنے اڑا دیا۔ یہ لوگ فوج کی تنخواہوں کا کچھ حصہ خود ہضم کرتے تھے اور تمام فوج اور جرنیل اس نظارہ کو دیکھتے تھے۔

سارن پور مین چلتی ریلگاڑی پر جس نوجوان مسلمان نے ایک عورت کو شرمناک لوٹا عمر قید کالا پانی ہوا۔

پنڈت اوما شنکر صاحب مسرا ایم اے بارسٹر ایٹ لا نے بمقام سیتاپور پنجشنبہ گذشتہ کو وفات پائی شدت گرما کے باعث موت ہوئی۔

لالہ رام سرن داس نے جو درخواست حکیم مقرب حسین کے انتخاب کے خلاف عدالت مجسٹریٹی میرٹھ مین دی تھی وہ کامیاب ہوئی حکیم صاحب کو حکم ہوا ہے کہ ۵ برس تک امیدوار ممبری نہ ہون اور کام چھپائی جو ان کو بحالت ممبری دیا گیا تھا چھین لیا گیا۔

للت پور کے ایک ہیڈ کانسٹبل اور اسکی بیوی پر مقدمہ قائم ہوا تھا کہ شوہر نے ریلوے اسٹیشن پر اپنی بیوی کی شرکت سے ایک عورت کو بے آبرو کیا۔ کانسٹبل کو سخت سزا تین سال کی اور اس کی عورت کو دو برس کی دی گئی ہے۔

جا آندسنگھ سانسیا ڈکیت کو جسنے مسٹر بنارشل سشن جج جونپور کے پتھر کھینچ مارا تھا حبس دوام کی سزا ہوئی۔

بارش کی خبرین چارون طرف سے آرہی ہین۔

امریکہ کے شہر نیویارک مین ۴۰ ہزار فاحشہ عورتین رہتی ہین۔

جاپان مین چار سو روزانہ اخبارات شائع ہوتے ہین۔

دنیا مین سب سے بڑا نمک کا پہاڑ گلیشیا واقع ملک ہنگری مین ہے وہ ۵۵۰ میل لمبا ۲۰ میل چوڑا۔ اور ۲۵۰ فٹ عمیق ہے۔

ایک روسی عورت جس کا تعلق رفاہ سوسائٹی سے ہے آج کل دربار کابل مین ملازم ہے اس کے علم وفضل اور ذہانت کی بڑی تعریف سنی گئی ہے۔

سمترا مین ایک کلارک جوتگی نے دولاکھ ایک لاٹری سے پایا۔

لاتور مین ایک ہندو انٹرنیس پاس تعلیمیاں بیچکر گذارہ کرتا ہے۔

حال مین ایک عورت نے ایک ایجاد کیا ہے یہ بعینہ ایک چھتری کی شکل کا ہوتا ہے جو خاص اس شخص کی پسندیدہ چھتری کے نمونے پر بنایا جاتا ہے جسے ہلاک کرنا منظور ہو۔ چھتری کے اندر ایک چھوٹی سی شیشی کی نلکی جس مین ایک مرکب یعنی عرق ہوتا ہے ایک ترکیب سے رکھدی جاتی ہے نلکی کے سر پر ایک سوراخ ہوتا ہے جس سے وہ مرکب چل سکتا ہے جس شخص کو مارنا ہوتا ہے اسی کی چھتری کسی ترکیب سے اڑا کر یہ چھتری اسکے بجاے رکھدی جاتی ہے اور جبتک وہ چھتری سیدھی رہے کوئی خطرہ نہین ہوتا ہے لیکن جہان چھتری ٹیڑھی ہوئی یا جہان اس نے ذرہ پھرائی فوراً وہ مرکب نکلکر اڑتا ہے اور اس شخص کو ہلاک کردیتا ہے یا عمر بھر کے لیے لنگڑا لنجا یا زخمی بنا دیتا ہے۔

کلکتہ مین ایک خاص عجائب گاہ قائم ہوگا جسمین صرف دیسی ساخت کی اشیا رکھی جاینگی۔

مزون سے ولیکن وہ خالی نہ ہو گا
ہے گر نائٹروجن کی شرکت زیادہ
تو شورے کی سی ہو گی لذت زیادہ
اگر آکسیجن کی ہے اُس مین شدت
مزہ دے سے رہی ہو گی اُس مین حموضت
غرض جو ہو وہ مجھ سے کبھی شورہ زا ہے
کبھی شورہ زا وہ حموضت فزا ہے
غلط ہے جو کہتا ہے میٹھا نہ کھٹا
ہے تحقیق سے دور اُلو کا پٹھا
ہوا اسمین گر چھوڑتی ہے پٹاخا
مزون کا ضرور اُس مین ہو گا چٹاخا

(۳) میری لذت

سنو یار! نکتہ یہ مُنہ چومنے کا
کہ کھٹا نہ میٹھا - مگر ہون مزے کا
لبون کی مٹھاس [illegible] مضمون رنگین
سمجھتے ہین فرہاد وش مجھکو شیرین
نہ ہون گرچہ میٹھا - نہ ہون گو سلونا
مرا خوان خوبی پہ لازم ہے ہونا
سمجھتے ہین نامرد گر محبوبہ کو پھیکا
ہے میرے ہی سر تحفہ سندی کا ٹیکا
ہو میٹھا اگر مُنہ تو میٹھا بھی مین ہون
ہو بگڑا اگر مُنہ تو کھٹا بھی مین ہون
ترش مین ہون چین جبین سے زیادہ
حلاوت مین ہون انگبین سے زیادہ
کرے گر ترش مجھ کو سر کہ جبینی
مزہ مجھ مین پیدا ہو سر کنگبینی
ملاحت ہے مجھ مین نمک آگے بھرتی
ادا مجھکو قند مکرر ہے کرتی
اگر لب ہون سے گون تو ٹی کا مزہ ہے
غرض مجھ مین ہر ایک شے کا مزہ ہے

(۴) میرا وطن

سُنا ہے کہ ہر دل وطن کو ہے کھنچتا
مرا دل بدخشان - یمن کو ہے کھنچتا
اگر ٹھیک ہے جذب دل کی گواہی
دکھا دے بدخشان - یمن پھر الٰہی
مگر اس پہ خدشے ہین اک فلسفی کے
وطن دو تو ہوتے نہین آدمی کے
یہان جذب کی کچھ نہین پیش جاتی
سمجھ مین ہے پر ایک تاویل آتی
یمن مین اگر میری ددھیال ہو گی
بدخشان مین ممکن ہے ننھیال ہو گی
غرض مین عرب مین یمن کا عرب ہون
عجم مین بدخشان کا عالی نسب ہون
جو دادا ہے میرا اسمٰعیل یمانی
ہے خورشید نانا - شعاع اُس کی نانی
پچا ہے یمن مین اگر لال میرا
بدخشان مین یاقوت ہے خال میرا
مرے سکے رائج یہان ہر کہین ہین
عرب اور عجم دونون زیر نگین ہین

نئی تحقیق

نیا دور ہے یہ - نیا ہے زمانہ
نہین کوئی سنتا پرانا فسانہ
تو تحقیق تازہ بھی اب مجھ سے سن لو
یہ دانے ہین یاقوت کے انکو چن لو
بھرا ذکر ہے ہی مرے ٹائمز کل کا
چھپا جس مین مضمون [illegible] کا
بڑے زور سے وہ دکھاتے ہین سب کو
نہین کوئی مجھ سے تعلق عرب کو
عجم مین بھی انکو سراسر سخن ہے
حقیقت جو پوچھو تو بھارت وطن ہے
برہمن نہ چھتری نہ راجپوت کا ہون
مگر لعل کا - لال یاقوت کا ہون

(۵) میری جہانگیری -

پہاڑون کے دامن مین گو مین پلا ہون
مگر ایک شہد اچھا شہر کا ہون
ہوئی تربیت گو مری جنگلون مین
چمکتا ہون تہذیب کی محفلون مین
بڑھاتا ہون مین ہاتھ شیرین لبون پر
کبھی ہون لبون پر کبھی غبغبون پر
قدم پر کبھی ہون کبھی ہون جبین پر
فلک پہ کبھی ہون کبھی ہون زمین پہ
کبھی مین ہون گالون پہ تل ہو کے بلتا
کبھی ہون لبون سے مین لب بن کے ملتا
کبھی کام مین رشک عناب ہون مین
کبھی شوق مین شکل سیماب ہون مین
چٹک میری غنچون سے ہے بات کرتی
چہک میری بلبل کو ہے مات کرتی
شرابون مین حدت سے میری نشہ ہے
کبابون مین لذت سے میری مزا ہے
کیے گرم مین سارے بازار میرے
جدھر دیکھیے ہین سب خریدار میرے
مری بیل ہے بزم کے کارپٹ مین
مری جنس ہے شوق کے مارکٹ مین
سر آنکھون پہ شہری ہین مجھکو بٹھاتے
ہین تہذیب کی مجھ سے تعلیم پاتے
جہان بزم رنگین ہے رنگین ہے مجھ سے
جہان لعل شیرین ہے شیرین ہے مجھ سے
مزہ ہے ہر اک دل کو میری لگن مین
مری شمع روشن ہے ہر انجمن مین
اگرچہ مری اصل ہے ایشیائی
مری لیک یورپ مین بھی ہے رسائی
رسائی نہین بادشاہی سے میری
یہی یہان سے وہان تک دہائی ہے میری
اگر چاہیے خانگی سرکلون مین
تو وان بھی مری چاہ ہے سب دلون مین
مرا شوق ہے دل مین آیا کے آیا
مرا میم صاحب کے سر پر ہے سایا
وہ صاحب جو مونچھون کا شاہ بہار ہے
وہ مونچھین نہین ہین - مرا گھونسلا ہے
جو تشبیہ مونچھون کو دو شہپرون سے
مزون سے کہون لو اُڑو شہپرون سے
نہین گرد کی دس کی گالون پہ لالی
تہ کشت و خون کی ہے وان مینے ڈالی
پڑیگا یہین آکے رن کورٹ شپ کا
ڈیسائڈ آکے ہو گا یہین فیٹ لپ کا

جرمنی اور کانفرنس

جرمنی - دیکھا یہ تدبیر کیسی چلی - بھلا یہ چلنے والی بات تھی -

بڑی بات ہے اور چھوٹا سا منہ ہے
مگر پھر بھی دانتک چڑھا اور بڑھا ہون
خدا کے خلیفہ کا مین منہ چڑھا ہون
لبون سے لگے عیش کے جام ہی ہین
اسی سے زیادہ مرے نام بھی ہین
جہان باتین وصل اچھی اچھی ہی کہتا
مجھے میٹھے منہ سے وہ بھی ہے کہتا
نہ آب صفا ہے۔ نہ چاہ ذقن ہے
چھلکتا ہوا منہ سے مجھ مین بھون ہے
خدا جانے کیا ہے لب یار کہتا
مگر دل تو ہے پیار سے پیار کہتا
کہین گال پر پھیر کر ہاتھ شوخی
شرارت سے مجکو بتاتی ہے ہنسی
کہین جو مگر جاؤ سے گال مس کا
ہے دیتا لقب تھینک یو مجکو مس کا
کبھی مین ہون موٹا کبھی مین ہون دبلا
کہین مین ہون کسا اور کہین مین ہون قبلہ
کہین جبکہ بلبل کا منہ گل نے چوما
چہک کر کہا اب کی بلبل نے چوما
کہان تک مشیت کہان تک تعلی
نہ ہے لن ترانی کی۔ دکھلا تجلی
کنایون کو کرجا بدر خصت صراحت
صراحت کا منہ چوم لے اب فصاحت
ہوئی بیت کا مطلع مین لو کے سنبوسہ
مین بوسہ ہون بوسہ ہون بوسہ ہون بوسہ

انشاے پنچ!

نمبر ۶

(رمیس کا خط رنڈی کے نام)

تسکین دہ دل امیدواران دام حسنہ
بعد شوق مواصلت کے واضح ہو کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہمارا نازو نعم مین پالا ہوا بے چین۔ بیقرار دل نہ تو لذت عشق سے آگاہ تھا اور نہ کسی پریوش پری چہرہ کی گیسوے دراز پیشواز مین بٹیر کی طرح شدت شوق مین اچکتا تھا۔ ہمکو یہ بھی نہین معلوم تھا کہ عشق عاشقی عشوہ۔ ناز ادا کس چڑیا کا نام ہے۔ گو تم ایسی صاحب جمال۔ پری تمثال۔ شیرین مقال۔ غنچہ دہن۔ نازک بدن سے یا اللہ صاحب سلامت تھی مگر یقین جانو کہ کبھی نہ تو مرغ وصل کو دام مین پھانسنے کی کوشش ہوئی نہ اسکی ضرورت پڑی کہ آہ آپ تک رسائی پیدا کرے۔ نہ اپنی یاس و حرمان و تمنا سے کبھی کچھ کام لینے کی حاجت ہوئی۔ زیادہ کیون بکے۔ مختصر یہ ہے کہ ؎

ہم سے تم سے وصل کے اقرار کچھ یونہی سے تھے
خواہش دل کے بھی تھے کیہ ادراک کچھ یونہی سی تھی

مگر اب کی تو چندہی سے (جبکہ تم سے درگاہ مین ملاقات ہوئی تھی) یہ معلوم کیا ہوگیا ہے کہ ہروقت تمہاری آتش محبت دل مین بھڑکا کرتی ہے۔ تمام جسم انگیٹھی ہوگیا ہے۔ اور مین اسی آگ مین پسندے کباب کے مانند پڑا سنکا کرتا ہون۔ ہاے۔ ؎

اندلعم مرے گولہ و بارود نہین ہے
دی عشق نے ظالم ترے ہیار کی کوشش

کانون سینہ کے دہکنے سے منہ نہ کہا کان کو وہ آتش فشان کے مخرج معلوم ہوتے ہین۔ آہ آتشین کا دھوان ہروقت گھر کو محیط رہتا ہے جسکی وجہ سے گھر چاہ بابل ہو رہا ہے۔ تاریکی بحر ظلمات سے بڑھ گئی ہے۔ اگر مین آتش فراق مین جل جلکر کوہ طور نہ ہوگیا ہوتا تو گھر مین روشنی کے انتظام کے واسطے ہنکس کے لیمپ کی ضرورت پڑتی۔ وہ تو کہیے مین ہمہ تن چراغ ہو رہا ہون اسی وجہ سے گھر والون نے تیل بتی کی بچت کے واسطے مجھ سے چراغ کا کام لینا شروع کیا ہے۔ بقول شخصے۔ ؎

داغ روشن ہوئے دل کے تو حسینون نے مجھے
بزم مین لا کے رکھا سرو چراغان کی طرح

ایسی صورت اور ایسی حالت مین شوق وصلت کی باد صرصر کو خانہ ہاے جگر مین روک تھام کے بند رکھنا پڑتا ہے محض اس خیال سے کہ اگر نالہ ہاے شوق مین ہوا نکل گئی اور چراغ محبت گل ہوگیا تو سوا اسکے کہ تصیپ مٹانے کے واسطے اسکا ورد کیا جاوے۔ اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ ؎

ضبط آتش محبت سینہ مین کی یہانتک
جل بھن کے رکھا دل اٹھا نہین دم آہ تک

پس بہ کمال ادب آپ سے گذارش ہے کہ مجھ مورد بیداد خوگر فریاد کو اپنی زلف گرہ گیر مین جس طرح ممکن ہو پھانس کر اپنے گورے گورے چکنے چکنے گالون کے پھاہے سے میرے زخمہاے جگر کو ٹھنڈک دیجیے۔ اور دفتر عاشقان مین مجھ بیکس کا نام بھی درج کر کے ؎

وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

کا مصداق نہ بنائیے اس عنایت کے عوض دنیا مین جان۔ مال۔ عزت۔ آبرو تصدق کرنے کو موجود ہون۔

راقمہ

نواب لڈن

جواب

پیارے نواب۔

تمہار اخلاص کے حرف حرف سے چنگیاں نکلتی تھیں میرے پاس پہونچا۔ پڑھنے کی تجاوت تو جبھی ہو سکتی تھی جب مین بھی تمہاری طرح سوچ سمجھی ہوتی۔ یہان تو معاملہ بالکل برعکس ہے۔ کیا سنئے کہ اس بلا کی سردمہری یہان ہے جس مین بڑے بڑون کی آگ چشم زدن مین بجھ جاتی ہے۔ اور بڑے بڑے آگیا بتیال جو تمام دُنیا کو جلا دینے کا منصوبہ رکھتے ہین یہان آکر دم بھر مین جل بجھتے ہین۔ اور پھر بارہ بارہ چوبیس کوس تک پتہ نہین ملتا ہے بقول سعدی رح ؎

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

انہین وجوہات سے اور خاصکر اپنے شہر کے اہل دل حضرات کے طفیل مین مجھے اس قدر کشف حاصل ہو گیا ہے کہ حال دلکا جان لیتے ہین قیافہ دیکھکر خط کا مضمون بھانپ لیتے ہین لفافہ دیکھکر تمہارا مافی الضمیر مجھپر روشن ہو گیا۔ زہے قسمت زہے نصیب کہ بعد مدت آرزوئے دل پوری ہوئی اور تمہارے پتھر دل مین ہماری آہ نے رسائی پیدا کی۔ کیا تم نے سُنا نہین ؎

عشق اول در دل معشوق پیدا میشود
چون نسوزد شمع کے پروانہ شیدا میشود

میرے طائر دل کو تو تم پہلے ہی شکار کر چکے تھے اور اب تک قفس ہجران مین بے آب و دانہ بند کر رکھا تھا صرف ایک امید وصل زندگی کا سہارا تھی اگر یہ نہ ہوتی تو تمہارے سر کی قسم ابتک مین کب کی اللہ میان کے یہان پہونچ کے جنت کی قمری بن گئی ہوتی اور کسی لمبے سرو پہ تمہاری یاد قامت مین قیامت تک لٹکی کو کو کیا کرتی۔ مگر شکر ہے کہ اسکی نوبت نہ آئی اور میری آہ نے تمہارے دل مین رسائی پیدا کر کے تمکو میرا مجنون بنا دیا۔ اب بہت مزے مین کٹے گی کیونکہ ؎

اُلفت کا یہ مزہ ہے کہ ہون دونون بیقرار
دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

اب اُلفت محبت ثابت تو کچھ کہنا سُننا نہین ہے کیونکہ تم خود الہ دین بنے بیٹھے غریب جراغ ہو رہے ہو۔ کہنا سُننا اسی قدر ہے کہ تم خود آؤ یا مجھے بلا بھیجو اگر ان دونون باتون کا ابھی موقع نہ ہو تو کچھ روپیہ اور تھوڑا بہت کپڑا بھیجدو۔ کیونکہ اگر گھوڑا دانہ گھاس سے بیر کریگا تو جیے گا کس کے بوتے۔ پس محبت کو اس سے کچھ لگاؤ نہین۔

راقمہ

چھپکلی جان

لوکل علیہ الرحمۃ

اس سال بارش کی ابتدا تو اچھی معلوم ہوتی ہے ؎

سالیکہ نکوست از بہارش پیداست

شب وروز سہانی ابر صاحب سایۂ عاطفت لیے موجود۔ پھر اس مین اکثر بوندا باندی کی بھی ٹھہر جاتی ہے۔ بلکہ دو چار دفعہ تو اچھا خاصہ مینہ برس گیا ہے۔ جل تھل بھر گئے۔ زمین سیراب ہو گئی۔ حشرات الارض نکل پڑے۔ رخسار گیتی پر سبزہ آغاز ہوا۔ گویا سین بھیگنے لگین۔ اسی نزول رحمت کے زمانے مین لکھنؤ کا چہلم بھی آگیا۔ عزاداری کے اہتمام آرائش مجالس کی چہل پہل نے جان تازہ بخشی خیر یہ بھی غنیمت ہے ؎

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحہ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

ہمارے لوکل معصر ہندوستانی لکھتے ہین کہ موتی جھیل والی بارہ دری مہاراج کی شیو غلام نامے ٹھیکہ دار ساکن نوبستہ نے خرید کی ہے۔ اور ارادہ کیا ہے کہ یہ بطور دہرم سالہ کے استعمال کی جاوے۔

شنبہ گزشتہ کو صاحب سٹی مجسٹریٹ نے حسن بخش نامے ایک بدمعاش کو ڈیڑھ سال کی سزا دی جسکی پولس کو ڈیڑھ سال سے تلاش تھی کہ اس نے تاجر گہر مین چوری کی تھی کالکا پرشاد ہیڈ کانسٹبل چوکی احاطہ فقیر محمد خان نے ملزم کا پتہ لاہور مین لگایا جہان سے گرفتار کر کے لکھنؤ لایا گیا۔ اور اپنے کردار کے لیے سزایاب ہوا۔

نوٹس

آج جمعرات کو حضور ویسرا سے نے مہاراجہ بڑودہ کی دعوت شملے مین کی ہوگی

مسٹر چمبرلین نے محل مین باعلان کہدیا کہ سر ملنیر نے جو کارروائی کی ہے اسکی ذمہ دار ہماری گورنمنٹ ہے۔

لندن سے برابر فوجین اور سامان حرب کیپ کو جارہا ہے۔ ٹرانسوال کے جھگڑے سے شاید اس کی ضرورت ہوئی ہے۔

ملا نجم الدین سے امیر عبدالرحمن خان کو برہم کردیا۔ کہتا پھرتا تھا کہ امیر کافرون کا ساتھ دیتے ہین۔ اسپر ملا کی گرفتاری کا اشتہار امیر نے جاری کیا ہے۔

اخبار گور کہی کا مقدمہ چل رہا ہے۔ ایک گواہ پر جو مدعی علیہ کی اس کوشش مین مؤید تھا کہ وہ بروقت صدور جرم پونا مین تھا ہی نہین مقدمہ دروغ حلفی چلانے کا حکم ہوا۔

امیر نے پہلے اعلان کیا تھا کہ چارہ اور غلہ ہمارے ایجنٹون کے پاس داخل کیا جاے۔ بعض نے اسکی تعمیل نہین کی۔ وہ سب طلب کر کے کابل مین مقید ہو گئے۔

آریہ قوم کی ابتدائی سکونت کا مقام وسط ایشیا بتایا جاتا تھا اب ماوجب راو ناٹک صاحب کہتے ہین یہ لوگ شروع مین قطب شمالی کے ممالک مین رہتے تھے۔

حکومت ٹرانسوال اور گورنمنٹ انگریزی مین ایسی کشیدگی بڑھی ہے کہ لوگ منتظر ہین کب اعلان جنگ کی خبر آتی ہے۔ پریسیڈنٹ کروگر ان امور کے قبول کرنے مین ہیر پھیر کرتے ہین جو انگلستان اوٹلنڈر لوگون کی رعایت کے واسطے چاہتا ہے۔

چین کی سلطنت بھی آج کل ہماری گورنمنٹ کی مساعی کے خلاف اصرار کے ساتھ کوشان ہے۔ وہ اسکی ہر بات سے لاپروائی کرتی جاتی ہے اب زمانہ بتاوےگا کہ یہ حرکت اس زمانے مین ناعاقبت اندیشی کی ہے کہ جسارت کی۔

بندر عباس کی نسبت افواہ تھی کہ اس کا ٹھیکہ روس نے لیلیا۔ مگر پرشین بھین اسکی تردید و تکذیب کرتا ہے۔ مسٹر براڈرک بھی پارلیمنٹ مین یہی کہتے ہین کہ اب تک گورنمنٹ کے پاس کوئی اطلاع اس معاملے کے بارے مین نہین آئی۔

سردار کچنر کی نسبت مشہور ہوا تھا کہ فوجی مصارف اُن کی ماتحتی مین کم ہوئے لہذا کچھ عجب نہین جو حضور ویسراے ہند یہان طلب فرمائین۔ مگر ابھی تو یہان کے فوجی ممبر کی میعاد ملازمت دو سال اور ہے بان اسکے بعد دیدہ خواہد شد۔ اگر ایسا ہو تو جاے تعجب نہین ہے۔

دکن کی خبرون سے معلوم ہوا کہ وہان بھی عزاداری یوماً فیوماً ترقی پر ہے اور لکھنؤ کے مرثیہ خوانون اور مرثیہ گویون کی پوری قدردانی ہوتی ہے۔ ہندوستانی ریاستون کی برکات کی افراط کا اندازہ اس سے مل سکتا ہے کہ وہان کی رعیت اپنے مذہبی امور مین خوب عالی حوصلگی اور سیر چشمی کو صرف کرنے کی مہلت پاسکے جب فراغت خاطر ہوتی ہے تب ہی ان امور کی جانب آدمی متوجہ ہوسکتا ہے۔

اگرچہ مشہور تو یہ تھا کہ انگلستان صلحجو ہے اور روس جنگجو۔ مگر عجب ہوا الٹی کہ جب سے روس نے صلح عام کی تجویز پیش کی لوگون نے کہنا شروع کیا۔ انگلستان دل سے ایسی تجویز کا موئد نہین۔ اب جبکہ صلح کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا تو معلوم ہوا کہ جرمنی نہین چاہتا کہ اوسکی یہ تجویز چلے کہ سلطنتین اپنی فوجین گھٹائین۔ واقعی جرمنی نے فوجی طاقت مین شہرت چند روز سے حاصل کی ہے اور اُس کا حظ اُس کا دل پورے طور سے ابھی نہین اٹھا سکا ہے

ابھی حوصلہ نئے ہو رہا ابھی حور ہے طور کا
ابھی کون وقت ہے غور کا جو سمجھکے جور و جفا کرین

یہ خلاف مصلحت اور بے قاعدہ بات ہے کہ مغویانہ مضامین لکھنے والے اخبار سے تو مواخذہ کیا جاے اور دیگر اخبارات رُوداد مقدمہ کی لپیٹ مین انھین مضامین کا ترجمہ بلاخرخشہ شایع کرین۔ انگریزی اخبارون کے ترجمہ شایع کرنے والے اخبار ذرا یہ تو دیکھین کہ ایک گدھے پر شکر لدی اور دوسرے پر روئی ہے۔ غوطہ لگانے سے دونون کی حالت یکسان نہین رہسکتی۔

ایک طرف انگریز اور پریسیڈنٹ کروگر سے اوٹلینڈرز کی بابتہ گفتگو ہو رہی ہے اور دوسری جانب وہان کی پولیس اور فوج کے سپاہی اُن بیچارون پر تشدد کرنے پر تلے ہین۔ اگر اس کشیدگی کو طول ہوکر انگلستان کو نوبت بجنگ آئی تو آسٹریلیا کی نوآبادیان تجویز کرتی ہین کہ جنوبی افریقہ کو سوارون کے رسالے بھیجین۔

لیجیے کانفرنس صلح کی پہلی بسم اللہ یون غلط ہوئی کہ فوج مسلح کو ایک درجہ تک محدود رکھنے کی تجویز رد ہوگئی۔

گڑگاؤن مین میو لوگ اور راجپوتون مین بھی باہم جو تیون مین دال بٹتی ہے میو اگرچہ اب مسلمان ہین مگر پہلے ہندو تھے اور اب بھی بہت سے ہندوانہ راسم اُن مین جاری ہین۔

خبرین

کابل کی خبر ہے امیر صاحب نے ملا ہڈا کی گرفتاری کے لیے انعام مشتہر کیا-

افواہ ہے جندول مین فقیر ابھی مین براہ سوات و باجور بدخشان مین پہونچے ہین- امیر صاحب نے حکم بھیجا کہ ان سب کو سنگین ارادل کے ساتھ کابل بھیجین کہ مزاج پرسی کیجاے-

یہ بھی افواہ ہے کہ امیر کابل نے بدخشان روسیون کو دیا ہو مگر اسکے بخارا وہ حاصل کرینگے-

یہ بھی خبر کہ متصل ہرات روسی اور امیر کی فوجون مین جنگ ہوئی- طرفین کے کئی قتل و مجروح ہوئے-

ایک آفریدی جرگہ کابل مین پہونچا اور شکایت کی کہ برٹش حکام ہماری عورتون کو واپس نہین کرتی - امیر صاحب نے اب تک جواب نہین دیا- آفریدی کہتے ہین کہ آپ ہماری عورتون کو واپس دلائین

امیر صاحب نے علاقہ جات کے تمام چودہریون کو حکم دیا کہ فوج کے لیے ناج اور چارہ کا ذخیرہ جمع کرین- تعمیل کی گئی بعض نے اس مین پس و پیش کی- وہ کابل مین طلب کیے گئے اور بوجہ عدول حکمی کے بھاری جرمانے کیے-

مقدمہ سڈیشن بمبئی مین سب اڈیٹر بھاٹے نے اظہار دیے کہ مین نے جو کچھ لکھا اڈیٹر کی ہدایت سے لکھا اڈیٹر جوشی نے ہی نکتے بتلائے تھے اسی کی تعمیل کی- اسپر ہی مقدمہ چلایا گیا- تازہ شگوفہ-

رنگون مین ۴ فوجی گورے ایک برمی عورت سے برا کرنے کے جرم مین گرفتار ہوئے اور اظہار دیے- کہا ہمنے عورت کی مرضی سے منہ کالا کیا اور اسکو اجرت دی- عورت کا شریف ہونا ثابت ہے-

۲۵- جون- لندن- جہاز سٹیلن کاسل نامی ہفتہ گزشتہ کو سوٹن کارتوس اور بھرے ہوئے بم کے گولے لیکر کیپ کو روانہ ہوا- فوج پیدل کی چار کمپنیون کو جنکا ذکر ۲۳- تاریخ کی خبر مین ہوا تھا اب انکو ۸- جولائی کو کیپ کی روانگی کا حکم ہوا ہے- اور آرمی سروس پلٹن کے دو افسرون اور بہتر سپاہیون کو حکم ہوا ہے کہ کیپ کے جانے کے لیے تیار رہین-

رائٹ آنریبل جے لائڈ ڈارٹن نے بیان کیا کہ مین واقف ہون کہ گورنمنٹ کی راے جنگ کرنے کے خلاف ہے مگر ضد کا مقابلہ ضد سے کیا جائے گا- شاید بعد جنگ پہنچی فیصلہ ہو

خلیفہ رسد کی تلاش مین خوربدہ کو روانہ ہوئے- برٹش کے دوست سب طرف سے انکو گھیرے ہوئے ہین اور درویش انکے پاس سے برابر فرار ہو رہے ہین

۲۶- جون- لندن- مختلف مشہور خبرون سے معلوم ہوتا ہے کہ کیپ افریقہ کے سرغنہ اور آرنج فری اسٹیٹ کے مدبر بطور متوسط گفتگو سے ٹرانسوال کا فیصلہ کرادینگے-

سننے مین آیا ہے کہ پریسیڈنٹ کروگر سر الیفرڈ ملز کو ایک تجویز بھیجنے والے ہین جس سے غیر ملک کے لوگون کو چہ برس کے قیام کے بعد اختیارات دیے جاینگے اور اُس کا اثر گزشتہ زمانہ سے پیدا ہوگا اور حال کی خاموش رہنے والی دفعہ منسوخ کردی جائے گی-

شہنشاہ بیگم روس کے یہان لڑکی پیدا ہوئی-

جرمن ڈیلیگیٹ موجودہ جلسہ کانفرنس نے روسی تجویز التوا سے اسلحہ بندی کی قطعی مخالفت کی-

آگرہ کی عدالت جوائنٹ مجسٹریٹ مین ایک مقدمہ ہو رہا تھا کہ ملزم نے کورٹ انسپکٹر کو سخت گالیان دین اور بعد مین کتاب کھینچکر سر پہ ماری ۳ ماہ کی سزا ملزم کو ملی ہے-

حسرت فرجام ناسپیوم

تتمہ ۲۲ - جون ۱۸۹۹ء

اب یہ بھی معلوم ہوا کہ مسٹر اے ولایت بھاگ کر گئے تھے اور ان کے ایک روشن خیال چچا نے زیادہ تر ان کے اخراجات تعلیم ولایت کے بوجھ کو اُٹھایا ہے۔ اور ابھی تک زیادہ تر اُسی کی تائید پر اُن کو بھروسا ہے۔ پرسون تمام شب غصہ اور رنج سے مجھے نیند نہیں آئی۔ اور مین مثل زخمی شیو بالگمنی کے اپنے پلنگ پر تڑپا کی اُس روز مجھے یہ خبر لگی کہ چند بدنیت مفسدون نے مسٹر اے کے گھر مین جا کر یہ خبر مشہور کر دی ہے کہ وہ ولایت سے ایک اعلٰی خصلت کی عورت اپنے دام محبت مین پھنسا کر لے آئے ہین۔ اور میرا اور اُسکا تعلق ناجائز ہے۔ اس خبر ذلت اثر کو اُنکے عزیزون اور بستی والون نے آسانی سے یقین کر لیا اور پھر حماقت سے خود اُسکی شہرت دی۔ معاذ اللہ کوئی شریف آدمی ایسی آبرو شکن اور جھوٹ خبر سُن سکتا ہے؟ مسٹر اے کو اس کا سخت صدمہ ہوا۔ اور اُن کے دوستون نے بہت جلد اس کی تکذیب کر دی۔ اور اُن کے عزیزون سے سارا حال پوست کندہ کہدیا تاکہ وہ لوگ آیندہ ایسے دھوکے مین نہ پڑین۔ آجتک باوجود ہزار کوشش اور تلاش کے اُس مفسد اور پاجی کا پتہ نہ لگا جس نے یہ پُر فساد اور بے بنیاد خبر مشہور کی تھی۔ ہندوستان مین روزانہ ہر گھر ہر محل اور محلہ مین ایسی خبرین اُڑتی رہتی ہین اور غیر مہذب بے اصول لوگ اسی کو ٹیبل ٹاک بناتے اور پھر اونپر خوب خوب حاشیے چڑھاتے ہین۔ مشکل ہے اس ملک مین ایسے لوگون کی سزا ہو سکتی ہو کیونکہ یہ تو ان کے نزدیک کوئی معیوب بات نہین ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ سال دو سال تک میرے میان کے بابا اور چچا اُنکی مالی تائید صرف اس قدر کرین گے کہ وہ اپنا پیشہ مفصل مین رہکر معمولی طور سے کر سکین ان تمام حالات سے تم مالی حالت کا اندازہ کر سکتی ہو۔ بیشک اُن کو اگر اس پیشہ مین فروغ ہو تو یہ ہزارون روپے ماہانہ کما سکتے ہین مگر آج کل بقول یہان کے تجربہ کار لوگون کے اس پیشہ مین چمکنا بہت ہی مشکل ہے اور اس کے لیے اقلاً دس برس کی ضرورت ہے۔ ۵ برس مین کچھ کما کھانے کے لائق آدمی ہو جاتا ہے۔ یون تو خوش قسمتی سے میرے میان بخارا کے امیر بھی ہو جا سکتے ہین مگر دنیا بامید قائم کے اصول پر انسان کب تک صبر کر سکتا ہے۔

میرے میان کے بعض عزیزون اور رشتہ دارون سے جو مین ملے تو اُن کو مین نے اپنے زینۂ تہذیب سے بہت گرا ہوا پایا۔ ذہانت اور شرافت اُن کے بعض بعض افراد مین ہے۔ مگر وہی کل ادنیٰ درجہ کی مشرقی بو باس جس سے میرے شامہ کو آرام نہین ملتا۔ ان مین سے بعض نے میرے ساتھ میز پر کانٹے چھری سے کھانا بھی کھایا اور ہر چیز کے کھانے کے قبل یہ غیر مہذب سوال تھا کہ اُس مین ناپاک جانور کا گوشت شامل ہے یا نہین۔ انہین سے بعض لوگ جو انگریزی دان ہین وہ انگریزی زبان مین مجھ سے فحش لفظون تک ہندوستانی ہنسی اس غرض سے کرتے ہین تاکہ یہ ثابت ہو کہ وہ میری عزت کرتے اور مجھ سے محبت رکھتے ہین۔ ان مین سے اُس روز ایک شخص نے میری والدہ صاحبہ اور دوسرے نے میری نانی جان کے متعلق الفاظ ناشائستہ زبان سے نکالے اور حسینہ مین آگ بگولا ہو گئی اور میری آنکھون سے مارے شرم اور غیرت کے آنسو ٹپک پڑے تو ان لوگون نے بعوض باضابطہ معذرت کرنے کے یہ کہا کہ مین ہندوستانی اخلاق سے واقف نہین ہون۔ خدا جانے یہ کس قسم کا

شرقی اخلاق ہے۔ مین نے آج تک نہ کسی کتاب مین دیکھا اور نہ کسی اینگلو انڈین سے سُنا۔ خلاصہ یہ کہ مین نے صاف کہدیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کی غیر مہذب دل لگی مجھ سے کریگا وہ پھر میرے گھر آنے نہ پائے گا اور مین اُس سے ترک ملاقات کر دونگی۔

میرے میان کے ہمسن اور ہم وضع دوستون مین سے اکثر اشخاص انگریزی شرابون کے پینے کے ہندوستانی طور پر عادی ہین۔ اور اس لیے اُن سے معاشرت کرنے مین سخت تکلیف ہوتی ہے۔ وہ مطلقاً اوقات اور اخلاق بادہ نوشی سے واقف نہین ہین اور دوست کے مکان کو ایک ہوٹل یا صحبت سمجھتے ہین اور اوقات مختلف مین پیگ بے تکلفی سے مانگتے ہین۔ ان مین سے اکثر کی صحت کو بھی اس غیر مہذبانہ شراب نوشی سے نقصان پہونچا ہے مگر اونکو اسکا حس تک نہین ہے۔ مین نے ان لوگونکو اس خصوص مین روک دیا ہے اور سوائے اوقات معین کے ان کو میرے ہان کسی قسم کی شراب نہین ملتی ہے۔

آج تک مجھ سے یہان کسی انگریز سے یا یون کہو کہ کسی یورپین سے ملاقات نہ ہوئی۔ گو اس شہر مین ان کی ایک مختصر سی جماعت ہے۔ جب سے یہان آکر انگریزی وضع سے اپنے میان کے ساتھ رہی ہون اُن مین بڑی کھلبلی مچی ہوئی ہے کیونکہ اس کے قبل یہان کوئی ہندوستانی ولایتی بی بی نہین لایا۔ اور نہ کبھی کوئی انگریزن کالے آدمی کے ساتھ (بقول اُن کے) بگھی پر ہوا کھانے نکلی تھی۔ ان لوگون کو یہ امر نہایت ناگوار ہے اور مجھے اور میرے میان کو نہایت نگاہ غضب اور حقارت سے دیکھتے ہین۔

اینگلو انڈین کے عجیب و غریب خیالات کل اخلاقی اور تمدنی معاملات مین ہین اُن کے زشت خیال سے مین نے گویا ہندوستانی سے شادی نہین کی ہے بلکہ ایک بڑا تمدنی جرم کیا ہے اور اپنے مین گویا بزدلی اور سوختنی ہون۔ مین سُنا ہے کہ اُن کے حلقون مین اکثر میرا ذکر رہتا ہے۔ اور اس کی تلاش ہے کہ مین کون ہون اور کس خاندان سے ہون۔

یہان خود معزز بیبیون کے بازارون مین جاکر سودا سلف کرنے کا دستور نہین ہے۔ ہر چیز خانساماں لاوے گا۔ اور اس مین اُس کو چوری کا بہت موقع ملتا ہے۔ مین خانگی انتظام پر حاوی ہونے کے خیال سے ہندوستانی سیکھ رہی ہون۔ اور اُمید ہے دو تین مہینے مین ضروری باتین کرنے سکون اور معمولی احکام دیدون۔ ہندوستانیون مین معلوم ہوتا ہے مطلق پابندی اوقات نہین ہے اور اس لیے اُن کو وقت کی مطلق پروا نہین ہوتی۔ ہر شخص اگر تم اجازت دو دن بھر بیکار گپ کرنے کو تیار ہے۔ اور آدھی رات گئے تک خاصی طرح مصاحبت کا کام انجام دے سکتا ہے۔

مین کبھی اپنے میان کے دوستون کے ساتھ تنہا کہین نہین جاتی کیونکہ یہان کے لوگ عورتون کے معاملے مین سبھی نہایت تنگ ہین اور بجا ہے ہر ایک کام کی مجھی تاویل کرنے پڑیگی۔ مجھے ہمت مجھے ان تمام امور کا ابھی سے خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مین نے اس عرصہ مین بہت سے عمدہ عمدہ ہندستانی کھانے کھائے۔ اس مین شک نہین ہے

اُن مین سے اکثر مزہ دار اور چٹپٹے ہوتے ہین۔ تاہم ان کا ہضم کرنا ایک یورپین معدہ کے لیے آسان نہین ہے۔

میری طرف سے فلارنس اور روز کو بہت سا پیار کرنا اور اماں جان کی خدمت مین کورنش عرض کرنا۔

تمہاری محبت سرشار
صوفیہ

لکھنؤ کا چہلم

عرق آب

واقعی عاشقان حسینؑ کی حالت قابل دید اور رحم کے لائق ہوتی ہے۔ اربعین بھر بیچارون کے ہوش حواس بجا نہین رہتے ہر وقت غم حسین مین آنکھون سے آنسوون کی جھڑی لگی رہتی ہے۔ مرثیہ۔ نوحون حدیثون کو سُن سُنکر تقاطر اسطار سے فرصت نہین ملتی۔ انکی چشم گریان کے مقابلہ مین نوح کا طوفان گرد معلوم ہوتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ان لوگون کے دریائے اشک کی طغیانی اگر قصد کرے تو آسمان زمین کو حباب بناکر بہا دے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

رونے پہ باندھے گریہ مری چشم تر کمر
کیسی زمین فلک پہ ہو پانی کمر کمر

اور سچ بھی یونہین کہ جہان تک ماتم کیا جائے زیبا۔ کیونکہ ؎

دیدار کا ہے شوق جو دیتے ہین سبحان
بہر سے حشر تر خلقت نہین جاتی

[illegible] سبحانہ بجائے سینہ کوبی [illegible] اور ماشاء اللہ اگر کوئی [illegible] نہ پڑی تو اس کے معاوضہ مین جنت کی ہی سجائی کو ٹھریان ۔ بارہ دریان رہنے کو۔ حور و غلمان خدمت کو۔ میوہ

کانفرنس - لڑو مگر یون نہ لڑو

مٹھائی کھانے کو ملین گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص خلقی طور پر اپنی صدہا خوشیان اس گریہ و بکا پر تصدق کرنے کو موجود ہے

سچ ہے ؎

جو تم وعدہ کرتے نہ دیدار کا
تو برپا نہ ہوتی قیامت کبھی

یون تو ہر سال حسب معمول سبج و الم گریہ و بکا ہوا کرتا تھا اور روتے روتے رومال اور بنت سے مومنین کے دامن ابر کے ٹکڑے بنا کرتے تھے۔ مگر اب کی مرتبہ تو مومنین نے یہ ستم کیا کہ اپنے نالہ و آہ و سوز دل سے لامکان تک کی خبر لی۔ اور سوز و گداز کے وہ وہ دھوئین اڑائے کہ میان آسمان کا دل بھی پانی پانی ہوگیا۔ اور دیکھا دیکھی دریائے محبت جوش مین آگیا۔ آپ جانیے جتنا ضبط اتنی ہی شدت پھر کیا تھا۔ میان آسمان نے چادر آب کو تہہ بہ تہہ کھولنا اور سمندر کا پانی اُلیچ اُلیچ کے ایک ہفتہ قبل سے پھینکنا شروع کیا۔ اور ایسے ایسے زناٹے سے پانی برسایا یا روئے کہ عاشقون کے دیدۂ گریان کی آبرو جاتی رہی۔ پانی کے ساتھ ہوائے تند آہ سرد کا خاکہ اڑانے لگی۔ اور بجلی کی کڑک۔ آسمان کی گرج نے توبڑے بڑے ماتمیون کے وضو شکست کر دیے۔ عین چہلم کے دن بھی جو خاصکر گریہ و بکا سینہ کوبی اور زرد و صوت کے جنت کے پاس پورٹ (پروانہ راہداری) لے لینے کا دن تھا۔ اُس روز بھی میان آسمان نے علے السویہ۔ صبح تڑکے کے گجردم سے پہلے ہی جبکہ مومنین و مومنات خراٹے ہی لے رہے تھے سونا شروع کر دیا۔ اور دو بجے تک خوب ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دئے۔ اس بلا تک مین اور سب تو خیر۔ مگر زائرون کی کیفیت قابل دید تھی۔ کیا معنے کہ آنکھون کے پانی۔ بدن کے پانی (پسینہ) آسمان کے پانی نے بیچارون کو آدمی سے مینڈھک بنا دیا تھا۔ کربلا کی سڑک پر جس کو میان آسمان نے پہلے ہی سے چڑک چڑک کے دریا بنا دیا تھا۔ اُچھلتے چلے جاتے تھے۔ نیلگون سیاہ ماتمی لباس سے جسکو آسمان کے انسوؤن نے چھینٹ بنا دیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمی نہین بلکہ آب رحمت مین مرغابیان تیرتی چلی جاتی ہین۔ عورتین جو اللہ میان کی پیاری اور ہر نیک کام مین مردون سے دو قدم آگے رہتی ہین وہ بھی اس آبی بھر مار مین پھنسی ہوئی تھین۔ پاجامہ و دوپٹہ۔ کرتی وغیرہ مین پانی مداخلت بیجا کیے ہوئے تھا۔ اور بیچاریان فوقانی اور تحتانی آفتین اور مصیبتین برداشت کرتی بھیگی مرغابیون بھیگی بگلیون۔ جنبیا بطخون کی طرح کپکپاتی پھرتی تھین۔ سبز سیاہ۔ نیلے۔ باریک دوپٹہ۔ چہلمین کے پاجامون پہ بوندیان پڑنے سے بالکل یہ حالت تھی ؎

تن کی عریانی سے بہتر نہین دُنیا مین لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا اُلٹا

جسم کا عضو عضو معلوم ہوتا تھا جو اپنی کشش مقناطیسی کی وجہ سے زائرون کو اپنی جانب گھسیٹتا تھا۔ اور بیچارے زائر اس دُھوم دھڑ مین پڑے سے چہلم کی اینٹ سے اسکا ورد کر رہے تھے۔ ؎

نہ پائے کہ خیز دنہ جائے کہ ماند
نہ ضبط بکا ہم نہ اشکے کہ گرید

شہر کے امرا اور شوقین بھی خیمے۔ چھولداریان جماکے بیٹھے پڑے تھے۔ ؎

فلک کے ہاتھ سے اتنی بھی داد اب نہ رہی
کہ خوب روئیے دل کھول کر بکا زنہار

رنڈیان منڈیان بھی غم حسین اور زیارت کے حیلہ سے اپنی زیارت کرانے کو چاندیان چادرین تانے کچھ تو میٹھی پانکے۔ تر چھے وضعدارون کو تک رہی تھین۔ اور بہتیری صدقہ کی گڑیون کی طرح ادھر اودھر گھبرائی پھرتی تھین۔

اس سب پر طرہ۔ مرے پر سو درے یہ کہ میان آسمان صاحب ان لوگون کو مخاطب کرکے ڈرا رہے تھے۔ ؎

نالہ در پا مین کردن گریہ کردن صحرا مین
مچھلیان دشت مین پیدا ہون ہرن پانی مین

سُنا گیا ہے۔ عذاب ثواب بر گردن راوی۔ کہ یہ پانی نہ تھا نہ آسمان کے آنسو تھے۔ بلکہ ملائکہ مقربین نے قاب قوسین سدرۃ المنتہے مین ایک مجلس کی تھی جس مین مرحوم ذاکرین کی روح نے آکر وہی تین نبدون مین تئیس ڈلوادی تھی اور

یہ مضمون مرحوم میر نکبائی و سامعین کے آنسو تھے جنکو آسمان نے متبرک سمجھ کے اُٹھا لیا تھا اور جو اتفاق سے اُچھوٹ کے زمین پر گر پڑے۔ اور جنکا ہر ایک قطرہ اِس کمین پر موتی جھلکتا ہے۔ سہ

ہر ذرہ عالم تیغ خود گفت
صبح بالا کن کہ ارزانی ہنوز

راقم۔ م۔ ب۔ علیہ الرحمۃ

داغی کلام

ڈیر پنچ۔ مین نے حضرت داغ کے چند اشعار مندرجہ گلزار داغ پر سابقاً شبہے ظاہر کرکے آپ کے اخبار مین محض اس خیال سے شائع بھی کردیے تھے کہ میرے شبہے اگر بیجا ہین تو ناظرین اخبار خصوصاً مقلدین حضرت داغ ضرور میرے شبہونکو رفع کرین گے۔ مگر اس وقت تک مین نے آپ کے کسی پرچے مین کسی شبہے کا جواب نہین دیکھا جس کے باعث سے مجھے یہ خیال کرنے کا موقع مل سکتا ہے کہ میرے شبہے ایسے درست اور باوقعت ہین کہ شاید جواب اُن کے ناممکن ہین۔ مگر ساتھ ہی اُس کے میری نیک نیتی کا یہی تقاضا ہے کہ جب ایسے اُستادون سے کہ جنپر صاحب زبان کا اطلاق کیا جاتا تھا بعض جگہ سہو واقع ہوا تو پھر حضرت داغ کس گنتی مین ہین۔ یہ تو بیچارے نہ عربی پڑھے ہین نہ فارسی۔ اب رہی اُردو سو اُس سے بھی وہ آگاہ نہین کیونکہ پنجابیون کی قربت نے اُنکی اُردو کو ستیاناس کردیا ہے لہذا اُن کی دس بیس خطائین قابل عفو سمجھنا چاہیے اور مابقی غزلون کو دیکھنا چاہیے۔ اس بنا پر مین نے پھر ایک سرسری نظر سے دیوان مذکور کو دیکھا۔ مگر بفضل خدا سے جس غزل کو دیکھا ایک نہ ایک غلطی ضرور نظر آئی۔ اب تو میرے ہوش اُڑ گئے کہ یا الٰہی یہ کیا معاملہ ہے۔ کیا حضرت داغ سے اور اُردو زبان سے کبھی صاحب سلامت بھی نہین ہوئی تھی۔ اس مین شک نہین کہ فارسی پڑھنے کے لیے اُن کو پھر دوسری عمر کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بوڑھے طوطون کا پڑھنا مشکل ہے مگر یہ کیا غضب ہے کہ اب تک زبان اُردو سے بالکل بے بہرہ اور اُس پر اُردو دانی کا ادعا۔ لاحول ولا قوۃ۔

مین اُمید کرتا ہون کہ حال کے شبہے بھی جو آپ کی خدمت مین ارسال ہین آپ کسی پرچے مین شائع کرکے مجھے ضرور مشکور فرمائین گے کیونکہ اگر میرے شبہے بیجا ہین تو کوئی صاحب میرے شبہون کو رفع فرماکر مجھے مطمئن کرینگے اور اگر صحیح ہین تو آپ کی توجہ اور عنایت سے حضرت داغ اور اُن کے شاگرد آئندہ ایسی غلطیون سے محفوظ رہین گے اور بیچاری زبان اُردو پامالی سے نجات پائے گی۔

دھونڈا

شوق بیہودہ خدا ذوق بیہودہ خدا
داغ کیونکہ نہ شہر جن و بشر تک پہونچے

حضرت داغ نے اپنی کم علمی کے سبب سے "شوق خداداد" کو اُلٹ کر "داد خدا" کہدیا ہے جو بالکل غلط ہے کیونکہ زبان فارسی مین اکثر انصاف و عدل کے معنون پر "داد" بولتے ہین اور یہ معنے اس شعر مین مقصود نہین پس "داد خدا" کے لیے اہل ایران کی سند عنایت ہو۔ سہ

جب لڑے ہین وہ نگاہ عاشق دلگیر سے
چُبھ گئے ہین برچھیان کھب گئے ہین تیر سے

ایک تو تیر کا کھب جانا خلاف محاورہ دوسرے سارا شعر بے معنی ہے کیونکہ "وہ" کا اشارہ معلوم نہین کہ برچھیون کی طرف ہے یا معشوق کی جانب۔

پھر اسی غزل مین فرماتے ہین۔ سہ

اے وہ مالمجا کسی اُچکی ہوئی تقدیر سے

اچھا ہوا کہ حضرت داغ نے ایک اُچکی ہوئی تقدیر تو بنالی۔ اب آئندہ کوئی صاحب ٹہرکتی۔ تھرکتی اور ناچتی ہوئی تقدیر بھی بنالین گے۔ تدبیر یا تھہ آجانا شرط ہے

رکھے قدم سنبھل کے رہ عشق مین ہی
آگے بھی جسکو ہو کبھی ٹھوکر لگی ہوئی

اس شعر مین "ہوئی" غلط اور نہایت غلط ہے۔ سہ

وہ آئے خندہ پیشانی کہین سے
تبسم ہے عیان چین جبین سے

"خندان پیشانی" صحیح ہے۔ اور "خندہ پیشانی" غلط۔ سہ

دل کی کلی نہ تجسے کبھی اے مسیحا کھلی
چمپا کھلی گلاب کھلا موتیا کھلی

"موتیا کھلی" اگر کسی دہلی والے نے بھی کہا ہو تو شعر ارشاد ہو جب جانئے کہ لکھنوی نے نظم کیا ہوگا۔ سہ

اگر یہ جانتے دعوی کرینگے بُت خدائی کا
تو ہم اول ہی سے کیا جانے کیا بُت گر کو سمجہاتے

"کیا جانے کیا سمجہاتے" کے معنے لطف شاعر

اشتہاری طبیب
شربت مقوی اعصاب
حب دمہ
روغن مقوی
سرمہ ممیرا کرامانی
رعنا
حب ہاضم طعام
تریاق السعال
ڈاکٹر حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما میونسپل کمشنر ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز ڈاکٹر و میڈیکل کالج کے پروفیسرون ناموَر ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست و عمائد ولایت کی یونیورسٹی کو سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ بہر امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ۔ ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دھند ۔ جالا ۔ پڑوال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سبل ۔ سُرخی ۔ ابتدائی موتیابند ۔ دائمی پانی جانا ۔ خارش وغیرہ ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین ۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے ۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ ۔ عمدہ سُرمہ فی تولہ ۱۲ ۔ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ۔ **المشتہر** ۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور ۔ پنجاب ۔

اِن سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بہتر اکسیر ہے آنکھ سے بہت پانی کا بہنا ۔ دھند ۔ سوزش ۔ سُرخی جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین ۔ مین بڑے وثوق سے کہتا ہون کہ باہر صاف ہونیکی حالت مین زخم اور پھیپھڑا گرنا ۔ چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیئے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے ۔

راقم ۔ ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ سائکل صاحب بہادر ۔ ایم ۔ بی ایم ۔ ایس ۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش ہونیکی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک نہایت علیل مریضہ مسماۃ اکمہ دیوی عمرہ ۲۸ سال سکنہ لاہور کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھونکی پلکون مین خود بخود دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے مُرخ اور دُکھتی ہوئی تھین اُنمین بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ۔

راقم ۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے ممیرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور ہو رہی تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے ۔

راقم ۔ ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے ممیرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ۔

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ۔ ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر و شہنزی کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین ۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے

نوٹس

— کہتے ہین کہ میسور مین بارش کی وہ شدت ہے کہ سیلاب کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔

— گورکھی اخبار کے اڈیٹر پر جو مضامین باغیانہ شائع کرنے کا مقدمہ قائم تھا اُس مین بھی نرائن جوشی سب اڈیٹر کو چھ ماہ قید محض کی سزا ہوگئی۔

— تقریب سالگرہ ملکہ معظمہ کی خوشی مین حافظ سعید [illegible] کے والد خان بہادر ڈاکٹر محمد وزیر الدین صاحب نے [illegible] اور [illegible] کی دعوت کی۔

— جمعے کو ایک قافلے پر بمقام [illegible] کا حملہ ہوا۔ یہ قافلہ جنڈولہ سے ڈیرہ اسمعیل خان کو جاتا تھا۔ ایک سپاہی [illegible] اور ایک وزیری زخمی ہوا۔

— دوشنبے کو ہز ہائنس گیکوار بڑودہ شملے سے پنجاب کی سیر کو روانہ ہوئے پہلے کشمیر کا قصد تھا۔ مگر چونکہ راجہ امر سنگھ مرگئے ہین اس وجہ سے اب وہان تشریف لے جائین گے۔

— کابل کی تازہ خبر ہے کہ امیر عبدالرحمن خان نے قندھار۔ خشک فرح۔ ہرات۔ ترکستان سے بہت سے جوان کابل مین طلب فرمائے ہین تاکہ از کار رفتہ معذورین۔ ضعفا۔ مرضا اور سن رسیدہ سپاہیون کی جگہ فوج مین بھرتی کیے جائین۔

— ٹرانسوال کے ساتھ انگلستان کی کشیدگی روبہ ترقی ہے۔ حال مین ایک کتاب بمقام پریٹوریا شائع ہوئی ہے اُس مین مراسلات سرکاری درج ہین اُن کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹرانسوال گریٹ برٹن کا حق اعلےٰ (سوزرائن پاور) نہین تسلیم کرتا۔ جوہانسبرگ کی نسبت خبر آئی ہے کہ وہان کاروبار بالکل بند ہے۔

— سلطنت روس کو بھی ہندوستانی یعنے اُردو کی جانب توجہ ہو چلی ہے اُس کی فوج مین اس زبان کا امتحان ہوا کرتا ہے۔ اس مین صرف نحو ترجمہ تحریر پڑھنا۔ تحریر و تقریر کرنا۔ ہندوستانی اخبارات کا پڑھنا اور ترجمہ کرنا اور انجیل اور اردو نظم کا پڑھنا۔ اور ہندی حروف مین لکھی ہوئی اردو کا پڑھنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس دفعہ آٹھ فوجی افسر اس امتحان مین پاس ہوئے۔

— صوبجات متحدہ سررشتہ تعلیم کی حالت اکثر لوگون کے نزدیک لائق اصلاح تھی اور یہ شکایت یہان تک پہونچی کہ حضور لفٹننٹ گورنر بہادر نے توجہ فرما کر ایک کمیٹی منعقد کی۔ چنانچہ اُس نے اپنی رپورٹ مین بہت سی اصلاحین تجویز کی ہین۔ حال مین گورنمنٹ کا رزولیوشن بھی اس بارے مین شائع ہوا ہے۔ امتحانات کی سختی نصاب مین کتابون کی کثرت۔ حافظے پر بار عظیم ڈالنے والے مضامین کی کثرت رفع کی گئی ہے۔

— پانیر کا ایک نامہ نگار اکبر کی پالیسی کی بحث مین ضمناً لکھتا ہے کہ جو قوم عرصے تک محکوم رہ چکتی ہے وہ حکمرانی کے قابل نہین رہتی۔ ہندوستان تو صدیون سے غیرون کی حکومت مین رہ چکا ہے۔

واقعی تاریخ سے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر اب ہم لوگ ایسی قوم کے ماتحت ہین کہ جس کے قدوم کی برکت سے جہان فتاحی کی لیاقت نہین وہان اسکی ہوس بھی نہین۔ جب ہر طرح کی ترقی اور نعمات کا وسیع میدان ہمارے واسطے کھلا ہے تو فتاحی کا خبط کرنا محض فضول ہے۔ اب یہی بہتر ہے کہ ہم اُن نعمات کو شائستہ اور رائج الوقت طریقے سے حاصل کرنے مین مشغوف اور مشغول رہین اور یہی وجہ ہے کہ لوگ اس طرح کی مساعی مین جلسے کہ کانگرس ہے یا تعلیمی منصوبے ہین زیادہ متوجہ ہوتے جاتے ہین۔

— ہم دیکھتے ہین طرفداران ہندی کے واسطے ایک اور کام پڑا جاتا ہے یعنے ابھی تو وہ اسی کوشش مین ہین کہ صوبجات متحدہ مین ہندی رائج ہو۔ مگر وہ زمانہ قریب آتا جاتا ہے کہ روس کو روکین۔ وہ کیون ہندوستانی (اُردو) مین امتحانات مقرر کرتا ہے۔ اگر اسکو ہندوستان کی زبان فوجی عہدہ دارون کو سکھانا ہے تو صرف ہندی سکھائے۔ اُس کی یہ تدبیر بالواسطہ اُردو کی تائید کرنے والی ہے کیونکہ اس سے اُسکی رائے بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ زبان اُردو ہندوستان مین قابل توجہ وسیع اثر رکھتی ہے۔

— اس دفعہ تعلیمی کانفرنس کا اجلاس کلکتے مین ہوگا۔ اور مثل سابق محض مناظرہ یا مشاعرہ ہو کے شیخ چلی کے منصوبے پاس نہ ہونگے۔ بلکہ کام کی باتین ہونگی۔ کیا سبب کہ یہ مفید کانفرنس اب اُن لوگون کے ہاتھ مین ہے جو مدت سے اسکی بےحیثیتی اور رکیکیت پر متاسف تھے اور جنکا قول تھا کہ یا تو اسکو کام کا جلسہ بنایا جائے یا بالکل ترک ہی کر دیا جائے۔ ہم کو سرگرم مسلمانون سے اُمید ہے کہ اس دفعہ پوری توجہ کے ساتھ اس مین شرکت کر کے قوم کی خدمت کرین گے۔

خبرین

مسٹر براڈرک نے کہا کہ جب تک مصری گورنمنٹ یقین کرتی ہے کہ عربی پاشا اور دیگر جلا وطنون کے واپس آنے سے عام امن وامان مین فرق آئے گا اُس وقت تک برٹش گورنمنٹ اس بات پر زور نہین دے سکتی ہے کہ اُن لوگون کے بارہ مین رعایت کی جائے۔

اٹلی کے جلسۂ ڈپٹیان مین جب اختلاف راے ہوا تو سوشلسٹ کے لوگ اُس پیالہ کی جانب جھپٹے جس مین ووٹ کے کاغذ ڈالے جاتے ہین باہم خوب لڑائی ہوئی جس مین کئی ممبر سخت مجروح ہوئے۔ شاہی فرمان جاری ہوا جس سے نشست جلسۂ ڈپٹیان کی ملتوی کی گئی۔

ٹرانسوال کی گورنمنٹ نے وہ حکم ترمیم کیا جس سے قلیون کے رہنے کے مکانات شہر کے باہر بنائے جاتے اور اُس کا عملدرآمد آج سے شروع ہوا بعض لوگون کو اُن مکانات مین رہنے کے لیے اور تین ماہ کی مہلت دی گئی ہے جو فی الحال یہان موجود ہین۔ دیگر لوگ بھی تا خاتمۂ میعاد اُس ٹھیکہ کے رہنے پائین گے جو اُنھون نے قبل ۱۸۹۹ء کے لیا تھا اور جن لوگون کی مستقل جائداد ہے وہ اُس وقت تک رہ سکتے ہین جب تک جائداد پر اُن کا قبضہ ہے اور اس بارہ مین کوئی حکم جاری نہو۔

شہزادہ جانی مرزا اکل باجلاس چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ حاضر آئے حکم ہوا کہ خود پانچ سو روپیہ کی حاضر ضمانت داخل کرین اور ایک ضامن اسی تعداد کا پیش کرین تا کہ جب ہائیکورٹ مین طلب کیے جائین حاضر آئین اور ظاہر کرین کہ بجرم حملہ مسٹر اور مسز نارٹن کے ان کو سزا کیون نہ دیجائے اور دوسرا ماخوذ احمد رضا کا پتہ نہین ہے۔

۲۹- جون- لاہور- ۱۹- ماہ حال کو جب کہ ایک کاروان لدے ہوئے اونٹون کا بنون سے وانا خیل کو جاتا تھا تو یکایک چھ وزیریون نے حملہ کیا اور تمام جانورون کو ہانک لے گئے سوارون نے ڈاکوؤن کا تعاقب کیا اور منجملہ چھ کے پانچ کو گرفتار کیا اور تمام اونٹ چھین لیے ایک شخص بھاگ گیا۔

۲۹- جون- لاہور- حال مین جو خبرین کابل سے آئین اُن سے معلوم ہوا کہ محمد عمر خان اورکزئی نے جو امیر کا ملازم تھا امیر کے تنچہ سے مارا لیکن بڑی خیریت ہوئی کہ امیر زخمی نہین ہوئے یہ شخص فوراً گرفتار کرلیا گیا۔

۲۹- جون- پونا- کراچی سے لکھتے ہین کہ فرقہ خواجہ مین بوجہ مذہبی تعلقات کے باہم سخت نفاق پیدا ہوا ہے۔

لیڈی علی شاہ زوجہ ہزہائنس آغاخان سرغناے فرقہ خواجہ کے پاس کل اُنکے ایجنٹ کی ایک تاربرقی آئی اور وہ فوراً بمبئی کو روانہ ہوئین۔

۲۹- جون- مدراس- سُننے مین آیا ہے کہ شنارون نے ضلع ستور مین پھر ہنگامہ کیا اور ملیبار کے مندر اور موضع پالاکو لوٹ لیا۔

پنجشنبہ کے روز علی الصباح فتح آباد راجپوتانہ مالوہ ریلوے پر ایک ناگہانی واقعہ ہوا- انجن اور ٹنڈر کے دو آگے کے پہیے پٹری سے اُتر گئے اور تیسرے درجہ کی دو گاڑیان اور دوم درجہ کی ایک گاڑی پٹری سے اُتری اور دو مال گاڑیان اور ایک بریک وین اور ایک ڈیوڑھے درجہ کی گاڑی اور چار تیسرے درجہ کی گاڑیان اُلٹ گئین- اور تین مسافر جن مین ایک عورت اور دو مرد تھے اور دو گارڈ کے کسی قدر چوٹ آئی- اور ریلوے کو نقصان پہونچا- آمدورفت رُکی ہوئی ہے۔

کونسل آئین ہند مین پنجاب کی طرف سے بجاے پنڈت سورج کول بالقابہ کے

پیدا ہوئے ہین اتنے غزلخوان نئے نئے
چہکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ چودہ صدی کے زمانہ تاہمسان مین شاعرون کی بیحد کثرت ہوگئی جس طرح برسات کے پانی سے کیڑے مکوڑون کی ہوتی ہے۔ جدہر دیکہیے انہین کے دم کے جلسے۔ گلدستون مین انہین کے فیض قدم سے رونق - اور واقعی ہے بہی یوہنین - ان کی گل افشانیون کے نہین نہین ناگل افشانیون کے آگے زاغ صحرائی ارے توبہ - بلبل خوش لہجہ کی چونچ بند ان کے ہوتے ہوئے عاشقان آشفتہ حال کی چاندی ہے - کیا منے کہ جہان پہر کے صدہ دن معشوقون کی بیوفائی سے گہبراکر ان کا کوئی شعر پڑہا اور بیچارون کے چہرے کی زردی - انتشار طبع - حزن و ملال وحشت سب ایکبارگی رشیاطان کے نذر ہوگئی - جلیے زمانہ بہر کے روگ سے محبت فرکر کے کتاب کے کیڑے کیطرح شروع سے اخیر تک گلدستہ کو چاٹ گئے - اس مین اگر کوئی شعر اپنے مذاق کے موافق ملگیا پہر کیا ہے پڑہ پڑہ کے وجد کر رہے ہین اب رہے خود شاعر صاحب اُن کی کیفیت ہے کہ جہان کوئی مصرع طرح دیکہا اور گدہے بازیون مین ملطان پچان - سر کے اور ٹانگین اوپر قلابازیان کہانے لگے اور جہان تک ہوسکا کانکہہ کو نکہ کے ایک آدہہ شعر اُگل دیا - پہر کیا تہا - شعر کا بطین فکر سے باہر آنا تہا کہ تعریفون کے پل بندہ گئے - اسی خیال کو مدنظر رکہکر اب کی مرتبہ ہم نے بہی ایک گدا لگایا ہے - اجی کہان ؟ جی یہ نہ پوچہیے نہین واللہ آپ کو بتانا پڑے گا - جناب کیا بتائین وہ پتہ آصفی کے منہ بولے صاحبزادہ محبوب الکلام پر جس کا مصرع طرح - ؎

ہونے کے لیے غیب سے سامان بہت ہین

تہا - مگر جناب ایک ہی مصرعہ موزون ہوکے رگیا - پہر لاکہہ جودت طبع کی ٹٹوی کو ایڑ دی مگر ٹس سے مس نہ ہوئی - مجبور ہوکر چُپ ہو رہے - مصرعہ سنیے - ؎

کہانے کے لیے پوری و پکوان بہت ہین

واہ - واہ - بہت خوب - کیون صاحب یہ خالی خولی کیا منے ؟ سنیے صاحب گو یہ مصرعہ بادی النظر مین ڈہیلا ڈہالا - جہولدار معلوم ہوتا ہے مگر اس مین یہ صفت رکہی گئی ہے کہ گلدستہ بہر کے مصرعون کے ساتہہ بخوبی تمام پیوند کہا سکتا ہے - چنانچہ مشتے نمونہ از خروارے - چند صاحبون کے مصرعہ کے ساتہہ کہلایا گیا ہے - ملاحظہ ہو - ؎

مطعوم کے لیے فکر نہ کرنا کبہی اے شکر
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

بہوکا مجہے وہ دیکہہ کے فرماتے ہین باہی ضبط
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

کر فکر نہ ظاہر تو کسی بات کی ہرگز
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

گہبراؤ نہ عشرت کہ یہ فرماتے ہین آصف
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

کیون فکر مین پہرتے ہو سرور اُٹہہ پہر تم
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

افسوس خرد آپ اور افکار معیشت
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

کر فکر معیشت نہ شبیر جگر افگار
کہانے کے لیے پوری و پکوان بہت ہین

احوال کچہ اب حضرت افضل کا نہ پوچہو
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

ناکامی تقدیر سے گہبراؤ نہ مظہر
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

احباب مرے مجہہ سے یہ فرماتے ہین محفوظ
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

لپٹا کے مجہے سینہ سے کہتے ہین وہ خنجر
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

تقدیر مددگار جو ہوجائے ہماری
کہانیکے لیے پوری و پکوان بہت ہین

کیون صاحب۔ کیسا مصرعہ ہے؟ اور لگی
یہ دیکھیے کہ طرح پر بھی آپ بخوبی تمام
سیاری گانٹھ سکتے ہین۔ فرماتے ہین۔ ؎
ہونیکے لیے عیب سے سامان بہت ہین
عرض کیا ہے ۔ ؎
کھانیکے لیے پوری وپکوان بہت ہین
سبحان اللہ۔ کیا کہنا۔ بہت خوب۔
تسلیم۔ تسلیم۔ تسلیم۔
راقم۔ م۔ ب۔ علیہ الرحمۃ۔

پروفیسر شہباز کے فلسفی خیالات

آب روان

(۱) چشمہ

الہ آباد مین خوبی سے آباد
(خدا رکھے ہمیشہ خرم و شاد)
ہین سید اکبر حسین اک دوست میرے
وہ جن کی نظم نے موتی بکھیرے
طبیعت مین بلا کی ہے روانی
غضب جاری ہے اس چشمے کا پانی
روان ہر چند ہون یورپ مین نہرین
دکھائین ہند کی یہ اُن مین لہرین
فرنگی بحر کو آئینے لائین
یہ ہندی شوخ کے جلوے دکھائین
سمجھ لو سحر ہے کیسا بیان مین
لڈور[1] آیا چلا ہندوستان مین
ہوئے سودی کے انگلش نالبون ہے
فصاحت آشنا اردو کے لب ہے
کہان ہین چشمۂ سودی مین موجین
یہ اردو معلے کی ہین فوجین

لیے ہاتھون مین تیغ موج معانی
جمائے ہین پرے مصدر توانی
مسلسل نظم مین سے جب یہ دیکھی
اُٹھین موجین طبیعت مین خوشی کی
اُمنگون پر چڑھین دل مین اُمنگین
ترنگون پر ہوئین پیدا ترنگین
قلمدان پر سخن کا ہاتھ لپکا
قلم سے بوند بن کر شعر ٹپکا
کہان ہین تشنہ کامان معانی
یہین حاضر ہے آب زندگانی

(۲) بہاؤ

اُڑاتا طرز خرام البیلیون سے
چلا آب روان اٹکھیلیون سے
کھلاتا، کھیلتا، ہنستا، ہنساتا
تھرکتا، ناچتا، گاتا، بجاتا
مٹکتا، جھومتا، تنتا، اکڑتا
گرجتا، گونجتا، بنتا، بگڑتا
جھلکتا، بلبلاتا، جگمگاتا
پھسلتا، لڑکھڑاتا، ڈگمگاتا
دکھاتا نعرہ، غل کرتا، کڑکتا
مچاتا شور، ڈانٹ اُٹھتا، جھڑکتا
لپکتا، دوڑتا، پھرتی دکھاتا
اُچھلتا، کودتا، چکر لگاتا
اُچکتا، پھاندتا، گرتا، لڑھکتا
جھجکتا، روٹھتا، بھڑتا، بھڑکتا
مچلتا، پاؤن پھیلاتا، بلکتا
سہمتا، کانپتا، سوتا، سسکتا
لرزتا، تھرتھراتا، تلملاتا
بلکتا، بلبلاتا، گڑگڑاتا
سمٹتا، پھیلتا، مڑتا، مڑاتا
اُبھرتا، ڈوبتا، اُڑتا، اُڑاتا
کترتا، چھانٹتا، پرزے اُڑاتا
کچلتا، کوٹتا، چھکے چھڑاتا
الف ہوتا، پٹا کاوے لگاتا
دولتی جھاڑتا، پشتک اُڑاتا

کبھی گھوڑ دوڑ مین کف منہ پہ لاتا
کبھی فوجون مین گھس کر ہنہناتا
گریبان چاک کرتا سر پٹکتا
رگڑتا ایڑیان دامن جھٹکتا
اوٹھا کر سونڈ فوارہ اُڑاتا
دھوئین کے زور سے پارہ اُڑاتا
تڑپتا، لوٹتا، چڑھتا، اُترتا
جھپٹتا، باؤلا ہوتا، بپھرتا
کھسکتا، بھاگتا، رُکتا، ٹھہرتا
جھٹکتا، جھاڑتا، تنتا، سنورتا
لپٹتا، چھیڑتا، چھوتا، چھلاتا
تھرکتا، چھینٹتا، دھوتا، دُہلاتا
کبھی مونڈ پیلتا، جوڑی ہلاتا
کبھی غصہ تھوکتا تیوری چڑھاتا
پہاڑون کا کہین دامن دباتا
درختون کی کہین تہ کھودتا جاتا
صدف مین گوہر نایاب بھرتا
گہر کی سیپ مین آب بھرتا
مشبک چھاگون کا پیدا بناتا
مسلسل موج کو نقشہ جماتا
زمرد پر کہین پارہ جھپاتا
کہین پارے کو نیر بند اُڑاتا
ستاری چھیڑتا ارگن بجاتا
ادھر ہو رہن ادھر پیان بجاتا
اُلجھتا خار سے گل سے اٹکتا
پچھڑتا، پھولتا، دبتا، چمکتا
کٹر بچرے کو مرغابی بناتا
بشر کو مردم آبی بناتا
مکلف میز پر چادر بچھاتا
معلق شہر کو دعوت کھلاتا
شگوفہ چھوڑتا، غصہ چڑھاتا
عداوت ڈالتا بیٹھے لڑاتا
کبھی کھیتون مین شاخ زر اگاتا
کبھی منڈی مین زر کو پر لگاتا
جھلاتا، جھولتا، پینگین بڑھاتا

[1] انگلستان کی ایک ندی کا نام جسکی روانی کی تعریف سودی نے اپنی ایک مشہور نظم مین کی ہے۔ میر اکبر حسین نے اسی نظم کا ترجمہ اردو مین کیا اصل و ترجمہ دونون لاجواب ہین۔

زری یہ مقابلہ بھی دیکھئے گا

کڑکتا چھت تا نین لگاتا
مہک اُٹھتا سنکتا سنسناتا
اُچک پڑتا لپکتا روندتا تا
بڑھاتا سر طرف موجون پہ موجین
چڑھاتا چار سو فوجون پہ فوجین
کبھی سیماب سے چاندی بناتا
کبھی چاندی پہ سے سونا چڑھاتا
پھنساتا شمس کو زندتار سائے
بناتا چاند سے چاندی کے پائے
کھلاتا روز و شب سورج کو غوطے
اُڑاتا عقل کے ہاتھون کے طوطے
زمین کی گود مین گرداب پھیرتا
بھنور کی ناند مین سیماب بھرتا
بناتا موسچے تو مین چڑھاتا
سجاتا پلٹنین فوجین بڑھاتا
نکلتا سیپیان موتی اُگلتا
جماتا قفلیان سانچے مین ڈھلتا
گراتا پھینکتا چھنتا اوٹھاتا
جھپٹتا چوستا ملتا سماتا
کبھی اوجون پہ پھیلاتا شباہی
کبھی موجون پہ چمکاتا سیاہی
کبھی پچکاریون کا ڈالتا ڈھنگ
زبان بنکر کسی جا چاٹتا سنگ
کبھی پتھر سے ٹکراتا ہوا سر
کبھی ذرون پہ چمکاتا ہوا زر
نگینے سنگ ریزون سے بناتا

طلسمی شرمہ آنکھون مین لگاتا
باقی

ٹیڑھا سوال اور اسکا جواب

تو کا رزمین [illegible]
کر یا سمان [illegible]

اخبار عام مطبوعہ یکم جولائی مین لالہ لبارام صاحب مدرس ہائی اسکول بالم پور دریافت فرماتے ہین۔

"اگر کوئی شخص درخواست کرے کہ میرے کلام کی جزا یا اجرت فلانے شخص کو دلوا دے تو خدا ایسی درخواست کو معقول جانکر قبول کرتا ہے یا نہین"

بجواب تحریر ہے کہ خداوند کریم نے ابھی تک ایسی درخواستون پر حکم لگانا کسی کے سپرد نہین کیا ہے۔ اور یہ کام ابھی تک اپنے ہاتھ مین رکھا ہے۔ چنانچہ اس قسم کی درخواست دہندہ بذریعہ ویلیو پے ایبل عالم بالا پر طلب کیے جاتے ہین۔ کلام سُنا جاتا ہے حسن و قبح پر غور کیا جاتا ہے اگر کلام نقائص سے پاک اور اُس شخص کی حیثیت کے موافق ہوتا ہے تب تو درخواست مقبول ہو جاتی ہے اور درخواست دہندہ ٹکٹ چسپان ہو واپس کیے جاتے ہین۔ اور اگر کہین کلام مین ذرا سا بھی جھول جھال ہوا اور اُس شخص کی حیثیت کے موافق نہ ہوا تو ایسی حالت مین درخواست تو داخل دفتر ہو جاتی ہے اور درخواست دہندہ بیرنگ واپس کیے جاتے ہین۔ محصول زیادہ ہونے سے درخواست دہندہ کے اعزا درخواست دہندہ کو [illegible] اُس کی واپسی [illegible] آفس مین سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور اسکے متعلقین اور اعزا سے کسر نکالی جاتی ہے۔

اب رہی جزا یا اجرت اُس کی یہ صورت ہے کہ ابھی تک اللہ میان کے آفس مین طریقہ رشوت ستانی جاری نہین ہے۔ جو کچھ دے کے دفتر کی بات معلوم ہو سکے۔ نہ ابھی تک کوئی صاحب برطرف ہو کر یا پنشن لیکر آئے ہین۔ ورنہ اُن سے دریافت کر دیا جاتا۔

(ایڈیٹر صاحب اخبار عام سائل کو نتیجہ تحریر خواہ بذریعہ اخبار مطلع کرین)

راقم۔ م۔ ب۔ علیہ الرحمۃ۔
یونیورسل رپورٹر

دور دٹیان کھلوائیے ہم مرثیہ خوان ہین

یا وحش بخیر۔ لکھنؤ مین مفلسی کے سبب مرثیہ خوانی کی ہوا کے ایسے جھکڑ چلے کہ لوگون کو اُڑا اُڑا کر کہین سے کہین پھینکا اور خوب پھینکا۔ آپ جانیے جب مفلس گھرانے کا آدمی چار پیسے کماتا ہے تو سب حسد کی نگاہون سے سرگوشیان کرتے ہین۔ فی زمانہ ہمارے لکھنؤ علیہ الرحمۃ کا بھی یہی حال ہے۔ اور ہر شخص اسی روش پر چلنا چاہتا ہے۔ اور کیون نہ چلے۔ البقول شخصے۔ ع۔

دور روٹیان کھلوائیے ہم مرثیہ خوان ہین
کہنے مین آخر برائی کیا ہے۔ بلکہ فائدہ ہے
چپڑی اور دو دو کے مصداق یعنے خرما و ہم
ثواب۔ گو بعض اشخاص اس فن کے اب
بھی موجود ہین کہ ناقدری کے سبب تا
پیر کا نپ گھٹنا ہو رہے ہین۔ اور
کنکوے کی طرح یہ بھی جدہر کی ہوا
ہو اُڑ جا سکتے ہین۔ لیکن یہ کنکوے
قناعت اور صبر کی تیلی پر ایسے تنے ہوئے
اُڑ رہے ہین کہ بے عزتی اور بے غیرتی کی ہوا
اُنکو جہکا بھی نہین سکتی۔

مگر افسوس تو اس بات کا ہے کہ
ایسے لوگ جنکا شمار سرداروں مین ہو اُنکے
غبارۂ تن مین ہوس کا ایسا دھوان سمائے
کہ لالچ کی ہوا مین کہین سے کہین جا گرین
سچ ہے انسان اپنی حالت تہوڑے
ہی عرصہ مین بہول جاتا ہے۔ حال ہی کا
ذکر ہے کہ ایسے ہی لوگون نے بلہوسی
کے دریا مین دو دو غوطے کھائے تھے
دوسرا ہوتا تو چپنی بہر پانی مین ڈوب مرتا
لیکن ان کے واسطے دریا نے بھی منہ
چرایا۔ نصیبے کے بھی بڑے سکندر تھے
کہ باوصف اتنی کنکہڑون کے جیتے بچے۔
اور لطف تو یہ ہے اس بے غیرتی پر بھی
فخر کی مونچھون پہ تاؤ دیا کرتے ہین لاحول
ولاقوۃ۔ بہلا ہمین اس بکواس سے کیا
فایدہ۔ اچہا اے بہیا پنچ رخصت۔
سلام فقط۔

راقم

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجکو خلق خدا غائبانہ کیا

ریویو

امراؤ جان ادا۔ یہ دلچسپ نصیحت انگیز
بکار آمد قابل تقلید ناول حال مین
ابہی آب و تاب کے ساتھہ و دہا
برادرس لکھنؤ امین آباد کے کارخانے
سے شائع ہوا ہے۔ اس مین ایک
طوائف جسکے نام پر ناول کا نام رکہا گیا
ہے۔ اپنی عبرت انگیز سوانح عمری کمال
سلیقے ہوشیاری۔ لیاقت کے ساتھہ
بیان کرتی اور دنیا کے نشیب و فراز
سوسائٹی کے اخلاق کو کمال خوبی اور
نفاست سے پبلک کے روبرو پیش
کرتی ہے۔ اس کے مصنف مرزا رسوا صاحب
ایک حکیمانہ خیال کے شخص ہین۔ اور زبان
اور طرز بیان مین وہ دلچسپی اور معقولیت
رکہتے ہین کہ اگر آجکل کے ناول نگارون
کو اس نعمت کا عشر عشیر بھی میسر ہو اور
صرف کرنے کی لیاقت بھی رکہتے ہون
تو اردو کے ناول ایک انگریزی کیا
ہے کئی زبانون کے قصون سے خوبی مین
بدرجہا ترقی کر جائین۔ افسوس ہے
تفصیلی راے کے واسطے اس پرچے
مین گنجایش نہین۔ مختصر یہ ہے کہ جن
صاحب کو ایسا ناول اردو مین دیکھنا
ہو جس مین ہر اعتبار سے اعلے
فسانہ نگاری پائی جاتی ہو وہ ضرور اسکو
ملاحظہ فرمائین۔
قیمت عہ

ایک بہوت کا خط مولوی محمد یونس خان صاحب کے نام

جناب مولوی صاحب مین نے آپ کا
وہ اشتہار دیکھا جس مین آپ دو سو روپیہ
انعام اُس شخص کو دینے کو کہتے ہین جو
بہوت کا وجود ثابت کر دے۔
ممکن ہے کوئی صاحب اس کم زری
کے زمانے مین ایسے اُٹھہ کہڑے ہون
کہ ثابت کرنے کی کوشش کرین۔ مگر مجھے
مدت العمر اور بعد موت سے اس وقت
تک جو کچھ تجربہ ہوا ہے اُس سے اسقدر
ضرور عرض کر سکتا ہون کہ حضرت ماننے والے
کے آگے سب کچھ ثابت کر دیا جا سکتا ہے
اور نہ ماننے والے کے سامنے کچھ بھی
نہین۔ بہوت کا وجود تو رہا اپنے گھر چلے
کوئی صاحب اپنا ہی ثبوت دیدین تو
مین جانون۔
یون تو ہر شخص کو اپنی انانیت کا دل
سے یقین ہوتا ہے مگر دوسرے کو یقین
دلانا ذرا کار دارد۔ بخصوص جب آپ نے
ہمت انکار پہ باندھ لی ہو۔ وہ ہزار
ہزار تاویلین نکالے گا اور ثابت کرنے
مین مشکل پڑ جائے گی۔ جناب والا یہ معاملہ
روحانیات سے متعلق ہے۔ عالم ملکوت
و جبروت کے راز ہین۔ یہ مسائل ریاضی
نہین جنہین باسانی ثابت کر سکین کہ
دو کو چار سے ضرب دینے سے آٹھہ
ہونگے۔ یا مثلث کے دو ضلعے تیسرے
سے خواہ مخواہ بڑے ہونگے۔
بس خداوند آپ کے دو سو آپ کو
مبارک۔ کوئی اگر دعوے کرے تو ہرگز
سچ نہ مانیے گا۔ بہلا جب بہوت ہو کے مین

اپنے وجود کا ثبوت اب نہیں دے سکتا کہ ہر شخص قائل ہو جائے تو بھلا انسان ہو کے کوئی کیا دے گا۔ میرے نزدیک تو کسی صاحب کو جلدی نہ کرنی چاہیے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بعد چند روز کے آپ ہی آشکارا ہو جائینگی۔ اسی پر کہا ہے "جلدی کام شیطان کا دیر کام رحمان کا"۔

ہاں اگر حاجی صاحب یہ فرمائش کریں کہ مجھ سے حرکات خلاف عادت فطرت سرزد کرا دیے جائیں۔ تو طاقت بندہ حاضر ہے اور وہ بھی بدون اُجرت اور انعام کے۔

اگر حاجی صاحب میری گزارش پر متوجہ ہوئے اور ... متوجہ ہوئے تو چند گزارشیں آپ کے اخبار کے ذریعہ سے عرض کرونگا۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است۔

راقم – رسول اعظم ...

اندھوں کی کانفرنس

آج کل کانفرسوں کے زمانے میں جب ہر گروہ اور فرقے کے لوگوں کو کانفرنس۔ کانگرس۔ کمیٹی۔ اغیرہ وغیرہ کی سوجھتی ہے تو آخر نابینا کیوں چپ بیٹھے رہنے لگے۔ انہوں نے بھی تجویز کی کہ آئندہ سے لاٹھیاں رکھنا چھوڑ دیں کیا وجہ کہ جب دس پانچ اندھے جمع ہو جاتے ہیں تو ایک دوسرے کی لاٹھی کبھی کبھی لڑ جاتی ہے۔ دوسرے اندھے کی ٹانگوں میں اٹک جاتی ہے یا جب کبھی کوئی اندھا لاٹھی گھماتا ہے تو دوسرے کے سر یا کون میں لگ جاتی ہے۔ اس واسطے ایسی خطرناک چیز کا استعمال جس قدر کم ہو بہتر ہے۔ اس پر اندھوں میں باہم یوں گفتگو ہوئی۔

پہلا اندھا۔ بھائیو لاٹھی باندھنا چھوڑ دو

دوسرا۔ واہ۔ ہم چلیں گے کس کے سہارے

تیسرا۔ اور سوٹیوں سے کیونکر بچیں گے

چوتھا۔ اور اس سے نقصان ہی کیا ہے

پہلا۔ نقصان یہی کیا کم ہے کہ اگر ایک ہمارا بھائی سامنے آتا ہو اور ہم ادھر سے جاتے ہوں تو لاٹھی کے چوٹ لگ جانے کا اندیشہ ہے۔

دوسرا۔ اچھا تو تم اپنی لاٹھی پھینک دو پہلے۔ پھر ہم بھی پھینکیں گے۔

تیسرا۔ یارو اصل یہ ہے کہ ہم لوگ کسی کی بات کا تو اعتبار کرتے نہیں۔ پھر ایک دوسرے کا اعتبار کیوں کریں۔ اس کی خواہش ہے کہ ہم سے لاٹھیاں پھکوا دے اور آپ لیے رہے۔

چوتھا۔ لا بے لاٹھی اپنی لاٹھی ہم کو دے ہم کونے میں رکھدیں (یہ کہہ کے ہاتھ بڑھایا اور نمبر ۳ کی لاٹھی پر پڑا اُس نے زور سے کھینچ لی اب اس نے کہنا شروع کیا کہ دیکھیے بے ایمانی۔ اس کا ارادہ ہرگز لاٹھی چھوڑنے کا نہیں۔

تیسرا۔ (پہلے کو مخاطب کرکے) ابے میری لاٹھی کیوں چھینتا ہے۔ تیری رائے ہے تو رکھ دے اپنی لاٹھی۔

پہلا۔ ابے کس بے ایمان نے تیری لاٹھی کھینچی۔

دوسرا۔ تو نے تو نے۔ ابے تو نے۔

تیسرا۔ ہاں ہاں یہ حرکت اسی کی ہے

دوسرا۔ اور ہم ہی کو جھوٹا بناتا ہے

اب ہم ایسے ہوگئے کہ بات نہیں سمجھتے۔

(اس نے چوتھے کی لاٹھی پہ ہاتھ مارا)۔

چوتھا۔ (تیسرے سے مخاطب ہوکے) ماروں گا ایک گھما کے۔ اب آیا ہے میری لاٹھی لینے۔

تیسرا۔ کچھ واہی ہوا ہے۔ کس کو مارے گا۔

اب اس میں ٹھن ہو گیا۔ ایک نے دوسرے کی لاٹھی پر ہاتھ مارا اور ایک شور غل ہنگامہ برپا ہو گیا۔ بعد تھوڑی دیر تو تو میں میں سر پھٹول کے یہ طے ہوا کہ جب تک سب مل کے اپنی اپنی لاٹھیاں نہ رکھدو گے تب تک معاملہ طے نہ ہوگا۔

اتنے میں حاکم کا سپاہی آیا اُس نے سب کو گرفتار کر لیا اور بعد تحقیقات معلوم ہوا کہ میاں نابینا نمبر اول نے روس کی تجویز صلح کانفرنس کی سُنی تھی آپ کو بھی شوق چرایا کہ نام کر جاؤ۔ اُسی کی بدولت یہ جوتی پیزار سر پھٹول ہوئی۔

ان کی گوشمالی واجبی کی گئی کہ خبردار خبردار ایسی حرکت آئندہ نہ کرنا جس سے جھگڑا افزوں ہونے کے عوض اور طوالت پکڑ لے۔ جو کام آج بڑے بڑے شہنشاہوں کے کیے نہیں ہو سکتا وہ تم اندھے کیا کر سکو گے۔

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سنہ انگریزی دان میڈیکل کالج کے پروفیسرون ناموراکٹرون والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ بہت ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائے موتیابند۔ کثرت پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ بہ نسبت ڈاکٹرون اور حکیم صاحبان کی ادویہ کے آنکھون کے مریض اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ فی تولہ عہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ عمری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر**۔ پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہو بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بہتر اکسیر ہے۔ آنکھون سے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش۔ ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن۔ اور کمزوری نظر۔ ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اسے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اس کا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔
راقم۔ ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سالکلی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے جس نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ آنند دیوی بعمر ۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین بھرے سرخ اور دکھتی ہوئی تھین انمین بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پروسکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔
راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا۔ مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔
راقم۔ ڈاکٹر بریج لال گھوس رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم
خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر وٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۶ء مین جمع کیا گیا ہے

مراسلہ

ہندو مسلمانون مین نفاق- اور مصلحان قوم کی مدبرانہ کوششین

ڈیرسر- اگرچہ آپ کا اخبار پنچ ہے اور اُس مین ایسے سادہ اور بے نمک مضامین کی زیادہ گنجائش نہین- مگر بدقسمتی سے ہمارے صوبہ مین بجز اس ہمارے ایک پرچے کے جو جاری ہے اور کوئی ہمارا قومی اخبار بھی تو نہین- لہٰذا اپنا بوجھہ خود اپنے کو اوٹھانا چاہیے اس مضمون کو کسی گوشہ مین اخبار کے ڈال دیجیے-

ہندو مسلمان- دو قومین جدا جدا مین جنکی عادات- اطوار- اخلاق- طرز ماندو بود قریب قریب سب جدا ہین- یہان تک کہ طریقہ عبادت بھی جدا ہے- لیکن پورا دور سلطنت اسلامیہ کا گذرا اور دو صدیان اس برکت غیر عملداری کی گذرین مگر امتیازی لقب دو قومون کا برائے نام رہا اور ہے- یہ امر کہ یہ دو نام ایسے غیر متشابہ صورت مین تھے جیسے پہاڑ اور جنگل- یہ نہ کبھی خواب و خیال مین نظر آیا تہا نہ اسکی ضرورت تھی- لیکن اب چند روز سے یہ دو نام ہر اخبار کے کالم پر اس طرح کودتے پھرتے مین جیسے کوئی عجیب الخلقت جانور کسی نمائش گاہ کے میدان مین- کثرت ذکر خواہ وہ غلط ہو یا صحیح ایک صورت وجود کی پکڑ لیتا ہے- اور اس لیے یہ تسلیم کر لینا کچھ بیجا نہین ہے کہ ہندو مسلمانون مین اب نا اتفاقی ہے اور دونون الگ الگ قوم مین- اور جب یہ امر تسلیم ہو جاے تو اُسکے معالجہ بھی سوچنا چاہیے-

پہلے سب کے مصلحان قوم کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھین کہ ان قومون کے طریقہ زندگی مین کیا فرق ہے اور دینی اور دنیوی دونون طریقون سے کیا وہ جدا ہین- اسکی جانچ کے لیے ابتداے آمد اسلام سے تا آخر دور زمانہ حال تاریخ سے اور واقعات سے مدد لینا چاہیے پھر دیکھنا چاہیے کہ آیا کیا اسباب نفاق کے ہین- کیا یہ قومین دراصل ہمیشہ سے جدا ہین- کیا مذہبی زندگی اور دنیی زندگی ان دونون کے یکجا کر دینے مین مانع ہے نیک نیت سے نیک نیت بادشاہ کا زمانہ اور متعصب سے متعصب بادشاہ کا زمانہ موجود و حکومتین دونون قومین کی جواب باقی ہین- ملانا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ آیا تفریق قدیم ہے یا جدید- اگر قدیم ہے تو غور کرنا چاہیے کہ وہ عداوت قومی ہے جسنے طبیعت ثانی کا رنگ پکڑ لیا ہے یا صرف جہالت اور غلط فہمی باہمی ہے- اور آخر اب اسکی اصلاح کی کیا صورت ہے- کیا یہی شکلین ہین جو اخبارات بعض وقت لکھدیا کرتے ہین کہ دونون فرقون کی عبادت ایک کر دی جاے اور مسلمان سنسکرت پڑھ جائین- اور کیا یہ دونون امر ممکن ہین اور عملاً نفاق کو دور کر سکتے ہین-

میرے خیال مین عبادت مسلمان اور ہندون کی یا کسی فرقہ کی خواہ وہ عیسائی ہو یا مجوسی- یہودی ہو یا ہندو ایک نہین ہو سکتی اگر وہ فرقہ مذہب منجانب اللہ تصور کرے گا اور نفیشن نہ تصور کرے گا- ہندو موحد ہون یا وید توحید مطلق سمجہائے لیکن مسلمانون کے یہان توحید بلا شرک کے ساتھہ اقرار نبوت نہ وسیلۂ نبوت لازمی ہے- اور اُن کا قول ہے ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

نبوت آخری ہے اور قرآن خاتم کتب ہے اس مین ایجاد و تجدید وہی کر سکتا ہے جو مذہب کو فیشن تصور کرے- یا اللہ کا ثانی ہو- رہا سنسکرت سیکھنا اس مین علیگڑہی حضرات کی بلندی خیال کے سوا اور کچھہ نہین- اور ہم اُن کی ہمت کی داد دیتے ہین یہ علم حاصل کرنا- اصول معاد یا معاش کے لیے اور یہ دونون امر سنسکرت سے اسوقت مسلمانون کو نہین حاصل ہو سکتے ہین نہ عربی سے- ہندوون کو (حالانکہ صاحب مضمون نے عربی کو چہوڑ کر فارسی مسلمانون کا علم قرار دیا ہے- جو درحقیقت مجوسیون کا علم ہے)-

چونکہ علیگڑہ کی آب و ہوا مین خلاف قومی پیدا کرنے کا مادہ ہمیشہ سے ہے اس لیے اُنکے خیالات پر زیادہ تعجب بھی ہونا چاہیے- لیکن اب وہ غور کر لین کہ کیا انگریزی اور ہندوستانیون کا نفاق اُنکی پہلی اسکیم نے دور کر دیا ہے-

مسلمان اور ہندوون کا نفاق صرف خیالی اور غلط فہمی باہمی ہے- نہ مذہبی خیالات کا اختلاف- نہ علمی خیالات کا نفاق- مسلمانون کی زبان قومی اب دراصل اردو ہے اور وہی ہندوون کی بھی ہے- نہ سنسکرت اس خیال سے اُنکو پڑھنا چاہیے- نہ عربی اُس خیال سے اِنکو- دونون علم ہین جسکو وسعت ہو شوق ہو جو چاہے پڑھے- رہا ناگری کا اجرا بالکل بے سود ہے اور ملکی دقتون کو بڑھا دینا ہے- اور اگر یہ نہ ہوتا تو اودھ اخبار وغیرہ سب ناگری ہی مین جاری ہوتے اس کا خیال بھی جانے دیجیے- زمانہ نہ رجعت قہقری اختیار کرے گا نہ قومی زبان بدل سکے گی- اور جب زبان نہ بدلی تو عربی فارسی کی زبان ناگری کا جامہ پہنانے سے کیا فائدہ اوٹھائے گا سوا

ورناگ کشمیر

یہ جگہ سیر گاہ عالم ہے
آج اسیر نگاہ عالم ہے

نورجہان بیگم! نورجہان بیگم! ؎
زبان پہ بار خدایا یہ کسکا نام آیا
کہ میری نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

نورجہان کی شوخی۔ طبیعت داری حکمت اسی سے ظاہر ہے کہ عورتون کے سلسلے مین جہانگیر نے اس سے دو کبوتر خریدے اور کہا کہ پلٹ کرلے لین گے اتفاق ایک کبوتر اُڑ گیا۔ جب پلٹ کرانے تو کہا کہ ایک کبوتر کیا ہوا۔ نورجہان بولی اُڑ گیا وہ بولے کیونکر اُڑ گیا۔ نورجہان نے دوسرا کبوتر بھی ہاتھ سے چھوڑ کر اُڑا دیا اور کہا کہ "یون اُڑ گیا!" ہائے۔ اس بانکپن اس شوخی پہ کون ایسا تھا جو مفتون نہ ہو جاتا۔ اس مین شک نہین کہ قدرت نے پورے طور پر نورجہان کو دولت حسن و ادا سے مالا مال کر دیا تھا مگر نورجہان کی حکمت اس بات کو کب گوارا کرتی کہ کسی کا احسان رکھے۔ اُس نے بھی جہان کہین نیچر کا حسن دیکھا وہان مصنوعی عمارتون۔ تالابون۔ باغچون اور آبشارون سے اُسے دوبالا کر دیا۔

اس کا ایک اعلے نمونہ ورناگ ہے جہان سے دریاے جہلم نکلتا ہے جہانگیر کا تو نام ہی نام تھا مگر کشمیر کو افسانون کے لیے جنت نظیر بنایا تو نورجہان نے ان نام کے لیے یہ تاریخ پتھر پر کندہ ہے۔ ؎

از شہنشاہ جہانگیر شاہ اکبر شاہ
این بنا سر کشید بر افلاک
بانی عقل یافت تاریخش
قصر آباد و چشمہ ورناگ

غالباً اس عمارت کی تکمیل شاہجہان کے زمانے مین ہوئی۔ اور اسی وجہ سے کسی نے کیا خوب تاریخ لکھی۔ ؎

حیدر بیگ شاہ جہان بادشاہ دہر
شاکر خدا کہ ساخت چنین آبشار و جوے
این جوے داد است ز جوے بہشت یاد
زین آبشار یافتہ کشمیر آبروے
تاریخ جوے اب بگفتہ سروش غیب
از چشمہ بہشت برون آمدست جوے

شام کا وقت ٹھنڈی ٹھنڈی خوشگوار ہوا۔ جنگلی پھولون کی بھینی بھینی خوشبو سامنے پہاڑی پر چیڑ اور دیودار کے درخت سرو صنوبر کی طرح سڈول اور خوشنما نیچے سے اوپر تک سلسلہ کے ساتھ اُگے ہوئے داد خوش ادائی دے رہے ہین۔ گھنٹون گھورئیے اور واہ واہ کیجیے۔ چوٹیون پر درخت معشوقون کی طرح تنے ہوئے پرا جمائے کھڑے ہین۔ دور سے معلوم ہوتا ہے کہ پہرے والے جہان نگہبانی کر رہے ہین۔ وہ بادل نمودار ہو گئے۔ ادہر دھوان سا اُٹھنے لگا اُدہر دھوان سا منڈلانے لگا۔

ایک جانب درختون کے سایہ سے مل جلکر کالی کالی گھنگھور گھٹا چھا گئی۔ دوسری جانب سفید گھنیرے بادل اُمنڈ آئے ہوا جو سنکی تو بادل اِدہر اُدہر پھیل گئے لیجیے رنگ کچھ اور ہلکا ہو گیا۔ اور ٹپ ٹپ بوندین پڑنے لگین۔ چرواہی نے سیٹی بجائی۔ کتّے نے مویشیون کو اِدہر اُدہر سے گھیر کر یکجا کر دیا گائین اور بھیڑین نیچے اُترنے لگین۔

اسی پہاڑی کے نیچے چشمہ۔ چشمہ کے چارون طرف کوئی سو فیٹ لمبا اور اسیقدر چوڑا ہشت گوشہ تالاب۔ تالاب کے چارون طرف کنارے کنارے سبزہ کا حاشیہ۔ اُس کے بعد گھومنے پھرنے کے لیے پتھر کا چبوترہ۔ پھر سبزے کی گوٹ پھر چو طرفہ وسیع اور شاندار کمرے۔ تالاب کا پانی صاف شفاف۔ آسمان کا عکس ظاہر پہاڑی بوٹون کا عکس نمودار۔ بے شمار مچھلیان تیر رہی ہین۔ جوار کے لاسے پھینکیے اور پھر لطف دیکھیے۔ مچھلیان

ایک پر ایک ٹوٹی پڑتی ہین۔ پانی ہے کہ باغِ بہشت سے اوچھلتا شپڑ شپڑ کرتی۔ ایک دوسرے سے لڑتی ہوئی لاسے کھا رہی ہین۔ کچھ خوف تو ہے نہین۔ ہندوؤن نے اسے نیل کنٹھ مہادیو کا چشمہ قرار دیا ہے۔ پھر بھلا کس کی مجال جہان متبرک مچھلیون کو پکڑے۔ ان مچھلیون سے زیادہ حریص پنڈت جی مہاراج گھیرا باندھے تشقہ لگائے یہان بیٹھے۔ ہاتھ مین پھول اور اخروٹ لیے زبردستی دیے رہے ہین کہ یہ پرشاد ہے ضرور لیجیے۔ مہادیو جی نے ترسول مارا تب یہ چشمہ پاتال لوک سے نکلا۔ اس کا ثبوت کیا۔ ثبوت کیون نہین ہے فارسی تاریخ مین لکھا ہے کہ یہ چشمہ بہشت سے نکلا ہے۔ جو مسلمانون کا بہشت۔ وہی ہندوؤن کا پاتال لوک اس سے بڑھکر معقول دلیل کیا ہو سکتی ہے

تالاب سے نکلتے نہر دور تک بہتی ہوئی۔ نہر کے اختتام پر آبشار دس گز نشیب مین پانی ہاہا کرتا ہوا گرتا ہے۔ جھاگ اٹھتی ہے چھینٹین اڑتی ہین۔ اس آبشار مین وہ لطف آتا ہے کہ گھنٹون دیکھا کیجیے اور طبیعت سیر نہ ہو۔ نہر پر جابجا مکانات جو بنے ہوئے۔ ان مکانون کے رہنے والو بہشت کا مزہ ملتا ہے۔ ادھر چشمہ کوثر روان۔ ادھر سندھ بڑھا ہوا اور پکے ہوئے میوے منہ مین۔ حسینان کشمیر ادھر ادھر گھاس کاٹتی ہین یا مویشیان چرا رہی ہین آپس مین اون سے دوگال ہنس بول بھی لیتی ہین۔ لوہے کی جگہ چنار کا عظیم الشان سایہ دار درخت۔ دربانی کے لیے پنڈت جی مہاراج۔

چارون طرف جہان تک نگاہ دوڑائیے بڑے بڑے پہاڑ اور سبزہ زار۔ بے شمار نہرین۔ نالے چشمے۔ دریائے برنگی ادھر بہہ رہا ہے۔ جہلم نے بھی ہاتھ پاؤن نکالے ہین۔ درختون مین گوندنی کی طرح میوے لدے ہوئے۔ سیب۔ ترش ناشپاتی۔ گرشہ بگو۔ انگور۔ شہتوت۔ خوبانی گردالو۔ آلوچہ۔ گیلاس۔ اخروٹ۔ بادام بہی۔ آڑو۔ اور خدا جانے کون کون میوے۔ سفیدے کے درخت بکثرت جیسے پیچھے جھنڈ کے جھنڈ آسمان سے باتین کر رہے ہین۔ بید مجنون بھی انوکھی آن بان سے لہرا رہا ہے نسرین ونسترن کی خوشبو اور باد نسیم کے جھونکون نے کشمیریون کو مست کر دیا اور وہ لگے الاپنے۔

" دورری چانی مرے سود کرتھم دلبرسے "

(دور رہنے سے تیرے مرتا ہون۔ راکھ کر دیا ہے اے دلبر)

دوسری طرف سے کسی نے تان لگائی

" کوئین کر عرض یار صاحبس یہ گل اسس میوہ کو نو دیرام "

(چنار کرتا ہے عرض درگاہ خدا سے چنار ہون مجھکو میوہ کیون نہ دیا۔)

جنکو کام کاج ہے وہ پھیرو (گھاس کا بنا ہوا جوتا) پہنے جا رہے ہین۔ خدا بخشے کشمیری ہین بڑے غریب۔ کھانے کو ان کی قسمت مین صرف کرم کا ساگ اور شالی (چاول) لکھا ہے۔ اور دنیا کی کوئی نعمت ان کی تقدیر مین نہین نان جار کے عاشق ہین۔ مگر کھانے والے بھی قیامت کے ہین۔ رات دن مین سات آٹھ مرتبہ کھاتے ہین اور پیٹ بھر بھر کے۔ وہی ساگ اور بھتا۔ تازہ کھانا خوشگوار نہین۔ باسی نہ کھائین تو طبیعت سیر نہ ہو۔ پھر ہضم کیونکر ہوتا ہے۔ رات دن کانگڑی (انگیٹھی) پیٹ سے لگی رہتی ہے۔ اسی کی گرمی کھانا ہضم کرتی ہے۔ مگر یہی گرمی انکو نکما اور کاہل بنا دیتی ہے۔ ایک ہی کشمیری الپیانہ ملاحون کی جتنی جوتون مین سیکڑون ہو۔ بھیک مانگنے ہی بلا کے ہین۔ پھر بات بات پر بخشش کے لیے ہاتھ پھیلائے ہوئے۔ مہمان نوازی سے نا واقف بے پیسہ کوئی کام نہ کرے گا۔ ایک کشمیری مسافر دھوپ مین جا رہا تھا۔ دوسرے نے کہا میان مسافر درختون کے سایے سایے چلو کہ دھوپ کی تکلیف نہ ہو۔ کشمیری مسافر بولا کہ اگر سایہ سایہ چلون تو مجھے کیا دوگے۔

انگریز سیر حسن کے آنے سے یہ لوگ روپیہ کمانے مین اور بھی ہوشیار ہو گئے۔ کشمیری حسن کے دلدادہ انگریز یہان خوب لٹتے ہین۔ پھٹا پرانا کوٹ پتلون پہنے ہوئے بیرنگ واپس جاتے ہین۔ شاید انہین باتون کی طرف اشارہ کرکے بی عیشی اور راجو نے سری نگر مین چیخ چیخ کر یہ گیت گایا تھا۔

" چھری نہین کانٹا نہین ہاتھ سے روٹی کھاؤ بی بی۔ ہاتھ سے روٹی کھاؤ "

یہان کی شادابی اور زرخیزی تو ضرب المثل ہے۔ مگر عورتین بھی بلا کی بچہ جننے والی ہین۔ شاید ہی کوئی کم بخت سال ناغہ جاتا ہو ورنہ وہ ہر سال ایک بچہ گود مین لیتی ہین۔ جس عورت کو دیکھیے بچون سے گھری ہوئی۔ دو چھاتیون سے لگے ہوئے۔ دو کندھون پر۔ دو گھٹنون کے پاس۔ دو ایک دائین بائین۔

زمین کی شادابی کا کیا کہنا۔ دامن کوہ پر سبزے کی کثرت دیکھیے پھر طرح طرح کے پودے۔ رنگ برنگ ہزارون قسم کے پھول۔

لیچلا دل پھر اُسکے کوچے مین
دیکھو خانہ خراب کی باتین

صباست اُفتادہ در سبزہ زار
سر سبزہا در کنار بہار
ز بوے بنفشہ سرے بر قدم
بہار گل عنبرش ہر قدم
ز ہر گلبنے ہر طرف ڈسی
ز ہر غنچہ تاج کاؤسی
ز شوق تماشاے گلہاے تر
بہ نظارہ ہر دم نظر تشنہ تر

راقم - جمیل -

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہین لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

صبح تڑکے جناب کوتوال شہر ضلع فرضی وخیالی جیسے ہی سو کر اُٹھے چاند خان اردلی نے اطلاع کی کہ تھانہ دار صاحب حاضر ہین - اجازت حاضری دی گئی -

کوتوال - وِل تھانہ دار چندہ جمع ہوا -

تھانہ دار - خداوند نعمت - حضور کے اقبال سے خوب دھڑلے سے روپیہ آرہا ہے - دیکھیے ندوۃ العلما والے مارے مارے پھر رہے ہین - اور مذہبی جھلک بہی دکھاتے ہین وعظ بہی کہتے ہین - لیکن ایک کوڑی بہی یہان نہین ملی - ہندو کالج بنارس کو بہی ایک حبہ وصول نہ ہوا - علی گڑہ والون نے لاکھ سر پٹکا یا کچہ بہی نہین پایا - مگر حضور کے اقبال سے بارش باران کی طرح روپیہ آرہا ہے - ہم لوگ ایک ایک مہینہ کی تنخواہ دینے کو آمادہ ہین -

کپتان - بہت خوشی کی بات ہے چاسے پیر جلد آنے والے ہین - ہم چاہتے ہین اُن کے آنے تک سب کام ٹھیک ہو جائے -

تھانہ دار - حضور سب کام ٹھیک ہو جاے گا - بڑے بڑے راجہ بابو چندہ دینے کو تیار ہین -

(اتنے مین خبر ہوئی لالہ خوشدل پرشاد صاحب حاضر ہین وہ بہی بلاے گئے)

کپتان - وِل لالہ صاحب ہم آپ کا بڑا تعریف بڑے صاحب سے کیا ہم آپ سے بہت خوش -

لالہ صاحب - حضور مین تو حضور ہی کی جوتیون کا غلام ہون مین نے اپنے علاقہ کے کل تعلقدارون سے خوب چندہ جمع کیا اور ایسے نیک کام مین جیسا کہ یہ معبد ہے کون شریک نہ ہوگا (کان مین) مین نے یہ بہی کہدیا کہ دتہ صاحب بہی اسی معبد کے پوجاری ہین -

کوتوال - ہا ہا ہا ہا - وِل لالہ صاحب آپ بہت عمدہ بات کہا - بے شک ہم آپ سے بہت خوش اور حاکم فوجداری ودیوانی بہت خوش -

لالہ صاحب - حضور کے اقبال سے مین اب کرکٹ بہی کھیلنے لگا ہون اور چوگان بہی سیکھنے کا ارادہ کیا ہے اور حضور مین نے چند بدمعاش کو بہی کالا پانی کردیا - اب چوری چھنالی ایسی موقوف ہے جیسے سراٹھنی مکڈانل کے زمانہ مین رشوت ستانی - حضور بڑے صاحب سے میری تعریف کر دیجیو -

کوتوال - وِل بہت اچھا بات ہے - ہمارا تھانہ دار لوگ بہی ایک مہینہ کا چندہ دینے والا ہے -

لالہ صاحب - حضور مین کل وکلا اور عمال سے بہی دلواؤن گا - اس مذہب کے ہم لوگ دل سے ثناخوان ہین - اور جو سچ پوچھیے تو جیسا حضور کا معبد ویسا ہمارا مندر -

کوتوال - نہین صاحب ہمارا معبد آپ کے مندر سے اچھا ہوتا ہے -

لالہ صاحب - (گھبرا کر) بے شک حضور بادشاہ ہین حضور کا معبد بہی بادشاہ معابد ہے -

(اتنے مین چپراسی نے آکر اخبار دیا اور آپ نے اخبار کھولا اور پڑہتے ہی ہاتھ سے گر پڑا)

کوتوال - ڈیم ڈیم ڈیم - (غصہ مین) بلیڈی فول ڈیم یور آئی -

لالہ صاحب - خیریت تو ہے حضور - اخبار مین کیا متوحش خبر درج ہے -

کوتوال - ہمارا تبادلہ ہو گیا -

لالہ صاحب - این! یہ غضب حضور کا تبادلہ ہو گیا -

تھانہ دار - ہاے غضب - بے وقت کا

تبادلے مین گریال مین غلہ لگا - اب چندہ کیسے وصول ہوگا

کوتوال - آج کل کا بات سمجھ مین نہین آتا ہم سے کل ضلع خوش - ہمارا افسر خوش - رعایا خوش - آپ لوگ خوش - ماتحت خوش -

لالہ صاحب - سخت بے انصافی ہوئی افسوس - افسوس - میری محنت رائیگان ہوئی - ہاے مین کہین کا نہ رہا -

(سب لوگ ملکر یہ غزل گانے لگے)

کوتوال - نہ بھولیگی ہمکو محبت تمہاری
اطاعت تمہاری عنایت تمہاری
اجی میرے افسر میان تمکو سوجھی
کرو تم مین کہانتک شکایت تمہاری
نہ مذہب کی پروا نہ ملت کی خاطر
کرے خاک کوئی رفاقت تمہاری
یہ معبد بنانے کا انعام صاحب
اجی واہ دیکھی مروت تمہاری
مرے پیارے معبد مرے پیارے معبد
بہت شاق ہے مجکو فرقت تمہاری
مسلمان ہندو کے چندہ کا معبد
نہ کچھ ہوسکی مجھ سے خدمت تمہاری
عبادت بھی تم مین نہ کرنے مین پایا
رہی دل مین میرے حسرت تمہاری
سبب میری بدلی کا بیشک یہی ہے
گوارا کرون کیسے فرقت تمہاری

اجی راجہ صاحب اجی لالہ صاحب
ہے معبد ہمارا عمارت تمہاری
نظر ہم پہ الفت کی رکھنا ہمیشہ
کرونگا وہان سے بھی مدحت تمہاری

لالہ صاحب - کہون کس سے صاحب جو صدمہ ہے دل پر
سدا یاد آئے گی شفقت تمہاری
سمجھتے تھے معبد سے ہوگی ترقی
خبر کیا تھی ہوگی یہ ذلت تمہاری
عجب قدردانی یہ کی واہ صاحب
اجی دیکھ لی بس عنایت تمہاری
مرے پیارے مجکو بھی ہمراہ لے لو
گوارا کرون کیسے فرقت تمہاری
نہ چھوڑا پولس کا کبھی مین نے چالان
مجھے اس قدر تھی محبت تمہاری
کہا تمنے جو کچھ وہی مین نے مانا
یہان تک نباہی رفاقت تمہاری
مجھے کیا خبر تھی دغا دو گے صاحب
اجی دیکھ لی بس محبت تمہاری
کوئی آپ کے جا کے افسر سے کہدے
کہ اٹھ جائیگی سب حکومت تمہاری
ہے لالہ کی یہ التجا تم سے صاحب
کبھی کم نہ ہوئے عنایت تمہاری

تھانہ دار - بس اب خانہ آباد دولت زیادہ (زمانہ کا انداز بدلا)
نہ بندہ سے ہوگی اطاعت تمہاری
خدا نے سنی ہم غریبوں کی آخر
ہوئی اس طرح سے جو ہجرت تمہاری
کہان ہم برہمن کہان وہ مسلمان
لیا تمنے چندہ یہ ہمت تمہاری
کوئی بھی خوشی سے نہ دیتا چندہ
نہ ہوتی یہان گر حکومت تمہاری
خدا کے لیے جلد یہان سے سدہارو
خدا اب دکھائے نہ صورت تمہاری

کوتوال صاحب اور لالہ صاحب دونوں تھانہ دار کے پیچھے ڈنڈہ لے کر دوڑے اور تھانہ دار بھاگا -

بندہ بھی وہان سے نو دو گیارہ ہوا -
راقم - گھر کا بھیدی -

پوُت کے پاؤن پالنے مین

حضرت خیال کی بلند پروازی کوئی نئی بات نہین ہے یہ آپ ہی کی کرامات ہے کہ زمانہ بھر کی خبر لے آئے اور پھر کہین گئے ہی نہین - بہشت مین حورون سے نظر بازی کرنے کو آپ کبھی موجود ہو جاتے ہین لڑائی جھگڑے - خوشی رنج - نامہ و پیام غرضکہ اس قسم کے جھگڑون کے چودھری بھی آپ ہی ہین اور ان قضیون کا تصفیہ بھی آپ ہی کے ہاتھ رہتا ہے جب یہ سب اختیارات پرانی سرکار سے انہین مل چکے ہین تو کوئی تعجب نہین اگر یہ حضرت سیر گشتی کرتے ہوئے کہا گراپار پہونچکر بھی کچھ تاک جھانک کرین - سچ پوچھیے تو وہان اب رکھا ہی کیا ہے - دقیانوسی لوگ بیان کرتے ہین کہ شاہی مین البتہ کچھ چہل پہل ہو جاتی تھی - اور وہ چہل پہل بھی طوفان بے تمیزی کی بدولت ہوتی تھی - اب وہ سب باتین تو نو دو گیارہ ہوگئین نہ اب وہ پہلا سا زمانہ ہے اور نہ وہ اسکی یادگار رہے - چانڈو خانون مین جب کبھی شاہی کے مزے یاد آجاتے ہین تو ٹیس سی مچ جاتی ہے - یہ بات نہایت مستند تاریخون سے ثابت ہوگئی ہے کہ گانے بجانے کا فرقہ تو بالکل جاتا رہا - وہ اگلے سے ستار یے - مر دیے رہا ہے - ہین کارستنت کار کہین چراغ لیکر ڈھونڈہو تب بھی نہ ملین گے - وہ حور وشون کے جمگھٹے جن کی وجہ سے قیصر باغ مرحوم بہشت برین کی طرح آباد تھا - ان سب کا چالان بول دیا گیا

ہزاروں اللہ کے بندے جو شاہی محلوں کی بدولت روٹیوں سے لگے ہوئے تھے اب اس قابل ہیں کہ ان کا عجائب خانہ کی نذر کر دیا جائے۔ غرضیکہ پرانے دن لد گئے نئی دیوال (دیوار) اٹھی اور پرانی اٹا اٹر اور ٹریم۔

اب لکھنؤ تو بقول پرانے شوقینوں کے مرشا یہاں کے ورزی انگرکھے اور نکے واجد علی شاہی ٹوپیاں کا ٹنا بھول گئے نئی روشنی والے کچھ اس طرح برساتی حشرات الارض کی طرح نکل پڑے کہ پرانوں کے یہاں چراغ گل اور پگڑی غائب ہو گئی لیکن ان بیچارے مظلوموں کے آنسو پونچھنے کے لیے نانپارہ کی ریاست بھی غنیمت ہے۔ شریف صورت لوگ یہاں بھی تنگ دستی کا سہارا لگائے رہتے ہیں۔ یہاں کی تراش خراش طرز معاشرت وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو لکھنؤ کی اجڑی صورت کو کبھی کبھی یاد دلا دیتی ہیں۔ گو لکھنؤ کی شائستگی کا رنگ تو یہاں بالکل ملگجا سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ دیہات کے مخلوط ہونے سے شائستگی ایسی ہو گئی ہے جیسے بنگالی اردو یا لالہ صاحب کی فارسی۔ مگر پھر بھی رنگین طبیعتوں کی ہوس نکالنے کو یہاں کی فریداریاں کچھ کم نہیں خیر ابھی تک تو سب کچھ غنیمت ہے

دیکھنا تو یہ ہے کہ آگے چلکر کیا ہوتا ہے دیسی طرز معاشرت پر انگریزی تہذیب نے جو کاٹھی رکھی تو ہر ہندوستانی کالا آدمی چلا جائے برابر دُم ہلائے۔ اے صاحب یہ کیوں؟ آخر انگریزی نے ایسی کونسی خطا کی ہے کہ دنیا میں اس کی تربیت کا اثر ہو اور محروم رہے۔ بیچارا نانپارہ۔ اجی توبہ۔ یہ کون کہتا ہے کہ نانپارہ محروم رہے ہم تو کہتے ہیں کہ ولائت کا دار السلطنت یہی ہو جائے۔ مگر وہ جو مثل ہے کہ بنیا مسلمان قصائی کی دوکان نہیں چھوڑتا تو نئی انگریزیت کے دور دورہ سے چھچھا لیدر جو مچی تو ضرورت ہوئی کہ بجائے دیسی مال کے ولائتی مال استعمال کیا جائے۔ والدین۔ اجی توبہ پیرنٹس کی اطاعت بس اسی قدر، واجبی واجبی کی جائے جتنی پالیسی اجازت دے۔ رہی مراقبت۔ تو وہ صاحب لوگوں کی خوشامد در آمد سے بھی بن سکتی ہے اور اگر اونچے صاحب لوگ کالا آدمی سمجھکر زیادہ مُنہ نہ لگائیں تو جب تک ریل ڈرائیور اور گارڈ وغیرہ سے اختلاط پیدا کیا جائے اپنے گھر میں بھی کبھی کبھی آرمینا کے مسئلہ پر ضرور بحث ہو جایا کرے۔

غرضکہ اس گلچپ کی جو تصویر آپ کی خیالی نظر میں کھنچ سکتی ہے اسے آپ خود سمجھ لیجیے۔ فرض کیجیے کسی بھلے مانس کو ضرورت ہوئی کہ وہ آپ سے ملاقات کریں تو ضروری ہوگا کہ سب سے پہلے وہ کسی ہوشیار نجومی کے پاس جاکر زائچہ کھنچوا کر دیکھیں کہ آپ سے ملاقات ہو بھی سکتی ہے۔ اگر نجومی بھی خیریت سے کوئی اوندھی کھوپڑی کے آدمی ہوئے اور بیان کر دی اور وہ لٹھ پھینکر آپ کے دردولت۔ اسے توبہ بنگلے پر (کیوں آپ کوٹھی ہی سہی مگر ہیں تو صاحب) پہونچے اور آپ کی خدمت میں اطلاع کرائی۔ وہاں سے آپ نے کتے کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ہمارا سلام بولو۔ ہم پنچایت کے اجلاس کچھ پرایوٹ کام کر رہے ہیں۔ تو اب وہ صاحب ساڑھے پانچ گھنٹے کے لیے باہر دھر دیے گئے کہ سوکھا کرو۔ بعد خرابی بصرہ یہ مرحلہ بھی طے ہوا۔ خدا خدا کرکے آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے وہ غلی زبان میں اردو کی وہ مٹی پلید کی کہ وہ بیچارے خاک بھی نہ سمجھے اور ناد علی پڑھتے ہوئے ٹھنڈے ٹھنڈے چلے آئے۔

اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ اس نئی تہذیب سے غریب ہندوستانیوں کا کیا حشر ہوگا۔ کچھ اسی پر بس نہیں یہ تو معمولی طرز معاشرت کی ایک ذرا سی مثال ہے مزیدار باتیں ہم پھر کبھی ناظرین کو سنائینگے۔ راقم۔ پڑھنے والے تجھے کیوں نام بتائیں اپنا ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

حالانکہ بے سُرے ہیں مگر گا رہے تو ہیں

کانگریس کی طیاریاں لکھنؤ میں ہوں اس کے طرفدار اسکی کامیابی کی کوششوں میں مصروف و منہمک ہوں۔ اور ہمارے انٹی بھائی چُپ چاپ رہیں۔ غیر ممکن یہ مانا کہ اب اس مصنوعی بات کا غلغلہ طور سے وہ زور شور گھٹ گیا مگر وضعداری کا نباہ کرنا تو ضروری ٹھہرا۔ چنانچہ سننے سنا ہے کہ کسی نزبہ گار مسلمان نے پچاس ساٹھ آدمیوں کے دستخط سے ایک عرضی لوکل گورنمنٹ میں بھیجی ہے کہ لکھنؤ

مین کانگریس کا اجلاس اس سال نہ ہونے پائے- طاعون کا خوف ہے- یون تو ہر شخص کو اظہار رائے اور اپنے حاکم سے عرض معروض کا اختیار ہے مگر اتنے بڑے شہر مین صرف پچاس ساٹھ کی تعداد کوئی وقعت نہین رکھتی- ہان پچاس ساٹھ ہزار دستخط ہوتے تو مضائقہ نہ تھا ہم کہتے ہین یہ لوگ محرم اور چہلم کے زمانے مین کس خواب خرگوش مین تھے- جب ہندوستان کے دور دور کے شہرون سے لوگ آئے تھے اور تمام شہر مین پھیلے ہوئے تھے- تو نہ طاعون پھیلا نہ کسی خرابی کو اندیشہ ہوا- اور اب بھی لوگون کی آمد رفت رہتی ہے اگر انسانی ہمدردی کا ایسا ہی جوش اور طاعون کا خوف ہے تو بہتر ہے ناکون پر جابجا قرنطینہ قائم کرائین- کانگریس کانفرنس سب ہی کچھ اس لپیٹ آ جائین گی-

واقعہ عجیب

حضرت تمنا- سنہ ۰ہ سیدانی- محدپوش ہمہ دانی- آپ کے شہر کے مشرقی حصے کی طرف سے رب رب ذبل چلا آتا تھا کہ ایک دفعہ کان مین آواز آئی-

"مین تو نینان بھران نہین جیہون آج
اب تمہارے ہو گدھ سوری کی ہو لاج- مین تو-
گر جوبت رہی منتی کرت رہی
کا ہیکو بانسیگے سکھی انکا ہرساج- مین تو"

کانون کے ساتھ مین خود کھڑا ہو گیا- دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوالبشر آدم اول کے رہنے کا مکان فردوس برین تھا- مگر ان آدم ثانی کا مستقر اسفل السافلین ہے- اولاد ذکور و اناث کا باہمی رشتہ تو ویسا ہی سا ہے- مگر میان کم بخت

اس عمامہ زن مریدی کی لگائی بجھائی سے عجب مزہ دار کھچڑی دما دم تیار رہتی ہے- اسی کی دال گلتی ہے- جب دیکھو دال مین کالا ضرور ہے- چنانچہ فی الحال بھی ایک نادر ہانڈی طیار ہوئی ہے- بس اسی کے ابال کا اندیشہ وبال جان ہے- کہین حضرت رب النوع نے جو باس پائی ہے آگ پر دیگ غیظ و غضب جوش مین آئی ہے- اور دو آرائش مملکت ذوق شوق گھماتے مین پاسنگ- رنگ مین بھنگ کے ڈر سے یہ کھڑی الاپ رہی ہے-

خیر قصہ تو بہت طول طویل ہے جو آیندہ کسی وقت مناسب پر عرض کیا جائے گا- سردست یہ کارروائی ہوئی کہ جس طرح بنے اس نوتعمیر مقبرے کو کسی طرح ڈھاؤ- کہین کونے کھدرے مین بناؤ- چنانچہ گدہے کی سواری پہ گہر سے دو امیل جوڑ انکالا گیا ہے بلا سر سے ٹلی ہے- ایک تو دور کے محلے مین ایک مصاحب کی زیر نگرانی بھیجا گیا اور دوسرا مجرم زیر تجویز ہے فی الحال محرم کرتی کے نیلام سے فرصت ہوے تو دیکھا جائے- اور خود بھی کسی طرف معہ بی سیتا ستی برائے چندے منہ کالا کیا جائے-

ادہر ایک دو جوڑے اور بگے ہین گو کب کروار چکنے والا ہے- قران السعدین تو قرار واقعی ہے- برج حمل مین شرف کی دیر ہے- اگر یہی گردش لیل و نہار ہے تو یہ معاملہ بھی برائے سیاست حاکم تیار ہے-

راقم ستم رسیدہ دن کا صبر

لوکل علیہ الرحمۃ

اب جانیے برسات کی رت اور وہ بھی اس سال کی- اس ہفتہ بھی چھاجون مینہ برسا- بوندا باندی بھی ہوئی- بادل بھی گرجا بجلی بھی چمکی- لیجیے پیرا بر بابک بابک کے رویا- نالہ و آہ بھی کی- اور ستلہ تبرا ہو ہی ہا ہا ہنسا کھلکھلایا بھی- اس ہاتھا پائی مین نامینہ بارش مین ابھی خاصی گھوڑدوڑ ہو رہی ہے کبھی سبزے کا سبزہ آگے اور کبھی پانی کا نقرہ و قدم بڑھا ہوا- مزارعین کی فصل ہین کہین بھینسڈی رہی- مگر تخم پاشی کی ضرورت ہوئی- بطن زمین حمل کو ہنوز اچھی طرح مقنعہ بنا پایا بھی نہ تھا کہ شدت رطوبات خارجی نے اسقاط کرا دیا- کسان سر پیٹ کے رہ گیا- دیکھیے آخر فصل تک پیداوار کا کیا رنگ ہوتا ہے- اس گروہ کا مقدر جاگتا ہے یا برسات کی ٹھنڈی ہوا مین سوتا ہے-

ہومیا پیتھی طریقہ علاج جس مین مفردات سے علاج ہوتا ہے- اگرچہ لکھنؤ مین بھی عرصے سے رائج ہے اور کوئی نہ کوئی ڈاکٹر اس کا بھی یہان رہتا ہے- مگر ابھی تک یہان کوئی ایسا نہ تھا جو اس طریقے سے متعلق کوئی اخبار یا رسالہ نکالتا- الحمدللہ ہمارے دوست ڈاکٹر چارو چندر گھوش نے ایک رسالہ انگریزی مین شائع فرمایا ہے- اسکو ہمنے بھی دیکھا ہے- واقعی یہ رسالہ ہر حیثیت اور اعتبار سے ولایت اور امریکہ کے رسالون سے ٹکر لیتا ہے مضامین بھی اعلیٰ ہین اور طرز بیان اس طرح کا ہو کہ علاوہ واقفان فن کے پبلک کی دلچسپی کے لائق ہے- ہمکو امید ہے کہ ملک ایسے بے بہا ذخیرہ کی پوری قدردانی کریگا اور...

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں۔ والیان ریاست ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ۔ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ عنبری سرمہ فی تولہ ... خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر۔** پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

اِن سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھوں سے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں۔ ملین۔ اور کمزوری نظر۔ ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور انسے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر یا دی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اس کا استعمال مفید ہے۔ مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اسلیے میں بلا شک و شبہہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سانکلی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ... عمرہ ۴۵ سال ساکن لاہور کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں عرصے سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انمیں بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن انچارج آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے میرے کے سرمہ کو جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان لوگوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برج لال گھوش رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا۔ میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پروفیسر ویٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک میں اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۸۹۸ء میں جمع کیا گیا ہے۔

نوٹس

— اس دورے مین صوبجات متحدہ کے لفٹنٹ گورنر بہادر نے بریلی۔ آگرہ۔ علی گڑھ مین زمیندارون سے ملاقات کرکے قانون لگان کے جدید مسودے کے بارے مین گفتگو فرمائی۔ اور وعدہ فرمایا کہ جو عذرات آپ کے ہین اوسپر گورنمنٹ غور کرے گی۔ سنتے ہین الہ آباد۔ بنارس اور گورکھپور کے زمیندارون کی اسی طرح کانفرنس ہوگی۔

— انگلستان کا اتحاد جاپان کے ساتھ روز بروز زیادہ پایدار ہوتا جاتا ہے۔

— جو توپ خانے مغربی افریقیہ کی جانب روانہ ہوئے ہین اون کی نسبت پارلیمنٹ مین ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ صرف تغیر و تبدیلی کے لیے گئے ہین لیکن درصورت ضرورت کے سب وہان ٹھہر سکتے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ٹرانسوال سے معاملہ نہین سلجھا ہے۔

— ایک قانون بن رہا ہے جس کی رو سے تار کی خبرین جو متمول انگریزی اخبار اپنے خرچ سے منگواتے ہین دوسرا اخبار ۳۶ گھنٹے کے اندر تک نقل نہ کر سکے گا۔ اس انتظام کو دیسی اخبارون سے چندان تعلق نہین کیا سبب کہ اول تو ایسے دیسی اخبار بہت ہی کم ہین دوسرے ان کو بھی ترجمے اور چھپائی مین اتنی دیر گذر جاتی ہے کہ لازماً خواہ ۳۶ گھنٹے کے قریب وقفہ لازمی ہوتا ہے۔ تیسرے وہ بجنسہ عبارت چھاپ نہین سکتے۔ انکو ترجمہ ہی کرنا ہوتا ہے۔ اور طے شدہ ہے کہ ترجمہ اور کاپی رائٹ ایک نہین۔

— آگرہ میونسپل بورڈ کو مخاطب فرما کر جو اسپیچ ہز آنر نے فرمائی ہے اُس مین اُس کی انتظامی اور مالی ترقی پر مبارکباد دی ہے۔ اور کہا ہے کہ غربا کا خیال بھی ضرور کرنا چاہیے۔ یہان گھر دارہ نہین جاری ہوسکتا کیونکہ شہر قدیم ہے بہت سے مالکان مکانات ایسے ہین کہ اُن کی حاجت اسکی مقتضی نہین کہ حسب حیثیت مکان گھر دارہ دے سکین پس لیسنس ٹکس یا گوڑ ٹکس لگایا جائے۔

— بنگال مین ایک چاء کے کارخانے کے مسٹر اسکاٹ پر عثمان غنی کے قتل اور عبدالغفور کے ضرب شدید کا مقدمہ دائر ہوا تھا۔ مگر چیف جسٹس نے ملزم کو رہا کر دیا۔ اب ملزم مذکور نے نو مقدمے اُن اہل دیہ پر دائر کیے ہین جو خلاف صاحب کے پیرو کار تھے۔

— رانی گنج کی پیپر مل کا ایک انگریز ملازم آرتھر سانڈرز غائب ہو گیا۔ شام کو اُس کی لاش کارخانے کے گرم حوض مین ملی۔ امتحان ڈاکٹری سے معلوم ہوا کہ اسکو قتل کرکے کسی نے حوض مین ڈالا تھا۔ چنانچہ کارخانے کے گیارہ دربان ماخوذ ہین۔ ان لوگون اور مسٹر ولیم ایک اور ملازم مل سے لڑائی ہوئی تھی اور مقتول بھی مسٹر ولیم کا شریک تھا۔ مسٹر ولیم تو جان بچا کے چلدیے۔ آ گئی آرتھر سانڈرز کے ماتھے گئی۔ انہین لوگون نے مار کے حوض مین ڈال دیا۔ تحقیقات درپیش ہے۔

— یہ امر نہایت افسوس اور ندامت کا ہے کہ اگرچہ دیسی اخبارات کی حالت روز بروز بد سے بدتر حالت ہوتی جاتی اور وہ پبلک اور گورنمنٹ کی نظرون تک مین گرتے جاتے ہین مگر پھر بھی کوئی ایسوسی ایشن ایسی قائم نہین کرتے جو اُن کی مجموعی حالت کو ترقی دیسکے ایسے زمانے مین جبکہ ہر گروہ کو اپنی بہبود اور فوائد کی کوشش کرنے کا اچھا خاصہ موقع ہے ان خدائی فوجدارون کا اپنی حالت درست کرنے کی کوشش نکرنا سخت تعجب و تاسف کے لائق ہے۔ اس مین شک نہین کہ دو تین مرتبہ دو ایک مقامون پر بعض حضرات نے کوشش کی۔ اور ایک یا دو جلسے بھی کیے۔ مگر اُن کے استقلال اور مساعی کا تذکرہ کرتے شرم آتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ایسی لاپروائی اور بے دلی اُنکی ابتدائی باتون مین مضمر تھی کہ سال دو سال بھی کسی صاحب کو توفیق نہ ہوئی کہ اپنی بات تو نباہتے۔

ادہر ان لوگون کا تو یہ حال ہے اُدہر زمانے کا یہ رنگ کہ ہر قدم پر ٹھوکر لگاتا جاتا ہے۔ مگر واہ ری میٹھی نیند کوئی صاحب نہین چونکتے۔ اجی اور نہ سہی پہلے اپنے خریدارون۔ اشتہار والون ہی کے معاملات سے لگا لگاو۔ اپنی حیثیت یا اپنی لیاقت ہی کی تدابیر کرو۔ جو جو انتظامات تمہارے متعلق گورنمنٹ کرتی ہے اونہین مین مان لو کرو۔ جو نقصانات تمہارے گروہ کو اونکے ہاتھون محض غفلت کی وجہ سے پہونچ رہے ہین ان سے محفوظ رہنے کی مساعی کرو۔ اس مین کس بات کا ضرر اور کس ضرر کا خطر ہے۔

— بنارس مین ایک بنیے کی عورت نے ایک برہمنی کو اشیر کے دیدار کی چاٹ دیکے اُسکا سب کچھ لیلیا کہ اشیر کو نہائے اور مٹھائی دی کہ اسکو کھائے اور کسیکو خبر نہ کرے صبح درشن ہو جائیگا۔ جب رات کو اُسنے مٹھائی کھائی تو مارے درد اور تکلیف کے خدا یاد آگیا۔ آخر جب شوہر نے یہ روداد سنی تو نالش کردی۔

خبرین

تباہ ہائے شمالی مین عیسائیون کے نقصان کی تفصیل دی گئی اور انکے لیے امدادی چندے کا اپیل کیا گیا عیسائیون کے ۵۰ اگرجے جلائے اور ۲۰۰ گھر و گرجے لوٹے کل اندازہ نقصان ۱۳ ہزار روپیہ کیا گیا۔

تندی جاسے کا لندن کو بھیجنا بالفعل روک دیا گیا کہ وہان والون کے ساتھ سخت جھگڑا پڑ گیا۔

پونا مین وبائے طاعون بے طرح ترقی پر ہے۔

کلکتہ سے افسوسناک خبر آئی سر رومیش چندر مترا سابق جج ہائی کورٹ جمعرات کو بھوانی پور مین فوت ہوئے۔

بنارس کے شہرہ آفاق سوامی بھاسکرانند صاحب ہیضہ سے مرے ۸۰ سال کے تھے۔

۱۳ جولائی۔ لندن وزیر خزانہ نے اس پر اتفاق ظاہر کیا کہ بحری تار برقی کا نرخ ہندوستان مین نامناسب طور سے گران ہے مگر انہون نے اس رائے کو ناپسند کیا کہ تاجر ٹکس دینے والون کے مصارف سے تار برقی بھیج سکین اور وہ اس بات کے خلاف تھے کہ کوئی عام قاعدہ سرکاری تار برقیون کا جاری ہو لیکن وعدہ کیا کہ مین آمد و رفت تار برقی کے بارہ مین تحقیقات کرونگا اور ڈیپوٹیشن کی تجویزون پر بھی غور کرونگا

کیپ ٹون کی شاخ افریکینڈر گروہ نے جدید تجویز ٹرانسوال کو پسند کیا ہے اور تجویز کیا ہے کہ جوڈیشیل کمیٹی بکار تمام جھگڑون کا فیصلہ مابین گریٹ برٹن اور ٹرانسوال کے کرین جو معاہدہ کے بارہ مین ہو

ٹرانسوال کا جلسہ والکسراڈ اب دربارہ جدید قانون آزادی کے مباحثہ کر رہا ہے جس کا ابتدائی حصہ پاس ہو گیا ہے۔

اخبار ٹائمس نے دربارہ بحری تار کے نرخ کے ایک آرٹیکل تحریر کیا ہے اور دعوے کرتا ہے کہ مصر اور ہندوستان تو ارزان نرخ سے تار برقیان بھیجی جاسکتی ہین۔

۱۱ جولائی بمبئی۔ آج کے وبا کے نقشون سے معلوم ہوا کہ آٹھ جدید مبتلا ہوئے بارہ مرے۔

۸ جولائی۔ لکھنؤ۔ ششماہی گزشتہ مین آمدنی اودھ روہیلکھنڈ ریلوے مین اس وجہ سے کمی ہو گئی تھی کہ وہ مرتبہ ہوئے وہین آمد و رفت مال کی رک گئی تھی لہذا گورنمنٹ انڈیا نے سیکرٹری آف اسٹیٹ انڈیا پارلیمنٹ کو حکم دیا ہے کہ وہ بطور سرحاجے کے ایک لاکھ روپیہ اودھ روہیلکھنڈ ریلوے کو دے۔

۱۴ جولائی۔ شملہ۔ حال مین وزیرستان مین سخت بارش ہوئی۔ دیر چترال کے راستہ پر کئی پل بہہ گئے۔ نیاگ دریا نامے دریا کا پل بالکل ٹوٹ گیا۔

۳۰ جون کو دو آدمی دیر کی فوج کے زیارت کو ڈاک پہونچا کر واپس آرہے تھے ان پر شیرین کے قریب حملہ ہوا جو زیارت اور شواری گھاٹی سے نصف راستہ پر ہے یہ حملہ ایک گروہ مسلح لوگون نے کیا تھا دونون سپاہی زخمی ہوئے اور ان کی رائفل بندوقین چھین لے گئے جو چترالی سپاہی زیارت مین تھے انہون نے غفر شتگر جو ہے ان کا تعاقب کیا لیکن کسی کا پتہ نہ لگا۔

نظام حیدر آباد کی سالگرہ کے لیے بہت بڑی تیاری ہو رہی ہے جو ماہ آیندہ مین ہوگی۔ دیسی مہاجنون نے وعدہ کیا ہے کہ ہم دو لاکھ روپیہ سے زیادہ چندہ دینگے تاکہ ایک یادگار ہال تیار ہو۔

۱۳ جولائی۔ کراچی۔ دو شخص مبتلائے وبا ہوئے اور دو مرے۔

۱۳ جولائی - لندن - ہوس آف کامنس مین یہ گفتگو پیش آئی ہے کہ کنیڈا کی فوج جنوبی افریقہ کی ملازمت کے لیے دی جاسے - سر الفرڈ لاریر وزیر اعظم نے کہا کہ مین اُمید کرتا ہون کہ ٹرانسوال بغیر جنگ کے کہنا مان لیگا

اُمراؤ جان - ادا -

یہ ایک نئے رنگ ڈھنگ کا ناول ہے جو ایک تعلیق خواندہ شاہی بازار کی زبانی مین لکھا گیا ہے - اسنے اپنی سوانح عمری جس مین کوئی پہلو زندگی کا نہین چھوتا ہے مؤثر اور معقول طریقے سے بیان کیے ہین مصنفہ مرزا رسوا جنکی لیاقت علمی اور بلیستی ذاتی - سلاست زبان - لطافت بیان کا سکہ بیٹھا ہوا ہے - قیمت ۱۲/ تاجران کی طویل فہرست طلب کرنے پر بھیجی جاے گی -

المشتہر - صادق حسین تاجر کتب دریابادی لکھنؤ امین آباد

تندرستی ہزار نعمت

نہایت جستجو اور تلاش کے بعد یہ نسخے بہم پہنچائے حاصل ہوئے ہین جو پورے تجربے کے بعد پبلک کے فائدے کے لیے شایع کیے جاتے ہین -

معجون حیات - تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ کل بیماریون کے پیدا ہونیکا باعث عصبی ضعف اور فساد خون اور ضعف معدہ ہے - یہ معجون انکے لیے اکسیر ہے اس کے استعمال کرنے سے علاوہ صحت اندرونی اعضا کی بیماریون کے رفع ہونے کے آئندہ انکو تندرست رکھتی ہے ذیل کی بیماریون کے رفع کرنے کیلیے تیر بہدف ہے درد دماغ - بدہضمی - دردی دل - پیشاب کی کثرت - سرعت - دورسرلازمی - شروع تپ دق بچپن کی غلط کاریون یا جوانی کی بے اعتدالیون سے جو بالکل بیکار اور سست ہو چکے ہون انکے لیے تو یہ معجون حیات اکسیر سے بڑھکر ہے قیمت فی پیکٹ جو ایک ماہ کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ عہ -

حبوب اکسیر - دائمی قبض ضعف معدہ و دل - تاپ تلی درد گردہ - قولنج - درد سر وجع مفاصل کی بیماریون مین شرطیہ آرام ہوتا ہے - ہر روزہ یا باری کے تپ کے لیے مثل کونین مفید ہین رات کو دو گولی کہانے سے صبح دو دست بافراغت آجاتے ہین - قیمت فی پیکٹ جو عرصہ کے لیے کافی ہے مبلغ ڈیڑھ روپیہ عہ محصول ہر ایک ادویہ ذمہ خریدار بوجہ عدم گنجایش چند صاحبان کے نام نامی معہ پتہ درج ذیل کیے جاتے ہین جنہون نے بعد تجربہ ادویہ مذکورہ کے مفید بلکہ اکسیر ہونے کی بابت تصدیق فرمائی ہے

جناب ڈاکٹر ... شادی صاحب خان بہادر سول سرجن ... شفاخانہ لدھیانہ -

جناب ڈاکٹر دیپ سنگھ صاحب ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن میو ہسپتال لاہور

جناب ایل این گھوس صاحب بیرسٹر ایٹ لا ایڈوکیٹ ہائیکورٹ کلکتہ -

جناب ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب معل اسٹریٹ رنگون برہما -

جناب شادی رام صاحب ہیڈ ٹیچر ... کالج لاہور -

جناب لالہ رام ... صاحب میونسپل کمشنر بٹالہ

جناب سردار دیال سنگھ صاحب مجیٹھہ مالک اخبار ٹریبیون لاہور -

جناب پی او برلینڈ - مالک نارتھ ویسٹرن ہوٹل لاہور -

المشتہر

پروفیسر میا سنگھ ایجوکیشنل ہال کا رخانہ ... کا نسرہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

LITTLE'S ORIENTAL BALM

وجع مفاصل پنج سالہ کا علاج

ایک شخص جس کا نام ذیل مین درج ہے لکھتا ہے کہ مین درد شدید مین مبتلا رہا - اور تمام رات تارے گنتے گزری - کوئی علاج کارگر نہوا - بجز لٹل صاحب کے ایک شیشہ اورینٹل بام کے -

کنا ٹ سکویر لنڈن مورخہ ۲ - جون ۱۸۹۵ء

"مین پانچ سال تک اس خوفناک مرض مین مبتلا تھا جو وجع مفاصل کے نام سے مشہور ہے ہر ایک ڈاکٹر سے رجوع لایا اور ہر قسم کا علاج کیا اور ایک عمدہ اور بڑے درجے کے شفاخانے کو اپنے علاج کے واسطے گیا لیکن کچھ نتیجہ نہوا آخر ش صحت کی اُمید منقطع ہو گئی خانہ نشین ہو گیا ہر شب بیقرار اور بیدار رہتا تھا تمام مفاصل مین سخت درد تھا

لٹل صاحب کے اورینٹل بام کی بڑی تعریف سُنی تھی اسلیے اس دوا کا ایک شیشہ خرید کرنے پر مستعد ہوا اور تین بار اس روغن کی مفاصل پر مالش کی اس سے درد اور تشنج دفع ہونے لگا - کامل ایک شیشہ دوا خرچ ہونی اس کے ساتھ درد بھی جاتا رہا اور مین تندرست اور صحیح و سالم ہو گیا - اب مین یہ اُمید کرتا ہون کہ ہر ایک پیر و جوان جو وجع مفاصل کی علت مین مبتلا ہو دوسرے ناقص اور بے اثر علاجون کو ترک کرکے لٹل صاحب کے اورینٹل بام کا جو نادر علاج ہے استعمال کرے گا وجع مفاصل کے واسطے اسکے سوا اور کوئی عمدہ اور سریع الاثر علاج نہین ہے"

ایما یہ دوا ہر ایک دواخانے مین فروخت ہوتی ہے قیمت فی شیشہ ایک روپیہ

ایجنٹ مسٹر سیکالسن کمپنی لکھنؤ

ضروری اشتہار

چونکہ مسٹر بیچم مالک کارخانہ جوب بیچم کو معلوم ہوا ہی کہ چند دھوکے باز دکانداروں نے خریداران جوب بیچم کو ۴ر اور ۸ر والے بکسونکی قیمت مین (جو حال مین جاری ہوئے ہین) دھوکا دینا شروع کیا ہے اسواسطے خریدارون سے التماس ہے کہ وہ غور سے دیکھین کہ ہر بکس پر انگریزی مین چار آنہ۔ آٹھ آنہ یا ساڑھے نو پنس۔ بارہ آنہ یا ایک شلنگ ڈیڑھ پنس اور ڈور وپیہ یا دو شلنگ ۹ پنس چھپا ہوا ہے۔

۴ر اور ۸ر اور ۱۲ر کے بکس قریب قریب ایکسان قد کے ہین مگر گولیون کی مقدار مین فرق ہے۔ دھوکے باز دوکاندار علامت قیمت مٹا کر ۴ر والے کو ۸ر والا اور ۸ر والے کو ۱۲ر والا بناکر فروخت کرتے ہین۔

اگر بیچم صاحب کی گولیون کے ملنے مین دقت واقع ہو تو نمونے کا ایک بکس یا دو بکس قیمت مقررہ پر علاوہ محصول ڈاک کے۔

ہندوستان۔ برما۔ اور لنکا کے تھوک فروش ایجنٹ

جے اتھرٹن اینڈ کمپنی نمبر ۲ نیو چائنا بازار کلکتہ

سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

مولینا شہباز کے نورانی خیالات

ننھے بچوں کے دانت کیوں نہیں ہوتے؟

(یہ اُس نظم کا دوسرا حصہ ہے جو ننھی منی شاعری کے عنوان سے دو ڈھائی برس ہوئے اودھ پنچ میں چھپی تھی جس میں ایک معصوم لڑکی نے اپنے ننھے بھائی کے مُنہ میں دانت نہ دیکھ کر بھولے پن سے خدا کے پاس عرضی لکھی تھی۔)

پاس خدا کے اوس بچی کا
لے کے فرشتہ جب خط پہونچا
موہ لیا دل طرز ادا نے
ہنس دیا خط کو پڑھ کے خدا نے
خامۂ قدرت ہاتھ میں لیکر
لکھی شرح یہ اوس عرضی پر
اے معصوم۔ اے پیاری بچی
دیکھ کے تیری نیت سچی
چاہتی ہے یوں میری مرضی
ہو منظور یہ تیری عرضی
لیکن یاد رہے یہ تجھ کو
یاد تھا دانت بنانا مجھ کو
پر اس میں اک بھید ہے گہرا
وقت ہے یاں ہر کام کا ٹھہرا
وقت کا ہے یہ رستہ تکتا
وقت سے پہلے ہو نہیں سکتا
وقت سے پہلے کام اگر ہو
درہم برہم ہو ابتر ہو
سچ ہے مُنہ میں دانت نہیں ہے
دانت کے قابل آنت نہیں ہے
دانت ابھی گر اُس کے بنا دوں
کیونکر روٹی گوشت کھلا دوں
ایسی غذا تو پچ نہیں سکتی
جان بچے کی بچ نہیں سکتی
روٹی گوشت سے پُر جو دہن ہو
سُوت سی انتڑیوں کو الجھن ہو
دانت لگیں گر چکنے دھسنے
پیٹ لگے بن پانووں چلنے
انتڑیوں کو آفت میں ڈالے
پیٹ سے معدہ پانوں نکالے
بچے نے مُنہ بن دانت کا کھولا
مُنہ نظر آیا بھولا بھولا
بالا ہے بن دانت کا بوڑھا
ہنستا ہے موتی پہ سوڑھا
دل کی صدف میں بس نہیں سکتے
یوں موتی بھی ہنس نہیں سکتے
کیوں یوں خوش ہے بچہ؟ بولو
ناخن سے یہ عقدہ کھولو
خوش ہے وہ اپنی حالت پر
شکر کے شربت سے ہو زبان تر
کام زبان ہے دودھ سے رکھتی
شربت کی ہے لذت چکھتی
عیش بدن میں پچ جاتا ہے
جو پیتا ہے پچ جاتا ہے
پینے لگا جب دودھ چٹورا
مُنہ سے لگا کوثر کا کٹورا
کس خوبی سے چھلک جاتا ہے
پی کر بچہ چھلک جاتا ہے
شکر کی سیرین دکھلاتی ہیں
مُنہ کر آنکھیں کھل جاتی ہیں
بھوک گھڑی بھر ٹل جاتی ہے
سیری نکہا جہل جاتی ہے
فکر سے فارغ ہو جاتا ہے
چھاتی سے لگ کر سو جاتا ہے
مُنہ پہ تبسم اک خوبی سے
آنکھیں بند خوش اسلوبی سے
نیند یہاں بیدار ہے بیٹھی
غفلت واں ہشیار ہے بیٹھی
مُنہ میں پُری مصری کی ڈلیاں
بند آنکھیں نرگس کی کلیاں
نور ہے پھیلا تن کے محل میں
شمع ہے روشن دل کی لگن میں
ہیں وہ رگیں امرت کی نہریں
سانسیں آب بقا کی لہریں

ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست بزرگان فریاد

واللہ سخت مشکل ہے جس قدر ملوک

قرضخواہونکو مژدہ

جائداد زمینداری پر جو کسی حصہ ملک میں واقع ہو بشرح فیصدی ۶ روپیہ قرضہ دیا جاتا ہے خط کتابت بذریعہ اس اخبار کے بابو ٹی پی چٹرجی اجنٹ بہ نشان نمبر ۴۳ مُکتا رام بابو اسٹریٹ کلکتہ کرنی چاہیئے

ضروری گزارش

اودھ پنچ اپنے عالی ہمت معاونین کی خوش معاملگی کا نہایت ممنون ہے کہ اُسکو شل دیگر ہمعصرونکے تقاضے کی ضرورت نہین پڑتی۔ مگر فی الحال بعض حضرات کہ توجہ فرمانا و ہند کے نام سے رجسٹر گندہ نظر آتا ہے بارہا یاد دہانی بذریعہ خطوط کی گئی مگر وہ حضرات سرمہ در گلو رہے۔ لہذا تمام باقیدارون کی خدمت مین عرض ہے کہ ہر ایک صاحب اپنے تئین مخاطب تصور فرما کر ادائے بقایا کی جانب توجہ فرمائین۔

الملتمس منیجر اودھ پنچ

اپنی قوم کو محنت جانفشانی۔ ترغیب تحریص سے درست کرتے جاتے ہین اُسی قدر ہمارے دقیانوسی بڈھے بگاڑنے کے درپے ہین۔ وہی بوسیدہ باتین سٹھیاپے کے خیالات۔ بیار ہین۔ مر رہے ہین اور حکم ہے کہ مزارون پر سرتی ٹیکا کرو۔ حاکم کے پاس جانا ہے۔ حکم ہے خلاف پیر کا عرس مان دو وہی بیڑا پار کر دینگے اُن مین بڑی طاقت ہے۔ ایک وقت اللہ کا کہا (معاذ اللہ) ٹل جاوے مگر اُن کا کہا نہین ٹل سکتا۔ سُنا نہین

مردان خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

کوئی یہ نہین کہتا کہ کار آمد علوم اور موجودہ قابل قدر فنون مین مستعدی سے مشغول رہو۔ علم حاصل کرکے عزت حاصل کرو۔ کیا خاک پھانکتا ہے ٹانگ برابر کا لونڈا اور ہمکو نصیحت کرنے بیٹھا ہے نامعقول۔ ہم دُنیاوی عزت کی کب پروا کرتے ہین اُس کے نزدیک البتہ عزت ہے جو دُنیا جہان کا مالک ہے۔

دنیا اگر دہند نہ خیزم ز جائے خویش
من بستہ ام حنائے قناعت بپائے خویش

جی تو وہان سکے لیے بھی مُنہ دھو رکھیے۔ الحمد میان بھی بڈھون کی صورت سے بیزار ہین۔

یہ سننا تھا کہ باوجود مولویت و ضعف پیری غصہ آ ہی گیا۔ قریب تھا کہ جریب لے کے برس پڑین مگر جان بچان کے مریدون کے غول مین چھپ رہے۔ اب کچھ کہنا سُننا بیکار ہے پنچ کا بند یہ ہے کہ اس سال پنچ بہادر نے جو ہمیشہ سے ایسی باتون کے مخالف تھے۔ مردہ اخبارون کی روح تازہ کرنے کے واسطے اس بری برسات مین تقریب عرس قرار دی اور خود بدولت سجادہ نشین داڑھی پھٹکا کے بیٹھ گئے۔ اسکے واسطے کارکنان عالم بالا مقرر کر دیے گئے کہ انتظام مناسب کر دین۔ چنانچہ حکم ملا کہ چند روز قبل سے چھڑکاؤ کرکے زمین کو ایسا بنا دین جس مین قدم بھر چلنا دوبھر ہو۔ راہ چلنے مین کیچڑ کے چھپکے مُنہ کو آوین۔ سر راہگیر پر حسین آباد کے خاکی وردی کے تلنگے یا جب جبلپے ماہی گیر کا گمان ہو۔ اسکے بعد حضرت عزرائیل کو حکم ملا کہ جس طرح پیارے بھولے بابے برگزیدہ خود مطلب خودغرض بندونکی روح کو عالم فانی سے لائے ہو اسی طرح پنچ بہادر کی خانقاہ مین بغرض شرکت عرس تعمیل آؤ۔ ان احکامات کی تعمیل ہو جانے پر فرش فروش بچھایا گیا۔ روشنی ہوئی۔ اب بجوؤن کی جنکا دوسرا نام میرائی ہے اور جو سے رہتے ہین اسی فکر مین ہر لحظہ و ہر دم

ہو آج کدھر عرس کی شب فکر کہان ہو
تحقیق ہوا عرس تو کر داڑھی مین کنگھی
سر خیل بجھیونکا گئے عرس جہان ہے

برساتی کیڑے مکوڑون کی طرح سے بمبھولی اور تھوڑی ہی دیر مین چو طرفہ سے یہی آوازین آنے لگین۔ خدا سلامت رکھے آلے آلے (اعلے اعلے) مراتب رہین۔ اس کے بعد تماشائیون عقیدت مندون۔ نیازکیشون۔ چیلے چاپڑون دُھنیے جُلاہون کی رسد جاری ہوئی اس قدر خلقت اُمنڈ آئی کہ صحن خانقاہ کھچا کھچ جس طرح کبڑیے کی کوٹھری مین ٹھسا ٹھس آلو بھرے ہوتے ہین بھر گیا۔

اس کے بعد جناب زناٹے سے گانا شروع ہو گیا اور سے

ڈھولک جو لگی بجنے وہان سبکو ہوا وجد
کوئی روتا ہوا اچھلتا ہو کوئی نعرہ زنان ہے

دو ہی چار شعر پنچ بہادر نے سنے تھے کہ عالم وجد مین ایکبارگی گلا پھاڑکے چلّا اوٹھے۔ سہ

غنا کو جو بُرا کہتے ہین اُنسے ہم یہ کہتے ہین
مزہ ملیا سے تو پوچھین بہرانسے کیا بُرائی ہے

اس شعر کا مُنہ سے نکلنا تھا کہ حاضرین کے دل مین ایک جوش پیدا ہو گیا۔ سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ٹلّے اوپر تلی نفسی کی پڑ گئی۔ جن ہاتھون اور جیبون مین روپیہ تھے وہ تو کیسہ مفلس کی طرح خالی ہو گئے۔ اور خالی تو کل بجد اپنا تھے روپیہ سے بھر گئے۔ اس کے بعد میان قوال نے جیسے ہی یہ شعر طنبورہ کے کان ناک بند کے گایا سے

آہسے آہستہ۔ ای زاہد ظاہر بین از عشق چہ میپرسی
آہ بان آن۔ او دین من دریکو چون بو گلاب اندر

یہ شعر سُنتے ہی کٹاؤ ہو گئے۔ بہت سے لوگون کے دل بھر آئے۔ اور آپس مین جو تالا بجانے۔ اُنگلیے پھاندنے۔ حال سے بیحال ہونے لگے اس وقت ان لوگون کو دیکھ کر تماشائیون کی یہ حالت تھی۔ سہ

گرتال سے پڑتا تھا قدم تو سبھی ہنس ہنس
کہتے تھے کہ یہ حال ہو یا رقص زنان ہے

اس طوفان بے تمیزی ہی مین پنچ بہادر کو جوش آیا اور گھن گرج آواز سے ڈپٹ کر للکار اُٹھے۔ سہ

خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر ہم یہ کہتے ہین
کسی مین ہی نہین وہ بات جو گانے مین پائی ہے

سُنتے ہی حاضرین کو تاب نہ رہی۔ لپک لپک کے پنچ بہادر کے ہاتھ چومنا اور روپیہ نچھاور کرنا شروع کر دیا۔ اسی چوما چاٹی

انگلینڈ اور ٹرانسوال

لاجواب سوال جواب

نواب - نیا چاند ہرماہ نکلتا ہے پرانا کہان جاتا ہے؟

رئیس - انگریزی دیا سلائیان بنانے کے کام آتا ہے -

نواب - سنہ ہرسال بدلتا ہے پھر اسکے سال کہان جاتے ہین -

رئیس - سنہ گزشتہ کی ربڑ بنتی ہے جو بوٹ مین لگتی ہے -

نواب - پالسی پاس والون کی باقی عمر کہان جاتی ہے -

رئیس - حضرت حاکم وقت کی عمر مین شامل ہوتی ہے -

نواب - گرجنا اور چمکنا کیا چیز ہے -

رئیس - یہ لیلی مجنون کا بیاہ ہے -

نواب - کیا لیلی مجنون کا بیاہ برسات مین بار بار ہوتا ہے ؟

رئیس - نہین کبھی یوسف زلیخا کا کبھی حور دون کا -

نواب - تسبیح کیا چیز ہے ؟

رئیس - یہ نماز کا لیسنس ہے -

نواب - جن - پری - اور شیطان کون ہین -

رئیس - جن فرنگی ہین - پری میم صاحبہ ہین - اور شیطان لا مذہب ہین -

رقم سید - محمد - ن - ا -

مھانیڈن یا مھامیڈن کالج

مولوی - (مسٹر سے) کیون جناب یہ "محایڈن کالج" کیا بلا ہے -

مسٹر - افسوس آپ بھی کہین گے کہ ہم مسلمان ہین -

مولوی - (سخت متحیر اور برہم ہوکر) اسکے کیا معنے -

مسٹر - قبلہ یہ اہل اسلام کا قومی مدرسہ ہے جس پر تمام مسلمانون کو فخر ہے - اور آپ کو اب تک اس سے اس قدر اجنبیت کہ نام کے معنی نہین معلوم -

مولوی - مین کیا کوئی مسلمان جو انگریزی نہین پڑھا ہے اسکے معنے نہ سمجھے گا آخر دونون کلمون کے معنی کیا ہین -

مسٹر - محامڈن مین نون نسبتی ہے اور اسکے قبل پیغمبر اسلام کا نام ہے اور کالج مدرسہ کو کہتے ہین -

مولوی - یہ کہیے تو اس سے مراد "مدرسہ محمدی" ہے - خوب - یہ مدرسہ کس شہر مین قائم ہے -

مسٹر - علی گڑھ مین -

مولوی - ارے وہ نیچریون کا مدرسہ تو نہین - لا الہ الا اللہ - اس کا حال مین خوب جانتا ہون -

مسٹر - جی ہان وہ نیچریون کا مدرسہ ہے لیکن فقیرون کا مدرسہ نہین ہے -

مولوی - الفقر فخری - مین اسکو برا نہ مانون گا - اسلام فقیری کی حالت مین ظہور پذیر ہوا - فقر مین ہی اسکی ترقی ہوئی اسلام کے لیے ایمان کا ہونا ضروری ہے فقر اسکو کچھ نقصان نہین پہونچا سکتا بلکہ فقر سے خود آنحضرت نے پناہ مانگی ہے اور فکر معاش بوجہ حلال بہترین عبادت قرار دی گئی ہے -

مسٹر - اسی فقر پر فخر اور اسی سے پناہ بھی مانگنا - یہ دلیلین بس آپ ہی لوگون کو آتی ہین -

مولوی - آپ بھی کہینگے کہ ہم مسلمان ہین جو آج تک اس رمز کو نہ سمجھے - یہ باتین فقیرون ہی کے مدارس مین معلوم ہو سکتی ہین -

مسٹر - خیر جس وقت ہم بھی فقیر ہو جاینگے تو دریافت کر لین گے - ابھی سے کیا ضرورت ہے -

مولوی - انشاء اللہ تعالے اسوقت بتا دیا جائے گا اور اسی وقت آپ کی سمجھ مین بھی آئے گا - یہ اسی محایڈن کالج کی تعلیم کا اثر ہے -

مسٹر - جی ہان -

مولوی - آخر اس مدرسہ کو مدرسہ اسلامیہ کس اعتبار سے کہتے ہین -

مسٹر - یہان مسلمانون کو دینی دنیاوی دونون طرح کی تعلیم دیجاتی ہے - مسلمانون کا روپیہ لگا ہے - مسلمانون کا انتظام ہے مسلمانون کا نام ہے -

مولوی - دینی تعلیم کا حال تو مجکو خوب معلوم ہے - اور جو کارروائیان حال مین شائع ہوئی ہین انہین سے ظاہر ہے کہ مذہبی تعلیم پر ایک پیسہ صرف نہین ہوتا فارسی عربی پڑھانے کے جو مدرس مقرر ہین انکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ ہفتہ مین ایک مرتبہ ۴۵ منٹ مذہبی تعلیم دیتے ہین -

مسٹر - (دم بخود ہوکر) ہان بعض امور اصلاح طلب ہین -

مولوی - یہ نہین - صاف صاف کہہ دیجیے کہ کالج مین کوئی مذہبی تعلیم نہین ہوتی - اور پیسہ کے لیے جو انتظام ہے وہ [illegible] ہے -

مسٹر- بیشک یہی بات ہے۔

مولوی- مسلمانون کے انتظام کے کیا معنی پرنسپل اور پروفیسرون کو سب سیاہ و سفید کا اختیار حاصل ہے۔ کنجیان تک اُنھین کے پاس رہتی ہین۔ مولی کالجون اور اسکولون مین معلمان زبان مشرقی کے سوا دو ایک مسلمان ماسٹر بھی ہوتے ہین یہان وہ بات بھی نہین ہے۔

مسٹر- خاموش۔

مولوی- بس یہ مدرسہ مسلمانون کا مدرسہ صرف اس بات کے لیے کہ اُن کا روپیہ لگا ہے اور پرنسپل صاحب کے پروگرامون کی خانہ پُری کرنے کے لیے اور وصول کیا جائے گا۔ باقی رہا تماشہ تو ہر شخص گھر بیٹھ کر یہ تماشہ دیکھ سکتا ہے۔ رہی معمولی انگریزی تعلیم وہ ہر مدرسہ اور کالج مین حاصل ہو سکتی ہے۔

مسٹر- حضرت آپ تو خواہ مخواہ کے مولوی بنے ہین۔ انگریزی بھی جانتے ہین حالات زمانہ سے بھی واقف ہین۔

مولوی- یہ سب آپ کا حسن ظن ہے لیکن آپ مجھکو اس کا جواب دیجیے کہ کالج نے مسلمانون کو بجز اسکے کیا فائدہ پہونچایا کہ تمام سچے مسلمانون پر ثابت ہوگیا کہ سلطنت کے انتظام سے بھی اگر انگریزی پڑھائی جائے تو طلبا کے عقائد اور ایمان مین فساد آجائے گا اور مسلمانون کی نہ ظاہری شان اور نہ باطنی اخلاقی سیرت ان مین باقی رہے گی۔ مذہبی عبادات و اعمال کا کیا ذکر ہے۔

مسٹر- حضرت آپ کا کہنا سچ ہے اور مین آج سے توبہ کرتا ہون اور مجھکو امید ہے کہ آپ کی مہربانی سے چند روز مین میرے تمام خیالات واہیہ کی اصلاح ہو جائے گی۔ بیشک وہ مسلمان کیا جو اہل اسلام کے عقائد کا قائل اور اعمال کا عامل نہو۔ اور بے شک اس کالج نے مسلمانون مین بڑا تفرقہ ڈال دیا۔

مولوی- ایک دیوار آہنی حائل ہوگئی- ایک نئی سرحد قائم ہوگئی۔

مسٹر- بیشک۔ بیشک۔ بالکل درست ہے۔

مولوی- نواب علیگڈھ کے مدرسہ کو آج سے محمامیڈن کالج نہ کہیے محامیڈن کالج کہا کیجیے۔ ورنہ پرانے انگریزی تلفظ کے موافق محامیڈن کالج کہنا اور درست ہوگا کہ مسلمانون کا روپیہ بھی اس کالج کے ذریعہ سے خوب ہی [illegible] رہا ہے اور عقائد اسلامیہ بھی [illegible] رہے ہین۔

راقم- وہی طرار۔

لطائف

جنرل- (کامل فتح کے بعد ایک دوست سے) بھلا آج آپ نے سب سے بڑا کیا کام کیا

دوست- (فخر سے) ابھی مین نے بڑی بہادری دکھلائی- ایک دشمن کے سپاہی کے دونون پیر قلم کر ڈالے-

جنرل- ابھی سر کیون نہ کاٹ لیا-

دوست- سر تو کسی نے پہلے ہی کاٹ لیا تھا

دو گرسنہ مسافر نیویارک پہونچ کر کھانے کی تلاش مین اودھر اودھر گھوم رہے تھے کہ ایک تختہ پر انکی نظر آیا "ڈنر ۹ سے ۵ بجے تک ایک روپیہ" ایک (حیرت سے اپنے دوست کی طرف دیکھکر) ارے واہ- ایک روپیہ مین آٹھ گھنٹہ تک کھانا ہی کھایا کرو-

---

شوقین نوجوان مس سے "میری پیاری فارکس- مین تم پر سچے دل سے عاشق ہون- تم پر مرتی ہون"

متوسط درجے والا نوجوان درکاش تمہارے آخری الفاظ صحیح ہوتے کہ مین تمہاری فرمائشات سے تو بچتا"

سپاہی- کرنل صاحب مجھے رخصت فرلو چھ مہینہ کی عطا فرمائیے-

کرنل- تمہاری بیوی کا آج ایک خط آیا ہے کہ میرے خاوند کا تمام زمانہ فرلو مین کٹتا ہے۔ اسکو رخصت ہرگز نہ دیجاوے مین کبھی نہ دونگا-

سپاہی- جناب میری شادی ہی نہین ہوئی شاید آپ کی بیوی نے لکھا ہوگا-

---

ایک جنرل (اپنی فوج کا امتحان کرتے ہوئے اپنے ایک ماتحت سے) بھلا اگر تمکو معلوم ہو کہ تمپر سید۔ ان مین فوج کے پہونچتے ہی پس پشت سے دشمن نے حملہ کیا- سامنے توپخانہ سیدھی طرف رسالہ اور بائین طرف بڑا بھاری دریا ہے تو کیا حکم دو-

افسر- ہالٹ- ہتھیار زمین پر ڈالدو سجدہ مین گر پڑو۔ اللہ کو یاد کرو آخری کلمہ پڑھو-

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

مسٹر نانگر بیرون میڈیکل کالج کے پروفیسر مسٹر نامور ڈاکٹرون۔ عالیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ بورپین ڈاکٹرون نے معہ تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ بضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند واخت۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ مسٹر ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور دوایہ کے آنکھونکے مریضونپر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ عمری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر۔** پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ۔ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

اِن سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے۔ آنکہونسے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش۔ ہر قسم جسکو عموماً آنکہہ آنا کہتے ہین۔ جلن اور کمزوری نظر۔ ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور نیز پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی ضرر پہنچانیوالی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکہنا چاہیے اسلیے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلیے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے۔

راقم۔ ڈاکٹر ٹی۔ ایم۔ سالگلی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مینے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ آتمو دیوی بعمر ۵۴ سال سکنہ لاہور کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھونکی پلکون مین خورد خورد دانے پیدا ہو گئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سُرخ اور دُکھتی ہوئی تھین اُنہین کی کثرت سے سوا دیکھنا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تہا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تہی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکہی جاتی تہین صفائی سے نہین دیکھہ سکتی تہی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضونپر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تہین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم۔ ڈاکٹر برج لال گوسوامی رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکہنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر ڈنٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین۔ ایک کو بہی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنیک مین اسی مطلب کیلیے مارچ ۱۸۹۹ء مین جمع کیا گیا ہے۔

نوٹس

—— کلکتہ کے وکلا مسٹر رومیش چندر متر کی یادگار کے واسطے جمع کر رہے ہین

—— سہرودی کے قریب سیت والے اسٹیشن پر مال گاڑی غلط پٹری پر جانے سے مٹی کے تودے سے ٹکر گئی۔

—— مقام چھیان ضلع لاہور مین ایک عورت چپ کے اپنے شوہر کی ہلتی لاش کے ساتھہ ستی ہوگئی۔

—— گورنمنٹ ہند نے خان قدرت [illegible] والا وقت کی [illegible]۔ تاکہ ایران سے [illegible] کا جدید راستہ محفوظ رہے۔

—— [illegible] کا ابھی [illegible] مین انتقال ہوا [illegible] تھے پچاس [illegible] آنکہ [illegible] پاس [illegible] تھے [illegible] گورنمنٹ [illegible] بھی آسکے [illegible] اور ہندوستانی [illegible] انگریزون کا کیا پوچھنا وہ تو آیا [illegible] کرتے تھے۔

—— [illegible] بھی رہتے ہین۔ یہان دھوبی اور خاکروب [illegible] ایک عورت سے کئی آدمی شادی کرتے ہین۔ شاید یہ تمدنی حکمت ہو کہ وہان بہت سے خاندان نہین بسر رسکتے۔

—— لوگ اس امر کے شاکی ہین کہ اگرچہ کثرت کے ساتھہ طلبہ امتحان بیرسٹری پاس کرکے آتے ہین مگر یہان آکے پیشے مین کامیاب نہین ہوتے۔ یہ شکایت بجا ہے۔ اسکی اصل یہ ہے کہ اس زمانے مین اکثر ایسے ہی لوگ بیرسٹر ہوکر آتے کہ اگر وہ ہندوستان مین رہتے تو عمر بھر شاید نالائق اور گاؤدی رہتے بس تکو سمجھنا چاہیے کہ صورتاً عقلمند ہو آئے یہی غنیمت ہے۔

—— مغربی شمالی اور اودھ مین قانون لگان کے جدید مسودے نے ایک قسم کی ہلچل ڈال دی ہے۔ اودھ ایک تو کورٹ آف وارڈس بل ہی پر مشوش تھا اور اب یہ یک نہ شد دو شد کا معاملہ ہوا۔ جو تسلی اور تشفی نہ از حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نے سیرٹھہ علیگڈھ وغیرہ مین زمینداروں کو دی اُس سے زمینداروں کو بہت کچھ اطمینان ہوگیا ہے اور کیا عجب ہے اودھ کے قانون بیدخلی کی طرح ان تلخ گولیون کو بھی حلق سے نیچے اُتار جائین۔ مگر ایسے قوانین پر نظر کرتے ہوئے (جو مالکان اراضی اور اسامی کے تعلقات پر اثر ڈالنے والے ہین ممکن نہین اس بات پر خیال نہ رجوع ہو کہ جب تک بندوبست ہی مالہ کے دستور مین ترمیم نہ ہوگی تب تک رعیت کی حالت درست نہین ہوسکتی۔ کیونکہ جو دباؤ بندوبست زمینداروں پر ڈالتا ہے اُسی کا اثر اسامی تک پہونچتا ہے۔

—— زار روس نے شہزادہ لوئی نپولین کی سالگرہ کی تبریک مین ایسا کچھ پیام بھیجا ہے کہ لوگون مین اُس کا چرچا ہو رہا ہے۔

—— بلیس محسودی اس شبہے پر دانو گرفتار ہوئے ہین کہ یہ بھی اُس مجمع مین شریک تھے جو مسٹر ڈائسن پر حال مین ہوا تھا۔

—— ٹرانسوال کا اُلجھاؤ کچہ سلجھتا معلوم ہوتا ہے۔ اُسکو جھک مار کے انگلستان کا کہنا ماننا پڑے گا۔ ایک خبر مشہور ہوئی تھی کہ پریسیڈنٹ کروگر عہدے سے مستعفی ہو گئے۔ مگر غلط نکلی۔ عہدے سے آخر مگر ضد سے مستعفی ہونا ہی پڑیگا۔

—— قانون سے کوئی بچ نہین سکتا۔ ابھی کل آگرے والے ڈاکٹر وزیر الدین صاحب نے سالگرہ ملکہ معظمہ اور اپنے بیٹے منشی عبدالکریم منشی حضور ممدوحہ کے جدید خطاب کی خوشی مین حکام کی دھوم دھامی دعوت کی تہی اور آج سُنتے ہین کہ بلا اجازت دیوار بنانے پر پچاس روپیہ جرمانہ ہوا اور آپ نے میونسپلٹی مین استعفا داخل کردیا۔

لوکل علیہ الرحمۃ

بارش کا تار ربر ہوگیا ٹوٹنے نہین آتا۔ مزارعین گھبرا رہے ہین۔ فصل کی خرابی کا اندیشہ برسات کے حشائش کی طرح بڑھتا جاتا ہے۔ پیر کو شب سے جو بارش کا تار لگا تو سارا دن چھاجون برسا کیا اور رات کو پانی کے ساتھہ ہوا بھی اس شدت سے چلی کہ شہر کے بیسیون مکان اور درخت گر گئے بعض لوگون کو زلزلے کا بھی شبہہ ہوا۔ مگر اس مین شک نہین ہوا اور پانی نے سازش کرکے اودھم تو خوب مچایا تھا۔

افسر بندوبست کا دفتر شکست ہو رہا ہے اور صاحب مہتمم کمشنری فیض آباد پر تشریف لیے جاتے ہین۔

حضور لفٹنٹ گورنر بہادر لکھنؤ مین رونق افروز ہین۔

سوامی ہنس روپ صاحب نے جمعہ اور ہفتہ کو بابو ایشری دیال صاحب وکیل کی کوٹھی پر سناتن دہرم سے متعلق دلچسپ لکچر دیے۔

خبرین

۲۰- جولائی۔ لندن۔ نٹال کی پارلیمنٹ نے متفقہ ... اسے سے ایک رزولیوشن پاس لیا جس مین شہنشاہی حکمت عملی کو پسند کیا ہے اور ... اسے وی ہے کہ جنوبی افریقہ کے یونیون کے اختیارات یکسان ہونا چاہیے۔

مسٹر چیمبرلین نے کہا کہ گورنمنٹ کو یقین کامل ہے کہ جب پریسیڈنٹ کروگر نے اُس اصول کو منظور کیا ہے جس کے بارہ مین گورنمنٹ نے کوشش کی تھی تو وہ تفصیل پر بھی غور کرنے کو تیار ہونگے اور اصل منشا مین ... کافی ... ہونے دین گے۔

۱۹- جولائی لاہور۔ ۱۰ ماہ حال کو ایک گروہ پچیس ڈاکوؤن نے کسا خانی بازار پشاور مین ایک برات پر حملہ کیا۔ اور ایک ہزار روپیہ کا مال لوٹ لے گئے سٹی مجسٹریٹ اور پولیس کے لوگ فوراً موقع پر پہونچ گئے اور کئی آدمیون کو گرفتار کیا۔

آج شام کو جبکہ مسٹر گوشن نے کوئی دھمکی انگلستان کے خلاف کسی غیر ملک کے پروگرام مین نہین انگلستان اس امر کا پابند ہے کہ اپنی قوت دو سلطنتون کے برابر قائم رکھے گروہ چاہتا ہے کہ بحری افسری کے بارہ مین شرطیہ ووٹ وورٹ سے اور امریکا اور جاپان اب بحری سلطنتین ہین اور مناسب ہے کہ ہم ان ملکون مین بحری اتاچی مقرر کرین۔

لفٹننٹ ہارنگٹن برٹش ایجنٹ ابیسینیا سے ایک گفتگو عدن مین ہوئی جس مین انہون نے کہا کہ کوئی مشکل وہان دربارہ سرحد سوڈان کے پیش نہین آئی ہے۔ نیگس سے ہمارا تعلق نہایت عمدہ ہے۔

۲۰- جولائی۔ لندن۔ ایک کامل جلسہ کانفرنس صلح مین دمدم کی گولی خارج کی گئی۔ گریٹ برٹن اور امریکہ کے ڈیلیگیٹون نے اس رزولیوشن سے مخالفت کی۔

جنتہ دمچ مین چھپن آدمی مبتلا وبا سے طاعون ہوئے اور انتیس مرے اب یہ وباری یونین تک پھیل گئی ہے۔

۲۰- جولائی۔ شملہ۔ کل صبح یا آ... وزیریون نے پولیٹکل افسر کے اسباب پر حملہ کیا اور اُسکے چپراسی کو مار ڈالا۔

اطلاع عام

بابت سڑک از کوئٹہ تا سیستان و مشہد

صاحب پولیٹکل اسسٹنٹ چاغائی ایران کے جدید راستے کی نسبت حسب ذیل اطلاع شائع کرتے ہین ہر خاص وعام کے لیے جو اس راستہ سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہین حسب ذیل اشتہار دیا جاتا ہے

(۱) آجکل اس راستہ ایران کو سامان لیجانا اور وہان سے منگانے مین کوئی تکلیف نہین ہوتی کیونکہ سارے راستہ مین حفاظت کا کافی سامان بہم پہونچایا گیا ہے۔

(۲) کوئٹہ اور مشہد کے درمیان سیستان کے آستے برابر ڈاک جاری ہے اور ڈاک کے محصول وغیرہ کا نرخ وہی ہے جو تمام ہندوستان مین انگریزی سرکاری ڈاکخانجات ایران کی حد تک ... ہین

(۳) نوشکی اور حد ایران کے درمیان سوائے تین منزلونکے ہر ایک منزل پر مسافرونکے آرام کی خاطر مسافرخانہ بنوائے گئے ہین جنمین مسافر بہ آرام سے قیام کرسکتے ہین۔

(۴) برٹش گورنمنٹ کیطرف سے سیستان مین ایک صاحب قنسیر مقرر ہوئے ہین جو مسافران سوداگران آئندہ و روندہ کو ہر طرح کی مدد دیتے ہین۔

(۵) آجکل گھوڑے۔ خچر۔ اونٹ۔ اور گدھے بغیر کسی تکلیف کے اس راستہ آ جا سکتے ہین چنانچہ گزشتہ اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ء مین تین بیاہ گھوڑے صحیح سلامت کوئٹہ مین آئے اور ایک سکو دو سالہ کچھا سیستان مین کرنل ... آیا

(۶) کھانیکی اشیاء آٹا۔ روغن زرد۔ گندم۔ گھاس۔ چاول تیل ... پارچہ وغیرہ وافی تعداد مین چند منزلون

تحفہ برشکال

ویسا کیوں ہے ٹھیرا ساقی
ویسے ویسے ٹھیرا ساقی
بادل آئے کالے کالے
جھومتے پی پیکر متوالے
پروا کیا ہے توبہ توڑے
توبہ ٹوٹے مے کیوں چھوڑے
پانی برسا بادل گرجے
میخواری کے اب ہوں چرچے
کوسوں تک ہے پانی ہی پانی
اب کے بارش ہے من مانی
کشتی ہو اب مے کی جاری
پیتے پیتے سب ہوں عاری
کیفِ مستی من سے خواہم
اکثا نہر دن سے خواہم
.... صاحب پیکر بہکے
اب تک تھے وہ اپنے خاصے
کیچڑ میں اب ہیں غلطیدہ
اُن پر ہے اک سگ شاشیدہ
پی ہے یاں تک تندی سونفی
بھٹی کی بھٹی شد خالی
ہمکو ترساتا ہے ساقی
ہم کو غم کھاتا ہے ساقی
دارو غم کی ہے یہ دارو
جس میں مہوے کی ہے خوشبو
اوٹھا ابر رحمت دیکھو
سبزہ اوس کی رنگت دیکھو
سبزہ خامے گل اندامے
آید آید برکف جامے
ریزو ریزو مے در جامے
ریزو جامے را در کامے
مرتے ہیں سب مے کے میکش
عاشق ہیں اس شے کے میکش
چھٹے پائیں پینے والے
جیتے پائیں جیتے والے
گوری گوری رنگت والے
پیاری پیاری صورت والے
جھولے پر بیٹھے ہیں گاتے
لمبے لمبے پینگ لگاتے
دھانی اودی ساری دیکھو
رنگت کیا ہے پیاری دیکھو
اُبھرا اُبھرا جوبن دیکھو
دیکھو روئے روشن دیکھو
آنکھیں ہیں کیسی متوالی
زلفیں ہیں کیا کالی کالی
چھب تختی انداز قرینہ
اوٹھا اوٹھا سا کچھ سینہ
گاتے ہیں بیر گاؤ ساون
بجتا ہے انگریزی ارگن
سب کچھ ہیں سامان مہیا
ایسے میں مے کا ہو چرچا
دختِ رز آغوش میں آئے
فرق ہمارے ہوش میں آئے
اُچھلیں کودیں ناچیں گائیں
میخانہ میں دھوم مچائیں
ہو حق سنگر زاہد بھاگیں
واعظ بھاگیں حاجی بھاگیں
میکش پبلک روڈ پہ آئیں
ماریں پیئیں شور مچائیں
قائم اُن پر پائی لا ہو
اچھا ہنگامہ برپا ہو
لطفِ مے خواری یہ پائیں
ہلکی پیئیں لاتیں کھائیں
مے خواری کی ایسی تیسی
پیئیں ... صاحب جسکی

راقم۔ از شاہ آباد ہردوئی

ترمیم ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی

اجی جناب اودھ پنچ صاحب۔ آپکو کورٹ آف وارڈس بل کی زار و نالی سے اگر فرصت ہو تو للہ ذرا ان ممالک مغربی و شمالی کی طرف بھی تھوڑی سی توجہ فرمائیے۔ واللہ یہی وقت امداد ہے۔ ابھی قحط کے مصائب سے نجات نہ ہوئی تھی۔ بندوبست کے ہر کون ست اطمینان نہ ہوا تھا کہ

اڑا دیئے ادھر ہم بیچارے کہاں ست گرا-
ابیان سرانٹنی نہ انل صاحب کے بیچ
مین تمہارا بال ہی بیکا نہ ہوگا کیون کو بہتے
جاتے ہو کسی سبب سے پر مقدمہ قائم ہو
کوئی منصف برخاست ہو۔ ڈپٹی کالکٹری یا
تحصیلداری جاتی نہ جائے یہ سب شدنی
ہے۔ ابھی شدنی نہیں بلکہ شد نا ست۔
مگر گروہ زمینداران کو ناراض کرنا مصلحت
وقت کے خلاف ہے۔ جناب مصلحت
تو کنارہ رہی وہان بڑا اسا بل نہین جناب
عود بلاؤ طیار بھی ہو گیا اور لاٹ صاحب
بہادر بہ ساتی دورہ مین اس کے متعلق
حالات رعایا بھی دریافت فرماتے
پھرتے ہین۔ بھلا زمینداروں مین ایسا
کوئی بھی مرد خدا ہے جو سوا ابھی حضور کے
اپنے دو دل کا اظہار کر سکے۔ ڈرتے
ڈرتے ڈرتے حضوری مین حاضر ہوا
ہون۔ شاید آپ ہی میری فریاد لاٹ صاحب
کے کانون تک پہونچا سکین بھلا یہ تو
اینجانب کی فہم ناقص و ذہن نارسا مین
آگیا کہ ایکٹ لگان کی ترمیم آپ کو ناپسند
ہین۔ مگر یہ ارشاد ہو کہ کن کن امور پر
ناراضی ہے۔ ابھی یہ نہ پوچھیے۔ ہاے
ہاے۔ تمرون موقوف مقبرہ [illegible]
سازند۔ مسمار سازند۔ مسمار سازند۔
پہلی سی بیدخلی موقوف زمینداران را
ناشاد سازند۔ ہمارے ضلع کے کاشتکار
ایک تو یونہیں شریر اور قانونی تھے۔
ناک مین دم کر رکھا تھا۔ اس قانون کے
پاس ہو جانے سے ان کے دماغ فلک الافلاک
پر پہونچ گئے۔ جب الٹ پھیر کے سب
کاشتکار و خیلکار کر دیے جائینگے
تو پھر ہم غریبوں کو کاشتکار کس شمار قطار
مین سمجھین گے سب سے بہتر تو یہی معلوم
ہوتا ہے کہ سرکار گروہ زمینداری کو

حرف غلط کی طرح مٹا دے۔ اور کاشتکار
اور گورنمنٹ آپس مین مل سمجھ کر لیا
کرین۔ ابھی کل کا ذکر ہے کہ نور چشم
کے ختنے کی تقریب اہل خانہ نے مطابق
شد آمد قدیم غلہ پہنچنے کو بھیجا سب کاشتکار
فرنٹ ہو گئے اور کہنے لگے کہ میان صاحب
ہم کاشتکار ہین بن چکے نہین۔ واللہ
اگر بس چلتا تو مردودون کو آٹے سے
زیادہ لونڈن سایدن پیس ڈالتا مگر
مجبوری ہے بیسی اپنا سا منہ لیکر رہ گیا
جب ابھی سے یہ حالت ہے تو آگے
چلکر کیا ہوگا۔ اور ایک نیا تماشا سنیے
کوئی کاشتکار اب سوا صورت ہاے
ذیل کے تبدیل نہ ہو سکیگا۔

(۱) باقیدار ہو ——— ثبوت مشکل
(۲) زمین خراب کرتا ہو ——— کیون کرے لگا
(۳) لگان مناسب نہ دیتا ہو ——— فیصلہ بدست دیگران
(۴) بدمعاش ہو ——— رضامندی پولیس مقدم

اخیر شرط بہت ہی اچھی رہی۔ اور سرکار تو
سرکار پولس کی اصلاح کرتی ہے اونکی
آمدنی روکنے کی تدبیرین سوچتی ہے۔
دوسری طرف انکی آمدنی کے دروازے
کھولتی ہے۔ تمام زمیندار تھانہ دارون
کی مٹھی گرم کرتے رہین گے۔ نہ کرین گے
تو کاشتکار بدمعاش کیونکر قرار دیئے
اور تبدیل کیونکر ہونگے۔ قبلہ و کعبہ بدمعاشون
کی اصلاح کے واسطے دفعہ ۱۱۰ ضابطہ
فوجداری کیا کم تھی۔ جو ایکٹ لگان مین
بھی ایک جدید شاخ بڑھا دی گئی۔ اگر یہ
ترمیم منظور ہو گئی تو بندہ کی پیشینگوئی
سن لیجیے۔ جتنے روپیہ والے زمیندار
اونکی کل رعایا بدمعاش اور جو غریب
اور مفلس زمیندار ہین اونکے کاشتکار
نیک معاش۔ رہے دوسرے شرائط
وہ بھی فضول ہین۔ قانون موجود ہین

ایسے نامہذبون کی تبدیلی کے لیئے قوانین
موجود ہین یہ تحصیل حاصل سے کیا فائدہ
اور سنیئے ہم غریبون کو اپنے کاشتکارون
سے لگان مقرر کرنے کا بھی اختیار نہ رہیگا
بھی واللہ کیا اندھیر ہے۔ زمین ہماری
کاشتکار ہمارے۔ لگان مقرر کرے
سرکار۔ اگر یہی اصول مان لیا جائے تو
بنیئے غلہ گران فروخت کرتے ہون۔ زیادہ
زیادہ منافع لیتے ہون سرکار وہان
قیمت مناسب طے کرنا اپنے ذمہ کیون
نہین لیتی۔ ابھی جناب اصلی بات تو یہ
ہے کہ ہمارے لاٹ صاحب بڑے
غریب نواز با مروت اور رحم دل عزیز حاکم
ہین۔ ایکٹ لگان اودھ مین ایک آنہ
فی روپیہ سے زیادہ لگان بڑھانے کی
ممانعت تعلقداران اودھ کو سخت
ناگوار ہے۔ جدید کورٹ آف وارڈس
بل سے بھی بعض بعض گھرون مین ہل
چل پڑی ہوئی ہے۔ رؤساے مغربی
شمالی اپنے پڑوسیون پر ہنستے تھے
اور مزے کرتے تھے۔ ہمارے خداوند نعمت
نے مساوات کے مسئلہ پر خیال فرما کر
یہان بھی ایسی کھلبلی چھوڑ دی کہ اب
سب کے اوسان خطا ہین۔ ابھی کچھ بھی
وجہ ہو ہمارے خداوندان صوبہ کو سوجھی
اچھی۔ چندے ملک مین چہل پہل تو
رہے گی۔ اخبارات کو مضمون نگاری
کا۔ انجمنون کو جلسہ بازی کا۔ مفسدین کو
فتنہ پردازی کا خوب موقع ملے گا نتیجہ
تو سب کو معلوم ہے۔ اگر کاشتکارون
کا اصلی فائدہ دیکھا جائے تو میرے نزدیک
کچھ نہین۔ جتنے قانون پاس ہوتے
جائینگے اسی قدر نفاق کو ترقی ہوتی
جائے گی۔ کاشتکار اور زمیندار دونون
برباد ہونگے۔ ہان فائدہ ہوگا وکلا۔

سر انٹنی مکڈانل کا زمانہ

اور رشوت خواری کی گت

تہانے دار اور رونیو اجنٹون کا۔
راقم۔ ساقط الملکیت۔

دُنیا کی دورنگی

دُنیا دو رنگی مکارہ سرا ہے
کہین ناچ کا تا کہین ہاہا ہے

بڑے بڑے کہیل بڑے بڑے تماشے۔ واہ واہ کیا کہنا عجیب و غریب سامان دیکہے اور دیکہتے ہین۔ لوگ کہتے ہین دُنیا کی دورنگی۔ مگر ہمارا قول ہے کہ دورنگی کیا معنے ترنگی۔ چورنگی۔ پچرنگی۔ ہفترنگی یہان تک کہ طبلہ سارنگی۔ جہاڑ مرورنگی۔ نیبو نارنگی۔ زنگی فرنگی۔ نیرنگی خوشرنگی۔ بدرنگی ملا کے لاکہون کرورون نیرنگیان ہین۔ اور صرف دو ٹیان سی آنکہین۔ کدہر دیکہیے۔ کہان دیکہیے۔ کیا دیکہیے۔ آدمی گہبرایا جاتا ہے۔ آنکہین چوندہیائی جاتی ہین۔ سچ ہے۔ انکہیان بڑی نعمت ہین۔ واہ حضت۔ جمعہ جمعہ آٹہہ دن کی پیدائیش۔ ابہی آپ نے دیکہا کیا ہے۔ یہ سنکر غصہ آگیا۔ لے آپ بہی کیا یاد کیجیے گا۔ ہزار تسبیح لے کے شمار کیجیے گنتی گنتا ہون۔ گلا صاف کر کے آخ تہو۔ سنئیے۔ نوابی دیکہی۔ تباہی دیکہی۔ خانہ خرابی دیکہی۔ راجہ دیکہے بابو دیکہے۔ ٹٹو دیکہے بابو دیکہے عرس دیکہا سالگرہ دیکہی۔ مکتب دیکہا بسم اللہ دیکہی۔ اجی اس بکواس سے غرض نیرنگیون کا ذکر کیجیے۔ جناب یہی نیرنگیان ہین۔ اسی مین جو لوگ پہنس جاتے ہین اُن کو نوح کا طوفان۔ جوانی کا جوش۔ جورو کا غصہ سب گرد معلوم ہوتا ہے۔ اسی کو سمجہ سمجہ کے شیخ سعدی کہہ گئے ہین۔

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختۂ برکنار

خیر باشد یہ ہے کیا۔ مجہے تو اتنی رنگیون مین سے ایک کا بہی وجود نہین معلوم ہوتا ہے۔ خاک نظر نہین آتا۔ واللہ سے مانتا ہون۔ ارے کوئی ہے ذرا اُس ٹہرے بہاری جنید ملا ٹے کو تو بلا لینا۔ آپ کا نام نیاز مندون مین لکہہ لے۔ خاک نظر نہین آتی۔ تو خیر۔ اور اگر اعتراض کی راہ سے کہتے ہو تو آنکہون مین مٹہی بہر خاک جہونک دون۔ پہر تینون تلوک دکہائی دین۔ ورنہ سہل ترکیب ہے کسی جگہہ کے پل پر سے نیچے پہاند پڑو پہر کٹورا سی آنکہین کہل جائین اور دکہائی دینے لگے۔ ساری دُنیا تو دورنگی کے طوفان مین پہنسی ہوئی ہے اور آپ کہی کہی ہنس رہے ہین۔ ارمان سچ کہو اس دورنگی مین کون پہنسا کون ڈوبا۔ یہ نہ پوچہو۔ عزت ڈوبی۔ دولت ڈوبی علم ڈوبا۔ شرع ڈوبی۔ رہے آدمی وہ کاغذ کی ناؤ آج بچے کل ڈوبے۔ جہوٹ ہے۔ واللہ جہوٹ ہے۔ مین کبہی نہ مانون گا۔ آپ نے تو میان کشمیری کے لونڈے میان حجتی کی خدا معلوم کیا کہائی ہے۔ جو خواہ مخواہ حجت کرتے ہین۔ آپ کو سارق الاحکامات شرع کے سربستہ مغز کی قسم اس مرقع کو دیکہیے آپ کیا بڑے بڑے مان جائین تو سنا ہے۔

پہلا صفحہ

یہ کون ہے؟ اجی یہ۔ ہان ہان یہی۔ اخاہ یہی تو طوفان دورنگی کے ناخدا ہین۔ محمد جی کو دودہ جھلکے اور رسید کرین۔ جلیے تحت الثرے کو۔ ذری برزخ دیکہیے گا۔ سر ہے یا بیراگی کا تونبا۔ جی نہین مسجد کا بدہنا اوندہا ہوا ہے۔ پیٹ ہے یا لوہار کی دہونکنی جبہ شریف واہ جی واہ۔ جیسے بنیون کے محلہ سے ہنیگ بیچے چلے آتے ہین ذرا جسم پر تو ہاتہہ رکہنا۔ لاسا لگا ہے لاسا۔ جو آیا چپک گیا۔ اب پہنسا ہوا یون پہڑک رہا ہے۔ جیسے تہیلے مین تیتر آخر کار ہاتہہ پر ہاتہہ رکہا چلیے۔ وہان مین بیڑا پار۔

دوسرا صفحہ

اجی یہ کیا؟ ارمان یہ یہ۔ ہان ہان یہی۔ اجی برات ہے۔ ارمان نہین۔ پہر اجی کسی کے یہان سے سانچق یا مانجہے کا جوڑا جاتا ہے۔ ٹہیک ہے۔ مگر یہ تو دیکہو پیچہے پیچہے کون ہے۔ اخاہ یہ تو ملائکہ مقربین ہین۔ توبہ کرو توبہ۔ ارمان پہر کون۔ اجی یہ عالم لوگون کے

نوکر ہین۔ آقا کے دُنیاوی ترک تعلقات اور پابندی شرع سے نوکرون تک کے چہرے نورانی ہین۔ ہان یہ تو دیکھو جوڑا کتنا سیدھا سادا سودا ہے اور اسپر ڈھول وماما ارگن باجا۔ ارمان یہ تو مولویت کے بالکل بالکل خلاف ہے۔ اجی تمکو معلوم نہین حلال کرلیا ہوگا۔ یا وحی آئی ہوگی۔ یا الہام ہوا ہوگا نہین تو کبھی ایسا نہ ہوگا۔ عالم ہین کہ باتین۔ واہ کہین اب وحی آتی ہے۔ اچھا اس سے کیا بحث چلو پوچھ آوین۔ اجی پوچھوگے کس سے۔ اجی اپنے یہان کے دار العلم و عمل فرنگی محل کے علما سے کہ باجا ڈھول دلہا کے ساتھ درست ہے یا نہین۔

تیسرا صفحہ

بہ مکتب شے رود

ارمان یہ ہاتھی ہے۔ جی ہان۔ اور یہ جلوس ہے۔ اہاہا وہ جھنڈی کتنی عمدہ ہے۔ اور ذرا خدا و رسول کی دیکھنے والی آنکھ سے دیکھو تو جھنڈی کے پیچھے کتنے آدمی کھڑے ہین۔ یہ تو میدان حشر معلوم ہوتا ہے۔ اور ہان یہ تو سنو دیکھو تو اُس بڑی ڈھول سے صراط المستقیم کی آواز آتی ہے۔ ارمان نہین نہین نہین سنو تو۔ غور کرو۔ دیکھو صراط المستقیم صراط المستقیم کی برابر صدا دے رہی ہے۔

ہان ہان جی ٹھیک کہتے ہو۔ وہ دیکھو صراط المستقیم کہا۔ اچھا آج سے ہم بھی کل کامون ارگن باجا ضرور بجواوینگے۔ اجی واہ ہمارے آپ کے یہان یہ آواز نہ نکلے گی۔ یہ تو بزرگان دین کا تصرف ہے جو آپ ایسا سن رہے ہین۔

چوتہا صفحہ

ارمان یہ گاتا کون ہے؟ کوئی ہوگا۔ ارمان سنو تو۔ دیکھو کتنی پیاری آواز ہے۔ ہان ہان جی یہ تو ڈومنیان ہین شاید اس گھر مین کچھ تقریب ہے جبھی جلسہ ہو رہا ہے۔ مگر میان سنو تو۔ بدوضع عورتون کے سامنے شریف عورتون کا سامنے آنا کیسا۔ یہ تو بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ ہان یار ٹھیک تو ہے۔ اچھا ان سب کو پکڑ کے فرنگی محل لے جاؤ۔ اور مولوی صاحب سے کہ کے گوشمالی دلاؤ۔

واہ۔ ع۔

کیا قیامت ہے کہ کہتے ہین وہ بالین پکڑ
دیکھیں ہم بھی کہ ترا دم ہے نکلتا کیونکر

راقم۔ م۔ ب۔ علیہ الرحمۃ

فلسفیانہ اوہام

زید۔ جس طرح انسان حرکت کرتا ہے اُسی طرح تپّا بھی حرکت کرتا ہے۔

بکر۔ آپ دیوانے ہوگئے ہین۔ انسان بالارادہ حرکت کرتا ہے۔ تپّا بلاارادہ حرکت کرتا ہے۔

زید۔ ارادہ سے آپ کا کیا مطلب ہے، اگر خالق عالم کا ارادہ مقصود ہے تو کیا تپّا بغیر اُسکے ارادہ کے حرکت کرتا ہے۔

بکر۔ میرا یہ مطلب ہے کہ انسان اپنے ارادے سے حرکت کرتا ہے اور تپّا اپنے ارادے سے حرکت نہین کرتا۔ وہ تو ایک بیجان چیز ہے۔

زید۔ انسان اپنے ارادے سے حرکت کرتا ہوتا تو مان کے پیٹ مین مہینون نہ پڑا رہتا۔

بکر۔ جب انسان مین ارادہ کی قوت آجاتی ہے تو وہ حرکت کرکے مان کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔

زید۔ اگر آپ اُس حرکت کو حرکت ارادی کہتے ہین تو بچہ کی اُس حرکت کو کیا کہیے گا جو اکثر حاملہ عورت کو محسوس ہوتی ہے۔

بکر۔ وہ ایک بے شعوری کی حرکت ہے تاہم ارادہ سے خالی نہین گو حرکت کرنیوالا اس ارادہ کا حس نہ رکھتا ہو جو فطرت نے اُس مین پیدا کیا۔

زید۔ تپّے مین بھی فطرت ارادہ پیدا کردیتی ہوگی۔ وہ بے شعوری سے حرکت کرتا ہوگا۔

بکر۔ جب تم بدیہی طور پر دیکھتے ہو کہ تپّا ہوا سے حرکت کرتا ہے تو پھر اس تقریر سے کیا فائدہ۔

زید۔ اسی طرح جب آپ بدیہی طور پر دیکھتے ہین کہ انسان کو ارادہ حرکت مین لاتا ہے تو پھر آپ انسان کی حرکت کو تپّے کی حرکت پر کیون ترجیح دیتے ہین۔

بکر۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ انسان اپنے ارادہ سے حرکت مین آتا ہے۔ یہی حرکت بالارادہ ہے۔

زید۔ مین نے تو فقط ارادہ کہا۔ اپنے کا لفظ آپ نے بڑھا دیا۔ مین کہتا ہون کہ تپّا بھی اپنی ہوا سے حرکت کرتا ہے۔

بکر۔ اپنی ہوا کیا معنے۔

زید۔ اپنا ارادہ کیا معنے۔

بکر۔ ارے صاحب انسان تو خود ارادہ کرتا ہے تپّا کیا خود ہوا کو پیدا کرتا ہے۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ بہر سہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم و دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سُرخی۔ ابتدا موتیابند واختہ۔ پانی جاتا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضونپر اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی ہی حاجت نہین رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہی مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عـہ۔ روپیہ۔ عمری سُرمہ فی تولہ ۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بنزلہ اکسیر ہے۔ آنکھونسے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش۔ تیرہ جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن ہو۔ کمزوری نظر۔ ناخنہ۔ باہر و اندر کی جھلی کا زخم اور نسے پیپ کا گرنا چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر چیز یا دوائی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے۔ مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سالگی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سُرمہ کی فائدہ بخشی کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہی مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتر دیوی عمر ۲۴ سال ساکنہ لاہور کیا ہی مریضہ مذکورہ کی آنکھونکی پلکون مین خورہ دخور و دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین مدت سے سُرخ اور دُکھتی ہوئی تھین اُنمین بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے ممیرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہی ان مریضونپر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہی اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر بریج لال گھوس رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریون سے بچنے کے لیے ممیرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر ویٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

نوٹس

—— طاعون کلکتہ مین کم ہوتے ہوتے جاتا ہی ہے مگر بمبئی اور پونا مین ابھی موجود ہے۔

—— ہائیکورٹ الہ آباد ۱۲۔ اگست ۱۸۹۹ء سے آخر اکتوبر ۱۸۹۹ء تک بند رہیگا۔

—— ۲۴ ماہ حال کو خبر لگی کہ ہتل مین چار کوس کے فاصلے پر حملے کے ارادے سے وزیری جمع ہین چنانچہ فوج سرکاری اُنکے تعاقب مین گئی۔ آویزش ہوئی اور اُنکو بھگا آئی۔ کوئی نقصان نہین ہوا

—— ۲۹ جولائی ۱۸۹۹ء کے اودھ اخبار مین جناب سید علی محمد شاد کے کچھ بند۔ صبح عاشور کے بیان مین شایع ہوئے ہین لطف سخن اوٹھانے والون کے واسطے پر لطف چیز ہے۔ سید صاحب کی زبان اور اون کا طرز بیان ایسے مضامین کے واسطے بہت ہی مناسب ہے۔

—— آگرے مین لالہ جنی لال ایک متمول شخص پر یہ مقدمہ دائر تھا کہ پلیس کو اوسکے فرض منصبی سے باز رکھا۔ پہلے گاڑی کا راستہ روکے تھے پھر جب بڑھنے کا حکم دیا تو حملہ کیا۔ صاحب مجسٹریٹ نے جنی لال اور اونکے بیٹون پر متعدد جرمانے کیے جنکی تعداد دو سو ہے۔ اسکا اپیل ہونے والا ہے۔

—— سلطنت انگلشیہ کے بحری کارخانون کو اس وجہ سے ترقی دیجائیگی کہ جہازون کے بیڑے مین ترقی ہوگئی ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ کا قصد ہے کہ ایک کارخانہ چیتھم مین۔ دو مالٹا مین ایک خلیج سمن مین اور ایک ہانگ کانگ مین بنایا جائیگا۔ اور برمودا مین ایک کارخانہ پانی مین تیرتا ہوا تعمیر ہوگا۔

—— صلح کی کانفرنس ختم ہوگئی اور سلاطین کے قائم مقامون نے تجاویز پیش شدہ پر منظوری کے دستخط بھی کردیے۔ مگر کہتے ہین برطانیہ اعظم۔ جرمنی۔ آسٹریا۔ چین۔ جاپان نے تامل کیا ہے۔ ان کو مدم کی گولی۔ معاملہ ثالثی اور دیگر تجاویز سے اختلاف ہے۔ جب اتنی سلطنتین الگ ہوگئین تو آخر رہا ہی کیا۔

—— کہتے ہین اس جنوری سے اب تک ۱۶ گورون کو کتے نے کاٹا اور علاج کو پیرس گئے۔ اگر ان لوگون کو کتے زیادہ رکھنے کی ممانعت ہوجاسے تو شاید یہ نوبت نہ آئے۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہمیشہ ہی گورون کو کتے کاٹتے ہین یا اس دفعہ یہ زیادتی ہوئی۔ ہماری راے تو یہ ہے۔ کاٹتے تو ہون گے مگر پاسٹیور انسٹیٹیوٹ کی بدولت اب پیرس زیادہ جانے لگے۔

—— مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۸ جنوری ۱۸۹۷ء کو اشتہار دیا تھا کہ اگر کوئی عیسائی اُن نشانون مین سے جو حضرت عیسیٰ کی خدائی کے سمجھے جاتے ہین میرے ایسے ہی نشانات سے بڑھتے ہوئے ثابت کردے تو ہزار روپیہ دونگا۔

چنانچہ اصغر حسین ساکن پوارٹی نے مفلسی مین دعوے انعام کردیا ہے۔ مقدمہ پیش ہے۔ سچ ہے زمانہ ترقی کا ہے پہلے معجزون پر ایسے قصے ہوتے تھے اب روپیہ پیسے پر آرہے واقعی روپیہ نے بڑی ترقی کی۔

—— برہما مین ایک عورت کو خراب کرنے کا مقدمہ ۵ گورون پر دائر ہے کثرت سے گواہیان گزر رہی ہین گورنمنٹ کی توجہ مراحم خسروانہ کی نمایان نظیر ہو رہی ہے۔ ایسی کون گورنمنٹ ہے کہ انصاف کے جہان بان مین ایسی موشگافیان کرے۔ یہی باتین سلطنت کے اقبال کی ہین۔ اور جب ان مین لاپروائی اور کمی ہوجاسے تب ہی سمجھ لینا چاہیے سلطنت کا ادبار شروع ہوگیا۔

—— آج کل پانیر مین دہرن پال کے اُس مضمون پر کہ ہندوستان مین بے چینی پھیلی ہوئی ہے بہت کچھ بگوشتنو ہو رہی ہے۔ جو ملک اُستجانے مین ہوتا ہے اُس مین تی الحجلہ بے چینی لازمی امر ہے۔ مگر اہل الراے کو اسباب اور وجوہ تلاش اور قائم کرنے مین عقل سلیم اور راے صائب صرف کرنا چاہیے۔ یہ بے چینی ایسی نہین کہ خدانخواستہ گورنمنٹ کے واسطے تردد کی بات ہو۔ ایک ادنے سا معیار گورنمنٹ پر اعتبار اور اطمینان کرنے کا یہ ہے کہ اراضی کی قیمت بڑھتی جاتی ہے اور یہ صورت پیدا ہی نہین ہوسکتی جب تک رعیت کو سلطنت پر پورا بھروسا نہو۔

—— پنجاب آبزرور کا افسوس حق بجانب ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان رڑکی کالج کی ماتحت اسامیون مین بہی کم ہوتے ہین۔ ہان وہ صیغہ واقعی انکے واسطے بہت اچھا ہے۔ صرف انٹرنس کی قید ہے۔ مگر پسپا شدہ قوم مین ہمت بہی تو کم ہوجاتی ہے۔ افسوس اگر طلبا کے اولیا اس طرف توجہ کرین تو بہت بہتر ہو۔

خبریں

مسٹر بالفور نے کل جو اسپیچ کہی تھی
وہ اس غرض سے کہی تھی کہ ظاہر ہو کہ
حلقۂ وزراے ٹرانسوال مین کس قدر
اتفاق ہے اور یہ بات اس وجہ سے
ہے کہ اس کا اثر ہوس آف کامنس کے
مباحثہ پر پڑے جو آج شب کو جنوبی افریقہ
کے معاملات کے بارہ مین ہوگا۔

معاملات ٹرانسوال کے متعلق کل
شب ہوس آف لارڈ اور ہوس آف
کامنس مین مباحثہ ہوا۔

مسٹر چیمبرلین نے کہا کہ حال مین
جو اختیارات ونیا ٹرانسوال کے اگزیکیٹو
لوگون نے تجویز کیا ہے وہ واقعی ایک
ترقی کی بات ہے۔

لارڈ سالسبری نے ۱۸۸۱ء کی غلط
حکمت عملی کا ذکر کیا اور کہا کہ پریسیڈنٹ
کروگر اپنے وعدہ پر قائم نہین رہے۔

سکرٹری اسٹیٹ ہند نے ایک
مراسلہ لارڈ کرزن کو بھیجا ہے جس مین
بیان ہے کہ اب گورنمنٹ نے یہ نتیجہ
نکالا ہے کہ یہ بات قرین مصلحت ہے
کہ منظور کرے اور اُن اصولون پر کاربند
ہو جنکی سفارش کرنسی رپورٹ مین
ہوئی ہے لہذا قرار دیا ہے کہ ٹکسالین
بند رہین۔

مراسلہ مین ہدایت ہے کہ کوشش
کی جاے کہ سکۂ ساورن جائز سکۂ
ہند، ہو روپیہ نرخ ایکسچینج کے حساب سے
قرار دیا جاے اور سونا غیر ملک کے
بھیجنے کے لیے بخوبی بہم پہونچایا جاے
اور خاص خیال اس خیال پر رجوع
کیا گیا ہے جو مسٹر ہیمبرو نے بنک کے
بارہ مین کیا ہے۔

جس تاربرقی کی نسبت تھا کہ
شہنشاہ روس نے شہزادہ لوئیس
نپولین کو اُن کی سالگرہ کے روز
تار برقی بھیجی جس سے فرانس مین
سخت تشویش پیدا ہوئی تھی اسکی
نسبت سرکاری طور سے بیان کیا
گیا ہے کہ جعلی ہے۔

احاطہ بمبئی مین بھی خشک سالی
سے خوف گرانی پیدا ہوا۔ بارش سے
قطعی جواب ہے۔ پنجاب مین کہا ہے
بمبئی مین ابھی سے انتظام ہے کہ خیراتی
کام بروقت کھولین۔ اب بھی بارش
ہو جاے تو افاقہ ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ
نے خاص رپورٹین طلب کین۔ یہی
حال قلمرو نظام کا ہے۔

حیدرآباد دکن کے راے حکم چند
صاحب لندن مین ہین حضور قیصرہ
سے شرف نیاز حاصل کیا اعزاز پایا

امریکا مین اب معلوم ہوا کہ جزائر
فلپائن کے سر کرنے مین چھ ماہ اور
چاہیے تب انتظام کی بات سوچنا ہوگی

اخبار پانیر نے حضور ویسراے
کے دورہ راجپوتانہ کے مقامات سے
ہولکر یا اندور کو اس سختی کے ساتھ
نشانہ تیر ملامت بنایا ہے جس سے
پایا جاتا ہے کہ یا تو لارڈ کرزن صاحب
مہاراجہ ہولکر سے سمجھین گے اور یا یہ
کہ انکو غلط فہمی مین ڈالا جاتا ہے۔

حیدرآباد دکن کے حضور نظام
صاحب کے سفر کلکتہ مین کہتے ہین
کہ قریب ۱۳ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔

کنیڈا کی طرف سے الاسکا کے
سرحدی جھگڑے کا فیصلہ ہونا ممکن ہے
کیونکہ کنیڈا غیر محدود ٹیکہ بندرگاہ کا
منظور کرے گا اور امریکا وہان اپنی
افسری قائم رکھیگا۔

لارڈ سالسبری نے ایک ڈیپوٹیشن
سے ملاقات کرنے سے انکار کیا جو صلح
کی ایسوسی ایشن کی طرف سے آیا تھا
اور چاہتا تھا کہ ٹرانسوال کی گفتگو کا
فیصلہ بذریعہ پنچایت کیا جاے۔

چینی فوج بری و بحری کا از سر نو
انتظام کیا جاے اور یہ انتظام جاپانی
افسر کرین گے لیکن اس بات کا بہت
بڑا شک ہے کہ اس تجویز مین کامیابی
ہو سکے۔

ٹرانسوال کے اگزیکیٹو افسرون نے قرار دیا ہے
کہ غیر ملک کے لوگون کو دس جگہ دیجائین یعنی ہر ایک
حلقۂ وولکسراڈ مین پانچ پانچ جگہ دیجائین۔

اشتہار عدالت دیوانی

مقدمہ نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۹۹ء صیغہ خفیفہ
عدالت سب جج صاحب بہادر مقام راے بریلی
گوردین پرشاد ولد بدری ناتھ برہمن
ترہبیدی ساکن موضع کنجرون پرگنہ
کمہرانوان ضلع راے بریلی — مدعی

بنام

گجراج سنگھ ولد سروپ سنگھ چوہان
ساکن موضع استھن جگت پور پرگنہ
بچھرانوان ضلع راے بریلی حال
ساکن موضع دیوگڈھ پرگنہ وضلع
ریاست اندور — مدعا علیہ

دعوی صہ ۱۳

واضح ہو کہ مدعی مندرجہ بالا نے
بنام مدعا علیہ مذکورہ صدر ایک نالش
بابت مبلغ صہ ۱۳ کے دائر کی ہے
و سمن واسطے حاضری مدعا علیہ کے
تعیین تاریخ جاری ہوا جسکی تعمیل نہین

ہوئی و مدعا علیہ نے عمداً اپنے تئین
سے روپوشی اختیار کی ہے و ۱۷- اگست
۱۸۹۹ء تاریخ واسطے احضار مدعا علیہ
و نیز واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے
تجویز ہوئی ہے پس بذریعہ اشتہار
ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ کو
چاہیے کہ اوسی روز مع اپنے جملہ
گواہون و ثبوت وغیرہ کے واسطے
جوابدہی مقدمہ کے حاضر ہووے ورنہ
اگر مدعا علیہ بروز مذکور حاضر نہ ہوگا
تو مقدمہ بغیر حاضری مدعا علیہ مسموع و
فیصل ہوگا۔

دستخط جج مجوز

میرے دستخط اور مہر عدالت سے
آج بتاریخ ۱۸- جولائی ۱۸۹۹ء کو جاری
کیا گیا۔ وقت حاضری بدفتر ۱۰ بجے سے ۴ بجے تک

تندرستی ہزار نعمت ہے

نہایت جستجو اور تلاش کے بعد یہ نسخے پر تاثیر
حاصل ہوئے ہین جو پورے تجربے کے
بعد پبلک کے فائدے کے لیے مشتہر
کیے جاتے ہین۔

معجون حیات- تجربے سے یہ بات ثابت
ہے کہ کل بیماریون کے پیدا ہونے کا باعث
عصبی ضعف اور فساد خون اور ضعف معدہ
ہے- یہ معجون اسکے لیے اکسیر ہے اسکے
استعمال کرنے سے علاوہ سابقہ اندرونی
اعضا کی بیماریون کے رفع ہونے کے
آئندہ انکو تندرست رکھتی ہے ذیل کی
بیماریون کے رفع کرنے کے لیے تیر بہدف ہے-
ضعف دماغ- بدہضمی- کمزوری دل- پٹھون کی کمزوری
سرعت- وسوسہ- لاغری- شروع تپ دق-
بچپن کی غلط کاریون یا جوانی کی بے اعتدالیون
سے جو بالکل بیکار اور نکمے ہو چکے ہون-
انکے لیے تو یہ معجون حیات اکسیر سے بڑھکر
ہے قیمت فی پیکٹ جو ایک ماہ کے لیے
کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔

حبوب اکسیر- دائمی قبض- ضعف معدہ
دل- تاپ تلی- درد گردہ- قولنج- درد سر
وجع مفاصل کی بیماریون مین بشرطیکہ
آرام ہوتا ہے- سہ روزہ یا باری کے
بخار کے لیے مثل کونین مفید ہین- رات
کو دو گولی کھانے سے صبح دو دست با فراغت
آجاتے ہین- قیمت فی پیکٹ جو دو ہفتہ کے
لیے کافی ہے مبلغ ڈیڑھ روپیہ علاوہ
محصول ہر ایک ادویہ ذمہ خریدار-

بوجہ عدم گنجایش چند صاحبان کے
نام نامی معہ پتہ درج ذیل کیے جاتے ہین
جنہون نے بعد تجربہ ادویہ مذکورہ کے
مفید بلکہ اکسیر ہونے کی بابت تصدیق
فرمائی ہے-

جناب ڈاکٹر حسین شاہ صاحب خان بہادر
سول سرجن شفاخانہ لدھیانہ-

جناب ڈاکٹر دلیپ سنگھ صاحب ایل ایم
ایس اسسٹنٹ سرجن میوہسپتال لاہور-

جناب ایل- ایم گوس صاحب بیرسٹر
ایٹ لا ایڈوکیٹ ہائیکورٹ کلکتہ-

جناب ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب مغل
اسٹریٹ رنگون برہما-

جناب فتادی رام صاحب ہیڈ ٹریژری
کلرک لاہور-

جناب لالہ رام ہرنداس صاحب پرنسپل کشمیر پٹیالہ

جناب سردار دیال سنگھ صاحب مجیٹھیہ مالک
اخبار ٹریبیون لاہور-

جناب پی او برلینڈر مالک نارتھ ویسٹرن
ہوٹل لاہور-

المشتہر
پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مالک کارخانہ
میرے کائنر مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

LITTLE'S ORIENTAL BALM.

کھانسی کا عجیب و غریب علاج

اگر کوئی شخص کسی ایسی کھانسی مین مبتلا ہو جو اسکی زندگی کو
تلف کرتی ہو اور جسکا علاج کرنے مین مشہور اور تجربہ کار اطبا
قاصر ہوئے ہون اسکو چاہیے کہ وہ اس عجیب و غریب علاج
کو آزماوے اسکا اثر اس مرض پر مانند سحر کے اس طرح ہوگا
کہ کسی دوا مین نہ پایا جائے گا اور اسکے اثر سے کھانسی رفع
ہوگی اور مریض کے بدن مین ایسی قوت پیدا ہوگی اور
اسکو ایسی طاقت آویگی کہ جسکو وہ پیشتر نہین جانتا تھا-
مسٹر ہم ڈرسنڈیل ٹیوینشام ساکن موضع دار سسٹر شیر نے
اس طرح لکھا ہے کہ مجھے دو سال تک

خشک اور جانستان کھانسی تھی اور میری حلق ہمیشہ اسکے سبب سے
خرخراتی تھی اس مرض کے باعث مین تمام شب بیدار اور بیقرار رہتا
تھا میرے مکان کے سب لوگون کو تکلیف ہوتی تھی مین نے کئی علاج کیے
لیکن سوائے عارضی افاقے کے کچھ فائدہ نہ ہوا آخرش مین نے
لٹل صاحب کے اورینٹل بام کی آزمایش کی ہنوز اوس دوا کا آدھا شیشہ
ختم نہ ہونے پایا تھا کہ دیکھتا ہون کہ مجھپر نیند غلبہ کر رہی ہے غرض دن
رات مجھکو آرام سے سونے لگا اور میرا مزاج روبہ اصلاح ہوا اب مین
اپنے تئین تندرست پاتا ہون"

ایماً- یہ دوا ہر ایک دواخانے مین فروخت ہوتی ہے
قیمت فی شیشہ ایک روپیہ-
ایجنٹ مسٹرس پکالن کمپنی لکھنؤ

ضروری اشتہار

چونکہ مسٹر بیچم مالک کارخانہ جوب بیچم کو معلوم ہوا ہی کہ چند دھوکے باز دکانداروں نے خریداران جوب بیچم کو ۴ر اور ۸ر والے بکسونکی قیمت مین (جو حال مین جاری ہوئے ہین) دھوکا دینا شروع کیا ہے اسواسطے خریدارون سے التماس ہے کہ وہ غور سے دیکھ لین کہ ہر بکس پر انگریزی مین چار آنہ - آٹھ آنہ یا ساڑھے نو پنس - بارہ آنہ یا ایک شلنگ ڈیڑھ پنس اور ڈیڑھ روپیہ یا دو شلنگ ۹ پنس چھپا ہوا ہے -

۴ر اور ۸ر اور ۱۲ر کے بکس قریب قریب ایکسان قد کے ہین مگر گولیون کی مقدار مین فرق ہے - دھوکے باز دوکاندار علامت قیمت مٹا کر ۴ر والے کو ۸ر والا اور ۸ر والے کو ۱۲ر والا بنا کر فروخت کرتے ہین -

اگر بیچم صاحب کی گولیون کے مِلنے مین دقت واقع ہو تو نمونے کا ایک بکس یا دو بکس قیمت مقررہ پر علاوہ محصول ڈاک کے -

ہندوستان - برما - اور لنکا کے تھوک فروش ایجنٹ

جے اتھرٹن اینڈ کمپنی نمبر ۲ نیو چائنا بازار کلکتہ

سے دستیاب ہو سکتا ہے -

مجوزہ ایکٹ لگان

بوڑھوں کی تو سب ہی سنتے ہیں صاحب
غریبوں کی سننا بڑا کام ہے

جناب اودھ پنچ صاحب۔ زمیندار تعلقدار، راجہ، بابوؤں کی تو سبھی سنتے ہیں لیکن خدا ہمارے لاٹ صاحب کو گورنر جنرل کرے وہ ہم رعایا کی بھی دستگیری کرنے کو آمادہ ہیں۔ زمینداروں نے ہم بیچاروں کا جو بُرا حال کر رکھا تھا اوسکی کہانی کوئی ضلع میرٹھ بلند شہر وغیرہ میں سُنے۔ ایک کاشتکار بھی دس برس اپنی حالت پر نہیں رہنے پاتا نہ ہم غریب اصلاح اراضی کے لیے کنوان بنانے پاتے تھے نہ اپنی زمین میں باغ لگانے پاتے تھے کنجروں کی طرح آج اس کھیت میں کل اُس کھیت میں۔

اب یہ خبر سُنائی دیتی ہے کہ ہمارے لاٹ صاحب کا ارادہ ہے کہ بیدخلی موقوف کر دین اور ہمارے حقوق خیلکاری بڑھا دین خدا اُن کے منہ میں گھی شکر دے سوا اُن کے ہم بیچاروں کا کون خبر لینے والا۔ لایل صاحب اودھ کے لیے آب حیات برسا گئے۔ کاشتکار ان کا نام لیتے ہیں اور دعائین دیتے ہین۔ مکڈانل صاحب ہمکو سنوار جائین ہم بھی اون کو دل و جان سے دعائین دینگے مگر حضور مجھے ایک خطرہ ہے۔ اس بل کی خبر سُنتے ہی سارے زمیندار بلبلا جائین گے۔ بڑی بڑی عبا قبا والے چڑھ دوڑینگے۔ اور طرح طرح کے سبز باغ دکھائین گے خدا کے لیے ہمارے لاٹ صاحب اُن کی عرض معروض سے کہین اسے بدل نہ دین یہ ظاہر ہے کہ ہماری اُن کی رسائی نہیں ہماری طرف سے کوئی کلمہ خیر کہنے والا نہیں جس فیاض دماغ میں ہماری بہتری کا خیال پیدا ہوا وہی مضبوط دل اس خیال کو جامۂ تکمیل بھی پہناوے گا جب تک یہ بل پاس ہو ہمکو یہ ڈر ہے کہ زمیندار لوگ تہ و بالا نہ کر دین اور تا تو من میرسی من بجدا میرسم کا مضمون صادق ہو جاے۔ بہر حال ہماری فریاد آپ لاٹ صاحب تک پہونچا دیجیے

جُگ جُگ جیوے لاٹ ہمارا
ہم دُکھین کا جو پوچھن ھارا
کال مان ہم راجان بچاوا
دُکھ سے کوئی مرسے نہ پاوا
افسر پاپی اودھک نکاسے
کانپت ڈر سے علے والے
گھوس لیویا چسکی پیسین
دوسری افسر پاوت کھیسین
لاٹ نہ ایسا کوؤ آوا
راج مان ان کے سب سکھ پاوا
کردیو لاٹ حکم اب جاری
جھوٹے ہم سے کھیت نہ باری
کنوان بنائی باغ لگائی
جھوپڑین مان سگر کھا ڈلائی
بیدخلی سے اب رام بچاوا
نوٹس مان اب آگ لگاؤ
پوتا بیٹے گلے گلے پانی
کھیتی کر بے ہم من مانی
لاٹ بھا ور کرو د کرپا
راجی رہین سب راجا پرجا
سدا مکانین نام تمہارا
جُگ جگ جیوے لاٹ ہمارا

راقم — غیر دخیلکار۔

سپاسنامہ

ملک الشعرا لالہ اودھ پنچ رایصاحب دام شعرہ — رباعی عرض کرتا ہون۔ آپ نے بہت سے سپاسنامے۔ تہنیت نامے وغیرہ وغیرہ دیکھ مارے ہون گے لگے ہاتھون ایک نئی ٹکسال کا ڈھلا ہوا اڈریس بھی دیکھ لیجیے۔ اڈریس کیا شروع سے آخر تک کشت زعفران ہے۔ یہ

اڈریس فصاحت - بلاغت - موزونیت
نئے نئے محاورون کا مخزن ہے - پڑھیے
ہنسیے کھلکھلائیے شاعر کی جدت طبع کی
داد دیجیے اور اگر ممکن ہو اشتہار دیجیے
کہ شعرائے زمانہ حال جنکو دعوی سخنگوئی
کا ہے چندروز ہمارے حضرت سے
اصلاح لین - ہان یہ تو بھول ہی گیا تھا
لوح سینہ سے بالکل فراموش ہی ہو گیا
یا کہ ہمارے حضرت غالباً لالہ نوندھ رائے
وندھو شوتت رائے کے شاگرد رشید ہین

وهو هذا

آپ کا کوئی زمانے مین نہین ثانی ہے
امر حق یہ ہے کہ مثل آپ کا لاثانی ہے
کیون نہ موصوف ہو ذات آپکی کل فنون مین
سایۂ فضل و کرم آپ پہ ربانی ہے
وہ شفا آپ کے ہاتھون مین خدا نے دی ہے
کل اطبا کو جسے دیکھ پشیمانی ہے
ہے فن سرجری و ڈاکٹری آپ پہ ختم
جسکے ادراک مین خود فہم کو حیرانی ہے
آپ رکھتے ہین مریضون پہ جو رحمت کی نظر
اور جس طرح پہ خاص آپ کی نگرانی ہے
کوئی اس بار کو جز آپ اُٹھا سکتا ہے
کس طبیعت مین یہ ہمدردی انسانی ہے
اور مدد کرتے ہین آپ ایسے ضعیفونکی ضرور
جنہین افلاس سے از بسکہ پریشانی ہے
اور اُن بیوہ و بیکس کی بھی لیتے ہین خبر
شومی بخت کی جن جن پہ حکمرانی ہے
بس انہین وجہون سے اقبال ہے آپکے تو
ہمت و حشمت و عزت مین فراوانی ہے
اور بدل رہتے ہین خوش آپسے اعلی حکام
خاتمہ جنکی لیاقت کا ہمہ دانی ہے
ہو جو لفٹنٹ بڑے بار آبہادر یہ خطاب
خاص یہ آپ کی حرمت کی قدردانی ہے
کیونکہ سرکار کا ہے آپ کے حق نیک خیال
اور ہر ایک طرح سے ملحوظ مہربانی ہے
بس نہ کیون آپکی ہو ذات جہان مین مشہور
کہ پسند آپکی ہر دلکو ثنا خوانی ہے
یا الٰہی رہے تا چرخ برین پہ مہ و مہر
اور مہ و مہر مین جب تک کہ درخشانی ہے
اور نہ آب صدف کار ہے جبتک کہ قرا
اور اصداف سے جبتک کہ گہر افشانی ہے
بے ستون تاکہ رہے خیمۂ چرخ استادہ
اور نہ سطح زمین تاکہ روان پانی ہے
اور نکلتے رہین جبتک کہ زمین سے اشجار
اور اشجار و ثمر سے جب تک ثمر افشانی ہے
شاد و باکام رہین رائے بہادر و سجاد
جنکی عظمت نہ کم از قیصر و خاقانی ہے
دولت و عمر ترقی پہ رہین تا بہ ابد
گو کہ اقبال کو اب خدمت دربانی ہے
... اس نظم کو کر ختم کہ ممدوح کی مدح
تجھ سے نا چیز کا لکھنا نہین آسانی ہے

(راقم - ش - پ - گ -)

گور غریبان [1]

ایک شب گور غریبان مین ہوا میرا گزر
کچھ عجب مجھکو وہان کی کیفیت آئی نظر
رات بھی تھی تیرہ و تاریک سناٹا ہی تھا
سہم جائے دیکھ لے اُسکو اگر کوئی نڈر
چل رہی تھی زور سے ایسی ہوائے تیز و تند
کھڑکھڑاتے تھے عجب آواز سے برگ شجر
خوف طاری ہو گیا اور تھرتھرائے دست و پا
ہُو کا اک عالم مجھے آیا نظر دیکھا جدھر
خوف پیدا کر رہی تھین دل مین رہ رہ کر مرے
وحشیونکی وہ صدائین کچھ عجب وحشت اثر
ہو گئے وحشت کے مارے جسم کے رونگٹے کھڑے
ایسی وحشتناک وحشتناک حالت دیکھکر
کھٹکے خار ملال و غم اور بھی دلمین مرے
بیریون کے کچھ شجر اس جا پہ جب آئے نظر
حسرت و یاس و الم کا اِک طرف کہرام تھا
پیٹتی تھی دوسری جانب تمنا اپنا سر
دیکھکر حالت مخوف ایسے گورستان کی
سرنگون تھی بار رنج و غم سے ہر شاخ شجر
بیکسی یاس و حسرت کے سبب یہ تھا سمان
مُردنی چھائی نظر آتی تھی ہر اک چیز پر
خام و پختہ تھین نہین قبرین وہان پر بیشمار
دفن تھے جن مین کسی کے بابا و پدر
نصب تھی بیت پہ کسی کے سنگ مرمر کی تو سل
تھی کسی کے مرنے کی تاریخ کندہ لوح پر
چھوٹے چھوٹے بھی نظر آتے تھے چند و نشان
جنمین تھے مدفون جوانونکے صغیر اور پسر
بعض کہنہ قبرین یا بالکل ہو گئی تھین بہم
ایک پر لکھا تھا قاسم کردہ از دنیا سفر
تھین کسی پر آیتین قرآن کی لکھی ہوئی
قطعۂ حسرت لکھا تھا اک جوانکی قبر پر
دھنس گئے تھے شق ہو گئے تھے سیکڑون پختہ مزار
جم گئے تھے بیریون کے خام قبرون پر شجر
دور کچھ ان تربتون سے یہ بھی دیکھی کیفیت
پھولونکی چادر پڑی تھی اک مصفا قبر پر
جلتی تھین طرف گل مین کچھ اگر کی بتیان
جنکی خوشبو چار جانب تھی صبا کے دوش پر
ایک سیہ پوش کمسن خوبرو عورت وہان
رو رہی تھی زار زار اور پیٹتی تھی اپنا سر
نام لے لیکر زبان سے اپنے اس مرحوم کا
سر کو دے دے مارتی تھی فرط غم سے خاک پر
گاہ بیتابی کے باعث قلب پر رکھتی تھی ہاتھ
آہ کر کے تھام لیتی تھی کبھی اپنا جگر
جوشش رنج و الم سے ایسی تھی بیتابیان
ماہی بے آب تڑپے جس طرح سے خاک پر
گریہ و زاری و آہ و نالہ و فریاد مین

---

[1] یہ مضمون اگرچہ ہمارے اصول ظرافت کے خلاف ہے مگر محض طرز بیان کی خوبی کی وجہ سے درج صحیفہ کیا گیا - لندن پنچ مین بھی سانگ اور شرٹ چھپا تھا -

اہا- ابھی تک تپ جنگ باقی ہے

گیا میں کسی انجمن میں اگر
جو چندہ کا نام آیا اُس جا پہ پر
تو بڑھ چڑھ کے سب نے ہاں ہم نے
کروڑوں کے وعدے بہت کر دیے
ولیکن وصولی چندہ کو جب
لگائی کسی نے یہ صورت عجب
کہ "قومی محب گھر میں ہیں یا نہیں"
کہا کہہ دو تو گئے ہیں سین"
پتا گھر میں اک پیسہ مانگنے کا تھا
یہ سوچا کہ اس کے چندے دینگا
مگر پھر خیال آیا یہ ساتھ ہی
کہ نیتا ہے بچے کا تعویذ بھی
مرا اک پڑیہ مستوق تھا
مگر اُس نے مانگا جو اکدن ٹکا
ٹکا سا جواب اسکو میں نے دیا
اُسی دم نکال اُسکو باہر کیا
راقم۔ ڈکن رپورٹ۔

کنواری بیوہ کی فریاد

حضرتنا۔ آپ کے خفیہ رپورٹر نے جو آوازہ نالہ و بکائی تو جب ملح نبا لوگون کی نظر بچا۔ جوانون کی آرزو۔ بلہوس ٹیہرن کی حرص۔ داستان شاہ جہان پناہ کا قصہ نیکے بخت بیدار کی رفاقت کیطرح داہنی طرف سے داخل ہو بائین طرف انبلی ڈوب کے ایک ایسے مقام پر پہونچ گیا جہان پرندہ پر نہین مارسکتا لوگ تو بہاہی بیواؤن کی فریاد سُنا اور سُنایا کرتے ہین مگر مین نے اس جگہ اس کنواری کی آہ و زاری سُنی کہ ہزار بیوائین جسپر صدقے اور لاکھ یتیم جسپر قربان۔

بس خیال فرمالیجیے کہ برسات کی رت اندھیری رات۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سنکتی ہے۔ کالے کالے بادل چارون طرف اُمڈے ہوئے ہین۔ ایک جوان جہان۔ جوش شباب مین بھری ہوئی سو رہی ہے کہ ایک دفعہ کم بخت۔ روسیاہ پپیہے ظالم بیدرد نے آواز لگائی پی کہان!

آواز تھی کہ صور اسرافیل۔ پھر کیا تھا ہکا بکا ہو کے اٹھ بیٹھی۔ پھوٹ پھوٹ کر یون رونے اور کہنے لگی۔

جیسے ہو تم نے جانا
لاکھ کہو تم ایک نہ مانون تجربے کی بات کا کونا

سیّان ان کی تو رہی پیت
ہمسون بہانا۔ بکرا بنانا چاہے پیا توری ریت

اے پپیہا کالے تو آدھی رین مت کوک
ہو کے نہ بے کلت تھی سو تو نے یاسی پھوک
آگ لگے۔ اے موئے۔ خدا کی خوار۔ تجھ پہ خدا
کی مار۔ آپ تو میں خود ہی دکھیا ہو رہی ہوں
میری دل کی تمنائیں۔ جوانی کی امنگیں
اُس پہ بے بسی۔ لاچار تو مجھے یون ہی بھرے
دن انگاروں پہ لُٹاتی رہتی ہیں۔ کھانا
زہر ہلاہل۔ پینا سم قاتل رہتا ہے۔ اُس پہ
تیری صدا اور بھی کلیجہ پاش پاش کرتی ہے
آج خدا جانے کس طرح جی مسوس کے
دل کو ہزاروں دورا امید سبز باغ دکھا کے
اتنا راضی کیا تھا۔ ذرا کی ذرا نیند آئی
تھی کہ تیری جگر شگاف آواز نے پھر مجھے
چونکا دیا۔ اب پھر وہی کالی بلا رات۔
حسرتوں کا ہجوم۔ ہوسوں کا نرغہ۔ اور مجھ
بیچاری کی ایک جان۔ دنیا یہ سمجھتی ہوگی
وہ تو ان لوگوں کو کسی کی یہ دلاتی ہوتی
جنکے عاشق۔ یار۔ یا شوہر باہر ہوں گے
اور نہیں سن کا انتظار ہوگا۔ مگر نہیں۔ تیری
پی کہان کی آواز مجھ پر اُن سے زیادہ
ستم ڈھاتی ہے۔ وہ بچاریاں
کچھ تو شادی بیاہ کی لذت اُٹھا چکی ہونگی
مگر ہائے مجھ ستم رسیدہ۔ جنم جلی کو تو تیری
پی کہان تباتی ہے کہ تجھے پی کہان
اُمیٹ۔ ہائے جب میں اپنی جوانی
بناؤ سنگار۔ دل کی امنگوں۔ خواہشوں
کو دیکھتی ہوں اور بن بیاہیوں کو چہلیں
کرتے پاتی ہوں حتی کہ بوڑھے باپ کو
اپنی بڑھیا معشوقہ کے ساتھ بوڑھے
غمزے کرتے دیکھتی ہوں تو میری آگ اور
بھڑک اُٹھتی ہے۔ وہ کم بخت رو سیاہ
ہرگز نہیں سنتا۔ ع۔

یا بکشم یا از دو پا از قفس آزاد کن

وہ تو یہ چاہتا ہے کہ کوئی خرچ نہ ہو اور
پاؤں اونچا نیچا پڑ جاے اور مجھے
سپنوں کی طرح بیک بینی و دو گوش
نکال باہر کرے۔ اُسکو یہ گوارا ہے کہ
ساری دنیا میں فضیحتا ہو۔ ہمیں آنکھے
تصدیق کریں۔ چوکی کے تلے گناہ دبائے
جائیں۔ حبس بول اور تولڑی کا بہانہ
ہو۔ مصاحبوں کے گھروں میں چھپا لیں
مجھے اور کوڑی نہ اوٹھے۔ ایک طرف
تہ تنگ باہر نہیں نکلنے دیتی مار مار
کے گھر ہی میں بکر کود مچانے پر اوبھارتی
ہے۔ دوسری طرف حیا و ایمان مانع
ہیں۔ تیسری طرف عمر کا تقاضا چین نہیں
کرنے دیتا - ایک دفعہ سڑک پر کوئی گاتا
نکلا۔ ؎

کرت ہو ٹھٹھولی کد رہو سے نند
نہ کہیلو نگی تہوڑے سے ہی کبھی رنگ
مگہ چوست ہو چتیاں کہوت ہو
نکالے نرالے نئے تہنے ڈہنگ

بے اختیار جی چاہا کہ اگر یہ شخص سڑک پر
چاہ دو تیرے والا بھی ہو تو اسکے
ساتھ نکل جاؤں۔ سینکڑوں ہوں گی مگر
رات کو دو پہر تو ایک تکیے پر ہو تے
پھر اسوقت پی کہان کی صدا اسکو لگی
تو جی میں کہہ تو نگی میرا پیا میری بغل
میں ہے۔ مگر ہائے اس بے حیا بے غیرت
باپ نے تو مجھے قید کیا ہے۔ کسی طرح
مُنہ بھی کالا نہیں کرنے دیتا ہے۔ آپ
رنگ رلیاں مناتا ہے۔ عشق عاشقی کے
مضامین ناچ گا کے بتاتا۔ نائکہ بھید کے
نکتے عملاً سمجھاتا۔ قصوں۔ نقلوں میں
مثالیں دے کے دل کی وحشت بڑھاتا
ہے۔ اپنے دل کی ہوسیں خرانٹ ہو کے
جوانوں کی طرح پوری کرتا ہے۔ مگر مجھے
بے جان سمجھ کے یوں نہیں ترساتا ہے
بلا سے میرا زیور میری صحیح البنیے کی
طرح چھن جائے۔ راج کرے یہ مکان اور
ظاہری آرام۔ میری یہ اٹھتی جوانی۔ یہ شباب
تو غارت جائے۔ ایک دفعہ جوانی جاکے
پھر نہیں آتی۔ ہائے جب یہ گزر گئی تو کب
حسرت دل نکلے گی۔ چند روز کے بعد دانت
جواب دیں گے۔ بالوں کی سیاہی کافور
ہو جائے گی۔ پھر مجھ پوپلی سن سفید کو
امین آباد کے چوراہے پر بھی ٹکے کو کوئی
نہ پوچھے گا۔ اے خدا میری آرزوؤں کے
خون۔ جوانی کی امنگوں کے صدمے میں
تو اس کی سزا دے۔ اور اس سے زیادہ
رسوا کرے۔

غرضکہ اسی طرح نالہ و فریاد کرکے
وہ رونے لگی۔ میرا دل بھر آیا
وہاں سے چپ چپاتے چلتا ہوا۔

راقم

بے زبانون کا صبر

اشتہاری طبیب
سارٹیفکٹ
شربت مقوی اعصاب
روغن اعجاز
حب دمہ
حب ہاضم طعام
روغن مقوی
تریاق السعال

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون - ناموروں ڈاکٹرون - والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتدائے موتیابند - ناخنہ - پانی جاتا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضونپر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ - عرق سُرمہ فی تولہ ۱ ہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ - مقام ٹبالہ - ضلع گورداسپور - پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بہتر اکسیر ہے - آنکھونسے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش - جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین - جلن - دو یکر ورسی نظر - ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور نیسے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سُرمہ مین کوئی ضرر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان کہ لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر ڈی - ایم - سالنگی صاحب بہادر ایم - بی ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سُرمہ میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اترو دیوی بعمرہ ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھونکی پلکون مین غدود و دانے نکلے ہوئے تھے اور بڑے دانے پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے مجروح اور دکھتی ہوئی تھین انہین کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضونپر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا - مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان لوگون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر برج لال گھوس - رائے بہادر ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا - میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر وٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہین - ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے

نوٹس

—— بڑی تشویش کی بات ہے کہ دکن مین بارش نہ ہونے سے قحط کا اندیشہ قوی ہے۔

—— فرانس مین پیرس سے نانیز جاتے ہوئے ریل لڑگئی بتردہ آدمی مرے اور سو زخمی ہوئے۔

—— اگر زار تخت سے کنارہ کش ہوگئے تو انکے بھائی گرینڈ ڈیوک میکل کو سلطنت دینگے۔

—— حیدرآباد دکن مین آج کل دو باتون کا چرچا بہت ہے۔ ایک تو سفر حضور جانب کلکتہ۔ دوسرے جشن سالگرہ کی طیاریان۔

—— مسٹر براڈرک اطمینان دلاتے ہین کہ خورات ریلوے کے معاملے مین کوئی امر ایسا نہین ہوا جو سیام اور انگلستان کے معاہدے کے خلاف ہوا ہو۔

—— ایم ڈی کاسی فرنچ وزیر ۔ا تاریخ کو زار روس کی خدمت مین باریاب ہوئے ہونگے اور شاید ترک سلطنت سے باز رہنے کی کوشش کرین۔

—— حال مین خبر آئی کہ زار روس تخت سلطنت ترک کرنے والے ہین۔ اگرچہ تصدیق نہین لیکن ایسا کرین تو بعید از قیاس نہین۔

—— محمدن کالج علی گڑہ نے جو یادداشت حال مین شایع کی ہے اُس سے واضح ہوتا ہے کہ ادہر کی تازہ کوششون سے اس کالج کا اعتبار بڑھتا جاتا ہے اور اُسکی بدیہی دلیل یہ ہے کہ کم عمر بچون کو اون کے والدین ابر ہیمان بھیجتے جاتے ہین۔

—— ٹرانسوال کی جدید خبر یہ ہے کہ مسٹر چیمبرلین کے مراسلے پر (واسرائے دمینیے وہان کی انجمن وزرا) غور کرنیوالی ہے۔ صدر انجمن کرو گر کہتے ہین اگر انگلستان کوئی دوستانہ صلاح دیگا تو اوسپر توجہ کی جائے گی۔

—— ایک صاحب ہم سے پوچھتے ہین شعر ذیل پر بعض لوگ معترض ہین کہ "کا" غلط ہے۔ ؎

ہین رفادہ عام سکو ہوا جو بیدریغ
سچ تو یون ہے زندیان ہین ہم ہوس پیا کا

ہم کہتے ہین حضرت کہئے دیکھیے ہم ہوس کا قرب۔ ردلیف کی حاجت۔ پہر ہونٹ پر مذکر کی ترجیح۔ کا صحیح۔ اس کے علاوہ ضرورت شعری بہی کوئی چیز ہے جس کا تقاضا شعرا ہی جان سکتے ہین۔

—— لارڈ کرزن کی جدید سرحدی پالیسی کی نسبت کمیشن کی راے ہے کہ اس کے نتایج وقت پر ظاہر ہون گے کہ کیسے ہین۔ مگر تجربہ کارون کے مشورہ کامل کے بعد قرار پائی ہے اس سے بہتری کی اُمید ہے اور وزیریون کے حرکات سے اب اس راے کی خوبی مین شک پایا جاتا ہے کہ سرحدی لوگ حفاظت کے واسطے مقرر ہوا کرین۔

—— انگریزی تار کی خبرون کی حفاظت کے واسطے جو مسودہ تیار ہوا ہے انہین انصافاً اُردو اخبارون کو اختلاف نہ چاہیے۔ جو اخبار صرف کثیر خبرین منگواتے ہین اُن کو حق ہے کہ خبرون کی حفاظت چاہین۔ اگر اُردو اخبار کے ناظرین تازہ خبرون کے شائق ہین تو اُن اخبارون کی اسقدر اعانت کرین کہ وہ بہی تازہ خبرین منگوا سکین اور انگریزی اخبارات کا پس خوردہ نہ پیش کرین۔ اس مسودے کی مخالفت کرنا ویسا ہی ہے جیسے کسی انگریزی جنٹلمین کے خدمتگار خواہ مخواہ مالک سے اصرار کرین کہ ہم چونکہ پس خوردے کے مستحق ہین لہذا ہم بہی میز پر ساتھ بیٹھ کے کہانا کہائین گے۔

توکل علیہ الرحمۃ

یا پانی شوراشوری یا پانی نمکی یا تو وہ پانی کی ریل پیل تہی کہ اللہ دے اور بندہ لے۔ یا اب بالکل صفایا۔ ان تلون تیل ہی نہ تہا گویا۔

یہ رنگ اور دکن کے قحط کے سامان دیکہہ کے غلے کا نرخ چڑھا دیا گیا۔

آج کل ایک ڈائن کے افسانے شہر مین مشہور ہین کہ لڑکون کو ہلاک کر ڈالا کرتی ہے۔ چنانچہ ایک آدھ ضعیف الاعتقاد جس کا لڑکا ضائع ہوا اوسکو پکڑ کے وزیر گنج کے تہانے پر بہی لے آیا مگر آپ جانیے وہ زمانہ لد گیا کہ ولایت تک مین بدشکل بڑہیان جلا دیجاتی تہین۔ اب قانون فوجداری مین ایسا کوئی جرم نہین رہا۔ غرضکہ وہان سے رہائی پاکے اب وہ ادہر اودہر پہرتی ہے اور لوگ ستاتے ہین۔ گہرون مین بچون کی خلاف معمول نگہداشت ہوتی ہے۔

اس سال ارادہ ہے کہ ولیش کانفرنس لکہنؤ ہی مین ہو۔

کانگرس کے اجلاس کی تیاریان دہوم دہام سے جاری ہین۔

خبرین

چونکہ نازک حالت کے انفصال مین تاخیر ہوئی ہے اس وجہ سے جنوبی افریقہ مین کاروبار سب سٹ رہا ہے۔

مسٹر چیمبرلین نے کہا کہ ٹرانسوال کی مشترکہ تحقیقات اس عمدہ انتظام کے لیے محدود ہوگی جو فوری درکار ہے اور غیر ملک کے لوگون کی طرف سے مستقل طور سے قائم مقام مقرر ہونگے۔

لارڈ جارج ہملٹن نے کہا کہ ہندوستان کے ریلوے سے متعلق جدید معاہدہ مین ہندوستان اور اُسکے ٹکس دینے والون کے فوائد سب طرح محفوظ رکھے جاینگے۔

۴۔ اگست۔ لندن۔ شہنشاہ جرمنی کی ایک قلمی چٹھی کل جناب ملکہ معظمہ کے پاس مقام آسبرن مین پہونچی قبل موسم سرما کے شہنشاہ بشرط فرصت جناب ملکہ معظمہ کی ملاقات کو آئینگے۔

۳۔ اگست۔ مدراس۔ تمام پریسیڈنسی مین انخیر جنوب کے سوا جولائی مین معمولی حالت سے بارش کم ہوئی یہ کمی لاثانی ہے اور تیس برس سے دکن۔ سرکارون۔ جنوب کڈا اور نیلور اور شمالی ارکاٹ مین نہین ہوئی تھی۔

۳۔ اگست۔ کلکتہ۔ سہ شنبہ کے روز کلکتہ مین آٹھ شخص مبتلاے طاعون فوت ہوگئے۔

۲۔ اگست۔ پونا۔ شہر پونا مین آج ایک سو سینتالیس آدمی طاعون مین مبتلا ہوئے اور ایک سو چھیالیس اشخاص اسی مرض سے ہلاک ہوئے۔

ہمکو معلوم ہوا ہے کہ مولانا شبلی نعمانی بھی اورینٹل کانفرنس مین اب کی مرتبہ شریک ہونگے وہ اپنے اعلان مین لکھتے ہین کہ مین یہان سے ستمبر کے مہینہ مین روانہ ہونگا۔

ممبران جلسہ کانفرنس باہم اس طرح رخصت ہوئے جس طرح کسی تعطیل کے زمانہ مین کسی اسکول کے لڑکے رخصت ہوتے ہین۔

ایم ڈی اسٹال نے اختتام نشست کے وقت کہا کہ پولیٹکل تعلقات مین اخلاقی خیالات کی ترقی یادگار ہے۔ اول کمیشن مین بحث اور زیادہ عمدگی کی گفتگو مین اس وجہ سے ناکامی ہوئی تھی کہ یہ امور حد کمیشن سے باہر تھے۔

کانفرنس نے دوم کمیشن کی تجویز کو منظور کیا۔ اور قرار دیا کہ بحری جنگ مین معاہدہ جنیوا کے اصول کو ترقی دیجاوے اور بری جنگ کے قواعد جاری ہون۔ یہ قطعی نتائج اس امر کے مستحق ہین کہ اُن کو ممالک سلطنت کے "ضوابط امن وامان" کا خطاب دیا جائے۔

شہنشاہ روس کی طرف سے کہا گیا کہ جلسۂ کانفرنس اُس راہ کی منزل ہے جسپر چلنے کی سلاطین کوشش کر رہے ہین۔

اخبارات براعظم جلسۂ کانفرنس کی برخلاف حالت کی نسبت راے دیتے ہین کہ برخلاف ہ امریکا کے قائم مقامون مین کیسا اتفاق تھا۔

۴۔ اگست۔ کلکتہ۔ کلکتہ مین لوگون کے ضائع ہونے کی تعداد زیادہ ہو رہی ہے۔

یکم۔ اگست۔ بمبئی۔ گیارہ آدمی جدید مبتلاے طاعون ہوئے اور دس آدمی فوت ہوگئے۔ ابھی تک کوئی بارش نہین ہوئی۔

یکم اگست۔ شملہ۔ مولوی عبدالغفور خان برٹش ایجنٹ کابل علالت کے سبب سے رعایتی رخصت لیکر ہندوستان کو مراجعت کر رہے ہین۔

مشرقی افریقہ مین قحط کے سبب سے سخت تکلیف ہے ہزارہا فاقہ کش ہو رہے جگر مین بھی مبتلا ہین یہان پڑے ہوئے ہین۔ گورنمنٹ نے ان کی رفع تکلیف کے لیے دو ہزار پونڈ کی منظوری صادر کی ہے۔

اشتہار عدالت

حسب دفعہ ۸۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی

مقدمہ نمبر ۵۷ سنہ ۱۸۹۹ء صیغہ معمولی

عدالت سب جج صاحب بہادر مقام راے بریلی

چودہری خوشی رام ولد چودہری مہین لال ساکن و زمیندار موضع کسرانوان پرگنہ بچھرانوان ضلع راے بریلی — مدعی

بنام

جیا ولد رامدین قوم آبکار ساکن بازار گردھار گنج پرگنہ بچھرانوان ضلع راے بریلی — مدعا علیہ

واضح ہو کہ مدعی مندرجۂ بالا نے بنام مدعا علیہ مذکورۂ صدر ایک نالش بابتہ مبلغ ۱۱۱؎ کے دائر کی ہے وسمن واسطے حاضری مدعا علیہ کے تعین تاریخ جاری ہوا جس کی تعمیل نہین ہوئی۔ و مدعا علیہ نے عمداً لینے سمن سے رُوپوشی اختیار کی

پروفیسر شہباز کے گنگا جمنی خیالات

عزلت! عزلت!! عزلت!!!

مولینا اودھ پنچ - السلام علیکم - دو نظمین حاضر ہین - ایک ترجمہ دوسری تصنیف - پنجہ استینزون کی ترکیب اب مقبول ہو چلی ہے - مین نے بھی ان نظمون مین وہی ترکیب اختیار کی ہے - ترجمے مین یہ کوشش شاید زیادہ کامیاب نہین ہوئی - مگر خاص اپنی نگاہ مین دونو نہایت ہی سرسبز ہے - ترجمہ ایک مرجھایا ہوا پھول ہے تو یہ ایک شگفتہ وشاداب گلدستہ - الگزنڈر سلکرک کی روح وحشت مین مجنون وار بہک رہا ہے تو شہباز اپنے نشیمن "عزلت منزل" مین بلبلون کی طرح چہک رہا ہے - اودھر گھٹا چھائی ہوئی ہے - ادھر چاندنی ہے - اودھر شام کی اداسی ہے - ادھر صبح کا سہانا سمان ہے - غرض رات دن کا فرق ہے سایہ و نور کا تضاد ہے - اور یہی ہونا بھی چاہیے اس لیے کہ مشرق مطلع نور ہے اور مغرب منبع ظلمت - کہرے کو ابر بہاری سے کیا نسبت - اب التجا یہ ہے کہ دونو نظمون کو سلسلہ وار طبع فرمائین تاکہ تصویر عزلت روشن اور تاریک دونون پہلو بہ پہلو نظر آئین - والسلام

راقم سراپا نیاز شہباز

پہلی نظم
الگزنڈر سلکرک

(۱) ہون شاہ جہان تک جائے نظر
کوئی نہین جسکو ہو جائے سخن
وان تک کہ ملا ہے بحر سے بر
مین میری رعایا مور ہرن

(۲) تنہائی وہ تیرے حسن کہان
جو داناؤن نے دیکھی تھی
آبادی کا دہ شور و فغان
ہے بہتر اس چپ شاہی سے

(۳) ہون دور انسان کی سائی سے
تنہا کرنی ہے راہ یہ طے
باتون کے کہان پیارے نغمے
ہے آپ ڈرانی اپنی لے

(۴) پھرتے ہین وحشت مین جو حیوان
ہین دیکھتے بے پروائی سے
کیا جانین وہ ہے کیا انسان
وحشت ہے اس مایوسی سے

(۵) اے ملت الفت عشق تپان
اے حق کی بخشی ہوئی نعمت
گر ہوتی قمری بال افشان
تو اڑ کے اڑاتی کیا لذت!

(۶) غم دل کے سارے بہلا سکتا
مذہب اور حق کے رستون مین
بوڑھون سے نصیحت پا سکتا
خوش رہتا کم سن ہستون مین

(۷) اے مجھ سے کھیلنے والی صبا
لا اس سنسان جزیرے تک
اس شہر سے مژدہ عشرت زا
دیکھونگا نہ اب مین جسکی جھلک

(۸) احباب مرے گاہے ماہے
کیا یاد دعا سے کرتے ہین؟
کہہ - زندہ تو ہین احباب مرے؟
گو دید کے بندا بستے ہین

(۹) جب یاد وطن کی آتی ہے
دم بھر مین وہین مین ہوتا ہون
پھر جب غربت یان لاتی ہے
کس مایوسی سے روتا ہون

(۱۰) آبی چڑیون نے بسیرا لیا
حیوان سمائے غارون مین
ہے وقت یہان بھی راحت کا
اب مین بھی ہون شامل یارون مین

(۱۱) ہے یان رحمت ہر جا پھیلی
یہ رحمت بندہ ہواتی ہمت
بھرتی ہے مصیبت مین خوبی
سنتی ہے رضا سے "قسمت"

(باقی)

ابا جان کی کہانی ڈپٹی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۱۲

شوق حکام رسی اور ترقی مدارج

ان باتون کی طرف ابا جان کو کبھی مطلق توجہ نہ تھی اور کبھی وہ ان خیالات کو اپنے دماغ مین جگہ نہین دیتے تھے۔ آرام سے رہنا۔ آرام سے سونا۔ آرام سے کھانا اور احباب سے جی بہلانا۔ انہین کامون مین اُن کا وقت صرف ہوا کرتا تھا۔ کبھی برسون مین حکام سے عید بقرعید۔ یا ضرورت کی ملاقات کر لیا کرتے تھے۔ البتہ دربار کی حاضری کو وہ بہت ضروری جانتے تھے کیونکہ دربار کی غیر حاضری مین کرسی کے نمبر مین فرق آنے کا خوف تھا۔ ۷ برس کا عرصہ ہوا کہ ایک بار میرے اس پورانے شہر مین علی گڑھ والے سید صاحب تشریف لائے تھے اور اپنے ایک خاص مرید کے ہان مہمان تھے۔ شہر مین اُن کے آنے سے بڑا غل ہوا۔ اور بہت سی دعوتین اور میٹنگیان بھی ہوئین۔ خدا جانے کس کے بہکانے سے ابا جان بھی اُن سے ملے تھے اور اون کا لکچر سننے بھی باولی والی کوٹھی مین گئے تھے۔ پھر سید صاحب موصوف کے زمان قیام مین ابا جان دو تین مرتبہ ان سے ملنے بھی گئے تھے اور بعد اس کے اون کا ذکر خیر اکثر ابا جان کی صحبت مین ہوا کرتا تھا خدا جانے وہ بزرگ ابا جان پر کیا جادو کر گئے یا اونپر کوئی منتر پھونک دیا کہ انکے جانے کے تھوڑی ہی روز کے اندر ابا جان کو یکایک بڑے زور سے حکام رسی اور ترقی مدارج کا شوق پیدا ہوا۔ پھر کیا تھا ابا جان کسی کام کو تو بیدلی سے کرنے والے نہ تھے جس طرف طبیعت آگئی پھر اوسی خیال مین شبانہ روز مبتلا رہے۔ اب کیا تھا انگریزون کی ملاقات کی شدید نفرت غایت درجہ کی رغبت سے بدل گئی۔ اور ہفتہ وار نہایت اہتمام سے جملہ حکام انگریزی کی ملاقات کو خوش خوش جانے لگے۔ اور ایسے ہندوستانی حکام جو قابل استعمال تھے اُن سے بھی آمد و شد پیدا کر لی۔ میرے شہر کا معمول ہے کہ اکثر حکام انگریزی پنجشنبہ کے روز صبح کو ۷ سے ۹ تک لوگون سے ملتے ہین۔ شہر سے سول اسٹیشن (انگریزی محلہ) قریب ۵ میل کے ہے اس لیے جن لوگون کو شہر سے حکام کی ملاقات کے لیے جانا پڑتا ہے اُن کو ۶ بجے نیند سے اُٹھنا اور سات کے بعد ساعت قبل روانہ ہو جانا پڑتا ہے۔ یہان تو ابا جان کو ۸ بجے صبح کو سونے کی عادت اور عموماً ۱۱ بجے خواب سے بیدار ہونے کا معمول تھا۔ مگر اُن کو رفتہ رفتہ اپنی عادت اُس ایک روز کے لیے بدلنی پڑی پنجشنبہ کی رات ہی سے اہتمام شروع ہو جاتا تھا۔ غذا سویرے ہوتی تھی۔ یہ بھی پلنگ پر ۱۲ کے قبل چلے جاتے تھے اور سویرے اجابت ہونے کے خیال سے ملین گولیان بھی کھا لیا کرتے تھے۔ نوکرون پر اور خاص کر بی سعیدن مغلانی جو روزانہ نماز فجر کے وقت ادا ے نماز کے لیے اوٹھا کرتی تھین اونپر سویرے چونکا دینے کی تاکید رہتی تھی۔ شیخ امان علی صاحب کہ جو شاید تمام عمر مین کبھی آفتاب کے ساتھ نیند سے نہین اُٹھے تھے اُن پر بھی بڑی آفت نازل ہوئی کیونکہ اُنکو اور دوسرے رفیق میر یار علی کو ساتھ جانا پڑتا تھا ۵ بجے سے گاڑی کی تیاری کے لیے ہنگامہ ہوتا تھا اور ساڑھے پانچ مین گاڑی آ کر لگ جاتی تھی۔ مصاحبین اور ملازمین اوسپر مختلف قسم کے ضرورت کے اسباب سجاتے تھے۔ حقہ۔ خاصدان۔ صراحی۔ اُگالدان۔ گلاس لُٹیا لوٹا وغیرہ اس کے سوا ضروری کپڑون دو گٹھری اور ناشتے کا کافی سامان ہوتا تھا۔ میوہ جات کی قسم سے انگور کی پٹاریان وغیرہ بھی رکھ لی جاتی تھین۔ بعض قسم کی ضروری دوا مثل معجون مفرح یا جلاب کے بھی لیجاتی تھی تاکہ بوقت ضرورت بہ کام آئین۔ جب گاڑی مال گاڑی کی طرح اچھی طرح لاد دی جاتی تھی اُس وقت ابا جان سوار ہو کر بانکی پور کی جانب تشریف لے جاتے تھے۔ سر و سامان کے ساتھ حکام کی ملاقات کے لیے جاتے تھے کہ عموماً کم لوگ سفر کلکتہ مین بھی آج کل اسقدر سامان ساتھ لے جاتے ہین۔ اگر یہ سب ضروری سامان وہ ساتھ نہ لے جائین تو وقتی وہ اس ہفتہ واری سفر پر ہرگز قادر نہ ہون کیونکہ دوپہر کے اوپر وہان سے لوٹنا غیر ممکن تھا اکثر ابا جان گاڑی پر ناشتہ وغیرہ کیا کرتے تھے اور لوٹتے وقت اپنے بعض احباب کے مکان مین گھنٹہ دو گھنٹہ استراحت فرما کر گھر آتے تھے۔ چونکہ حکام کی کوٹھیون مین سیکڑون لوگ ملاقات کے لیے جاتے ہین اس لیے ہر جگہ بہت دیر تک ٹھہرنا پڑتا ہے۔ اور اس مین ابا جان کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ مگر خطاب ملنے کے شوق کا نشہ ایسا کڑا تھا کہ وقتی وہ اپنی جان پر کھیل جاتے تھے۔ حکام کے ملازمین کو بہت کچھ انعام و اکرام دو خیال سے دینا پڑتا تھا۔ ایک تو ابا جان کا یہ خیال تھا کہ اُن کو ملاقات کرا دینے مین دخل ہے

دلربایانہ دگر بر سر بازآمدہ

اور دوسری بات یہ تھی کہ حکام کے مکان کے احاطہ مین وہ لوگ ابا جان کو اکثر ضرورتون کے آسانی سے رفع کرنے مین بڑی مدد دیتے تھے۔ گو یہ تکلیف تو ابا جان گوارا کر لیتے تھے مگر قریب ہفتہ کے انکو اس بے اعتدالی کا خمیازہ اٹھانا پڑتا تھا۔

اب تھوڑے ہی دن مین ابا جان شہر کی صفائی کی کمیٹی کے بھی ممبر ہو گئے اور کسی ایک آدھ بورڈ مین بھی جانے لگے۔ خلاصہ یہ کہ جہان انگریز جاتے تھے وہان انکا جانا بھی فرض تھا۔ چاہے انکو کیسی ہی ذاتی تکلیف کیون نہ ہو۔ یہ بھی سنا گیا کہ صاحب کلکٹر ان پر بہت مہربان ہیں۔ اور انکے لیے صدر مین رپورٹ بھی کر چکا ہے۔ مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کس قسم کا رپورٹ۔ مگر بی مغلانی ایک روز کہتی تھین کہ ابا جان کو نوابی کا خطاب ملنے والا ہے۔ اسپر اما جان بہت غصہ ہوئین۔ اور کہنے لگین کہ لونڈون کے نواب اب کیا پھر نواب بنین گے۔

ابا جان نے اب حکام کی رضامندی کے خیال سے امورات رفاہ عام مین خوب دریا دلی سے اپنی مقدرت سے کسی قدر بڑھکر بھی چندہ دینا شروع کیا ہے اور ہر ایسے موقع پر خاصکر انکی طلبی ہو لگی۔ اب کہ اپنے شہر کی قید نہ رہی کہین سے کوئی بڑا انگریز اس شہر مین آوے ابا جان کو اس سے جا کر ملنا ہے چاہے کوئی وقت ملاقات کیون نہ ہو اور اسی طرح دوسرے شہرون سے چندے کی طلبی مین ان کے نام دنادن چٹھیان آنے لگین۔ ہر ایسی چٹھی کے ملنے سے یہ اس قدر خوش ہوتے تھے جیسے کوئی راجہ حضور وایسرائے کے اظہار خوشنودی کے خریطہ کے پانے سے۔

ابا جان اب اکثر ڈاک گاڑی کے آنے جانے کے وقت حکام کے لینے اور رخصت کرنے کی غرض سے صبح وشام ریلوے اسٹیشن بھی جانے لگے۔ یہ گویا ایک دوسرا روگ لگا۔ گرمی ہو۔ جاڑا ہو۔ آفت برسے مگر ان کا اسٹیشن جانا ناغہ نہین ہو سکتا۔ اسٹیشن جانے مین بھی اس قدر سامان کے ساتھ لے جانے کی ضرورت ہوتی تھی جو متوسط درجے کے شرفا شاید سفر حج مین اتنا اسباب ساتھ نہین لے جاتے ہین۔

ایک دن پھر بی مغلانی خبر لائین کہ ابا جان آنریری مجسٹریٹ ہو گئے یہ سنکر اماں جان بہت ہنسین اور کہنے لگین کہ ان کو خدا جانے کیا خبط ہو گیا ہے۔ وہ علی گڑھ والے کیا اس شہر مین تشریف لائے تھے کہ سیکڑون رئیسون کو اسی طرح ایک قسم کا سٹری بنا گئے ہین۔ (باقی دارد)

راقمہ
تہذیب افروز بیگم

ریاست چمبہ

تنا شیرکلیان چمک رہی ہین۔ بادل ادھر ادھر سے گھر گھر کر مست مے آشام کی طرح جھوم جھوم کر چلے آتے ہین۔ ننھی ننھی بوندیان برس رہی ہین۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤن کے جھونکے دلون مین تازہ امنگین پیدا کر رہے ہین۔ بادل کی گرج ہوا مین ملی ہوئی۔ بلند عمارتون اور پہاڑون کی اونچی اونچی چوٹیون سے ٹکرا کر گونج رہی ہے۔ ڈوبرے۔ جھیل۔ تالاب کسی دل جلے کی چشم پُرنم کی طرح لبالب بھرے ہین اب آگے حضور اپنے جانب کی حالت قابل دید ہے۔ اسی صورت مین خیال آیا کہ ریاست چمبہ کی سیر کر آؤن۔ پھر کیا تھا۔ تیاری سامان سواری۔ اٹھنا اور چل دینا۔

سٹر اور وہ پیچ لینے۔ مزہ تو خوب آیا ڈلہوزی سے ابھی پورے طور پر جدائی نہ ہوئی تھی کہ حضرت ابر علیہ الرحمۃ نے اپنے وصال کا مزہ چکھایا۔ یہان تک کہ بھیگتے بھیگتے جیسا رہ جو کہ ڈلہوزی سے آٹھ میل دور ہے پہونچے۔ ڈاک بنگلہ مین اترے۔ ہماری حالت تو پانی پانی تھی۔ گھوڑا پانی۔ سوار پانی۔ زین پانی۔ رکاب پانی۔ کوٹ پانی۔ پتلون پانی۔ چھاتا پانی۔

برساتی پانی - ہاتھہ پانی - پیر پانی - مگر خیارہ کی دلچسپی نے یہ سب کچھہ بھلا دیا - بھلا آپ جانتے ہین ایک میل مربع میدان چارون طرف پہاڑیان - صرف ایک طرف سے پانی نکلنے کا نالا - اور علاوہ اسکے مخملی سبز فرش بچھا ہوا اور بیچ مین تالاب جس کے نزدیک جانے سے زمین مین پاؤن دھنستے ہین - ع

کنار آب رکن آباد و گلگشت مصلے را

کا مجمع گویا اسی جگہ ہوا ہے - یہ سب باتین ایسی تھین کہ ہمکو انھون نے اپنی طرف رجوع کر لیا - چونکہ ہمنے خانسامان کو چاہ کا آرڈر دیا تھا - اُسکا آدمی آیا - اور یون ارشاد فرمانے لگا جس سے کہ اس طرف کے آداب اور اخلاق کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے -

(ملازم) "حضور خانسامان جی پوچھتے ہین چار کے لیے پیالیان لاؤن یا دیچی سمیت"

یہ سُنکر حضور تو بہت گھبرائے کہ یہ کس بلا سے سابقہ پڑا - پوچھنے سے معلوم ہوا کہ بنگلہ کی پیالیان انگریزون کی مستعمل ہین - اور آپ مسلمان نظر آتے ہین آپ کیونکر ان مین چاء پئین گے - اجی مجھے تو پہلے ہی لوگ آدھا کافر کہتے ہین - اب پورا بنا - انھین پیالیون مین چاء پی گیا الغرض قریباً دو گھنٹہ آرام کرکے روانہ

منزل مقصود ہوا - اور بھیگتا ہوا وارد چھنبہ ہوا - چھنبہ بے شک ایک اچھا سا ہے - دریا کے کنارے ایک چھوٹا سا شہر - دریا کون ؟ راوی - راجہ صاحب نے اس کا پل نہایت ہی عمدہ نفیس بنایا ہے - جو کہ دور سے بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے - اس پل سے قریباً نصف میل اوپر شہر ہے - دروازہ شہر سے اندر جاتے ہی ایک چوگان ہے جو کہ اپنی خوشنمائی مین خود ہی نظیر ہے اس چوگان کے مشرقی حصہ مین ایک طرف کچہری ہے اور باقی دوکانین ہین ان دوکانون کے بالائی حصہ مین راجہ صاحب کے محلات ہین - اور مغربی حصہ کچھہ تو کھلا دریا کی سیر کراتا ہے اور باقی مین پوسٹ آفس دوکانین حوالات اور پولیس ہے - شمال کی جانب ہسپتال جو کہ اس چوگان کے باعث سے نہایت ہی عمدہ زیب دیتا ہے - اور اسی کے مقابلہ مین جنوب کی طرف ایک کوٹھی ہے جس مین راجہ صاحب کے معزز مہمان اُترتے ہین - چوگان مین سبزہ اس قسم سے لہلہا رہا ہے کہ گویا عاشق مزاج لوگون کی اُمیدین اور آرزوئین پوری کرنے کا یہی ایک سرسبز مقام ہے - خاصکر جبکہ پوروش اور پریجمال نازنین ادھر سے اُدھر سیر کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہین تو ایسا حسین منظر ہونا ہی ناممکن ہے

جیسے ہی مین نے چوگان مین قدم رکھا معلوم ہوا کہ لوگ میرے منتظر ہین - بھلا یہ کیا بات ؟ لوگون کو میرا کیا انتظار تھا مین سیر کے طور پر آؤن اور لوگ میرا انتظار کرین - بھلا اس کا باعث تو بتلائیے - جب چند اشخاص سے دریافت

کیا معلوم ہوا کہ اس جگہ کئی پادری صاحبان تشریف لائے ہین اور روز وعظ و منادی کر کے مسلمانون اور ہندوؤن کا ناک مین دم کر رکھا ہے - پھر تو مین بہت خوش ہوا کہ ہم فعل و ہم تماشا - چلو سیر کی سیر اور کام کا کام ایک دن تو مین نے آرام کیا - دوسرے دن حضرت مین بھی میدان مین آ کودا وہ اگر کھڑے ہو کر منادی کرتے تھے تو مین نے کرسی - میز اور دری بچھوا کر وعظ کرنا شروع کیا - کہ عیسائیون کے پاؤن ہل گئے - پہلے تو مباحثہ کے لیے تیار ہوئے - آخر مین نہ آسکے - چنانچہ جو میری ان سے خط و کتابت ہوئی ہے علحدہ شائع ہو گی - واہ واہ واہ مجھے یہ قصہ سُنانے سے کیا غرض - مین تو آپ کو چھنبہ کے حالات بتلائے ہین - یون تو مین جتنے دن رہا وعظ کرتا رہا - مین نے تو آپ کو حاکمون کا کچھہ حال بتلایا ہی نہین سنیے - حاکمون کی قلت سے بہی تکلیف ہے - مقدمات بہت - اور مجسٹریٹ تھوڑے اس لیے تاریخین بہت ہی لمبی پڑتی ہین چنانچہ میرے روبرو ایک مقدمہ فوجداری کا ہوا - جس کی تاریخ ۲۸ دن کی پڑی - بھلا جب فوجداری کی اتنی لمبی تاریخ تو دیوانی کا کیا حال ہوگا - کئی مقدمہ ایسے سننے مین آئے ہین کہ کئی کئی سال ہو گئے ابھی تک حکم نہ ملا - خیر مجھے اس سے کیا غرض - ع -

رموز مملکت و ملک خسروان دانند

مگر مین اتنا کہے بغیر نہین رہ سکتا کہ اسی باعث سے انصاف پسند وزیر صاحب کو جو کہ راجہ صاحب کے سگے بھائی اور پرائیوٹ سکرٹری بھی ہین نہایت ہی تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے یعنے دیوانی اور فوجداری مقدمات دونون کی اپیلین خود ہی سننی پڑتی ہین - واقعی وزیر صاحب موصوف کی خوش خلقی اور عقلمندی ہی سے ریاست

کھڑی ہے۔ اور وزیر صاحب کی ذہانت
اور ذکاوت قابل تسلیم ہے۔ اور اسی لیئے
عوام کے دلون مین ان کی ایسی محبت ہے
کہ گویا اگر وزیر صاحب کُل ہین تو رعایا
ان کی جزء۔ خدا انکو سلامت رکھے۔ آمین
ہز ہائنس جس وقت مولی عادت
فراغت پاتے ہین تو فیاضی کا ہاتھ
کھول دیتے ہین۔ چنانچہ کلیسا کے لیے
بارہ ہزار کی رقم عنایت کی۔ نیز مسلمانون
کو وعدہ کیا کہ مسجد کے لیے بھی اتنی ہی
رقم سے امداد کرونگا۔ اور چوگان بھی
ہز ہائنس نے اپنی محنت اور خرچ کثیر سے
اس قدر وسیع اور خوشنما بنایا ہے کہ ناظر
کے دیکھنے کا محتاج ہے۔

راقم۔ اے۔ ایس۔ رفیقی
از ڈلہوزی۔

عمل برائے حفاظت تعلقداران و رئیسان

(از۔ اے بریلی)

آجکل اس معصوم اور واجب الرحم
گروہ کی دو ایک بلون کی بدولت ایسی
گھبراہٹ ہو رہی ہے کہ دوست کائل ہوئے
جاتے ہین۔ خوف ہے کہین خدانخواستہ
دشمنون کے کان بہرے کوئی آسیب نہ
پہونچ جائے۔ لہذا این جانب ایک عمل
اُن کی حفاظت کے واسطے اُسی طرح
کا تجویز فرماتے ہین جیسے فی زمانہ
فال کھولنے والے۔ رمال۔ عامل۔
ناودت۔ بچون کی حفاظت کے واسطے
شب و روز تقسیم فرمایا کرتے ہین۔ یہ
عمل اکثر ہندوستانی ریاستون اور
بعض علاقون کا مجرب ہے۔ آج تک
بجز جیت کے کبھی پٹ نہین پڑا۔ بس
یہ سمجھ لیجیے ایک پہ ایک ہے۔

و ہو ہذا

اگر کوئی رئیس یا تعلقدار بکثرت شرابخواری
اور بیہودگی افعال و حرکات سے حکام
کی بازپرس کے خوف مین مبتلا ہو تو
لائے ایک جانگلو صاحب بہادر۔
انگریز ہو یا دوغلا۔ مگر ہاں تو نوجوان حسین
جورو والا ہو یا اُس کی لڑکیان حسین
ہون۔ بعد اسکے نوکر رکھے واسطے
انتظام ریاست کے بڑی تنخواہ پر
اور جورو اور بیٹیون کی بھی تنخواہ مقرر
کرے۔ اسقدر کہ مجموعی طور سے پندرہ
سولہ سو روپیہ خزانہ کا صاحب کے شکم
مین ماہو ر جایا کرے۔ بس سیاہ سفید
تو سپرد کر دے جانگلو صاحب کے
اور خود میمون کی صحبت مہذب مین
شراب پیکر شب و روز بدمست پڑا رہے
اور اطمینان رکھے کہ اب علاقے مین
لاکھ ابتری ہو مگر اس بندوبست سے
سب کی زبان بند رہے گی اور علاقہ
کورٹ نہ ہو سکے گا۔ اور نہ جورو کو واگزاشت
کرانے کے واسطے سرکشی کرنی پڑیگی۔

راقم۔ عاقل

خاکی انڈے والی مرغی

حضرتنا۔ بندہ درگاہ کنواری بوا "
کی فریاد سنکے جی مین ان گرفتاران قفس کی
حالت زار پر افسوس کرتا گردن جھکائے نیچی نظر
کیے چلا آتا تھا کہ زمین پر مجھے ایک کاغذ پڑا
ملا۔ تلاش و جستجو کی عادت کا بُرا ہو اٹھا لیا اور
پڑھنے لگا۔ مضمون یہ تھا۔

"چہ کنم پیش کہ نالم بہ کہ فریاد برم
مرغ بے بال و پرم

آپکو قسم ہے اپنی سحرگاہی ککڑون کون (وظیفہ نماز)
اور ریشم سی بوڑھیا مرغی کے انڈون بچون کی
ذری میری بے بال و پری کی داستان سن لیجیے
آپ ہی کے پرون کے سائے مین مین پلکر بڑی ہوئی
ہے پلوری۔ پلوری سے پٹھہ ہوئی مگر اب
جب مین انڈون پر ہوئی تو آپ نے اس
بات پر کہ کہین کڑکڑا کے وہین انڈا نہ دیدون
ٹھونگے مار مار بغیر جوڑا ملائے دانہ پانی بند
کرکے دڑبے سے نکال۔ کوسون دور
دلی دروازے کی ایک جعفری مین پھینکدیا
اگر آپکو اپنی جنس مرغ کی خاصیت پر نظر ہوتی
تو آپ سمجھ سکتے کہ جب ٹینی سے مرغیان جمع ہونگی
تو یہ لازمی امر ہے اور اکثر انڈے خاکی بھی ہوا کرتے ہین
اب مین دانے دانے کو محتاج ہون۔ اور یہ خوف بھی
بلی کیطرح دبوچے ہوئے ہے کہ کہین سرکاری مرغی
نہ سُن پائے اور تاکید کرے کہ خبردار انڈا گندا ہو
یا ٹوٹنے نہ پائے جس سے پٹھے سے پہلا لیتی تھی وہی
الناس کالمعدوم ہے کبھی کڑکڑا کے نہین بلا سکتا کہ
اُسی سے درد دکھ کہون۔ مرغ تو کرشنگ دانے تو سب جانتے
ہین مگر آپکی سنگدلی ضرب المثل ہے۔ از برائے خدا صبح کی
عبادت کے واسطے آپ علی الصباح جگانے مین
رحم کہائیے اور بہر آفتاد انکو نکا مرغانہ بنیے۔ اپنی
اس پٹھہ کی خبر لیجیے کہ مین بھی چینگی بولون مین
عرضی فدویہ کانی مرغی

اس عرضی پر حسب ذیل دستخط تھے۔

مشرح دستخط

مشہور ہے۔ ع۔ یا بکش یا دانہ دہ یا از قفس آزاد کن
لہذا آخری تجویز تمہاری نسبت عمل مین آئی جاؤ

پروفیسر شہباز کے گنگا جمنی خیالات

نمبر ۲

دوسری نظم

عزلت منزل

(۱) تنہائی کا مین عاشق ہون
رہتا ہون عزلت منزل مین
خاموش لبون سے ناطق ہون
خوشیان ہون خوشی کردل مین

(۲) چڑیون کے نغمے سنتا ہون
کیا غم ہے اگر ارگن نہ ہوئے
مین تو سر بے پر دھنتا ہون
گو شاہد دستک ان نہ ہوئے

(۳) ہنستی ہے سیر سے ساتھ سحر
ہنس ہنس کر جی بہلاتا ہون
پھولون کو دیکھ کے تازہ و تر
غنچون کی طرح کھل جاتا ہون

(۴) حیرت کی قطرۂ شبنم سے
جب اوسون پیاس بجھاتا ہون
آئینون مین اُن قطرون کے
قدرت کے جلوے پاتا ہون

(۵) جب پھیلا سایہ پیڑ دن کا
غم ہو سے دل سے کا خون کے
کیون جی مین ہونا جی فکر غذا
پھل دامن مین ہین جا خوشے

(۶) پڑھنے کو کبھی گر دل چاہا
گل کے اوراق الٹتا ہون
شاگرد ہون بلبل شیدا کا
جو یہ تبلائے رٹتا ہون

(۷) مے سے یان مجکو کیا مطلب
مے چاہیے دولت والونکو
رکھتا ہون تر پانی سے لب
دیتے ہین داغ جو لالون کو

(۸) سوسن کیطرح زبان رکھکر
پاتا ہون لطف خموشی مین
جھکتا نہین مثل صبا گل پر
کہنے کو کچہ سرگوشی مین

(۹) خط دیکھا جب سے ریحان کا
خط لکھنا مین نے چھوڑ دیا
شاخونکو گل کی قلم دیکھا
اُس دن سے قلم ہی توڑ دیا

(۱۰) محراب مین گو نہین مسجد کی
گنبد تو یان ہین نہالون کے
ہین تیتر فاختہ اور قمری
یان بھیس مین اللہ والونکے

(۱۱) یشافین ہین وقف عبادت
تسبیحین ہین تہلیلین ہین
چڑیون کی پاک جماعت مین
تکبیرین ہین ترتیلین ہین

(۱۲) سُننے کو چڑیون کے نغمے
شہباز جب آگے بڑھتا ہون
تحریمہ باندھ اُن کے پیچھے
فی الاصل نمازین پڑھتا ہون

(۱۳) جب شام کا سُرمہ پھرتا ہے
آنکھون مین آکر نرگس کی
اور ضعف کا نزلہ گرتا ہے
آنکھون پر آکر ہر حس کی

(۱۴) آنکھون کے رستے لاتی ہے
چڑیون کو نیند بسیرون مین
مجکو بھی جا پہونچاتی ہے
راحت پھولون کے ڈھیرون مین

(۱۵) پہلو مین دل کو راحت سے
جب خوب شگفتہ پاتی ہے
ہاتھون سے صبا کے چھو نکو نکے
ہنس ہنس کر صبح جگاتی ہے

(۱۶) اس مین جو سہارا پاتی ہین
تھوڑا ابھی بھنوین پیشانی سے
پٹ سے آنکھین کھل جاتی ہین
پھولونکی خوش عنوانی سے

انشاے پنچ

نمبر ۱

عاشقونکا خط معشوقہ مغرور کے نام

توجائے تو کیون نہ آئے افسوس

بیوفا۔ بیمروت۔ جفا شعار۔ ستم پیشہ
عاشق کش۔ ماتم جسنا۔
کچ ہتا ہے تجھہ میں کہاں کی سنگدلی
آئی کسی کی ظلم پرستی کی وجہ تیرے دلبر
چھا گئی۔ جو تیرے کہکر سننے پر لگا کر اٹھ گئی۔
تیری بھولی بھولی صورت ہر وقت رگ یاد
میں نشتر فروشی کرتی ہے۔ تیرے ارباب
جلسہ تیرے ماتم فراق میں سر بہ گریبان
اشک ریزاں ہیں۔ ہر ایک کی آنکھ پہ
آستین ہے۔ ؎

رونا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا

افسوس کہ ہوش تیری آرامگاہ سے کسی
شوخ رعنا آشنا کی طرح بالکل نابلد ہے ورنہ
اسکو اڑا کر تجھے بلا بھیجتے۔ رشک تو بستر
بیماری پر پڑ گئی ورنہ اس سے کچھ کام لیا جاتا
خود رفتگی تخت و تاراج صبر و قرار پر آمادہ
ہے۔ آشفتہ سری آستین چڑھائے
آرزو سے شبخون ہوش و حواس پر نرغہ کیے
ہوئے ہے۔ نہیں تو ہم ضرور تیری تلاش
کے واسطے بھیجتے۔ ہاے۔
او جفا دوست۔ وفا دشمن تیرے عشاق
کی امید و تمنا دیکھ تو سہی کیسا سر کھولے
ہوئے بیٹھ رہی ہیں۔ ذرا ان کا بین تو
سن۔ دیکھ کیا کہتی ہیں۔ ؎

سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے
کہ دامان خیال یار چھوٹا جائے ہے مجھسے

خدا کرے ان کی گریہ و بکا سے نظر کی
آنکھ جائے جو اپنے تار سے تیرے بدن کو
الجھا رکھے۔ آرزو کی بیکسی اور حسرت کی
بے بسی قابل دید ہے۔ ؎

اپنے بسمل کا تڑپنا دیکھو
دو گھڑی سیر و تماشا ہی سہی

(آیا سمجھ کے بیچ میں)

فریاد کی آواز ہر سرگشتہ یاس بسمل تمنا
محروم وصال کے لبوں سے جاری ہے
لب احسان تسکین نہیں گوارا کرتے ہیں

سوال بوسہ شاید داشت از تو
لبش مے جنبید جائے ندارد

ارمان کسی عروس دوجز کی طرح روٹھ گئی
حسرت و کلفت و ناکامی نے امید و تمنا
آمد و کے سر بالین پہرا لگا رکھی ہے۔
تسکین و تسلی کے دل میں درد اٹھ رہا
ہے اور تیرا غم مفارقت نشتر فروشیاں
کر رہا ہے۔ پلکیں آپس کا وصال بھول
گئی ہیں۔

(آیا سمجھ کے بیچ میں)

تیرے جاتے ہی نرگس کے چمن میں
شوخی باقی نہیں ہے۔ وہ رنگ، وہ
خمار اٹھ گیا اور یکایک حیرانیت اور
اداسی چھا گئی۔ ہاے۔ تجھے عجب اسکی
بھی خبر ہے کہ سوسن و یاسمن نے اپنا
زیور گل اتار ڈالا۔ دیکھ آخر آسمان
کو تاب نہ آئی زرد ہی دیا اور ایسا رو دیا
کہ ندی نالے سب ایک ہو گئے۔ سب غنچے
پھوٹ پھوٹ کر ہنسنا بھول گئے۔

(آیا سمجھ کے بیچ میں)

افسوس کہ ان سب نوجوانان چمن کی
تیرے فراق میں یہ کیفیت اور تیری
یہ حالت۔ کہ کسی وارفتہ دل کی طرح
کسی کی کچھ نہیں سنتی۔ افسوس ہے کہ
تو اڑتے ہوئے رنگ اور جاتے ہوئے
حواس کی طرح ایکبارگی چلی گئی۔ اور
عشاق کو اس کا بھی موقع نہ ملا کہ وہ چلتے
وقت ذرا گلے سے تو لگا لیتے۔ ہاے
افسوس۔ ؎

جز خیال تو غمگسارم نیست
با خیال تو خود قرارم نیست

تیری یاد میں زخم نہانی کے بندھے ہوئے
انگور ورق گل کی طرح پارہ پارہ نظر آتے
میں جب کبھی پیادہ کو جھکتے دیکھا ہوں ہم
لوگوں کی رونے والی ڈبڈبائی ہوئی
آنکھوں کو دیکھ سے۔ ہم لوگوں کی اداس
منتوش۔ پریشان صورتیں کہے دیتی ہیں
کہ دل پر چوٹ کھائے ہوئے ہیں۔ ہر وقت
ہر لحظہ تیرا تصور بندھا رہتا ہے۔ ؎

چھیڑتی ہے کبھی و بیر دو کسی ہوش کی یاد
سوتے سوتے اٹھ کر تڑپتے ہیں اکثر خواب میں

ارے سے ظالم تیری طوطا چشمی یہ بے اعتنائی
اس طرح چپکے نو دو گیارہ ہو جانا۔ ہم لوگوں کی
مہر و محبت کو ایکبارگی دل سے حرف غلط کی
طرح مٹا کر گلدستہ طاق نسیان بنا ڈالنا
آٹھ آٹھ آنسو کیا معنے سولہ سولہ آنسو رلا
رہا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ مدت مدید
کی گرم جوشیاں اختلاط ارتباط آگے جاکر
دیکھیں کون کون ستم ڈھلتے ہیں ہم بھی
دست بدعا ہیں۔ ؎

اے چرخ ڈھونڈھ کوئی تسکین دل پذیر
رکھ چھوڑنا مری شب فریاد کے لیے

(آیا سمجھ کے بیچ میں)

ہاے افسوس۔ دن تو ہم لوگوں کا برے
بھلے حال سے کٹ جاتا ہے مگر شام ہی
سے تیرا تصور دل میں چٹکیاں لینا شروع کرتا
اور آٹھ نو بجے تک تو تیرا سانولا رنگ
ابھرا جوبن۔ زہریلی چتون۔ رسیلی آنکھوں
کی یاد دماغ میں گھس کر گھن چکر بنا دیتی ہے
اور ہم لوگ رات بھر قلابازیاں کھاتے کھاتے
صبح کر دیتے ہیں۔ اور گھر والے یہ کہہ
کہہ کے رو دیتے ہیں۔ ؎

باعث اس کا حل کا کوئی جانتا ہی نہیں آج
میں نہ مانونگا کبھی کچھ دال میں کالا ہے آج

غرض یہ کہ تمہارے پیچھے ؎

دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنون را
بلاے صحبت لیلے و فرقت لیلے

(آیا سمجھ کے بیچ میں)

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی   بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

اب زیادہ کون طول دے۔ مختصر یہ ہے کہ
شہر بہر یہ کہہ رہا ہے۔ ؎

میخانہ تجھ سے جاتے ہی ویران ہو گیا
کچھ ٹکڑے ٹوٹے شیشہ و ساغر کے رہ گئے

گو ہم لوگون نے تیری تلاش تجسس مین
کنوؤن مین بانس۔ اور بالسون مین کنوین
ڈال دیئے۔ مگر سوا اسکے ؎

تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے
تیرا پتہ نہ پائین تو ناچار کیا کرین

کچھ پتہ نہ چلا۔
اب اخیر مین ہم دست بستہ عرض
کرتے ہین کہ برائے خدا ہم بیکسون پر تم
ترس کھاؤ۔ اور خط دیکھتے ہی فوراً آ کر
اپنا اُجڑا گھر آباد کرو۔ ورنہ جواب سے فرط
یاد و شاد کرو۔ ؎

جواب خط سے آنکھین شاد کرنا
ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا

راقم
عاشقانِ صادق

جواب

بلبل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا
اُسکی بلا سے بوم رہے یا ہما رہے

میرے چاہنے والے خدا تم کو
خوش رکھے۔ تمہارا اشتیاق نامہ پہونچا
مین سچ کہتی ہون کہ پڑھکر ایک سناٹا سا

ہو گیا۔ تم لوگون کی پریشانی اور عاشقی
حالت سے سخت ملال ہوا۔ یقین جانو میری
اب تک یہ حالت ہے ؎

محفلِ یار سے اُٹھنے کو اُٹھے تو لیکن
درد کی طرح اُٹھے گر پڑے آنسو کی طرح

مین نے اپنی خوشی سے تم لوگون سے
روپوشی نہین اختیار کی۔ بلکہ جب دیکھا
کہ تم مین سے بعض لوگون کی آشفتہ
مزاجیان میری زلف دراز کی طرح
میرے ہی گلے کا ہار ہو کر پھانسی کا کام
دیتی ہین یہ ستم کی تیوریون پر ہر وقت
بل پڑے رہتے ہین۔ جو تیغ بے پناہ
سے کم نہین۔ سر کے بال ہر وقت
اینٹھے رہتے ہین۔ نگاہین خود بخود پھری
رہتی ہین۔ ؎

نگاہِ یار جسے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسیکی کچھ نہین چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

تب ارادہ ہوا کہ کسی طرف منہ کالا کر جاؤ
اور اس خیال کے مضبوط ہوتے ہی
چل کھڑی ہوئی۔ چلتے وقت کسی نے
یہ بھی نہ پوچھا کہان جاتی ہو۔ ناز کی
نے شوق کی حسرت بھری بیتا بیون پر
احسان کیا کہ چلنے کی اجازت دیدی۔
چلی پر اکیلی چلی۔ کون کس کے ساتھ ہوتا
ہے۔ رخصت کے وقت کسی نے
امام ضامن تک نہ باندھا۔ بیکسی جو ہمیشہ
سے دلسوز تھی وہی ساتھ ہوئی۔ اور
کہا کدھر چلتی ہو۔ گھبراؤ نہین۔ مین ساتھ
ہون۔ ؎

سفرِ عاشقی مین داغِ جنون
روپیہ ہے امام ضامن کا

چلی اور نہین معلوم وحشت مین کدھر چلی۔
ایک میدان۔ میدان خیال سے بھی
زیادہ لمبا چوڑا دکھائی دیا۔ ہو کا عالم۔
سبزہ کے عوض خار مغیلان کا فرش بچھا

تھا۔ پاؤن کا اُٹھانا تھا کہ پیر زخمی۔ لہولہان
قیمہ قیمہ ہو گیا۔ ہوا کا سناٹا۔ زخمون کی
ٹیس۔ تنہائی کا عالم۔ یہ سب کچھ سامان
مصیبت ایک جان حزین کے واسطے
موجود تھے۔

دیکھتی تھی جو بیابان مین مصیبت میری
مجکو چھاتی سے لگا لیتی تھی غربت میری

اس وقت مجکو متعدد خیالون نے گھیر لیا
تھا۔ کبھی بیابان مرگی کے خوف سے
کڑہتی تھی اور یہ خیال ہوتا تھا کہ اگر اسی
جنگل مین خاک ہو گئی تو ہرگز کفن کو
ترسونگی۔ کون قبر پہ پھول کی چادر چڑھائیگا
اور کون جنگل بیابان مین فاتحہ کو آئیگا

ساتھ جسکے نہ کوئی ہو وہ ہے میت میری
جس پہ سبزہ نہ اُگا ہو وہ ہے تربت میری

مین انہین خیالات مین مستغرق تھی کہ یکایک
پکارنے کی آواز آئی۔ آنکھ کھول کر جو
دیکھتی ہون تو ایک باغ۔ باغ فردوس
سے بھی زیادہ لمبا چوڑا دکھائی دیا۔ جس مین
طرح طرح کے پھول کے درخت لگے ہوئے
تھے۔ روشون پر نارنگیون کے درخت
گوندنی کی طرح لدے کھڑے تھے درمیان
مین ایک کوٹھی تھی جو نئی نویلی دلہن کی
طرح سجی ہوئی تھی۔ جس کا مالک میرے
انتظار مین کھڑا تھا۔ مختصر یہ کہ مین نے
اپنے خیالات کو درست کیا۔ اور اسی طرف

چل کھڑی ہوئی - نوجوان نے مجھے ہاتھون ہاتھ لیا اندر کوٹھی کے بہت سی راز کی باتین کین - اور ہمیشہ میرے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا - چنانچہ اب مین اُسی نوجوان کے ساتھ ہون - مگر مشکل یہ ہے کہ پردہ کی بھاری زنجیرین میرے پاؤن مین پڑگئی ہین جسکی وجہ سے مین نہ کہین آجا سکتی ہون نہ کسی سے مل سکتی ہون - خط وغیرہ لکھنے مین بھی سیکڑون دقتین پڑتی ہین اسوجہ سے -

اب خط کی نہ ہو اُمید داری
القلم ہے قلم کی رو سیہ زاری

راقمہ - موتی جان از لامکان
بقلم
م ب - علیہ الرحمۃ

داغی کلام

ڈیر پنچ - اوپر کی سرخی سے ۲۰ اپریل اور ۶ - جولائی کے پرچون مین آپ نے میرے بعض شعبے حضرت داغ کی پنجابی ملی ہوئی اُردو پر ملاحظہ فرمائے ہون گے میرے نزدیک اس سے زیادہ اُنکے کلام وحشت التئام پر حرف زنی مناسب نہ تھی بقول صائب ؎

بحرفِ ہیچکس انگشتِ اعتراض منہ

کہ مستفید شود از تو و عدد گردد

مگر چونکہ مین وعدہ کر چکا ہون کہ بوقت فرصت حضرت داغ کے کلام کو پھر بھی دیکھونگا لہذا فی الحال آپ کے ملاحظہ کے لیے پھر چند شعبے بھیجے جاتے ہین - ان شعرون کے لکھنے سے میرا یہ مطلب نہین کہ حضرت داغ نے تھوڑی سی عربی یا ایک دو کتابین فارسی کی کیون نہ پڑھی ہین کہ ایسی موٹی غلطیون سے محفوظ رہتے - بلکہ میری غرض یہ ہے کہ حضرت داغ زبان اُردو کی سلاست سے نونو اٹھارہ کوس دور ہین اور جو حضرات اُنکی سلاست پر غش ہوئے جاتے ہین اُنکو ہوش کی دوا کرنا لازم ہے - اشعار آبدار ملاحظہ ہون خصوصاً -

سب سے پہلے حمدیہ غزل جو "فلک سا تیرا" اور "ملک تیرا" کی زمین مین ارشاد ہوئی ہے - ؎

نہ کوئی تیرا ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا

"مشترک" اُس چیز کو کہتے ہین جس مین کئی شخص حصّے کے شریک ہون - کسی کے ساتھ خصوصیت نہ ہو - مگر حضرت داغ نے مشترک بمعنی شریک نظم فرمایا ہے کوئی پوچھے تو سہی کہ مرد ادرک جب تم عربی الفاظ کے معنی ہی نہین جانتے تو کیون خواہ مخواہ اپنے تئین ذلیل کرتے ہو - شملہ بمقدار علم ہونا نہ چاہیے -

کیا مجھ سے ہی تنہا ہو تعریف تری قاتل
خنجر بھی زبان بنتا جب شکر ادا ہوتا

اس شعر مین "ہی" ایسا ہی ہے جیسے "ہوا" کا لفظ اس شعر مین - ؎

تم اور مجمع اغیار وذکر نازو نیاز
خبر نہین کوئی بیٹھا ہے دردمند ہوا

واہ حضرت داغ وا - آخر کار فصاحت کا پالا آپ ہی کے ہاتھ رہا - کیا خوب "ہی" اور "ہوا" دونون بر محل صرف ہوئے ہین ؎

اتنی ہی تو بس کسر ہے تم مین
کہنا نہین مانتے کسی کا

بات عبری عربی کی دُم مین کھٹکھٹا - کیون حضرت داغ - آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ابھی آپ مین کتنی کسر باقی ہے - کسر تحریک آپ نے کہان ملاحظہ فرمایا - کسر شان ہو تو ذرا کتاب کا نام تحریر فرمایئے کہ دستور الصبیان مین دیکھا یا امقیمان مین - ؎

لے لیا ہاتھون مین مجکو دیکھکر بے اختیار
آج اُنکا پاسبان میرا نگہبان ہوگیا

کسی کو ہاتھون مین لے لینا شاید دلی کی زبان ہو تو ہو - مگر ہمنے تو کسی دلی والے کو بھی بولتے نہین سُنا - ؎

ساتھ عشاق کے یہ پھر بھی نہ کرتا نرمی
آسمان گر ہمہ تن روئی کا گالا ہوتا

واہ حضرت داغ کیا خوب مبالغہ نیا ارشاد ہوا ہے - بادل روئی کے گالے سُنے تھے آسمان کی نئی ہوئی - ؎

اے عشق سُن نہ لے کہین فرہاد یہ صدا
تیشہ پکارتا ہے کہ مین کوہکن ہوا

پہلے ذرا ۶ - جولائی کا پرچہ ملاحظہ ہو جسمین حضرت داغ کا یہ مصرع درج ہے - ؎

مری بیہوشیون سے ہوش ساغر کے بکھرتے ہین

اسکے بعد ملاحظہ فرمایا جائے کہ "ڈرجائیگا" اور "مرجائیگا" کی زمین مین حضرت داغ فرماتے ہین - ؎

آن کی آن مین سب کھیل بکھر جائیگا

اسی کو یک نہ شد دو شد کہتے ہین - دیکھا چاہیے اسکے بعد کیا چیز بکھرتی ہے - ؎

کیئے اے خضر تمنے خوب نقد عمر کے گھرے
خیال آیا نہ اے حضرت مگر آخر خسارے کا

"دو گھرے کرنا" اہل لکھنو کا محاورہ نہین ہے اور نہ دہلی کے قدیم محاورے مین تھا - لہذا ایجاد بندہ اگرچہ گندہ کہنا بجا ہو - راقم مضاریب التشکبرین - از مٹیابرج کلکتہ -

ابا جانکی کہانی بڑی صاحبزادی کی زبانی

نمبر ۱

شوق حکام رسی ترقی مدارج

جبسے اس بدہ سے پہلے خدا جانے کیا انکو شہر کے ابا جان پر ماسد یا تہا اسوقت سے انہین ایک حیرت انگیز غیر معمولی چستی آگئی تہی اور وہ اس پہرتی سے چکر لگاتے اور گردش کیا کرتے تھے کہ سارے شہر کے لوگ انکو دیکہکر متعجب ہوتے تھے۔ اسی زمانہ مین انہون نے قومی کالج کے لیے کچہ روپیہ بہی بہیجے تہے اوسکا نام بہی شاید وہان کسی جگہ بطور یادگار کے لکہا ہوا ہے۔ اس شہر مین جب انکی رسائی کا حلقہ خوب وسیع ہو گیا اور تمام حکام انکو ماننے لگے اور انکے خطاب ملنے کی نسبت اکثر جہوٹے اور بے بنیاد دل خوش کن خبرین بہی مشہور ہونے لگین اسوقت ابا جان کو اپنی رسائی اور شہرت کے حلقہ کے اور زیادہ وسعت دینے کی ضرورت ہوئی۔ اور اسبات کو انہون نے جان لیا کہ بغیر حکام صدر (کلکتہ) کی تائید کے خطاب وغیرہ نہین مل سکتا اسلیے ضرور ہے کہ حکام ملکی سے شناسائی پیدا کرین اور دار السلطنت ہند کے پر منفعت تمدنی حلقون مین چکر لگائین اور وہان کے تمدنی حلقے ہندون سے معرفت پیدا کرین چنانچہ اس خیال سے ابا جان ستمبر کے ابتدا ہی مین کلکتے روانہ ہو گئے اور وہان بعض مصلحت سے ولسن ہوٹل مین جاکر ٹھہرے اور چاہا کہ طرز جدید وضع خورونوش مین جو انکو ذاتی تکلیف ہوئی اُس کا خیال نہ کیا۔ ہوٹل مین اترنا صرف اس غرض سے تہا کہ کلکتے کے حکام بلحاظ تہذیب یافتہ لوگ ان کو ایک روشن خیال آدمی سمجہین کیونکہ ایک زمانہ سے روشن خیال مسلمان ہوٹل مین ٹھہرنے لگے تہے۔ بدقسمتی سے انکو سہ منزلہ کے ایک کنارے کا کمرہ ملا کیونکہ سیزن کیوجہ سے اور کوئی کمرہ دوسری منزل مین خالی نہ تہا۔ پہلے سے بہی انکو ہوٹل کا تجربہ مطلق نہ تہا اور یہ تو فقط ایک خیالی خوشی کے حاصل کرنے اور بعض خیالی نفع کیوجہ سے وہان جاکر ٹھہرے تہے لیکن کمرے مین پہونچتے پہونچتے انکے ہوش درست ہو گئے اور گھنٹون تنفس کا انتظام درست نہ ہوا میر یاور علی صاحب جو ساتھ گئے تہے انکو دوسرے دن سے ایک بموقع مقام پر گلشن نکلی اور وہ بمجبوری ابا جان سے جدا ہو کر ایک دوست کے مکان مین کسی ہندوستانی محلہ مین جا کر رہے۔ ابا جان وہان چلنے پہرنے اور کام کرنے گئے تہے اسلیے دن مین انکو دو چار مرتبہ بہی سہ منزلہ سے اترنے کی ضرورت ہوتی تہی اور ہر مرتبہ کی نقل و حرکت مین انکی آدہی جان نکل جاتی تہی اہلکاران ہوٹل انکی یہ حالت دیکہکر ایک تبسم آمیز ہمدردی بہی انکے ساتھ کر لیا کرتے تہے جو کہانا انکو وہان ملنے لگا اس کا ایک لقمہ بہی برغبت سے نہین کہا سکتے تہے۔ اور اگر کسی طرح جبر کرکے دو چار لقمے تہ حلق کیا بہی تو معدہ نے اسکے ہضم کرنے سے معذوری ظاہر کی نتیجہ بدہضمی ہوا اور آخر معدہ ہوا اور اسی سلسلہ مین نقصان ہونے لگا۔ کمرہ کے متصل جو پاخانہ (یا غسلخانہ) تہا اسمین تہذیب یافتہ چوکی پر یہ باقاعدہ بیٹہہ نہین سکتے تہے اور ایک آدہ مرتبہ قصد کیا بہی تو سخت تکلیف ہوئی۔ مہتر و خانسامان وغیرہ سے اس تکلیف کے رفع کرنیکی نسبت صلاح بہی لیگئی مگر وہان کوئی دوسرا سامان ممکن نہ تہا جبر دوسرے داخل ہوٹل ہونے برابر قبض کی شدید شکایت اور اسکی وجہ سے تبخیر ہے۔ خانسامانون نے کہانیکا کچہ انتظام کر دیا اور حلالخور نے بہی بہاری انعام پانے کے بعد کوئی ہندوستانی یا نیم ہندوستانی بندوبست رفع ضرورت کا وہان کیا۔ انکے نیچے اترنے کے لیے ایک (انولیڈ چیر) بیمار کرسی خرید کرکے آئی اور چار کہار نوکر رکہے گئے۔ اب روزانہ ابا جان جانعالم کی طرح ہوٹل کے بالاخانہ سے ہندے تخت پر نیچے اترنے اور پہر نیچے سے اوپر جانے لگے۔ خلاصہ یہ کہ اپنے رہنے سہنے کی ضرورتون سے کسیقدر فارغ ہو کر وہ اپنے کام مین مشغول ہوئے تمام اعلے درجہ کے حکام سے ملے چیف سکرٹری اور ہوم سکرٹری صاحب سے مطول ملاقاتین ہوئین اور انکی نسبت ہر ایک حاکم اعلے نے نہایت درجہ کی مہربانی ظاہر کی اور ہر ایک شخص انسے بڑے تپاک سے ملا۔ بعض بعض درباروں اور جلسون کا کارڈ بہی انکے پاس آیا اور یہ گورنمنٹ ہوس اور ملٹریری کی پارٹیون مین بہی گئے اور ان جلسونمین انکی طرف لوگونکا خیال کس طرح متوجہ نہوتا۔ کیونکہ انکی نوکیلی اور بلند ناک۔ نہایت ذہین پر ہمت اور روشن آنکہین اور بلند اور انتہا بلند پیشانی ایسی نہ تہی کہ انسے کوئی قطع نظر کر سکتا تہا۔ بعض اعلے درجہ کے لوگون نے انسے معرفت کی خواہش کی اور انکے دوستون نے انکو انسے ملایا۔ ان کی تاریخی تلوار کیطرف اکثر فوجی افسرون کی آنکہین پڑین اور ان مین سرگوشیان ہونے لگین۔ بعض نے قریب آنکر بہی غور سے دیکہا اور بعض نے اسکو تفصیلی طور سے دیکہنے کی بہی اجازت طلب کی پہر ابا جان نے اس تلوار کی تاریخ بہی بعض صاحبون سے بیان کی۔ اور دان انکے گرد فوجی افسرون کا حلقہ جلسون مین دیر تک رہا کیا۔

(باقی آیندہ)

راقمہ

تہذیب افروز بیگم

اشتہاری طبیب
شربت مقوی اعصاب
روغن اعجاز
حب دمہ
حب ہاضم طعام
تریاق السعال
روغن مقوی
نعمت دنیا
رعنا
ڈاکٹر حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما میونسپل کمشنر مدیر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسرون - نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدا موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خدش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجاے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضونپر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسی لیے کم رکہی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہو مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلی فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ - عنبری سرمہ فی تولہ پانچ روپیہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر میا سنگھ اہلو والیہ - مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور - پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھونسے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش - سرخی جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر - ناخنہ یا ہر اعضا کی جہلی کا زخم اور نیز پپوٹون کی خارش - چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر یا زہریلی شی نہین ہو اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکہنا چاہیے - اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر ڈی - ایم - سالگی صاحب بہادر - ایم - بی - ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلو والیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتمو دیوی بعمر ۲۸ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھونکی پلکون مین خارش اور دانے نکلے ہوے تہے اور پڑوال پڑے ہوئے تہے اسکی آنکھین سرخ اور دکہتی ہوئی تہین انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تہا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تہا کہ سوئی مین دہاگا بہی نہین پرو سکتی تہی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکہی جاتی تہین صفائی سے نہین دیکہ سکتی تہی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہو ان مریضونپر جنکی آنکہین بہت کمزور اور بیمار تہین استعمال کرکے دیکھا - مفید پایا میری راے مین خاصکر ان بیمارون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر بہاری لال گھوش - راے بہادر ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلو والیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا - میری راے مین بینائی قائم رکہنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل ایم ایس - اسسٹنٹ سرجن پروفیسر و ٹریزری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات جنکی تعداد جو قریب بارہ ہزار کے ہین - ایک کو بہی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے

پروفیسر شہباز کے فلسفی خیالات

بقیہ آب رواں

نتیجہ ۱۳ - جولائی ۱۸۹۹ء

(۳) سمندر اور اُس سے ہم آغوشی

غرض آب رواں یوں صبر کرتا
ہر اک کوشش سے سو سو عہد کرتا
ہزاروں تازہ دم چشموں سے ملتا
کروڑوں پیارے ہمچشموں سے ملتا
جلو میں ندیوں نالوں کو لیتا
کروڑوں کشتیاں الفت کی کھیتا

سمندر

بڑی ہے اک عظیم الشان شے سے
پڑے جس میں کروڑوں ان ملے سے
ہزاروں جس میں مخفی گنج شاہی
کروڑوں جس میں اسرار الٰہی
زیادہ جس کی گہرائی خرد سے
عیاں جسکی اُنچائی شد و مد سے
خیالوں سے بڑھا پھیلاؤ جس کا
سمیٹے خوبیاں سمٹاؤ جس کا
نگاہیں جس کا پایاں پا نہ سکتیں
حدیں جس کا سرا تبلا نہ سکتیں
فلک جسکے قدم لینے کو جھکتا
زمانہ جس پہ دم لینے کو رُکتا
زمانے سے ہوا آخر ابر جس کا

ہوا اک عاشق بے صبر جس کا
ستارے جسپہ شیدا ماہ مفتوں
بلا گرداں جسکا مہر گردوں
گھٹا چمکی ہوئی جسکی بدولت
شفق پھولی ہوئی جسکی بدولت
پہاڑوں کو جہاں روڑوں کا رتبہ
جہاں موسوں کم کھوڑوں کا رتبہ
جہازوں کو جہاں قطرے نچاتے
چٹانوں کو جہاں ذرے بچاتے
جہاں ہر بوند بنتی بند ساحل
جہاں ہر موج جنتی سو ساحل
جہاں ظلمات خضر اک کال آندھی
جہاں خود زندگانی بال باندھی
جہاں طوفان نوح اک موج نوخیز
جہاں خود چشم قدرت حیرت آمیز

ہم آغوشی

عبارت مختصر اٹھ کے سنبھل کے
مطابق فارسی کی اس مثل کے
کند ہمجنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز
بنا آب رواں اک قلزم جوش
ہوا آخر سمندر سے ہم آغوش

محسن القوم اور مخرب القوم کی چھیڑ چھاڑ

مخرب - جائیے حضرت سلامت جائیے
دور ہی سے اب کرم فرمائیے
کچھ نہیں امید مجکو آپ سے
اب نہ کوشش صلح کی فرمائیے
مل گئے اغیار سے اچھا کیا
ٹھنڈی گرمی بس نہ اب دکھلائیے

محسن - آئیے اے ... صاحب آئیے
عید کا دن ہے گلے مل جائیے
ابر رحمت کہتے ہیں نام آپکا
خاکساروں پر کرم فرمائیے
آپ آہو چشم ہیں آہو نہیں
مجسے وحشت کی نہ لیجیے آئیے
میں نے مانا آپ ہیں بے حد خفا
کچھ سبب خفگی کا بھی تبلائیے

مخرب - پہلے یہ وعدہ کہ "غائب ہو گئے تم"
اب یہ فرمانا کہ "گھر کو جائیے"
بات تک ہم سب کی اب سنتے نہیں
جی زبان میری نہ بس کھلوائیے
آپ کی چالیں نہیں مخفی کوئی
مجسے قلعی اپنی مت کھلوائیے
ہو گیا لونڈا غضب گستاخ ہے
کچھ ادب اُسکو بھی سکھلائیے
آؤ نگا جانے کی گر مجبہ ہے بھرا
میں جو کہتا ہوں وہ سنتے جائیے
آپ کی بھی لو نگا میں ایسی خبر
راہ جانے کی نہ جس میں پائیے
قوم میں آ جائے طوفان تو سہی

قرض خواہوں کو مژدہ

جائداد زمینداری پر جو کسی حصہ ملک میں واقع ہو بشرح فیصدی ۶ روپیہ قرضہ جو پچاس ہزار سے کم نہ ہو دیا جاتا ہے - خط کتابت بذریعہ اس اخبار کے بابو ٹی پی چٹرجی ایجنٹ بہ نشان نمبر ۳۴ کمتارام بابو اسٹریٹ کلکتہ کرنی چاہیے۔

دیکھو کرتا کیا ہون وہ کیجے جائے
گرنہ آفت مین مچا دون ملک مین
یہ زبان میری قلم فرمایئے

محسن۔ آپ کو مسلک مبارک آپ کا
غرشتے ڈوبتے اور کو دکھلایئے
ہم گذشتہ بہکی مین آنے کے نہین
جی مین جو آئے وہ کرتے جایئے
دے کے شہرت ایسے قصو نکو جناب
جتنا چاہے قوم کو بہکا یئے
غیر کو دیجے برانڈی کے گلاس
بے پیے مست آپ ہی ہو جایئے
باپ بیٹے کی لڑائی ہو چکی
اب میان بی بی کو بھی لڑوایئے
قوم ایسی اندھی بہری اب نہین
اس سے خاطر جمع بس فرمایئے
قوم اب واقف ہے سبکے حال کر
جال کیسا ہی کوئی پھیلایئے
قوم کی خدمت کرو نگا جیتی جی
آپ میری بات سنتے جایئے
سیدھے سیدھے ہو اگر چلنا تو خیر
آیئے میرے گلے لگ جایئے
ہو نہین منظور گر شر و فساد
کہتا ہون مین ٹھنڈے ٹھنڈے جایئے

انیٹھے خان۔ از برائے شکایت دوستان
من نگویم او کسے "جی آیئے"
گفتگو ہائے زمانہ ناپسند
لایئے تلوار خنجر لایئے
ایک اک کی لیگا اب بندہ خبر
این پیام . . . سو وایئے
ترک کردم من کہ حملہ تخت و تاج
اب مجھے کیا خوب . . . . .

قوم۔ مرحبا اے سید محسن لقب
کام یونہین آپ کرتے جایئے
بعد سید کے تمہین ہو پیشوا
دستگیری قوم کی فرمایئے

راقم۔ مخبر صادق۔

ہم طالب شہرت ہین ہمین ننگ سے کیا کام
بدنام بھی گر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا

جناب اودھ پنچ صاحب۔ آج وہ چھپاتی ہوئی خبر لایا ہون کہ آپ سنتے ہی لوٹن کبوتر نہ ہو جائین تو میرا ذمہ۔ قہ قہہ ہا ہا ہا۔ ارے میان عجب شخص ہو نہ بات کہتے ہو نہ خبر سناتے ہو یہ موقع بے موقع خندہ بے محل۔ آپ ہی آپ ہنس رہے ہو

حضرت شعر
ہے کچھ ایسی ہی بات جو خوش ہون
ورنہ کیا مجھکو رو نہین آتا

حضرت یہ وہ خبر ہے جس کے لیے بیرن رویٹر انگلستان مین کم سے کم دس ہزار پونڈ لیتے جب کہین اخبار ون کو نصیب ہوتی اور بندہ درگاہ کی فیاضی دیکھیے کہ آپ کو ایسی مزہ دار اور ضروری خبر بے کوڑی پیسے محض دو گال ہنسنے کے لیے مفت نذر کیے دیتا ہے۔

آپ کو واللہ ہے اب زیادہ تمہید سے کام نہ لیجیے اس قدر اشتیاق پیدا ہو گیا ہے کہ بغیر سنے ہمہ تن قبض ہو رہا ہون اچھا یہ بتایئے کس نداق کی خبر سناؤن۔ عجب آدمی ہو تم۔ چاہے کوئی رنگ ہو انتڑا ہی کھلے گا۔ لیکچری آدمی ہو۔ سو تو ہی خبرون کے اور تمہارے پاس کچھ نہین ہو نہ ہو یا تو کسی مدرسہ مین ہیڈ ماسٹر صاحب پر کوئی مقدمہ اقدام قتل حیوان غیر مستلزم السزا قائم ہوا ہے یا ٹرسٹی صاحبان مین کسی فرضی و خیالی معاملہ پر کوئی تازہ جوتی پیزار ہوئی ہے ہا ہا ہا۔ لانا استنجے ولا یا تھا۔ واللہ تو جیسے خوب

کیون نہ ہو۔ او ستاد مانتا ہون۔ بقول شخصے
لال بجھکڑ بوجھ گئے اور نہ بوجھا کوے
پاؤن مین چکی باندہ کے ہرن نہ کودا ہوے

ابھی ہرن کودا اور بڑے زور سے کودا۔ سنیے اپنی بیتی سناتا ہون۔ ایک دفعہ کسی کے سر پر سودائے شہرت سوار ہوا۔ ایک جلسہ مین جہان بڑے بڑے لانبے القاب اور چوڑے خطاب والے اشخاص جمع تھے اظہار قومی ہمدردی منظور ہوا۔ اکبارگی صدائے بے ہنگام لگائی کہ اے جناب نشۂ ہمدردی قوم مین اس قدر سرشار ہون کہ زمین آسمان آگے پیچھے اوپر نیچے جدھر دیکھتے ہین قوم ہی قوم نظر پڑتی ہے اسلیے یہ عزم بالجزم ہے کہ اپنی کل کائنات بوریا بند ہنا۔ کپڑا لتا۔ جسکی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے فدائے قوم کر دین۔

دیگچی مسی	رکابی آہنی	تھالی برنجی
چار عدد	۱۰ عدد	۴ عدد
حقہ نقرئی	مہتاب طلائی	گھوڑا لنگات
یک عدد	یک عدد	یک
گدھا یک چشم	شتر بے مہار	بیل بے دم
یک	یک	۲
گاڑی بلا پہیہ	میز و چوکی کا ٹنا و کرسی شکستہ	
یک	بلا تعداد	
نقد	غلہ	پاجامہ پوشیدہ و کہنہ
کچھ نہین	ندارد	دو جفت

میزان کل قیمت
دو ہزار فلوس

بڑی واہ واہ ہوئی۔ خوب دھوم مچی۔ قومی حاتم اور قومی محسن کا خطاب ملا۔ اتنی شہرت تسکین دل کے لیے کافی نہ تھی اس سے زیادہ تشہیر منظور نظر ہوئی۔ یہ کچھ تنہا اللہ دے اور بندہ لے۔
اشتہارات چھپوا دیے اور تمام انجمنون

ٹرانسوال کے پریسیڈنٹ کروگر

اور میدان جنگ کا اوسرنیجر

مین سے سائین پوچھین کہ یہ دولت عظمے
کس کار خیر مین صرف کرون اشتہار و نکا
چھپنا تھا کہ کل ملک مین دھوم مچ گئی اور
جس طرح برسات مین حشرات الارض
گرمی مین کھٹمل - جاڑون مین مچھڑ - ابتدائے
ملکہ بندوبست مین امیدوار - قحط مین
نائب تحصیلدار - اوس پڑتے مین پسّے ہی
تمام ملک مین اس نعمت عظمے کے خواہان
پیدا ہو گئے اور حسب مضمون اشتہار جلسے
ہونے لگے - کہین چار جولاہے جمع ہو گئے
اور انجمن تہذیب نوربافان کی طرف سے
رزولیوشن پاس ہو رہے ہین کہ یہ جائداد
جولاہون کی ترقی نسل مین صرف کرنا چاہیے
کہین لمبی داڑھی والے مولوی بڑی بڑی
مجلسین کر رہے ہین کہ ندوۃ العلماء کو
یہ رقم وصول ہونی چاہیے - ہمارے نیچری
بھائی قدرتی طور پر علی گڑھ کالج کے لیے
مُنہ پھیلائے گھوم رہے ہین -
چندے خوب شور و غضب رہا اور
اور چار دانگ عالم مین اعجاب کی
خوب تعظیم و توقیر ہوئی مین خود بھی اپنے
مقام پر ریشہ خطمی تھا کہ دیکھیے دنیا باوجود
اتنی پرانی ہوجانے کے کس قدر بوالہوس
یقین ہے - کچھ دنون قطعی سکوت رہا -
منتظرین امیدوار بودہ بر انند کے مصداق
رہے - حالت انتظار مین کوئی یہ کہتا

تھا "ہم سخی سے سوم بھلا جو سویرے
دے جواب" -
کہین سے یہ صدا آتی تھی -

چشم فیاض سے ایک ہی اشارا ہو جائے
نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے

حضرت سچ تو یون ہے کہ الانتظار اشد الموت
کا وظیفہ پڑھتے پڑھتے بیچارے اُمیدوارون
کی زبانین گھس گئین - لیجیے اب خدا
خدا کرکے وہ دولت عظمے حسب ذیل
شرائط قومی خدمات کے لیے معین
وقف کردی شرائط سنیے -

۱- یہ جائداد بڑی عرق ریزی اور
محنت سے پیدا کی گئی ہے قوم اسکو
تا روز قیامت صحیح و سالم رکھے -

۲- قوم پر فرض ہے کہ برتنون کی
قلعی کرائے جانورون کو دانہ گھاس
دے - ہر طرح اونکی پرورش کا انتظام
کرتی رہے - اور اگر کسی ترکیب سے جانورون
کی ترقی نسل باوجود عدم موجودگی مادہ
ممکن ہو تو اوس مین کوتاہی نکرنا چاہیے
ظروف کی تعداد بڑھانے مین بھی کوشش
کما حقہ ہونی چاہیے -

۳- میری یہ کل جائداد واسطے
فائدہ ابنائے جنس و اہل قوم نسلاً
بعد نسل و بطناً بعد بطن وقف کیجاتی
ہے مگر شرط یہ ہے کہ تا زندگی میری
کسی کو اوس کے استعمال کا حق نہ رہیگا
اور بعد میرے جب تک میری اولاد
یا میرے ذات برادری اڑوسی پڑوسی
موجود رہین گے کسی غیر شخص کو چھونے
تک کا بھی حق نہ ہوگا -

۴- اگر خدانخواستہ میرے خاندان
یا اڑوسی پڑوسیون مین کوئی باقی نہ
رہجائے تو میری کل جائداد فروخت
کرکے کل روپیہ دس روپیہ سیکڑا سود

پر چلانا چاہیے تاکہ روز بروز جمع بڑھتی رہے
میرا مال کل قوم کا ہے مگر کسی کو صرف کرنے
کی اجازت نہین ہے -
محض بہ نظر رفاہ عام یہ وقف نامہ تحریر
کیا گیا -

تانا نا - اچھی ہوئی - سب گھر تمھارا
کوٹھری مین ہاتھ نہ لگانا - دیکھیے کیسی یہ مثل
صادق کردی - اب قوم مین غلغلہ شادمانی
مچ رہا ہے - مگر محرومین کا گروہ البتہ بیکسی کا
چکارہ ہاتھ مین لیے یون نوحہ سنج ہے -

فریاد نوربافان

کرگا چھوڑ تماشہ آیا
ناحق چوٹ جولاہا کھایا
پیسہ کوڑی ہاتھ نہ آیا
تانا بانا مفت گنوایا

شکوہ بھٹیاریان

ہو چکی بس خوب شہرت آپ کی
دیکھ لی صاحب سخاوت آپ کی
تھا بنانا آپ کو مہمانسرائے
حسن مین رہتی کچھ سکونت آپ کی
ڈاک بنگلہ اور ہوٹل کے سبب
خانہ ویران ہے رعیت آپ کی
ہم غریبون کی نہ کی حاجت روا
دیکھ لی صاحب مروت آپ کی

شکوہ مولویان

کھل گئی سب پر مشیخت آپ کی

دیکھ لی حضرت سخاوت آپ کی
کس لیے رکھا ہمین یون منتظر
گر نہ تھی بخشش کی نیت آپ کی
واہ وا کیا خوب یہ بخشش ہوئی
گنج قارون ہے یہ دولت آپ کی
آپ نے مذہب کی بھی پروا نہ کی
شرع کو بھی ہے شکایت آپ کی

زمزمۂ نیچریان (شرمندگی مٹانے کو)

ہو مبارک ہم کو دولت مل گئی
دشمنون کو بھی ہزیمت مل گئی
قوم ہی کی بس رہی آخر کو جیت
کیسی بھاری ہمکو قیمت مل گئی
ہمنے مانا زر نہ آیا ہاتھ کچھ
کاغذی تو اک وصیت مل گئی
ہین کہان نانا سے خبر ملک مین
ہمکو تازہ یہ نصیحت مل گئی
ایک عورت دے گئی اکیس ہزار
مذہب کو یہ مفت دولت مل گئی
ہم مین کوئی بھی نہین قومی سخی
اب تو تازہ اک شہادت مل گئی
ہم لوگو خفت ہوئی اچھا ہوا
آپ کو تو مفت شہرت مل گئی
روز کی دربارداری سے بچے
ہمنے جانا ساری دولت مل گئی

راقم - ترے وعدے پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

تفتیش

جناب مولانا پنچ صاحب - ایک روزمرہ کے محاورہ پر انوکھی تراش خراش کرنے والے اصحاب کی چپقلش نے آخر کار مجبور کر دیا - خیال ہوا کہ کسی کو پنچ ٹھہرا کر اُس کے فیصلہ پر اکتفا کرین - لہذا آپ کی خدمت مین پیش کرتا ہون محاورہ یہ ہے کہ آیا حضرات لکھنؤ و دہلی "دودھ پینے" کو فصیح کہین گے یا "دودھ کھانے" کو - یہ خیال کر کے کہ رقیق اور سیال چیزون کے لیے عموماً "پینا" آتا ہے - اول الذکر فقرہ قیاساً صحیح معلوم ہوتا ہے - لیکن حضرات منکرین کے باور کرنے کے لیے یہ کافی دلیل نہین ہو سکتی -

راقم - ن - ع -

اودھ پنچ - بچے "دودھ پیتے ہین" جوان اور بوڑھے "دودھ کھاتے ہین" اگر کوئی پیر نابالغ دودھ پینے پر ہٹ کرے گا تو ہنسا جاے گا - روزمرہ و محاورہ مثل عشق و جنگ رو سے قاعدہ را نمے بیند -

کھلا خط اور سربستہ مضامین

(بحضرت نظام دکن)

حضور بندگان عالی - اگرچہ کسی کار بزرگ و مہم سترگ کا نتیجہ والی ملک تک پہونچے بغیر نہین رہ سکتا - بلکہ بعض مواقع پر اوسکی ذات اور محض اُسی کی ذات تک رہتا ہے - مگر پھر بھی ارکان اور وزرا اور مشیرون - ہوا خواہون کے خیالات بھی دریافت کرنا قرین مصلحت سمجھا گیا ہے - چنانچہ میرا شاگرد رشید سکندر ذوالقرنین جس وقت مہم ہندوستان کی تیاری مین مصروف ہوا ہے تو منجملہ دیگر سامان کے اُس نے مجھ سے بھی چند امور پوچھے تھے - جنکے جواب مین ایک رسالہ لکھ دیا گیا تھا جس کی نقلین اب بھی تھوڑی بہت تحریف ترمیم اور تنقیص کے بعد باقی ہین - اسی طرح اس موقع پر جبکہ حضور والا نے اشتیاق لقاے شریف ظاہر فرمایا اور گویا گلدستہ طلب فرمایا ہے - اشارات مین کچھ عرض کرنا بے موقع نہ ہوگا - کیونکہ اعلیٰ مدارج پر پہونچکر جس طرح ہر چیز کا صرف ست ہی ست رہجاتا ہے اوسی طرح سخن بھی صرف ادا رہجاتا ہے - پس پہلے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ادا کا جواب ادا ہی سے رہتے - مثلاً اگر کوئی زبانی بات کہے تو زبانی اور بذریعہ تحریر تو تحریری - دینا چاہیے - اور جو کوئی تار بھیجے تو تار ہی مین جواب ہو - اور اگر آنکھون سے اشارہ کرے تو آنکھون سے جواب ہو دوسرے الکنایہ ابلغ من التصریح بڑی پالیسی کی بات ہے پابندی کا میدان وسیع رہتا ہے -

جس طرح خفیف سی باتون پر آمادہ ہونا سبکی اور بزدلی ہے اسی طرح لاتجب اور لاتشک چالین جو نقشہ شطرنج نے پیدا کردی ہین نہ چلنا دیوانہ بادشاہ تک کو ناروا - اور خودسر خودسر شخص کو نازیبا ہین - مثلاً نیچرل فنامنا - جاڑے گرمی برسات سے مقابلہ کرنا حماقت ہے - یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات اونکی تاثیرین ناگوار خاطر ہوتی ہین مگر عقل کا تقاضا یہ نہین کہ جاڑون مین ننگی پیٹھ سکڑا - گرمی مین آفتاب کی تپش مین جلا کُنا - اور بارش مین بھیگ بھیگ جوہا بنا کرین - بلکہ لازم ہے کہ سردی گرمی سے محفوظ رہنے کو گرم و سرد پوشاک بنائین اور برسات بسر کرنے کو حسب حیثیت جھونپڑی یا قصر و ایوان تعمیر کرین - اگر یہ سامان [illegible]

تو نتیجہ اپنا کام بہرحال پورا کرے گا۔ ہاں جو کچھ تکلیف اور زحمت برداشت کرنی ہوگی وہ ہمارے حصے مین پڑے گی۔ پس اسی واسطے ایک حکیم کہ گیا ہے۔ ع۔

زمانہ باتو نہ سازد تو با زمانہ بساز

اگرچہ صفائی طرفین دوستون مین ایک عمدہ بات ہے۔ مگر یہ بھی معاملہ فہمون کو سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح راستی فتنہ انگیز ناممود ہے اوسی طرح یہ بھی۔ دُنیا کے برتاؤ دیکھیے بعض جگہ دوستون مین خصوص غرض آلی دوستی مین تھوڑا بہت تکلف رکھنا چاہیے۔ کیونکہ زیادہ صفائی مین سیرتی راہ پا جاتی ہے۔ اور یہ ایسی سرد خشک ہوا ہے کہ دوستی کے نرم اور نازک درخت کو جو نہایت ذکی الحس اور اعتدال پسند ہے بالکل مرجھا ڈالتی ہے۔ شملہ و الاٰ نرستانی کا مقدمہ بظاہر ایک معمولی مقدمہ تھا۔ مگر اسباب و علل کی کھود لگانے والی آنکھین جانتی تھین۔ ع۔

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

اور چونکہ آندھی سبزۂ بیگانہ کو صدمہ پہونچانے کے عوض تناور اور بلند بالا درختون کو ستاتی ہے لامحالہ سارا نزلہ صدر ہی پر گرا۔ اراضی متعلقہ ریلوے کا مسئلہ کچھ نہ کچھ لے ہی مرا۔

دُنیا مین کوئی حرکت ناممود نہین ع

مگر وہ جو بے موقع ہو کوئی واقعہ تعجب انگیز نہین مگر وہ جو خلاف عادت ہو۔ احمق ان باتون پر معترض اور متحیر ہو کے رہجاتا ہے مگر عقیل و فرزانہ سبب اور علت کی تلاش مین مصروف ہوتا ہے۔ خدا عمر مین برکت دے اور رشتہ سالگرہ معہ بہاء الشیبائی "تسبیح ہزار دانہ" گردد لالا دو سال سے خلاف معمول دھوم دھام مصلحت اور تدبیر کے خلاف۔ سراسر آورد اور تکلف کی چپقلش ہے۔ یہ مسرت دلی ہے۔ دماغی جہد سے معرا رہنا ہی اسکی شان ہے۔ اسی طرح ہنسی وہی اچھی جو بے خواستہ آئے۔ بشاشت وہی مستند جو چہرے سے بلاتکلف مترشح ہو۔ تکرار ملال انگیز ہوتی ہے۔ اصرار نخوت کا پتہ دیتا ہے۔ لنظر غلط انداز مین جو مزہ ہے وہ ٹکٹکی کو ہزار برس نصیب نہین۔ آمد مین جو لطف ہے وہ آورد کو ہرگز میسر نہین۔ زیادہ ہنسی سبکی ظاہر کرتی ہے اعتدال سے باہر خوش طبعی وقار کھوتی ہے حکومت دُنیا کا کوئی خاص مذہب نہین۔ پس دریاے تعمیم کو کوزۂ تحقیق مین بند کرنا ایک ایسی بے جوڑ بات ہے جسپر بچے بھی ہنستے ہین۔ مسجد جعفری کے جھگڑے نے طول کھینچا۔ ذرا اسی ٹہنی نے بڑا ادل باندھا۔

یون تو یہ جھگڑا چندان دماغ پریشان کرنے والا نہین۔ مگر موسیقی مین مذاق سلیم رکھنے والا کن سیا۔ جو جشن سالگرہ کے نغمہ ہاے دلکش علاوہ اس صوت الحمیر کی آمیزش سے مکدر ہوگا۔ اوسکا بھی کچھ دہیان رکھنا چاہیے۔ سازو ہی اچھا جو مغنی کی صدا سے ملا ہے صدا وہی دلکش جو سر مین ڈوبی ہوئی نکلے۔ پھر انسان کی کیا ہستی ہے۔ ممکن نہین نیچر کے اندر کا

پورا اکھاڑا وخبد مین آ ئے۔ اور جس ناچ نچاؤ نہ ناچے۔

اسوقت بضرورت اسی قدر پر اکتفا ہے اگر فرصت ہوئی تو دیدہ خواہد شد۔

راقم۔ ارسطو۔

ضیاء العین

یہ کتاب بالفعل ہمارے پاس بغرض ریویو آئی ہے۔ پہلے ہم یہ سمجھے تھے کہ ایا نیہ قرۃ العین کی کوئی اور بہن پیدا ہوئی ہے اور اس کتاب مین زمانہ حال کی رسم کے موافق اوسکی سوانح عمری درج ہوے ہین۔ مگر اوراق کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ امراض چشم مین ایک رسالہ زادۂ طبع سرمۂ چشم حذاقت و نور دیدۂ بصیرت جوان صالح حکیم خورشید حسین صاحب ہے۔ مصنف کے حداثت سن پر لحاظ کرنے سے اونکے کمال پر تعجب ہوتا ہے۔

یہ کتاب بہت ہی مشرح و جامع ہے ہر ایک مرض کو اچھی طرح دیکھ بھال کے لکھا ہے۔ تشریح طبقات و رطوبات چشم کو بھی بسط کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔

مسئلہ الابصار کے معائنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم مرایا و مناظر مین بھی مصنف کو دستگاہ ہے۔ اس مین بہت سے نسخہ بھی اپنی اپنی جگہ درج ہوئے ہین اور بعض بخط رمز ہین دستکاری (آپریشن) کے طرق قدیم و جدید بھی ضیاء العین مین لکھے ہوئے دکھائی دیتے ہین۔ غرض اس مین اگر عیب ہے تو اس قدر کہ فارسی زبان مین لکھی گئی ہے ورنہ درحقیقت حکیم صاحب نے چشم عالم پر احسان کیا ہے۔

قیمت ۱۲ ار دیکھتے تو کچھ بھی نہین۔ کتاب بزبان حال صدا لگاتی ہے۔ ۵

سُرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشم خریدار پہ احسان میرا

مگر معارف مطبع کے لحاظ سے یہی کافی ہوگی کہ جن صاحب کو خریداری مدنظر ہو قیمت بھیجکر یا بذریعۂ ویلیو پارسل سید جواد علی تاجر کتب وزیر گنج فراش خانہ لکھنؤ سے طلب فرمائیں۔

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کے
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

تتمۂ ۱۰ اگست ۱۸۹۹ء

خیر صاحب حکیم ڈاکٹر طبیب۔ سلوتری بیطار جو کچھ تصور فرمائیے وہ محل مویشی خانہ ہوئے۔ کہ نواب بکرے مرزا کی اولاد بکروں بکریوں کی نبض اور قارورے میں دیدہ ریزی کریں۔ اور آپ کا رپورٹر چبوترے کے نیچے زینے کے قریب اپنا اجلاس جما کے سیر ملاحظہ فرمانے لگا بکرے کی اولاد نے کلیلیں شروع کیں اور کرسیوں پر بیٹھے بیٹھے یوں آپس میں سر ہلا ہلا۔ کان پھٹ پھٹا۔ گفتگو آغاز کی۔

ایک۔ کیا کہیں۔ بھئی آج کل بہت جی گھبراتا ہے۔

دوسرا۔ اجی ہاں۔ جدہر نظر اوٹھاؤ سناٹا ہی سناٹا۔ نہ کسی سبزہ رنگ کا نظارہ۔ نہ کوئی ہری ہری شاخ۔ نہ کوئی دلگی نہ شغلہ۔

تیسرا۔ ارمیاں۔ سب پھوٹ کی فالیں ہیں منہ مارا کرتے ہو۔ ہری ہری دوب چرنے خوش مزہ میوے کہانے کو ملیں تو کہاں سے۔ اگر کوئی چارہ پیدا کیا تو وہ بھی منہ سے چھن جاتا ہے۔

چوتھا۔ خیر یہ تو ہی۔ لیکن بڑے دولہا اگر ہمارے گھر میں رہتے تو واللہ وہ کبھی کسی نہ کسی سبزہ باغ کی سیر کراتے۔

پانچواں۔ اجی اون کا ذکر نہ کرو عجب بیہودہ شخص ہیں۔ جس چیز کے پیچھے پڑے بس اوسی کی دُھن ہوگئی خود رائے منہ زور ہیں۔ مزاج سلامتی سے ایسا سید معا جیسا بہنیا۔ یا جا رستہ تمہارے سینگ۔ بگڑے تو آنکھیں بند کرلیں اور پہروم بہر ہیں صاف۔ پہر بہلا دوسرا کیوں ایسا ہونے لگا۔ اوس کو کیا پڑی ہے کہ اونکی طرح زود کسن زود پوند بنتے

مرزا اچھنا۔ ہاں یہ تو سچ ہے۔

مرزا ارمضا۔ ہم تو اوس دن تک شریک رہے جب تک آپس میں کہیل کود ہوتا رہا۔ مگر جب بڑے دولہا نے ہری جگ رنڈیوں کو بھی شریک کیا تو بھئی ہم کو شرم آنے لگی۔

مرزا اللہ ہوا۔ اجی آؤ سب مل کے نقلیں کریں۔ اونپر تو حق پہونچتا ہے اونپر کون اعتراض ہو سکتا ہے۔

مرزا منگلا۔ دیکھتے ہو کیسے صدمے پر صدمے گزر رہے ہیں۔ یہ بھی کوئی موقع ہے۔

مرزا کلوا۔ ہاں کبریے والی کیا اچھی نقل کر (اور یہ کہہ کے غنغنانے لگے)

اری ور دولت پہ جانا کر ہا

انترہ

سواری کو جھگڑا نہ رتھ نہ گاڑی
مانگے تانگے کی مل گئی لڑھیا

اتنے میں محلدار آئی۔ اور دو صاحبزادوں کو بلالے گئی کہ حضور یاد کرتے ہیں ان کے ساتھ ایک اور صاحب تھے کہ چلے گئے۔ اب جو باقی رہے اُن کی جگالی ملاحظہ ہو۔

ایک۔ بہائی کیسی نقل کہاں کی حکایت یہاں آئے دن سوختی رہا کرتی ہے ایک تو قید فرنگ اوسپر سارے سامان بہر لینے کے۔ آخر ہم بھی جان رکھتے ہیں۔ ہمارے حضرت کو دیکھو۔ اپنی بربری کے ساتھ "بوبو بو" کی صدا لگاتے رہتے ہیں۔ آخر ہم تم بھی تو انہیں کی نسل سے ہیں اگر زرہی اِدہر اودہر گھاس پھوس خشاش پر منہ مارا۔ اور دھرے گئے۔ پہر دانہ پانی بند۔ اور بوچرا افلاس کے حوالے۔ کئی ایک کا حال دیکھ چکے ہو۔

دوسرا۔ ارمیاں۔ میں قبل ذبح ہونے کے خون درجگر ہوں۔ اسی غم میں میرا دانہ پانی چھوٹ گیا ہے۔ عجب قصائی کے کہونٹے خدا نے باندہا ہے۔ اگر بکری کی بات چیت آتی ہے تو لوگ پوچھتے ہیں کس کی نسل ہیں۔ کتنا گوشت پوست ہے۔ یہاں ڈھاک کے تین پات۔ جو کچھ ہے وہ اوروں کو چرائے دیتے ہیں ہمارے لیے تو خاک بھی نہیں چھوڑتے نظر آتے۔

جبر تشدد کے ساتھ بے دست و پا رکھ کے بیکار کردیا۔ سامان وہ کرتا کہ ہم لوگ تو بکرے کی اولاد ہیں اگر فرشتے کا بچہ بھی ہو تو ممکن نہیں ایک آدہ منہ اوٹھتی کو پلوں پر نہ مارے۔ ع

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

بہئی عجب مصیبت۔ بلا کی آنت ہے۔ زندگی کے دن کاٹتے اور گندلی گرمیوں کا پانی پی پی کے اپنی جان کو کوستے ہیں۔ بیزبانوں کی کبھی تو خدا سن لے گا۔ اور سزا اعمال کے وقت بھی ہماری معذوریوں پر نظر رکھے گا۔

راقم
وہی سبر

اُردو لغات

شفقت فرماے پنج وام لطفہ

پس اندرام رام واضح باد کہ روزے در اندیشکے سرورشتے بودم اندیشہ کردم کہ علماے یونان علم حکمت را اختیار کردند تشریح را گم ساختند۔ اندسکہ تشریح نکردند تا کہ حکیمان از و نصیبے بردند و خوب قائم کنند کہ اعضاے انسانی چیز اند تا کجی لگا ی کے دوا علاج سازند۔ پیش من خیال آید کہ آمد کتابے لاجواب مسمی بار دو لغات تصنیف کردم۔ اندرین کتاب تشریح اعضاے انسانی نگاشتہ ام۔ علم قسم بسیار عرق پاشیدہ ام۔ اُمید کہ بفضل پرمیشر و بعون کالکا مائی قبول راے اوشان گردد۔ لیس بہ اوشان مے سپارم کہ از طبع این رسالہ نگاہ اے وقت فیضہا بردارند۔ زیرا کہ ؎

چو نیکوئی رود از سر نیکو تر شود پیدا
رود چون قطرہ در بطن صدف گوہر شود پیدا

وہ پیدا

سر۔ چیزے ست گول گول۔ چون بیل یا چون گوبر کا لڈو۔ لبا و تکتا ہم می شود چون لوکی وغیرہ لیکن شاذ در ایام طفلی چون آنکھ موندی وصپ ست کمیانند۔

چُنپت بر ہمین مے اُفتند۔ خوب چٹاخا مے شود۔ بعضے چُٹیا مے دارند۔ و ابرین تیل در بیچو بیچ بسیار فائدہ مے کند۔ موے بر ہمین مے باشند۔ و آن بھورے کالے مے باشند۔ و در ضعیفی سفید شوند اور گاہے از چپت اے رنڈیان بچو پچو بال کر زیرے افتند۔ آن وقت گنج پیدا می شود۔

پیشانی۔ در ہندی ماتھا مے گویند۔ زنان بر ہمین ماتھا ٹِکلی مے نہند۔ اندرین ماتھا جُوت ست در ان تقدیر می ماند بروقت ضرورت این ماتھا برپاے رنڈی و حکام بالا دست رگڑیدہ میشود و بسیار کام نکل مے آید۔ مولوی لوگ گٹّا برہمین مے ڈالند و گویند درین یا خواہد چمکید۔

اَبرُو۔ در ہندی بھنون مے گویند برائے اشارہ کردن خوب است۔ رنڈیان از ہمین بھنون سیکڑون پیدا مے کنند۔ و چون را ہ چلتے را اشارہ کنند۔ اُو چپکے سے کھسکیدہ بر اٹاری مے رود۔ لالہ پھو ہڑ نراین در تعریف ابرو مے گوید۔ ؎

جسے اُلفت بھی از تو اُسی مقتول ہی پاتن
تری بھنوین اے قاتل یا ہلال عیدیان ہین

چشم۔ در ہندی آنکھ مے گویند۔ دو چیز ہستند چون تُرشی بھی اندر کی قاش۔ و دو مردم در اینہا نشستہ (مردم نشین) اندنہ بولند نہ چالند۔ برائے گھوریدن رنڈیان۔ و عورات خوب اند۔ وقت غم از اینہا آب مے چکد۔ آنرا آنسو نامند از اینہا دست و قلم نہی کار خواندن و نوشت مے کنند۔ چون یکے شکستہ رود (پہوٹ جاتی ہے) آنرا کانا مے گویند۔ و چون دو نون از دست روند آنرا سور داس و اندہا مے نامند۔ شاعران آنکھن کی بسیار تعریف مے کنند۔ چنانچہ لالہ موتیا بند ولد لالہ گھاگر بخش مے گویند ؎

تمہری چشمون مان دو رنگی سے بلا کا رنگ ہے
آشنا کا رنگ اک طرف نا آشنا کا رنگ ہے

بینی۔ چیزے ست لمبی لمبی کہ آنرا در ہندی ناک مے نامند تھنی در ہمین پہنیدہ می شود۔ این عضو را بر تمام اعضا فوقے ست زیرا کہ عزت ساری ناکہی کی ہے۔ چون این بریدہ مفت آئے لوگ نکٹا مے نامند۔ امیر لوگ اور اہل غرض بر قدم حاکم و بر پاے رنا ڈیڈ (دریخ رنڈی ها) این را خوب مے رگڑند۔ ناک عورت پتلی چون سوئی پسند مے شود۔ بیگمات لکھنو بر ہمین انگشت نہادہ اُو ئی مے کنند۔ شاعران ماضی و مستقبل و حال تعریف ناک ہم می کنند چنانچہ غفر نندی لال بوقت فرار معشوق میگوید ؎

نور فتی از من نور دیدہ

چرا انگشت بر بینی نہادی

گوش - چیزے ست کہ بر دو جانب سر باشند آواز از این ہا فرو رفتہ رسد و گانا ہم درین مے شنوند۔ عورات درین ہا زیورات از قسم بالی و جھمکے۔ و مرکی مے پہنند۔ در زیر گوش چیزے ست نرم نرم آنرا لَو کہیا مے نامند اندرین سوراخ کردہ مے شود۔ و در سوراخ مرکی پہنیدہ مے شود۔ و بالا ہم اندرین کہیا مے پہنند۔ چنانچہ فرگوش بندا این شے گوید ؎

اس شوخ نے کہیا مین جو پہنا بالا
عشاق اسکے بولے مرکی مرکی مرکی

دہن - این را در ہندی منہ مے گویند کہانا از ہمین راہ غٹ غٹ در پیٹ میفرو دارد و از ہمین نوشیدہ مے شود۔ براے گالی دادن خوب است۔ مردمان از ہمین پان تماکو مے خورند۔ و حقہ ہم از این نوشیدہ مے شود۔ مدیگرے در توصیف دہن گوید ؎

چنان نیک مردی تو و کم سنی
کہ دہن است مانند دو اشرفی

زنخدان - در ہندی ٹھڈی مے گویند داڑھی بر ہمی بر مے آید۔ بعضے گل مچھے بعضے بڑی داڑھی مے دارند۔ و اکثر از استرہ صاف مے نمایند۔ ٹھڈی عورات بر مردان سبقت دارد۔ زیرا کہ در دہن مشتاق نے رود۔ لالہ بوٹیا پرشاد گوید ؎

پھرتے ہین ڈھونڈتے نظر آتا نہین کہین
چاہ ذقن بھی گلشن شداد ہو گیا

گردن - چیزے ست لمبی لمبی کہ دھڑ و سر برا و چسپیدہ اند۔ پشت آنرا گدی می نامند جانٹا اکثر اوقات بر ہمین مے افتد انگریزی خوان لوگ گدی از حجام نمی بنوانند صرف مو تراشیدہ می دارند۔ و اگے لوگ گدی خوب صاف مے دارند۔ خانصاحب گوید ؎

آنقدر ہست ہلالی کہ بدیدن ناید
گردن تو شدہ این وجہ بانگشت نما

دست - چیزے ست لمبی لمبی۔ چون پچھینڈہ۔ در ہندی ہاتھ میگویند۔ در ہر دو جانب گردن جھولا کرتے ہین۔ ہاتھ عورتان از ہاتھ مردان بسیار تیز مے شوند زیرا کہ اکثر اوقات بر سر مے افتد و زور کی آواز مے شود۔ کہ بھیجہ تک ہل جات ہے۔ زنان اکثر اوقات در حالت نشہ مدامات کھوپڑی از ہمین ہاتھ نرم کنند و ڈنکے نہی مارت مارت مارت بولاے دیت ہین۔ مدینوجہ در توصیف این شعرے قوم من نگفتہ است۔

سینہ - چیزے ست چوڑی چوڑی مانند تخت پہلوانان سینہ چوڑانی دارند و در پولیس ہم سینہ پیمودہ مے شود۔ از سینہ مردان و عورتان اختلافے عظیم ست زیرا کہ سینہ ہاے عورتان چون ڈبل روٹی مے باشند۔ طفلان ازین دودھ مے چکھند۔ پس سینہ اناث را بر سینہ مردان کے وجہ امتیازی است بھیارام گوید ؎

چنان آن شوخ شد جیسے برانڈی شب وصلت
کہ مثل ناشپاتی واشدہ بر سینہ اش چیزے

شکم - این را پیٹ مے گویند۔ پیٹ بقالان از دیگر اقوام عمیق مے شود اندرین کہانا پینا مے باشد۔ پیٹ عورات چون گوندھا ہوا سیدہ مے شود ولیکن پیٹ مردان چاہے جتنا گورا کیون نہ باشد از مو کہ بر آن بر آید کالا مے شود درمیان پیٹ چیزے باشد آنرا ناف و در ہندی تونڈی مے گویند۔ شاعران تعریف ناف و پیٹ کنند۔ چنانچہ لالہ الفیہ پرشاد گوید ؎

اوصاف اسکے چاہ ذقن کے فضول ہین
اک ناف اتنی گہری ہے ہاتھی ڈباؤ سے

میان - در ہندی کمر مے گویند۔ این عضو از تمام اعضا سبقتے عظیم دارد۔ زیرا کہ شاعر لوگ این را گم مے سازند۔ کمر عقبی تپلی ہو و لیس بنیک - خاتونان فرنگ و سنا ڈیڈ کمر خود بسیار باندھ باندھ کے تپلی مے سازند۔ تا کہ بوقت ناچ سکے لچک جاست۔ مگر از سایہ و لہنگا کہ پھولا پھولا سے شود کمر ہم موٹی معلوم مے گردد کمر مہمان از کمر ہاے دنیا جہان چپلی میشود و صاحب لوگ اندر ان کمر دست پیوند کردہ در باغچہ تلگشت مے نمایند۔ چنانچہ لالہ امنناس نراین لدلالہ نین مسکہ را سے مے گوید ؎

کمر اسکی باریک ململ سے ہے
نرم پیٹ بھی اوس کا مخمل سے ہے

ران - چیزے ست کہ اوپر کا جسم بر وی پیدہ است۔ ران جانوران در خورش مے آید مگر ران آدمی محض بیکار۔ ران رنا ڈیڈو عورات خوب و بسیار پسندیدہ اند۔ بعضی موٹی موٹی و بعضی تپلی تپلی مے شود۔ چنانچہ لالہ مٹھائی لال گوید ؎

لہنگے ساری مین چپا سیل جو تری رانونکا
یہ چمک آگئی اس مین کہ ہوا نام نشان

ساق - چیزے ست بڑی دار کہ آنرا در ہندی پنڈلی مے نامند۔ بسیار مضبوط مے شود لاٹھی اکثر اوقات بر ہمین مے افتد و آدمی اڑا اڑا دھم ریم کر کے گر مے پڑد شاعران تعریف ساق ہم مے کنند لیکن نزدیک این خاکسار تعریف توصیف این چیز ناکارہ بسیار ناپسندیدہ است۔ زیرا کہ کسے از قوم من و از برادری من تعریف نہ گفتہ است۔

پا - چیزے ست مشہور در ہندی گوڑ میگویند

ازدل ما چہ بجا ماندہ کہ باز آمدہ

بیوی ۔ ارے یہ کون دروازے پر کھٹ کھٹاتا ہے ؟

میاں ۔ وہی مردود ۔ قحط ۔ پھر پلٹ آیا ۔

بیوی ۔ اب کے جیتا نہ چھوڑے گا ۔

ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے نظروں مین کسی بُت کافر کا جلوہ سما گیا - اور وہ کہرام مچا کہ الٰہی توبہ - اس نالہ و شیون سے ہم تو سمجھے کہ بادل گرج رہے ہین - اور انکے آنسوؤن نے تو سچ مچ تمام مجمع کو غریق رحمت اسے تو بہ غریق رحمت کر دیا - ملا جی کچھ سمجھے تو نہین مگر اس جوش کو دیکھ کے بہت خوش ہوئے سمجھے میری دعا کا اثر ہے اور بھی جوش سے دعا مانگنے لگے - اون کی آواز تو نقار خانہ مین طوطی کی آواز کی طرح اُڑ گئی مگر ہان یار لوگون کی آوازین تو صاف آ رہی تھین - پھر ایک مرتبہ سب مین جوش پیدا ہوا - اور لگے سب چیخ چیخ کے کہنے -

اُٹھا رسم پردے کو اللہ جلد ہی
اسی نے کیا ہمکو نا شاد و شادی
اگر یہ نہین لو کرا تنا الٰہی
تو چو طرف اس طرح برسا دے پانی
ہر اک بوند پیدا کرے ایک لیڈی
نہین تو دو ہو شام ہین پنڈ ڑا ندی

خدا کی شان اتنے مین ابر کا ایک ٹکڑا بھی اُڑتا اُڑتا ادھر آ نکلا ملا جی سمجھے کہ اب ہان بھی ہمارا رنگ جمنے لگا - انہون نے ایک اور نعرہ مارا - اس مرتبہ تو سب بے حال ہو گئے - بس ہچکی پڑ گئی - سب رو رو کے بڑی عاجزی سے کہنے لگے -

سرد مہری سے کسی کے آگئے ہے جی سر رہے
سے معزز سے -

یان سے ہٹ جاؤ ہو آپ سے ابھی ارٹ چھوڑ کر اور ان کی سرکوہین اس طرح چلنے لگین کہ بادل تو بادل ہم خود اُڑتے ہوئے تمہارے پاس پہونچے - اچھا فیرول -

الراقم

داغ کے پھپھولے جل گئے سینہ کے داغ سے
اس گھر مین آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

دکن رپورٹر

تو ہو کے ترش رو ہمین گالی ہزار دے
یان وہ نشہ نہین جسے ترشی اتار دے

آج صبح کو اُٹھتے ہی خیال آیا کہ میان اودھ پنچ سے ڈلہوزی کے حال لکھنے کا وعدہ کیا ہے - چلو جو کچھ ہو سکے لکھ مارو - پھر کیا تھا - قلم اور سیاہی دوات آئی - کاغذ (ہماری لغت مین) منگائی - کھلائی - ہلائی - جلائی - بلائی - ہلائی - کمائی - نہین نہین لکھنا شروع کیا - ڈلہوزی کا نام لکھا تھا - کہ کھڑکی کے سامنے چٹھی رسان نظر آیا - مین نے کہا چلو - پہلے ڈاک تو دیکھ لو - میری ڈاک کیا تھی سرکاری کا تھیلا - خیر آپ کو اس سے کیا غرض - ایک خط کشمیر کا بھی تھا - پہلے کشمیر کا خط ہی دیکھنا شروع کیا - خط دیکھتے دیکھتے خیال آیا - کشمیر مین بھی عجب حالت ہے - کبھی آپس مین فساد کبھی دوسرون سے جھگڑا اسی طرح گذر ہی رہا تھا کہ پھر مین تو گھر مین کچھ بیگار مین پہونچ کر ایک سفید کتا گھسیٹتے ہوئے چند آدمی بڑے بازار مین لئے جا رہے ہین - ان سے کوئی کچھ کہتا بھی نہین - ہان اون اشخاص کے چہرون سے فساد کے آثار نمایان ہین - اتنے مین ایک اجنبی ہندوستانی آیا - اور یون کہنے لگا -

ہندوستانی - ار میان یہ کیسا کتا ہے اور اسے کیون گھسیٹتے ہو -

مفسد لوگ - یہ عمر حبشی ہے -

ہندوستانی - لاحول ولا قوۃ - عمر حبشی کو تو کئی محدث صحابہ مان چکے ہین -

کوئی دوسرا کشمیری - اجی حضرت بات تو اصل یون ہے کہ اس جگہ ایک واعظ نے خرابی کر دی کہ اس نے بر سر منبر عوام الناس مین کہدیا کہ عمر حبشی کذاب - جھوٹا - فریبی مکار - مرتد - دجال وغیرہ وغیرہ تھا - اب چند لوگ اُس کے مطیع اسی طرح ہمین ستاتے ہین - ہم اگرچہ زیادہ ہین مگر دو باتون کی وجہ سے کچھ نہین کہتے - اول تو (حضرات رفیقیہ) ہمین فساد سے روکتے ہین اور دوم ہمین اپنی عادل اور انصاف پسند گورنمنٹ سے اُمید ہے کہ وہ خود ہی ہمارا انصاف کرے گی -

ہندوستانی - بے شک - آپ کا فرد انصاف ——"

ابھی یہ جملہ پورا نہ ہوا تھا کہ ان مفسد اشخاص نے اتنا شور مچایا اور یہ کہتے ہوئے "دیکھو کہہ رہا ہے" پکڑو پکڑو - ان دونون پر جھپٹ پڑے - خدا خدا کرکے ہم نے تو اپنا پیچھا چھوڑایا اور اس فساد کے ہنگامے سے کود کر نکل پڑے -

ڈیر الٰہی انصاف یہی ہے کہ مفسد اشخاص کسی جگہ باز نہین آتے - بھئی اگر تم عمر حبشی کو نہ مانتے ہو نہ مانو - مگر جھگڑا کرنے اور فساد بڑھانے سے کیا فائدہ - چلو قصہ ختم -

جب مین نے یہ قصہ پڑھا تو فوراً میری زبان سے وہی کلمہ نکلا - جو عنوان پر درج ہے -

اشتہاری طبیب
شربت مقوی اعصاب
ہیر پیل
روغن اعجاز
حب دمہ
حب ہاضم طعام
روغن مقوی
سرمہ ممیرا کراماتی
تریاق السعال
نعمت دنیا
رعنا

اردو لغات

نمبر ۲

تشریح ادویہ

اسپغول۔ گلهٔ اسپان را میگویند زیرا که اسپ بمعنی گھوڑا و غول بمعنی گله معرف ترکیب مقلوب ست و حکیمان که نام تخمے که در عرض میدهند نهاده اند غلط است۔ چنانچه لاله کسیه مرا این که مدتے در ایران بوده باش اختیار کرده بود میگوید ؎

صحیح باشد به نزدیک اہل ایران
بغول اسپ گوئی یا اسپغول گوئی

مومیائی۔ چیزے ست که چون سخت پچ مے آید ودوده مان ملاسے کے مے و ہند و میگویند که از پہاڑ برسے آید۔ و بعضے میگویند که سیاه معنی اکه خرپه باشد در درخت آن لٹکا سے کے در زیر آن کڑھاؤ پر از تیل مے نہند و پھر کڑھاؤ آتش و ہند آن شخص از گرمی گھبرا سے کے مومیائی در کڑھاؤ مے افتد این ہم غلط است۔ در اصل مومیائی ماده موم ہست زیرا که بھگوان کسے۔ اتنها نه پیدا کرده است بسرشتنیر جو ہنر استند۔ چنانچہ لاله مومن روغن ... مے گوید ؎

ممتش جو شمع که میسازند شب جوڑ میسازند
مگر حکیمان انگر که ہر گھو جوڑ مے سازند

گاؤ زبان۔ جمعه گو دراسے گویند مگر حکیمان نام ادویه نہاده اند اصل این است که روزے گھوٹ پاگرت کرت قدرے بھوسا فرو انداخت۔ شخصے که علیل بود و اعتقاد بر گھو داشت فی الفور برده آن در آب مالیده صاف نموده بنوشید صحت یافت۔ حکیمان در ته این نکته نه رسیده نام او گاؤ زبان نہاده اند چنانچه بھوا سنگه ولد ٹپا بز این گوید ؎

گنو کے پس خورد وہین تاثیر یہ بھگوان نے دی
که مرض جانے لگے نام ہوا گاؤ زبان

روغن ماہی۔ در ہندی تیل مچھلی میگویند۔ ماہی بمعنی مچھلی صادق نمی آید زیرا که ماه در فارسی چاند را مے گویند پس ماہی بمعنی چاندی۔ و چاندنی۔ چونکه روغن از چاندنی کشیده مے شود و نه از چاندنی بر مے آید لہذا این نام که نہاده اند غلط است چنانچہ لاله مگ محیہ مے گوید ؎

ماہی کا ملمع جو ہوا بالو پہ
(چاندنی)
تیل ماہی سے چمکنے لگے کالی اس گل کے

اکلیل الملک۔ در ہندی ناخونه گویند لیکن غلط است پارسیان برائے این معنی این لفظ را نه زائیده اند بلکه معنی این لفظ دیگر اند۔ (نکال ...) شخصے که در حصه آبادی که منقسم بر شہران باشد و در علم و فضل یکتا باشد ما نرا اکلیل الملک مے نامند یعنی در ملک یکے و دیگر الفاظ یکتائے ملک چنانچه اندرین معنی لاله مگدر پرشاد میگوید ؎

کیا منہ کسی کا پنچہ جو لللہ سے وہ کرے
لد تو اپنے وقت کا اکلیل الملک ہے

عروسک۔ در ہندی بیر بہوٹی مے گویند و حکیمان برائے این معنی این لفظ را استعمال مکنند لیکن محض غلطی مے کنند۔ عروسک تو خود را مے گویند یعنی زوجهٔ پسر خورد۔ کاف که در آخر او فتاده است این دلالت صغری می کند کہتر ... این گوید ؎

آسا س نزد او که ظالم لپسرک
پاپوش در ہمیں اٹھا سکے بر عروسک
(جھوکو جوتا مارا)

لسان العصافیر۔ چیزیست مانند سنگریزه مگر این نام برائے این ادویه نزد حکیمان صحیح نزد خاکسار احقر العباد غلط۔ چرا که این خطاب شاعر نیست که او را حافظ ہم گویند۔ لسان الغیب که حافظ را مے گویند نزد من صحیح نیست زیرا که لسان الغیب لفظ قریب قریب مہمل است و لسان العصافیر با معنی۔ یعنی حافظ اس شعر فرماوت رہین که چڑین کی نغمه سنجی شیرسے بمقابله او نه بود۔ چنانچه چڑیا پرشادی گوید ؎

گر خواہش وسیت که شاعری شود نصیب
ای توت حفظ کن دیوان لسان العصافیر

لسان الثور۔ نزد حکیمان نام گاؤ زبان است

نیا جنگی کھلونا

علیگڑھ کالج

تو عدو سے باغ ہو برباد ہو
کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو

حضرت اودھ پنچ ۔ بڈھے سید کے یون تو صدہا احسانات قوم پر ہین لیکن سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ کالج بنا کر مسلمانون کو جوتی پیزار اور خوش گپ کا بڑا ذخیرہ دے گئے ۔ اور اللہ رکھے ۔ ایسا جامہ زیب کالج بنا گئے کہ جو خبر مشہور کر دیجیے ۔ جو بات اڑا دیجیے سب چسپان ہو جاتی ہے ۔

اگر غور کیجیے تو بنا سے کالج سے آج تک جتنی خبرین اوسکے متعلق اوڑین اور جس قدر کالج کے حالات زیر بحث رہے نہ روم روس کی لڑائی پر اتنی بات چیت ہوئی اور نہ کسی اور ملکی اور مفید مضمون پر ۔ اخبار اوٹھا کر دیکھیے آئے دن ایک ایک قصہ ٹھہرا رہتا ہے ۔ فرڈی مرغی کا قصہ جب پرانا ہو گیا تو اب اور نئے نئے افسانہ اخبارون کے کالم رنگنے کو اور لطیفہ پسند طبایع کے خوش کرنے کو خود بخود پیدا ہو جاتے ہین ۔ کچھ تو اسکا سبب یہ ہے علی گڑہ کالج مسلمانون میں ایک عجیب و غریب چیز ہے اونکی طبیعتین اور حالت اسکی کب مقتضی تھی کہ اتنی بڑی عمارت کھڑی کر دی جاتی اور وہ بھی کس لیے ؟ تعلیم انگریزی کے لیے ۔ اگر آج یہی کالج رنڈیون کی تعلیم کے لیے بنایا گیا ہوتا اور اس مین پروفیسر بنداوین پرنسپل ہوتے اور تمام ملک کے ارباب نشاط علم موسیقی کی تکمیل کی غرض سے یہان جمع ہوتے تو آپ دیکھ لیتے کہ اوس کی عمارتین پوری کرنے کو روپیہ کی ضرورت ہوتی اور نہ آئے دن اوس کے انتظام پر نکتہ چینیان ہوتین ۔

سید مرحوم کی وفات کی بابت بلاتشبیہ یار لوگون نے علی گڑہ کالج کو باغ فدک بنا دیا ۔ اور وراثت اور جانشینی کے متعلق آپس مین لڑتے جھگڑتے رہتے ۔ وہ جھگڑا خدا خدا کرکے ختم ہوا تھا کہ ہمارے مخدوم مرزا عابد علی بیگ صاحب اور سید محمد احمد صاحب کی بدولت ایک جدید قصہ لوگون کے دو گال ہنسنے کو پیدا ہو گیا ہے ۔ مولوی سمیع اللہ خان بہادر اور نواب رامپور کے قصے ابھی پوری طرح بھولے نہ تھے کہ حکیم اجمل خان کے پمفلٹ ہنوز بنسا ریون کی دوکانات پر خرچ ہونے سے باقی تھے کہ یہ لیجیے مرزا عابد علی بیگ صاحب کا پمفلٹ آ پہونچا ۔

ارمان کیسی باتین کر رہے ہو ؟ مرزا صاحب بیچارے پر کوئی ایسی ہی مصیبت پڑی ہوگی ورنہ وہ غریب کیون اپنا روپیہ ضایع کرتے اور اس نوح کسوٹ مین پڑتے ۔ نہین جناب آپ نے اونکی مراسلت غور سے نہین دیکھی ۔ اوس سے تو یہ ظاہر ہے کہ انھون نے خود . . . ملکر درد پیدا کیا ہے بھلا کون ایسا مدرسہ ہے جس مین لڑکے مار سے نہین جاتے اور دھمکائے نہین جاتے ۔ لیجیے صاحب دو لڑکون کو ماسٹرون نے سزا دی اور قیامت آ گئی دوڑیو دوڑیو مارڈالا مارڈالا ۔ ہائے مین مرا ۔ ہائے مین گیا سید محمود صاحب نے اوس تو کھلاہٹ مین سپرنٹنڈنٹ پولیس کے بنگلے پر پوسٹ لگا دی کہ کالج مین اندیشہ خلل امن ہے اور سید محمد احمد صاحب لڑکون کی طرف سے وکالت نامہ پر دستخط کرانے بہ ڈنگرموس پہونچے ۔ سید صاحب نے ٹھن لیکر اب وکالت کا ارادہ کیا ہے ۔ اچھا ہے پہلی بسم اللہ لڑکون ہی پر ہوئی ۔ آخر کوئی ان حضرات سے پوچھے کہ مرشد زادہ کی حالت تو مرفوع القلم ہے وہ جو نہ کرین سو تھوڑا لیکن مرزا صاحب باین سن و سال اور سید محمد احمد صاحب کیون مفت یک بازیچہ اطفال بن گئے ۔ لڑکون کو تو دل لگی چاہیے ۔ ایک نہین دس قصہ روز بنا سکتے ہین ۔ مسٹر محمود صاحب کے حالات لکھنا تو نری ذلت اور فضیحتی ہے اس سے اونپر خاک ڈالیے مگر اور حضرات ہرگز اس اعتراض سے نہین بچ سکتے کہ خواہ مخواہ لڑکون کو اشتعال دیکر مقدمہ بازی کرانے سے نہ صرف وہ کالج کو بدنام کرتے بلکہ لڑکون کو بھی اسی عمر سے نافرمانی اور

فساد سکھلاتے۔ اگر ایسے ہی مقصد ہو گئی ہین تو کوئی میان جی اور ماسٹر چلنا نہ جانتے سے نہ بچے۔

مگر واللہ مسٹر بک بھی کیا شخص تھے شملہ سے بیٹھے بیٹھے وہ ڈانٹ بتائی کہ سب کا ناطقہ بند ہو گیا۔ نہ کسی کی قانون دانی کام آئی اور نہ کسی کی منصفہ پردازی۔ اجی کوئی کچھ کہے مین تو اس کا قائل ہو گیا کہ قوم مین متفقہ کام کرنے کی لیاقت ہی نہین رہی۔ آپس کا حسد۔ آپس کا رشک جب تک باقی ہے قوم کی ناؤ پار لگنے والی نہین ہے۔

ہم تو جناب مرزا صاحب کے احسانمند ہین کہ اوسپر کالج کے معاملات چپ چاپ تھے اچھی پھلجھڑی داغ دی۔ چند سے یار لوگون کو گالیون کا موقع مل گیا۔ بھلا یہ بات کہ مسٹر بک نے ٹرسٹی صاحب کو ڈانٹ کیون بتائی۔ سنیے جناب خدا مسٹر بک کو نہین بخشے۔

سید صاحب کی قومی ہمدردی کے ساتھ تھوڑا سا غصہ سید احمدی بھی ورثہ مین مل گیا تھا مرزا صاحب کی حرکت پر پتلون سے باہر ہونا کوئی موقع اعتراض نہین۔ سنتے ہین کہ مسٹر بک اسی کوفت مین سخت علیل ہو کے چل بسے خداوند کریم اونہین جنت بخشے۔ باوجود تیز مزاجی اور زود رنجی کے آج مسلمانون کا خیرخواہ

اون سے زیادہ ہونا دشوار ہے۔ ایک مجذوب نے سچ کہا ہے کہ کالج کی حالت اور انسان کی آج کل طبیعت بجنسہ ایک ہو رہی ہے اور یہ اشعار دونون پر چسپان ہین۔

چار طبع مخالف و سرکش
چند روزہ بوند باہم خوش
چون یکے زین چہار شد غالب
جان شیرین برآید از قالب

اب مفسرین اس مین اپنی اپنی سمجھ کے موافق معنے لگاتے ہین۔ کوئی کہتا ہے کہ نواب محسن الملک۔ مسٹر بک۔ مرزا عابد علی بیگ۔ اور سید محمد احمد اربعہ متناصرہ ہین اور کوئی کہتا ہے کہ نہین مسٹر محمود۔ محسن الملک۔ نواب اسمعیل خان اور مسٹر بک ہین۔ کوئی ہو اس کا ضرور افسوس ہے۔ کہ وہ قوم جس نے روے زمین کی سلطنت کی۔ اب ایک چھوٹے سے کالج کو بغیر جھگڑا فساد کے نہین چلا سکتی اور آئے دن اب ایسے ایسے قصہ مشہور ہوا کرتے ہین کہ مسٹر پنچ کو جنکو لکھتے ہوئے شرم آتی ہے

اجی حقیقت یہ سارا دو آکرا آپ رہ گئے اور یہ نہ فرمایا کہ مسٹر بک کو چھوڑ کر اور بھی کوئی ہے جو قوم کا جھگڑا چلا سکے۔ جناب یہ تو مجھ سے نہ پوچھیے خدا نواب محسن الملک کو صد و سی سال زندہ رکھے اونکے سوا اور کوئی دکھائی نہین دیتا۔ سید احمد خان مرحوم کے نوجوان خلفا مین حاجی محمد اسمعیل خان بہت بڑے قومی ہمدرد۔ راستباز۔ اور سنجیدہ خیال شخص ہین لیکن انکی آپس کی تو تو مین مین دیکھ کر وہ بیچارے خانہ نشین ہو گئے اور اب کسی بات مین دخل نہین دیتے

رہے مولوی زین العابدین خان بہادر وہ بیچارے سید صاحب کے مرتے ہی زمانہ کی کس مپرسی اور ناقدری دیکھ کر الگ ہو گئے اور ٹکر ٹکر دیدم و دم نہ کشیدم پر عمل کرتے ہین۔ اب سوا مرزا عابد علی بیگ صاحب کی ذات بابرکات کے اور کوئی علیگڑھ مین دکھائی نہین دیتا۔ مگر وہ سید محمود صاحب کے زمانہ موجودہ مین بھی اطاعت فرض جانتے ہین اسی سے سمجھ جائیے۔

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا
ٹرسٹیون مین

القصہ ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے مگر خدارا اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدانخواستہ اس نفسا نفسی کا اثر لڑکون کی تعلیم پر پڑتا ہے یا مدرسہ کے اندرونی انتظامات پر ہرگز نہین جس طرح لبرل اور کنسرویٹو ولایت مین وزارت کے لیے لڑتے جھگڑتے رہتے ہین اور انتظام ملک پر اوسکا کچھ اثر نہین پڑا۔ وہی حالت کالج کی ہے۔

دوستو اپنے اپنے لڑکے بھیجو اور جی کھول کر بھیجو۔

راقم

سرخرو ہو چاہنے والا لب دلدار کا
اوسکا منہ کالا ہُوا جیتے جو زلف یار کا

از علیگڑھ

قند آمیختہ باگل نہ علاج دل ماست

بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند

حافظ شیراز کی چاشنی پسند طبیعت کی فرمایش دیکھیے اور انسان کی طبیعت کا تقاضا خیال فرمائیے۔ بہت مٹھاس مین کیڑے پڑتے ہین۔ شدت نشہ بیہوش کر دیتا ہے۔ پس شیرینی مین چاشنی جیسن دہی

مگر مین مہر کی ترشی ضروری ہے۔ مگر آپ جانیے جب شیرینی قسمت سے کم نصیب ہو تو ترشی ضرور دانت کھٹے کر دیگی۔ یہی حال آج کل مسلمانون کا ہے۔ وہ زمانہ لدگیا کہ دس دس بیس بیس لاکھ کے مہر بندہتے تھے لوگ خوشی بخوشی قبول کر لیتے تھے۔ اور بعض بندگان خدا ادا بھی کر دیتے تھے۔ نہین مرتے وقت بیوی صاحب مہر بخش دیتی تھین۔ اب روپیہ پیسہ خدانخواستہ کیون افراط سے ہونے لگا۔ اور بیوی قانون قاعدے کی پشتی پر کیون بخشنے لگین جیتے جی نہ بولین بعد مرنے کے تو عدالتی جھگڑون مین اپنا مہر پیش کرینگی۔

آخر نوبت باینجا رسید کہ مہر کے طوفان بے تمیزی پر حاکم کی نظر ہوئی اسکی کاٹ چھانٹ پر خیال رجوع ہوا۔ حضور لفٹننٹ گورنر بہادر نے علما و قانون دان حضرات سے راے طلب فرمائی۔ شدہ شدہ کسی نے یہ خبر عورتون تک پہونچا دی انکی بحث زرہی ملاحظہ ہو۔

خود آرا بیگم۔ اے بوا تم نے کچھ سنا۔ اب ہم لوگون کا مہر کچھ رہا ہی نہین۔ لوگون کی راے ہے کہ مردوے جو بڑے بڑے مہر اپنی حیثیت سے زیادہ منظور کر لیتے ہین وہ درست نہین۔ سرکار سے حسب حیثیت دلایا جاے گا۔

تیز زبان خانم۔ سچ کہو۔ ملکہ کے زمانے مین ایسا اندھیر تو نہین ہو سکتا سو بات کی ایک بات تو یہ ہے کہ مردوے اپنی خوشی سے قبول کرتے ہین۔ کوئی زبردستی تھوڑی کرنے جاتا ہے۔

مہر النسا۔ اور مین کہتی ہون مردوے کیا ایسے ننھے بچے ہین کہ انکی حمایت سرکار پر لازم آئی اور ہمارا کچھ خیال ہی نہین۔ کوئی میری طرف سے پوچھے کہ صاحب آپ میان بیوی کے درمیان مین پڑنے والے کون اجی ایک شخص ہے جو ہنسی خوشی ایک شے کی قیمت لاکھ دینے کو کہتا ہے پھر چاہے وہ دو کوڑی کی ہو۔ مگر دینے والا لاکھ دیتا ہے اور بیچنے والا بھی منظور کرتا ہے۔

فہیم النسا۔ واہ وا۔ یہ تو خوب ہوئی میان صاحب پہلے تو خوشی خوشی سب منظور کر لین اور پھر مہر دیتے وقت یون بغلین جھانکین یا حاکم یون ہیچ پیچ لگائے۔

سمجھدار بہو۔ نہین کچھ نہین۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم سب بے تمیزی سے ان دہاڑون کو پہونچے ہین اگر آج سمجھ بوجھ کے مہر بندھا کرین تو کسی کی کوئی ضرورت نہ پڑے۔ ایک طرف الا تونی مہر بندھوا کے خوش ہو گئے دوسری طرف اُدھر والون نے بھی خیال کیا۔ لیتا ہے کہ دیتا۔ جو چاہو باندھ لو۔ کچھ دینا تھوڑی پڑے گا۔ جب کٹ پٹ ہوئی یا خدانخواستہ نعوذ باللہ ہو گیا۔ کچہری عدالت کی نوبت آئی تب مہر کا جھگڑا چھڑا۔ اس وقت آنکھین کھلین۔ اگر شرعی حکم چل گیا جو کچھ ترکہ تھا سب مہر مین چلا گیا پھر بھی نہ ادا ہو سکا اور وارث منہ دیکھتے رہگئے اب بیٹے گھٹے پھرتے ہین۔ مرنیوالے تو مر گئے مگر وارثون کو رونے کو چھوڑ گئے اس سے اگر شروع ہی مین دونون اپنی اپنی حیثیت سمجھ لیا کرین تو کوئی خرخشہ نہو۔

تیز زبان خانم۔ چلو ہٹو۔ یہ بڑی عقل مند بنکے آئین وہان سے یہی تو بڑی ڈبلو آفت ہین نا۔ ہمکو ان جھگڑون سے کیا واسطہ کس منہ سے مردوے وعدہ کرتے ہین ننگا نہ گرہ مین کوڑی نہین سنگٹے والے ہوتے ہین جو مہر قبول کرینگے وہ دین ہمان سے نہ وہان سے لائین۔

دیندار بیگم۔ اے بوا۔ بھلا یہ بھی کوئی ظلم ہے جو نہو ان بیچارون کے پاس۔

فہیم النسا۔ نہو تو آدمی اپنی طاقت دیکھ کے عہدہ کرے

سمجھدار بہو۔ بلکہ یہ تو ایک فریب ہے کہ پہلے تو وعدہ لمبا چوڑا کرو اور پھر کہو ہاے ہمارے پاس نہین۔ بیوی بخشدو۔ بیوی بیچاری کیا کیا بخشین بچونکا دودھ بخشین یا میان کا مہر۔ اب بیوی بخشنے کی ہو گئین۔ یہ سبکو بخشین نا کوئی کوڑی نہ بخشے

دیندار بیگم۔ تو یہ تو کچھ نہ ہوئی۔ مہر تو شرعی بات ہے حضرت بیبیون تک کا مہر بندھا ہے۔

تنک مزاج بیگم۔ اُوئی۔ نوج۔ شرعی مہر ہوے جولاہون۔ قصائیون۔ کنجڑون کی طرح۔ مین اپنی حسنا کو گھر مین بٹھا رکھونگی مگر شرعی مہر تو لاکھ برس نہ منظور کرونگی۔

دیندار بیگم۔ لوگو۔ پھر کوئی کاہیکو ہوپانی ایک کیسے ڈالتا ہے۔ قانون بن جانے دو اگر جو تم خود نہ سنبھلو تو کیا حاکم بھی نہ سنبھالے اور سکو تو پھر حکومت کرنا ہے وہ کیون غافل رہنے لگا۔ اور بوا صاف صاف تو یہ ہے اگر ہم لوگ اور ہمارے مردوے ایسے ہی ہوتے تو آج ان دہاڑون کو کیون پہونچتے۔

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کمیل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معززناظرین میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سندیافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ بہ مراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائے موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اعلی فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ - عرق سرمہ فی تولہ ۱ه خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - **المشتہر** پروفیسر سیا سنگھ اہلووالیہ - مقام بٹالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار سیا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھون سے پانی کا جانا - دھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین اور کمزوری نظر ناخنہ یا مہروانہ کی جھلی کا زخم اور ایسے ہی گنگنا چونکہ اس سے کوئی نقصان پیدا ہونے کا خوف نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کیلیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے -

راقم ڈاکٹر ٹی - ایم - سالنگی صاحب بہادر ایم - بی ایم ایس سندیافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فوائد کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار سیا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ … پر کیا جسکی عمر ۶۰ سال تھی جو مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین بہت سرخ اور دکھتی ہوئی تھین انہین کثرت سے سوا دکھتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پروسکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم خانصاحب بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار سیا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خصوصاً ان بیمارون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم ڈاکٹر برج لال گھوس رائے بہادر ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور - حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار سیا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا - میرے رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خانبہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر ڈنٹری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین - ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۹ء سے جمع کرا دیا گیا ہے -

فغانِ نیچر

ڈبر پنچ۔ لگے ہاتھون ایک نوحہ موسومہ نالۂ نیچری ٹھیٹھ نیچری زبان مین اور نیچری خیال کا مسکو ہے نیچر آنجہانی نے بذریعہ خواب اس دنیا تک پہونچایا ہے اور میری کارگزاری جس مین محض تعمیل ارشاد کرکے قلمبند کر لینے کی ہے ارسال خدمت ہے۔ ردیف قافیہ وغیرہ کا خیال نہ فرمائیے گا اگر کہین سکتہ ہو تو یہ سمجھئے کہ مرے ہوؤن کی زبان ہے اور پیر ہا منہ۔ ان کی کمی تی ہے سے ہی طرح چھپ جائے پنچ مین چھاپ دیجیئے گا اور آپ بھی اسی طرح زندہ شہیدون مین داخل ہو کر پورے ثواب کا لطف اوٹھائیے زیادہ نیاز۔

نالۂ نیچری

اردو کے یکتی ہے نادر نیچر

ہے ہے مرے سید۔ بیوقت دغا دی
خود تم چل بسے۔ بارے کچھ کم نہ تھا رونا
کیا فرض تھا تم کو۔ جو تازہ بلا دی
عقدہ ہوا حل سب۔ نیشن سے زیادہ
تھی بکس سے محبت۔ بلوایا زبان بھی
بس مانند مین جتنے۔ محمود خلائق
کل ملک کے محسن۔ کرتے ہین منادی
بک جائے کے نہ بیٹھو۔ کوشش ہو دو بالا
رہ جائیگا گدھا۔ اوسکی نہ دو لادی
کالج کو سنبھالو۔ عزت کو بچا لو
مرتے گئے سید۔ اور بک ہو دہ یادی
اب بھی تو ذرسی چونکو۔ ای مرثیہ خوانو
زر بھی تو نکالو۔ باتین نہ کرو سادی
مل جل کے رہو تم۔ کچھ کر کے دکھا دو
تقصیر بہت کی تھی۔ نیچر نے سزا دی
ملتا نہیں سر دم اب وصل سا ناصح
سوجھے نہ تو قسمت۔ سر بات تباہی

راقم۔ سیر نیچر آنجہانی۔ بقلم وصل

لافونطین کی مشہور نظم کا ترجمہ

مسٹر ملکہ سر بر پیسے پنچ بہادر دام پنجابیہ تسلیمات کا ہدیہ پیش کرتا ہون اس سے آج کل کے مٹے تیکھے ترجمون کو جو خود رو گھاس پھوس کی طرح بڑھ گئے ہین ذرسی کاٹ ڈالیئے گا۔ آج کل ترجمہ کا خبط اسی طرح دماغون مین بھر گیا ہے جس طرح نابدانون مین گندلا پانی چھوٹی موٹی کتابون کا گھر سر پیسے ہوئے بر اگری نالہ بار اترے تھے کہ لگے وہین سے ہانکنے۔ پائجامہ بہاندنے لگے نالہ حیرت سے بولا۔ یہ عزلت نزول اور نذر انی چال تو جیبے اب ذرا چھینے ہاتھون۔ اسے بھول گئے۔ لگے ہاتھون عالم اجل پروفیسر شہباز مظلوم کی فرخ کے اعلے استعداد کی خوشخبری سناکے اون کے پیارے فرخ کی نظم کے پرچہ کو پیش کرتا ہون۔ ہان ذرا کان سپٹ کھجالو:—

سنخرا انکھہ سپور نڈا تھا کوئی
جس نے گرمی ہنستے ہنستے کاٹ دی
جاڑون کی آکر پڑین جب سختیان
تب نظر آئین اوسے کم بختیان
روکھی سوکھی بھی اوسے روزی نہ تھی
روٹی کا ٹکڑا نہ بوٹی گوشت کی
آنچہ شیران راکند روبہ مزاج
احتیاج ست احتیاج ست احتیاج
پیٹ کے خاطر بنا جھٹ بٹ گدا
لیکے نکلا بھیک کا اک ٹھیکرا
پاس ہی رہتی تھی کوئی چیونٹی
در پہ اوس کے جاکے یون آواز دی
مائی چیونٹی کا بھلا ہو کر بھلا
ہو بلا چیٹ تیری گر ردلی کھلا
راہ پہ اللہ کے دے۔ لا ادھار
قرض تیرا جلد دونگا مین اتار
فصل پر کل جنس اپنی پھیر لے
ایک اک گیہون کے دو دو سیر لے"
چیونٹی تھی دوست کچھ دشمن نہ تھی
خوش نہ آئی اوسکو عادت بھیک کی
جانتی تھی قرض کو بھی وہ برا
ٹڈے کو اوسنے لیا یون ڈرا
بولی "چل اڑ یان سے۔ عزت کی مت اینٹھ
منہ سے بہتر ہے دکھا جا اپنی پیٹھ
شرم آئی کچھ یہان آتے ہوئے
جھینپتا تھا نہ تو پھیلاتے ہوئے
جبکہ فرصت تھی کہان مرتا تھا تو
گرمیون مین کیا کیا کرتا تھا تو"
ٹڈے نے انکھہ سپور نڈے نے کہا
"گرمیان تھین جب تلک گاتا رہا
دھن تھی گانے کی بجانے کا خیال
رات دن تھین ٹھمریان کچھ نہ خیال
آتے جاتے کو سناکر اپنا راگ
کھیلتا تھی لنگوٹی بن تھا بھاگ"
چیونٹی نے ہنسکر کہا "اچھی ہے بات
اب کھلا تیری کلاونت کی ہے ذات
جتنا گانا تھا سو تو دہ گا چکا
آیا جاڑا ناچ کر اب مانگ کہا
ہانڈیان ڈھرہت نہ ٹیٹہ ڈوٹیان
ناچتا پھر اب بھی ٹیٹہ ٹوٹیان"

راقم۔ دکن رپورٹر

نام جوڑ معہ سکونت	نام جوڑ معہ سکونت
محمدی جان چہکنے والی	کاشی سارنگئے والی
جمیدہ طبلہ والی	ماہ منیر طبلہ والی
جمعدی جان طبلہ والی	ظہیر گو بیٹے والی
لڈن ویرے دار والی	کیواموول جی دیرے دار والی
اللہ باندی طبلہ والی	مجتبن طبلہ والی

بالفعل یہ جوڑیں ایسا تاریخ ہونگی وقت شام سے بارہ بجے تک
المشتہر غیر وِنگل مِتل ہند

مسٹر بک کی تجہیز

مسٹر اودھ پنچ خان صاحب بہادر
سی۔ایس۔آئی۔ دام اخبارہ۔ گڈ مارننگ
تو بہ توبہ گڈ مارننگ۔ سیاپ سایک کا تو
ذکر ہی نہ کیجیے۔ ۳۔ ستمبر ۱۹۰۹ء کو نینی تال
پر نبدہ کی حاضری کی رپٹ (رپورٹ)
اپنے روزنامچہ مین درج فرمائیے۔ اور اگر
آپ کو کچھ ثواب لوٹنا کھسوٹنا ہے تو ہماری
تازہ بتازہ تحقیقات کو غور سے سنکر داخل
حسنات ہوجیے۔ اگر ایک حج کا ثواب نہ
ملے گا تو اتنا ثواب تو ضرور ہی ملیگا گویا ابھی
سے لوٹ آئے۔ اتفاق سے اللہ میاں
کے کسی آسمانی کالج مین پرنسپل کی جگہ جو خالی
ہوئی تو ان سے مسٹر بک صاحب بہادر کے
نام حضرت عزرائیل علیہ السلام پروانہ لیکر
آپہونچے۔ اور ہاتھوں ہاتھ نینی تال سے
فوراً سے پیشتر لے اڑے۔ یہ تو بخوبی ظاہر ہے
کہ سید النیچر کے انتقال سے علی گڑھ کالج
کی ٹوپی ہی جاتی رہی تھی۔ صرف ٹوپی کی
دم لٹکنے پھندنا رہ گیا تھا۔ مگر افسوس مسٹر
بک صاحب بہادر سے بلا اطلاع مرنے
سے اب پھندنا بھی جاتا رہا۔ کوچ کا بھی
ناول سن لیجیے۔
۳۔ ستمبر ۱۹۰۹ء کی شب کو مسٹر بک صاحب
بہادر نے اللہ میاں کی جانب اپنی
روانگی کا لین کا پیر (لائن کا پیر) حاصل
کیا اور ۴ ستمبر ۱۹۰۹ء کو ۸ بجے صبح سے
آپ کا جنازہ قبرستان کو روانہ ہوا
تمام رؤسا۔ تجار۔ میونسپل کمشنران
اور جناب آنرایبل شیر الدولہ ممتاز الملک
خان بہادر خلیفہ سید محمد حسین خان صاحب
معہ اپنے صاحبزادے سید حامد حسین
صاحب جو اس مرتبہ علی گڑھ کالج سے
بی۔اے کی ڈگری حاصل کرین گے
اور لفٹنٹ کرنل راجہ عطاء اللہ خان
صاحب سابق سفیر انگریزی متعینہ
کابل۔ مسٹر محمد شفیع صاحب باغبانپورہ
بیرسٹر ایٹ لا۔ اور چند نوجوان بانہمان سی
جناب میر محمد علی صاحب وکیل ریاست
پٹیالہ۔ مرزا کاظم حسین صاحب بیرسٹر
ایٹ لا معہ اپنی یورپین لیڈی صاحبہ
کے۔ مرزا امتیاز علی صاحب منصف
سٹیشنر۔ جناب محمد شریعت خان صاحب
بیرسٹر ایٹ لا خلعت الصدق نامدار خان
صاحب مرحوم ممبر کونسل آف ایجنسی پٹیالہ
اور بہت سے اہل اسلام اور یورپین
صاحبان ہمراہ جنازہ تھے۔ جس وقت
یہ جنازہ تھوڑی دور چلا تو جناب
ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر
دام اقبالہ معہ جناب چیف سکریٹری صاحب
جناب صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتہ
تعلیم پنجاب و کرنل ... صاحب بہادر انسپکٹر
جنرل پولیس پنجاب اور کپتان ... صاحب
بہادر جو کہ اوس وقت فوجی وردی سے
تن زیب کیے ہوئے تھے۔ اور بہت خوبصورت
جوان تھے۔ علاوہ ازیں بہت سے یورپین
صاحب شریک جنازہ ہوکر قبرستان تک
گئے۔ جس وقت جنازہ قبرستان کے
دروازے پر پہونچا تو اس جنازہ کو اتارکر
قبرستان کے بیچ دروازہ پر رکھدیا
اور سب یورپین صاحبان نے اون
کے سرہانے اپنی اپنی ٹوپیان اتار
لین جس سے معلوم ہوا کہ بشپ صاحب
کچھ پڑھ رہے ہین۔ جب پڑھ چکے سب
نے اپنے سر ڈھانپ لیے۔ اتنے ہی مین
جناب ویسرائے صاحب بہادر دام اقبالہ
معہ لیڈی صاحبہ و سکرٹری صاحبان جناب
ریواز صاحب ممبر کونسل ہوم ڈپارٹمنٹ و
اسٹاف تشریف لائے۔ اوس وقت
چار یورپین صاحبان نے جنازہ اوٹھا کر
قبر پر رکھدیا۔ اوس وقت بشپ صاحب
بہادر نے کچھ پڑھا۔ اوس وقت ویسرائے
صاحب اور کل یورپین صاحبان نے اپنی
ٹوپیان تعظیماً اوتار لین جب بشپ صاحب
پڑھ چکے جنازہ قبر مین داخل ہوا۔ بشپ صاحب
نے پھر پڑھا۔ بعد کو جب پڑھ چکے سب
یورپین صاحبان نے ایک ایک مٹھی خاک
مسٹر بک صاحب کے نذر کی۔ اور سب
صاحبان نے قبرستان سے مراجعت کی
اوس وقت مسٹر بک صاحب کی لیڈی
کی حالت قابل رحم تھی۔ غرض مسٹر حاتس
ریلی صاحب لیگل ممبر کونسل وایسرائے
جو کہ ان کے عزیز تھے مسٹر بک صاحب کی
لیڈی کے ہمراہ پاپیادہ ہنڈا تک لیڈی
صاحبہ کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے تشریف

خرس۔ لڑو یارو ہم تو سر دست ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین

ضرور ہے۔ اس نظم ارجمند کو ہری بھری برسات میں شائع ہونا چاہیے تھا آج یہ عید کے پیچھے شائع ہوئی جاتی ہے معترضین ضرور معترض ہونگے مگر نہیں۔ میں انکو یاد دلاتا ہوں کہ ابھی فیلا نکمت (تھیا) باقی ہے۔ بڑی بڑی بوندیں پڑیں گی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا آئے گی۔ اوس وقت یہ نظم مزا دے گی۔

نئی روشنی والے اس قسم کی شاعری کو اپنا محبوب سمجھتے ہیں وہ بجان و دل اس کے طالب ہوں اور اسے اپنا مطلوب سمجھیں۔

ناظرین! ہمارے منشی صاحب کہنے کے۔ استاد پہنچتے ہی خوب ہیں آپ کا پڑھنا مسیحائی کرتا ہے۔ ہر شعر میں جان پڑ جاتی ہے۔ طرز ادا غیر معمولی ہے مجھے بہت حسرت کے ساتھ وہ وقت اب تک یاد ہے جب ہمارے ممدوح نے اس قیمتی نظم کو باصرار پڑھا تھا۔ اوس وقت کی موشن قابل نوٹ تھی۔ ہائے مجھے انکا بافرمائش معنی شعر کہتے جانا اور احتیاطاً سلام بار بار کر لینا! ایک ایسا سین تھا کہ اوس نے سامعین کے توجہ کو بالکل مسخر کر لیا تھا۔ ہر شخص دربہی وار (آئینہ وار) حیران و ششدر نقش بدیوار تھا۔ شاعر صاحب موصوف کی شاعری میں ایک خاص بات ہے اور وہ یہ کہ ہر وقت ہر مقام اور ہر موسم میں جب چاہتے ہیں شعر برجستہ خوب موزون کر لیتے ہیں انکو کامل آزادی حاصل ہے۔ کہ جو شعر چاہیں اور جب چاہیں کہہ لیں۔ کوئی قید نہیں ہے۔ یہ قادر الکلامی نہیں تو کیا ہے۔ انصاف کیجیے تو معلوم ہو ہاں۔

افسوس۔ یہ قابلیت اور اس زمانہ کس مپرسی میں! نہ ہوئے اگلے زمانہ کے قبلا (جمع قابل) نہ ہوئے لاڑنہ اوندھرا سے ومادھو رام صاحبان بیکنٹھ باشان وغیرہ وغیرہ۔ ہوتے تو انہیں ضرور ہوتا کہ وہ اگر انہیں اپنا ہمسر نہ سمجھتے تو ایک قابل ہمعصر ضرور خیال کرتے۔ مگر نہیں اس قسم کے کلام کے قدردان موجود ہیں۔ کتنا عجیب ہے کہ ہمارے انصاف پسند قدردان فن عالی جناب صاحب ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم اسکو اردو مڈل کورس میں شامل کرنے کی اجازت دیں۔ نیچرل شاعری ہے۔ سچا مضمون ہے طلبا کے مارل پر اس کا عمدہ اثر پڑ سکتا ہے۔ اب زیادہ مفصل لکھنے کی قابلیت اور فرصت نہیں۔ لیجیے بندہ رخصت۔ اللہ نگہبان۔ فقط اور بالکل فقط۔

راقم۔ ایک ہیچمیرز۔ آپ کا پرانا کارسپانڈنٹ۔ از شاہ آباد۔ ہردوئی

کوہ ڈلہوزی بکوہ قاف مانند آمدہ است

درمیان جملہ کوہستان خداوند آمدہ است

ڈلہوزی کیا ہے پریوں کا گھر

کھلونوں کا خزانہ۔ عمر عیار کی زنبیل۔ قسم قسم کے آدمی۔ طرح طرح کے جانور۔ بہت بہت عجائبات کثرت سے غرائب۔ پہاڑوں کا باوا۔ پہاڑیوں کا ابا۔ خانمانوں کی والدہ ماجدہ انگریزوں کی جورو۔ نیکوں کو عبرت۔ بڑوں کی کثرت۔ سرسبزی سے بھری۔ خوشحالی سے خالی۔ مکان پیچ پیچال کا مجموعہ۔ رندان خوش خصال کو آرام۔ صدر بازار میں اکثر شرابی بدست نشہ میں چور نظر آتے ہیں۔ کسی کو کوئی دوست سنبھال رہا ہے کوئی اڑا اڑا اودھر یہ گرا۔ وہ گرا۔ چلو کھڈ میں گیا۔

صدر بازار کے اودھر چوک اوس کے ایک طرف موتی ٹبہ۔ جدھر سے بھی موتی ٹبہ آگے بکرو ہیا۔ بڑھکر ڈو۔ اکالا ٹوپ۔ آپ کہیں کالی ٹوپی نہ سمجھیں۔ نہیں۔ سردی کا گھر۔ برف کا مسکن۔ اولوں کی کھان۔ شکار کا مکان۔ پانی کا منبع۔ لکڑی کی منڈی سیر کی جگہ۔ گرتی نگہ۔ چڑھتے چڑھتے ہی گھوڑا پسینا۔ سوار پسینا۔ راستہ پسینا۔ زمین پسینہ۔ رکاب پسینا۔ غرضکہ مارے پسینہ ہی پسینہ ہو جاتا ہے۔

(باقی پھر کبھی)

راقم۔ اے۔ ایس۔ رفیقی از ڈلہوزی۔

بکی مجلس

ڈیر پنچ۔ گزشتہ چہارشنبہ کو بک صاحب مرحوم کی وفات پر اظہار غم کے لیے رفاہ عام ہال میں سکتر صاحب جلسہ تہذیب کی طرف سے جلسہ تھا۔ مگر دادا رے لکھنؤ۔ کوئی مرے یا کوئی جیے ان کی بلا سے۔ روٹیاں بٹیں تو ہزاروں ہی جمع ہو جاتے مگر ماتم تو ولد کا نام تھا۔ تو یہ تو یہ۔ بک صاحب کا

تام تھا۔ ایسی مرثیہ خوانیون سے ان کو مطلب ہی کیا۔ آپ کی لغت مین توان کو محض بک بک کہتے ہین۔ کیننگ کالج کو خدا سلامت رکھے شہر کی ناک رکھ لی۔ ۲۰ یا ۲۵ طلبا ایسے نکلے جنکی حمیت نے یہ گوارا کیا کہ ہال مین گئے تو۔ ورنہ پھر بہ مانہ مستقبل تیسری کمیٹی بلانا پڑتی۔ پہلی مرتبہ تو محض تجربہ تھا اب کی ترقی کی تھی تو سارا رونق ہوجاتے خیر صاحب۔ اب اسپیچ بازی کا لطف اوٹھائیے پہلے گوہر افشانی حسب معمول میر مجلس کی طرف سے ہوئی۔ آپ نے زیادہ تر بک صاحب مرحوم کی خاندانی شرافت کا تذکرہ ہی کیا اور مرگ ناگہانی پر افسوس ظاہر کرکے بیٹھ گئے۔

آپ کے بعد ایک صاحب اُردوے معلے مین جب وعظ دینے کھڑے ہوئے تو سید صاحب مرحوم و بک صاحب مرحوم کا ذکر کرتے کرتے کچھ ایسی رقت آپ پر طاری ہوئی کہ گھبراہٹ مین ایک دفعہ کہہ گئے "کہ منشی الطاف حسین صاحب حالی مرحوم" مگر صد شکر کہ حالی جیت گئے اور دوبارہ پھر ساتھ صحت کے مولوی صاحب کو آپ نے یاد فرمایا۔ اور حالی صاحب مرحوم۔ توبہ توبہ۔ مین نے بھی ہی غلطی کی۔ حالی صاحب زندہ۔ مرگ ناگہانی سے بچ گئے۔ ع۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

ورنہ حالی صاحب کو بصیغہ ماضی جارہنے مین کونسا دقیقہ باقی رہگیا تھا۔ اسپیکر صاحب تو آپ کو پہلے ہی زندہ درگور کرچکے تھے۔ آپ کے بعد ایک صاحب اور آئے۔ لبشرہ سے آپ کے یہ مصرعہ ٹھیک رہا تھا۔ ع۔

اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

آپ کی نوحہ خوانی جن کم نصیبون نے نہین سُنی ہے اُن کو تو بجز حسرت اب کوئی چارہ نہین ہے۔ بی حیدر کا سوز آپ کے آگے جھک مارتا ہے۔ آپ کی ادائین اور بجک کیا کم دل لبھانے والی تھین۔ کہ اوس پر طرہ آپ کی اسپیچ ہوئی۔ آواز مین وہ درد اور وہ لوچ کہ سامعین پر ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ آپ کا مرثیہ پورا تو یاد نہین مگر آخری بند کا مطلب یہ تھا "کہ بک صاحب کیا مرے قیامت آگئی۔ بھلا ممکن تھا کہ اون کی زندگی مین یونیورسٹی کو یہ ہمت اور مجال ہوتی کہ امتحان ہوا اور کب۔ رمضان شریف مین۔ مگر فلک کجرفتار کم بخت ہمیشہ ایسی باتون کی تاک ہی مین لگا رہتا ہے۔ شاید اگر امتحان نہی ٹلتا تو معزز صاحب سے کچھ بعید نہین جو رمضان المبارک کی خدمت مین عرضداشت بھیجتے کہ وہ حضرت پھر کبھی تکلیف کیجیے گا۔ غیر نہین مانتے تو آپ ہی لاج رکھیے۔ اور وقت امتحان کنائی کاٹ جائیے۔"

بہرحال وہ وقت بھی آیا کہ بعد معمولی رزولیوشن و ماتمی ووٹ پاس ہونے کے جلسہ برخاست ہوا۔ اور سب لوگ روتے ہوئے اپنے اپنے گھر واپس آئے۔

راقم۔ ایک ماتمی رپورٹر۔

لوکل علیہ الرحمۃ

پانی وانی خاک نہین۔ مطلع صاف آسمان ہے مہر کے دیدون کی طرح شفاف۔ دن کو تڑلقے کی دھوپ پڑتی ہے۔ رات کو ہوا سے خنک ہے سردی اپنا رنگ جماتی ہے۔ جاء الشمس فی المیزان و البرد فی الکیزان۔ اگرچہ واٹر ورکس کی بدولت گنگنا پانی نلون مین جاری ہے۔ مگر گھڑون صراحیون کے ٹھنڈے پانی سے برف کی سرد بازاری ہے۔

مزارعین ربیع کے واسطے عرقریزی کرتے ہین۔ بقول مشہور۔ زمین سر سے کھودتے ہین۔ تخم ریزی کا زمانہ قریب ہے اگرچہ یا ہین عاشق و معشوق کے گلون مین مناسب ہین مگر آجکل تو ربیع کے کھیتون مین دیجاتی ہین۔

۲۵۔ کو ابتدائی حصہ شب مین جانب گوشہ جنوب و مغرب ایک بڑا جنگی ستارہ ٹوٹا دور تک روشنی پھیلی۔ ہمتو سمجھے آسمانی ماہتاب چھوٹی یا کسی دُمدار ستارے نے ضبط کرتے کرتے اکبارگی مو کی طرح دُم پھیلا دی۔ یا جلوہ موسی کو کوہ طور پر نظر آیا۔ ہمکو گھر بیٹھے ملا۔ مگر فوراً اندھیرا ہو جانے سے معلوم ہوا کہ کچھ بھی نہ تھا صرف بھاری بھرکم ستارہ ٹوٹا تھا خیر یہ آتشبازی کا تماشا بھی غنیمت تھا۔

سیحیئے گنج مین ایک بیرگی صاحب آئے ہوئے ہین ایک جانب کا جسم خشک ہے خلقت عجائب پرست کا مجمع رہتا ہے۔ مٹھائی بکثرت آتی ہے۔ افسوس بادا جی افیونی نہ ہوئے ورنہ شہر کے افیونیون کا منہ خوب مفت مین میٹھا ہوا کرتا۔

طبیب اشتہاری
سارٹیفکیٹ
شربت مقوی اعصاب
روغن اعجاز
حب دمہ
حب ہاضم طعام
روغن مقوی
رعنا
نعمت دنیا
حب دافع طحال
تریاق السعال
ڈاکٹر حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما میونسپل کمشنر مدیر رسالہ حافظ صحت لاہور

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کمشنر ایکزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سیل۔ سرخی۔ ابتدائی موتیابند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضون پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ عمری سرمہ فی تولہ ۸ہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگہ اہلو والیہ۔ مقام بٹالہ۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

اِن سے بڑہ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلوو الیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے نہایت اکسیر ہے۔ آنکھونسے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش چشم جسکو ہم آنکھہ آنا کہتے ہین جلن او کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جہلی کا زخم اور اسمین پیپ کا پڑنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی نقصان دینیوالی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے۔ اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سانگلی صاحب بہادر۔ ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ دکھلانیکی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سرمہ سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتمردیوی بعمر ۲۵ سال سکنہ لاہور کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھونکی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تہے اور بڑے بال پڑتے تہے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکہتی ہوئی تہین انمین بکثرت سے مواد نکلتا تہا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تہا کہ موٹی مین حرف کا بہی نہین پڑہ سکتی تہی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکہی جاتی تہین صفائی سے نہین دیکہہ سکتی تہی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تہین استعمال کرکے دیکہا۔ مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دہند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر برج لال گہوس رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکہنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر و ٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین۔ ایک کو بہی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۸ء مین جمع کیا گیا ہے۔

علی گڑھ کالج

ملے سر غم ہی غم دل ہو تو پھر کوئی نواسنج فغاں کیوں ہو
نہ جب تک ہی کالج میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

پیارے اودھ پنچ۔ مسٹر بک کی بیوقت اور ناگہان موت نے ایسی اُداسی پھیلا دی کہ علی گڑھ کاٹے کھاتا ہے۔ کالج کے در و دیوار پر حسرت برس رہی ہے اور دوست تو دوست دشمن بھی اُس محب قوم اور محسن مسلمانان ہند کی جوانا مرگی پر خون کے آنسو بہا رہے ہیں۔ خدا جانے وہ بیچارہ اسلامیوں کی تعلیم اور اُن کی آئندہ ترقیوں کی نسبت کیا کیا حسرتیں اپنے ساتھ لے گیا۔ خیر یہ تذکرہ تو بقول شاعر ؎

حسن این قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

گورکنا رہنے دیجیے۔ کالج کے حالات سنیے مسٹر بک کے مرتے ہی حریفوں میں خدا جانے کیا کیا منصوبے ہونے لگے اور یار لوگ سر پر یہ سمجھنے لگے کہ سید مرحوم کی وفات کے بعد تو مسٹر بک کی وجہ سے کسی کی دال نہ گلی تھی۔ اس مرتبہ ڈھائی چاول کی کھچڑی خوب پکے گی۔ اتفاق سے نواب محسن الملک بہادر بھی بمبئی میں تھے اُنکی غیر حاضری سے اور بھی لوگوں کو بے تکی ہانکنے کا خوب موقع مل گیا۔ نواب صاحب حادثہ کی خبر سنتے ہی علی گڑھ پہونچے اور جلسہ خاص ٹرسٹیان فوراً منعقد کر دیا۔ جلسہ میں اکثر حضرات دہلی وغیرہ سے بھی تشریف لائے اور عالی جناب پریسیڈنٹ صاحب بھی معہ نالہ و فغان رونق افروز ہوئے تشریف لاتے ہی سنتا ہوں یہ بانگ لگائی کہ نواب محسن الملک اس طرح سے بھاگ گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہو گئے۔ اس کے علاوہ اور کلمات زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائے وہ یہ سمجھتے تھے کہ جس طرح ہمیشہ لوگ اُلٹی سیدھی سُنکر خاموش ہو رہتے تھے اب بھی وہی رنگ رہے گا۔ مگر اس مرتبہ محسن قوم بھی بگڑ بیٹھا اُسکا بگڑنا تھا کہ کل حضرات نے یہ ہی شناسے مرزا صاحب۔ اجی کون مرزا صاحب؟ اجی وہی۔ ارے میاں کون۔ بھئی صبح صبح کیوں نام لواتے ہو۔

خیر لیجیے صاحب آپکی خاطر سے جی کڑا کرکے نام لیے لیتا ہوں۔ جناب مرزا صاحب قزلباش۔ ڈانٹ بتائی کہ خبردار اب کوئی لفظ کریہ زبان سے نہ نکلے۔ مجلس کے تیور دیکھ کر سب سٹی بھول گئے اور بوریا بند ہوا لیکر معہ یاجوج و ماجوج فوراً نو دو گیارہ ہو گئے۔ متولیان نے مسٹر ماریسن صاحب کو پرنسپل مقرر کر دیا اور دو پروفیسر جدید لانے کا حکم بھیجدیا۔ اور ہمارے بیدار مغز شریعت پرور محسن کالج حضور لفٹنٹ گورنر بہادر نے فوراً نواب صاحب کو نینی تال طلب فرما کر کل امور حسب منشا سے ملک طے کر دیے اور سب سے زیادہ قابل مسرت جو بات ہوئی وہ یہ کہ ہمارے مولانا ازملا شبلی پھر ملے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ نے بکمال عنایت پانچ برس کے لیے اونکی خدمات سپرد کالج فرما دیے بقول شاعر ؎

ٹوٹا ہوا پھول پھر چمن میں آیا
اوکھڑا ہوا دانت پھر دہن میں آیا

لڑکوں کی خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا خدا کے فضل سے ماریسن سا مہربان پرنسپل اور ارنلڈ سا لائق پروفیسر کالج کو مل گیا واقعی یہ کالج کی خوش نصیبی اور ہمارے نواب صاحب کی خوش تدبیری ہے جسپر جہاں تک مبارکباد دی جائے کم ہے۔ اب خدا کی مہربانی سے ہر طرح امن و امان ہے۔ پریسیڈنٹ صاحب بھی چپ چاپ ہیں گو یہ خبر سُنائی دیتی ہے کہ مرزا صاحب ارے توبہ توبہ مرزا صاحب مخدوم رام پور میں تشریف رکھتے ہیں اور مولوی سمیع اللہ خان بہادر بھی مسٹر محمود صاحب سے ملنے جلنے لگے ہیں خیر انہیں بسم اللہ مسٹر محمود صاحب نے صاحبزادہ بلند اقبال کو انگریزی پڑھانا ترک کرا دیا ہے۔ اور حالات لکھنے کی نہ مجھے ضرورت نہ آپ کو اُن کے سُننے کا شوق۔ اجی بڑی ضروری بات تو رہی گئی تھی مسٹر بک کی یادگار قائم کرنے کو جلسے ہو رہے ہیں اور علی گڑھ کے حاتم ثانی محمد مزمل اللہ خان نے ایک ہزار روپیہ سے ابتدا بھی کر دی۔ خدا کرے اور لوگ بھی جی کھول کر چندہ دیں۔ اور اس مثل کو صادق نہ کریں کہ میاں جی مرے تو کوئی بھی جنازہ کے ساتھ نہ گیا اور لونڈی مری تو شہر بھر امڈ آیا تھا۔

بیچارے بک کی روح پکار پکار کر مسلمانوں سے کہہ رہی ہے۔ ؎

یوں تو مُنہ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سبکو
جب میں جانوں کہ مرے بعد مرا دھیان رہے

راقم۔ وہی۔

ڈرتا ہے

چوہا	بلی سے
کوا	ڈھیلے سے
کبوتر	بہری سے
ریل کا مسافر	طاعونی قرنطینہ سے
ہاتھی	چیونٹی سے

بسم اللہ مجریہا و مرسہا

ہان پرمیشر سے فرماؤ کہ تنی جل رام جی کو
بھیجو تو تمہار بندن کا مسٹر قحط سے چھٹکارا
دلا دے نہین تو رام رام جپنا پڑا یا مال
اپنا - ع

ہم ہوئے تسلیم کی خو ڈال اب
سب ہماری تو رہی عادت یہی ہی
راقم - پنڈت ڈکن رپورٹر -

ہندوستانی گنوار بنام ٹامی اٹکنسن صاحب بہادر

گورا صاحب سنو - ہم ٹھہرے ہندوستانی
گنوار - تم ٹھہرے بہادر گورے - ہماری
تمہاری کوئی ریس نہین - تمہارا یہ حال کہ
جب سیر شکار کو نکلتے ہو - چڑیان - ہرن
نیل گاے تو رہے ایک طرف ہمارا پیشاب
تمہاری صورت دیکھ نکلا جاتا ہے -
بال بچے ہمارے تمہاری صورت سے
کانپنے لگتے ہین - بھوانی ماتا - جمراج دیوتا
سے ایسا نہین ڈرتے جیسا آپ سے
خوف کھاتے ہین - کاہے سے آپ
ٹھہرے حاکم - بادشاہ - مالک - اور ہم
گریب "مٹی" آپ کی بڑھتی منانے والے
سب کو لاٹ گورنر جانتے ہین جیسی
اون کی صورت ویسی آپ کی - نہ معلوم
کون کس بھیس مین ہے - گورے گورے
سب ایک - ہم آپ کی عملداری مین
بڑے مزے مین رہتے ہین سنگ کاری
رنگروٹون مین بھرتی ہوا تھا - اب
رسالدار میجر ہو گیا - ہمارے گانو مین
سنار کا بیٹا بابو بن گیا - گٹ پٹ
پڑھ کے ڈپٹی بن گیا - شہر مین کوٹھی
مین رہتا ہے - لال من کھتری صدر
مین چھپا بیچتے بیچتے گماشتہ ہو کے
[illegible] - لاکھون کما لایا - اب
[illegible] سیٹھ بنکے صاحب لوگون کی
دعوت کرتا ہے - رام جیاون کا
سوکھے کے سال مین گھر ناس
ہو گیا - صاحب کی سہیسی کر لی اوسکا
بیٹا - اسٹنٹ صاحب ہو گیا گھوڑدوڑ
مین گھوڑے دوڑاتا ہے - بالکل صاحب
جیسے - یہ سب آپ کے [illegible] یا دولت تمہر
جرنن سے لگے ہین - تمہری بدولت
سب پار ہوے جات ہے - اگر کبھی
کبھی آپ لوگ ٹھوکر - گھونسہ - مار دیتے
ہین تو ہم نیچ برا نہین مانتے - ہان
کبھی کبھی کوئی مر جاتا ہے اور اوسکا
مقدمہ ہوتا ہے - سو ہم لوگون کا
کوئی قصور نہین - یہ تو آپ ہی لوگون
سرکار کا قانون ہے - تھانے والے
لکھا پڑھی کرنے لگتے ہین - اور ہم
لوگون کا دوہرا نقصان ہوتا ہے -
ایک تو آدمی مرا دوسرے ہم لوگون
کو کچہری فوجداری مین دوڑنا پڑتا
ہے کھیتی باڑی کا نقصان ہوتا ہے
کوئی کہتا ہے تلی پھٹ گئی - کوئی کہتا
ہے آپ کی گولی چل گئی - کوئی کہتا
ہے ہماری "[illegible]" کو آپ نے
ستایا - جو یہ پوچھ گچھ نہ ہو تو کوئی
بات نہ ہو -

پھر ہمارے آپ کے کیا ہے -
لڑائی - ڈانڈا میڈی - پٹیتی برابر
سے ہوتی ہے - یا حاکم اور رعایا سے -
اور جو لوگ یہ کہتے ہین کہ ہم لوگ گورون
کو گانو مین اکیلا پا کے ستاتے ہین وہ
ہم کو جلاتے ہین سر آپ کو - ارے تم
لوگون نے ہمارا کیا بگاڑا ہے - ہم تو
لال پگڑیا والے سپاہی اور چوکیدار کو پرمیشر
سمجھتے ہین - اور آپ تو گورے تن کے
سچ مچ ہمارے دیوتا ہین "آپ کے
باعث" ہم کو امن چین ہے - بیگار
نہین پکڑے جاتے - پوت نہین بٹتا -
فصل ہماری کوئی چھو نہین سکتا - ہندوستانی
تو ہیر پھیر (ظلم) بھی کرتے ہین آپ تو
اتنا نہین ستاتے - پھر ہم کو کیون آپ سے
عداوت ہوتی - رہی حکومت اوس سے
ہم کو کیا - بھیڑی اور سوری جب ان
جائے گی مونڈی جائے گی - چمار کو
عرش پر بھی بیگار - یہ باتین راجہ بابو
جانین - ہم کو تو ہر حال مین تابعداری
کرنا ہے - سب کے راس - سب کے
رعایا ہین - پھر اون لوگون مین سب سے
اچھے آپ ہین - نیاؤ کرین - جھگڑے
چکائین - معاملہ مقدمے مین عرض معروض
سنین - شیر بکری ایک گھاٹ پانی
پیئے - ہم جو چاہین کام کر سکتے ہین -
نوکری - چاکری - سوداگری سب کے
واسطے میدان کھلا ہے -

---

(۲) خاتونان باحسن وجمال

آپ چاہیے حسن کا سکہ سا ... عالم پر بٹھایئے
فرقہ [illegible] ہی کرا کے چلئے کی سند احسن الخالقین کی
سرکار سے عطا ہو لیجئے اس رسالے مین جو صحیح خواتا حسینہ
جمیلہ بننے کے نسخے اور بہترین مربع مین اور مفت دیا جاتا ہے
تمام شکایات نسوانی کے علاج بھی زنانہ ڈاکٹرون کے تجربہ
مین آئے ہوئے لکھے گئے ہین - اس انسٹیٹیوٹ کو
با اطمینان تمام حالات تحریر فرمایئے اس کا پورا انتظام
عورتون ہی کے ہاتھ مین ہے - کسی قسم کا کوئی راز افشا
نہ ہونے پائے گا - پتہ - مس نبی صاحبہ سکریٹری انسٹیٹیوٹ
۱۷ ابھری اسٹریٹ لندن - گوشہ شرقی

ہمارے گاؤن مین گو بندے پنڈت کبھی کبھی سماچار اخبار دن کے بانچا کرتے ہین۔ کہتے تھے کوئی نہیر تیسر ہے اوس مین ایک خبر لکھی ہے کہ گاؤن والون نے گورے صاحب کو دق کرنیکو عورتین اور لڑکے بھیجے۔ جو لوگ ہمارے حال اور عادت سے واقف ہین اون سے کہنے کی ضرورت نہین۔ مگر آپ سے اتنا ضرور کہتے ہین کہ جب ہم گنوار لوگ تمھاری صورت دیکھ کے کانپنے لگتے ہین تو ہمارے جورو بچون کا کیا حال ہوگا۔ اور ہم تو اپنی "دو حمراون" سے روٹی پانی۔ لپائی کنائی۔ کے سوا کام نہین لیتے۔ میمون کی طرح ہم چاہین ہی سب کامون مین ہاتھ بٹا مین تو اونکو آتا نہین۔ وہ ہماری لڑائی بھڑائی مین اور پھر گورے لوگون سے کیا ساتھ دیتین۔ اگر زمیندار سے مل کے کھیت کا پوت کم کرانا۔ یا مہاجن کے ہان سوائی ڈیوڑھی کا معاملہ کرنا آتا تو صاحب ہم لوگ بڑے مزے مین رہتے اور خیال تو کیجیے اس مین آپ کی بہادری کی کس قدر بدنامی ہے۔ کہ آپ گورے لوگ ہوکے ایسے ہوجائین کہ ہم گنوار آپ کا اتنا ادب نہ مانین۔ الٰہی گنگا بہے اور آپ کو دھمکائیں۔ تھوڑا ہی سمجھا دیجیے اپنی ٹانگ کھولنا آپ ہی لاجون مرزانہ

چاہیے۔ ہم تو کہتے ہین آپ کی آدر عزت۔ ہم دل سے مانتے ہین اور یہ صاحب کہتے ہین ہم اوٹھاستاتے ہین۔ انہین باتون سے بدعبی ہوتی ہے۔ ایسی بات گنوارون سے نہ کہنا چاہیے۔ رکھ ہٹ رکھا ڈبٹ مثل مشہور ہے۔ جو اپنی آنکھون مین عزت نہ بناوے اور اون کی آنکھ مین کیا ہوگا

راقم۔ تو ہایا بمعتی ستاوے الا گنوار

حق بحقدار رسید

جناب پنچ صاحب۔ یون تو سرکاری عدالتون مین معاملے تصفیے رہا ہی کرتے ہین مگر ایسے پر لطف واقعے جن مین طرفین نے جی توڑ کے کوششین کی ہون بقول شخصے پوٹے ٹیاک ٹیاک دیے ہون۔ اور عدالت نے بھی انگریزی معدلت کے سکے بٹھائے ہون کبھی کبھار ہی پیدا ہوتے ہین۔ چنانچہ نواب امداد علیخان ملکہ جہان مرحومہ کے پوتے کے مرنے پر جو دھوم دھام کا مقدمہ چھڑا تھا اور جس مین سجاد علی خان عرف نواب امراو بہادر سنہ اولاد جائز ہونے کا دعوے کیا تھا عرصہ دراز تک عدالت مین کرنیکھا تارہا۔ نواب صاحب مرزا امراو۔ نواب امداد علی خان مرحوم نے بھی خوب پیروی کی تنازع جائداد کا لنڈورا دور تک گیا۔ کوئی پیروکار رضیہ بیگم دختر نواب امداد علیخان مرحوم قرار دیکر خوب خم ٹھونک کے لڑا۔ اور بیچ دریا مین عارضی طور سے ہاتھ دھو گیا۔ مگر الحمد للہ عدالت سب جج بہادر سے لے کے جوڈیشلی تک سجاد علی خان پسر و وارث جائز قرار پائے کارپردازون کی محنت ٹھکانے لگی۔ حق بحقدار رسید کا معاملہ ہوا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جو رقم معتد بہ قبضہ گورنمنٹ سے حکمت عملی نیک نیتی خوردبرد کر گئے ہین اوس کا کیا حشر ہوتا ہے۔

راقم۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی

الخبیبات للخبیثین

آپ جانیے نجومیون نے تو مدت سے حکم لگا دیا ہے کہ نومبر مین دنیا کا خاتمہ ہوجائیگا اور یہ بھی مشہور ہے کہ نوادرات زمانہ کا ظہور ایسے اوقات مین ہی ہونا ضروری ہے پس آج کل انہین عجائبات مین ایک واقعہ یہ بھی سن لیجیے کہ کہلی بازون نے ایک نئے ملکہ دے پنچ بکری کا جوڑا مان ٹینی باپ کا ننگ نیچے نکلے رنگ برنگ سے ٹھہرایا۔ شروع مین تو خسر مرزا صاحب سے بکری کے وارث سے حلالی حرامی کی کا عذر ہوا۔ تشفی کے واسطے قران کی قسم پر تصفیہ ہوا۔ خدا بہانے لگا۔ یا سبحان قران اوٹھایا گیا۔ بقول شخصے کچھ گیہون گیلے کچھ جانتے ڈھیلے۔ وہان کسی کے سر بابت کی جلدی کسی طرف منہ کالا کرنے کی عجلت دو پہر دیوالی کا قرب۔ نکٹی موٹھ کا زمانہ جہیز اسباب بلکہ جورو تک کچھ پر لگانے کا کام اب۔ اپنی اپنی مساعت مجہت رستہ ہوگئے۔ والسد واہ بزرگون کے فساد خون نے اچھا تصفیہ کیا۔ ورنہ اور کولدھ مین کہاج ہوتی۔ چلتی گاڑی مین روڑا اٹکتا۔ مختصر خدا خدا کرکے مانجھے کا منحوس دن آیا۔ دولہا میان کے ہمراہ جواریون سراپا فتون کے سردار میر وساسول قمار بازی مین یکتا ہے زمانہ جنکو پانسے مین پو کے سوا اور کچھ نظر نہین آتا۔ روسیاہ ٹھیکہ دار مہنہ قید (باقی ہے)

میمرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ بمنزلہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سیل - سرخی - ابتدائے موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میمرے کا سفید سرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص میمرہ فی ماشہ بیس روپیہ - عمری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میمرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ - مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور - پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میمرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں میل اور کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور نیز پپوٹوں کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میمرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر ٹی - ایم - سانگلی صاحب بہادر ایم - بی ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے میمرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ آتھو دیوی عمرہ ۲۸ سال سکنہ لاہور کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھیں بہ سے سرخ اور سوجی ہوئی تھیں انمیں کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے میمرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر برج لال گھوس - رائے بہادر ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے میمرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا - میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لیے میمرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے -

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر ٹریننگ کالج لاہور

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میمرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۹۰۹ء میں جمع کیا گیا ہے

ٹیسو

اِملی کی جڑ سے نکلا تینگ
ہنستے کھیلتے ہوگئی جنگ

مسٹر پیر مسٹر پنچ - آپ جانیے بُھول سے بُھیر تک جھلا ار ٹھٹے ہین آدمیون کا کیا ذکر فصل کے پھیر بدل جاڑے دن کی آمد گرمیٹ کی رخصت قحط کی مصیبت فاقون کی مصوبت وعدے کے پاس رات کی بات نے اہل جل کروہ گہرا ناگ باندھا کہ ہولی کے سوانگ تک کو مات کر دیا تعطیل سے فرصت طول - کام نہ کاج روپیہ نہ اناج اپنا راتب نہ گھوڑے کا دانہ - کچہری کے ساتھ آمد بند - ہاتھ کے ساتھ زبان کھلی ہوئی - طبیعتون مین جوش دلون مین اُمنگ - نہ بیٹھے چین نہ کھڑے قرار - زمین کند ہونے کے خیال نے ہمارے چند لائق فائق چلتے پرزون دوستون کے زبان دراز گروہ نے ایک پرانی کھوٹ کو دہانت کر حیلہ معاش وسیلہ روزی گردان ہی تو لیا - پگڑی سر بندی چیکن خلعت مین پٹکے سے کمر کو باندھا - گاڑی کی ”ٹمکٹی“ تیار کر کل بہے پاجل کھڑے ہوگئے - دو تین رتین برابر چھنا چھن کی آواز سنکر ٹیسو بھکوے کے منہ سے طمع کی بون رال بہنے لگی جیسے نابدان سے کیچڑ یا پرنالے سے گندا پانی - ایک دن ٹھیک دوپہر کو دن دہاڑے چلتا پاتا - میدان قبرستان کچہری وجیری کی خاک پھانکتا منتہر سے تک پہونچ گیا - نیند کے نشہ کا اُتار سید ستی کا خمیازہ - عشق کا خمار ہیل ہیل کرکے ایک دگی باز - مسلجے ہاتھ چالاک کو جبہ و رفلانتے ہین جب دل کا بنجار نکالنے اور جوانی کا زور اُتارنے پر ڈٹ ہی تو گئے - نہ دیکھا آؤ نہ تاؤ - اونھون نے دیا - ٹیسو نے لیا - ع -

ٹنڈونکی دلگی ہوئی یارونکا دل لگا

تُوہونکا بدلنا ہاتھ کا چلتا تھا کہ یون آوازین آواز کے ساتھ آنے لگین - ع

ٹیسو نے جب مانگی رسید
بند ہوا ہوگئی لید
آیا ٹیسو چھیلا چھونا
جوڑے گھوٹا گھسکا گھونا
چیخ کوئی پٹ گیا کوئی
پچکے گال اور پھندیا روئی
کالا کولا ۔ ۔ ۔ لال
آدھے سر کے اُڑ گئے بال
ایک ہی دن کی ڈاڑھی مُنڈی
پُوپٹے منہ کی بڑھیا اُنڈی
کھلے خدا نے ڈسکے پوٹ
کھتیلے کھائے پُوٹ کے پوٹ
کروسٹرا نکلا اک زر دوزی
چھینی عزت باندی روزی
کرم کڑے سے نکلا کوڑا
پُوک کے چوکی لونڈا دوڑا
کہا کر دھکے بولا ! پانا
پہلے وہ کچھ جانتا تھا نا
لینے سپیے دئیے جہانسے
باندھے آئے لال مُنڈاسے
نقد النقد ہوا پوا
ملیم بیا چپ اور چار
لینا لینا جانے نہ پائے
کیونکر قید بچا - بھاگے
بیگم جانم لونڈی باندی
چیخ پیٹ کر سب نے جاندی
کھسکے گھس کے بودی مار
چپکے چپکے رو دئیے یار
پھوٹے چندا دُھن نمرودی
پھٹ گئی بالکل مخمل اودی
اندر باہر ریشم ریلا
ایک کا بٹنا چار کا میلا
بج گیا اوس کے سر کا تاشا
دیکھا دو نے سیر تماشا
لیکر جان دھتا نبلائی
خوسنتر کا چھوٹا بھائی
بات بات مین جھگڑا ڈالا
لال ہوا منہ کا لا کالا
کھسکی گیا کیا دل کی پھانس
لپٹا بچھو بن کر ڈانس
بے غیرت کی جھڑ گئی خاک
بڑھ گیا اندر اور تپاک
رفتہ ان بے غیرت زانسو
پھولی آنکھ نہ نکلا آنسو
دیکھا نہ ہوگا پاجی ایسا
دو دن مین جیسے کا تیسا
ٹھنک پنا بھی ٹھنکا چیتا
گھنک سپنے مین گھوڑی
کڑے خان نے ہاتھ ہلایا
ٹوٹی جوتے کی جوڑی

راقم - یکے از علی خوانان اسن یحبیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء - بقلم عین الیقین -

پُرانے مصادر نیا گردان

مسٹر پنچ گذ مارننگ ! حضت اپریل ۱۸۹۶ء کے اودھ پنچ مین مصادر کا گردان ہوچکا ہے مگر چند مصادر باقی رہ گئے تھے لہذا آج اینجانب اپنی جودت طبع سے پورا کرتے ہین اخبار کے کسی کونے مین ٹھانکیے -

گشتن- در بدر مارے مارے پھرنا- راستہ مین چلتے چلتے جدھر سے آتے تھے اوسی طرف پھرنا- کسی معشوق جفا پیشہ کا باتین کرتے کرتے یکایک رقیب کی طرف پھرنا- میونسپل ممبری کے واسطے نام گشت پھرنا-

دویدن- او پیچھے پیچھے دوڑنا- یا تو پیدل دوڑے نہین گھوڑے کے ساتھ دوڑنا- اندھیری رات مین سڑک پر آنکھ بند کئے بے تحاشہ دوڑنا- لکھنو کے ایک نامی گرامی نواب صاحب کے یہان نوکری کی غرض سے برسون نہین تو مہینون تک دوڑنا- اور نتیجہ کچھ نہین- ممبر سید میموریل فنڈ کے واسطے شہرون شہرون دوڑنا- دوسرون کے گھرون پر دوڑنا- مفلسی مین کچہری دوڑنا-

نشستن- اونچی جگہ بیٹھنا- کسی رنڈی کے کمرے کے برابر یا خاص رنڈی کے کمرے مین بیٹھنا- سوتے سوتے بدخواب ہو کے جلدی سے اوٹھ بیٹھنا- بلا اوین ... کے گھٹنون تک پائجامہ نہ مین بیٹھنا ... پر بیٹھنا- جوا چاہیے نہ کھیلے جواریون مین بیٹھنا- چار آدمیون مین جلسہ مین مارے شرم کے نہ بیٹھنا-

نوشتن- اخبارون مین مفید مضامین لکھنا- ہر سال کے خاتمہ پر (جاہی کامیابی نہ ہو) ممبری کے واسطے ووٹرون کے نام لکھنا-

پختن- بے نمک کا کھانا پکانا- پکی اور کچی دونون کا پکانا- منطبخ دے دے کے مادہ پکانا- ہر روز بلا ناغہ ممبری کے واسطے خیالی پلاؤ پکانا-

دادن- لینے دینے کے نام سے صاف جواب دینا- کسی کو نوکری کے واسطے دم دینا- بلا کمیشن کے جو پانچ پرچے لادے اوسے دعوت دینا- نوکر رکھ کے تنخواہ نہ دینا- پانچ چھ ماہ تک دوڑے اوسکے بعد تین روپئے دینا واپس کرنے بعد جواب نہ دینا- فیمین فنڈ مین زبانی داخلہ دینا-

ایستادن- کسی رنڈے کے آگے دن رات ہاتھ باندھے کھڑے ہونا- کسی مجمع مین اونچی جگہ کھڑے ہونا- اگر کوئی جانی دوست ہی کیون نہ ہو اور وہ بیمار ہو اوس کے پاس ہرگز کھڑے نہ ہونا- پرچون پر دستخط کرانے کو دوکان دوکان گلی در گلی کھڑے ہونا-

گرفتن- کٹے کنکوے کی ڈور پکڑنا- کسی زبردست کا دامن پکڑنا- چھینکتے تھی کی ناک پکڑنا- رنڈی بازی سے کان پکڑنا- اگر رات برات کوئی گھر مین آجائے چور چور کرکے پکڑنا- رات کو میونسپلٹی کی لالٹین کا کھمبا پکڑنا-

راقم- ض- ش- نگا-

زندگی کی نیرنگیان

(ترجمہ چارلس ڈکنس)

گزشتہ زمانہ کا ذکر ہے- ایک مسافر سفر کے لیے روانہ ہوا- مگر راستہ بھی انوکھا کیا طلسمی تھا- پہلے تو کالے کوسون کی دوری نظر آئی مگر آدھا راستہ طے کرنے پر گویا پہونچ ہی گئے- پہلے تو یہ اجنبیون کی طرح ٹٹولتے ٹٹولتے چلا- راستہ بھی ایسا سنسان کہ نہ آدمی نہ آدم زاد- سوائے ذات باری تعالے کے مگر تھوڑی پر پہونچا تو ایک بچہ ملا-

مسافر- کیون میان کیا کر رہے ہو؟

بچہ- مین تو کھیل رہا ہون- تمہارا دل چاہے تم بھی آؤ-

مسافر بھی خوشی سے کھیل مین شریک ہوگیا- بہار کا زمانہ- سبز خیر کیا تمام جہان جوبن ہی جوبن تھا- خوب کیفیت بہلی علاوہ ازین چھوٹے چھوٹے کھاوتہ تصویر دار کتابین- قصون کہانیون وغیرہ نے بھی اپنی طرف رجحان رکھا- مگر ایک دن وہ بچہ اتفاق سے غائب ہوگیا- لاکھ لاکھ مسافر نے پکارا لاکھ آواز دی مگر کہین پتہ نہین- بیچارہ اپنے دوست کی جدائی سے غمگین آگے بڑھا تھوڑی دور پر ایک شکیل لڑکا نظر پڑا- مسافر نے پھر پوچھا- کیون میان لڑکے کیا کرتے ہو؟ اوس نے جواب دیا "مجھی مجھے تو پڑھنے سے شوق ہے تمہارا دل چاہے تم بھی پڑھو" انہون نے تنہائی رفع کرنے کی غرض سے درخواست قبول کرلی اور شریک ہوگئے- فلسفہ ریاضی ہیئت ہندسہ تاریخ وغیرہ وغیرہ غرضکہ کوئی علم ان سے نہ بچا- خوب عالم فاضل ہوگئے اور صرف پڑھتے ہی نہین تھے بلکہ بہت سے دل بہلاؤ- کھیل تماشہ- ناٹک- سونا چاندی کی عمارتین وغیرہ بھی تھین- اور سب چیزین خوب صورت اور نئی تھین- مگر اتفاق سے ان دلچسپیون کے شباب پر یہ لڑکا بھی غائب ہوگیا- کتنا کتنا پکارا- بہت ڈھونڈھا مگر پتہ نہ ملنے پر محزون ہوکر آگے بڑھا تھوڑی دور پر ایک نوجوان حسین سے آنکھین چار ہوئین- مسافر نے پوچھا "کیون بھئی کیا ہو رہا ہے" نوجوان "یہان تو عشقبازی کا مشغلہ ہے آؤ تم بھی شریک ہوکر مزہ دیکھو" یہ دونون ملکر ایک حسین و دوشیزہ لڑکی کے پاس گئے- خوب مزے تھے دن عید رات شب برات- انواع انواع دلفریبیان نظر آتی تھین- انوکھے انداز

انصاف

حضور ایک چور اور گرفتار ہوا
اسکو بھی چھ مہینے قید کی سزا

تھے مگر ایک مدت وہ دونون بھی غائب ہوگئے اور مسافر پھر اکیلا رہگیا۔ مگر اب کے اون کی جدائی کا داغ نہ اُبھرا تھا کیونکہ اول تو نوجوان کی دوستی۔ دوسرے اوس پر جوش کا عشق خیر جستجو مین ناکامیاب با چشم گریان و دل بریان آگے بڑھا تو ایک ادھیڑ ملا۔ مسافر نے پوچھا "جناب کیا ہو رہا ہے" وہی شخص "بھائی محنت مشقت کر رہے ہین کہ تم بھی یہ تہہ تبالو گے یہان بھی یہ شریک ہوگیا مگر یہ آدمی تنہا نہ تھا بلکہ اس کے بال بچے بھی تھے سب جنگل کے اندر گھسے جنگل بھی عجب تھا۔ پہلے تو موسم بہار کے طرح خوب ہرا بھرا آشنا ہوا مگر جون جون آگے بڑھتے گئے ویسے ویسے گھنا تاریک اور بد رو بہت ہوتا چلا۔ غرضکہ سب راستہ صاف کرتے درخت کاٹتے بوجھا لادے ہوئے چلے کبھی کوئی بہری بھری جھاڑی مل جاتی اور ایک آواز آتی "بادا جان! مین بھی تمہارا بچہ ہون [illegible] آؤن" اور ایک شکل ہو قریب [illegible] آہستہ آہستہ بڑھتی معلوم ہوتی آکر مل جاتی۔ سب اُس سے تپاک سے ملتے خیر مقدم کرتے اور پھر [illegible] لگ جاتے کبھی ایک دم سے بہت سی جھاڑیان مل جاتیں سب ٹھہر جاتے کوئی بچہ کہتا۔ "ابا مین سمندر کو جاتا ہون" کوئی کہتا "ابا مین ہندوستان جاتا ہون" کوئی کہتا "مین بہشت مین جاتا ہون" غرضکہ سب کو رو دھو کر رخصت کیا۔ سب تو مختلف جھاڑیون مین گھس گئے اور بہشت کا جانے والا بچہ ہوا مین مل گیا۔ مگر ان بچون کے جانے پر مسافر نے جو اوس آدمی کے چہرہ کو دیکھا تو مُرجھا ہوگیا تھا۔ اُس آدمی نے دن ڈھل جانے والے صاف آسمان کو دیکھا آفتاب غروب ہو رہا تھا معلوم نہین کیون بال ہی سپید ہو گئے تھے۔ مگر سب راستہ پر چلنے لگے۔ آخر ایک ایک کر کے سب نیچے چل دیے اور صرف وہ آدمی مسافر اور اوسکی بیوی رہ گئی [illegible] چلنے لگے۔ جنگل کبھی اُودا نظر آتا کبھی زرد کبھی گندمی غرضکہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا معلوم ہوا۔ اتنے مین ایک بڑی گھنی جھاڑی ملی اوس مین بی بی بھی غائب ہوگئی یہ دونون چلتے چلتے آخر جنگل کے سرے پر پہونچے۔ اور لالی [illegible] سے معلوم ہوا کہ آفتاب قریب الغروب ہے مگر جنگل سے باہر قدم رکھنا تھا کہ وہ آدمی بھی گدہے کے سینگ کی طرح غائب ہوگیا۔ بڑی جستجو کی مگر پتہ نہ ملا آخر آگے بڑھا تو ایک بڈھا ملا اسنے پوچھا "حضرت کیا ہو رہا ہے؟" بڈھا "بھائی یاد رفتگان ہو رہی ہے۔ کو تم بھی آؤ" مسافر یہان بھی شریک ہوگیا اور دو ڈوبتے ہوئے آفتاب کے مقابل دھونی رما کر بیٹھا۔ سب کھوئے یارون کی یاد جمع ہوگئی۔ ہائے مسافر کا یاد احباب مین رونا۔ اب قلم کو طاقت نہین جو اوس کی دردناک حالت بیان کر سکے۔

مترجمہ م - ع - اورنگ آباد۔

حب الٰہی

ایک [illegible] پڑھ گنوار کا بیٹا کچھ تھوڑا پڑھ گیا۔ اور کمین کر لیا۔ ماسقیمان کی برکت سے ایک روز ایک شعر بھی ٹوٹا پھوٹا گانٹھ سکا۔ خوش خوش ابا جان کو سنایا اب تو ہم شعر بھی کہنے لگے۔ بادا جان برخوردار کی اس لیاقت پر بہت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے "بیٹا ہو سکے تو قرآن مین لگاوے"

اسی طرح ہمارے مرزا قادیانی صاحب کو جب مسیحیت کے دعوے سے بچا کے خود فرصت ملی تو اب ادویہ کی جانب توجہ ہوئی آج کل نسخون دواؤن کی بھرمار نظر آ رہی ہے بخصوص لاہور پنجاب مین تو اشتہارات کی حد ہی نہین۔ دنیا مین باوجود کثرت امراض اتنے مریض نہ ہونگے جتنے صاحب [illegible] وہان [illegible] نظر آئین گے۔ مرا اوپر ستم یہ کہ سب کی دوائیں تریاق ہین مریض چاہے مرے یا جیے یہ معاملہ مریض اور ملک الموت کا ہے مگر انہون نے چاہا جیتے جی یا بعد موت عارضہ ضرور جاتا رہیگا۔

اس رنگ کو دیکھ کے ہمارے مسیح موعود سے نہ رہا گیا۔ شاید سمجھے مسیحیت مین اس معجزے کی کسر رہی جاتی ہے۔ چنانچہ

فی الحال آپ نے ایک مرہم عیسےٰ ایجاد فرمایا ہے اوس کی تعریف مین فرماتے ہین "کہ مفصلۂ ذیل بیماریون مین سے کسی کے علاج کی ضرورت پڑے تو اس مرہم کے سوا کوئی دوائی ہرگز نہ خریدو" لیکن افسوس ہے اس کے آگے حسب عادت کوئی وعید نہین - یعنے اگر کوئی اور دوا خریدی تو کیا سزا ہوگی ہمارے نزدیک تھہ ٹھینے کی سہا کسی ضرور چاہیے تھی -

آگے چل کے مغز نہایون کو مخاطب کرکے آپ فرماتے ہین کہ "یہ وہی مرہم ہے جب حضرت عیسے صلیب پر کھینچے زندہ بچ گئے تو زخمون پر لگانے کے لیے الہام الہی کی بنا پر یہ مرہم تیار کیا گیا تھا"

اس بیان پر اگرچہ یہ اعتراض عقلی ہوسکتا ہے کہ جب صلیب پر صحیح کہی حضرت عیسے موت سے محفوظ رہے تو پھر زخمون کے واسطے خاص مرہم کی کیا ضرورت تھی - لگے ہاتھ ون اون سے بھی کیون محفوظ نہ رہے - مگر اس وجہ کہ مرہم مصنفہ حضرت مسیح موعود کا تقدس کھنکنا اور جرچرا ہوا جاتا ہے - خیر ہم کو اعتقاداً ماننے ہی پڑتے ہین -

پھر جا بجا پر تفصیل امراض بیان ہوئی ہے وہان صاف ظاہر ہے کہ معمولی دنیاوی طب کی معلومات کا لحاظ بہت کم رکھا گیا ہے - مثلاً "طاعون - خناق (گنٹھ مالا) گلٹیان - بدہ - زخم - پھوڑے - گہاؤ - فالش طرح طرح کی جلد کی بیماریان - بواسیر کے درد - عورات کی خطرناک بیماریان وغیرہ"

کیا معنے کہ طاعون گلٹیان - بدہ - ایک دوسرے سے علیحدہ ہین - طاعون مین گردن - بغلون - بنگلون کی گلٹیان ہی پک کر زخم بنتے ہین - پھوڑے مین بھی زخم یعنے گہاؤ ہوتے ہین - فالش جلدی امراض مین شامل ہے - بواسیر مین درد کیک کوئی اقسام نہین - عورتون کے امراض بلحاظ نوعیت کے ہوتے ہین - مثلاً بکواس کرنا - چڑچڑانا - زیور خرچ کے واسطے شوہرون کی جان کھانا - گوتیا ذرا مین مبتلا ہونا - کم عمر کا خبط حسن صورت کا جنون - آرائش بناؤ سنگار کا سودا - سرعت گریہ - سیلان چشم - ذرا بات پر سر شوہر گرانا - ضد اور ہٹ کا سرسام - مکر اور کید کی چھپا پس اگر کوئی عورت ان مین سے کسی مرض مین مبتلا ہو تو آخر اس مرہم کا کس جگہ پھاہا لگایا جاے -

غرضکہ انہین نقائص کو دیکھ کے بندے نے ایک قسم کی حبوب تصنیف کی ہین - اور پیمبری - رسالت - امامت حکمت وغیرہ سب کو صاف کر کے براہ راست اللہ صاحب سے واسطہ رکھا ہے - بقول شاہ تراب - ع

برہمن بت کو پوجے ہے شیخ بیت اللہ کو پوجے
مین تو سب کو پوجون جس نے بیت اللہ سے بت پوجے

رہی یہ بات کہ آخر دوا مین تو کیسی گولیون مین استعمال ہوتی ہین - یعنے عرق نیسوف تیل کشتہ - ست - روح - ضماد معجون شربت چٹنی - خیساندہ - جوشاندہ نگور آنجن - ترٹیرا - کلی - غرغرہ - اغیرہ وغیرہ آخر حبوب کی کیا تخصیص ہے - اسکا جواب یہ ہے کہ چونکہ یہ نسخہ الہی ہے اور اسکی اور اللہ اسم ذات ہین - جن مین الف لام بقاعدہ علم حساب مقسوم علیہ اعظم ہے اوس سے تفریق کیجیے تو صرف ہاے ہوز باقی بچتا ہے - اور شکل اسکی ٥ گول ہے جسکی وجہ سے کل کائنات اور نیچر کے رنگ گول ہوکے رہ گئے ہین - اور بڑی بڑی رسالہ عقلین جس کے حل مین گول دو ہو ہوتے بن گئی ہین - پس ہی طرح ان گولیون کی تاثیر کا بھی حال ہے - اسی وجہ سے گولیون ہی کی شکل سب سے مناسب سمجھی گئی -

مختصر تاریخی حالات یہ ہین کہ جب بابا آدم ہوا و ہوس مین مبتلا ہوئے اور گیہون کی روٹیون نے ریاح فاسد کی تولید سے دل و دماغ کو صحیح روحانی حالت مین نہ رکھا تب یہی گولیان مطابق احکام الہی استعمال کرائی گئین - ہابیل قابیل - کے جھگڑے مین یہی گولیان تفنگ عداوت سے چلی تھین - آتش خلیل پر بھی گولیان اولے ہوکے برسی تھین حضرت سلیمان نے جب ہوا پر حکومت [illegible] ہوا سے بلقیس بنگلے داخلی طور سے گھوڑ دوڑ کرنے لگی تھی - اوس وقت بھی گولیان استعمال کرائی گئی تھین - بس اندازہ کر لیجیے کہ جس دوا کی ایسی تاثیر ہے وہ کس کس کام نہین آسکتی - شاید بعض متعصب مولوی اعتراض فرمائین کہ جن واقعات تاریخی کا مذکور ہے وہ کسی مذہبی کتاب مین نہین اون کی خدمت مین بصد ادب عرض ہے کہ اس رسالے مین مرہم عیسےٰ کا شان نزول تحریر ہے اور اسی کے ماننے مین یہ بھی

فرمالیا جاے۔ اور اگر کسی صاحب کو وہ
کتاب نہ ملے تو خیر معاف فرمائین۔ یہی حکیم
دوا کی بکری کے واسطے یہ جھوٹ بطور
نقل کفر کفر نباشد بکا گیا۔ مرہم کا اشتہار
دیکھ کے بندے سے نہ رہا گیا۔ باوے
صاحب کے مرہم حکیم صاحب کی گولیون
کی دیکھا دیکھی بندے نے بھی مرہم عیسے
کا جوڑ مرہم الکی تجویز کر دیا۔
المشتہر گول حکیم مقتول طبیب

لوکل علیہ الرحمتہ

جاڑے چلے آتے ہین۔ شہر مین لہ
تپ۔ زکام کی شکایت اکثر پھیلی ہوئی
ہے۔

گرانی خلقت کو سخت تکلیف دیتی
ہے۔ چنانچہ جناب رحمدل مسٹر ہاپکنس
صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حکم سے
روزانہ اور ہفتہ وار نرخنامہ اجناس
شایع ہوتا ہے۔ اور اوس سے باسانی
صحیح صحیح نرخ وقتاً فوقتاً معلوم ہوتا رہتا
ہے۔ اس مفید انتظام سے وہ لوگ
جو نوکرون کی معرفت اجناس خرید کرتے
ہین فریب سے محفوظ رہ سکتے ہین۔
گو لہر وانمہ پڑستے ہین تمام علیہ
حسب دستور ہوتا ہے۔ لوگون مین اب

کسی طرح کی تشویش نہین۔

اگرچہ اس مین کلام نہین کہ
کہ قدیم لکھنؤ کی بچی بچائی رونق کسی قدر
اس وثیقے کی بدولت باقی ہے۔ مگر
اس احدی گروہ کے اکثر افراد کے
مشاغل اور حرکات سکنات دیکھتے
یہ بھی ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اس
امداد غیبی کی بدولت روز بروز
ایک بڑا گروہ بالکل ہیچکارہ اور نااہل
ہوتا جاتا ہے۔

حال مین جو پریشانی
بعض اہل وثائق کو اس وجہ سے
لاحق ہوئی ہے کہ اون کے وثیقے
لائق ضبطی قرار پائے ہین اوس کا
حال یہ معلوم ہوا ہے کہ جو وثیقے
کسی سبب سے ناجائز جاری
ہو گئے تھے اون کی نسبت یہ اعلان
کیا گیا ہے۔ پس بادی النظر مین بھی
یہ انتظام قرین معدلت معلوم ہوتا
ہے۔ جن وثیقہ دارون کو اپنا ثبوت
دینا ہے بطور معقول گورنمنٹ مین
پیش کرین اور فضول بکواس سے
کچھ حاصل ہونا ہوانا نہین۔ بلکہ سچ
پوچھیے تو یہ بھی سرکار کی مہربانی
ہے کہ مین حیات بہتون کو محروم
رکھنا نہین چاہتی۔ بعد اون کے جو
مناسب ہوگا کیا جاے گا۔

ایک صاحب بک نامے اور ان کے
ہندستانی ساتھی اس الزام مین ماخوذ
تھے کہ ایک تو پولیس انسپکٹر بنے اور
دوسرے کو محرر بنایا اور چھاونی کی
کرایہ کی گاڑیون کا معائنہ فرمانے نکلے
ایک گاڑی مین کچھ نقائص نکال کے
اوس کا لیسنس ضبط کر لیا۔ جب تک
دس روپیہ گاڑی والے سے نہ لے لیئے نہ دیا

گاڑی والے نے فوراً تھانے مین خبر
کی دونون حضرت گرفتار ہوئے اور
مقدمہ منتقل ہو کے مجسٹریٹ چھاونی
کی عدالت سے اجلاس صاحب سیشن
مجسٹریٹ مین آیا ہے۔ گواہان استغاثہ کے
گزر چکے ہین۔ ۱۱ تاریخ پیشی تھی معلوم
نہین یہ اشرار ہو کے اشراف تھے
یا پیٹ بھرے رذ اے۔

اطلاع ضروری

سال کی اخیر سہ ماہی بھی شروع
ہو گئی مگر افسوس ہے ہمارے بعض خریدار
اور مہربان بتاکید وجو دیا د دہانی کے
یہ نہ سمجھ سکے کہ سالانہ چندے سے امداد
کارخانہ کرنی چاہیئے دُنیا کے کام بدون
زر علیہ السلام کے چل نہین سکتے اخبارونکے
دفتر ٹکسال نہین مطابع مین نوٹ نہین چھپتے
پس امید ہے خریداران عالی ہمت اس جانب توجہ
ضرور فرمائینگے۔ اور ہر باقیدار صاحب
اس تقاضے کا روے سخن اپنی ہی جانب
سمجھین گے۔

الملتمس
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

عجیب و غریب نسخے

مبارک ہو ان لوگون کو جو حد سے
اور کبد کے شاکی ہین اور جو آش جو اور
ڈبل روٹی تک ہضم نہین کر سکتے ہین اور
مژدہ ہو ان حضرات کو جو آئے دن اپنا
پیٹ سینکا کرتے ہین اور کچھ فائدہ
نہین ہوتا اور مبارک ہو اون حضرات کو
جو مرض سوزش اور امراض سوداوی مین
مبتلا ہین اور دن رات ناخنون کی ٹیس
اور آبلون کی سوزش کی وجہ سے آدمی
سے اچھے خاصے خارپشت بنے ہوئے، کتنے
ہوگئے ہین کہ اب ان آزارون کی تمایا
تمام ہوگئی۔ کم ہے کہ ہندوستان بیٹا ان کا
کوئی ہونا نظر آتا ہے نوبت ... تعجب
انگیز یہ کہ ہر شخص بلا کسی زحمت کے بہت
کم خرچ مین ان کو کر سکتا ہے۔ یہ نسخے
بڑی تلاش بسخت جانفشانی کے بعد ہاتھ
لگے ہین جو کبھی پٹ نہین پڑتے۔ سہل
مفید اور سریع الاثر ہونے مین جواب
نہین رکھتے۔ قیمت اور منزلت قدر شناس
ہی خوب جانتے ہین۔ سب کچھ ہے اور
کچھ بھی نہین۔ ؎

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

(۱) ہاضمہ کا نسخہ

کھانا کھانے کے بعد اور پانی پینے کے
قبل ندچار نعلوا ئین بی جورو صاحب کی
سن لیجئے۔ غذا اور کھانا کیسا ہی ثقیل
ہو جاسئے تو سند ہے۔ ہان یہ بات ہے
کہ غیرت اور شرم سے پرہیز چاہئے
ورنہ فصدہ کا اثر معدہ اور غذا پر کم ہوگا۔

(۲) نسخہ مرض سوداوی

اول تو یہ مرض مبارک ہے اسکا علاج ہی
بیکار ہے۔ کیونکہ اس مرض ہی کی تکلیف
سے مرض دینے والے کی یاد رہتی ہے
اور جیون جیون آبلون مین ٹپک ٹھمون
مین ٹیس ہوتی ہے اوسی طرح اختلاط
کی صحبتین یاد آتی جاتی ہین۔ اس پر بھی
کوئی صاحب علاج کرنا چاہین تو یہ نسخہ
استعمال کرین۔

نمک لاہوری۔ مرچ سیاہ۔ مرچ سرخ
کھٹائی لہسن۔ پیاز۔ دہنیا۔ پودینہ
زیرہ۔ کچری۔ قرنفل۔ اینہمہ را او بیرا
باریک سائیدہ در آب ادرک لت کردہ
حب بستہ نگاہ دارند۔ وبوقت ضرورت
یک حب در آب مرچ سائیدہ بر زخم
طلا سازند۔ خدا نے چاہا تو دو ہی ایک
گولی کے استعمال سے ہمیشہ کے
واسطے مرض سے نجات ہو جائے گی
اور ایک فائدہ اور ہے کہ اس لیپ سے
مہاوست فراج مین غیر معمولی تیزی
آ جائے گی۔ اور مریض بندر۔ لنگور کی
طرح کرتب کرنے اوچکنے پھاندنے لگیگا
اگر کچھ نفع کا خیال ہو اور یہ مدنظر ہو کہ دوا
کے دام نکل آوین تو بیسہ ٹکٹ لگا دیا
جائے۔ اللہ نے چاہا تو دم بھر سیکڑون
پیسہ جمع ہو جائینگے۔

(۳) نسخہ مرض سوزش

کاسٹک لوشن۔ آب مرچ سبز۔ عرق
لیمو کاغذی۔ قبلہ کے رخ بیٹھ کر ان دواؤن
کو استعمال کرے۔ اگر اللہ یار ہے تو بس
بیڑا پار ہے۔ پشتہا پشت تک یہ مرض
پھر عود نہ کرے گا۔ گویا قطع نسل ہو جائیگا
اور مرض اسی زناٹے سے جائے گا
کہ مریض مارے خوشی کے گھر بھر مین
ننگی کا ناچ ناچتا پھریگا۔

(۴) ٹوٹکا برائے بواسیر

لائیے ایک توا اُلٹا ہوئے اور رکھے کچھ
پڑھ کے آگ پر بس جلا دے نیچے اوس کے
خوب آگ۔ یہان تک کہ ہو جائے توا خوب
سرخ۔ پھر بیٹھ جائے اوسی توے پر بھی
پڑھتا ہوا جو وقت آگ جلانے کے پڑھا
تھا۔ مع اُٹھنے کر کھیچے گا مرض کھوپڑی سے
اور سرایت کر جائے گا اوسی توے مین۔
بس اوٹھ کھڑا ہو۔ اور غسل کر ڈالے پر
جوش کیے ہوئے پانی سے اور نیاز کرے
مٹھائی پر ٹوٹکا بتانے والے کی۔

(۵) نسخہ درد سر

آنکھون پر پٹی باندھکر شارع عام پر بیٹھ جائے
سر ساتھ ہی اس کے ایک ڈبل مین کھوپڑی
کو پیٹ طلب بنوالے ور ... مین فائدہ
ہوگا۔ پھر آیندہ رویت ملتجی ہوکہ کھوپڑی شیر
پرورست شفقت پھیرتے جائین۔ امید تو
یون ہے کہ مستقل ... کی ضرورت بھی
نہ ہوگی۔ لوگون کے ہاتھون مین خود ہی
کھجلی اوٹھے گی۔ اور بغیر کہے سنے مدارات
کرین گے۔ اگر اللہ نے چاہا تو دو ہی چار سٹ
مین درد دوسری صورت مین منتقل ہو کر
کافور ہو جائے گا۔

(۶) خوبصورت ہونے کا نسخہ

بدن مین مٹی کا تیل ملکر دیا سلائی لگائے اور
قدرت خدا کا تماشا دیکھے۔ اوپر کی کھال
اوتر کر بدن سرخ و سفید نکل آئے گا۔ اگر
مٹی کا تیل ملنے کی وسعت نہ ہو یا کسی وجہ سے
ملا نہ جا وسے تو دوسری ترکیب یہ ہے کہ
بھاڑ مین جھکے سے جا کر لیٹ جائے
بدن کو جھلملا ڈالے۔ پہلے تو سیاہی بدن پر
پھیل جائے گی لیکن سانپ کی کینچل کی طرح
بہت جلد نکل جائے گی اور آدمی
گورا چٹا ہو جائے گا۔

(۷) نسخہ طاعون

اس مرض کو آگ سے لاگ ڈانٹ ہے۔
آگ آئی نہین اور مرض کافور ہوا نہین۔

آگ کھانا تو ممکن نہین ہے ہان آگ پیدا
کرنے والے اجزا گندھک وغیرہ کا استعمال
بہت اچھا ہے اور سب سے بہتر اور
عمدہ تو یہ ترکیب ہے کہ جہان اس مرض کا
شُبہہ ہو اور شہر بھر کے آدمی بگیون وغیرہ
مین جوش کر لیے جائین - اور اس کے بعد
فاسفورس حسب عمل دیا جائے - ایک تو
یہ تن نور ہو جائین گے اور دوسرے مرض
کا خوف بھی جاتا رہے گا -

راقم

حکیم - ڈاکٹر - وید - سرجن [illegible] علیہ الرحمۃ
[illegible]

نیا قانون

چونکہ سال [illegible] بھاگا جاتا
ہے اور نئے سال کی آمد آمد ہے لہذا
ایک نیا قانون جاری کیا جاتا ہے جس سے
[illegible] عام اس سے
کہ وہ طوفان نوح مین ڈوب کر مرا ہے
یا اب مرے -

جس طرح پولیس والے دن رات
قانون رٹا کرتے ہین اوسی طرح یہ قانون
تمام دُنیا کے آدمیون کو یاد کرنا ہوگا اور
بشرط فرصت و یاد ۱۹۰۰ء مین امتحان
لیا جائے گا - تو امتحان اوسی وقت
شائع ہونگے -

نیا قانون

نافذہ حضرت اودھ پنچ [illegible]

تمام ممالک محروسہ

اجلاس [illegible] جاری ہوا

پہلا باب

دفعہ ۱ - عام طور سے حکم دیا جاتا ہے
کہ اگر کوئی کسی نیک کام کرنے کا خیال ہی
دل مین لائے گا تو بموجب دفعہ ہذا خود
کیا جائے گا -

دفعہ ۲ - خیرخواہی - دلسوزی
ہمدردی یہ الفاظ منسوخ - ان کے
بجائے بدنیتی - نمک حرامی - ایذا رسانی
موضوع و نافذ ہوئے -

دفعہ ۳ - اگر کسی سے بھولے
چوکے کوئی نیک کام ہو ہی جائے گا
تو اقدام قتل کے سینے مین لگایا جائے گا

دفعہ ۴ - اگر کسی نے دھوکے
سے نادانستہ نمک حلالی کی طرف توجہ
کی تو عبور دریاے شور کی سزا دی
جاوے گی -

دفعہ ۵ - کوئی کسی عارضے مین
کیون نہ مرے خودکشی ہی تصور کی
جاوے گی - اور سخت سزا کا مستحق ہوگا -

دفعہ ۶ - اگر کوئی اس بات کا
استغاثہ کرے کہ مین بہت بیمار تھا
اور چاہتا تھا کہ مر جاؤن مگر نہ مرا -
مستغیث کی آرزو کے خون کا مواخذہ
ملک الموت سے کیا جائے گا - اور
مریض مجاز ہے کہ عدالت پنچ کے پاس
چارہ جوئی کرے -

دفعہ ۷ - بیچ بچاؤ کرنے والے
بلوائی تصور کیے جاوینگے اور ونکو
بلا رو رعایت ایک دم سے تین ماہ کے
لیے پھانسی کی سزا دیجاوے گی -

دوسرا باب

دفعہ ۸ - چور مختار ہے کہ [illegible]
مین کسی کی چیز چُرا لے -

دفعہ ۹ - اگر گھر مین چراغ نہ جلتا ہو
اور چور کے چوٹ آ جاوے [illegible]
تو صاحب مکان پر ہرجے کی نالش
کر سکتا ہے -

دفعہ ۱۰ - صاحب مکان اگر چور کو
چوری کرتے دیکھ بھی لے تب بھی چلانے
چور چور کرنے کا مجاز نہین ہے -

دفعہ ۱۱ - راہزن اور قزاق مجاز ہین
جو چاہین کرین - کیونکہ ہر شخص پیشہ کرنے کا
مجاز ہے -

دفعہ ۱۲ - اگر رستہ مین راہزن مسافرون
کا لوٹنا چاہین اور مسافر کے گریہ و بُکا سے
لوگ آ جائین اور راہزن محروم رہین تو
راہزن مختار ہین کہ ہرجہ کا دعوے عدالت
پنچ کے اجلاس مین کرین -

دفعہ ۱۳ - اہل محلہ کی وجہ سے اگر چور کا
نقصان ہو تو دعوے کر سکتا ہے -

دفعہ ۱۴ - سب کو چاہیے کہ چور کو مدد
دین سیڑھی وغیرہ کا انتظام کر دین - اور
خیال رکھین کہ کسی طرف سے کوئی آتا تو
نہین ہے -

دفعہ ۱۵ - بعد چوری ہو جانے کے بہت
کچھ غل شور مچائین اور گھر والون اور اہل محلہ
کو گرفتار کر کے سپرد عدالت کرین -

دفعہ ۱۶ - پاسبان صرف نمائش کے
واسطے رہے - رعایا کے جان و مال سے کچھ
سروکار نہین - آج کی تاریخ سے اس کا
تعلق سیدھا اللہ میان کے ہان کر دیا
گیا ہے -

تیسرا باب

دفعہ ۱۷ - گالیان کوئی بُری بات نہین ہین
کیونکہ اعضاے جسمانی کا نام لینا جب بُرا
نہین ہے تو گالی مین کیا ہرج ہے -

دفعہ ۱۸ - اگر کوئی شخص کسی کو گالیان
دے اور وہ سُنکر چپ ہو رہے تو سزا
کا مستحق ہے -

دفعہ ۱۸ - اگر کسی سے کسی کو لاگ ڈانٹ
ہو جائے تو جہان تک ہو سکے ایک فریق
کا خاتمہ کر دے کیونکہ نہ بانس رہے گا
نہ بانسری بجے گی -

دفعہ ۱۹ - شراب کا رواج عام طور پر

فرعون بے سامان

کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے افعال ذمیمہ سرزد ہونے کا گمان ہو سکتا ہے۔

چوتھا باب

دفعہ ۲۰۔ باپ بیٹے کی جائداد پانے کا مستحق نہیں۔

دفعہ ۲۱۔ باپ تنبیہ اگر بیٹے سے کچھ سخت کلامی کرے تو مستوجب جرمانہ اور سزا کا ہو سکتا ہے۔

دفعہ ۲۲۔ جورو اپنے نسل کی مختار ہے۔

دفعہ ۲۳۔ اگر شوہر اپنی جورو سے اُس کے حرکات کی پرسش کرے تو مستوجب سزا اور جرمانہ ہے۔

دفعہ ۲۴۔ بی بی اگر شوہر کے جوتے رسید مارے تو خاوند گردن نہیں ہلا سکتا۔

دفعہ ۲۵۔ اگر جورو بچوں کی کل ہو اور سپاہی بچے ڈھالتی ہو تو خاوند حاکم عدالت کے پاس استغاثہ کر سکتا ہے۔

پانچواں باب

دفعہ ۲۶۔ روزہ نماز۔ حج۔ زکوۃ موقوف۔

دفعہ ۲۷۔ زنا۔ قمار۔ شراب۔ جاری ہو۔

دفعہ ۲۸۔ پیری مریدی اٹھ گئی۔

دفعہ ۲۹۔ پیرزادے۔ مولوی جو اب تک مفت کھایا کیے انجن اور ریلوے ورک شاپ میں بھرتی ہوں۔

دفعہ ۳۰۔ گانے کا رواج زیادہ کیا جائے۔ بلکہ ہر شوقین کے گلے میں ڈھول باندھ دی جاوے۔

چھٹا باب

دفعہ ۳۱۔ قوالی اٹھ گئی۔ میراثی قوال سب کالے پانی بھیج دیے جائیں۔

دفعہ ۳۲۔ رنڈیاں اچھی اچھی رکھ لی جائیں باقی سب قحط کی بھینٹ چڑھا دی جاویں۔ یہ انتخاب پنچ کے نامہ نگاروں کے سپرد ہو۔

دفعہ ۳۳۔ اڈوے بھڑوے سپرائی بورے میں بھر کر بیچ سمندر میں ڈبو دیے جائیں۔

باقی آئندہ

راقم۔ م۔ ب علیہ الرحمۃ

مولینا شہباز کی کاغذی آمدورفت

دور کی رسم تھی پہلے یہ نہ تھی آمدورفت
رسم کی راہ کھلی پھر یہ کھلی آمدورفت
سال میں پہلے تھی اک بار ہوئی پھر دو بار
دو سے پھر چار کسی طرح ہوئی آمدورفت
چار سے چھ ہوئی اور چھ سے ہوئی پھر بارہ
پھر تو ہر ماہ میں سو بار بڑھی آمدورفت
شام ہو صبح ہو دن رات ہو۔ ہو وہ کوئی وقت
دل کو لگتی تھی ہر اک وقت بھلی آمدورفت
گھڑکیاں خانۂ صحبت میں تھیں لفت کی
جن سے لاتی تھی محبت کی خوشی آمدورفت
بے تکلف نظر آنے لگے انداز خیال
راز بتلانے لگی دل کی سبھی آمدورفت
دونوں دل رہتے تھے سینوں میں گلے ملتے ہوئے
آمدورفت سے جب عید ملی آمدورفت
مختصر یہ کہ محبت کے غضب پینگ بڑھے
الغرض بام ترقی پہ چڑھی آمدورفت
ہر نشہ چڑھ کے اُترتا ہی بگڑتا ہے بناؤ
بڑھتے بڑھتے جو بڑھی تھی سو گھٹی آمدورفت
نہیں معلوم وہ کیا بات تھی دل جس سے ہٹا
کچھ جھجکتی ہوئی پیچھے کو ہٹی آمدورفت
آمدورفت سے پھر رسم پہ آ ٹھہری بات
تھی جہاں پہلے وہیں آ کے اڑی آمدورفت
آخرش رسم بھی جاتی رہی اللہ اللہ
نہ رہی رسم وہ اگلی نہ رہی آمدورفت
وہی اچھے ہیں نہ جاتے نہ کہیں آتے ہیں
نہ بڑھاتے نہ گھٹاتے ہیں کبھی آمدورفت
فکر کے پاؤں سے شہباز ہے آنا جانا
مثل خامہ کے ہے کاغذ پہ مری آمدورفت

کالی کلکتہ والی کی جے

ماشاء اللہ چشم بددور۔ اکتوبر کا مہینہ کالی جی کے لیے بہت ہی مبارک ہوا۔ دفعتہ ترقیوں کا دڑبا کھل گیا۔ منٹ منٹ میں جوبن بانسوں اونچا ہونے لگا۔ خریداروں پر خریدار ٹوٹ پڑے۔ ہجوم عاشقان سے دربار گرم ہو گیا۔ پوجاریوں کی کشمکش سے سڑکیں بھر گئیں۔ کاندھے سے کاندھا چلنے لگا۔ ٹریمو کمپنی کی بن آئی۔ جھٹ پٹ گھوڑوں کے بدلے انجن کے گھوڑے لگا دیے۔ ہر ایک ڈرایور کنڈکٹر اور انسپکٹر وغیرہ کو زرق برق وردیاں تقسیم ہو گئیں۔ تین دن تک تو رات دن تمام شہر کی ٹریموے لین کھلی اور جاری رہی

رکھنے کا حکم ہوگیا۔ اودھر کالی جی اور
ٹریموے لین نے لوٹنا شروع کردیا کہ یہان
بنک وو کانین بلا مبالغہ پہلے ہی سے مسدود
گویا کہ مفقود۔ جس ٹریموے کی گاڑی کو
دیکھیے کثرت خلق سے ٹیڑی دل تھی۔ گویا
جھنگی مین بٹیر بھردیے تھے۔ کالی کے
مقام خاص یعنے "دہوائی پور" کو دیکھیے
تو اللہ کے فضل سے نظر بھی اوس پار
تک نہین پہونچ سکتی تھی پھر آدمی کا
جانا تو مشکل تھا۔ جدہر دیکھیے پرنی جمال
کے جمگھٹے۔ نازک بدنون کے غول کے
غول۔ گل پیرہنون کے غٹ کے غٹ
خوش اندامون کے دل کے دل۔ مگر
ہر ایک کی تیوریان چڑہی ہوئی کمان کے
مانند نظر آتی تہین دیکھنے والے
"دہ جل تو جلال تو صاحب کمال تو آئی بلا
کو ٹال تو" رٹتے تھے غصہ اونکا بجا تھا۔
اس بات پر ہوکہ دہوپ کی تیزی نظارہ
بازی کی سخت دشمن ہورہی ہے۔ مگر یا
یہ بڑی بات تھی کہ کثرت النسوان مین
قحط الرجال نہ تھا۔ اودھر پازیب۔ چھاگل
اور چھڑون کی آوازین تہین تو اودھر بھی
چائین چائین اور ٹائین ٹائین موجود تھی
ہان مصیبت ہم ایسون پر تھی کہ کان پڑی
آواز نہین سنائی دیتی تھی۔ گانا بجانا
[illegible] ناچنا سب غت [illegible] ہو دمعلوم ہوتا [illegible]

ہمارا بس ہوتا تو ایسی صحبت مین سوا
ہمارے کوئی بھی نہ جانے پاتا۔ کیونکہ
یہ ہرگز ممکن نہین کہ سب کے سب لوگ
صرف نیک نیتی سے جاتے ہون ایسی
بھیڑ مین کچھ نہین تو خالی دست شفقت
ضرور پھیرتے ہون گے۔ خصوصاً ایسے
مقام پر کہ جہان کوئی کسی کی نہین سنتا
اور یہ سب کے سب دفعتاً سیٹھ
جمع تھے۔

[illegible] یہ ہے کہ آجکل یہ دست
شفقت ہی دست درازی ہے اور داخل
در گناہ کبیرہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ
حال مین اسی مضمون کا ایک مقدمہ
جی جوائنٹ مجسٹریٹ (علی پور کلکتہ)
کے اجلاس مین دائر ہے۔ اس دعوی
مین عمالیہ خانم نامے ایک عورت نے
یہ استغاثہ کیا ہے کہ "اودھ فیملی کے
صاحبزادے نے درازدستی کی اور بہت بڑھ گئے
جب مستغیثہ چلائی تو اون کے ہمراہی
صاحب نے گھونسا رسید کیا"

یہ بیچارے وہی ہین جنکے
چھوٹے بھائی پر [illegible] آلا حضرت
ہائی کورٹ مین اس جرم پر سو روپیہ
جرمانہ ہوا تھا کہ اونہون نے مسٹر نارٹن
پر ساٹے پھٹکارے تھے۔

بہرحال یہ سب افعال مردون ہی
سے صادر ہوا کرتے ہین۔ عشاق ذوق و
شوق مین پریشون کو اور۔

مولوی جوش محبت سے اپنے پیارے شاگردون
کے کان ملا کرتے ہین کوئی نئی بات نہین
ہمارے نزدیک
آئندہ جو آپ سب صاحبون کی راے ہو
ہم بھی ہان مین ہان ملانے کو تیار ہین۔
راقم۔ زندہ دل۔ از م ک۔

شباب لکھنؤ

لکھنؤ کی سلطنت ایک طرح کی پولٹیکل
آتشبازی کا تماشا تھی جس طرح ایک کے
نظارے سے چند لمحہ لطف حاصل ہوتا ہے
اسی طرح دوسرے کی ابتدا۔ عروج اور انتہا
کے حالات پڑہنے سے ایک ہونے کی مسرت مگر
دلچسپی ہوتی۔ اور وہ اسباب و علل و نتایج
فراہم ہوکے اس معمے کو تفریحاً حل کرنے پر
متوجہ ہوجاتا ہے۔ اس کے مولف نے
اسی کا سامان فراہم کرنے کی کوشش کی ہے
اور بہت کچھ کامیاب بھی ہوئے ہین۔ مقدمہ
مین سلطنت اودہ کی بنا بڑی محنت اور
تحقیق سے بیان کی ہے اوس کے بعد
ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ نہایت شستہ
اور رنگین عبارت مین کیا ہے۔ اس مین
نصیر الدین حیدر بادشاہ ثانی اودہ کے دربار
کے چشم دید حالات۔ لکھنؤ کے پورے شباب۔
طریقہ حکمرانی۔ بادشاہ کے پرائیوٹ حالات
سلطنت کی ترقی۔ دربار کی حالت۔ امرا
کی وضع۔ دولت ثروت۔ سخاوت۔ اسراف
شاہانہ سیر و شکار اور تفریح وغیرہ لکھے گئے ہین

کمال تفصیل کے ساتھ دلچسپ پیرائے مین لکھے مین۔ جنکو اس چند روزہ سلطنت کے حالات کا شوق ہو ضرور اسکو ملاحظہ فرمائین۔ ابھی تک اس مبحث مین کوئی کتاب کسی زبان مین ایسی مدون نہین ہوئی جو اس سے زیادہ مفید اور دلچسپ کہی جا سکے۔ مؤلف اس کے عزیز دلی مولوی احمد علی صاحب بی۔ اے ہین قیمت فی جلد عہ مقرر ہے۔ جن صاحبون کو خواہش ہو اشتہار مین پتہ دیکھکر طلب فرمائین۔

رفیق ہند

غالباً اس مفید اور مشہور اخبار کے نام سے اکثر اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہون گے ایک زمانہ تھا کہ اس کے مالک منشی محرم علی چشتی کی تحریر کے ڈنکے بجے ہوئے تھے۔ پھر انقلاب زمانہ سے کئی سال بند رہا۔ الحمد للہ اب پھر اوسی آب و تاب کے ساتھ لاہور سے جاری ہوا ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ ہمارا ہم عصر اس غوطے کے بعد بھی تازہ دم ہوکر پھر وہی چہل پہل پیدا کرے گا۔ اور ناظرین اس کی وہی قدر دانی فرمائین گے۔

زمیندار اور کاشتکار

زمیندار۔ سنو رام دین۔ تم بہت شرارت کرتے ہو۔

کاشتکار۔ سنو ٹھاکر صاحب تم بڑی زیادتی کرتے ہو۔

زمیندار۔ اچھا تم سے نہ لین تو کہان سے کہا ئین۔

کاشتکار۔ لیجیئے مگر واجبی لیجیئے۔ یہ نہین کہ جو منہ کا ئے ڈانتے ہین۔

زمیندار۔ ارے ہم کیا کرین خرچ ہی بڑھ گئے ہین۔ باقی ہو۔ نوتی قراری ہو عدالت ہو۔ حملہ ہو۔ مرنا جینا ہو۔ شادی غمی ہو۔ کوئی ہو۔ گھوڑا ہاتھی ہو تو کہان سے ہو۔ تمہین ہماری دولت ہو۔

کاشتکار۔ اب اپنا خرچ کم کیجیے سب کام چل جائے۔

زمیندار۔ ارے بعضا خرچ ایسا ہی پڑ جاتا ہے کہ جس طرح بنتا ہے قرض دام سے کرنا پڑتا ہے۔ خواہ مخواہ تم سے لیا جاتا ہے۔ اور ہمارے پاس کون ذریعہ ہے۔ اسی سے تو زمینداریان علاقے بکے چلے جاتے ہین۔

کاشتکار۔ تو ہم جو مرے جاتے ہین اگر سوکھا پڑ جاتا ہے تو ایک سال نہین جی سکتے۔ جب تک آپ مہربانی نہ کرین گے ہم یونہین تباہ رہین گے۔

زمیندار۔ ارے تم تو کیا غریب آدمی لنگوٹی باندھ کے بسر کر لوگے۔ ہم تو بموت مر جائین گے۔

کاشتکار۔ ہم بتائین۔ ہم آپ ملکے کھیتی کرین۔ آپ کی فضول ٹیم ٹام جائے اور ہماری غریبی دور ہو۔ برابر سربراہ مل جل کے جو تین کرین اور بانٹ لین

سرکار۔ ٹھہرو ٹھہرو۔ ہم بندوبست کیے دیتے ہین۔ تم دونون کی حد مقرر کیے دیتے ہین جس سے دونون مزے مین رہوگے

دونون۔ ہان صاحب۔ اللہ آپ کا بھلا کرے۔ ہم اور یہ ایک جگہ رہا سہا۔ مرا جیا چاہین۔ ایسا کچھ بنیاد کر دیجیے کہ دونون خوش رہین۔ نہین روز روز کا بکھیڑا اچھا نہین۔ یہی ہوتا ہے کہ ہم ان کی گھات مین رہین یہ ہماری فکر مین۔ اور حضور کو روز روز جھگڑے چکانے کی تکلیف اوٹھانی پڑے۔

لوکل علیہ الرحمۃ

سردی ترقی کرتی جاتی ہے۔

غلے کا نرخ سخت تکلیف دہ ہے

اگرچہ ان صوبجات مین کمی بارش کے سبب سے فصل خریف کو چندان نقصان نہین پہونچا مگر اور مقامات کے قحط کی بدولت نرخ غلہ چڑھ گیا ہے۔ اور مالک قیصر دولت کی اس انقلاب کے شروع ہونے سے بالکل ... مین ابر کرتا ہے۔ سچ پوچھو تو مالک بمنزلہ شخص واحد ہے اور افراد انسان اوس کے اعضا ہین اور یہ بھی مسلم ہے۔

چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

پس اگر ایک صوبے والے قحط زدہ ہون تو دوسرے صوبے کے باشندے کیون نہ شریک درد ہون۔ ریل اور آزاد تجارت کی بدولت اگلی سی آبادھاپی نہین ہو سکتی۔

کانگریس کی تیاریان نہایت دھوم دھام سے ہو رہی ہین۔

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون ـ نامور ڈاکٹرون ـ والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ بہت سے امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ـ ضعف بصارت ـ تاریکی چشم ـ دھند ـ جالا ـ پڑوال ـ غبار ـ پھولا ـ سبل ـ سُرخی ـ ابتدائے موتیا بند ناخنہ ـ پانی جانا ـ خارش وغیرہ ـ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضونپر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین ـ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی ـ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے ـ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھاسکین ـ قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ـ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلی فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ ـ ھری سُرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ـ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ـ **المشتہر** ـ پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ ـ مقام بٹالہ ـ ضلع گورداسپور ـ پنجاب ـ

ان سے بڑہ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے ـ آنکھون سے بہت پانی کا جانا ـ دھند ـ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر ـ ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور انسے پیپ کا بہنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شی نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے ـ

راقم ڈاکٹر ڈی ـ ایم ـ سانگلی صاحب بہادر ایم ـ بی ایم ـ ایس ـ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ آکدیوی عمر ۴۰ سال ساکنہ لاہور کیا ـ مریضہ مذکور کی آنکھونکی پلکون مین خور و خور دو دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین بہت سُرخ اور دُکھتی ہوئی تہین اُنہین کثرت سے مواد نکلتا تہا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تہا کہ سوئی مین دھاگا بہی نہین پرو سکتی تہی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکہی جاتی تہین صفائی سے نہین دیکہہ سکتی تہی مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ـ

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے ممیرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضونپر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تہین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا ـ میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے ـ

راقم ڈاکٹر بیج لال گھوش رائے بہادر ایل ـ ایم ـ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ـ

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا ـ میرے رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے ممیرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ـ

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ـ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر ٹرمزی کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سُرمہ کی سندات ایکن جو قریب بارہ ہزار کے ہین ـ ایک کو بہی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک میں اسی مطلب کے لیے مارچ ۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے

بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی
ہر چہ پیدا میشود از دور پندارم توئی

ایک زرخیز تجویز

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ دُنیا کے بحر ناپیدا کنار مین بہت سے محبان قوم اور جان نثاران دین کی کشتیان اور جہاز دوڑے دوڑے پہرتے ہین اور ہر شخص اپنے نیک اور مفید کام کا ساعی ہے چنانچہ کچھ لوگ تو اس کی کوششون مین سرگردان اور پریشان ہین کہ جس طرح بنے پُرانی روشنی والون کو بحر ظلمات سے نکالکر نیا دانہ نیا پانی کہلا دین پلا دین اور مغربی تعلیم و تربیت کے پوڈر سے اُنکے چہرے کی سیاہی دور کرکے ولایتی کا مقابلہ کرائین اون کا قول ہے کہ عبادت وغیرہ سب جنت کے لالچ سے کیجاتی ہو وہ اس کے پابند ہین کہ خداوند کریم نے ایسی عبادت کو منع کیا ہے جس کی وجہ سے دنیوی کاروبار مین خلل پڑے کچھ لوگ اس سے بالکل الگ تھلگ ہین اون کا قول ہے کہ ترقی کے ساتھ تنزل ضروری ہے۔ ؎

ہر بلندی کے نصیبون مین ہے پستی ایکدن

اور دوسری بدیہی بات یہ ہے کہ ترقی کے اعداد بحساب ابجد اگر دیکھے جاتے ہین تو تنزل ہی پایا جاتا ہے کیونکہ ت کے ۴۰۰ ر کے ۲۰۰ ق کے ۱۰۰ اور ی کے ۱۰ ہی رہ گئے اب فرمایئے تنزل ہوا یا نہین۔ اسی وجہ وہ لوگ اس کی کوششون مین مصروف و منہمک ہین کہ جس طرح بنے خلقت کو عجوزۂ دُنیا کے سفلیات سے چھڑا کر عالم علوی کی طرف رواں دواں کرین۔ وہ لوگ اس کے پابند ہین۔ ؎

علم قرآن باشد و فقہ و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث

غرضکہ یہ لوگ انہین کوششون کی تکمیل کے واسطے چارون طرف دوڑے دوڑے پہرتے ہین اور ایک ایک طوفانی کا نکب نوالی ہے جس مین ایک طرف تو خلقت کے آنے کے واسطے دروازہ کہلا ہے اور دوسری طرف کشتی اور جہاز چلانے کے آلات جمع کرنے کے واسطے دروازہ توڑ دیا گیا ہے جس مین ہر شخص مجاز ہے کہ جس طرح اور جس وضع کے اوزار مُہیا ہو سکین اُس مین رکھدے

ہمکوان دونون حضرات کی اسکیم سے کچھ غرض کچھ واسطہ نہین۔ ہمارا جو منشا ہے وہ یہ ہے کہ ایسی صورت اور ایسی حالت مین قرین مصلحت نہ تھا کہ ہم بہادر چُپ چاپ بیٹھے رہین چنانچہ ہمدردون نے تجویز فرمایا ہے کہ سنہ ۱۹ء کے شروع سے ایک تعلیمگاہ اس قسم کی ہوجائے جہان مین ناچ اور خاصکر گانے کی تعلیم مہذب لائق کی طرح دیجایا کرے تاکہ ہندوستان کے لوگ بہی تعلیم حاصل کرکے درکسبی کہلائین اور دوسرے یہ کہ اُن حضرات کے نام لیوا اور پانی دیوار ہین جو لوگ کہ بعد اپنے مرنے کے فاتحہ گانے سے کرانا چاہتے ہین۔ کیونکہ ان تعلیمون کی بدولت جو آج کل ملک مین بڑے زور شور سے جاری ہین انکا استیصال ہوتا نظر آتا ہے۔ گو کہ ابہی چند لوگ باقی ہین جنکی کوشش و مدد سے اس تعلیم کو ترقی ہو جائے گی۔ اور اگر خدانخواستہ کہین اُن لوگون کی آنکھہ بند ہوگئی تو اس وقت کوئی اتنا بہی نہ رہے گا کہ ہمارے بزرگون کے نام لے لے۔ لہذا بہت ضروری تہا کہ جلد اس جانب توجہ کی جائے اور ایک مدرسہ کہول دیا جائے جس مین بلا قید مذہب ہر شخص تعلیم لے سکے چنانچہ اس تجویز مین بہت کچھ کامیابی ہو بہی گئی ہے اور اُمید ہے کہ اگر ایسی ہی دن رات رہے جیسے آج کل ہین تو یکم جنوری کو یہ مدرسہ کہول دیا جائے گا۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ قواعد اس مدرسہ کے شائع کر دیے جائین اور پبلک سے استدعا کی جاوے کہ اس مین داخل و درمے سخنے شریک ہوکر اسکو اعلی تعلیمگاہ بنا دیوین اور یہ بات ملک کی کوشش سے کچھ بعید نہین ہے۔

یہ ظاہر کر دینا بہی ضروری ہے کہ یہ مدرسہ تکونا یا یون سمجہیے کہ تین خانہ کا ہوگا جسمین ایک مین تعلیم دوسرے مین اسباب تعلیم جمع کیے جائینگے۔ اور تیسرا مخفی رہیگا جسکے ذریعہ سے پیٹ پالنے یا دوزخ بہرنے کی فکر کی جاوے گی۔ کیونکہ اول خویش بعدہ درویش۔

قواعد مدرسہ

(۱) یہ مدرسہ زیر نگرانی مسٹر ابلیس قائم کیا جائے گا جنہون نے بلا معاوضہ خدمات انجام دینے کا اقرار کیا ہے۔

(۲) اس مدرسہ مین ناچ گانے کی تعلیم دی جائے گی جس مین لوگ گھنٹون مین اس قدر رقم کما لین جو بڑے لکھے مہینون مین کماتے ہین۔

(۳) فی الحال پروفیسر بندادین کو سول ماسٹر مقرر کرنے کی تجویز ہے اگر کوئی شخص زیادہ لائق مل گیا تو وہ سول ماسٹر ہوگا اور یہ اُس کے اسسٹنٹ رہین گے۔

(۴) فی الحال پانچ درجہ قائم کیے جائینگے

جس مین حسب لیاقت طالب تعلیم بھرتی ہون گے۔

(۵) ہر درجہ کا امتحان مشہور مشہور رنڈیون کے سپرد کیا جائے گا اور اُنھین کی تصدیق پر سارٹیفکٹ عطا کیے جائین گے۔

(۶) ہر درجہ کے ماسٹر کا فرض ہوگا کہ ہر گت کو اچھی طرح بتا دے اور جو دقت معلوم ہو اوس کو سول ماسٹر سے پوچھ لے۔

(۷) فیس مدرسہ حسب لیاقت لیجائیگی اور یہ بھی ہے کہ بعد پاس ہونے کے فیس دیجاوے۔

(۸) طالب علمون کو آٹھوین روز آٹھ دن کی تعلیم ایک جلسہ مین بتانا اور سنانا ہوگی جو حسب تجویز مسٹر ابلیس منعقد کیا جائے گا۔

(۹) صبح سے آٹھ بجے تک تعلیم کا وقت اس طرف رہے گا اور دو بجے سے شام تک اُس طرف باقی وقت یاد کرنے مین صرف کیا جائے گا۔

(۱۰) ہر طالب تعلیم کو طبلہ - ستار - بین سارنگی - ڈھولک - تاشہ - باجہ - ہارمونیم - اپنا لانا ہوگا - مدرسہ اوسی شخص کو دے گا جسکی سفارش کوئی رنڈی کرے گی۔

(۱۱) ہر شخص بلا قید عمر مدرسہ مین داخل ہو سکے گا - مگر شرط یہ ہے کہ اگر ڈاڑھی مونچھ ہوئی تو اُس پر خضاب آہنی لگا دیا جائے گا جس مین لڑکون مین شمار ہو سکے۔

(۱۲) مدرسہ کے انتظامی اُمور کی تکمیل مسٹر ابلیس ہی کے ہاتھ مین رہے گی وہی جو چاہین مقرر کرین کوئی چون چرا نہ کر سکے گا۔

(۱۳) مسٹر ابلیس کو اختیار ہوگا کہ فرقہ اُناث سے ماسٹر تجویز کرین یا مکارم نگر کو بلوائین - یا اپنے شاگردون مین سے کسی کو مقرر کرین۔

(۱۴) زیر تجویز۔

قواعد نسبت چندہ

(۱) ہر رقم چاہے قلیل ہو یا کثیر بخوشی خاطر قبول و منظور کی جاوے گی۔

(۲) زیادہ تر ایسی رقمین بہت خوشی سے مقبول ہونگی جو خراب وسائل سے پیدا کی گئین ہین۔

(۳) تمام رنڈیون اور قوالون کو ایک پیسہ فی روپیہ اپنی آمدنی سے دینا ہوگا

(۴) چندہ مسٹر ابلیس کے پاس جمع ہوگا اور وہی اُسکے خرچ کا حساب رکھین گے۔

قواعد نسبت بود و باش

(۱) مدرسہ سے ملحق ایک چھوٹا سا مکان اس طرح سے رکھا جائے گا جیسے کسی بڑے بھاری جوگی یا اللہ والے کے پیچھے ... دائی یا نکیلی رنڈی کا پچھلا۔

(۲) اس مین پردیسیون کو جائے قیام کے واسطے جگہ دی جائے گی اور جو کچھ میسر ہوگا نان نمک سے ہی مدارات کی جائے گی۔

(۳) باقی قواعد اس کے زیر تجویز ہین - جو وقت افتتاح مدرسہ شایع کیے جائین گے۔

بائلاز

(۱) اگر کوئی لڑکا کوئی دینی کام کرتے دیکھا جائے گا تو مستوجب جرمانہ ہوگا

(۲) کوئی پٹ بھراجس کو مدرسہ کی روٹیان (جو قوم اور ملک کی گاڑھی کمائی سے پکائی جائین گی) اچھی نہ معلوم ہون اور وہ کسی متبرک جگہ کسی فحش کام کا مرتکب ہوگا اُسکو انعام ملیگا۔

(۴) ہر ماسٹر کو تنخواہ ششماہی دیجاوے گی۔

(۵) باورچی اگر کھانا پکانے اور اوس کے انتظام مین قصور کرے گا یا گوشت وغیرہ چرا کر کھائے گا تو سپرد اصنبا کیا جائے گا۔ گو وہ کھیسو ہی کرتب جانتا ہو لیکن یہ خطا قابل معافی نہ ہوگی۔

(۶) چندہ لے لینے کے بعد اگر معلوم ہوا کہ وہ چندہ نہایت نیک اور مشقت کی کمائی کا تھا تو چندہ تو رکھ لیا جائے گا اور انتظار کیا جائے گا کہ چندہ دینے والا ٹل جائے اوس وقت مسٹر ابلیس سے رائے لیجائیگی کہ آیا یہ رقم مدرسہ مین لگانا چاہیے یا نہین۔

(۷) حوائج ضروریہ کے واسطے لڑکون کو ماسٹر سے پوچھنا نہ چاہیے بلکہ اوس کے واسطے چند اشارے معین ہونگے جو ہر لڑکے کو کرنا پڑین گے۔

(۸) زیر تجویز۔

اب دلدادگان رقص و سرود سے گزارش کی جاتی ہے کہ اس مدرسہ کی ضرورت اور قواعد پر غور فرما کر لکھا لکھ چندہ بھیجنا شروع کرین - تاکہ مدرسہ کھول دیا جائے۔

مشرح اور مفصل حالات دریافت کرنے پر مسٹر ابلیس واقع تحت الثریٰ سے معلوم ہو سکتے ہین - مگر اتنا یاد رہے کہ درخواستین ٹکٹ چسپان ہون ... کی جائین گی۔

راقم - مسٹر ابلیس - بقلم - م - ب علیہ الرحمۃ

آمد قیامت

ڈیر پنچ - علیہ السلام - تسلی مات و تشفی مات ذرا ہماری بھی سن لیجیے - ڈیر حضرات آپ تو بڑے ہی اطمینان سے بیٹھے ہین گویا آپکو دنیا کے الٹ پھیر کی مطلق خبر ہی نہین حضرت ہمارا تو عجیب قصہ ہو رہا ہے جسپر

ٹرانسوال اور اوسکے ہم آہنگ

قیامت کے استقبالی اخباروں اور اشتہاروں کا مطالعہ کیا ہے اوس دن سے دم مارنے کی بھی فرصت نہین ہے قیامت کی وجہ سے رات دن اپنا سامان کوپ درست کرنے مین مشغول تہا اگر یہ بلا ناگہانی بلا اطلاع نہ آ پہونچے۔ مگر الحمد للہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بندہ تو ہر طرح سے لیس ہوگیا اب کسی طرح کی فکر ہی نہین۔ چاہے کل کی آتی آج ہی قیامت آجائے۔ یہ تو آپ پہلے ہی سے جانتے ہین کہ ہمارے مکان سے ریلوے اسٹیشن کئی انچ کے فاصلہ پر ہے اس لیے ایک ٹٹو بھی کرایہ کیا مگر کیا عرض کرون ٹٹو نے دم مین ناک اور ناک مین دم کردیا۔ لاکہہ منطقی تدبیرین کین مگر سب بیکار ہوئین۔

آخر حضرت ٹٹو کو وہین چھوڑ بندہ آناً فاناً ریلوے اسٹیشن پر جا دھمکا۔ جمعہ کا روز دوپہر کا وقت تہا۔ مسافر مصر ہوگئے کہ قبلہ آپ نماز جمعہ پڑھا دیجئے خیر جناب تہرو ویش برجان درویش نماز پڑھانے کہڑا ہوگیا۔ جون ہی سجدہ مین گیا ہون کہ فوراً ریل آموجود ہوئی تب تو جناب بندہ درگاہ جھٹ پٹ نیت توڑ سب کو سجدہ مین چھوڑ اناپ شناپ ٹکٹ لے اندھا دھند ریل گاڑی مین داخل ہوگئے۔ بس اوسی وقت ریل چھوٹ گئی۔ وہ بچارے مقتدی اپنی اپنی نمازین پڑھتے رہ گئے۔ راستہ کے آپ سے کیا کیا حالات بیان کرون۔

کبھی فرصت مین سن لینا یہی داستان مری غرض گہر سے تو سوچکر چلے ہی تھے کہ کسی بڑے شہر مین چلکر قیامت کرین کہ لطف بھی آئے غرض بفضلہ تعالےٰ عنایت نامہ ہذا مقام شہر قیصر باغ ضلع لکہنئو محلہ الہ آباد ڈاک خانہ کلکتہ تحصیل بمبئی قسمت دہلی متصل لاہور ملک بلوچستان مین بندہ آ پہونچا۔ یہان کیفیت عجیب ہی دیکہنے مین آئی ہندوؤن کا تو ذکر ہی کیا مسلمانون کو دیکہیے کہ اللہ رسول کا نام تو بالاے مسجد رکہدیا اور قیامت کی آمد کے دن شمار کر رہے ہین۔ بہلا ان سے کوئی دریافت کرے کہ تم مسلمان ہوکر خدا اور رسول کے احکامات سے کیون کانون مین اونگلیان دیے بیٹہے ہو اور نجومیون کی باتون پر اعتبار کر رہے ہو۔ کیا قران مجید اور حدیث شریف مین جو لکہا ہے اوس کے مطابق سب علامتین ہوچکین جو تم لوگ اب قیامت کے پانسے پہینک رہے ہو کہ ۱۳- نومبر کو قیامت ہے کوئی کہتا ہے شروع سنہ ۱۹۰۰ء مین ہے استغفراللہ ارے بہائیو ہوش مین آؤ۔ قرآن پاک مین جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اوسپر عمل کرو۔ خواہ مخواہ گنہگار نہ بنو شرک اور بدعت کی چاشنی نہ خود چکہو اور نہ دوسرے بہائیون کو چکہاؤ نجومیون کے دماغ مین تو خلل آگیا ہے۔ ہماری گورنمنٹ عالیہ ان کے دماغون کی فصد کلہاڑیون سے لے تو بہت ہی مناسب ہو یا ان پر کالی کہانسی ڈال دے تاکہ کہانستے کہانستے مرتین یا تین کروڑ روپیہ جرمانہ یا چار سو برس کی قید کرکے کافرستان بہیجدیے جائین تب تو پیشینگوئیون سے پیچھا چھوٹے گا۔ درحقیقت قیامت کا لطف بھی شہرون ہی مین آتا ہے۔ نجومیون نے بھی اچھی مقدمہ کی سی تاریخ مقرر کردی ہے کہ فلان تاریخ کو قیامت ہوگی۔ یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ قیامت کی تاریخ مقررہ کے ایک روز قبل بقول شخصے پادری کی دوڑ گرجا تک۔

اہل ہنود ولا رام کی بارہ دری اور بہیرون جی پر اور صاحب لوگ بالفعل چھتر منزل پر جا بیٹھین گے۔ مسلمانون کو کچھ نہ پوچھیے ایسی جگہ یہ حضرات جا بیٹھین گے جو کسی کو بھی آج تک نہ سوجہی ہوگی۔ اور بندہ درگاہ تو سفر مین کسی بات کا ڈر ہی نہین چپکے سے الگ چھتر منزل پر جا بیٹھین گے اور سب کو وہین سے گہور رہین گے۔

راقم۔ ن۔ ا۔

آج ہم اپنی پریشانی خاطر اون سے کہنے تو جاتے ہین پر دیکہیے کیا کہتے ہین

جناب اودھ پنچ صاحب۔ پرسون کالی جمعرات

تو نے گھروندا او میرا پیارا پوتا۔ اسے قوم کیا تو مجھے اتنا جلد بھول جائے گی۔ تجھ پر میرا اتنا بھی حق نہین کہ میری اونسے سی خواہش پوری کرے۔ مانا کہ بعد مرنے کے نہ کوئی دوستی قائم رہتی ہے اور نہ کسی کو کچھ خیال رہتا ہے۔ لیکن بھائیو ایک روز میرے ہی پاس تم بھی آؤ گے اوس دن مجھے کیا منہ دکھاؤ گے۔ پیارے محسن پر تمھاری امیدین حق بجانب مین اگر قوم کے ہونہار بچے اون کا ساتھ دیتے تو انشا اللہ میرا بنایا ہوا گھر مسمار نہ ہونے پاتا۔ لیکن مین اپنے نور نظر کو کس کے سپرد کر دون۔ اوس کی پرورش۔ پرداخت اور تعلیم کون کرنے والا ہے۔ اسے قوم تجھ مین سے کوئی شخص بھی ایسا نہین جو میری اس تمنا کو پوری کرے۔ افسوس مین ایسی جگہ پر ہون جہان سے کچھ بھی نہین کر سکتا۔ اور گو خداوند کریم کی غفاری اور کریمی کے صدقے مین نہایت آسایش اور آرام سے گزرتی ہے لیکن یہ صدمہ مجھے باغ رضوان مین بھی چین سے رہنے نہین دیتا۔

اس کے بعد وہ پیر مرد زار زار رونے لگا اور رو رو کر امیر کے یہ اشعار تھوڑی سی تحریف کے بعد پڑھنے لگا۔

گزشتہ خاک نشینون کا یادگار ہون مین
مٹا ہوا سا نشان سر مزار ہون مین
خبر نہین اوسے دنیا ہون حال پر جسکے
آنکھ صورت شمع سر مزار ہون مین
بلائین لیتی ہے پر پہ کے گرد نومیدی
یہ کسکے در پہ الٰہی امیدوار ہون مین
فرشتہ لیکے چلے تھے مجھے جہنم کو
تڑپ کے غار مین پہونچا وہ بیقرار ہون مین
کفن کا پاس نہ مجھکو مزار کا ہے لحاظ
برا تپش کا ہو وہ لوان سے شرمسار ہون مین
زمین قصر سلاطین سے آرہی ہے صدا
کہ آج منزل عشرت ہون کل مزار ہون مین
غلط تو قوم کی حسرت ازل سے ہے مجھکو
خیال کیجیے کب سے امیدوار ہون مین
خدا کے واسطے اے قوم کچھ سکیے ذرا
ذرا خیال رہے یان بھی بیقرار ہون مین

اوسی عالم خواب مین میرے دل پر ایسا اثر پڑا کہ مین بیقرار ہو کر رونے لگا اور وسی حالت مین میری آنکھ کھل گئی اوس کی تعبیر ناظرین اودھ پنچ جلد بتا دین۔

راقم۔ مرقع عبرت۔

بنی آدم کے دشمن کی کمی!

بات تری۔ اتنی مدت کے بعد ایک بہت بڑے دشمن کے ضعف کی خبر سُنی گئی۔ اللہ نے چاہا اب حضرت انسان کی حالت ایسی سنبھلی کی (بشرطیکہ ۱۳۔ نومبر کی قیامت سے بچ گئے) کہ جنت کا پورا لطف ملنے لگے گا۔ آپ جانیے باوا آدم جن ذات شریف کی بدولت نکالے گئے۔ جنکی چاٹ مین شیطان نے فریب دیا۔ جنکی بدولت آج تک سر سے زمین کھودنی پڑتی ہے وہ حضرت گندم علیہ ما علیہ مین۔ بعد خرابی بصرہ اب آپ رو بہ کمی ہین یعنے رفتہ رفتہ ان کی پیداوار کم ہوتی جاتی ہے اور محققین یورپ نے حساب لگایا ہے کہ اگر تنزل کی یہی حالت رہی تو گیہون کی روٹی دوا کو بھی میسر نہو گی خیر صاحب۔ ہمکو بسر و چشم منظور ہے گی روٹیان یون ہی مشکل سے ہضم ہوتی تہین اب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہوگا۔ بنگالی برادر اسی بہائی خشکہ کھائین گے کشمیری شلجم پر ہُنسہ مارین گے۔ آئرش آلو غٹا غٹ اتارین گے۔ انگریز بہادر پاؤ روٹی۔ بسکٹ پر فاتحہ خیر پڑھ کے گوشت اور مچھلی سے ڈاڑھ گرم کرین گے اور افیونی بھائی تو اپنے حلوے اور شیرینی کے دلدل مین پھنسے ریوڑیون کی کھٹکا کرتے ہونگے۔

تازہ خبرین

۲۴۔ کلنگو مین غنیم کی فوج مغرب شمال کی جانب ہماری فوج کو گھیرے ہوئے ہے اس سے اندیشہ ہے کہ جنرل یول اور وائٹ فوج کے سلسلہ آمد و رفت مین نہ حائل ہو جائے۔

کرو گر اور جوبرٹ نو ہزار فوج لیکے ہفتہ کے دن لیڈی اسمتھ کے مقام پر حملہ آور ہوئے۔ جنرل یول نے اپنی فوج وہان سے ہٹا کے ایک مقام محفوظ پر پہونچائی۔

سیسل روڈس تار دیتے ہین کہ کمبرلی مین جلد فوج بھیجی جائے۔

جوبرٹ تار دیتے ہین کہ جمعہ کی لڑائی مین انکے کئی مقتول ہوئے اور ۲۵ مجروح۔

۲۵۔ اکتوبر۔ لیڈی اسمتھ سے جنرل وائٹ خبر دیتے ہین کہ جنرل یول کی فوج سے مل جانے کی غرض سے فوج کثیر لیکے روانہ ہو گئے ہین اور اسی مقصد سے ہماری فوج اُس حصہ کوہ پر قابض جو غنیم کے مقبوضہ حصے کے برابر واقع ہے۔

شربت مقوی اعصاب
اشتہا صادق ہو اور عمدہ صحت
تریاق السعال
نور علے نور
زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت۔ تاریکی چشم۔ دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ غبار۔ پھولا۔ سبل۔ سرخی۔ ابتدائے موتیا بند۔ ناخنہ۔ پانی جانا۔ خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ صرف سرمہ فی تولہ ۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بہت اکسیر ہے۔ آنکھون سے بہت پانی کا جانا۔ دھند۔ سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن اور کمزوری نظر ناخنہ یا ہر اس مرض کی جلن کا زخم اور ایسے ہی پکا ہوا۔ چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر یا دی شئ نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر ڈی۔ ایم۔ سالگی صاحب بہادر ایم۔ بی ایم۔ ایس۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ ... عمر ۴۵ سال ساکن لاہور کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھوں کی پلکون مین چھوٹے چھوٹے دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انمین بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم خانصاحب بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار یا کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر بیج لال گھوس رائے بہادر ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔ حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم
خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ۔ ایل۔ ایم۔ ایس
اسسٹنٹ سرجن پروفیسر ویٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہین۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لیے ماچ ۱۹۰۹ء مین جمع کیا گیا ہے

حیدرآباد دکن

مری تعمیر مین مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولے برق خرمن کا ہے خون گرم دہقان کا

ابی پنچ جی حضرت آداب عرض
ہے۔ جناب سے کدہر ہو۔ یہ تو آپ کو معلوم
تھا کہ آپ کے مشک سر ہوگئے تو دنیا مین چھوٹی دور
ہر روز ان گھوڑ دوڑ ہو رہی ہوگی کیونکہ قحط
کا زمانہ اور قحط بھی کیسا کہ گیارہ گیارہ
ستائیس کوس کہین ہریالی کا پتہ نہین
کہ اپنے ہریالی کھیت وارے سے اپنا پیٹ بھر لیتے
ہم نے لیے کہ ملنے جاتا تو خالی ہاتھ
کیا چلنا کہین آپ سے بھوک کی جہانجھ
مین چکیت رسید کر دیتا تو بید ادب کی
بات ہے اس لیے دو دھڑہ دار چٹ پٹی
ولایتی میٹھی پکا کر لایا ہون کہ تالو
مین چٹخارا لگنے لگے تو جب بولنا۔ لے بسم اللہ
ہو۔ ہان ذرا تعریف بھی سن لینا۔ گدی
وغیرہ کہا کر تو مات پڑھتا ہے مگر اس کا
ایک لقمہ حلق سے اترا نہیں کہ غش آگئے
جی ہزار کھٹکے چہرے زرد کا نقشہ تھوڑا ایک
طرف اور یہ مارا منتیجہ کی [illegible] ایک
طرف۔ اس [illegible] ایک بات اور ہے
کہ جب سوجھتی ہے تو اعلیٰ علیین کی اور پھر
دنیا بھر سے بے خبر کر دینا تو الٹی ٹانگ کا
کام ہے ہمارے سی پوڈن رزیڈنٹ بہادر
نے علیحدہ اسکی چاٹ مین تڑپ رہے ہے
مین اب تو کہانا پینا بھی چھوٹ گیا ہے
اور بس اسی کی یاد ہے۔ دل سے تو دکن
کی دیوانی منڈی کی بات۔ رات تو اوزی کا
قرآن۔ فنانشل سکرٹری صاحب الگ
انتظامیل مین سنہ ۹ فصلی کا بجٹ کسی طرح
سانچہ مین ڈہلتا ہی نہین۔ ایک کونہ بڑھا
ہے تو دوسرا کونہ کم۔ حضرت نے لاکھ لاکھ
گدے بازی کرتے ہین مگر ہم مبارک سنے
کے بیچ مین آتا ہی نہین کہ کرتا تو بہی کیا
کلکتہ جانے کے لیے تیرہ لاکھ کی رقم
تو الگ کوری کی کوری رکھنا ہے قولی جی
حضرت نے الگ ٹیٹو ادہانے کو تلے
ہوئے ہین بعض نے کہنون کے پیچھے
دیوانہ ہو رہے ہین اور بولتے ہین کہ
اگر آپ کی ہم نے تاک دہناد ہن دہنک
دہنا سنی دیے ہون تو ناک اولیا ڈالو
اور ہم یار لوگان نے زاد و دوش سے
ہاتھ کی خبر (قبر) پر لات مارنے کو
مستعد ہین آج سے تو آٹھ دس ہزار
روپیہ ان کی لوگائی کے نام پر اضافہ
کیے۔ کل دیکھیے تو ڈہمکی جہتہ جان سے
خداوند کی ماہوار مین ایک لاکھ اضافہ
ہوا اور دوسرے دن بڑا صاحب کی میم کی
خاطر کر کو بڑا صاحب کر جیب کا جیب
اکر رکھ لیے غرضکہ دل دریائی خیرات
اندرہر جی اسے تو یہ خرچ بڑھ رہا ہے
ادہر ایسی سرکار کے دتا کران کی
جیبیان خالی [illegible] رہے۔ انکے
خرچ اخراجات کے لیے ہونا ہو سو تا
آج ہے تو کچہ ان کے لیے مکان بنانے
کو ایک لاکھ روپیہ [illegible] تیلایا گیا
کل ہے سو کسی اور کام کو غرضکہ
اس موقع پر ادن کی خوب دھیڑ رہی بچی کر
نیفے سے اب سڑپ فرماتا۔ نہین نہین
ہم تو ہرگز نہین کہانے کے جب تک
ان سب لوگون ہوش نہ آجاے اور
ایسے عالم بدہوشی کی کیفیت نہ پوچھیے
لیکن ہم تو اس پر نظر ہی نہین ڈالنے
سکے۔ مگر نہ ان کا ہوش مین لانا آپ کو
معلوم ہے آپ نے سنے ہون گے کہ
ایک صاحب پنڈت جی نے پانی
برسانے کا کچہ منتر مقرر کیے ہین بلکہ
اخباران مین تو یہ بہی لکہا ہے کہ پانی برسا کر
بہی۔ بس ہماری سرکار نے اونکو کچہ دیدلا کر
منت سماجت کر کر اسکے عرض کرنا کہ بہت
عرصہ سے ہم خانہ زادان نے بہی سنتے
آئے ہین کہ دکہن مین ہن برستا ہیگا
مگر آج تک سواے گندہک کے یا
سیندھی کے ہن کی بارش آنکہان کو
دیکہنا نہین نصیب ہوا بس سرکار نے
عرض کرنا کہ ہن برسنا کوئی انوکھی بات تو
ہے نہین اگلے زمانہ مین برس چکا ہے
وہ پنڈت صاحب یہان بہی ذری سا ٹوٹکہ
اکہتر منتر ہن کی بارش کر دیتا۔ بے تقصیر
ہو گیا ہے مزہ ہی فرہ ہے۔ نہ یہ ہے نہ وہ
ہان ہے اب پنڈت جی صاحب کو بلانا ہے
منتا نہ کی فکر کرتے ہین۔

فغان مین آہ مین فریاد مین شیون مین نالے مین
سناؤن دردِ دل طاقت اگر ہو سننے والے مین

راقم۔ دکن رپورٹر۔

[illegible]

ویسٹر سٹر آپس مین [illegible] تہے ایک
[illegible]
کہا کہ اگر [illegible] بک بک کرو گے تو جیب مین
رکہہ لونگا۔ اسپر ٹھنگنے صاحب نے جواب دیا
جی ہان تب بہی آپ کی جیب مین بہ نسبت
آپ کے دماغ کے زیادہ قانون ہوگا۔

ایک صاحب قرض کی علت مین جیلخانہ
بہیجے گئے۔ چار روپیہ ماہوار خوراک کے
دلواے گئے۔ ایک روز آپ بیٹہے بیٹہے کچہ
سوچے اور ڈگریدار کو بلا کر کہا کہ بہائی معاملہ
کی بات یون ہے کہ چار روپیہ ماہوار تم مجہکو
دیتے ہو اس سے یہ بہتر ہے کہ دو روپیہ
مجہکو دیا کرو اور دو روپیہ اصل مین وضع کیا کرو

اور سر بار ہلکا ہو جائے گا اور ادھر مین و
روپیہ تینا فرپیٹ کے بسر کر لیجاؤ نگا۔

ایک مولوی صاحب مسئلہ ذبح
کو سمجھاتے سمجھاتے فرمانے لگے دیکھو یا د
رہو کہ حلال کرنے کے واسطے تیز آلہ کی ضرورت
ہے اسپر ایک زندہ دل بول اوٹھے کیون صاحب
اور حرام کرنے کو۔

ایک صاحب بعد انتقال اپنے دوست
کے ان کی بیوہ کے پاس گئے بہت کچھہ
غم کے بعد نشانی کے طالب ہوئے بیوہ
نے بہت کچھ معذرت کی اور کہا کوئی نشانی
مرحوم کی باقی نہین رہی۔ لیکن آپ ہٹ
کیے گئے کہ ضرور نشانی ملنا چاہیے۔ یہان
تک کہ بیوہ نے کہا مین موجود ہون مجھے لیجاؤ
چنانچہ آپ راضی ہو گئے اور بجون بہت
نشانی لے آئے۔

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

معلوم ہوتا ہے طاعون صرف جسمانی
عارضہ ہی نہین بلکہ روحانی بھی ہے۔
کیا معنے کہ اس سے جان ہی نہین جاتی
بلکہ روح کے فائدے۔ مثل حج و تیرتھ
وجاترا کے راستے بھی بند ہو جاتے ہین
ایک حسابون حکام مجازی کا یہ انتظام
کہ مجمع وہجوم طاعون نہ پیدا کرنے پائے
قرین عقل بھی ہے۔ جسمانی نقصان حیات
ہی مین ہے اور روحانی بعد ممات۔ پس
نقدرا بہ نسیہ گذاشتن کار خردمندان
نیست۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ بھلے چنگے
جیتے جاگتے آدمی ایسے مجمع کر سکین جہان
صرف وہمی ثواب یا مذہبی فرائض کی خاطر
پر طاعون وندناتا چلا آئے۔ اور جان بوجھہ
کے جانین سرزمین خطر مین پڑین۔ پس
جن لوگون کو حج جاترا کا شوق ہو ابھی
کمرین کھلی رکھین۔ اگر زیادہ شوق
ستائے تو شب و روز خدا اور مذہبی
پیشواؤن کے سامنے واویلا۔ واد
فریاد مچائین۔ حضرت پہلے اس بلا کو تو
ٹالیے کہ راستہ کھلے۔ کام چلے۔ نہین
ان کار ہائے خیر کا قوت سے فعل مین
آنا محض خواب و خیال اور اس برکت کا
مقدس مقامات سے وصول کرنا محال
ہے۔

پولیٹیکل دیوالی

دیوالی کا زمانہ۔ قمار بازی کا دور
دورا۔ تگی موٹھہ۔ سہ سرہت۔ سولہی
تاش گنجفہ۔ چوسر۔ ٹامی ڈاڈ۔ اغیرہ
وغیرہ نے وہ زور باندھا ہے کہ سوا
جوے کے اور کچھہ رات دن نظر نہین
آتا ہے۔ سچ پوچھو تو انسان بیل بنگیا
ہے اور وہ بھی نفع نقصان کے
جھگڑے مین جتا ہوا۔ ہار جیت کا جوا
گردن پر رکھے سر نہوڑائے عمر کی
منزل طے کر رہا ہے۔

ہندوستان مین تو خیر جہان
اور باتین تہین یہ بھی لت مدت سے
اعلے ادنے مین چلی آتی تھی۔ سڑک کے
بازاری لونڈے اور لنگوا تیلی سے
لیکر مدبران ملکی۔ راجہ بہوج نہ سہی
راجہ نل اسی عارضے مین مبتلا
رہے۔ گل بکاؤلی والے شہزادے
لکھا جیوا سے بازی ہار کے قید
ہوئے۔ بڑے بڑے والیان ملک
نے سلطنتین پھڑ پر لگا دین۔ مگر اس
فصل کا جوش دیکھیے کہ آج کل جان بل
یعنے انگلستان صاحب اور ٹرانسوال
کی جمہوری سلطنت اپنے بڑے جواری
کروگر کو لے کے "او آؤ کھلاڑی نکی موٹھہ"
کی صدا لگاتے۔ وا اوبن آ ہی گئے۔ جس طرح
کہ پیسے اور نوٹ بکون سے سمیٹ سمیٹ کے
روپیہ اور نوٹ داؤن پر رکھے جاتے ہین
اوسی طرح فوجین میدان جنگ مین آ رہی
ہین۔ ابھی تک جتنی بازیاں ہوئی ہین
اون کا اوسط نکالنے سے ہمارے انگلینڈ
صاحب ہی جیت مین ہین۔ اور ہم بھی
خوش ہین کہ ہمارے راجہ کے پو بارہ
ہین۔ جب راجہ کے ہان دولت دولت
آئے گی تو کسانے کو بہر حال ہی بلائی جائیگی
خیر یہان تک جوے کا معاملہ تھا۔
اب دو تین باتین دیوالی کے اثر کی اور
سن لیجیے۔ یعنے اعمال سفلی کی زکوۃ دینا
بیروں کو بس مین کرنا۔ جادو ٹونا جگانا۔
موٹھہ چلانا۔ مرگھٹ پہ جا کے شب بیداری
کرنا۔ سو اس کی بابت یہی لیوٹ ملتی ہے
کہ افریقہ چونکہ وحشی ملک ہے اور جہان
وحشت ہوتی ہے وہین ان چیزون کا
زیادہ چرچا ہوتا ہے۔ (نہ یقین ہو تو مقدمہ
مسمے ساحر افریقی مدعی بنام احمد دین علیہم
الف لیلہ پورٹ۔ سلسلہ قصص بائی
کورٹ عربستان کے صفحات ملاحظہ فرمائیے
نظیر مل جائے گی)۔

پس بہت بڑے ناموت انگلینڈ صاحب
نے وہین اعمال شروع کر دیے ہین اور
توپ بندوق سے دو موکل مسلط کیے
ہین کہ میان کروگر مسور اور مجبور ہو کے
بکرا یا مینڈھا یا گدھا بن رہے ہین۔ اونچی
سی بات یہ ہے کہ حال مین جنگی غبارہ
اوڑا کر سب حال معلوم کر لیا کہ سولہ سے
لیکر بیس ہزار تک بوئر لوگون کی فوج
مقام لیڈی اسمتھہ کے گرد ہلالی حلقہ بنائے

دورہ ہندوستان

پڑی ہے۔ چلیے یہی سوجھ ہے۔ اگر آپ غبارے میں سنگینیں تلواریں پشین قبض باؤ ڈائنامیٹ رکھ کے اوپر سے گرا دیتے اور دشمن کو صدمہ پہونچاتے تو ہماری زبان میں وہی سوجھ تھی۔ باقی بوئیرون کو برابر بس میں کرتے جاتے ہیں۔ صرف اختلاف تلفظ سے تھوڑا فرق ہے ورنہ بوئر اور بیر ایک ہی ہیں۔

دوسری بات روشنی اور چراغان وہ میدان جنگ میں فوجوں کا جمع ہونا بندوقوں توپوں کی زنجک اور ڑتا۔ گولی گولوں کا چلنا ہے۔ پلٹنیں رسالے توپ خانے دیوالی کے کھلونے ہیں جو معرکہ کارگزر میں اس طرح سجے ہیں جیسے چوک امین آباد میں کمہار حلوائی مٹی اور مٹھائی کے کھلونے لگاتے ہیں۔

سچ پوچھو تو اس دفعہ ہندوستان کی دیوالی کی روشنی بہت دور تک پہونچی اور یقین ہے جس طرح انگریزی حکومت کی برکت سے ہندوستان میں الیشر آئے اور ولدر گئے ہیں اسی طرح ٹرانسوال میں بھی رات دن دیوالی ہی منائی جائیگی

راقم۔ دیوالی اور دیوالہ

ترے چھکون کے قربان

قدیم زمانے میں ایک جواری چیمبر پر جوا کھیلتا تھا۔ کوتوال نے پکڑ کے دونوں ہاتھ قلم کرا دیئے۔ کہ پانسہ نہ پھینک سکے۔ لت سے مجبور تھا داؤن تو اب لگاتا نہ تھا۔ مگر پھڑ پر جاتا ضرور تھا۔ جہاں جیتنے والے کا پانسہ پڑا وہاں بے اختیار پکار اوٹھا۔ اے تیرے چھکے کے قربان تیرے پنجے کے صدقے "

یہی حال آج کل ہندوستان کا ہے۔ سرحد ٹرانسوال پر شجاعان انگلستان داد بسالت و شجاعت دیتے ہیں۔ کیا طبیعت بشاش ہوتی ہے بات تیرے کی۔ کیا خوب جنرل وہائٹ نے شکست دی۔ کیا ہوشیاری جنرل یول نے کی۔ قربان اس بہادری کے۔ صدقے اس سرفروشی کے۔ یہی شان جوانمردی ہے افسوس مجھکو بندوق بھرنا۔ توپ داغنا نہیں معلوم۔ ورنہ اسیدم جا پہونچتا میدان میں اور بوئر سور سب کا ستھراؤ کر دیا ہوتا۔ مگر شاباش ہے۔ شیران انگلستان کو۔ بالن بہادر ٹہتے ہوئے۔ مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید۔ مار لیا ہے ٹرانسوال جاتا کہاں ہے۔ فتح و نصرت تمہارے انتظار میں آغوش کھولے کھڑی ہے۔

راقم۔ ہندوستانی منچلا۔

تنور کا جھگڑا

آپ جانتے روٹیوں پہ جھگڑا اٹھے دن رہا کرتا ہے۔ دو خواجہ تاش ایک دوسرے سے مخالف ہیں اسی روٹی کی بدولت۔

ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک پر دانت لگائے ہیں اسی روٹی کی طمع پر۔

دو تاجروں میں ان بن ہے۔ اسی روٹی کے جھگڑے پر۔

حیدرآباد میں ملکی اور غیر ملکی کا جھگڑا ہے اسی روٹی کے سبب سے۔

بی گھسیٹی میاں سے روٹھی ہیں اسی روٹی کی برکت سے۔

غرضکہ سارے جہان میں یہ ذات شریف روٹیاں ہیں کہ کودتی پھرتی۔ اور جھنا و برپا کرتی پھرتی ہیں مگر بقول اخبار عام امین آباد میں کہ روٹی سے ایک جا کے کارروائی افساد شروع ہوئی ہے یعنے تنور پر جھگڑا ہو گیا۔

خیر یوں تو از روے تواریخ حضرت نوح کے زمانے میں عالمگیر فساد یعنے طوفان بڑھیا کے تنور سے پیدا ہوا تھا مگر اوس وقت سے تنور صاحب ایسے سرد پائے۔ اس قدر ٹھنڈے ہو گئے تھے کہ آئندہ کسی خطرے کا اندیشہ نہ تھا۔ مگر امین آباد ضلع گوجرانوالہ میں پھر یہاں سے فساد نے سر نکالا ہے یعنے رستے میں ایک تنور ہے اور اسکی بابت اہل محلہ میں کھچڑی پک رہی ہے

مسلمان جوتیوں مین دال بانٹ رہتے ہین۔ نالش فریاد کی نوبت آئی ہے ہنوز سرکار نے کوئی فیصلہ نہین کیا۔ اب انتظار ہے کہ اس تنور سے مسلم خمیری نکلتی ہے یا مرغا بن جاتا ہے۔

نیل کی کمی

کہتے ہین صوبہ بنگالہ مین نیل کی کاشت [illegible] ہوتی ہے [illegible] جتنی محنت پڑتی ہے اوسی قیمت نہین آتی [illegible] نیل پیدا کرنے کی [illegible] ہاتھ [illegible] جاتی ہے۔ یا تلنگے نیلیین پوشں کو اپنے لباس کے واسطے یہ رنگ درکار ہوا ہوگا۔ براہ انجزا [illegible] ادپر چالان منگا کے لیتا ہوگا۔

یا خود بنگالے مین نیل کی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ جتنا مصرف اتنی آمد۔ [illegible] اکاٹی کا [illegible] اوسی [illegible] پیدا کرنا [illegible] ہوگا یا [illegible] ہوتے اور [illegible] نیل [illegible] ہوگا اب انیسر زمانہ کا نی لڑ گیا۔

اودھر نیل والون نے نیل باہر نکالیا
اودھر لال لہو زمین کی رگون دوڑنے لگا

ہوگا۔ نہین تو یارو اس بات مین تو کلام ہی نہین کہ اب تہذیب کا زمانہ ہے۔ وحشیانہ زیب و زینت ترک ہوتی جاتی ہے۔ پہلے زمین گودنا گداتی تھی۔ اس سے جا بجا نیل کے نشان ہو جاتے تھے۔ اب تہذیب نے اس آرائش کو ایذا رسان قرار دیدیا۔ پس اوسی نے اس گودنے کو ترک کرادیا۔ اب حضرات پر کی کھلی نانے [illegible] دیون کو حکم دیجیے کہ یہ کھلی نہ کھایا کرین۔

آیا ساون کا مہینا گوری گدنا گدالیو
اب وہ کھلی ہی گم ہوتی نظر آتی ہے جس مین تل بند ہا کرتے تھے۔

لوکل علیہ الرحمۃ

سب سے بڑی ضروری خبر یہ ہے کہ ہمارے شہر مین بھی دیوالی کی نئی اجلا بازار [illegible] ان مین دھوم ہے۔ چوک اور [illegible] وغیرہ مین [illegible] لوگون کی [illegible] مین [illegible] مصروف [illegible] خصوص [illegible] اور کمہار طرح طرح کے کھلونا [illegible] خریدارون کو بچہ سمجھ کے [illegible] کے سامان سانچون مین ڈھال رہے ہین۔ ہمارے نزدیک اگر اس سال کچھ زیادہ ڈھالین تو کیا عجب ٹرانسوال کی جنگ کے واسطے

بھرتی ہو جائین۔ ارے ہان حاضرین حجت نہین غائب کی تلاش نہین اور نوآبادیان نو صین سمجھین تو ہم کیا مصنوعی کھلونون سے بھی گئے گزرے۔

ایک ہمارے لوکل نامہ نگار صاحب حسب ذیل تحریر فرماتے ہین۔

"جناب پنچ صاحب۔ جس مقدمے کی خبر مین نے ۵۔ اکتوبر سنہ حال کے پرچے مین آپ کو لکھی تھی اوس کی دُم مُنھ ہی اس قدر اور ٹمن لیجیے کہ اگرچہ نواب سجاد علی خان کا دعوے بابت ترکہ نواب امداد علی خان مرحوم عدالت جوڈیشلی سے ڈگری ہو چکا تھا مگر بقول شخصے۔"

گیا ہاتھی نکل اور رہ گئی دُم

فریق ثانی کو اپیل ولایت کی اجازت حاصل کرنے کی درخواست دینی باقی تھی۔ الحمد للہ اوس کا جھگڑا ابھی ختم ہوگیا یعنی جوڈیشلی سے وہ درخواست بھی [illegible] ہوئی۔ اس فتح یابی کی [illegible] مین نواب سجاد علی خان نے بمشورہ [illegible] صاحب [illegible] کے [illegible] اور لوکل گورنمنٹ سے [illegible] نوٹون کے سود وصول کرنے کا حکم بھی آگیا اور دفتر وثیقہ مین بھی پہونچ گیا ہے۔ یقین ہے جو رقم لوگون نے پہلے وصول کرلی تھی وہ مدعی کو واپس [illegible] آب رفتہ باز بجو سے باز آمد۔

مجرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں جو حصول صحت کا باعث ہیں
زدود کن
نور علی نور
فارم تشخیص امراض
جنتری ۱۹۱۵ء
زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حفظ صحت لاہور موچی دروازہ - اعوان منزل

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

مسٹر نائگر یدون میڈیکل کالج کے پروفیسرون ۔ نامور ڈاکٹرون ۔ والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ بہرہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ۔ ضعف بصارت ۔ تاریکی چشم ۔ دھند ۔ جالا ۔ پڑوال ۔ غبار ۔ پھولا ۔ سبل ۔ سُرخی ۔ ابتدائے موتیابند ناخنہ ۔ پانی جانا ۔ خارش وغیرہ ۔ مشہور ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھونکے مریضون پر اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین ۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی ۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے ۔ قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلی فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ عسہ روپیہ ۔ عنبری سُرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک بذمہ خریدار ۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے ۔ **المشتہر** پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ ۔ مقام ٹبالہ ۔ ضلع گورداسپور ۔ پنجاب ۔

اِن سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے ۔ آنکھونسے بہت پانی کا جانا ۔ دھند ۔ سوزش ۔ ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین ۔ ضعف بصارت اور کمزوری نظر ۔ ناخنہ ۔ بام ونذر کی جھلی کا زخم اور نیز پیپ کا گرنا چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے ۔ اسلیے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے ۔

راقم ۔ ڈاکٹر ڈی ۔ ایم ۔ سالکلی صاحب بہادر ایم ۔ بی ایم ۔ ایس ۔ سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ ۔ انگلینڈ ۔ امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سُرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اکر دیوی عمر ۴۵ سال سکنہ لاہور کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھونکی پلکون مین زخم اور دو دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین مدسے سُرخ اور دکھتی ہوئی تھین انمین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی ۔

راقم ۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر وآنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے ۔

راقم ۔ ڈاکٹر برج لال گھوش ۔ رائے بہادر ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند ۔

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے ممیرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا ۔ میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے ۔

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ۔ ایل ۔ ایم ۔ ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر وٹرنری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ۔ ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نشنل بنیک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے ۔

مولنا شہباز کے سلجھے ہوئے خیالات

داڑھی

(۱)

سیاہ ہیرے نہ نیلم کی تھی کنی داڑھی
نہ نوک تیر نہ برچھی کی تھی انی داڑھی
نہ گھاس پھوس نہ جنگل نہ تھی بنی داڑھی
چمن تھا حسن کا جبتک نہ تھی بنی داڑھی
تھی ابر سایہ فگن باپ کی گھنی داڑھی

(۲)

گلابی ہیرے کے تھے آئینہ گل سے عذار
بھرے تھے دانتوں کی جا منہ مین گوہر شہوار
لگے تھے جوہر خوبی کے ہر طرف انبار
کہ دو رٹی اسنے مین بس لیکے برچھی اور تلوار
دیار حسن مین کرنیکو رہزنی داڑھی

(۳)

کبھی پڑے نہ پڑے تیل یہ چمکتی تھی
کبھی لگے نہ لگے عطر یہ مہکتی تھی
نمو کے کرین پہ شکل کمر لچکتی تھی
ہوا نکالتی تھی یہ ناچتی تھرکتی تھی
نئی دلہن کی طرح تھی بنی ٹھنی داڑھی

(۴)

گلون سے سوز محبت سے پھیک کے ملتی تھی
تبونسے جوڑون کے کھا کھا کے ملتے ملتی تھی
زکار کا ہو کوئی گر تو رنگ کے ملتی تھی
کبھی کمان کی صورت سے تہک کے ملتی تھی
کبھی تھی چلّے کی صورت کھنچی تنی داڑھی

(۵)

گلے مین ڈالتی اصلاح کے تھی جب باہین
نکالتی تھی یہ تہذیب کی نئی راہین
کبھی یہ صاف کہ نکلین دلون سے سو آہین
کبھی کچھ اتنی گھٹے چاہ ناف کی تھاہین
کسی عزیز کی جس طرح لندنی داڑھی

(۶)

نہ بال چہر کی طرح سل پہ یا کھرل مین گٹی
بہار بنکے نہ سنبل کی یہ چمن مین لٹی
دیا سلائی کی لو مین نہ پھلجھڑی سی چھٹی
مثال بنگ یہ سونٹے سو استرے کے گھٹی
عذار صاف کی صافی مین پھر چھنی داڑھی

(۷)

نہین ہے ہاتھ مین کچھ اسکے شرع کا دامن
اتار پھینک ہو پوست کا گویہ پیرا ہن
کہ وقت خوف ہے خوف و خطر کا یہ مامن
بڑھا کے ہاتھ شرارت سے شرع کا دشمن
اگر اکھاڑے تو ہے وجہ جانکنی داڑھی

(۸)

منڈے جو بیچ سے پیدا ہون دو جزیرہ نما
منڈے جو دونو طرف سے ہے ٹاپو چھوٹا سا
کبھی ہو منہدی کی صورت کبھی ہے افریقا
کبھی لٹک کے ہے اٹلی کا ہو بہو نقشا
کبھی ہے پھیل کے اٹلی سی چرمنی داڑھی

(۹)

چڑھے یہ سر پہ کبھی چڑھ کے یہ اترتی ہے
کبھی عذار کے دامن مین یہ بکھرتی ہے
کبھی یہ سونٹھ سے ہٹ کے یہ ہی بھرتی ہے
ہوا کے جھونکون سے ہر وقت رقص کرتی ہے
جو پوچھو اصل تو ہے ہجر کی جنی داڑھی

(۱۰)

ہے رکھتی زیر علم اپنے بیکران لشکر
لگا کی گھات نشیمن پہ ہر سمت جھپکر
جماتی گالونکے میدان مین ہے یہ کو ہو کر
ہزارون حبشیون کالونکی پلٹنین لیکر
چڑھائی کرتی ہے کالون پہ پلٹنی داڑھی

(۱۱)

کبھی یہ کرتی ہے دھاوا سواد گیسو تک
کبھی یہ چھاؤنی چھاتی ہے طاق ابرو تک
کبھی لپک کے یہ پہونچے شکم کے ٹاپو تک
کبھی ہے جیرہ ذقن سے پھسل کے پہلو تک
وفور کبر سے آلودہ منی داڑھی

(۱۲)

اڑے اڑا کے منہ ڈاڑھی نہ کیجیے من کے دھوئین
ہین پانی بھرتے ہزارون چہرۂ زشتن مین کوئین
نفس کی گرمی سے بیلی مین چار سمت لو مین
مزے سے بہتی ہین خون پیتی شیرین کے جوئین
بنون مین غل ہے کہ شیردن کی ہے جنی داڑھی

(۱۳)

قمرغہ[1] کا یہ جہان سلسلہ جماتی ہے
شکار گھیر کے ہر رنگ کے یہ لاتی ہے
ہرن کی چوکڑیان سر بسر بھلاتی ہے
شکار باندھکے فتراک مین سماتی ہے
شکاریونکو فن صید افگنی داڑھی

(۱۴)

شکار گاہون مین خاصی ہے ارطبی کی
ہے کار گاہون مین یہ راچہ نور باقی کی
شراب خانون مین ہے اصل ریش قاضی کی
کبھی ہے ہودج زرین پہ جھول ہاتھی کی
کبھی ہے زین پہ گھوڑے کی گردنی داڑھی

(۱۵)

سفر ہو یا کہ حضر ہے یہ شام بے وطنی
شب فراق کی ظلمت یہیں سے ہے چھنی
شب وصال مین اکثر ہے جان پہ بنی
کبھی ہے نشین سے عقوبت کے عذاب سوختنی
کبھی ہے مار کے کفچے سے کشتنی داڑھی

(۱۶)

کبھی بخور جلاتے ہین بن کے اگر گوش
کبھی بکھیر لے مین رخ پہ مشک و عنبر گوش
سنا ہے مین کہ لے غرونکو ششدر گوش
ہر ایک گوشے سے نکلے کئی کئی خرگوش
خدا کی شان سے جنگل مین جب بنی داڑھی

(۱۷)

---

[1] ایک خاص طریقہ شکار کا جس مین چارون طرف سے گھیر کر جانورون کو بیچ مین لاتے ہین اور پھر شکار کرتے ہین۔

[2] منی انانیت - خودی - غرور

بہ بینیم کہ تا کرد گار جہان ــ ازین آشکارا چہ دارد نہان

مسٹر بدخواہ ــ وہ دیکھو لیڈی اسمتھ کی طرف۔
مطمئن انگلینڈ ــ بیدل نیم ہنوز بہ بینیم چہ مے شود۔ کجا پشہ بے مقدار کجا شیر ببر۔

آخر کو یہ نوبت آئی
نور گیا اور ظلمت آئی
غرب مین شاہ شرق جو ڈوبا
چہپایا دنیا بہر مین اندھیرا
عاشق پہ ایک آفت آئی
ہا ہے شام فرقت آئی
کیسی بھیانک ہے شب آئی
عاشق پہ یہ بلا اب آئی
یاد کسی دلبر کی آنا
تھام کے اپنا دل ۔ گھبرانا
آہین ۔ نالے کرنا پیہم
روتے روتے ہونا بے دم
شب بہر یونہین مضطر رہنا
صدمہ فرقت دل پہ سہنا
دستے تصویر اب پاس مرے آ
سینہ سے اب جلدی لگ جا
تو ہی اکثر رنج و غم مین
خوش کر دیتی ہے اک دم مین
ہا سے غضب کی تیری صورت
اور ہے چتون او سپہ قیامت
زلفین کالی کالی پر خم
اور سنورنے کا یہ عالم
ہا سے نشیلی آنکھین تیری
جان لئے لیتی ہین میری
ابروان کا اوس پہ یہ اشارا
جس کو چاہا ۔ وس کو مارا

دیکھ کے دل ہوتا ہے بسمل
جان کا قاتل عارض کا تل
لب ہین نازک نازک ایسے
گل کی ہون پنکھڑیان جیسے
عاشق کے جینے کا سہارا
چاہ زنخن یہ پیارا پیارا
ہاسے صراحی دار یہ گردن
پاس اوس کے شانو نکا جوبن
او بہرا او بہرا تیرا سینہ
حسن کا گویا ایک خزینہ
اور ۔ کمر ہی پتلی ایسی
خواب مین بہی دیکھی نہین ایسی
عشوہ غمزہ ناز اک آفت
بوٹا سا قد او سپہ قیامت
بانکی ادا ئین اور یہ چتون
بڑھکے جوانی سے ہے لڑکپن
قائل ہے مانی بہی اس کا
حسن کا معدن تو ہے سراپا
اوسپہ شرارت اور چالاکی
شوخی سنگی اور حیا کی
زیور سے ہے حسن دوبالا
طوق گلے مین کان مین بالا
تو ہے شبیہ جانان بیشک
دل نے مانا ہان ہان بیشک
تسکین دینے والی تو ہے
دل کی لینے والی تو ہے
پیاری پیاری صورت ایسی
حشمت ایسی شوکت ایسی
تو ہی تو ہے مونس میری
یاد مجھے ہے ہر دم تیری
تو ہی ہے اک میری ہمدم
دل ہے تجہ سے شاد و خرم
یاد کسی کی آتی ہے اب
اولجہن بڑھتی جاتی ہے اب
آمین تجہکو گلے سے لگا کر
سینہ سے اپنے یا لپٹا کر
جا ۔ وون شل دل پہلو مین
تا نہ ہو وہ بسمل پہلو مین
شیفتہ ہان مشتاق ہے تیرا
بر لا تو اب مقصد اوس کا

راقم ۔ محمد حیدر حسین مشتاق
از لاہور پنجاب

اجمیر شریف

اور

مولوی سمیع اللہ خانصاحب کی دیگ

ناظرین کو اس سرخی کے پڑہنے سے کچہ تعجب ہوگا کہ یہ انقلاب کیسا ۔ اور اسی کے ساتھ یہ بہی دل چاہے گا کہ دیکھیے اس مین کیا نکتہ ہے ۔ بہر حال یہ مضمون پبلک کے لیے لطف سے خالی نہ ہوگا ۔ اب ہم اوس مضمون کو شروع کرتے ہین اس لیے کہ ہیڈنگ ہی ہر دل مین شوق پیدا کرا دینے کے لیے کافی ہے ۔ کیونکہ ہر طبیعت یہی چاہے گی کہ جس طرح ہو سب سے پہلے اصلی وجہ مجھی کو معلوم ہو لہذا لوگون کا بیقرار کرنا ہم بہی نہین چاہتے لیجیے اصلی وجہ شروع کرتے ہین ۔
مولوی سمیع اللہ خانصاحب و

---

(۲) بہرون کو مژدہ

ایک ذی دولت نے جنکا نقل سماعت ڈاکٹر نکلس کے بنائے ہوئے آلہ تمکین اصوات کے استعمال سے رفع ہو گیا تھا ۔ اس کارخانہ کو ایک ہزار پونڈ قریب پندرہ سو روپیہ کے ہوتا ہے اس واسطے عطیہ فرمایا ہے کہ جو لوگ سماعت سے معذور اور دولت سے بے بہرہ مین انکو یہ آلے مفت تقسیم کیے جاینگے جنکو ضرورت ہو بہ نشان ذیل درخواست بھیجیے ۔
انسٹیٹیوٹ لانگ کاٹ گنبرس بری
مقام لنڈن گوشہ مغرب

[illegible] صاحب [illegible] تون کے [illegible]
پہلے سے اجمیر شریف تشریف لائے ہوئے
ہین۔ روزانہ درگاہ شریف مین
حاضری دیتے ہین۔ اور نہایت مودب
موافق قاعدہ فقیری کے اون تمام
اصولون کی پابندی کرتے ہین۔ ہر ایسے
شخص کے سامنے جو ظاہر آ فقیر یا اوسی
قسم کا معلوم ہوتا ہے ہاتھ جوڑ کر دوزانو
نہایت خلوص [illegible] سے بیٹھتے [illegible]
[illegible] اجمیر شریف مین [illegible] کا یا پلٹ
[illegible] ہے۔ لوگون کا بیان ہے کہ
مولوی صاحب نے مذہب [illegible] توبہ
[illegible] اسلام مین تجدید کی۔ یہ واقعات
[illegible] چشم دید ہین۔ جو بات مین نے
آنکھ سے دیکھی ہے اور جس کا بیان
مین کرونگا وہ اوپر کی باتون کو مان
لینے کے لیے ایک اعلیٰ درجے کی
عقلی دلیل ہے۔

۴۔ نومبر ۱۸۹۹ء کی شب کی گاڑی
مین مین اجمیر شریف اوترا۔ شب کو
ڈھائی بجے تھے۔ اسٹیشن سے ایک مہربان
[illegible] جنکا نام نامی منشی نثار احمد صاحب
متولی [illegible] درگاہ شریف ہے [illegible] مکان
پر گیا۔ چونکہ رات تھوڑی تھی اس لیے
[illegible] خیال کیا گیا۔ ہمارے
مہربان کا نوکر مین پہچانتا تھا اوس نے

[illegible] بیان کیا کہ صاحب دو گھنٹے مین
دیگ لوٹتی دیکھو گے۔ مین نے کہا
ہان دیکھین گے۔ اسی کے ساتھ
اوس نے ایک ہنسا دینے والی بات
کہی وہ یہ ہے "آپ کسی امر کے
قائل نہ تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ
نیچری اس قسم کی باتون کو نہین مانتے
لیجیے یہ دیگ بڑے نیچری نے
چڑھائی ہے۔ تمام شہر مین غل ہے
کہ سید احمد خان کے بعد اسی
نیچری کا نمبر تھا۔ اب آپ کیا جواب
دیتے ہین" مین نے اوسکی بات
کو لغو سمجھا۔ لیکن اوس کے اس اصرار
نے کہ [illegible] صاحب سے دریافت کیجیے گا
(یہ تو تمام شہر مین شہرت ہے کہ ایک
بہت بڑے پکے نیچری نے دیگ
چڑھائی ہے) تب تو مین نے عقل
سے کام لیا۔ لیکن کسی صاحب کے
نام نامی پر دل گواہی نہین دیتا تھا
مین اسی غور و فکر مین سوچ رہا تھا
کہ کون صاحب ہوسکتے ہین کہ نیچر
صاحب [illegible] صاحب سلامت
کے [illegible] سے معلوم ہوا آخر وہ اسی
نوکر کا کہنا بہت صحیح و درست تھا
مولوی سمیع اللہ خان صاحب کا
خیال [illegible] نہ تھا۔ یون ہی مین
دیگ دیکھتا کیونکہ اس کے پہلے
مین نے کبھی نہین دیکھا تھا لیکن اس

واقعہ نے تو میرے ارادے مین جان
ڈال دی۔ مین وقت مقررہ پر قریب ۵ بجے
علی الصباح سرادنیجر صاحب کے درگاہ
شریف مین گیا۔ جہان دیگ پکی تھی
بے حد لوگون کا مجمع تھا۔ مولوی سمیع اللہ خان
صاحب کی مستورات کے لیے اوس
مکان کی چھت پر پردہ کیا گیا تھا جسکو
سر آسمان جاہ مرحوم نے بنوایا ہے اور
اوسی مقام سے اوس دیگ کا سامنا
بھی پڑتا تھا۔ مولوی صاحب موصوف
ترکی کوٹ سفید اور پتلون اور ترکی
ٹوپی پہنے ہوئے تھے اور تسبیح و پاک
درود شریف پڑھ رہے تھے جو حسب
قاعدہ درگاہ اوس شخص کو جو دیگ چڑھاتا
ہے پڑھنا پڑتا ہے۔ اب تو سمیع اللہ خان
کی دیگ لٹنا شروع ہوئی ہزار دن آدمی
دیگ مین کود پڑے۔ ہم بہت دیر تک
یہ تماشا دیکھا کیے۔ اوس وقت تک
مولوی صاحب موصوف بھی اپنی دیگ کے
لٹتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ اکثر حضرات جو
میرے پاس کھڑے ہوئے تھے فرماتے
تھے کہ مسٹر بیک کے مرنے کی منت اتاری
گئی ہے۔ کوئی صاحب فرماتے تھے کہ کالج
مین نا اتفاقی پیدا کرنے مین کامیابی
ہوئی ہے۔ غرضکہ محمڈن کالج کے اگر
سکرٹری نہ ہوئے تو اب درگاہ ہونے آئے
سکرٹری ہونے مین تو کوئی شبہ نہ رہا
بہرحال سید صاحب کا پیچھا چھٹنا مشکل

شربت مقوی اعصاب
تریاق السعال
نور علی نور
فارم تشخیص امراض
پتہ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

مولنا شہباز کے اُلجھے ہوئے خیالات

مُوچھین

(ان مونچھون کو زیادہ تر باقی پور پٹنہ سے تعلق ہے)

پڑھین اسطرح حب مچھندر کی مچھین
مُنڈین کس لیے پھر قلندر کی مچھین

بڑی تاؤ کھاتی ہین ہر خر کی مونچھین
عجب کیا اگر ہیچ بندر کی مونچھین

نہین بڑھتے بڑھتے سکندر کی مونچھین

کسی روم مین ایک ریکارڈ کیپر
ہے بیٹھا ہوا اپنی کرسی کے اوپر

نہین دُرست رکھتا جڑ منہ کے اندر
کہ بیٹھا ہو کرسی پہ مونچھون کا دفتر

محافظ ہین خود اپنے دفتر کی مونچھین

نکیلی کھنچی ناک کے زیر سایہ
بڑھاتی ہوئی رعب سطوت کا پایہ

سُناتی ہوئی خوف و دہشت کا آیہ
کبھی بالصراحہ کبھی بالکنایہ

ڈراتی ہین ڈپٹی کلکٹر کی مونچھین

مربّا نہین گرچہ تلوار رکھتین
مگر پھر بھی اعدا کو ہین مار رکھتین

ہین احباب کو عاشق زار رکھتین
لبون پر بھی اک زعفران زار رکھتین

نہ خوش اخلاقیون سے کلکٹر کی مونچھین

سر شام کوٹھی سے اپنی نکل کر
اوٹھاتی ہوئی دمبدم لطف منظر

لگاتی ہوئی لان کے گرد چکر
مُٹرہاف کے ساتھ عہد و قطن پر

ہوا کھا رہی ہین کمشنر کی مونچھین

جواہر کی لڑیان کہین تہر رہی ہین
حریفون پہ چھڑیان کہین پڑ رہی ہین

نظیرون پہ آنکھین کہین گڑ رہی ہین
کتابین جھپک کر کہین لڑ رہی ہین

کھڑی ہین کونسل سے لیڈر کی مونچھین

ہر اک نوٹ سے مین کئے سُنگر بہرے
بیل کو ڈکو بینش رواون کر کے

لب میز پر نوک کہنی کی دہر کے
جھکی منہ پہ کالج مین لا لکچر کرکے

سماعت کو حاضر ہین لکچر کی مونچھین

کہین چپاتی ہین سے بُرتگالی
پہ دتی کہین پر کل کے ہین لالی

بنی ہین کہین حسن کے منہ پہ جالی
سیاہی ہین ہین لب پہ ہاتھو نکلی لالی

سٹیشن پہ ایجنٹ کلرک کی مونچھین

ہین کام بہت اور فرصت ہے تھوڑی
نہین کوئی تحریر کاتب نے چھوڑی

گئین فکر مضمون مین اتنی مروڑی
کہ مُرغی مین سید کی گردن مروڑی

عجب ضیق مین ہین اڈیٹر کی مونچھین

کہین ذکر ہے گرزباندا نیون کا
کہین وقت ہے گزشتا خوانیون کا

سلہ ایک قسم کے بسکٹ کا نام ہے ۱۲

غرض معرکہ گرم ہے لسانیون کا
بھونچکر ہوین جبدبرِ میون کا

بھپریا اوٹراتی ہین سنجر کی مونچھین

ہوا قلب پر خوف عقبیٰ جو غالب
چلا گھر سے عینوؔ کی مسجد کی جانب

تھے عینو وہان درزی شاہ شرب
بڑھے لیکے مقراض قصوا الشوارب

جو دیکھین مرے منہ پہ کافر کی مونچھین

دہ مونچھون پہ لپکے مین اڑہی سی لٹکا
کترنے لگے وہ دیا مین نے جھٹکا

کلا منہ پہ کرنے لگی کام نٹ کا
اُٹھا پھر تو مونچھون نے داڑھی کو پٹکا

چبھونے لگین نوک خنجر کی مونچھین

چلی جب نہ داڑھی کی کچھ نوربانی
اجڑی منہ پہ مونچھون نے اک ٹاٹ بانی

کہا بیٹک آ اپنی مسلی یہ صافی
شریعت کی کیا جانے تو موشگافی

نسبت سنی رکھتے ہین عمر کی مونچھین

نکل آئے اٹھ کر کے ہم ٹھنڈی ٹھنڈے
اڑاتے ہوئے فتح و نصرت کے جھنڈے

بندھے گونہ مونچھون مین ملینو کے ڈنڈے
وضو ہو گئی ایک تقوی کے ٹھنڈے

نہ جائین جو مسجد ہو عنبر کی مونچھین

ہو جلوہ وہ پٹنے مین یا لکھنؤ مین
دہ ہو شوق زرد آریا عشق ٹومین

کہین ہاتھ ناچین کہین پاؤن تھرین
لب لعل ہے ہونٹ طوطی کی دین

الاپین جو شہباز حیدر کی مونچھین

دل یہ کہتا ہے فراق ماہ و انجم دیکھکر
ہای کیا کیا صحبتین راتونکی برہم ہوگئین

یہ مغربی تہذیب کا زمانہ ہے یہ سولیزیشن کی لالٹین اپنی بتی روشنی سے تمام ہندوستان کو منور کر رہی ہے اور ہندوستان کے ذخیر بچون کے چہرون پر اپنا دلفریب اثر ڈال کر اون کی وضع قطع ۔ انداز لباس سب کچھ تبدیل کیے دیتی ہے ۔ بلکہ جرمنی کے ایک لائق ڈاکٹر کی نئی تحقیقات کے موافق اون کے دل و دماغ مین بھی سرایت کیے جاتی ہے ۔ نہ وہ اگلی باتین ہین نہ وہ

سلہ یہ ایک درزی کا نام ہے جو کبھی سر سے کپڑے ہی سیا کرتا تھا ۔ باقی پور کے نکڑ کی مسجد ادسی کی بنوائی ہے ۔

سلہ لکھنؤ کی ایک مشہور طوائف جس کا گانے مین نظیر نہین ۔ ندون سلطان صاحب کے ہان گزری پر نوکر تھی اوسکے اوپر کے ہونٹ پر سبزی کی ایک کیفیت ہے جس کو لوگ مونچھون سے تعبیر کرتے ہین گاتے وقت وہی سبزی طوطی بنکر الگنی کو لے اڑتی ہے ۱۲

[illegible] چند روز بعد [illegible] احباب [illegible]
[illegible] خیالات کا آئینہ نیا مین جو دست [illegible]
[illegible] یار احباب مین [illegible]
[illegible] کا ایک مقول اور دلپسند ذریعہ [illegible]
[illegible] کا تین آئینہ سی جاتی ہین تو اسلیے
کہ ان مین اندر سبھا اور گل بکاؤلی کا مزا
آجاتا ہے۔ مشرقی تاریخین اگر کوئی پڑھتا ہے تو
صرف اس خیال سے کہ جاندو خانی کی [illegible]
کا خوب تماشا کیا ہے یا بازاری افواہ کو
نہایت نازک خیالی سے مجتمع کردیا ہے خصوصاً
اودھ کی تاریخ تو سراسر بوستان خیال کی جلد
چہارم یا گلستان کے باب [illegible] کا جواب
ہے۔ بادشاہ ہوا [illegible] وزیر [illegible]
کا ذکر [illegible] خاک [illegible]
اونکے اہلکار [illegible] کی داد و دہش کی وہ
داستانین ہین کہ آل برمک[1] کے کارنامے
رد ہوئے جاتے ہین۔ قصور سلطانی کے
زیب و زینت کے وہ سازو سامان ہین کہ
طلسم اجرام و اجسام کے عشرت خانے شرمائے
جاتے ہین اور نوخیز گھوڑون کی وہ خونخواریا
لکھی ہین کہ شہسوار بن سعد ان کا [illegible]
دم دبائے بھاگا جاتا ہے انا بسم اللہ تمام
تمام تاریخ اودھ پڑھ جایئے نہ یہان کے
حالات مین کسی قسم کی ندرت پائی جائیگی
نہ تمدنی ترقیون کا نقشہ نظر آئے گا نہ تہذیب
[illegible] اقبال کے سبز باغ ملین گے
[illegible] کے اسباب پر کوئی اور خاص بحث
[illegible] بیان ہوگا تو یہ کہ شاہ زمان
[illegible] نصیرالدین حیدر کو نواب قدسیہ محل
[illegible] بدگمانی پیدا ہوئی اتفاقاً

یک شب حضرت نے سبب خفگی ان تھا دارالقدرت
بارہ دری مین آرام فرمایا۔ صبح کو
بیگم صاحبہ نے پاس تشریف لائے
زبان ناز سے سب شکایت کو سے کہ
میری اولا شرط محکمات بجاسے با
اسیر الہ یہ تھی کہ کبھی حضرت مجھسے جدا
شب کو کہین آرام نہ فرمائین گے
اوسے حضرت نے زمانہ سمجھکر منسوخ فرمایا
اب میری حیات مستعار کا بھی حضرت
خاتمہ و الداغ کیجیئے حضرت نے ارشاد
کیا کہ ایسی آیات میری نظر سے نہین
گزرین۔ عرض کیا کہ اب اسکا شان
نزول حضرت پر کھل جائیگا۔ اور
[illegible] تشخیص کھالی

یہ واقعہ انہین الفاظ مین اگر
لکھا جائے تو ممکن ہے کہ ناظرین کی
دلچسپی کا سامان ہوجائے مگر وہ رتبہ
تحقیق و تنقید کے شایان نہین۔
زمانہ کا رنگ تہذیب کی سیڑھی
کے ساتھ تھیٹر کے پردون کی طرح
ایسا بدلا ہے کہ یہ قصہ اور کہانیان
جو پہلے بے تکلف تاریخون مین شامل
کرلی جاتی تھین اب حقارت کی
نظر سے دیکھی جاتی ہین اور بے اعتباری
کے تبسم سے اون کا خیر مقدم کیا جاتا ہے
لیکن اگر کسی قسم کی کوئی کہانی کسی
انگریزی تاریخ مین نظر پڑجائے تو آمنا
وصدقنا کے مبارک الفاظ سے اوسکا
استقبال ہو۔
انگلستان کے جادونگار شاعر نے
بایرن کے تذکرے مین لکھا ہے کہ اوسکے
کلام کی مقبولیت کا سبب زیادہ تر یہ تھا
کہ وہ زمانہ کے رنگ کو پہچانتا تھا اور
جس جانب وہ عام رجحان پاتا تھا
اوسی طرف اپنی شاعری کا رخ بدل دیتا

تھا اور اسی سبب سے بایرن کی زندگی مین
وہ قدر ہوئی کہ جو ملٹن سے باکمال استاد
کو مرنے کے بعد بھی نصیب نہوئی۔
ہم امید کرتے ہین کہ ایسی ہی شہرت
اور مقبولیت عام فخر ملک و قوم جناب مولوی
احد علی صاحب بی۔ اے کو بھی حاصل ہوگی
جنہون نے زمانہ کا رنگ دیکھکر ایک
انگریزی کتاب "دی پرائیوٹ لائیف آف این
ایسٹرن کنگ" کا بامحاورہ اردو مین ترجمہ کیا
اور اوسکا پیارا نام شباب لکھنؤ رکھا ہے
اس کتاب مین نصیرالدین حیدر کے عہد
حکومت کے مفصل حالات اونکے ایک
[illegible] کے لکھے ہوئے ہین
[illegible] دربار شاہی
مین [illegible] ایک یادداشت
لکھتا گیا تھا۔ [illegible] یادداشتون سے
[illegible] یہ کتاب ترتیب دی گئی
مترجم صاحب نے آغاز کتاب مین ایک
مقدمہ لکھا ہے جس مین اودھ کی مجمل تاریخ
ابتدائے سلطنت سے عہد نصیرالدین حیدر
تک مرقوم ہے اگرچہ یہ مقدمہ غالباً کتاب کا
لطف دوچند کرنے کے لیے بڑھایا گیا
ہے لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ اس ترجمہ کے
ساتھ یہ مقدمہ لازمی تھا کیونکہ جس وقت
تک تاریخ اودھ پر عبور نہو اصل کتاب کی
اکثر باریکیان سمجھنا دشوار ہین۔ قبل اس
مقدمہ کے دیکھنے کے میرا یہ خیال تھا کہ
اودھ کی تاریخ مین کوئی ایسا مضمون لکھنا
جس مین شاعری اور افسانہ نگاری کی طرف
نہ کھیجائے اور تاہم اوسکو ناظرین شوق سے
پڑھین یا وہ لوگ جنہین تاریخ کا خاص
مذاق ہے اور انقلابات زمانہ کے متعلق
غور کرنے مین خاص دلچسپی ہے اپنا عزیز
وقت اس سبجکٹ پر ضائع کرین قریب قریب
غیر ممکن ہے لیکن یہ مولف صاحب کی تیزی طبیعت

[1] ان مین صرف اتنا فرق ہے کہ آل برمک
کے بذل و کرم کی شہرت اہل علم و فضل
کی قدردانی سے تھی اور لکھنؤ مین اس سے
[illegible] ایڈیٹر۔

بنڈیلے کا جنوبی افریقہ مین شکار

اور زور قلم کا اثر ہے کہ ایسے سیدھے سادے
واقعات مین ایک عجیب قسم کی دلچسپی پیدا
کردی ہے اور شاہان اودھ کے بیہودہ
اور شرمناک حالات کو نمونہ حسرت بنا
دیا ہے مولف صاحب نے زمانہ کا رنگ
دیکھکر اس مقدمہ کا بھی ماخذ اکثر انگریزی
تاریخون کو رکھا ہے یعنے اس کتاب کی
حسرت انگیز اور عبرت خیز داستانون کے
مطالعہ کے بعد اپنے دلکو پژمردگی اور
افسردگی سے بچانے کے لیے شاید
کوئی صاحب کتاب کی بے اعتبار ہی کا
حیلہ پیش کرتے تو وہ بھی پیشتر سے رفع
کردیا - حیرت ہوتی ہے کہ اس قدر دولت
لکھنؤ مین کہان سے آئی اور کس طرف
سے پیدا ہوگئی - مولف صاحب نے صفحہ
۱۴ مین ۳۸۰ فیل مرغ انداز زر و جواہر کا
پتہ دیا ہے - لیکن یہان کی دولت جسکا
ایک ادنےٰ نمونہ صفحہ ۳۰۸ مین ہے شاید
ہزار فیل پر بھی بار نہین ہو سکتی کیونکہ
(نواب) (آغا میر) کا اسباب آٹھ سو
چھکڑون اور بیشمار اونٹون اور ہاتھیون پر
بار ہو کے کانپور گیا جسکی قیمت تخمینی تیس
کرور تھی :-

یہ اوس شخص کی کیفیت ہے جو معمولی
حالت سے ترقی کرکے منصب وزارت تک

ہو پہنچی اور معتوب سلطانی ہو کر خارج البلد
کیا گیا - پشتینی رئیسون اور خاندانی جاگیردارون
کا حال خدا جانے عیش و عشرت کا سامان
محلات کے زیب و زینت - رؤساء کی
شان و شوکت داد و دہش - زر ریزی کی
گہرپاشی - کس کس بات کی تعریف کرین
اور کس کس ادا پہ جان دے -

اس کتاب مین روزمرہ بول چال
اس خوبی سے استعمال کیا ہے کہ ہر لفظ
بے چین کرتا ہے اور ہر فقرہ نشتر کا کام
دیتا ہے -

بعض فقرے شستہ چلبلے الفاظ
کا شان شکوہ اور اسپر کہین کہین ظرافت
کا رنگ چڑھایا گیا ہے تو سمار ناز پہ
ایک اور تازیانہ ہوا -

مؤلف صاحب نے کتاب مین اشعار
کی بہت کم گنجایش دی ہے مگر جس مقام
پر کوئی شعر لکھدیا ہے تو خود شعر بول
اٹھا ہے کہ اپنی پوری خوبیان ظاہر
کرنے کے واسطے مین اسی قسم کے موقع
کا محتاج تھا - مثلاً لکھنؤ مین نصیر الدین حیدر
کا عہد ہے تو دولتون کی وجہ سے شہر
مین طوفان بے تمیزی برپا ہے - جو لوگ
نان شبینہ کے محتاج تھے فیل نشین ہو کر
نکلنے لگے ہین اوسوقت - ع

خانہ تھا گنجفہ کا ہر اک قصر شہر عشق
گھر گھر تھین بادشاہیان گھر گھر وزارتین

کس قدر حسب حال ہے اور لکھنؤ کے لیے
شہر عشق کا خطاب کیسا موزون اور
مناسب ہے -

مقدمۃ الکتاب کے متعلق جس قدر
لکھا گیا کافی ہے رہی اصل کتاب اوس مین
اگرچہ میرے نزدیک نشاط و عشرت کی
داستان - نسوان کا پرزور قصہ - عمارات
نفیسہ کا بیان - حرم سرا کے حالات -

مہرون کا لباس - چھوٹے بڑے جانورون کی
لڑائی کے علاوہ اور بہت سے پولٹیکل حالات
تھے جنکا تذکرہ زیادہ مفید اور دلچسپ ہوتا
لیکن یہ شکایت مجھکو مصنف سے ہے مترجم کا
اس مین کوئی قصور نہین - ترجمہ اگرچہ آجکل
بچون کا کھیل ہوگیا ہے اور بہت سے کم استعداد
لڑکے انگریزی لٹریچر کی انتہائی کتابون کا
ترجمہ کرنے کی جرأت کر بیٹھتے ہین لیکن ترجمہ
اوسوقت تک عمدہ نہین ہو سکتا جب تک
کہ دونون زبانون پر مترجم کو عبور کامل حاصل
نہ ہو - اور مین بڑی مسرت سے اظہار کرتا
ہون کہ منشی احمد علی صاحب مین یہ صفت
موجود ہے - مین نہین کہتا کہ یہ کتاب عیوب سے
سراسر پاک ہے اور نہ میرا یہ خیال ہے کہ کسی
انسان کا کوئی کلام ایسا ہو سکتا ہے - بلکہ
جس طرح مترجم صاحب لیتھوگراف کے چھاپے
غلطنامہ کا ہونا ایک جوہر سمجھتے ہین اوسی طرح
مین اعلےٰ درجہ کی تصنیف مین کچھ کچھ نقایص
ہونا ہنر خیال کرتا ہون - میرے بھی بعض احباب
نے اس کتاب کو دیکھکر چند اعتراض کیے لیکن مین
شباب لکھنؤ کو کسی اور ہی نظر سے دیکھتا ہون
مجھکو تو سب بھلا ہی بھلا معلوم ہوتا ہے - ع

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد
توقیع قبول روزیش باد

اس کتاب کی قیمت باوجود ان تمام خوبیون کے
صرف ۸/ ہے اور منشی وجیہ الحسن -

کوٹھی منشی احتشام علی صاحب امین آباد لکھنؤ سے مل سکتی ہے

راقم

صادق ہون اپنے قول مین غالب خدا گواہ
کہتا ہون سچ کہ جھوٹ کی عادت مجھے نہین
بقلم محمد امیر احمد علوی بی۔ اے۔ پل جھاؤ لال لکھنؤ

عقل پر نازہے قدرت پہ نظر کسکو ہے
آج کی کہتے ہین سب کل کی خبر کسکو ہے

ایک ہمارے زندہ دل خیر طلب یون تحریر فرماتے ہین۔

تسلیم - ۱۳ - نومبر ۱۸۹۹ء باعتبار قول اہل نجوم روز قیامت مقرر ہے اور وہ آج ہی کا دن ہے۔ اس لیے ہنگامہ محشر کے واقع ہونے کے چند گھنٹہ پیشتر خیریت طلبی کی آرزو بذریعہ مراسلت پورا کرنا چاہتا ہون شاید تھوڑی دیر مین کارپردازان قضا و قدر کشان کشان ایک عادل حاکم کے اجلاس پر لے جائینگے جہان ہم اپنے اعمال نیک و بد کی سزا و جزا کا فیصلہ سننے کو مجبور کیے جائین اگر یہ ہولناک زمانہ خیر و عافیت سے گزر گیا تو پھر کبھی ملاقات ہوگی۔ ورنہ دیگر اند جنتید

CHMBERLAINS PAIN.
BALM
چیمبرلینس پین بام

چیمبرلینس صاحب کی دوائی دافع درد امریکا مین بنائی ہوئی تمام دنیا مین ہر قسم کی درد کے فوراً دفع کرنے کے لیے مشہور ہے خصوصاً ہر قسم کے گٹھیا۔ کبڑاہٹ۔ موچ۔ لنگراہٹ اور درد کے لیے مفید ہے۔ زخم۔ چوٹین۔ جلے ہوئے مقامات بھی اچھے ہو جاتے ہین۔ درد سر۔ درد دندان اور درد گوش کے لیے بھی نافع ہے۔ درد پہلو اور درد پشت کا بھی بہت اچھا علاج ہے غرض نہایت عجیب اور مفید دوائی ہے قیمت چھوٹی بوتل ۸؍ بڑی بوتل عہ

FOR SALE BY W C KIDD

واردہ کی گستاخی معاف کیجیے گا۔
راقم۔ آپکا نیاز مند احسن۔

وہ نالہ کیا ہے جو ہلا دے نہ دل رقیبونکا
وہ آہ کیا ہے عدو کو تباہ کر نہ سکے

ڈیر اودھ پنچ الدولہ دام مجدکم۔ سلام علیکم۔ بسیار اشتیاق۔ مزاج شریف۔ آپ سے ملاقات کو میرا دل بہت بیچین ہے اب حقیقت آپ سے معاملہ کی دو باتین کرتا ہون۔ خوب متوجہ ہو کر غور سے سنیے۔ دنیا کے خیالات کو ہندوستان سے بلکہ کالے پانی سے بھی پرے دو کوس آگے بھگا دیجیے۔ کیونکہ اس سے نہ ہم کو فیض نہ آپ کو فائدہ۔ جس طرف دیکھیے طمع کے پھاٹک لالچ کے دروازے کھلے پڑے ہین۔ یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ قیامت کی آمد سنتے سنتے کان پک گئے۔ علامتون کو گھورتے گھورتے آنکھین تھک گئین الحمد للہ کہ قیامت کی مقررہ تاریخ بڑی دھوم دھام سے آئی حقیقت اس تاریخ کو قیامت تو درکنار رہی ہے کا بچہ بھی نہ آیا۔ سنتے تھے کہ ستارہ زمین سے ٹکرائیگا یہ گرے گا اور وہ گرے گا۔ جناب آپ مانین نہ مانین گرا حتی کہ کسی رنڈی کا حمل بھی نہ گرا۔ البتہ کیا گرا۔ لکھنؤ پھول والی گلی مین ایک مہاجن کا دو سالہ لڑکا دو منزلہ مکان سے گرا۔ کچھ بھی چوٹ نہ آئی اچھا خاصہ رہا۔ اور ایک بیچارا مزدور لکھنؤ جھاؤلال کی بازار مین تعمیر مکان سے گرا مضروب ہو کر اسپتال مین جا رہا۔ الحمد للہ خیر صلاح۔

بہت شور سنتے تھے ٹوٹین گے تارے

جو دیکھا تو اک پھلجھڑی بھی نہ چھوٹی
ہم سمجھ گئے صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ قیامت کو بھی طمع اور غمزہ ہے۔ بغیر نذر بھینٹ لیے نہ آئے گی۔ ہزارون کشت خون سلطنتون مین الٹ پھیر کر کے آئے گی۔ لکھنؤ مین نیو الفریڈ کمپنی ناٹک کا تماشہ نیشنل کانگریس کا جلسہ دسمبر مین دیکھ کر آئے گی۔ ویسرائے اسپشل ٹرین پر ۱۱ - دسمبر ۴ بجے شام کے لکھنؤ تشریف لائینگے ان سے مصافحہ کر کے آئے گی۔ ٹرانسوال مین تماشا کر کے آئے گی۔ ہماری حسرت دل کی دل ہی مین رہجائے گی۔ اس سے یہی بہتر ہے کہ دنیوی خیالات کو نیچے خانہ مین ڈال دیجیے اور اللہ میان کی یاد مین دعا نیم شبی کیا کیجیے۔ آپ کے ساتھ ہم بھی آواز ملا لیا کرینگے لیجیے یہ دعاؤن کا تھیلا نذر کرتا ہون اسکو پڑھا کیجیے ابھی میرے دماغ سے اتری ہین۔ دعا۔ اے میرے پیارے اللہ تیرا ہی آسمان۔ زمین۔ مسجد۔ مندر اور تیرا ہی چرچ گرجا۔ بس تو تو چاہے سو کرے۔ تیری ہی طرف سے گرانی ارزانی مولوی ملانی۔ قاضی تقضیانی۔ اور پنڈت پنڈتانی۔ پادری پادرانی۔ سب تیری ہی طرف سے ہین۔ تیری کمیٹری اور منطق مین کون دخل دے سکتا ہے۔ نبی مین اطاعون۔ نیچریون مین شتر غمزے۔ صوفیون مین ہو حق۔ عطارون مین ناقص ادویات۔ حکیمون مین طمع۔ اُکون مین لوٹ کھسوٹ۔ صاحب لوگون مین تندرستی۔ ہندوستانیون مین فاقہ مستی۔ مابدولت مین چستی۔ لیکن آج کل بیماری سے ہو رہی ہے سستی۔ بس سب تیری ہی جانب سے ہے۔ اب تو یہ دعا ہے کہ ایک مرتبہ اور طوفان مثل طوفان نوح کے

شربت مقوی اعصاب
اشتہا صادق ہو اور صحت
تریاق السعال
نور علی نور
حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون - والیان ریاست ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سُرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سُرخی - ابتداء موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ - عنبری سُرمہ فی تولہ ۱۰ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلوالیہ مقام بٹالہ - ضلع گورداسپور - پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلوالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلۂ ذیل امراض کے لیے تو نہایت اکسیر ہے - آنکھ سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن ہو یا گرد سے - ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور نیچے پیپ کا جمنا - چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے - مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر ٹی - ایم - سانگلی صاحب بہادر ایم - بی ایم ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کا سُرمہ کے فوائد کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو مسٹر میا سنگھ صاحب اہلوالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ [illegible] دیوی عمر [illegible] سال سکنہ [illegible] پر کیا ہے مریضہ کی آنکھون کی پلکون مین غدود [illegible] نکلے ہوئے تھے اور [illegible] آنکھین بہت متورم اور دکھتی ہوئی تھین انمین بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین ضعیف العمر مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند غبار کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم ڈاکٹر بہاری لال گھوش - رائے بہادر ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین [illegible] اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ

مین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلوالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر [illegible] کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی سندات کو جو قریب بارہ ہزار کے ہین - ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لیے [illegible] مین جمع کیا گیا ہے

میکند دیو پری گریہ بنادانی ما
رفت آہ از کف ما مہر سلیمانی ما

یون تو اکثر پازماندگان نے مسافران عدم کی مفارقت پر نوحہ وزاری کی ہے اور سرایل کمال اور حامی قوم کی موت پر اوس کی یاد دیر تک درد ناک دلون مین نوک نشتر کا کام کر رہی ہے۔ مگر جنت نشانی فردوس استانی رضوان پاسبانی آنجہانی سر سید ثانی نزرانہ فرزند باب آسمانی جامع مسیحیت ومسلمانی سخنا وبرکتا مولانا مسٹر بک مقدس اللہ سرہ وانار برہانہ و برد مضجعہ وطاب تربتہ کی وفات حسرت آیات پر سہارنپور قوم نے جس قلق شاند و رنج و غم۔ درد و مصیبت۔ یاس وحسرت کا اظہار کیا ہے حق یہ ہے کہ کسی حلقہ ماتم مین یہ جوش وخروش پیدا نہین ہوا۔ بڑے بوڑھے تو خیر درد آنسو بہا کر بیٹھ رہے لیکن کالج کے ناسمجھ لڑکے بے طرح مچل گئے۔ اکثر تو اب تک وقف بیقراری وآہ وزاری ہین مگر بعض نے موتی سے وظیفہ گریہ وبکا ادا کر کے نوکری وظیفہ ربی وربک رٹنا شروع کر دیا عرصہ تک نیم نیچر اخبار کے کالمون کو ہاے بک وراے بک سے رنگتے رہے اور اپنی چھوٹی چھوٹی اور پیاری پیاری سمجھ اور عقل کے موافق رائین ظاہر کرتے رہے۔ کوئی وفور رقت سے مسٹر بک کے لیے چندہ مانگتا تہا۔ کوئی جوش محبت مین تیم بچے کے ساتھہ زرین ہمدردی کے استعمال کی ترغیب دیتا تہا کسی نے کم از کم یہی درخواست کی کہ کالج مین مسٹر بک ظہور حسین وارڈ یا ایک جدید وارڈ کی عظمہ مقرر کی جائین اور مسلمان نسلون کی معزز مان اور دادی اور نانی۔ ہین چنانچہ البشیر کے ایک نامہ نگار غضب کے پر جوش لہجے مین فرماتے ہین۔

"مسٹر بک اگر ظہور حسین وارڈیا اُس خیالی وارڈ کی منتظمہ ہون جو قوم کے دولتمند اشخاص کے بچون کے لیے قائم ہونا مناسب سمجہا گیا ہے تو مسلمان بچے ایسی مان پائین جس کا نام مان دادی اور نانی کی جگہ ہماری نسلون مین عزت سے لیا جائیگا اور موجودہ مسلمان اپنی محترم بہن کی برابر عزت دین گے"

خیر یہ تو ہو ہی رہا تہا اب قوم کے بعض موزون طبع بزرگوارون کی بہی زبان کہلی ہے اور تاریخ وفات پر طبع آزمائیان کی جا رہی ہین ریاض الاخبار مین مولانا بک رحمتہ اللہ علیہ کی جو تاریخ وصال چھپی وہ ناظرین پنچ کے ملاحظہ کے لیے نقل کی جاتی ہے۔ ؎

اسکویر بک مرد و رجنت رسید
ناظر از ہاتف سن نوتش شنید
گفت ما ملفوظ مکتوبی سہ بار
سبح رسم ربک الاعلے الحمید

بعد از وفات سید رفت از جہان یکایک
ہیہات اسکویر بک ہیہات اسکویر بک
رضوان چو دید او را استادہ بر در خلد
سہ بار گفت بک یا سبح باسم ربک

اس نظم مین اور جو صنائع لفظی ومعنوی مین وہ تو ظاہر ہین مگر اس قدر دریافت طلب ہے کہ بک کی (ب) سے پہلے جو (ر) ہے وہ نیچر کی (ح) کے آخر کی تو (ر) نہین ہینواو توجروا مضمون کے اختتام پر بے ساختہ مناسب مقام دو شعر یاد آ گئے جو نذر ناظرین ہین حضرت ناظر منظور فرمائین تو تضمین کی فکر کرین۔ ؎

سید اذ قد علیل ال بک
ثم لہ ساعۃ علے بابک (در)
ان یرید الدخول فی بیتک
قل لہ فارتحل اسے بابک (پدر)

راقم۔ غ۔ ع۔ از پریانوان

حضرت شہباز کے سلجھے ہوئے خیالات
زلف مسلسل نمبرا
(غزل)

چلی وہ زلف اُگتی ہی بنتی ہی بھبکتی ہی
اُلجھتی ہی سلجھتی ہی اُمٹتی ہی لٹکتی ہی
اُلٹتی ہی پلٹتی ہی لپٹتی ہی سمٹتی ہی
جھلکتی ہی جھلکتی ہی جمکتی ہی دمکتی ہی
بکھرتی ہی اُبھرتی ہی بگڑتی ہی سنورتی ہی
اُچکتی ہی لپکتی ہی جھجکتی ہی ٹھٹکتی ہی
شفق سی پھولتی ہی لہلہاتی ہی لہکتی ہی
خوشی مین جہومتی ہی جھمجہاتی ہی جہکتی ہی
ہوا سے ناچتی ہی تھرتھراتی ہی تھرکتی ہی
سمٹ کر پھیلتی ہی سرسراتی ہی سرکتی ہی
دبکتی ہی جہپکتی ہی چٹکتی ہی مٹکتی ہی
ٹھمکتی ہی ہمکتی ہی ہچکتی ہی لچکتی ہی
دل شہباز کو جب کے پاؤن سے مسلتی ہی
دہان زخم پر پھر مشک سے کر چھڑکتی ہی

مردان شما ہمہ ز ما شیر باشید تا جامہ زنانہ پوشید

شکل بہت پڑیگی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھہ بہال کے

مسٹر پنچ جیسے ہندوستان اُن کہا ویسے ہی اوسکے اخبار اون کہے۔ یہ بہلا کون بہادری ہے کہ عورت نے چور کو پکڑ لیا ریچھہ کو بہگا دیا جو پھر شیر وزنیر آصفی وغیرہ زنگین ہانکنے لگے۔ اجی در اصل بہادری

اوس کا نام ہے جس کا ذکر انگلستان کے
اخبار سٹار نے کیا ہے غور سے سنو۔
لورپول مین ایک کمرہ پر میان بی بی تنہا
اوتارے تھے۔ میان کو جو محبت کا جوش
ہوا تو آپ نے اوچک کر اپنی بیوی کا بوسہ
لے لیا۔ اسپر بیگم صاحب بد دماغ ہوگئین
اور نے سونٹا لیکر لڑنے پر تلیار میان بی
جوش مردانگی سے کہڑے ہوگئے۔ اوہر
سے دونالی چلنے لگی میان بی اکتالی
سے دو وت یک بتاتے رہے آخر جوانمرد
عورت نے اپنے خاوند کو اوپھٹ کر
زینہ پر دے مارا۔ بچہ جی ساری جوانمردی
بھول گئے بڑیا ایسی جان بہرسے اڑگئی
اس بہادر عورت جین بارلی کو دس
سال کی سزا دی گئی۔ ہندوستانی
طلبا جو ولایت مین ہین اور وہ ہندوستانی
نوجوان جنکے دماغ مین نئی روشنی اور نوجوانی
کا سودا ہے خبردار ہوجائین۔ گلرخان
فرنگ کی بوسہ بازی۔ ہمکناری کا تو
بڑا شوق ہے۔ ان نازک نازک ہاتھ
پاؤن اور پتلی کمر پہ نہ جائین کشتی کی ٹھہری
تو ہچھانی کہلائین گے۔ اگر آپ بوسہ
کی ٹھہرائین گے تو اُدہر سے چلکت کی
ٹھہرے گی۔ آپ نے دست درازی کی
تو اون کے بیچ ہشتون کے پنجہ چلین گے۔
ان پر اپنا کا جھپا ہوگیا تو بڑی مشکل ہوگی
ایسی ملاؤن گنڈہ تعویذ کرنے والون
سے تو نفرت ہی ہے جو جان ہی کے
لالے پڑین گے۔ ہتیار بھی نہین ہین
کہین نانک متی یا ڈھول دھانی چلی تو
پُنشتر ہجر جائین گے۔
انگلستان کے قانون سے تو
دس سال کے لیے سزا ہی دی گئی مگر یہ
ہندوستان ہے یہان تو مقدمہ کرنا
در کنار سطار اٹن دی فیشیل ورلڈ ہے
آنکھین ملانا غیر ممکن ہے جیکا جو ندے
آنکھین جھلملائین۔ اور کہین اونکی آنکھین
نہ گلے پڑین۔ یہ ہندسے کہین (۱۲۵ نمبر)
تعزیرات ہند کی نہ ٹہنک جاسئے۔
تو تہذیب کے تارون کی جیادن ہے
گہر جانا پڑے۔

راقم

تا کا بجا جب فلک کو کمان در نے تیرے
چلہ اُڑا دیئے ہین کمان ہلال کے

اخبار عام کی ڈائری بابتہ سنہ ۱۹۱۰ء

آج کل انسان سے متعلق معاملات
اس تواتر اور عجلت کے ساتھ اس عالم
پُرشور مین واقع ہوتے رہتے ہین اور ہر
ترقی نوشت وخواند کے لازمی نتیجے سے
حافظے پر زور کم ڈالنے کی عادت ہوتی
جاتی ہے کہ گزشتہ واقعات یا آئندہ
کے ارادون کے واسطے یادداشت
رکہنا لازمی ہوگیا ہے اور جن لوگون کو
اسکے منافع اور فوائد کا تجربہ ہوگیا ہے
وہ روزمرہ کے حوائج سے بہ اسکو
مقدم رکہتے ہین۔ پس معاش اور معاد
کے معاملات مین پابندی اوقات والون
کی آسائش اور آسانی کے واسطے
نئے بنائے اور چھپے چھپائے روزنامچون
کا ترتیب دینا بھی ایک مفید اور اہم
کام ہوگیا ہے۔ چنانچہ آئندہ سال کے
واسطے ہمارے معصر اخبار عام کے
دفتر مین ایک ڈائری طیار ہوئی
ہے۔ کتاب نہایت سستی اور حجم مین
بہت ہی مختصر اور فوائد مین کمال
مشرح شائع ہوئی ہے تقطیع اوسکی
مختصر سی ایسی مناسب رکھی گئی ہے
کہ سفر و حضر مین آدمی ہر وقت اور ہر
موقع پر بلا کسی وقت کے ہمراہ رکھ سکتا ہے
سال بہر کی تاریخون کے محاذ مین یادداشت
کے واسطے جگہ۔ مختصر تاریخ ہند جغرافیہ
عالم۔ اور دو جدولین جو عموماً جنتریون مین
مثل تنخواہ و کرایہ ریل و پارسل و تار وغیرہ
نسخہ جات مفیدہ اور دلچسپ مضامین۔
۲۰۰ صفحون مین درج ہین قیمت صرف ۸ آنہ

کام مین دھام دہی مین موسل

والعدواہ! ایسے تکون سے بہی خدا
پناہ مین رکھے۔ ان کو موقع محل۔ فرصت
مہلت مصلحت کسی سے کوئی واسطہ
غرض نہین۔ جب ہانک لگائین گے
بے تکی۔ جو حرکت کرین گے بے جوڑ۔ دُور
کیون جائیے آج کل ماسکو کے ایک نامہ نگار
صاحب ہی کو دیکھیے۔ ایک تو ہم ۱۳۔ نومبر
کی قیامت کے ڈرکون سے خدا خدا
کر کے امید پر سنا کے۔ بڑی ذہنون اور
مہینون کا زور لگا کے بیچے تھے۔ ہنوز
سینٹ مین سانس بہی نہ سمائی تہی۔ جی بہر
کے دم بہی نہ لیا تہا۔ لمحہ بہر ستانے
بہی نہ تہے کہ ان حضرت نے گہبراہٹ
کی چھچھوندر داغ دی۔ ایک طرف دنیا کی
مناجزہ سی (رسمنے) مین جنوبی افریقہ کے
میدان مین انگلستان کے شیر اور
ٹرانسوال کے بوئر (سنڈیلے) ست دو دو
ہاتھ ہو رہے تھے اور ایک عالم بڑے
ذوق شوق سے جوڑ کی سیر دیکھ رہا تہا
کہ دفعتاً بانون نے ہندوستان کے شمال
مغرب کی لوفری کی دُم مین روسی سماد
باندھ لوندہ کے ہیا تماشا دکہانا چاہا یعنے
گرما گرم خبر داغ دی کہ ہرات پہ روس کے
بڑہنے کے سب سامان لیس ہین کوئی حالت
منتظرہ باقی نہین رہی جس وقت مناسب

انتظار کمک

معلوم ہو روس آگے قابض ہو جائے گویا ہرات ایک گدہا ہے۔ جو کسا کسایا زین لگام پوزی تیچے سے درست ہے پس روس ادہر آچکا اور ہر گدہے کی پیٹھ پر او۔ آخر اسکی وجہ۔ علت۔ سبب۔ موجب۔ جی کچھ نہین۔ صرف اس خیال سے کہ امیر تو پا برکاب ہو رہے ہین۔ خدا جانے کس وقت سند عمر طرارہ بھرتے ہی عدم کو ہو نکلے اور کس وقت فریسٹ اکی ہو جائے۔

خیر صاحب روس کی تو کیسے نا کسی کو مالیخولیا ہوتا ہے۔ آج کل خود روس کو امیری خولیا ہے۔ وہ امیر کی خدانخواستہ موت کے جنون مین گرفتار ہے۔ اول تو امیر کے مرض نقرس کی داستان ہر دن سنایا کرتا ہے۔ اور او پر خدا جانے کیا کیا جھوٹی بندشین باندھا کرتا ہے حالانکہ نقرس کوئی مرض مہلک نہین بعض انسانون کو ہوا ہی کرتا ہے اور بر حاشیہ فی الحال یہ چڑھایا گیا تہا کہ امیر مجنون ہو گئے ہین سبحان اللہ مارے گھٹنا پھوٹے آنکھہ اسی کو کہتے ہین۔ ارے یارو۔ بھلا نقرس والا تم نے کبھی گرفتار جنون سنا ہے یا کسی مجنون کو نقرس مین

گرفتار دیکہا ہے۔ غرضکہ اس طرح بے تکی ہانکتے ہانکتے اب یہ حیلہ نکالا ہے ہم کہتے ہین ابہی امیر مرنے ہی کیون لگے۔ برابر خبرون پر خبرین آرہی ہین کہ امیر صحیح سلامت۔ تندرست توانا ہین۔ اور بڑا ہی مدت تک رہنے کا قصد ہے۔ پس یہ حیلہ ہرات لینے کا بہی محض بادہوائی ہے۔

اس طرح کی واہیات خبرون سے اگر ریوٹر صاحب ہمکو معاف رکہین تو نہایت مہربانی ہے۔

میو مرا تب جانیے جب ہوین ہو جائے

بوئر لوگ ہماری سرکار سے لڑتے ہین۔ اور پورا انگریزی مین ہینڈیلے کو کہتے ہین۔ اور ہو رہی سخت جانی ضرب المثل ہے۔ بڑی مشکل سے مرتا ہے۔ سنتے ہین جب کچہ پہلو مین اس طرح لگایا جاتا ہے کہ دل مین جا لگتا ہے تب جان نکلتی ہے۔ چنانچہ یہی حال جنرل جوبرٹ کا پایا گیا۔ ایک دفعہ خبر آئی کہ ہمارے غنیم کا جنرل جوبرٹ زخمی ہوا بلکہ موت کے گہاٹ اوتر گیا۔ بات یہ ہوئی کہ جب ہماری بحری توپون نے لیڈی اسمتھ سے دنادن گولہ باری شروع کی تہی تو جنرل صاحب ایک بور کی توپ کے پاس کہڑے تہے۔ یہ حضرت سہم کے ہٹے مگر دوسرا گولہ ادہر آموجود ہوا۔ اور اوس کا ٹکڑا لگ گیا۔ ہم کو بہی کی طرح سنا مشابہ بہشتی وار رنج ہوا۔ لیکن یہ سنکر کہ ہمارے غنیم کا جرنیل مرا اور وہ بہی جو بڑا ہی تیز چالاک تہا تو خوشی ہوئی۔ مگر جس طرح ہیرو میرزا

شیخ و خواجہ۔ افسوس دو بیگے انتقال سے حریف جانے پر افسوس ہوا تہا وہی ہمارے دلکو بہی ملول کر گیا۔ کیا معنے کہ آدمی تہا اچہا۔ اور اوس سے مقابلہ کرنے مین ہمارے عساکر کے حوصلے خوب نکلتے تہے۔

مگر لاحول ولا۔ مرا ورا کوئی بہی نہین معلوم ہوا جوبرٹ صحیح و قائم موجود ہے۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

آپ لوگون کو تعجب ہوگا کہ یہ آرزو نہ پوری ہونے کا تاسف ہی کیا۔ مگر آپ نہین جانتے ہم ہندوستانی ہین اور بجز اس کے کر ہی کیا سکتے تہے۔

آ بیل تو مجہے مار

دلگی بازون۔ خواہ مخواہ ہر بات مین ٹنگڑی اڑانے والون کی نہ پوچہیئے آج کل بعض کو اور کوئی مضمون نہ ملا تو یہی کہنے لگے کہ ٹرانسوال کی لڑائی مین ہندوستانی فوج نہین گئی اسکا بڑا افسوس ہے۔

واہ وا۔ قربان آپ کے افسوس کے ارے یارو ذرا غور تو کرو لڑائی مین کچہ گولی گولے کی جگہ ریوڑیان اور لڈو تو بٹتے نہین۔ جان لینے جان دینے کا معاملہ

ہر لمحہ پیش رہتا ہے کہ کوئی بھی خواہی نخواہی
خیر طلبی علامت ہے کہ اگر کسی مصلحت سے
ہندوستانی فوج نہ بھیجی گئی تو اون کی
موت آپ اپنے سر پر کھیلنے لگی - یہ فوج
ہند کی عنایت سے ایک جگہ نہیں سکڑوں
جگہ دادِ شجاعت دے چکی ہے - خیر خواہی
جتانا بھی ہے اگر ہندوستان سے لڑنے کو
سرکار نے فوج بھیجی نہ بھیجی - بقول شخصے
چپ ہو جاتے رہتے کہ اختیاری - بہادروں
لڑنے والوں کے واسطے دنیا کی زمین
نہ کہیں سو کہ موجود ہے اور یہ خدا کی عنایت
سے اوس شہنشاہ کی فوج ہے جس کی
سلطنت ملکوں ملکوں پھیلی ہوئی ہے
ایک جگہ نہ سہی اور جگہ دیکھا جائیگا -
انگریزی عملداری میں رہکے ہندوستانیوں
کو اپنی جان کی زیادہ قدر ہونا چاہیے
تمتع زندگی کی فراغت سے اور جان ہی
نہ ہوئی تو کون مرے اور لڑے گا اور
کون خیر خواہی دکھلائے گا -

پس اس خیال خام سے در گذرنا
چاہیے - بھلا یہ بھی کوئی بہادری ہے
کہ آپ سے پلے پڑتے ہیں - اصل شجاعت
یہ ہے کہ جس وقت معرکہ ہو اوس وقت
جوہر دکھاؤ - اور جو نہ موقع ہو [illegible]
میں ٹھیک مرے سے گورنمنٹ کو دعا دیں [illegible]

محبت زمین

اگرچہ باوا آدم معتوب ہو کے زمین
پر ڈھکیل دیے گئے - لازم تھا اون کی
اولاد اس زمین کو کالا پانی سمجھتی - اور
جیتے جی اس طرح اس سے دل اچاٹ
رکھتی جیسے پنجرے سے چڑیا - مگر صبر و
شکر اطاعت اور انقیاد اس کے بجز
میں ایسا ہے کہ زمیندار اور کاشتکار
پر منحصر نہیں ہے ہر متنفس زمین پر جان
دیتا ہے - بہت سے مرتے ایسے ہیں
کہ دم نکلتے وقت پلنگ کوچ - تخت
سب چھوڑ چھاڑ زمین ہی پر مرتے ہیں
اکثر ایسے ہیں کہ دو گز زمین قبر کی چاٹ
پہ جان تک دیدیتے ہیں -

پھر اگر بوالہوسان قطعہ ارض
اس کی حکومت کے واسطے اپنی اور
اوروں کی جانیں لڑا دیتے ہیں تو کون
تعجب کی بات ہے - چونکہ بادشاہ سب سے
بڑے آدمی ہوتے ہیں اونکی اشتہا سے
زمین اور بھی بڑھی چڑھی ہوتی ہے
اور بعض نحوس اس طرح کی بلا نوش
ہوتی ہے کہ ملک کے ملک ہڑپ
کرتے جاتے ہیں اور نعرہ ہل من مزید
مدہم ہی نہیں پڑتا - بلکہ آتش صحرائی
کی طرح جس قدر جنگل میں خس و خاشاک جلتے
ہیں اوسی قدر اور بھی شعلے بلند ہوتے
ہیں - اور جب یہ غذا آسانی سے نہیں
مل سکتی تو جان دے کے معاوضے میں
لینا گوارا کرتے ہیں چنانچہ حال میں سنا
گیا ہے کہ چین کے مقام کوان چو ان
میں پانچ فرانسیسی افسروں کو چینیوں
نے قتل کر ڈالا - اس کا جواب سلطنت
چین سے طلب کیا گیا ہے - مگر آخر

اس کا جواب ہی کیا اور معاوضہ ہی کیا
انسان جان لے سکتا ہے مگر دے تو
سکتا ہی نہیں - آخر یہی صورت ہوئی
ہے کہ چین کی کچھ زمین فرانس اوس کے
بدلے میں اور لے لے - پس اب فرمائیے
جب جان کی قیمت میں زمین خوشی خوشی
قبول کی جاتی ہے تو زمین کا کیا قدر و
قیمت ہے - بلکہ ہم تو وہ دن چہ دور نہیں
پاتے کہ انسان خدا سے یہ دعا مانگنے لگے
کہ اے خدا ہماری جانوں کے ساتھ اوس
قطعہ زمین کو دوزخ یا بہشت بھیجدینا جس پر
ہم جیتے جی قابض ہیں -

از دست شل چہ خیزد

جناب من - آپ جانیے بندہ درگاہ
بڑے آسائش پسند آدمی ہیں اور ظاہر
ہے جو آرام اس عملداری میں ہم لوگوں
کو نصیب ہے اوس کا ذکر کرتا تک کفران
نعمت ہے بقول شاعر ع
شکر نعمت ہاے تو چندانکہ نعمت ہاے تو
کچھ اس وجہ سے نہیں کہ لوگ مجھے خوشامدی
کہیں گے - کیا سبب کہ حاکم وقت کی تعریف
کرنا داخل خوشامد نہیں بلکہ باعث فخر
ہے - مگر اصل یہ ہے کہ کوئی کہاں تک
خوبیاں بیان کرے -
حسن زین قصہ طول است و سخن نمی گنجد
اس واسطے مجھ سے نہ رہا گیا - جب میں نے
سنا کہ وہ بد نمازی خان کے ہندوؤں
نے ٹرانسوال میں سرکاری فتح
کی دعا مانگی -
تو آپ جانیے دعا کیسی فی الواقع
انہوں نے مرنے پہ تیار ہونے میں خس برابر
بھی پروا نہ کی - لوگ یہاں جلسے ہی
کرتے رہتے اور ہم ٹرانسوال جا دھمکتے

اور کچھ نہ کچھ اسکے ایک ایک بزرگ کو بیٹے دانت لگائے چکھ جاتے۔

مگر کسر صرف اتنی رہگئی کہ اول تو آرام آسائش کی بےحد افراط سے عادت پڑگئی ہے - میدان جنگ پہ چلتے جان نکلی جاتی ہے - اگر کوئی آج ملد باندھ میدان جنگ تک لے جائے تو یقین جانیے نہ اپنی جان بچا کر بھاگ سکے آنکھ میں باندھ جاسکے - یا کسی بکس میں مقفل کر جاسکے - اور گو آگے توپ اور پیچھے توپ خانہ لگا دیا جائے مگر قدم ہمیشہ پیچھے پڑے اور یہ نہ ہوسکے تو چڑیون کی طرح پیچھے ہی پیچھے پھر جائین - دوسرے یہ کہ گولی بارود یا سنگین تلوار کی جگہ زبان چلاتے - قلم روان کرنے میں مجھے خاص سلیقہ آگیا ہے - وہ وہ گولے مارے ہون کہ امریکا کے اوس پار جا کے نشانہ لگائین - چنانچہ فی الحال پہنچنے نے وہ انتظام کر لیے ہین اول تو ہر شب بارہ بجے رات کو اور علی الصبح منہ اندھیرے تک بور لوگون کو پہلے لعنت کا ایمان - کوسنے دیا کرتا ہون - یا اللہ یہ مر جائین - انکی بندوقون میں کیڑے پڑین - انکی توپین

پھٹ جائین - انکی ٹانگین ٹوٹ جائین - ہاتھ کٹ کے آپ سے آپ گر پڑین - اور علی ہذا القیاس

دوسرے اس سے فرصت کر کے دن بھر ایک رسالہ لکھنے مین صرف کرتا ہون اور اس مین صرف کئی لاکھ مرتبہ ٹرانسوال کی شکست ٹرانسوال کی شکست نہایت موٹے جلی قلم سے لکھ دیتا ہون - بس یہی مجھ سے ہوسکتا ہے اور یہی کام کی باتین ہین -

ر اقم

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

لوکل علیہ الرحمۃ

آج کل ہمارے شہر صاحب ہستی اور کاہلی کی بیٹھک سے کچھ کچھ چونکے معلوم ہوتے ہین - کیا وجہ کہ حضور لفٹننٹ گورنر بہادر تشریف لائے ہین اور حضور ویسرائے کی آمد ہے وہ زمانے تو لد گئے جب لارڈ لارنس کی آمد مین لکھنؤ کی بچی بچائی رونق کی رتی جیک اوٹھی تھی - تمام خیرہ درزی کی بہار تھی تو اب بھی خزان کا سمان لطف سے خالی نہ ہوگا - اس بیکار ایاہج بے پیر شہر کا اس زمانے مین جبکہ وہی زندہ رہسکتا ہے جو چلتا پھرتا کام کاج کرتا رہتا ہے یہی حیثیت ہے -

۱۶ - ماہ حال کو حضور لفٹننٹ گورنر بہادر الہ آباد سے تشریف لائے اگرچہ داخلہ پرائیوٹ تھا مگر جس طرح حاکمان کے قدوم سے حکومت بھی عجب چہل پہل پیدا ہی کر دیتے ہین -

چونکہ پراونشل کونسل کا اجلاس بھی تھا اور اوسمین بہت بڑا اہم قانون کورٹ آف وارڈس کا بل پاس ہونیوالا تھا اس لیے اکثر تعلقدار صاحبان بھی رونق افروز تھے

وقف حسین آباد مبارک ابتک میونسپل بورڈ سے پانی پاتا تھا - مگر اب معلوم ہوتا ہے شہر کو پانی کی ضرورت زیادہ ہے اور اس صرف آب سے نقصان زیادہ ہوتا ہے اس واسطے بورڈ نے وقف مذکور کو اطلاع دی ہے کہ حضرت اپنے پانی کا انتظام جداگانہ کیجیے جب تک گنجائش تھی ہمنے کہا آپ بھی اس بہتے دریا مین ہاتھ دھو لیجیے اب چراغے کہ در خانہ ضرورت است در مسجد حرام " ہان اتنا ہوسکتا ہے کہ جب تک متولی حضرات کوئی بندوبست اپنا کرین تب تک البتہ پانی حسب دستور پہونچتا رہے - ہمارے نزدیک یہ بات کوئی نامناسب نہیں معلوم ہوتی کیونکہ جبکہ جن امام کی عزاداری کیواسطے یہ وقف جاری ہے اونکو اشقیانے پانی ہی کی تکلیف دیکے شہید کیا تھا پھر اگر پانی کی تکلیف اس وقف کے متولیونکو پڑی تو کوئی بے جوڑ بات نہ ہوئی اور صاف صاف تو یہ ہے کہ جب لاکھون روپیہ اس وقف کا جمع ہے اور ہزارہا کی آمدنی خرچ ہے اور اتنی وافر آمدنی ہے کہ علاوہ عزاداری کے گھنٹا گھر اور وکٹوریا پارک اور دعوتون مین روپیہ خرچ کیا جاتا ہے تو پانی کی کیا کمی ہوسکتی ہے - ہان جی اگر پورا محکمہ آبرسانی کا خرچہ وقف ہی سے دیا جاتا ہو - ہم بھی سمجھین گے حسین آباد نے بڑی جنگی سبیل رکھی - ہان صرف یہ مصرعہ پھر ہمیشہ یہ لکھوا دینا ہوگا - یا طوطے کا ایک ایک پنجرا ٹنگوا دینا ہوگا جو آواز لگائے گا -

" پانی پیو تو یاد کرو پیاس امام کی "

مجرب دوائیں جو شرطیہ و یقینی ہیں تا حصول صحت بادائے قیمت نقد دیجاتی ہیں
شربت مقوی اعصاب
اشتہا صادق
تریاق السعال
پتہ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ تحفظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

حضرت شہباز کے سُلجھے ہوئے خیالات

زلف مسلسل نمبر ۲
(مثنوی)

چل کرڈال دلون مین ہل چل
چل اے پیاری زلف مسلسل
اُگتی ہوئی سنبل کی صورت
جھولتی پھلتی گل کی صورت
سبزے سے پانی سے پھبکتی
بیلون سے پیڑون پہ لپکتی
عنبر کے سانچون مین ڈھلتی
نافے کی گودون مین پلتی
کمنچی اور رسا کی صورت
جھومتی باد صبا کی صورت
پانی کی صورت بل کھاتی
موجون کی صورت لہراتی
عقل کی صورت دل کی سمجھتی
آپ اُلجھتی آپ سُلجھتی
چٹکیون مین رشتے کو اوڑاتی
ناتے سو ریشم سے لگاتی
سُرمے سے آنکھون مین تلتی
تار نظر سے ملتی جُلتی
چھاون مین اپنا رنگ جماتی
کرنون کی نظرون مین سماتی
آڑ مین اپنے رُخ کو چھپاتی
رات کی صورت دن پر چھاتی
مُڑتی ہوئی گردن کی صورت
اوڑتی ہوئی ناگن کی صورت
سینہ پہ بَو کی صورت پھلتی
پیٹھ پہ سانپ کی شکل اُلٹتی
رگ رگ کو منتر سکھلاتی
زہر محبت کا پھیلاتی
اُٹھتی بیٹھتی گرتی سنبھلتی
اُڑتی ڈوبتی ترتی اُچھلتی
پھٹتی پلاتی سہاتی دھوتی
اُونگتی چونکتی جاگتی سوتی
اڑتی شرماتی اٹھلاتی
لڑتی اتراتی جھنجھلاتی
جان پہ اڑتی دل پہ ہٹتی
اس سے چمٹتی اوس سے لپٹتی
جھونکے سے پینگ بڑھاتی
نغمہ صبا کا ساچڑھاتی
اُودی دھوئین کی روئی دھنکتی
دست فلک سے سوئی اُچکتی
لڑیون مین موتی سے پروتی
تخم اُلفت کے دلون مین بوتی
ہان آے زلف اسے حُسن کی پالی
ہان اسے پیاری ہمت والی
سر کے فرنگستان سے نکل کر
آگرون کے سونٹر کے اوپر
پیٹھ کے افریقے پر چھاجا
پرچم نصرت کے لہراجا
آگے نازک سی جو کمر ہے
کوہ ہین وہ جن کی وہ کمر ہے
چل کر تو گرہاتھ سب لئے
حُسن کا اطلس اون کو اوڑھائے
زانو کے شیشون مین ہے بیک
دکھلاتے ہین ہمین اٹلنتاس
ڈال دے اس مین کشتی اپنی
راس اُمید ہے گُٹنے کی چپنی
یہ اُمید بھی گر پوری ہو
چل وان سے نیکی دنیا کو
بتلاتے ہین عشق کے نقشے
ساقین ہین دونون دو امریکے
سورۂ تہذیب آیۂ خوبی
ایک شمالی ایک جنوبی
نیکی دُنیا زیر قدم ہے
رشکِ عرب ہے فخر عجم ہے
زیر قدم ہے اوجِ ترقی
جب پڑھتی ہے اُلٹی فوج ترقی
اوج پہ طبع گر آج ہے تیری
چوم قدم معراج ہے تیری
جُھک کر قدمون پہ رکھ دے چہرا
سر تیرے تہذیب کا سہرا
کام ترقی روک نہ رُک کر
عجب نہ سکھا شہباز کو جھک کر

کل

آپ کو واسطہ خدا اس ننھے منّھے دو حرفی لفظ کو ذرا حفظ فرمایئے۔ ہین تو سلامتی سے آپ دو حرفی مگر معانی اور مقاصد یون کوٹ کوٹ کر بھرے ہین جیسے آجکل نجومیون پنڈتون کے دماغ مین قیامت کے خیالات اور پھر دل لگی یہ کہ ہر زبان مین آپ موجود۔ اُردو مین تو آپ کا سکہ بیٹھا ہی ہوا ہے۔ فارسی عربی مین بھی آپ داخل ہین۔ انگریزی مین بھی آپ کا ڈنکا بج رہا ہے۔ غرض یہ کہ وہ کون گھر ہے جس مین خدا نہین بیٹھا۔ اور پھر ہر زبان مین معہ مبالغہ و بلا مبالغہ اتنے معنے۔ جتنے جودھیا مین بندر بندر بن مین چوبے۔ بمبئی پونا مین طاعونی مریض لکھنؤ مین نواب زادے۔ اور جو ذری اُلٹ پھیر کے ساتھ دیکھیئے تو پھر خدا ہی کی پناہ۔ ہزارون۔ لاکھون معنے یون نکلتے چلے آتے ہین جیسے چوہون سے طاعون۔ نا انجام بین عورت کے پیٹ سے بابا لوگ۔

سیدھے سادھے طریقہ اُردو مین تو کل کے معنے دوسرے دن کے ہین جیسے

کل کی خبر غلط ہو تو جھوٹے کا روسیاہ
تم مدعی کے گھر گئے اور رات بھر رہے

دوسرے کل کے معنے چین و آرام کے جیسے دقیانوسی مثیا بھوس رباعی مین۔

اے یار جو کسی کو کلپائے گا

حاکم۔ تمنے اپنی جورو کو کیون اسقدر مارا کہ ضرب شدید کی نوبت آئی۔ مجرم۔ حضور بڑی کنکالا ہے۔ مجھے بار بار کہتی تھی کہ رہ تو سہی تب مین اپنے نام کی جو تجھکو دس تنخے و کلمن (یعنے حضور) کی عدالت نہ دکھاؤن۔ حاکم۔ اچھا مجرم رہا۔

اعظم لطف۔ ارمیان تھانے مین کسوقت آگ لگی تھی۔ کوئی نصف شب کو۔ سب بچ گئے کسی کو نقصان تو نہین پہونچا۔ جی ہان خدا کی عنایت سے سب باہر نکل گئے۔ مگر جسکا پہر نکلا وہ کسی طرح جگائے نہ جاگا۔

پیاد رہے نہ وہی کل پائے گا
اس دہر مکافات مین سن ای غافل
بیداد کریگا آج تو کل پائے گا

اور تماشہ سُنیے۔ کل کے معنے تو آرام ہین ہی
ہین اس مین پا کی دُم اور لگا دیجیے تو یون
معنے اُلٹ جاتے ہین جیسے بی گھر بسی کے
دست شفقت سے کمترین شوہران کے
دماغ۔ مصرعہ اول کے کل پائے گا سے معنی سنائیگا
ہین۔ دوسرے مصرعہ کے کل پائے گا کے
معنے یہ ہین کہ جلد نتیجہ ظاہر ہوگا یا آرام میں
نہ پائے گا۔

اب تیسرا کل ملاحظہ ہو۔ اسکے معنے ملحق
لوا یجاد کلین۔ آٹا پیسنے کی کل۔ کپڑا بننے کی
کل۔ برف بنانے کی کل۔ یہان تک کہ عیاشی
کی کل۔ بچہ پیدا کرنے کی کل۔ ان مین سے
ہر کل انسان کی عقل تیکل کرتی ہے۔

چوتھے بغیر کسی دُم یا پیوند کے صرف
مکرر کل کل کہنے سے معنے بدل جاتے ہین
جیسے ہمارے شہر کی عورتین جب بچون کی
کی ضد اور ہٹ سے عاجز ہوتی ہین تو اکثر
کہہ اوٹھتی ہین " اسے ہے کیا موذن نے
دانتا کل کل لگا رکھی ہین یعنے شور و غل
مچا رکھا ہے۔ فارسی مین کل کے معنے
ایک تو گنجہ کے ہین خدا کے لیے کہین گنجہ
سے مولانا نظامی کا مولد (گنجہ) نہ سمجھہ
لیجیے گا۔ ہان آپ سے ڈر معلوم ہوتا ہے
کیا وجہ کہ آپ بالکل مخلص آدمی ہین۔ گنج
وہ جو سر پر ہوتا ہے۔ ایک تو بطور عارضہ
کے ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی خارجی وجوہ سے
بھی ہو جایا کرتا ہے۔ جیسے بی گھر بسی۔ گھر کے
لوگ۔ جوزہ یا زوزہ جیسے زوجہ [illegible] ہین
کسی بات پر بگڑ گئیین اور ڈانٹ باٹی یا
کھیتلے سے مرمت شروع کردی اور مارتے
مارتے سر کے بال گرا کر جا بجا زخم
ڈال دیے۔ چلیے گنج ہو گیا۔ چوک نخاس

امین آباد مین جوا کھیلتے گرفتار ہوتے پولیس نے
وہ منڈ سے بے بھاؤ کے رسید کیے ایک
بال سر مین نہ رہا۔ رنڈیون سے تکرار ہوئی اور
سر کے بالون کے ملتھے گئی۔ میان خلیفہ
اصلاح بنانے آئے مہتر آدمیون کے بنائے
ہوئے استرے سے سر چھیلا بجونا کسیر و
کر دیا۔ اس بیچارے لوگون کی دست درازی
ٹیبون پٹیون نے زخم ڈال دیے بس
گنج ہو گیا۔

دوسرے فارسی مین کل تر حلوان اور
بھینسے کو کہتے ہین۔ تعلوان تک تو مضائقہ
نہین لیکن بھینسے کو کل کہنا اگلے لوگون کے
روشنضمیر ہونے کی دلالت کرتا ہے۔ کیا
معنے کہ اس وقت مین ریل گاڑی وغیرہ
آلات بارکشی تو تھے نہین ایک حیوان
جو ایسا دیکھا کہ اوس کی پیٹھہ پر پانچ چھہ
من بوجہہ لاد جائے جھٹ سے اوس کا نام
کل رکھہ دیا۔ اسی طرح ہر زبان مین ہزارون
لغوی معنی ہین۔ اب ان پرانی دقیانوسی
کتابون کی ورق گردانی کون کرے۔ اب
نئی کل کے عقلی فوائد اور تجربہ سُنیے۔

اول۔ بی کل صاحبہ مفلسان طرار
اور قرضداران عیار کی حامی اور دستگیر
ذلت اور مصیبت کے وقت ذریعہ بقائے
عزت و آبرو ہین۔ جہاز عیش عشرت اسی
کل کے انجن سے چلتا ہے گرداب تباہی
مین پھنسا تو کل ہی کی بدولت ساحل نجات
پر آ لگتا ہے۔ پوچھیے کیون؟ مہاجن آیا
روپیہ کا تقاضا کیا۔ کہا۔ لالہ صاحب آج کیا
بتائین دو بجے چک ملا۔ بنک کھر جاتے
جاتے دیر ہو گئی۔ کوئی ساڑھے تین پر بنک کھر
پہونچے۔ صاحب جا چکے تھے۔ روپیہ نہین
ملا۔ مہربانی کرکے کل آئیے اور روپیہ لیجائیے
مہاجن سمجھا کہ کل کچہ دور نہین چار پہر کا بیچ
ہے۔ کہے سُنے ٹل گیا۔ اب مدیون صاحب

ہین کہ دنیا سے یون غائب ہین جیسے گدھے
کے سر سے سینگ۔ قرضخواہ کے دل سے غیرت
ہندستانیون سے ولایتی تہذیب ہندوؤن
سے سلیم الطبعی۔ کل پر کل گزرتے چلے جاتے
ہین اور میان مہاجن روز گھر کا طواف
کر جاتے ہین مگر آپ کا پتہ نہین۔

دوسری شق۔ فرقتی گھر ہ آئی چپراسیون
سے گڑگڑا اے۔ کہا آج گھر مین مہمان ہین
اُن کے سامنے بے عزتی ہوگی۔ کچھ دیا لیا
چلو سپاہی ٹل گئے۔ اسی وقت سے اسباب
کسنا شروع کر دیا۔ رات بھر مین گھر
جھاڑ انبار صاف ہو گیا۔ اب قرقی ہو تو کیا
ہو۔ تیسری شق۔ یہ شق نہین شقیہ ہے
عاشقان دلفگار کی زندگی کا سہارا ابھی
کل صاحبہ مدعو رہا ہین۔ آج وعدہ ہوا کہ کل شکر
ضرور بالضرور آئین گے۔ کھانے پینے کا
سامان کر رکھنا۔ اب کیا ہے خوش ہین پہولے
نہین سماتے ہین۔ مارے خوشی کے باچھین
کانون تک چڑھ گئی ہین۔ چار ہی بجے سے
پہر رکھہ دو اوٹھا۔ غرض اسی آپادھاپی مین
چار بج گئے۔ بنرخ بدلی۔ ہوا کھانے گئے آٹھہ
بجے رات تک چل پھر کی کاٹی۔ اب جو پلٹ کے
آئے تو رات مفلس کی زندگی کی طرح کاٹے
نہین کٹتی۔ کبھی پلنگ پر کبھی زمین مین کھٹ
ہوا اور سبھے سواری آگئی۔ وہم ہوا اور کان کھڑے
کیے۔ دیوانون کی طرح ادھر اُدھر جھکے ہوئے ہیں
ہین۔ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہین لیکن کوئی
دکھائی نہین دیتا۔ یہان تک بھی خیریت ہے
اگر کہین سُن لیا کہ بقول لالہ لوگون کے معاملہ
ملتوی تہہ تھا لو اور ستم ہو گیا۔ اب رات ہے کہ
سلسلۂ زلف بتان کا طول دکھاتی ہے۔
ہر چند کروٹ بدل بدل کے لیٹتے ہین مگر نیند کا پتہ
نہین۔ کلیجہ دھڑ دھڑ ہو کنی کی طرح چل رہا ہے
آنکھین ہرے بیل کی طرح نکلی چارون طرف
گھور رہی ہین۔ ے

گاڑی کا سوار سکوچبان اگر چھہ بجے کی ریل پر پہونچا دو تو روپیہ انعام ملے۔ کوچبان۔ بہت خوب خداوند۔ ذرا او ترپڑیے ایسا نہ ہو ٹٹو کی پسلی ٹوٹ جائے

ٹرانسوال میں ڈیتھوین

انڈے بچے والی چیل چلہاڑ

بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم میں جان تازہ پھونکنے - جلسے کی رونق بڑھانے کو خرامان خرامان تشریف لائیں اور بی نٹنی صاحبہ چشتی کی بالکی پھوپھی بنی منہ میں گھنگھنیاں بھر بیٹھی رہیں - اجی توبہ کیجیے - بولیں اور بیچ کھیت بولیں - اس طرح بولیں جیسے ارہر کے کھیت میں ہندیت بٹیر بلکہ گلا پھاڑ کے غل مچا گئے - سارا شہر سر پر اوٹھا لیا جس میں یہاں سے لندن تک تو خبر ہو جائے کہ لکھنؤ میں بھی کچھ انٹی ساتی ہیں - چنانچہ یون تو عرصہ سے سٹر پٹر جلسے ہوتے تھے - اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق ادا کرنے یا مستحق بننے کی کوشش کرتے تھے - مگر جب دیکھا کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آ پہونچا - ادہر حضور لفٹنٹ گورنر بہادر بھی شہر میں تشریف فرما ہیں اور ادہر حضور وائسرائے بھی عنقریب دربار فرمانے والے ہیں جہیری سرکس بھی تماشے کر رہا ہے الفریڈ تھیٹریکل کمپنی بھی آتی ہی ہے ان حضرات بمثل عارضہ متعدی تپ کی چھوتی چھینی بڑھی - مادہ ہیجان عود آہی گیا -

اور ایک بار آنکھ بند کر کے کھلیا کے "عظیم الشان جلسہ انٹی کانگریس" کا اشتہار دے ہی دیا کس کی رہی اور کس کی رہ جائے گی وقت گزر جاتا ہے بات رہ جاتی ہے - اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو - "منجانب مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۳ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء بمقام بلند باغ کانگریس کا جلسہ سالانہ لکھنؤ میں ہونے والا ہے اور اس میں کچھ تجویزیں قرار دی جائیں گی - اور کہا جائے گا کہ وہ کل باشندگان شہر کی ہیں - حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے جو ہندو ہیں اور جو مسلمان ابتدا سے کانگریس کی مخالفت کرتے آئے ہیں لہذا [illegible] ہم پر لازم ہے جس کے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور کو صبح ۹ بجے اتوار کے دن مکان انجمن رفاہ عام میں قرار دیا گیا ہے لہذا استدعا ہے کہ وقت معینہ پر عام حضرات اہل اسلام ...... اس جلسے میں نیز اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کے شرکت فرمائیں - اور گورنمنٹ کے خیر خواہ بنیں" یوں تو اس اشتہار کی کئی باتیں ایسی ہیں جن میں اکثر گفتگو ہے - مگر ایک اہم بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہے کہ مخالفین کانگریس کے متعلقین کو جو تکلیف دی گئی ہے اوس کا انتظام کیا فرمایا گیا ہے - کیونکہ اپنے انٹی بھائیوں سے کچھ بعید نہ سمجھیے کہ کنجڑوں کی طرح معہ متعلقین جلسے میں آموجود ہوں - کیا معنے کہ جب اعزا و اقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بھی آپ نے یاد فرمایا ہے اور یہ بھی غالباً ہو المشتہر خمسہ یعنے خان بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم

نواب آغا صاحب - مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری حکیم محمد رضا خان بہادر شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہوں گے کہ متعلقین بی گھر بسی اپنے گھر کے لوگوں یعنے لڑکوں کی والدہ - یعنے اے - جی - یعنے بیگم خانم صاحب - یعنے جورو جی - یعنے زوجہ منظورہ [illegible] یا نیپا و آنچل [illegible] علے رؤس الشوہرین اسے یوم الوفات بل بعد الممات کو کہتے ہیں - تو ان ذوات شریف کے اوٹھ کھڑے ہوئے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی - جس طرح تھیٹر سرکس گھوڑ دوڑ کے جلسوں میں اکثر اتفاق ہوتا ہے اوسی طرح یہاں بھی ضرور آ دھمکیں گی - اور یہ بھی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گھر یون شریک ہوگا تو اونسے ضرورت کا سامان بھی ہمراہ ہوگا - خواہ میں پیش مدعیین شیر خوار بچہ جس کے ابھی ٹیکا لگا ہوگا اور دانہ ادھر نے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہو رہا ہوگا - پھر اوس کا گہوارہ - پالنا - جھنجھنا - سینہ - انا - چھوچھو مع بڑا رضاعی بھی کے علاوہ بکری کا بچہ چند خرگوش اور چینی چوہے - طوطے کا پنجرا جو رٹ کم کرتا ہے اور خاص اس مصلحت سے آئے گا کہ بولنے والوں کی بولیاں یاد کرے - باورچی خانے کا بگلا انا کے [illegible] نطفہ نا تحقیق کا پالا ہوا ولایتی کتے کا پلہ - چھوٹی صاحبزادی کا گلہری کا بچہ - بی گربہ خانم مسماۃ پوسی کبوتروں کی کابک - مرغی کا ٹاپا - بٹیروں کے تھیلے - بیگم صاحب کا پاندان - یعنی سب کچھ ان آفتابہ - آئینہ - اگالدان طشت - تسلہ - لوٹا - ڈھولک - بایان مجیرے - بچھونے - گاؤ تکیے کے پوتڑے نہالچے - لحاف - توشک - سلامتی سے

سبھی ہوا چاہین۔ پس معلوم ہونا چاہیے
اس کا کیا سامان کیا گیا ہے۔ اور ہان
بڑی بات تو رہی جاتی ہے۔ یعنے
ان سب کا کرایہ کون ادا کرے گا۔
بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے
لگین۔ کیا وجہ کہ یہ نہایت بدشگونی
کی بات ہے۔

دوسرے اگر یہ عُذر مان دیا پڑا تو
متعلقین کیا معنے متعلقین کے متعلقین
یعنے شوہران برخوردار بھی گھر سے باہر
نہ نکلنے پائین گے۔ پس اگر بخیال اعزاز
اقربا و احباب و متعلقین آپ بلائے
جاتے ہین تو پہلے کانگریس کے جلسے
کی جانب سے سواریون کا بندوبست
فرمایا جائے۔ پھر اللہ نے چاہا تو
تل دھرنے کو جگہ نہ ملے گی۔ سارے
انٹی بھائی بقول اہل دکن اپنا
اپنا کھٹلا لیے موجود جلسہ ہونگے۔
طاعون والے جلسہ مین تو دوکانین
بند تھین۔ اس دفعہ چولھے
تک گھرون مین نہ گرم ہون۔
تب کی سند۔

مگر جائے اُستاد خالی۔ ایک
بات مشتہر صاحبان بھول گئے۔ یعنے
متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر رنڈیون
خانگیون کا کہین ٹھکانا نہ کیا۔ جو
ایک کیا معنے ساری دُنیا کے
متعلقین ہونے کا پیشہ اوٹھائے
ہوئے ہین۔ اور معاملہ فہمی کا یہ
حال ہے کہ بی حدن۔ بی چھدن
وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو
غالباً انٹی بازون کیا ٹبرون ٹبرون
تک کو ہوگا۔ پس اون کی طرف سے
آنکھین پھیر لینے جو مناسب ہے
بلوائین اور ضرور بلوائین۔ اس
کے کیا معنے کہ جہان ٹمٹمیان پالکیان
ڈولیان ہون وہان چھپلے نہ ہون
واللہ انٹی دنٹی تو چار دن کی بات
ہے سابقہ انہین سے پڑتا ہے
اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچھا تو
بہتون سے برادری ترک ہو جائیگی
اور پھر شادی بیاہ۔ ناچ گانے کے
جلسون مین رنڈی منڈی ایک
نہ آئے گی۔ اور سفر دائیون کو جو شکایت
ہوگی وہ نمک جراحت ہوگی۔ یہ سمجھ لین
انکی پیشوائی گورنمنٹ بھی اندرونی
قوت رکھتی ہے۔ انکا سکہ دلون پر چلتا
ہے۔ ان کے طبلے کی گمک نانک شاہی
توپ۔ سارنگی ٹھیری مارٹنی۔ مجیرے مگرم
کا توڑ رکھتی ہین اور بی صاحب تو پوری
ڈائنا مائٹ یا تارپیڈو ہی ہین۔ انکے
توڑ کا کیا پوچھنا۔ بلکہ سچ پوچھو تو یہ
لوگ سرنگ ہین جن سے اکثر
خاندان کے خاندان اوڑ گئے
ہین پس ان کی زد سو ضرور سمجھنا چاہیے۔

راقم

ساتھ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈکی بھی چلی مدارون کو۔

مطلب کا لطیفہ

ایک شخص جنکے بشرے سے کچھ شرارت و
بدمعاشی ظاہر تھی حجام کی دوکان پر حجامت کو
گئے۔ باتون باتون مین پوچھا "میان خلیفہ بہت سے
لوگ تمہاری اُجرت بھی کھا جاتے ہونگے۔" جی ہان
حضور پہلے تو مین قرض پر حجامت بنا دیتا تھا
مگر اب کوئی قرض نہین رکھتا۔ "یہ کیون؟"
جی اس ترکیب سے کہ جہان کسی نے کہا
اسوقت پیسا نہین ہے۔ پھر لے لینا۔ بس
مین نے استرے سے اوس کی ناک پر ہلکی
سی خراش پہچان کے واسطے لگا دی۔
اب کوئی صاحب قرض نہین ہوتے۔
حضرت یہ سُنکر کانپ اوٹھے گھبرا کے
کہنے لگے "بھائی تمہارے ہان پیشگی جمع
کرنے کا بھی قاعدہ ہے"
مگر اس بیچارے کو شاید اُردو
اخبارون کے ٹاونسند خریدارون کی خبر
نہین۔ ابجی ان کی اگر ناک تک کاٹ
ڈالو تو کانون کان خبر نہ ہون

اطلاع

دفتر اودھ پنچ اور مطبع محلہ
گولہ گنج مین تھا۔ اب وہان سے آکے
۱۵۔ نومبر ۱۸۹۹ء سے محلہ نیا گاؤن
مین قائم ہوا ہے۔
پس آئندہ سے جملہ مراسلت
اور خط کتابت اسی نشان سے ہونی
چاہیے۔

الملتمس منیجر اودھ پنچ
لکھنؤ۔ محلہ نیا گاؤن

شربت مقوی اعصاب
اشتہا صادق ہو اور صحت
لڑدھڑن یا ناف
تریاق السعال
زود کن
نور علی نور
پتہ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ محافظ صحت لاہور موچی دروازہ سلطان منزل

پروفیسر شہباز کے ایریٹیڈ خیالات

لمنیڈ

(۱)

رنگ میں پیلے چنبیلی سے ہے بہتر لمنیڈ
بو میں کرنے سے زیادہ ہے معطر لمنیڈ
لطف میں کاغذی نیبو سے ہے بڑھ کر لمنیڈ
شہد اک بار ہے گر قند مکرر لمنیڈ
جاؤ جس باغ میں ہے چشمۂ کوثر لمنیڈ

(۲)

جسم صاف اس کا ہے بلور کے سانچے میں ڈھلا
شانے سپرے کے اگر ہیں تو ہے موتی کا گلا
لعل کہتا ہے دہن سے کہ ہو داتا کا بھلا
قد وہ بوٹا سا قیامت کی ہے گردون میں بلا
چال سے ڈھال سے ہے فتنۂ محشر لمنیڈ

(۳)

چھوٹی قامت میں ہے قیمت میں بڑی ہے بولی
منہ کی خاتم پہ نگینہ سی جڑی ہے گولی
یہ نہ سمجھو کہ خموشی ہے ادا ہی سے گولی
دفع لکنت کے لیے منہ میں پڑی ہے گولی
ڈھال دیتا ہے کھٹا کھٹ ابھی کاگ پر لمنیڈ

(۴)

ڈھل گئی سانچے میں تاثیر کے گولی کھٹ سے
کھل گئیں سوئے ہوئے قطروں کی آنکھیں پٹ سے
زمزمے چھیڑ دیے بلبلوں نے بھی جھٹ سے
جن کی لین دوڑ کے پریوں نے بلائیں جھٹ سے
انھیں پریوں کے اکھاڑے کا ہے اندر لمنیڈ

(۵)

وہ تقریر اگر بزم میں بھولی بولی
دفع لکنت کو وہیں منہ میں پھر آئی گولی
اس نے بھی گر نہ گرہ آ کے زبان کی کھولی
پھر تو ہونے لگی احباب میں بولی ٹھولی
ٹال دیتا ہے جسے زور سے ہنس کر لمنیڈ

(۶)

آبشار ونکی طرح منہ میں ہے بہتی سی زبان
جس سے شیرینی ہے دریائے فصاحت سے روان
گو ہے آواز اٹھتی سی بکھرتا سا بیان
خوشنما اس پہ بھی ہے صورت زلف پیچان
اپنی باتون کا رہا رنگ جما کر لمنیڈ

(۷)

جلوہ افروز ہوا اگر سی ساغر پہ جب آ
برف کے آئینے میں نور کا جلوہ دکھا
رنگ پھر آنکھوں میں مشتاقون کی کیا کیا جھمکا
دوڑ کر پھر تو ہر اک شخص نے منہ چوم لیا
شربت وصل رہا سب کو پلا کر لمنیڈ

(۸)

پھر دیا جوش میں جب آن کے اپنے ساغر
جھاگ پڑا پینے کو پھرتی سے کوئی مہ پیکر
منہ پہ شوخی سے خوشی آنکھوں میں چنچل وہ نظر
لب میگون کا پڑا عکس جو اس میں آ کر
ہو گیا روح فزا بادۂ احمر، لمنیڈ

(۹)

ریل سی پھسکی ہوئی ہونٹوں کے اسٹیشن پہ
اس میں سیٹی جو بجی آیا یہ منہ کے اندر
خیر سے جب کہ ہوا معدے کے تندے سے گزر
دوڑنے پھر تو لگا خوب رگون میں آ کر
ریل کی طرح ٹنل× اسپیڈ میں زرزر لمنیڈ

(۱۰)

پھول کی طرح کبھی گلشن سے چمن میں پہنچا
مشک کی طرح کبھی سر سے ختن میں پہنچا
موتی کی طرح کبھی گنج کے عدن میں پہنچا
رفتہ رفتہ یونہی جب دل کے یمن میں پہنچا
رہ چلا لعل کو پانی سا بہا کر لمنیڈ

(۱۱)

اس سے آنکھوں نے نثار انجمن افروزی نور
اس سے کانوں نے یہ صدا زمزمہ سنجی طیور
شامہ اس سے تو ہے ذائقہ اس سے مسرور
روح خوش جسم کے آغوش میں لیٹی ہوئی حور
باغ فرحت میں ہے رضوان کا برادر لمنیڈ

(۱۲)

بوتلیں پورٹ کی جوٹ اسکی جو کھا جائیں گی
ولاڈٹم بن کے ابھی دم دبا جائیں گی
شامپین آکے نہ یان شامتیں آ جائیں گی
آنکھیں اکسا کی الٹ اشناپ بہا جائیں گی
چھیننے کو سر دربار ہے نمبر لمنیڈ

(۱۳)

جسکو ٹانک ہیں بتاتے وہ کوئی نکٹا ہے
جسکو سوڈا ہیں سمجھتے وہ فقط سودا سے
ادعا دونوں کا ہے جھوٹ غلط بے جا ہے
اصل پوچھو تو یہ قاطع ہے جہاں صفرا ہے
جانتے جسکو ہیں سب ابنیض دافع صفرا لمنیڈ

(۱۴)

آب زمزم ہی نہیں دیکھ سکے کچھ اسکو اداس
آب حیوان سکے بھی ظلمات میں بگڑے میں حواس
پھینک دیتے ہیں اسے دیکھ کے شربت کا گلاس
نرمی ہلکی سی ہے ہلکی سی ہے ترشی میں مٹھاس
روح کہتے ہیں جسے نیبو کا ہے جوہر لمنیڈ

(۱۵)

لال پانی پہ نہ جھاگ وہ تو ہے کالا پانی
سوڈا واٹر کو نہ چھیڑو نہیں ہے ہمارا پانی
جان شیریں ہے تو آ ڈھال یہ میٹھا پانی
ڈال دے برف کا ٹکڑا کہ ہو ٹھنڈا پانی
دل جگر دونوں کو تاکہ کرے ابھی تر لمنیڈ

(۱۶)

پوچھو گر اس کا قبیلہ تو بنی لیمون سے
سنگترا اس کا چچا، رنگترا ماموں ہے
ہے جو نارنگی اسے جانتی اپنا خون ہے
دل میں تو نے کبھی تخمید دیا یہی مضمون ہے
کہتے لکھتے ہیں قلم جسے برادر، لمنیڈ

(۱۷)

ہے یہ سیاح جہاں پوچھو نہ تم اوس کا وطن
ایک ہیں اسکو تو پنجاب، بہار اور دکن
سو سی بلدے میں جتے شون آرے میں دہلی میں چمن

× جسکو انگریزی میں ٹنل کہتے ہیں ۱۲

خطِ بغداد سے وجلے مین یہ ہے تند مدن
خطِ بصرہ سے ہے بصرے مین گل تر لمنڈ

(۱۸)

اس سے ہر* خط مین قلم بند ہے عشرت کی نوید
اس سے ہر ساغر پرنور ہے جام جمشید
شب برات اس سے ہر اک لت ہی پر نور ہے عید
دنکھو ہے پرتو خورشید سے رشک خورشید
شب مہ مین ہے طلسم مہ نخشب لمنڈ

(۱۹)

ٹمپرنس اسکا ہی ماٹو ہے بہت دور ہے یہ دور
تم ہر پنس اسکی نظر مین ہو جو ہے ہو لغور
دل مین ہے اس کے بہت لذت تقوی کا زور
آنکھون مین اسکی بھرا عین شریعت کا ہے نور
سارے ٹیٹو ٹلرون کا ہے ٹمپیبر لمنڈ

(۲۰)

ستہ ہر اک شے کی ہے دشوار سمجھ مین آنی
عقل ایسا نہ سمجھ لے کہ ہے اونٹ پانی
ڈمل کے آئی ہو کلون مین ہو جا ہے گانی
عقل ہے برق کی تو تہاہ ہے مشکل پانی
جوش منے سے ہے شہباز سمندر لمنڈ

چھٹ بھیا کانفرنس

اگرچہ ہون مین ...... پر انا نہ آئے گا نا نہ کچھ بھلا
دلے سُناؤن نیا ترانہ کہ آئے حیرت مین کہ ڈہلانا
محمڈن کانفرنس - کالیتھہ کانفرنس -
کرجی کانفرنس کو تو سُنا تہا - یہ چھٹ بھیا
کانفرنس یعنے چہ - چپ چپ مرد خدا
اور کسی کا نام نہ لینا - جو کوئی سُن
لے گا تو بیکار ہیگا حقہ پانی بند کر دیا جائیگا

چہ خوش اب بھلے آدمیون مین بھی کولی
چمارون کی طرح حقہ پانی بند ہونے لگا
اونہہ آپ سے حجت کون کرے - اچھا جو
آپ کہین وہی درست بجا ہے - اب معاملہ
کی بات ملاحظہ ہو

بیفکر سے ہون اور دنیا
دنیا ہو اور بے فکرے - اس وقت وہ
شیطان والا قصہ یاد آگیا - جب حضرت
موسیٰ نے بہت منت و سماجت کر کے اس
بات پر فیصلہ ٹھہرایا تہا کہ اگر شیطان حضرت
آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو قصور معاف کر دیا
جائے - آپ بہت خوش خوش تشریف
لائے شیطان کو بلا کر کیفیت بیان کی یہ
سُنکر میان شیطان صاحب بہت کھلکھلا
کے ہنسے اور فرمانے لگے کہ تم بھی کتنے سادہ
مزاج آدمی ہو - ارے میان جب آدم
زندہ تھے اور خدا کہتا تہا تب تو مجھ سے
یہ کام ہوا نہین اب تمہارے کہنے سے یہ ذلت
گوارا کر لون - یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا نہایت
وضع کے خلاف ہے - بندہ اپنے قول
کا نباہ کرتا ہے چاہے جان جائے لیکن
بات مین فرق نہ آنے پائے - چنانچہ
ہمارے بھائی بند اس پُرانی لکیر کو پیٹتے
چلے آتے ہین - وہ پُرانی گدڑی جسکو
آبا و اجداد گانٹھتے چلے آئے ہین انکو
ورا ثتہً ملی ہے یہ لوگ اسکے خواہشمند
ہین کہ کوئی ایسی ترکیب ہو جس مین
اسکولون مدرسون مین بجائے اور
تعلیم کے دست غیب کا عمل سکھایا
جایا کرے - لاحول ولا قوۃ - ع

کجا بود مرکب کجا تاختم

ہان جناب یہ تو جملہ معترضہ تہا - اب کہنا سُننا
اسقدر ہے کہ بلند بلغ کے میدان مین
جب بڑا ابھاری - جٹیہ پنڈال بنتے دیکھا
تو بالشتیون مین کھلبلی پکنا شروع ہوگئی

اللہ کے نیک اور پاک بندے جنکے سامنے
ہر وقت موت کھڑی رہتی ہے اس خیال
مین تھے کہ ۱۳ نومبر کی قیامت کے واسطے
یہ سب سامان ہین - کیا عجب کہ حساب
کتاب یہین ہو - حکام رس درباری لوگ
اس خیال مین تھے کہ شاید ابکی مرتبہ
دربار یہین منعقد کیا جاوے - تماشبین
خلقت تھیٹر یا سرکس کا اسٹیج خیال صحیح
کرتی تہی غرض یہ کہ ع

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

کا مضمون تہا - مگر جب پورے طور سے معلوم
ہو گیا کہ یہ تھیٹر نہے اور دربار
جلسے الگ ہون گے
اور جلد ہون گے - تب تو ان کو بھی
ہوس ہوئی کہ تم ہی خود غرضیوں کا ایک
مجمع کرو -

خیر صاحب - تاریخ مقررہ پر صبح
تڑکے ہی سے چو طرفہ سے کمین آنا
شروع ہوئین اور جب مجمع ناجائز کافی
طور سے اکٹھا ہو گیا تو ایک صاحب کھور
پر چڑھ کے یون زہر افشانی کرنے لگے

دیکھو بھائیو بڑون کی پنچایت مین جانے
سے اللہ تعالے بہت ناخوش ہوتا ہے
اور کتاب کاہلی کی دفتی پر لکہا ہے کہ بڑون کی
پنچایت کی شرکت سے نکاح ٹوٹ جاتا
ہے - تم برادری بھولے سے بھی نہ جانا
بڑا عذاب لگتا ہے - اور دیکھو بھائیو
تم لوگ اپنی اپنی کاہلی ہیچکاری کو
کیون نہ لیتے آئے نہین تو اوسے سمجھایا
جاتا اور وہ جب کہین پنچایت ہوتی تو
تمکو گھر سے نہ نکلنے دیتی اور ہان بھائیو
یہ جو اناج مہنگا ہے اور جو قیامت
آنے والی تہی سو اسی سبب تہی کہ فرشتون
کو خبر لگی تہی کہ تم لوگ لمبون کی پنچایت مین
جاؤ گے - جب بھائیو ہم نے اپنی پنچایت

× جام جمشید کے خطون مین سے اوپر کی طرف سے دوسرا خط ۱۲

※ جام جمشید کے خطون مین سے تیسرا خط ۱۲

† جام جمشید کے سات خط یا ابن مُقلہ کے سات خط ۱۲

یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے

بلد۔ ساکن۔ مدالیہ۔ مدعی۔ ماروسی۔
خاکب مکاںجت کا کا لکھدین۔ تکلہ ما کہراب
گواج صاحب ہمکا ہراسے دین جو دیسل
ساہب کے یہان اپیل کین گواہون بیشتر
صاحب گٹ پٹ مان مامِلہ بگاڑدین ای کا
آسے اپیلانٹ ہوکا رسپاڈنٹ اہی ہم
اکیو نہ سمجہا تا جائی کا کا بکت رہے ہین
اپیل کہاتے ہوئی گوا۔ ہم ایکو بسوا نیاوا
اور مارکہچ گرت گرت لوٹا ٹا عطی بگاہ گوا
اس برسے ہم آپ کا لکہا کہ تنی گریب
تنئین کی آپو سندہر اکہین۔ ہمری
بولی مان اور ہندوئی مان و بہتر ہوئیگو
دیا ہی سہلین بہی تہوڑے بہت
ہم ہی پڑیا پڑہین تو آٹا دال کا بہاؤ
نا گوم ہو۔ ابہی تا ئین ننار کہاریہی اڑاو
رہے ہین اور ہمرے لالہ لوگن بہت
رہے ہین۔ آج ہمکا جوکام اور کہو
کہی بہت ستائے ہے اور پہر لکہب
راقم۔ ع۔ ع۔

فرق کردن می نداند وقت صبح و شام را
سر بریدن واجب است آن مرغ بی ہنگام را

یا حضرت۔ لوگ اردو شاعری کے پیچہے ایسے نیچے جہاڑ کے پڑے ہین کہ لنڈورا ہی کرکے چہوڑینگے۔ وہ کہتے ہین نیچرل شاعری ہو۔ اور انگریزی ڈہنگ پر۔ پس بندے نے جو کچہ انگریزی ڈہنگ کی شاعری مین دیکہا ہے اوسی کی تقلید کرتا ہون۔ میری راے مین ورڈ سورتہہ وغیرہ جو ایک شاعر کہلاتے تہے ایسی نیچرل باتون مین شاعری دکہاتے تہے۔ اگر ہمارے اردو شعرا اس پر ہنسین یا شاعر کو خدا نخواستہ مرغ بنائین تو انکی بلند پروازی ہے۔

یون تو اسکول کے لونڈے
اردو کورس کی سرخی

چڑیا کے بچے — محمد اسمعیل

کو خدا معلوم کس کس بیہودگی سے پڑہتے ہین پہر کیا اون کی نظم کی خوبیان جاتی رہتی ہین۔ دہہونہدا

اپنے گہڑیال یہ گہڑیال بہت ہونازان
عاشقون کا تو ہے گہڑیال و گجر گگڑون کون
دام ہندو یہ مین جب سب کو ہنسا لیتا ہے
بولنے لگتا ہے کسطرح یہ خر گگڑون کون
یونیورسٹی انٹی یونیورسٹی مین بہی فرق ہے صاف
دہر آواز عنادل ہے اودہر گگڑون کون
تیر تا ہے جو کسی بحر سخن مین گاہے
بولنے لگتے ہین دریا مین مگر گگڑون کون

شعر ملاحظہ طلب ہے۔
مجمع غیر کے سب اوٹہنے والے علی ممبر
خوب فرماتے رہے تین پہر گگڑون کون

سبحان اللہ سبحان اللہ۔ کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔ بندگی بندگی۔ دیکہئے اب تو طبیعت گرمائی ہے۔ ملاحظہ فرماتے جائیے۔ کیسا کیسا راست

بلاکم و کاست عرض کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تالیان پیٹی گئین شور ہوا غل بہی مچا
خوب پیدا کیا تو نے تو اٹہک۔ ڈون۔ کون

شیم ثانی کے جو الفاظ سنے کانون سے
شرم سے ڈوب گئے تا بکمر گگڑون کون

شاعر نے پورا شرم مین غرق اس وجہ سے نہین کیا کہ پہر نکلنا مشکل تہا کمر کمر ڈوبنے مین یہ تو ہے کہ آدمی پہر ابہر کے نکل سکتا ہے۔ جناب یہ بہی ملاحظہ طلب ہے۔ ارشاد۔ ارشاد۔

نغمۂ بلبل خوش لہجہ کی دہن مین جو سنی
چڑہ گئے جہپ کے بالاے شجر گگڑون کون

ماشاءاللہ کیا خوب ارشاد کیا ہے حضرت ٹہہرئیے یہ شعر قطعہ بند ہے دوسرا بہی عرض کرلون تو تعریف ہو۔ ہان صاحب اسی درخت پر

چیل کم بخت نے کچہ ایسا جہپٹا مارا
اڑ گئے شاخ سے بہی تو لشکر گگڑون کون

کیا خوب۔ واللہ خوب کہا ہے۔ اور کیا کیا نقشہ کہینچ دیا ہے۔ سبحان اللہ بندگی۔ آداب۔ خوب فرمایا صاحب۔ کہڑے ہوکے بندگی۔ ماشاءاللہ کیا طبیعت ہے منہ پہیر کے بندگی۔ اچہا صاحب اب مقطع ملاحظہ ہو۔

کس محبت سے وہ کہتا ہے کہ میرے مرزا
منہ لگا ونگا نہین بولو اگر گگڑون کون

جناب شعر تو بہت اچہا ہے۔ مگر معشوق کی فرمائش نہایت سخت ہے۔ جی ہان۔ معشوق ہٹی تو ہوتے ہی ہین۔ فرمائش کر بیٹہے۔ بلا سے ایک دفعہ لبون کے نزدیکی تو نصیب ہوگی۔

راقم
اصیل مرغ۔ بالکل خاکسار

کم بختی جو آئے اونٹ چڑھے کتا کاٹے

بھائیو وقنا ربنا عذاب النار - عرب کی
پیٹ مین تار کے نتھنے آگ کے نہ لگانا میری
خاطر سے منہدی نائینی عورت کے سمجھنا کیا
ستم ہے کہ آجکل انٹی بھائیون کی مہربانی سے بندہ
اس عذاب مین گرفتار ہے - دونون بازو
الگ ہو گئے - آئی گئی مجھ بیچارے افیونی کے
ماتھے لگی - تم جانتے ہو ایک صلح کل آدمی
ہون مجھے دنیا کے بکھیڑون سے کیا واسطہ میرا
ہمیشہ یہی مقولہ رہا "آنا طعام آمد - یارا چہ
برائے شما آمد شمارا چہ" مگر دنیا کی دیکھا دیکھی
۳ - دسمبر ۱۸۹۹ء والے انٹی کانگریس کے
جلسے کا اشتہار پڑھ کے مین بھی اودھر
جا نکلا - سب طرح کے مردون کا مجمع تھا اور
کچھ لوگ داستان سی پڑھتے تھے - مگر نشہ زور دن
پر تھا مین نے اچھی طرح سے سنا و نا
خاک نہین - گھر چلا آیا - یہان اتفاق سے
وہی ظالم اشتہار گھر مین بیگم نے دیکھ لیا تھا
وہ بعنایت الٰہی دست و قلم ہین اونہون
نے پڑھ لیا تھا کہ متعلقین بھی بلائے گئے
ہین - اب جو گھر مین قدم رکھتا ہون تو
دور ہی سے اونہون نے تنگڑی لی -
خونی مینڈھا بنی بیٹھی ہین - اوس وقت کے
ٹھاٹھ مین کیا کہون شیر نہ سہی پلنگ پر
جیتا تو ضرور بنی بیٹھی ہین - بیڑا آنا اور نشانبازی
مین چھچھوندر چھٹنا - "کیون صاحب آپ کہان
گئے تھے - بتائیے ابھی بتائیے" "ارے بھئی
کہین نہین ایک جلسہ تھا انٹی کانگرس کا
وہین تھا" "تو صاحب یہ تو جان جی جائے
اوٹھ کھڑے ہون اور ہم وہان بھی نہ جائین
جہان سے فرض کرکے نیوتہ آئے سچ بتاؤ
تمکو اپنے جیکی قسم وہ کیا جلسہ تھا اور وہان
کیا تھا - اور کس کس کے متعلقین گئے تھے"
"نہین صاحب تمکو دہوکا ہوتا ہے وہ پولیٹکل
جلسہ تھا مردانہ غلطی سے متوسلین کی
جگہ متعلقین لکھ گیا ہوگا - وہان عورتون کا
کیا کام تھا -"
"بس یہ تو رہے بادیان رہنے دیجیے ایسی باتون
مین پٹیہ بیٹھکے تم ہو گئے ہو خراب - ارے مین
خوب سمجھتی ہون - اب ہم ایسے ہو گئے کہ سلامتی سے
پانچ بچون کی مان ہو کر بیوقوف ہو گئے اور اشتہار کی عبارت
نہین سمجھتے - بس یا تو تمنے عمداً پہلوتہی کی کہ کون
سب آفت لیجائے - تمکو تو شروع ہی سے گھر کی
محبت نہ تھی ہر دم اپنے آپس مین متعلقین کے معنے
آشنا - رنڈی - خانگی کے مقرر کر لیے ہونگے - اور
انٹی کانگریس کوئی کرناٹک یا تلنگانی یا مدراس
وغیرہ کی رنڈی ہوگی بس اوسکا جلسہ ہوگا - ہا
تنبورے ستار - پکھاوج - سارنگی سبھی کچھ ہونگے
بس اسی ہو حق مین تم بھی شریک ہو گئے غضب خدا
کا - اس عمر مین آدمی ایسا دیوانہ ہو جائے"
"اجی تم کیسی بہکی باتین کرتی ہو - وہان سارا شہر جمع
تھا کسیکا بھی زنانہ نہ تھا - بڑے بڑے لوگون نے
اسپیچین کہی تھین الحمد اللہ ایک صاحب نے ہیچ دیا تھا
کہ ہمکو اچھی مائین درکار ہین"
"ہوش کی دوا کرو - ہوئی کسی بات مین
تمہاری عمدرک ہے سبب مغز سے تم خود ہو گئے
میرے دشمن مدعی ہون - اور اچھا اگر جو عورتین
مردانے بھیس مین آئی ہون یا کسی نے
سرخروئی کے لیے لاکے بٹھا دی ہون تو آج
عورتین نہ ہوتین تو یہ ... مان کی الی
بات کس پیر نو معاملے - مردون کی بات ہوتی
تو یہ نہ کہتے کہ ہم کو اچھے باپ درکار ہین
ہونہ ہو سو مین ہزار مین گھر کی بیویان ہونگی
اور نہین تو اوسی کرناٹکی کو سنایا ہوگا
کہ اچھی مان بنانے یعنے بچے جنوانے کے
لائق ہو - ارسے ؟
جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے
اچھا اب سے آئے گھر سے آئیے - اب ہم خود
اپنا بندوبست کرینگے - اگر ایسا ویسا جلسہ کہوا
تو سر پہ موجود رہینگے اور جو کسی نے ہم لوگون پر کسی طرح
چوٹ کی تو کہدینگے پہلے خود تو سنبھلو پھر ہم بھی
سنبھل جائینگی - بھلا کہین عورتون نے سنبھلکے
ملک کو سنبھالا ہی بس آج سے تم جاؤ اپنے مین آ
کرو - ہم بھی بنبو سلاح ہو جائینگے اور سوشل کانفرس
جو ہونیوالی ہے کہلے خزانے اوس مین شریک
ہونگے - بس حضرت بندہ عجب عذاب مین ہے
اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو میرے پانچون
بچے کس کی مان کو مان کہہ کے پکارینگے
ابھی ایک تو شیر خوار ہے انا کے دودھ سے
پرورش پاتا ہے - دوسرا ہے تو ماشاء اللہ سے
بڑا مگر غون غان اب تک نہین کرتا خدا
نخواستہ اگر یہ جھول سر پہ پڑا تو میرا کہین
ٹھکانا نہ ہوگا -

راقم - انٹی الانا میٹ

اطلاع

دفتر اودھ پنچ اور مطبع محلہ گولہ گنج
مین تھا - اب وہان سے اٹھکے ۱۵ - نومبر
۱۸۹۹ء سے محلہ نیا گاؤن مین قائم ہوا ہے
پس آئندہ سے جملہ مراسلت اور خط
کتابت اسی نشان سے ہونی چاہیے -

الملتمس
مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ - محلہ نیا گاؤن

ضرب مقوی اعصاب
اشتہا صادق اور معدہ درست
تریاق السعال
نور علی نور
فارم تشخیص امراض
جنتری سنہ ۱۹۱۰ء
پتہ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ سلطان منزل

میرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

سرزانگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسران ناموراکٹرون - والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہو کہ بشر امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - آنکھ کا موتیابند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - سنرز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھ کے مریضون پر اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے - قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سُرمہ اعلیٰ فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ - مصری سُرمہ فی تولہ ہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی میرے کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپورہ - پنجاب -

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہی بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بہتر لگا کیجیے - آنکھ سے بہت پانی کا جانا - دھند - سوزش جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن ہو کمزوری نظر - ناخنہ - باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور نیز پپوٹون کا چونکہ اس سرمہ مین کوئی ضرر پیدا کرنی شے نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے مکان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر ڈی - ایم - سانگلی صاحب بہادر - ایم - بی ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ محمد بی بی عمرہ ۴ سال ساکنہ لاہور کیا ہی مریضہ مذکورہ کی آنکھونکی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال ہو گئے تھے جس کی آنکھین بہت سرخ اور دکھتی ہوئی تھین انمین بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بہی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اُس سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تہین استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند غبار یا کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر بہج لال گھوش - رائے بہادر ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل ایم - ایس
اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر ڈسٹری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین - ایک کو بہی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بینک مین اسی مطلب کے لیے تاریخ ۔۔۔ مین جمع کیا گیا ہے

مولینا شہباز کے لحیم و شحیم خیالات

ایک موٹا ساہوکار

(۱) رُخ

دوست میرے ہین ایک ساہوکار
جنکی شدّت سے توند ہے بھاری
کہتے ہین دیکھتے ہین جو صاحب
حاملہ ہیم کی ہے طیاری
واقعی ورد زہ انھین ہو اگر
نکلین دس تامی، آٹھ نو ہاری
پیٹ کا ہیکو، اک محلہ ہے
جس مین خلقت بھری ہے بازاری
معدے مین لدتی ہین اگر گونین
آنتون مین ڈھالتے ہین بیوپاری
بعض کہتے ہین آرہے ہین گدہے
پچھنے کی ہے جن کو بیماری
ڈھینچو ڈھینچو اعوج حمیر کی ہے
راگنی ہو رہی ہے بلہاری
توند کو کس سے دیجیئے تشبیہ؟
تازبان پر ہے مرحبا جاری
کہتے ہم اس کو گنبد دوّار
لیک ثابت نہین ہے دوّاری
گول گھر بھی غلط، کہ سینے سے
اس کی لمبی ہے چار دیواری
گول ہین گرکہار سمجھے گول
خر ہین گر سمجھے گون بیوپاری
بحر ہستی مین خوب طوفان ہے
تو آسے ہے اک پڑا ہوا بھاری
یا غبارے مین اپنے اسپنسر
ہے طلبگار چرخ زنگاری
رُخ ہے یا سند باد کے سرپر
سنگ در چنگ اک بلا بھاری

---

* سینٹ فورڈ مرٹن کے دو مشہور کیرکٹر۔

مقبرہ ہے دیا ہمایون کا
راہ بھولی ہوئی ہے ہشیاری
میل بیگ اپنے پیٹ مین ہی دبائے
شور خطبی، فغان اخباری
نئی دنیا کی ہے یہ وہ کوٹھی
جس مین موزونی ہی بھری ساری
ہے اس اُلٹے جہاز مین سب کچھ
جو، شکر، موٹھ، باجرا، جواری
ریلی برورز کی تجارت کو
پہونچا صدمہ اسی سے ہے بھاری
پیٹ مین اس جہاز کے ہے بھرا
پانی شدّت سے بد مزہ کھاری
خلط سودا ہے خون پر غالب
زوق بلغم ہے شور زخاری
چھوٹے اسکیل مین ہین نقشون پر
ڈڈسی، رڈسی، بلیک سی جاری
ہے لگا شاخ فربہی مین کٹھل
کرین اُلّو مغل خریداری
خوان ہے اک کچوریون سے بھرا
ہین بافراط بھاجی، ترکاری
شیرمالین اگر نکل آئین
جب تو سمجھے تنور بھٹیاری
ہے بگھال اک جمال گوٹے مین
رہے فعل اس کا جب تلک جاری
روگ وید کے علبند ھرکا
طب بتائے رجا کی بیماری
ہائی پر ٹرونی سرجری فرمائے
دستکاری سے کرکے گلکاری

(۲) پُشت

آؤ اب ہم جھکین عقب کی طرف
کم نہین ہے ادہر بھی تیاری
بڑے ٹکرا رہے ہین سرد کوہ
پیش ہے ایک معرکہ بھاری
اختلافون کا کھل گیا ہے درہ
بند راہین ہین ضلع کی ساری
مُنہ پھلائے ہوئے ہے خود بینی
سر اُٹھائے ہوئے ہے خودداری
ہین یہ گنبد کسی کھنڈر کے دو
جن سے عالم ہے خوف کا طاری
کہین میمون کی سیہ روئی
کہین خفاش کی سیہ کاری
دیکھنا ہے نگاہ کو مشکل
سانس لینا ہے سانس کو بھاری
ہوش کے ہوش اُڑ گئے حواس گئے
آنکھین پتھرائین منہ سے کف جاری
کہہ دو ہین یہ پہاڑ بے پس و پیش
ہین پسینون کی ندیان جاری
کوہ بھی ہین تو ہین یہ سرجیون
کہ ہین سرسبز بوٹیان ساری
خوشنما لیٹ پوٹ سبزے کی
جھاڑیون کی لپٹ جھپٹ پیاری
کوہ ہین گرد کوہ، باب درہ
جھاڑیان بامیون کی دین اری
جھولو جھپٹ ہو کوئی تو دکھا سے
طبقے سارے وہ ارضی نباری
منرلو جھپٹ ہو کوئی تو بتا سے
کان کی ہے کہان طلا کاری
ہے طلا یا کنسیڈین ہے وہ گولڈ
یا ہے پیتل کی جھوٹی زرداری
لعل اگلتی ہے کونسی رگ سنگ
کرتی ہے کون سی گہر باری
کان گوگرد ہے کدھر مخفی
عین گوگرد ہے کہ ہر جاری
کوہ کو ہے سبیل انگشت گو
زلزلے سے جتے بے سرو کاری
یہ ہین لیکن عجب طرح کے پہاڑ
ان پہ ہر دم ہے زلزلہ طاری
کیا عجب کوہ آتش افشان کی
پاس ہی ہو کہین شرر باری
بھاگ شہباز ہے مقام خطر

ڈیم ولکن، اینڈ ہز کواری

شام شملہ

(برسات مین)

معزز ناظرین! کسی زمانہ مین دل زندہ تھا۔ ہم زندہ تھے۔ آپ کہین گے کہ زندہ آپ ابھی تو ہو۔ ہم کہین گے ہان مگر وہ گور۔ وہ زندگی موت سے بدتر ہے۔ جس مین انسان وطن سے دور احباب سے جُدا۔ افکار مین مبتلا ہو۔ نہ روشن خیال دوستون کے جلسے ہون۔ نہ روشن خیالیون کے چرچے۔ آزادی ہے کہ کمر بار بن گئی ہے۔ فرائض منصبی کا ایک سلسلہ ہے کہ آزاد خیالی کے حق مین زلف مسلسل ہے۔ یا زنجیر جنون۔ اس پر بھی چین نہ آیا۔ وہی پُر پیچ سلسلہ پردے پردے مین یہ ہوکی ہی دیے جاتا ہے "بس دیکھو تو ہمکو اور اپنی اسیری کو۔ غیر کو دیکھا تو تم جانوگے"! حضرات! بعض وقت تو یہ جی مین آتا ہے کہ زنجیرین توڑ کر جنگل کی راہ لو۔ دامن صحرا پر خوب لوٹ لگاؤ۔ آہوان وحشی کی پیاری پیاری خوش فعلیان دیکھو۔ طیور کی نغمہ سنجیان سنو۔ مگر تعلقات دنیا کہتے ہین وادہ یہ نہین ہونے کا۔ یہ زنجیر بہت مضبوط اسٹیل کی ہے۔ مشکل سے ٹوٹیگی افسوس نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ کبھی کبھی جب ان افکار کی بھیڑ بھاڑ کم ہوتی ہے بتقاضاے بشریت رنگ طبیعت اور پچھلی صحبتون کے اثر کو جو داغ دل کی صورت مین باقی ہے ابھارتا ہے جی یہ چاہتا ہے کہ ہم آپ کے حضور مین حاضر ہون پھر اپنی صورت دکھائین۔ گو اوس صورت پر بشاشت و فرحت نام کو بھی نہ ہو گو کیون نہ رنگینی ہو لیکن وہ تقاضا اس قدر کم نور ہو گیا ہے کہ اوس کی سرگرمی کی کمی سے دل جلد سرد ہو جاتا ہے اور کچھہ سوچ سمجھہ کر ہم رہ جاتے ہین۔ کوئی زمانہ تھا کہ ہم بے بضاعت بھی بازار علم کی طرف جا سکتے تھے اور اب بھی اودھر جانے کو جی چاہتا ہے اور کچھہ لیکر۔ اور کچھہ نہ سہی چند ٹوٹے ہوئے شعر ہی سہی۔ اس خیال کے آتے ہی افکار کا ہجوم آکر گھیر لیتا اور قافیہ تنگ کر دیتا ہے۔ غرض اوس آسانی سے طبیعت نہین آتی ہے۔ اپنے خزان رسیدہ باغ سے جب پھول نہین ملتے ہین تو بے غیرتی یہ کہتی ہے کہ چلو پبلک گارڈن سے چن لائین بشرطیکہ کوئی سیاہ تختی سفید حرفون مین ممانعت مذکر تی ہو۔ اس مین کسی قدر کامیابی ہوتی ہے۔ مگر بدیر و بدقت۔ اب جو خدا خدا کر کے کچھہ گلاب کے پھول مل بھی جاتے ہین تو ایشیائی مذاق کے موافق گلدستہ نہین بنتا۔ طبیعت داد شاعری ملکہ مجھے لینا کہنا چاہیے کہ تک بندی کو خیرباد کہے ہوئے مدتین گزرین۔ اب رہی یہ بات کہ غیر زبان کی شاعری کا اپنی تک بندی کے ذریعہ سے ادا کرنا۔ اوسکی کیفیت سُنیئے کہ سنسکرت بالکل سمجھہ مین نہین آتی بنارس کے پنڈت کی ضرورت ہوتی ہے رہی انگریزی وغیرہ اوس سے کسی قدر مناسبت سہی۔ مگر اوس کے سنس اور فورس کو اردو زبان مین ادا کرنا اور پھر اس قدر عرصہ تک مشق نہ رہنے کے سبب کارے دارد۔ وہ زمانہ میل ٹرین کیطرح لد گیا جب ہم آپ کو اس ذریعہ سے کسی قدر خوش کر سکتے تھے

خوش نصیب، و خوش خیال با مذاق احباب اب تک ہمکو چھیڑے جاتے ہین کہ چپ ندرہین۔ کچھہ نہ کچھہ کہے جائین بعض جان پہچان اڈیٹران اخبار غیرت دلانے اور ہماری خدمت گزاری کو یاد دلا کر موجودہ خاموشی پر چوٹین کر رہے ہین گزشتہ چند ماہ سے یہ چاندماری زیادہ زور پکڑتی جاتی ہے۔ اور ہم ہدف بنے ہوئے ہین۔ دوستون کے اصرار سے مجبور ہوکر کبھی ہم دل مین یہ تہیہ کر لیتے تھے کہ شکایتون کی بوچھار کو روکو۔ اور جو مرضی یارون کی ہو وہی کرو۔ اس آزادی مین گرمی پیدا نہین ہوتی تھی۔ اتفاق وقت سے یہان ایک مہربان ایسے مل گئے کہ اونھون نے ہجوم افکار اور کار سرکار کی رعایت سے بہت دبی زبان کے ساتھہ اصرار شروع کیا اور اوسکا سلسلہ یہان تک جاری رکھا کہ ہمکو اپنی پرانی رفیق کتابون کی طرف ہاتھہ بڑھانا ہی پڑا ہاتھہ بڑھا کر گرد اور کیڑون نے جان پہچان سمجھکر شیک ہینڈ کیا۔ کتاب انڈین ملینیڈ مصنفہ جی بارلو۔ ام۔ اے ہاتھہ مین آئی۔ صفحہ ۵۰ پر نظر جا پڑی۔ اور انگریزی نظم "آن دی مونٹس سٹ ویورنگ۔ دی مائن" قابل ترجمہ پائی گئی۔ چونکہ یہ ایشیائی مذاق سے ملتی جلتی ہے۔ طبیعت نے اس کے خیالات کا لینا قبول کیا۔ یہ تو سب ہو گیا لیکن کم لیاقتی اور عرصہ کی چھوٹی ہوئی مشق نے پھر آزادی مین تزلزل پیدا کر دینا چاہا۔ مگر اونہین مہربان نے پھر ابھارا۔ ہمت بندھ گئی۔ آخر کار کم فرصتی کم لیاقتی۔ کم مشقی کی طرف سے چند گلشنون کے لیے کسی نہ کسی طرح چشم پوشی کرنا پڑی اور اوس انگریزی نظم کے خیالات ذیل

(ترجمہ) کانون کے دیوتا ولکن کو جہنم مین ڈال اسکے کانکنی راہ سے کترا کے چل دے

Damn Vulcan, and his quarry

ٹرکی۔ (انگلینڈ سے) یار اگرچہ بیمار ہیں مگر اب بھی ہاتھ ہٹانے کو طیار ہیں۔

کی اردو نظم مین کھینچ تان کر لائے گئے۔ اب آپ سے اُمید ہے کہ پچھلی فروگذاشتون اور غیر حاضریون کو ضرور معاف فرماکر اس ہدیۂ محقرہ کو قبول فرمایئے۔ ورنہ پھر مین ایسا غوطہ لگاؤن گا کہ آپ ہمیشہ ڈھونڈتے رہیئے گا اور کبھی نہ ملونگا۔ لیجیئے سُنیے۔

وہو ہذا

دہ پنیرائی نظم مخدومی پنڈت تربہون ناتھ صاحب شیوپوری ہے

تمام مقام سہ سیتاپور (اودہ)

شاد خاور چلے ہین مغرب کو   اک ذرا رنگ آسمان دیکھو
طبقات سما رعیت ہین   حکمران بادشہ سلامت ہین
وقت ہے رخصتی سلامی کا   اون مین کھولا ہر ایک نے جھنڈا
ہو جہان تک رسا یہ پیک نظر   دے نگہ کام جا کے گردون پر
دیکھو رنگ شفق کی شوخی کو   اور پھر اوس مین شان شاہی کو
لطف دیتا ہے آسمانی رنگ   یہ طلائی یہ ارغوانی رنگ
شام کے وقت دھوپ کو دیکھو   پھیر گردون سے دھوپ کو دیکھو
ارغوانی شفق کا ہے جوڑا   دھوپ کا رنگ بنگیا ہے طلا

شاہ خاور کو ہم کہین ماہیا   وہ گزرتا جلوس ہے اونکا
دور خورشید کا تمام ہوا   ڈھلتے ڈھلتا اور وقت شام ہوا
رتھ کو روکا ہے اتوار دیہ نے   کہ جھکتے کتا ہے پھر آکے
دیکھتے ہین وہ مڑکے حسرت سے   اب زیادہ ٹھہر نہین سکتے
آخر کار چھپ گئے راجا   حکم قدرت تھا کچھ بھی بس نہ چلا
چھپتے جاتے ہین دیکھیے دھندے   تھے مہاراج کی سلامی کے
نہ طلا ہے نہ ارغوان باقی   اون کی موزونیت کہان باقی
ماتمی ہے لباس گردون کا   اک اندھیرا سا ہر طرف چھایا
ہان مگر جھانکتے ہین کچھ تارے   دیکھیے وہ سیاہ پردے سے
عزم بالجزم ہے یہ تارون کا   آئین جب تک کہ لوٹ کر راجا
پھر سے چوکی سے انکو کام رہے   خیرخواہون مین اونکا نام رہے

ان ستارون سے مگر ٹپکتے ہین   آنسوؤن سے ہین یہ وہ پانی کے
اشک گرکر یہ ہم سے کہتا ہے   حال کچھ اور انکے دل کا ہے
کہہ رہے ہین یہ مسافت دیدۂ تر   غم نے چھائی ہے چھاؤنی دلپر
اشک ریزی علامت غم ہے   روشنی اونکی جس سے مدہم ہے

صبح کو شاہ جلوہ گر ہون گے   پردہ اگلے سے کرو فر ہونگے
ہم نے مانا کہ پھر رعیت پر   حکمران ہونگے خسرو خاور
کم سے کم آج رات بھر غفلت   ہوگی بیشک بکثرت و شدت
کچھ نہ ہو پھر یہ گریۂ دو نہار ہی   آج شب کو ضرور ہی ہوگی

ملکۂ آسمان کی آئی   جان سارے جہان کی آئی
شان و شوکت سے سلطنت کی ہے   جاہ و حشمت کے ساتھ نکلی ہے
ہے یہ تشریف لانے سے مقصود   شاہ جب تک یہان نہین موجود
نہ رعیت ہو اوس کی کچھ غمگین   دل بڑھانے یہ اوسکا دے تسکین
خوش آئند ظاہر مین ہے یہ بیچاری   ہے حقیقت مین رنج کی ماری
دیکھیئے تو غبار چہرے کا   کہہ رہا ہے ملال کا قصہ
رنج دل مین ہے کچھ ضرور اسے   ہے جو کہانے کو یہ سرور اسے
ہے کدورت کی گرد کا یہ غبار   اس سے ہوتا ہے درد کا اظہار

نکلے سرگوشیان کچھ کہین   وہ جو ہمداری تھی ہو رہی مین ہین
دیکھو جنگل کے ... ہے کا   آرہی ہے یہ سب ہین سے صدا
لو سنو اور بڑھ گیا ہے شور   آج باندھے ہین یہ صبا نے زور
تیز جھونکے صبا کے ہین باغی   فکر کرتے ہین یہ چڑھائی کی
رعد یہ ہے کہ ہوگئے سب ایکا   قلعۂ چرخ پر کرین دھاوا

تم نے وہ تیز روشنی دیکھی   سب علامت تھی وہ لڑائی کی
دیکھ لی روشنی رہو ہشیار   اب گرج کے لیے رہو تیار
رعد کا شور جب چرخ پر ہوگا   گوش اہل جہان کا کر ہو گا
ہو جو ممکن تو کان بند کرو   ڈر اگر توپ آسمان کا ہو
لو سنو توپ کی صدا آئی   روح اہل جہان کی تھرائی

نظر آتا ہے کہ وہ چپ کھنسا | یاد ہو آن ہے یہان کی آنکا
کچھ بھی وقت مین نظر نہین آتا | آنکھ مین نور ہی نہین گویا
گر سماعت پہ تم کو قدرت ہو | سنسناہٹ ذرا ہوا کی سنو
سنسناہٹ نہین ہوا کی ہے | نزع کے وقت سانس چلتی ہے
اس سے معلوم ہمکو ہوتا ہے | دم نکلتا سوار و اسپ کا ہے
شاہ اعظم پھر آ گئے لاہور | رو سے روشن دکھائیے بعد
لوٹ کر آئین جلوہ فرمائین | یہ جو باغی ہین سب چلے جائین
تخت کے واسطے یہ لڑتے ہین | تاج کے واسطے جھگڑتے ہین
آئین پھر آپ آن بان کے ساتھ | اپنی جبروت او رشان کے ساتھ
اس سے کافور ابتری ہو گی | پھر وہی دہوم آپ کی ہو گی

روز روشن کرے گا پہر تسلیم
آپ کو اپنا بادشاہ عظیم

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہو گی

واللہ قسم ہے جناب امیر کی مجھکو آج بڑی شکایت ہے جو صدمہ دل پہ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ ایسی امید ہرگز نہ تھی کہ اللہ سارے جہان کو نیوتہ دیا گیا۔ دنیا بلائی گئی۔ اتنا بڑا عظیم الشان جلسہ کیا گیا۔ اسے وہی مسلمانون کی انجمن کانگریس کا اور غضب خدا کا نہ بلائے گئے تو ہم لوگ۔ دودھ کی مکھی کی طرح نکال کے الگ پھینکے گئے۔ اس جلسے مین سب کے متعلقین کو نیوتہ دیا گیا۔ اور ہم سے یون آنکھ پھیر لی گئی۔ خیال کرنے کی بات ہے۔ ہمارا فرقہ کس قدر کام آتا ہے۔ شادی بیاہ دعوت کے جلسے کی رونق ہمارے ہی بدولت ہوتی ہے۔ پھر آخر اس کی وجہ (باقی)

کیا کہ اس جلسے مین ہم کو بلاوا نہ آئے۔ ہم لوگون کا یہ حال ہے کہ جسوقت قاغذ (کاغذ) استاد لائے ہین اور بھیلانے بیٹھے لگے سب پڑھا ہے۔ اور معنی مطلب بتایا ہے۔ اوس گھڑی سے گھر بہر مین چل بہل مچ گئی تہی۔ اور امان جان نے تو جھٹ پاندان مین تلف (قفل) لگا کے سب چیزین اوٹھا اوٹھا کے سینتنا شرو (شروع) کردین۔ اور ہم لوگون کے کپڑے لتے۔ گہنا پاتا درست کرنا شروع کر دیے۔ استادون کو نادری حکم دیا تہا خبردار خبردار ہر ایک نیا جوڑا پہن کے اوس دن آئے۔ اب کہان تک بیان کیا جائے اوس گھڑی سے برابر امان جان نے دم نہین لیا۔ ہر وقت منتظر رہین۔ کس وقت کچہری آتی ہے اور جلنے کی تیاری ہوتی ہے۔ حتے کہ یہان تک وہ دن بہی آیا اور گزر گیا۔ اور کسی نے جھوٹون نہ پوچھا۔ ہم لوگ جدا سویرے سے اس جاڑے پالے مین نہا دھو کے۔ بن سنور کے بیٹھے۔ ایک طرف ہاتھ پاؤن ٹھٹھرے جاتے تھے ایک طرف ٹھنڈا ٹھنڈا زیور جل سے بدن مین لگتا تہا۔ میرا تو یہ حال ہوا کہ جب استاد نے ایک پیالی چاء کی لبند ہو کے پلائی تو جان مین جان آئی۔ اور استاد بچارو کا تو یہ حال تہا کہ چسکی پہ چسکی پیئے جاتے تھے اور نشہ ہی نہین ہوتا تہا۔ بخدا اوس دن ان غریب کا بہی برا حال ہوا۔ پانی آنکھون سے جاری۔ ناک جدا بہتی تہی اکڑے اینٹھے ہو رہے تھے۔

غرضکہ اپنا تو یہ حال اور ہمارے ساتھ لوگون کی یہ سرد مہری۔ گویا آنکھون پہ بالکل ہی ٹھیکری رکھ لی۔ جیسے کبھی ساتھا ہی نہ ہو گا۔ یون تو خیر سب کام دنیا کے ہو ہی جاتے ہین۔ مگر سنتے ہین۔ کان گنہگار ہین۔ راس (راست) دروغ گردن راوی۔ کچہ بے لطفی سی ضرور رہی۔ پہر وہ تو خدا ہی نے کما تہا۔ بہلا کوئی کام کاج جو بغیر ہم لوگون کے کرین گے خاطر خواہ انجام پا سکتا ہے جلسہ کا ہیکو تہا کسی کی مجلس تہی۔ کچہ لوگ حدیث خوانی سی کر کے چپ ہو رہے۔ بہلا جہان ساز نہ ہو وہان سوز کیا ہو سکتا ہے اگرچہ ملا لوگ ناچ کو حرام کہتے ہین مگر اسی حرام حدیث مین مزہ ہے۔ اگر آج اس مبارک ہونہار جلسے مین شریک کیے جاتے تو امام حسین کے لہو کی قسم ہم مین سے ہر متنفس مردہ اور زندہ عاشقون کے گردہ کے گردہ اپنے ہمراہ لاتا۔ جو علاوہ شمار بڑہانے کے جوش و خروش بڑھانے مین ہاتھ بٹاتے۔ اور علاوہ اس کے ہم لوگون کے چہرون کی کشش۔ اور دلربا ادائین بیکار پیار سے غمزے۔ بہولی بہولی باتین۔ بانکی چتونین۔ مخالفین کو بہی

ہاروت ماروت کی طرح کشان کشان چاہ‌گاہ میں گھسیٹ اپنا کلمہ پڑھوا دنیں یا جو آپ لوگ فرماتے دو کرو اور گلو چھوڑتیں بکے۔ افسوس یہی ہے کہ آپ کی ذرا سی غفلت میں ان سب باتوں پر اوس پڑگئی۔ اور آپ کے ساتھ ہماری امیدون کا بھی خون ہوا۔

خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو گیا مگر آپ کی بیمروتی اور اس طرح ہم لوگون کے آنکھین پھیر لینا کئی پشتون تک یادگار رہیگا۔ افسوس ؎

تو کدام بیوفائی کہ ز دوستان ندیدی
نگرانمدان ولایت کہ توئی وفا نہ شد

یون تو ہمارے فرقہ بھر کو اس کا رنج و صدمہ ہے۔ لیکن دو ایک مخصوص خاندانون میں تو اس دن سے کہرام مچا ہوا ہے بلکہ تعلیم کے وقت بجائے ٹھمری ٹپے اسکے۔ واورے۔ غزل کے اک تارے پہ لیہ نوحہ پڑھا جاتا ہے۔ ؎

ہاے رے اب یان سے اپنی آب و دانا اوٹھ گیا
ناچ مجرے اوٹھ گئے انعام پانا اوٹھ گیا
رو رہی ہین بوڑھی امان کہہ رہی ہین ہاے ہاے
یہ غضب کیسا ہوا مجرے پہ جانا اوٹھ گیا
یہ یان جب گھر کی جلسہ مین طلب نے نگین
رنڈیون کا بس اسی باعث بلانا اوٹھ گیا

جلسہ ہوں کچہریوں اور ہر وہ سے دیکھا کرین
ہم کو کیسی بلی کا نا بجانا اوٹھ گیا
رنڈیان گر آتین پھر گڑبڑ نہ ہوتی ایکدم
رنڈیون کا آپ کے گھر سے بلانا اوٹھ گیا
دیکھ لیتے تھے سہلا برے پہ تو عشاق کو
عشق بازون سے بھی اب دل کا لگانا اوٹھ گیا
واہ صاحب جلسے میں ہمکو بلایا کیون نہین
قاعدہ کب سے یہ اے صاحب پرانا اوٹھ گیا
کیا کہین ہم تو رپٹ قائم کراتے خون کی
پر ہمارے مرزا سے تحصیل و تھانہ اوٹھ گیا

اچھا صاحب۔ سو سُنار کی ایک لوہار کی۔ کبھی گاڑی ناؤ پر اور کبھی ناؤ گاڑی پہ۔ آپ نے تو ہماری آرزون تمناؤن کو سوخت کرکے سب کچھ پیشواز اور زیور وغیرہ کی درستی اور تیاری مین صرف کرایا ہے۔ تو سہی کہ اس کا بدلہ ایسا کا لا جائے کہ آپ لوگ دیوانہ وار کہتے پھرین ؎

وصال ظاہری ممکن تو ہی لیکن جو تم چاہو
جو تم چاہو کہ سامان ہو جائے تو کیا ہو نہیں سکتا

تم جانتے ہوگے کہ ملّا نہون گے تو دہزد (مسجد) مین اذان نہ ہوئی۔ آج سے اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ۔ نہ آپ کو ہم سے کچھ واسطہ نہ ہم کو آپ سے کچھ سروکار۔ ہمارے جلسہ تفریح کے وہی سامان رہین گے۔ مگر آپ کے یہان تقریبون مین انشا اللہ بھیرون ہی ناچا کرے گا۔ بس۔

ملتمسہ۔ شیرین جان۔ پری جان۔ کشائی جان۔ سہائی جان۔ نمکین جان وغیرہ۔

توکل علیہ الرحمتہ

از شاخ کہنہ میوۂ نو رس غنیمت ست

پیر فرتوت حسن سفید کا خضاب۔ پوپلے جھریان پڑے منہ مین ضعیفے جوگے کی بہار سینہ مجوزہ کا سندی سے ہاتھ پاؤن رنگنا۔ مسی کی دھڑی۔ کافور لے ہوئے عطر عروس کی لپٹین جو لطف پیدا کرتی ہین وہ ہمارے شہر کو آج کل سلامتی سے حاصل ہے کیا وجہ کہ چھوٹے بڑے لاٹ صاحبون کا نزول اجلال۔ دربار و دعوت کے جلسے کانگریس کی دھوم دھام۔ تھیٹر کا اہتمام باہر سے راجون مہراجون کا تشریف لانا دوکانات کی سجاوٹ۔ مکانون کی آراستگی ایک مزہ دار کیفیت پیدا کیے ہوئے ہے ۱۳ - تاریخ کو حضور ویسرائے کا دھوم دھامی دربار بھی ہوا۔ اور ہم کو تعلقدارون کی طرف سے قیصر باغ مین دعوت ہوئی۔

سُنتے ہین جب مامون رشید وغیرہ نوشیروان مین داخل ہوا ہے اور اوس کی حنوط کی ہوئی لاش سے کہنہ بوسیدہ پوشاک اوتروا کے اُسے نیا شاہانہ لباس پہنایا ہے تو زانو کے نیچے طلائی تختی ملی۔ اوس مین لکھا تھا کہ میرے بعد ایک بادشاہ آئے گا اور وہ مجھپر یہ مہربانی کریگا مگر مین زندہ نہونگا کہ اسکے شایان شان مدارات کرون۔ پس تین دفینے جو اس خیمے مین ہین اوسکے نذر ہین۔ چنانچہ حضور ویسرائے نے جو اس مرحوم شہر کو یہ گویا لباس پنہایا ہے تو اونسے بھی چار دفینے نذر کیے ہین (۱) پرانے سنیٹ سٹے یعنی اگلے شہزادے اور نوابون وسے۔ (۲) گردہ تعلقداران (۳) مشہور قدیم عمارتون کی سیر مثل حسین آباد رزیڈنسی وغیرہ (۴) یہان کے عام باشندون کی حالت موجودہ۔ یقین ہے یہ چارون باتین ایک سلیح۔ زمانہ دیدہ ویسرائے کو ان خزانون سے زیادہ قیمتی ثابت ہون گی جو مامون رشید کو دولت نوشیروانی سے ملے تھے۔

مقوی اعصاب
تریاق اطفال
نور علی نور
پتہ زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حفظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست عدالت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑبال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائے موتیابند - ناخنہ - پانی جاتا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم ہمارے ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسی لیے کم رکھی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - میرے کا سفید سرمہ اصلی فی تولہ تین روپیہ خالص میرہ فی ماشہ بیس روپیہ - عنبری سرمہ فی تولہ ۱۰ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیے - **المشتہر** - پروفیسر مایا سنگھ اہلووالیہ مقام ٹبالہ ضلع گورداسپور - پنجاب -

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار مایا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بہت ہی اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر - ناخنہ بالخصوص ہر حالت کی جھلی کا زخم اور نیز پپوٹوں کی گرانی چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر یا زہریلی شے نہیں ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے اسلیے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر ڈی - ایم - سانگلی صاحب بہادر - ایم - بی ایم - ایس - سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی شہادت دیتا ہوں کہ جو سردار مایا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ قادر بی بی عمر ۹ سال سکنہ [illegible] پر کیا جو بد نظر تھی اسکی آنکھوں کی پلکوں میں [illegible] ورم ہوئے تھے اور زیرو ال پڑ رہے تھے اسکی آنکھیں بہت سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیاء کو جو اسکی آنکھوں سے تین گز کے فاصلے پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے نہیں دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی -

راقم - خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار مایا سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاص کر ان لوگوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار یا کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے -

راقم - ڈاکٹر بیج لال گھوس - ایم - بی - ایل - ایم - ایس - اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں بھی اسکی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے میرے کا سرمہ جو کہ سردار مایا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لیے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ - ایل - ایم - ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو [illegible] نیشنل بنک میں [illegible] کے لیے پانچ [illegible] میں جمع کیا گیا ہے

حضرت شہباز کے اچھوتے خیالات

غزل نو طرز مصرع

پھول سے عارض سے ہے مکھڑے پہ رونق گلشنون
خال کے دانے سے ہے چہرے پہ زینت خرمنون
جھانکتی ہے اس بیلی آنکھ سے بہ قیعون حیا
ہے جھلکتی ان جھکی پلکون سے عفت چلمنون
بانکپن ہے اسکے سر پر سر جھکاے ٹوپیون
جامہ زیبی ہے گلے سے اسکے لیٹی اچکنون
ذلف میں اسنے پروئے جبکہ موتی بال بال
من اگلتے سانپ لہرانے لگے ہر سو منون
ماہ نو ہے اس قدر اسے چرخ تو نازان نہو
اسکے ناخن سے کل آئینگے ایسے در جنون
کیون نہ بیٹھے نیکے زلفونکا تصور مار گنج
دفن ہے دل مین ہمارے اعقد حسرت مخزنون
چشم فتان مین ہے اسکی خوش نگاہی نرگسون
ہے مسی مالیدہ ہونٹون پر اداہٹ سوسنون
وصل سے گہر مین ہین سامان تعیش بر سون
عشق کو ہین یاد اداب تمدن لندنون
قتل گہہ مین شوق دیدہ است ک تیر انداز کا
شرح سینہ سے کھلا دل مین بہر استار روزنون
جبکہ وہ گل خندہ سے ہنر کاٹے مین نار شوق
ہو کنول سے و لکے روشن سوز حسرت گلخنون
چشم کی برسات مین ساون سے ہے بہادون ملا
اب تو بہادون کی بہرن پڑتی ہینگی ساونون
اسکی دو آنکھین مین ہنکا جاث ٹوٹے گا جگنون
گنتے گنتے جگ گزر جائین اگرچہ بیسون
تیوریان اوس ترک کی چڑھکر فصیل ناز پر
سینکتی ہین قلب کے ڈھانے کو تیر گو پینون
اسکی چوٹی مین سلجھتا ہے الجھن کنگھیون
اسکے مکھڑے پر چمکتا ہے چمکدار دربنون
سینے پر اسکے دو گھتن جن مین سختی گولیون
جیب مین اسکی دو گولی جس مین نرمی بکھنون
ایک ہی سنجوگ مین ہے اسکے تیر تہ تیر ستون
ایک ہی دیدار مین ہے اوسکے درشن درشنون
ناز کی کوڑی ہے پیسے مین تو عاشق کوڑیون
حسن کے سر چے ہین آنکھون مین تو شیدا و رجنون
مل رہیے کھو کر جی جیتے جی کی ہے یہان
خاک مین مل مل گئے ہین ورنہ ایسے ملینون
ناچیا جنکو نہین آتا ہے سیدھے طور سے
انکو پہر آنگن نظر آتا ہے ٹیڑھا آنگنون
زمزمے مین مکھیون کے رنگ ہے سارنگیون
نغمے مین چڑیون کے ہین ہر باغ مین ک ارگنون
آدمی ہی مین بھری ہے شاعری بی جاگرون
آدمی ہی مین دھرا ہے فلسفہ بی نیوٹون
قطرے قطرے مین ہے رحمت سلسبیلون کوثرون
ذرے ذرے مین ہے نور جلوہ طور وادیمنون
آگے اوس سلطان کے شہباز تو گردن جھکا
فرض ہر گردن پہ ہے جس کی اطاعت گردنون

وہ مارا

آج تو اینجانب علیہ الرحمۃ نے وہ گتھی سلجھائی - وہ معما حل کیا۔ وہ پہیلی بوجھ دی کہ استاد کا بھی دل پھڑک اوٹھا عش عش کرنے لگے۔ عقل دنگ ہو گئی۔ ہوش رفو چکر ہو گئے۔ شمار تو نہ تھا مگر جھاجھل دار ٹوپی سر سے اتار کر مجھے پہنا دی۔ سچ کہتا کیا دور کی کوڑی لایا ہون۔ ذرا شاباش کہہ کے میری پیٹھ تو ٹھونک دو کہ ننھا سا دل بڑھ جاے - ارمان اس غضب مین اندھیر اور اندھیر مین غضب کو تو دیکھو کہ چاند ماری کا پتہ بھی نہین مگر وہ تاک کے فیر کیا کہ چاند ماری سمیت گولی اُس پار تھی - اب جو آنکھ کھولتا ہون تو نہ وہ بندوق ہے نہ استاد نہ مین - فقط ایک بخشا خا ہاتھ مین ہے اور حسین آباد کی سڑک پوچھتا چلا جا رہا ہون مگر بار علم قیافہ سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ استاد کی کھوپڑی مین پہلے ہی سے صرف مجھے سرٹیفکیٹ دینا منظور تھا ورنہ اسی ایک سوال پر خاتمہ نہ کرتے۔ اب سے دور یہ مرض خاص میری ہی خاطر سے استاد کو پیدا ہوا تھا۔ واہ رے مین کہ استاد نے فقط بیل کا نمونہ بنایا تھا اور مین نے اوسی بیل مین سیکڑون پھول پتیان اور بوٹے لگا کر دکھا دیا ؎

این کار از من آید و مردان چنین کنند۔

رات کو آٹے دال کے بہاؤ مین جو استاد غوطہ زن ہوئے تو اسکول کے دروازے پر آ براجے کبھی چہل قدمی کی کبھی پیٹ گاو سہلائی۔ کبھی پتلون سے بٹن کھول کر موتنے لگے کبھی سیٹی بجائی۔ جب اس سے بھی تسکین نہ ہوئی تو گھبرا کر شاگردون کو پکارنے لگے۔ استاد کی آواز سنتے ہی دل بیچین ہو گئے۔ سب کے سب گھبرا گئے کہ یا الٰہی یہ کیا مصیبت آ پڑی کہ استاد سر پر پاؤن سکھے پکا رتے چلے آتے ہین۔ اور بندہ درگاہ تو استاد کی نیچر حالت سے پورے ماہر تھے اس لیے سب سے پہلے جس نے لبیک کی آواز دی وہ آنجہانی نینے اینجانب علیہ الرحمۃ تھے۔ میری آواز کے ساتھ ہی سب شاگرد جیسے بندر درخت سے کود کر آ پڑتے ہین دفعتہ سیڑہی سے دھما دہم اوتر پڑے اور کوٹھے کو حوالہ شیطان کر دیا۔ پھر کیا کہنا تھا دیکھتے ہی استاد کی باچھین کھل کے کانون تک پہونچ گئین۔ چہرہ لشاش ہو گیا۔ آہیر اکر پکارا - اوٹھے "ہان اے شاگردون

اتنا بڑا انڈا کا ہیکا"

شاگرد بھی جواب دینے مین گستاخ ہو چکے تھے کافی جواب دیا۔ تب حکیم ہوا کہ اس مرتبہ صرف اسی بات پر پاس منحصر ہے لہذا خوب سمجھ کے جواب دینا۔ مگر پہلے یہ بتاؤ کہ "لیڈی اسمتھ سے بھی آگاہ ہو" ایک نے جواب دیا کہ وہ کس اسٹریٹ مین اور کس نمبر

لطیفہ - انجن چھوڑ گئسیٹن - ساتھی "ارے بھاگ آؤ" سپاہی - "ایک دشمن کو پکڑا ہے" دوست "اچھا اوسکو بھی کھینچ لاؤ" سپاہی "نہین آتا ہے" ساتھی "تو اوسکو چھوڑ کے تم ہی آؤ" سپاہی "اب وہ مجھے نہین چھوڑتا"

لطیفہ ۔ [illegible]

کوٹھی مین رہتی ہین ؟ ۔

دوسرے نے کہا وہی نا جو بیکل پرسوا ہو کر منڈھی ہوا کہاتی ہوئی آتی ہین اور نا پیچے باتین کرتی ہین ؟ ۔

تیسرے صاحب بول اٹھے لیڈی اسمتھ کیا وہی ہین جو آپ کے ہان لڑکا جنانے آتی تھین ؟ ۔

غرضکہ ایسے بے سر و پا جوابون سے استاد جھلا گئے قریب تھا کہ ناک بھون چڑھنے لگے تیوریون پر بل آجائے کہ دفعتہً ایک صاحب نے بات بنائی اور چونکہ انگریزی اخبار روزانہ دیکھنے سے مجھکو پوری حالت معلوم تھی تو بیساختہ کہدیا کہ جی ہان لیڈی اسمتھ اوس مقام کا نام ہے جہان بوئیر کی بلاے بے درمان قوم نے ہر طرف سے نرغہ کیا ہے۔ جہان سونے کی کان ہے اور فی الحال توپون کی دھواندھاری سے وہ سرزمین اس قدر گھوٹی جاتی ہے کہ اگر طلائی ورق کہیے تو بجا ہے۔

اُستاد ۔ شاباش میرے پیارے شاگرد شاباس میرے لائق شاگرد۔ آج تیرے ہی نصیبے مین فتح معلوم ہوتی ہے۔ تو اب پوچھنا یہ ہے اور امتحان کا خاتمہ اسی بات پر ہے کہ اس وقت احاطۂ بنگال مین کوئی ایسا مقام ہے جسے لیڈی اسمتھ سے تشبیہ دین؟ مگر اس کا خیال ضرور رہے کہ وہ مقام بھی کسی بلاے بے درمان کے نرغے مین پایا جاتا ہو ورنہ تشبیہ ناقص ٹھہرے گی۔

مین ۔ اجی حضرت یہ تو ایک بائین ہاتھہ کا کھیل ہے۔ تب کی سند کہ مشبہ مشبہ بہ اور وجہ تشبیہ سب بتا دون۔ اور مین نہ بتاؤن تو کون بتائے کہ مین خود اوسی متبرک مقام کا اک گل پژمردہ ہو رہا ہون جناب من وہ مقام ٹٹیا برج ہے جس پر چارون طرف سے ملیریا (وبائی بخار) نے جو بوئیر کی قوم سے کسی طرح بے رحمی مین کم نہین نرغہ کر رکھا ہے

صدہا کو گردن مروڑی مرغی بنا کے زیر خاک لٹا دیا ہزارون کو نیم بسمل کر کے چھوڑ دیا گھر ہین دس ہین تو دسون فقرے ملیریا نہ منہ سے بولین نہ سر سے کھیلین حکیم کو ڈاکٹری اور ڈاکٹر کو اسپے حواس کی تلاش۔ میان کو بی بی کی اور بی بی کو میان کی خبر نہین کہ کیا گزری۔ قبرستان مین بیس بیس جنازے رکھے ہین اور سبقت کی فکر مین لڑے مرتے ہین پر لے مُردے سے پکے رہے ہین کہ دیا ہوا تو یہان جگہ نہین کیون ہمین سے چھین کرتے ہو کوئی اوسے کمر و ہو ند دو۔ اور یہ تازہ وارد بیچارے گڑگڑا کے التجا کرتے ہین کہ اے برادران ایمانی ہم بھی تمہارے بھائی ہین کچھ تو بھائی چارے کا حق ادا کرو۔ تھوڑے تھوڑے پاؤن سمیٹ لو کہ ہم بھی ایک کونے مین سمٹ کے پڑ رہین۔ نہانے والون پر غسل مس میت کے ساتھہ ہی غسل میت بھی فرض ہو گیا۔ گورکن جس نے ہزارون قبرین کھود ڈالین اپنی قبر کے لیے ترس رہا ہے۔ الحمختصر امیر ہے یا غریب چھوٹا ہے یا بڑا۔ عورت ہے یا مرد اچھا ہے یا بیمار۔ زندہ ہے یا مُردہ سب کے سب مضطرب اور گھبرائے ہوئے نظر آتے ہین۔ بقول حضرت امیر مرحوم ؎

بحد ہے آکر ذرا خبر لو کہ بیقرارون کا حال کیا ہے
تمام اعضا پڑے مین بیجس مگر دل انکا اچھل رہا ہے

اُستاد ۔ کیا کہنا میرے عقلمند شاگرد شاباش خوب پہیلی بوجھی۔ حق تو یہ ہے کہ تو نے ارسطو کے کان اور لقمان کی ناک کاٹ لی۔ مین نے پہرون مین سوچ کے پہیلی بنائی اور تو نے آن واحد مین وہ لچھے دار جواب دیا کہ دل پھڑک اوٹھا

مین تو مرشد تھا تو ولی نکلا
لے اب جا اور اطمینان سے شہر و پیج کو ڈبل پرموشن دوونگا۔ اور تیری سفارش کروونگا کہ سرکار سے ہر سال چار جوڑے کوٹ پتلون کے ملا کرین۔

راقم ۔ لال بجھکڑ درجۂ پانچ کلکتہ

مسٹر پنچ کا پوسٹ بیگ

جناب بندہ ۔ آج کل مین نہایت تردد۔ گھبراہٹ۔ پریشانی اور خلفشار مین مبتلا ہون۔ تو وجہ کیا کہ ایک طرف تو نیشنل کانگرس والے بندے کو اپنی جانب کھینچتے ہین دوسری جانب انٹی کانگرس والے مع متعلقین اپنے یہان شریک ہونے کی تکلیف دیتے ہین۔

مین یکرنگ آدمی ہون سب کو ایک ہی آنکھہ سے دیکھتا ہون۔ پس فرمائیے کون تدبیر ہو جس مین فریقین کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

راقم ۔ یکرنگ ۔

جواب ۔ آنکھہ پھوٹی پیر گئی۔ سر درد دوسری کو بھی پھوڑ ڈالیے۔ اب رہے متعلقین ان کو سو کام چھوڑ کے شرکت کی اجازت دیجیے۔

مہربان بندہ ۔ جلسۂ انٹی مین جو ہم ولگ طلب کیے گئے تھے تو وضع کی تصریح نہ تھی۔ مہربانی فرما کر اطلاع دیجیے کہ اگر اب کی مرتبہ طلبی ہو تو کونسی وضع مین جائین۔ بڑے پائنچے پہن کے چلنا دوبھر ہوگا۔ علاوہ اسکے پائنچے سنبھالین گے یا سلام۔ مجرا۔ بندگی کرین گے۔ گھٹنا مردانی وضع ہے۔ لہنگے کا رواج نہین۔ جیسی آپ کی راے ہو۔

راقمہ ۔ شہر بھر کے متعلقین

جواب ۔ اسکا جواب اپنی خالون سے پوچھو۔

لطیفہ - ایک گواہ سے وکیل مخالف نے سوال کیا تمہارے گھر میں زینہ کس سمت ہے - جواب - جو اوپر سے پوچھو تو نیچے کی سمت اور نیچے سے پوچھو تو اوپر کی سمت -

بھیا پنچ ہو۔ یہ سا ہر (شہر) مان کا تمام
لوگ الٹی کا تنبو ابنا کرت ہین۔ آنٹی آنٹی
کا رو پیا سبت بٹورت ہے۔ تون آنٹی مان
و ہرے لی تو ورا اجیو ہے۔ سنت سنت
ہم اس کہس ہوئے گئے تنکل جان نہ پاوا
کہ آسے کا۔ او۔ ہان ہو بہہ ہین بہتی آ لی
یا کہ تنبو کے تلے سبت منیکن بیٹھے و بیات
اور بکت (زور زور سے بولنا) رہین
اور سبت منیکن لال کاگد (کاغذ) چیل چلہا
با نچیت رہین۔ تون ہمکا بتاؤ یہ ہے کا۔

راقم۔ دھنو دھر۔

جواب۔ شمار معتقد ار ملو سے بایہ
تمکو ان جھگڑون سے کچھ واسطہ نہین ہے
نہ جاننے کی ضرورت ہے۔

جناب منشی اودھ پنچ صاحب دام لطفہ
پس از سلام مدعا اینکہ آپ نیشنل کانگرس
وانٹی کانگرس سے تو کیا ملکہ اوس کی جڑ
یعنے جڑ کی جڑ بنیاد ملکہ اوسکی بہی جڑ یعنے تہہ
ملکہ اس کی بہی جڑ یعنے بامون تک سے
واقف ہون گے۔ پس پوچہنا یہ ہے کہ
ان دونون مین سے کس مین شرکت
کی جاوے۔ ہان ایسی راے ہو جس سے
میرے گہر مین پہوٹ نہ پڑے کیا وجہ کہ
گہر کے لوگ انٹی ہین۔

راقم۔ شغال خان۔

CHAMBERLAIN'S
COUGH REMEDY

چیمبرلینس کف ریمیڈی

(چیمبرلین صاحب کی کہانسی کی دوائی امریکا مین بنائی ہوئی)
ہر قسم کی کہانسی زکام نزلہ بچونکی کہانسی کالی کہانسی
سل گلے کی کہرکراہٹ۔ اور ہر وقت کی تہوڑی تہوڑی
کہانسی کو بالکل دفع کر دیتی ہے امریکہ مین تمام ڈاکٹر اسکا
استعمال کراتے ہین ایک دفعہ اسکو آزمائیے اور صحت پائیے
قیمت چہوٹی بوتل ایک روپیہ۔ بڑی بوتل دو روپے
تمام انگریزی دوائی فروش فروخت کرتے ہین۔
FOR SALE BY (WC KIDE)

جواب۔ آپ نہ تین مین نہ تیرہ مین
دونون سے الگ تہلگ رہیئے۔ البتہ
متعلقین کو جلسے مین بہیج دیا کیجیے۔

جناب من۔ کیون صاحب۔ یہ
نیشنل کانگرس وانٹی کانگرس کیا شے
ہے۔ میرے نزدیک تو نیشنل کانگرس
مزے کی چیز ہوگی کیونکہ ہم لوگون کے
خیال کے موافق نیشنل سے مراد یہی
چاندنی چہیے کی ہوگی۔ اور رس تو
آپ جانتے ہی ہین یعنی شیرین اکثر
ہوتا ہے۔ بس جس کا دل آخر اچہا
وہی اچہا۔ اب باقی رہی انٹی کانگرس
انٹی کا لفظ باپ دادا پردادا سے کبہی
سنا نہین۔ پہر کیونکر سمجہین۔ پس فرمائیے
کہ ہم کیا سمجہے۔

راقم۔ افیونی۔

جواب۔ اب جاگے سمجہے۔

مشفقا اودھ پنچ جیو سلمہ اللہ الکریم
پس از سلام و التحیۃ باد۔ والد و للہ
یعنے زوجہ این کمترین عقیدت کیش
از سن نہایت بر افروختہ است و میگوید
کہ زد و کوب خواہم نمود۔ وجہ این ملال
این شد کہ او را باوجود طلب در جلسہ
انٹی کانگرس نمے رفتہ دادہ بود (اجازت
نہین دیا تہا) پس چہ کردہ شود کہ
بر حالت قدیم آید۔ و سر من از ضرب
آن بیرحم محفوظ ماند۔

راقم۔ لالہ

جواب۔ جواب انٹی کانگرس والون
سے پوچہو۔ بندہ نہ انٹی مار۔ نہ کانگرس
کا طرفدار۔

حیدر آبادی خبر

اجی ہمارے اودھ پنچ حضرت۔ اب تو
تقصیر ہم سفر کرتے ہین۔ میرے کا چل تلے اوپر
ہو گئے۔ بس سفر بسفر بوسیلۃ الظفر۔
بادشت۔ ارے بہائی جان کہان کے
سفر کی دھن سمائی۔ کیا ٹرانسوال جانے کی
سوجہی؟۔
اجی نہین حضرت۔ نہ ٹرانسوال نہ نیٹال
ہم شاہی نوکر۔ بادشاہی نمک خوار۔ ہمارے کو
مُراد کیسان۔ ٹرلیا ڈہونے والون پہاوڑا
لکڑی اٹہانے والون سے کیا بحث۔
پہر کدہر کی سیدہی بہری۔ اخاخاخا
سمجہ گئے۔ پیرس کی نمائش گاہ جاتے ہو
واہ کیا دور کی کوڑی لائے ہو۔
آؤٹ لنڈرل دون۔
ارے بہی آخر پہر کہان کی تیاری
ہے۔ اخاہ۔ اب مین تاڑ گیا۔ مراد آباد
مین کندن جان پاتر بہاڑی رنڈی کی
مسّی ہونے والی ہے اور تم ہو شاعر آدمی
عاشق تن۔ شاہبانہ۔ وہین جاتے ہو۔
اس وقت آپ کے ذہن کا بکارہ
کہلا ہوا ہے۔ ٹرانسوال بہیجا۔ پہر پیرس
روانہ کیا۔ اب ہمارا پارسل مراد آباد جاتا ہے
اجی حضرت یہ بتائیے کہ ہندوستانیون
مین سب سے بڑا کون۔
اچہا سب سے بڑا شاعرون مین امیر
مینائی لکہنوی۔

(۲) بہرون کو مژدہ

ایک ذی دولت بیگم نے جنکا ثقل سماعت اکثر لکلسن نے
بنائے ہوئے آلہ معین الصوت کے استعمال سے رفع
ہو گیا تہا۔ اس کارخانے کو ایک ہزار پونڈ جو قریب پندرہ
ہزار روپیہ کے ہوتا ہے اسواسطے عطیہ فرمایا ہے کہ جو لوگ
سماعت سے معذور اور دولت سے بے بہرہ ہین انکو
یہ آلے مفت تقسیم کیے جائیں جسکو ضرورت ہو بہ نشان
ذیل درخواست بہیجے۔ انسٹیٹیوٹ لانگ کارٹ نمبر ۔۔۔
مقام لندن گوشہ مغرب

شاعروں کا ذکر نہین ہے قبلہ۔
اچھا تاریخ گوؤن مین ارشد بلگرامی۔
تاریخ گوئی کا دفتر انہین جناب نہین پالتو
آپہا صاحب۔ الله آپ کا بھلا کرے
نادلسٹون مین وہ کشمیری رتن ناتھ سرشار لکھنوی تا
سرشار کو کسی گنتی مین سمجھیے۔
تخمینون مین شہزادین کھٹک لکھنوی
لاحول ولا۔ کہان رتن ناتھ اور
امیر مینائی کہان کا لکا دین شہزادین۔
تھیٹرگا نیون مین جو سنے والی حیدر جان
لکھنؤ والی۔ دیپک کا راگ گایا تو ایک حصہ
امین آباد کا جل گیا۔
یہ بھی غلط۔
لاحول ولاقوۃ۔ یہ بھی غلط وہ بھی
اچھا اب سمجھ گیا۔ پتنگ اڑانے والون
اور لٹڈور لڑانے والون مین لکھنؤ کے
میر محمد علی۔ گھنشا بیگ کی گڑھیا سے
بمو بیچ چلا تو خیرآباد مین (وہ کاٹا) وہ
گول دونیا پتنگ اس شان سے جارہا
ہے کہ عدالت خفیفہ دو تین ساقن
چھو کر ہی۔
یہ بھی غلط۔
اچھا چکارا بجانے والون مین
لکھنؤ کا سوداس۔ دو دل ملانے والون
مین بلبل ہند چوک والا۔

ارے بھائی ہندوستان کے
والیان ملک مین سب سے بڑا کون
ہے اس کا نام لو۔
ایسا! تو پھر پہلے کیون نہ بولے
سب سے بڑا مہاراجہ سرمحبوب علی
بادشاہ حیدرآباد والا نواب۔ جس کی
جلو مین فتح و ظفر ہین ولیاں رہتے ہیں
ہان اب آئے ٹھیرے یہ انہین
کے ہمراہ جاؤن گا۔ کلکتے کا سفر۔
بجا ارشاد ہوا۔ اچھے اچھون کی
تو دال نہین گلتی آپ بڑے وہ بن کے
آئے ہین۔
ابھی تو ترکیب کے ساتھ جائینگے
وہ ترکیب کیا ہے تنبا۔
ابھی اسپشل ٹرین پر حضور جائینگے نا
کہو ہان۔ ٹرین مین گارڈ ہوتے ہین کہ
نہین۔ کہو ہان۔ ڈرائیور ہوتے ہین
کہ نہین۔ کہو ہان۔ اچھا ڈرائیور کو خلاصی
کی ضرورت ہوتی ہے کہ نہین۔ کہو ہان
ہم خلاصی بنکر جائینگے۔ وہ مارا۔
ہان یہ مانا۔ اتنے بڑے حضور کا
خلاصی بننا بھی سعادت ہے۔ بھلا
کام یہان کا کون کرے گا۔ حضور تو
کلکتہ مین ایڈن گارڈن کی سیر
فرماتے ہونگے۔ غالباً مدار المہام
کام کرین گے۔
جی وہ بھی ہمراہ رکاب حضور
مے رونق۔
پھر کون ہے بھی۔
قائم مقام وزیر کی کرسی پر
مہاراجہ کشن پرشاد بیٹھین گے۔
کون کون۔ کیا کہا۔ کشن پرشاد
ارے یہ تو ہندو کا نام ہوتا ہے
ہندو تو ہین ہی۔ ہوتا ہے
کیا ہنسے۔

بھی ہندو کی ریاست مین ہندو وزیر
اور مسلمان وزیر ہونا چاہیے۔
معقول۔ یہ زبردستی کی بات ہے
خلیفہ محمد حسین مسلمان نام ہے یا نہین
پٹیالہ کی ہندو ریاست کی وزارت کی
یا نہین۔
اچھا نواب سرفیض علی خان مہاراجہ
جے پور کے نائب تھے یا نہین۔ لارڈ
بیکنسفیلڈ یہودی تھے کہ نہین۔ پھر
انگلستان کی وزارت کی کہ نہین مہاراجہ
کشن پرشاد ایک مرتبہ قائم مقام
وزیر اعظم رہ چکے ہین۔ ان کے نانا
سال بھر رہے۔ مہاراجہ چندو لال
دیوانی کر گئے۔ ان کے بزرگ راجہ ٹوڈرمل
جلال الدین اکبر بادشاہ کے وزیر تھے
یہ تو پشتینی وزیر ہین۔
بھی یہ نام بڑا اقبالمند نام ہین
بھی آج کشن پرشاد اپنا نام رکھ دونگا
مین بھی کہین کا وزیر ہو جاؤنگا۔
لے اب رخصت۔ سفر کے مضامین پنچ
کے لیے بھیجونگا۔
راقم ایک عزیز خلاصی

اودھ پنچ۔ حضرت۔ ہمکو الاصی خلاصی نامہ نگار
کی ضرورت نہین ہے۔ الاصی خلاصی اور ...
کو مبارک۔ ہمارا نامہ نگار یا سید ہو یا پنڈت
یا پیر پادری۔

انٹی کانگریس والونکا ہے شکوہ دوستانہ

ایک ہمارے مہربان حسب ذیل فرماتے مین
"برادر اسلامی جناب اڈیٹر صاحب
اودھ پنچ دام مجدکم۔ مجکو آپ کی خدمت مین
چند ضروری امور پنچ مین عرض کرنا تھے جنکو
مین پبلک مین بشرطیکہ آپ کو کوئی عذر نہ ہو
ظاہر کردینا مناسب سمجھا۔

اہل کانگرس کو جلسہ انٹی کانگرس حال کی مخالفت لازم ہے جو انکے انگریزی اخبارون مین ولیلاً توٹھیں لیکن جلسہ اور ارکان جلسہ کی توہین اور استخفاف کے پیرایہ مین کی گئی اور بعض تحریرین جو اودھ پنچ مین چھپین اُن سے اہل کانگرس نے بعض غیر ضروری طور کے فوائد حاصل کیے۔ میرے نزدیک انٹی کانگرس والون کی مخالفت مین اشخاص سے بحث کرنے کے بدلے معاملات پر بحث کرنے سے ملک کو زیادہ فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ مجکو اخبار ہندوستانی کے ایک نامہ نگار کا یہ فقرہ کچھ پسند نہ آیا کہ لکھنؤ مین بجز ایک شخص کے (جس سے مراد آپ ہین) کوئی مسلمان باوقعت "پبلک مین" نہین ہے۔ آپ کے بارہ مین اس کا بیان کرنا نہ کرنا مساوی ہے اسوجہ سے میرے نزدیک یہ آپ کی تعریف نہین ہے بلکہ دربردہ مسلمانون کی ہجو ہے جسپر شاید آپ راضی نہ ہونگے خاصکر اسوجہ سے کہ پبلک مین کے معنے تو چند ہی آدمی سمجھینگے لیکن باوقعت کے لفظ سے ہر شخص کا خیال جائے گا۔ سمٰوہ ... کے جلسہ اور اوسکے شرکا کے جلیل القدر ہونے سے نہ انکار ہوسکتا اور نہ اسکی ضرورت ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ جتنا آپ کے سے لائق اور فہیم مسلمان اپنی اسلامیت اور قومی وقار کو ساتھ لیکر کانگرس مین شریک ہو سکتے ہین اور جنکو صرف ملکی ہی اغراض سے کانگرس مین شریک ہونے کی ترغیب بعض صورتون مین ہو سکتی ہے ورنہ ہمارا اعزاز ضرور اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ وابستہ ہے جس کا رہن شرکت کانگرس کے لیے ہمارے حق مین مفید نہین ہو سکتا۔ جس جلسہ مین مسلمانان شہر کی چیدہ جماعت مع ہمارے علمائے دین اور اہل ادیان قوم کی شریک ہوئی ہو اس کی نسبت بلکہ تمام شہر کی نسبت یہ کہدینا کہ یہان ایک کے سوا (وہ بھی شاید بہ مصلحت) دوسرا کوئی باوقعت مسلمان "پبلک مین" نہین ہے آسان ہے لیکن جماعت اسلام سے اسکا اقرار اور اعتراف کرانا امر مشکل ہے۔ ہمارا اپنے قومی اعزاز کی نگہداشت امور کانگرس سے زیادہ ضروری سمجھنا چاہیے کیونکہ اسی وجہ سے ہم ملکی معاملات اور ملکی جلسون مین پوچھے جا سکتے ہین ورنہ پونا اور مدراس اور کلکتہ کو چھوڑ کر لکھنؤ مین کانگرس کا جلسہ ہی کاہیکو ہوتا جو ان مباحث کی نوبت آتی۔

راقم۔ طرار۔

ایڈیٹر۔ اگر کسی نے پنچ کی دلگی کو کسی کی چڑھ بنا لیا تو اڈیٹر کا کیا گناہ ۔

م۔ تم اپنی خو نہ چھوڑو گے ہم اپنی وضع کیون چھوڑین

ہندوستانی کے نامہ نگار نے ہمارے نزدیک غلط لکھا کہ بجز ایک شخص کے کوئی مسلمان باوقعت پبلک مین نہین خصوصاً آپ کے اس جلسے کے بعد کہ دربردہ مسلمانون کی ہجو ہے۔ اب شاید کوئی مسلمان آپ کے سامنے دعوے نہ کر سکے۔ چنانچہ ایڈیٹر بھی اسکو اتہام ہی کہتا ہے۔ جب تک آپ اور ہندوستانی کا نامہ نگار باوقعت اور پبلک مین الفاظ کے معانی کو اپنی ڈکشنری مین مطابق نہ کر لین تب تک ہم تو یہی کہین گے کہ ایک شخص ہرگز نہین۔ کم سے کم ڈیڑھ تو ضرور ہین ایک ہمارے مہربان طرار اور نصف یہ گنہگار۔ اب تو خوش ہوئے۔ لے آؤ بغلگیر ہو جائین۔ کہان کا جھگڑا نکالا۔ شیر شاہ کی داڑھی بڑی تو کیا سلیم شاہ کی داڑھی بڑی تو کیا۔ میان آؤ دُنیا پر ہنسین ہنسائین اور اپنے اپنے دہندے مین پڑین۔ م

ماقصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم

یہ بھی وقت کی بات ہے۔ چار دن کے بعد کانگرس شہر سے کوچ کر جائے گی انٹی بھی ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ بہت ایسے خواب پریشان دیکھے ہین۔ کن فکرون مین پڑے ہو یار۔ دُنیا تھیٹر ہے۔ تماشا دیکھو اور گھر مین لحاف اوڑھ کے سو رہو صبح صبح میتھی کی کھچڑی کھاؤ جس مین کچھ کام کاج کی طاقت آئے۔

نصف قیمت

(خریداران اودھ پنچ کو مژدہ)

طویل تجربے اور ملک کی مجموعی حالت اور شائقین کی درخواستون سے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات از راہ قدردانی اودھ پنچ لینا تو چاہتے ہین مگر قیمت سالانہ ادا کرنے سے معذور ہین۔ لہذا انکی خاطر سے ہمکو مجبوراً قیمت مین تخفیف کرنی پڑی ہے۔ چنانچہ طلبہ اور کم استطاعت غربا کے واسطے ہمنے سنہ ۱۹۰۰ء سے نصف قیمت یعنی للعہ سالانہ پیشگی مقرر کی ہے جو صاحب یکمشت بے قیمت ۱۳ محصول جملہ للعہ پیشگی بھیجدینگے انکی خدمت مین پرچہ سال بھر جایا کریگا۔

شربت مقوی اعصاب
لودھرن یاناف
تریاق السعال
پتہ: زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ تحفظ صحت لاہور موچی دروازہ

ممیرے کا سُرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمکل ایگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

مسٹر بانگر یزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست و ولایت کی یونیورسٹی کی سند یافتہ یورپین ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سُرمہ کی تصدیق فرمائی ہی کہ بہر امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا- پڑوال- غبار- پھولا- سبل- سُرخی- ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ- مسٹر ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سُرمہ کا استعمال کرتے ہین۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بہی حاجت نہین رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سُرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لیے کم رکہی ہے کہ عام و خاص اس سُرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال کے لیے کافی ہی مبلغ دو روپیہ۔ ممیرے کا سفید سُرمہ اعلی فی تولہ تین روپیہ خاص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ۔ مصری سُرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار- درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی و جعلی سُرمہ کے سُرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیے۔ **المشتہر**- پروفیسر میا سنگہ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور- پنجاب-

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

(۱) مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ میرے کا سُرمہ جو سردار میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بنزلہ اکسیر ہے- آنکھون سے بہت پانی کا جانا- دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن ہو یکمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جہلی کا زخم اور نیز سبل کا مرض چونکہ اس سُرمہ مین کوئی مضر یا زہریلی شی نہین ہے اسلیے ہر کسی کے لیے اسکا استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرونکا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکہنا چاہیے اسلیے مین بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لیے میرے کا سُرمہ ضرور ہی مفید ہے۔

راقم- ڈاکٹر ڈی- ایم- سانگلی صاحب بہادر- ایم- بی ایم- ایس- سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر

(۲) مین بڑی خوشی سے بہ سبب اسکے سُرمہ کے فوائد بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سُرمہ میا سنگہ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے مین نے اسکا تجربہ ابھی ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ آمنہ بیوی بعمر ۴۰ سال ساکنہ لاہور کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھونکی پلکوین مین غدود سے سوجے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اسکی آنکھین سرخ اور دکھتی ہوئی تہین انمین بکثرت سے مواد نکلتا تھا اسکی بینائی مین اسقدر فرق آگیا تہا کہ سوئی مین دہاگا بہی نہین پرو سکتی تہی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلے پر رکہی جاتی تہین صفائی سے نہین دیکہہ سکتی تہی مریضہ مذکور نے تین روز تک سُرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی۔

راقم- خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل- ایم- ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور

(۳) مین نے میرے کے سُرمہ کا جو کہ سردار میا سنگہ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکہین بہت کمزور اور بیمار تہین استعمال کرکے دیکہا مفید پایا میری رائے مین خاص کر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند غبار یا کمزوری نظر ہو یہ سُرمہ نہایت ہی مفید ہے-

راقم- ڈاکٹر برج لال گھوش رائے بہادر ایل- ایم- ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ مین نے میرے کا سُرمہ جو کہ سردار میا سنگہ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکہنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لیے میرے کے سُرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے

راقم

خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ- ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر و ٹریژری کالج لاہور

پانچہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سُرمہ کی سندات مین جو قریب بارہ ہزار کے ہین- ایک کو بہی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لیے مارچ ۱۸۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے

سلامی گل افشان تراز پھلجری
بتابندگی موتیون کی لڑی

مولانا پنچ دامت فطرانکم

قبول فرمائیے عوض کے نامہ و پیام بالاے طاق ہے آپ خیال فرماتے ہونگے کہ کسل اور کاہلی بنیاد کی طبیعت پر غالب آگئی ہے یا ویزیز سرد بیت کی اتنی والون نے بڑکا یا ہے مگر حضرت یہ کچھ بھی نہین بات اتنی ہے کہ اودھ پر ۲۰ ۱۸ نومبر کے خطر نے فرصت نہ دی خیر جب اوس جانکنی قیامت کی تیرھوین ہولی تو مقررہ قاعدے کی موافق تنگی کے بعد فراخی کے دن آئے اور عسرت کے بعد تیسر کا دور شروع ہوا۔ اب ۱۸ دسمبر کی دھوم دھام چہل پہل بھی۔ آپ جانیے زندہ دلی بھی کوئی چیز ہے۔ گلگشت و تماشا کی سوجھی ع

سیر کی خوب پھرے پھول چنے شاد رہے

مگر چونکہ زمانہ کے خمیر مین ثبات کچھ نہین گیا۔ سمان بھی قائم نہ رہا۔ سب تماشائی تفریح اوقات کے بعد پھر اپنے اڈے پر آپڑے۔ اب مجھے یہ فکر ہوئی کہ مدتون غائب غلہ رہنے کے بعد خالی خولی آپ کو خط پتر کیا لکھون آخر کچھ تو ہدیہ سمجھے ارمغان چاہیے۔ اسی فکر مین تھا کہ ایک لڑکا شبراتی پڑھتا ہوا سامنے سے گزرا مین نے اوسے بلا کر رزافشان وصلی دیکھی تو عجب مزے کے چار شعر لکھے ہوئے نظر پڑے فوراً پنسل سے پاکٹ بک پر لکھ لیے لیجیے بیٹھے بٹھائے اچھا خاصہ تحفہ مل گیا اوسی وقت مین نے گشت کر کے اور بھی اسی قسم کی نظمین حاصل کین یہ سب مبالغ البلاغ خدمت مین خود بھی ملاحظہ فرمائیے اور ناظرین اودھ پنچ کے ملاحظہ مین بھی پیش کیجیے۔

نمبر ۱

شب براتی مولفہ منشی جیو صاحب نشستہ ڈیوڑھی
یکے از خیر خواہان

شب برات آمد و رتان گل افشان گردد
دنت انگلش بہ مثال آفت و دران گردد
این دعا صبح و مسا ورد کنید ای طفلان
فوج بوئر ز صف جنگ گریزان گردد

نمبر ۲

از نتایج طبع رافع الیدین سالک الغوبین
یکے از مولوی صاحبان

گویند کسان شب برات است امشب
تابان بفلک سنجات است امشب
این فاتحہ و نذر بخوان حلوا
بس بدعت و لغو و واہیات است امشب

نمبر ۳

طبعزاد یکے از ماسٹر صاحبان کرسچین و روشنی جدید محلی ہی باشند

شب برات آمد خدارا ای ہوا خواہان قوم
چشم بکشائید آخر تا کجا این کسل و نوم
در علیگڑھ چندہ بفرستید بس کارِ شما
ہم ز نذر و فاتحہ ہم از صلوٰۃ و حج و صوم

نمبر ۴

از رشحات اقلام اعظم ظریف السلیع

شب برات آمد فروزان شد چراغان ہر طرف
با نجوم آسمان گردید ہمراہ اخگر طرف
این صدا در گوش از ہر کوے و برزن میرسد
کانگرس در لکھنؤ دارد و شد انتی بر طرف

راقم۔ غ۔ ع۔

پروفیسر شہباز کے الجھے ہوئے خیالات

رشیفہ

یہ داڑھی ناف تک آئی ہوئی ہے
گھٹا یا گھٹا چھائی ہوئی ہے
دھوان دھار اس کا عالم دیکھ کر اب
گھٹا بھی دل مین شرمائی ہوئی ہے
نکلنے کا نہین ملتا ہے رستہ
اندھیری رات گھبرائی ہوئی ہے
ذقن کے برج پر جھنڈا جب بین
یہ ابر کی گرائی ہوئی ہے
چھپے کیونکر نہ پتلون پیٹ کر
کڑی موچھون کی لٹکائی ہوئی ہے
خدا ہی جانے کر کے بالکو سطے
یہ کیون پیچھے سے کترائی ہوئی ہے
شکم پر پنڈلیون ایڑیون پر
جد ہر دیکھیے ہر چھائی ہوئی ہے
اگر ایٹھی ہوئی ہے لب پر مین موچھین
یہ داڑھی بھی تو پھڑکائی ہوئی ہے
گیا ہے مار گھوڑے کے برش سے
جیبن جانکے ستھرائی ہوئی ہے
نہین دادر اگھوڑے کی دم سے
اگر کل کی چھٹوائی ہوئی ہے
ملی دین کے رہنے کی یہ گھاس
تیر جیتے کی یہ کھائی ہوئی ہے
نہ کیونکر ولایت کی یہ ہے فیشن
کہ لندن سے یہ منگوائی ہوئی ہے
لگائی جب کبھی سجے مین آدن
صفائی کو یہ ستھرائی ہوئی ہے
شیخت کو نشہ ہے ننگ سا
جوانی کی یہ گھٹوائی ہوئی ہے
سبھی تو ہین بتاتے اسکو ری
جبھی الٹی یہ لٹکائی ہوئی ہے
گرا سکتے نہین طوفان کیونکے
کہ مضبوطی سے اٹکائی ہوئی ہے
گھنی ایسی ہے داڑھی کی لٹ
کہ کملی اس سے چکرائی ہوئی ہے
نہین ملتی یہ داڑھی سر نہین
بہت کچھ و رے کے ہوئی ہے
سلجھنے کی نہین گتھی کسی سے
کہ قدرت کی یہ الجھائی ہوئی ہے
کثافت سے بہری پیلی کبھی
مگر برسون کی دھلوائی ہوئی ہے
وباکی طرح سے پھیلی ہے ساز

بلا آخر سیپا[illegible] ہوئی ہے

سلطنت کی عمر طبیعی

رفیق مہند مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب کا ایک عجیب مضمون شائع ہوا تھا جس میں مولانا نے بعض ممکنات کی عمر طبعی سے بحث کی تھی اور آخر میں سلطنت کی ایک عمر طبعی تجویز یا اپنے خیال کے موافق ثابت کی تھی۔ اور اسکو تین زمانوں یعنی زمانہ ترقی، زمانہ سکون اور زمانہ تنزل میں تقسیم کیا تھا۔ شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب۔ اس مسئلہ سے اختلاف کیا اور اس خیال کو تو ہم پارینہ کا خطاب دیا۔ شمس العلماء موصوف نے موجودہ مدبران سلطنت کے بھروسہ پر ایک شستہ عنوان سے تسلیم کیا کہ اب سلطنت کی زندگی اور ابدی اور غیر محدود ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ان دونوں بزرگوں کے مذاق طبع کے اختلاف نے اس مسئلہ میں عجیب غریب پیچ پیدا کر دی ہے۔

چونکہ دونوں فاضلوں کا طبعی میلان اس خصوص میں بالکل ہی متباین واقع ہوا ہے اس لیے اس بحث میں دونوں محققوں کا مقصد اصلی بسر حسب اتفاق من کل الوجوہ ایک دوسرے سے متغائر رہا اور اس اختلاف کی اصلی وجہ یہ ہے کہ مدعی سے سوال مسلمہ ہی متحد نہیں ہیں اور وہی مثل ہے جیسا کہ ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

سارت مشرقة وسرت مغربا
شتان بین مشرق ومغرب

یعنے وہ مشرق کی طرف سفر کیا اور میں نے مغرب کی طرف اس صورت میں دو فرق جو ایک دوسرے سے مخالف سمتوں میں جانے والوں کے درمیان ہے ظاہر ہے۔

چونکہ مولانا یا شمس العلماء نے بنائے اختلاف کو وضاحت کے ساتھ ظاہر نہیں فرمایا۔ اس لیے ہم بھی اس دقیق نکتہ کو حل کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے اور دیکھتے ہیں کہ آخر یہ بحث کب تک ان پر اصلی مرکز کی طرف نہیں رجوع کرتی۔

مولانا نے باوجود اسکے کہ اپنے مضمون میں سلطنت کی عمر طبعی کی کوئی خاص حد نہیں بتائی بلکہ اوس کے تنزل یا آخری زمانہ کے کچھ آثار بیان کیے ہیں اس پر بھی شمس العلماء سے ضبط نہ ہو سکا۔ اگر ہمارا خیال غلط نہیں ہے تو شاید جناب ممدوح نے وہ مدلل بحث جو علامہ ابن خلدون مغربی نے سلطنت کی عمر طبعی پر لکھی ہے ملاحظہ نہیں فرمائی۔

علامہ ممدوح نے قوی دلیلوں کی ترتیب سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ سلطنت کی عمر طبعی شاذ و نادر سے قطع نظر کر کے (۱۲۰) سال ہے۔ اور یہ تین نسلوں کی عمر کا مجموعہ ہے جن میں سے ہر ایک نسل کی عمر بلحاظ اوسط (۴۰) سال قرار دی گئی ہے۔ اس چالیس سال اوسط قرار دینے پر یہ روشن دلیل بھی تائید میں پیش کی ہے کہ خداوند عالم نے بنی اسرائیل کو جو (۴۰) برس تیہ میں رکھا اوس میں حکمت یہ تھی کہ دولت کی خوگر موجودہ نسل کے فنا ہونے کے لیے اور دوسری آزاد اور پر جوش نسل کے ظہور میں آنے کے لیے (۴۰) سال کی مدت درکار تھی۔ غرض کہ اس حساب سے سلطنت کی عمر طبعی علامہ موصوف کے نزدیک (۱۲۰) سال ہے جس کو چالیس چالیس سال کے تین دور یا زمانوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور تینوں دور کی حالت قریب قریب وہی بیان کی ہے جو مولانا ابو محمد صاحب نے اپنے مضمون میں لکھی ہے (کتاب العبر جلد اول صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ مطبوعہ مصر ملاحظہ طلب) فرق اتنا ہے کہ مولانا صاحب نے اس کا سبب نہیں بیان کیا ہے کہ آخر یہ تین مختلف حالتیں تین زمانوں میں کیوں عارض ہوتی ہیں۔ علامہ ابن خلدون نے اس کا سبب بھی بیان کیا ہے۔ اون کا قول ہے کہ پہلے دور والے اپنی بداوت کی عادتوں کے موافق تنگی اور سختی کی برداشت کے عادی ہوتے ہیں۔ اور اُن میں دلیری اور قومی حمیت اور حمایت کی قوت قوی ہوتی ہے اور نتیجہ وسعی سے جو ترقی یا عظمت و جلالت حاصل ہوتی ہے وہ مشترک سمجھی جاتی ہے اس لیے اون کی عصبیت اور اون کا جتھا محفوظ رہتا ہے۔

لیکن دوسرے دور میں دولت اور نعمت کے لطف اور عیش سے طبیعتوں میں اثر کر جاتے ہیں اس لیے رنگ بدل جاتا ہے۔ مزاجوں میں عیش پسندی اور راحت طلبی آجاتی ہے اور اوس مشترک عظمت اور جلالت پر بھی کوئی ایک شخص بالانفراد قبضہ کر لیتا ہے اس لیے باقی افراد جماعت کی کوشش سست پڑ جاتی ہے۔ مگر چونکہ اس دور میں گزشتہ دور کے دیکھنے والے موجود ہوتے ہیں اس لیے کلیۃً یہ زمانہ پچھلے زمانہ کی برکتوں سے خالی نہیں ہوتا۔

تیسرے دور میں پہلے دور کو بالکل بھول جاتے ہیں اور نشا دولت و جاہ سے مست و خراب ہو جاتے ہیں۔ عصبیت اور حمایت اور مدافعت کا مادہ باقی نہیں رہتا خیل و خدم طاق و رواق کی زیبائش اور آسائش پر اون کا فخر محدود ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اگر کسی مخالف قوت سے مقابلہ ہو جاتا ہے تو چونکہ قوم میں مدافعت کی طاقت نہیں ہوتی اس لیے مجبوراً سلطان وقت کو غیر قوموں کو اپنا شریک حال اور معاون بنانا پڑتا ہے اور اونکے سہارے سے اپنی

نیشنل کانگریس کا پندرہواں اجلاس

بمقام لکھنؤ

اور اپنی سلطنت کی عمر طبیعی کے دن کاٹ رہے تھے تمادون اللہ بانقراضنا قتد سب الدولۃ بما حملت

راقم سید غضنفر علی اٹہہ پانوان

دوستون نے منہ دو دمدا ٹھا جان پر
دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

مولانا پنچ زاد نواز شکم - سلام علیکم وعلی من لدیکم - مثل زرد میگزین کا عورتون والا مضمون دیکھ رہا تھا - کہ اتنے مین تمہارے کرم نامہ کے ساتھ ایک گاودی کا خط نظر پڑا - تم نے تو اپنے نزدیک خلوص کی وجہ سے وہ خط بھیجا ہوگا مگر مجھے تو وہ خاصہ نیش عقرب ہوگیا - پیچ و تاب سے گھر والون کو لیے بیسیہ خرچے دو سین نظر آگیا جو تمہارے یہان کے نٹون اور حیدر آباد کے گاوڑ دوالہ کو سات جلم دکھاتا نہ آئے - دلگی دیکھئے اتنے مین ایک گدہا سنکنے لگا - مین سمجھا گیدی خریان ہی آپہونچا اور بس جامہ سے باہر ہوگیا - ناظرین کے کانون مین جو سنک پہونچی وہ سمجھے کہ اسی قوال کے گانے پر حال

آیا ہے سب کے سب تعظیما کہڑے ہوگئے گہرا کے جبت لگا تا ہون تو کتابون کی الماری کے اندر مین سے کسی کوئی رمل کی کتاب نکلے تو فال دیکہون اس خیال سے جو ایک کتاب کا ورق اُلٹتا ہون تو حسب ذیل عبارت نظر پڑی -

"راویان نغز گفتار و ناقلان اخبار یون روایت کرتے ہین کہ زمانہ گذشتہ مین ایک شہنشاہ تہا آفتاب اوس کا غلام ماہتاب اُس کا غلام - اور تو اور آسمان اوس کا غلام نپولین بونا پارٹ نام - ایک روز بعید فرشاہانہ وہ مسند سے تکیہ لگائے حیران کی متال منہ مین دبائے امور مملکت انجام دے رہا تہا کہ ایک چوبدار نے دست بستہ آکر عرض کیا خدا اقبال و دولت کو ترقی دن چوگنی رات اٹھ گنی دے - ایک جہان نثار بام فلک سے گرکر تصدق ہوگیا - نپولین نے پوچہا کیس اتیل - یعنے وہ کون عورت ہے چوبدار یہ سوال از آسمان دیکہہ کر سُن ہوگیا سمجہا خود بدولت وخت رز سے بہکتا رہین اور اوس کا جلوہ نظرون مین ہے - ہر شے مین عورت نظر آتی ہے - چپ ہو رہا تہوڑی دیر مین موقع دیکہہ کر پہر دُہرایا - مگر نپولین نے پہر پوچہا کہ اِٹ اِیل - بہلا کون جواب دیتا چوبدار سٹپٹا کر باہر بہاگ گیا - آخرش بعد از تجسس بسیار و تفحص بشیار یہ ہویدا ہوا کہ ایک رشک قمر پروہ عاشق تہا اوسی کے عشق مین سقف ایوان سے گرکر فرہاد و اسجان دی - عاشقون مین نام کرگیا - پیر و مرشد ظل سبحانی نے سنکر ارشاد فرمایا یہ تو مین پہلے ہی سمجہ چکا تہا دُنیا مین تین چیزین ہین - زن زمین زر نوجوانون کو روگ زن سے بڑہکر

اور کیا شے ہو - انتہی کلامہ - اس سے تو سمند ناز پر ایک اور تازیانہ ہوا - مین یہی چاہتا تہا قلم دوات لیکر اوکہ دون ہو بیٹہا - اور جواب ترکی بترکی خیال کے گہوڑے کو ایڑ دے آپ کے کورٹ یارڈ مین بہیج گیا - ہان اور اسکا لے کے جواب کو حرف بحرف پڑہیے گا تو یہ تو تمام دنیا کو معلوم ہے کہ قیامت مین آفتاب سوا نیزہ پر آجائے گا - مگر یہ آفتاب کسی ناجائز حمل کی طرح یون ایک دم سے تو گرا نہ دیا جائے گا بلکہ وہ روز بروز نیچے اوتر رہا ہے اور جس روز سوا نیزہ پر آجائے گا - چلو قیامت آجائے گی - بس تو آجکل آفتاب بہت نیچے آگیا ہے - اگلے زمانہ والے تو سردی گرمی کے عادی ہوگئے تہے مگر نوجوانون پر اسکا اثر پڑا - یعنے اونکے دماغ پر گرمی چڑہ گئی اور اوس مین جوش شہوانی پاگل پن اور سودا وہی مادہ اتنا بڑہ گیا کہ وہ دوسرون پر آنے لگے مگر دیوانہ بکار خود ہوشیار - دوسرون پر تو چاہیے وہ جو ظلم و ستم ڈھائین مگر اپنے حق مین کبھی کوئی بات بُری نہ نکالین گے بہلا کسی کو کیا پڑی تہی جو باگلون سے گالی گلوج کرنے بیٹہتا - مگر مشکل یہ آن پڑی کہ ہندوستان اور خاصکر حیدر آباد کے لوگ

جو سیدھے سادے مسلمان خوش اعتقاد بیٹھے تھے ہندوستان میں ان پاگلوں کو لوگ مجذوب سمجھنے لگے۔ اور ان کی بڑبڑ پر توجہ کرنے لگے مگر خیر یہ ہوئی کہ وہاں یہ خیال تھا کہ مجذوب کی بڑ کے مخالف کام کرنا چاہیئے لیکن حیدرآباد میں غضب ہی ہو گیا۔ لوگ ان خبطیوں کے کہنے پر عمل کرنے لگے اور کچھ ایسی چھوت لگی کہ یار لوگ مارا شجری بی کر بے شرم اور ننگ دھڑنگ ہو گئے اور حیدرآباد باغ عام عشق آباد ہو گیا۔ لیکن چونکہ یہ بات ڈھکی تھی اس وجہ سے کسی کو نوٹس لینے کی فکر خیال نہ آیا۔ اب تو ان لوگوں نے اتنا اودھم مچایا کہ اخباروں میں سے دو ایک پیس ہوا یہ لازم کہ کوئی خبر ان کی اس لیے ہو گیا میں طیار ہوا پہ بات اس کی کہ ملکوں میں کان ان کے۔

میں سمجھا تھا یہ جب ہی جب بنائے کعبہ پڑتی تھی کہ یہ جھگڑے میں لا ایلگا ہیبت گبر و مسلمان کی یار لوگوں نے جب قوم قوم کے نعروں سے رفارم کا نام لیا تھا تبھی میرے منہ سے نکل گیا تھا کہ ات ال؟ ارے ہاں ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ یعنے چہ؟ عورتوں سے اور فارم یا قومی ترقی سے کیا علاقہ۔

راقم - دکن رپورٹر۔

ریویو

مخابرات مصر و سوڈان۔ روزانہ اخبار دہلی نے عرصہ ہوا ہمارے دفتر میں یہ کتاب اظہار رائے کے واسطے بھیجی تھی لیکن ہم اپنے دہلوی معاصر کے ممنون ہیں کہ انہوں نے دلچسپ اور مفید طریقے سے اس مہم کے حالات مشرح اور مبسوط مدون کیے اور کتاب کو حتی الوسع بہت کچھ دلکش بنایا ہے۔ اور جس کام کو اختیار کیا تھا بخوبی اسلوب انجام دیا۔ اردو میں ایسی کتابوں کی بہت کمی ہے اور اوس کے عوض محض تاجرانہ نفع کے لحاظ سے افسانہ پسند علمی افیونی حضرات کے واسطے طرح طرح کے ناول اور اون کے ترجمے آئے دن شائع کیے جاتے ہیں جن سے اردو علم ادب کو چنداں فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ پس اگر کوئی صاحب مفید تصنیف اور تالیف سے اس زبان کو متین اور پسندیدہ بناتے ہیں تو ہم کو اون کا ممنون ہونا اور خریداری سے اون کی ہمت بڑھانا چاہیئے۔ اس کتاب کی قیمت صرف عمہ ہے اور دفتر اخبار مذکور سے مل سکتی ہے۔

انگلینڈ اینڈ انڈیا۔ (اردو) سمجھدار لائق۔ خوش فکر۔ غور کرنے والے جس کام کو کرتے ہیں گو وہ کیسا ہی معمولی اور رسمی ہو مگر اوسمیں بوے فائدہ و نفع ضرور اس طرح ہوتی ہے جیسی پھولوں کے ساتھ رہنے سے مٹی تک خوشبودار ہو جاتی ہے۔ یورپ کا سفر اور اوسکے حالات کئی ہندوستانی حضرات نے اردو و انگریزی میں شائع کیے۔ مگر ان میں بجز روزمرہ کی باتوں کے مشکل سے کوئی پر مغز بات مل سکتی ہے۔ ہاں اس کتاب کے مصنف جناب بابو جینا تھ صاحب مسٹر جسٹس نج گورکھپور نے جو سفر ولایت کے حالات لکھے ہیں اونکو مضامین اور خیالات اور نصائح مفیدہ سے ایسا آراستہ و پیراستہ کیا ہے کہ ہندوستانیوں کو بہت سے معاملات میں نہایت فائدہ رساں ہے۔ یہ کتاب پہلے بھی چھپی تھی۔ اور اب دوبارہ شائع ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ جن امور کو اس زمانے میں ملحوظ رکھنا سیاح کا ضروری کام ہے اون کو بڑی خوبی کے ساتھ مصنف صاحب نے پیش نظر رکھا ہے اور اوس سے جس قسم کے خیالات پیدا ہوئے ہیں اون کو کمال دیانت۔ شگفتگی۔ اور ہوشیاری سے اپنی زبان میں اہل وطن کے روبرو پیش کیا ہے ایسی کتب کے مطالعے سے ناظرین کو بہت کچھ روشن خیالی اور متانت رائے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یقیناً انکی معلومات بہت سے دلچسپ اور مفید مسائل میں ترقی کر سکتی ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ کتاب ہرگز نظر اوٹھا کے دیکھنے کے لائق نہیں جس میں پڑھنے والے کے واسطے کوئی نہ کوئی نئی بات نہ ہو۔ الحمد للہ اس تصنیف میں ہم یہ خوبی بکثرت پاتے ہیں اور سفارش کرتے ہیں کہ ہمارے ہم وطن ضرور اس کو ملاحظہ فرمائیں اور اس سے افادہ حاصل کریں۔

اس کتاب میں اکثر مسائل اس قدر اہم اور دلچسپ مذکور ہوئے ہیں جن پر مفصل بحث کے واسطے اس مختصر میں گنجایش نہیں اور افسوس ہے اردو میں کوئی ایسا گنجایشی رسالہ نہیں جس پر مطول ریویو ایسی کتابوں کا درج ہو سکے۔

بابو صاحب ایک شگفتہ خیال اور سلیم الطبع مشہور اہل الرائے ہیں۔ ہم آرزومند ہیں کہ ایسے خیالات سے عموماً اہل وطن کو فائدہ پہونچاتے رہیں گے اور عنقریب کوئی جدید سوشل یا پولیٹیکل تصنیف زیر نظر و زر ہو گی۔

شربت مقوی اعصاب
اشتہا صادق ہو اور معدہ درست
دھرن یا ناف
تریاق اسہال